فاعتبروا یا اولی الابصار

بفضل خالق

ذوالجلال والاکرام دریں ایام فرخندہ فرجام باعانت سرکار عالی نظام تاریخ لاجواب

مسمّٰی بہ

محبوب الوطن تذکرۂ سلاطین دکن

حصہ اول

دربیان سلاطین بہمنیہ

از تالیف فاضل ادیب عالم لبیب مورخ محقق مولوی ابوتراب محمد عبدالجبار خانصاحب صوفی

ملکاپوری براری حیدرآبادی

صدر مدرس عربی و فارسی مدرسہ اعزہ

بسنہ ۱۳۲۸ ہجری

در مطبع اعظم جاہی واقع محلہ بازار نور الامرا طبع شد

فہرست مضامین

دکن زندہ کردم باین آرزو که نامم بماند دربن چارسو

ابو تراب محمد عبدالجبّار خان صوفي ملکاپوري براري حيدر
آبادي صدر مدرس عربي و فارسي مدرسہ اغرہ
مولف تاريخ دکن

فاعتبروا یا اولی الابصار

بفضل خالق ذوالجلال والاکرام درین ایام فرخندہ فرجام باعانت سرکار عالی نظام تاریخ لاجواب

المسمی بہ

محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن

حصہ اول

در بیان سلاطین بہمنیہ

از تالیف فاضل الادیب عالم اللبیب مؤرخ محقق مولوی ابوتراب محمد عبدالجبار خان صاحب صوفی

ملکاپوری براری حیدرآبادی

صدر مدرس عربی و فارسی مدرسہ اعزہ

در مطبع فخر نظامی حیدرآباد دکن طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدک اللھم ملک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شیء قدیر۔ ونصلی ونسلم علی رسولہ محمد افضل الرسل والانبیاء وعلی الہ الطاہرین شموس الاقتداء وعلی اصحابہ الراشدین نجوم الاہتداء وکل واحد منہم للاقتداء والاہتداء جدیرۃ

محبوب المدائح مدحِ شاہِ دکن صانہا اللّٰہ عن الشّرو الفتن

چونکہ حسنِ اتفاق سے میری مؤلفہ تاریخ دکن کی ابتدا و انتہا پادشاہِ جمشید بارگاہ فریدون درگاہ سکندر صولت بہرام شوکت رستم شجاعت حاتم سخاوت نوشیروان عدالت ارسطو فطنت لقمان حکمت عالیجناب اعلیحضرت قدر قدرت **میر محبوب علیخان** نظام الملک فتح جنگ مظفر الممالک آصفجاہ بہادر جی-سی-ایس-آئی-جی-سی-بی- کے زمانۂ مبارک مین ہوئی ور سرکارِ عالی آصفیہ سے اعانت و امداد تاریخ کے طبع کرانے کے لئے عطا ہوئی۔ بناءً علیہ مجھ پر لازم و واجب بلکہ فرض ہی کہ مین آپ کے واقعی اوصافِ حمیدہ و صفاتِ پسندیدہ سے کتاب کے صفحات کو مزین کرون اگرچہ آپکی ذاتِ ملکی صفات مصنفین و مؤلفین و شعراءِ مشہورین کی مدح و ثنا سے مستغنی و بے نیاز ہی۔ لیکن مؤلفین کے لئے باعث فخر و ناز ہے اور اُن کی تالیف کے لئے امتیاز۔ مؤلفین متقدمین و متاخرین کی یہی طرز و روش متواتر اً قدیم سے چلی آتی ہی اور تمام اسی طریقہ پر چلتے رہے ہین کہ پادشاہِ عہد کا ذکرِ خیر اپنی تالیفات مین کرین مین بھی بزرگانِ سلف کی پیروی کرتا ہون۔ ہمارے اسلام مین تمام امور کا مدار۔ اِنَّمَا الاَعْمَالُ بِالنِّیات پر ہے واقعی عمل و نیّت کا علم علّامُ الغیوب و ستّار العیوب کو ہے۔ آپکے اوصافِ حمیدہ

واخلاقِ برگزیدہ تمامِ رویِ زمین ہین اظہر من الشمس وابین من الامس ہین ۔ دکن کی عامۂ رعایا وکافۂ برایا سے ہر ایک فرد صدقِ دل سے اِس بات کا معترف ہو کہ **اعلیٰ حضرت** مدّظلّہ العالی کی ذاتِ جامع الفضائل والکمالات وحاوی المراحم والصفات رحمدلی و دادگستری وعدل پروری و دور اندیشی مین اور مردم شناسی و بردباری مین فرد فرید ہو۔ دانائی و راستبازی و ہمدردی مین بے نظیر و وحید ہو۔ ملکی انتظام مین ایسا ملکہ حاصل ہو کہ گذشتہ تاریخون مین اسکا مثل نہین۔ مردم شناسی و معاملہ فہمی مین ایسی قوت درّاکہ ہو کہ آدمی کی صورت اور مقدمہ کا عنوان دیکھتے ہی سمجھ جاتے ہین۔ آپکی ذات نادر الوجود ہو۔ متقدمین مین باوجودِ صفاتِ مذکورہ کوئی نہین سنا گیا کہ آپکا نظیر ہو۔ اگر آپکا نظیر ہو تو آپ ہی کی ذاتِ بابرکات ہو۔ آپکی توجہ سراپا رحم نے ملکِ دکن مین اپنے عدل و انصاف کا ایسا سکّہ جمایا کہ دکن کے ہر گوشہ و بیشہ سے ظلم و ستم کے درخت کو جڑ سے اوکھیڑ دیا۔ ستمگارون اور ظالمون کی ایسی بیخ کنی کی کہ ظلم و ستم کا نام و نشان باقی نہین رہا۔ آپ کے عہدِ ہمایون مین امن و امان نے دکن کو اپنا مسکن و ماوا قرار دیا۔ فی زماننا دکن دار الامن والامان ہو۔ عرب و عجم ہند و سند کا امیدگاہ۔ غربا و مساکین کا پشت و پناہ ہو اہلِ دکن و غیرِ دکن آپ کے سایۂ عاطفت مین آرام سے زندگی بسر کر رہے ہین کیا امیر و کیا فقیر ہر ایک کا وظیفہ یہی ہو کہ ہر وقت آپ کے لئے دعاے خیر کرے اب مین بھی اِس دعا پر ذکرِ خیر کو ختم کرتا ہون۔ کہ خداے تعالی ہمارے ظل اللہ

پادشاہ

پادشاہ کو ہمارے سرون پر ہمیشہ سلامت رکھے اور شاہزادگانِ بلند اقبال کو بھی آپ کے سایۂ بلند پایہ مین خوش و خرّم رکھے۔ آمین ثمّ آمین۔

لمؤلفہ

شہی ہمچو اُو در جہان بی نظیر | نہ دید و نہ بیند دگر چرخِ پیر

زخاکِ درِ دولتش در دکن | کشد سُرمہ در چشمِ خود مرد و زن

شد از دودمانش کرامت سمر | بود وارثِ دین پدر بر پدر

تمنّا در آغوشِ بختش بخواب | ولی بختش از خواب در اجتناب

اجابت بدستِ دعایش گرو | دعایش اجابت طلب نو بنو

چو شد نامِ اُو در سخاوت علم | جہان راند بر نامِ حاتم قلم

بسی کشورِ دل کہ آباد ازوست | دل آبادیِ خلق از دادِ اوست

ہمہ شیوہ اش در جہان مردمیست | کسی کو کند مردمی آدمیست

بہ تیغش قضا بستہ عہدِ درست | کہ ہر کس بدش خواست اُو را بکشت

دہد ایزدش آنچنان برتری | ز ہر برتری باشدش بہتری

مؤدب شعاری کہ در خوابِ شب | نرفت از دماغش خیالِ ادب

خدایا بیفزا جاہش کمال | کمالش چنان دہ نیابد زوال

اگر خشم گیرد بچرخِ سپہر | زہیبت بلرزد تنِ ماہ و مہر

کشد تیغِ کین را اگر از نیام — بگیرد ز بهرامِ چرخ انتقام
عروجش برفعت چو بنواخت کوس — ثریا نمود آرزوے پاے بوس
بکوهِ گران گر نماید عتاب — شود آتش اندر دلِ سنگ آب
زہی معدلت کیش و آئین درست — بدنیا پےِ دین کمر بست چست
نبرده زبانش بجز حرفِ راست — زبانش بفرمان و فرمان رواست
ظفر در وغا حامیِ کارِ اوست — دعاے ملایک علمدارِ اوست
چو شد رایتِ دولتِ اُو بلند — فلک گشت مجمر کواکب سپند
بتوصیفِ اُو خلق رطب اللسان — بوصفش بریزد شکر از زبان
نمودم چو اوصافِ او را رقم — بشد شاخِ طوبی بدستم قلم
مرا تربیت داد خود چرخِ پیر — که نامش نویسم به مشک و عبیر
دہد یاوری طالعِ من اگر — به بندم به اسبِ قلم زینِ زر
دکن راز وصفش کنم زرنگار — مثالِ گلستان بفصلِ بهار
برد بر زبان وصفِ او کس اگر — کند جیب و دامان پر از قرصِ زر
زرِ نامِ او سیم و زر را محک — زرش را نهد چشم بر مردمک
بمدحش شود خامه شاخِ نبات — دواتم لبالب ز آبِ حیات
بنامش دہم تا کند نوشِ جان — بیابد حیاتِ ابد در جهان
کنم ختمِ وصفش چو اندر دعا — خدایش اجابت دہد رونما

بمح

بمدحِ کسم نیست ہرگز ہوس
خدایا بدہ ہر چہ خواہد ز تو

مراد ادِ اقبالِ او دسترس
کہ لطفِ تو می زیبد از بہرِ او

بکن نامِ او را بگیتی سمر
ثمر چیند از نامِ او خلق زر

سببِ تالیفِ تاریخِ دکن

حمد و صلوٰۃ کے بعد فقیر الی اللہ الباری ابو تراب محمد عبد الجبّار خان ملکاپوری
برآری حیدرآبادی صوفی تخلّص کہتا ہی کہ کوئی عاقل اِس امر سے انکار نہین کریگا
کہ تاریخ کا فن نہایت مشکل و دشوار ہی۔ مؤرّخ کو تاریخ لکھنے مین جو دقّتین
پیش آتی ہین اُنکو وہی شخص خوب سمجھتا ہی جسکو تاریخ سے مذاق ہو اور اُسکو قرونِ
ماضیہ اور اسلافِ قدیمہ کے حالات سے دلچسپی ہو۔ اور مؤرخ کے لفظ کا مصداق
وہی بزرگ ہوتا ہی جو اسلاف کے واقعات کو اُن کے آثار و علامات و مکانات
و عمارات سے ثابت کرے اور اُن کے روایات و حکایات کو متقدمین کی تالیفات
و تصنیفات سے انتخاب کر کے غور و فکر کی ترازو مین تولے۔ اور تحقیق کی
کسوٹی پر پرکھے اور ہر ایک واقعہ کو جہانتک ممکن ہو واقعہ کے ساتھ مطابق
کرے اور منصفانہ بیان کرے تملقاً و نفاقاً کسی کی ہجو اور کسی کی مدح اور جاہلانہ
کسی پر ردو قدح نکرے۔ اگر کہین کسی کے بیان مین غلطی پائے تو اُس کی

اصلاح کرے۔ اور صاحبِ غلطی کو نشانۂ ملامت نہ بنائے۔ ہندوستان مین اسلام کے آنے سے قبل ہنود کی تاریخین مستعمل و متداول تھین۔ جب سے ہند مین اسلام کی آمد شروع ہوئی اُسی زمانہ سے ہند کی تاریخین عربی اور فارسی مین تالیف ہونے لگین اور اُنمین فتوحاتِ اسلام کے تذکرے اور سلاطین اسلام کے حملے مذکور ہونے لگے اُسوقت سے ابتک عربی و فارسی و ہندی و انگریزی وغیرہ زبانون مین بے شمار تاریخین لکھی گئین۔ مجھے اِس بات کا پتا نہین مِلا کہ اوّلاً کونسی تاریخ مرتب ہوئی۔ موجودہ تواریخ سے ثابت ہوتا ہی کہ سلاطینِ غزنویہ و غوریہ کے زمانہ سے ہند مین تاریخِ اسلام کی تدوین و تالیف شروع ہوئی پھر تغلقیہ و بہمنیہ کے زمانہ مین تالیف کا دائرہ وسیع ہونے لگا۔ تیموریہ کے عہد مین تالیف کا بازار گرم ہوا اور درجۂ کمال کو پہنچا۔ اکبری زمانہ مین اکثر تاریخین مختلف زبانون مین مدوّن و مرتب ہوئین ہر ایک زبان کے مورّخ کی طرزِ تحریر جداگانہ ہی۔ بمصداق ؎ ہر گلی را رنگ و بوئی دیگر است ٭ ہر ایک اپنے بیان مین یگانہ ہی۔ میری طبیعت مین تاریخ بینی کا شوق تھا۔ لہذا مین ہمیشہ ہند و غیرِ ہند کی تواریخ کا جویا رہتا تھا جہان پاتا تھا اُسکو دیکھ لیتا تھا۔ اسیطرح میرے مطالعہ مین اکثر تاریخین گذرین۔ ملکِ دکن کی تاریخون کی طرف خاصّتہً میری رغبت اسوجہ سے زیادہ تھی کہ دکن میرا وطن ہی۔ حب الوطن کے لحاظ سے دکن کے واقعات و حالات کو غور و فکر سے دیکھتا تھا۔ تواریخ مین سے کوئی

ایسی تاریخ نظر نہین آئی جس مین دکن کے پورے پورے حالات ہون۔ پس میرے دلمین یہہ خیال پیدا ہوا کہ خاص دکن کی ایک ایسی تاریخ بسیط و مکمل لکھون کہ دکن کے حالات کے لئے جامع ہو۔ اور اُسمین دکن کا مالۂ و ما علیہ مذکور ہو۔ جہانتک ممکن ہو تحقیقات مین کوتاہی نکرون۔ بناءً علیہ مین نے تاریخ لکھنے سے پہلے دکن کی تواریخ قدیمہ و جدیدہ کی جستجو شروع کی۔ تقریباً دس سال تک تواریخ کی تلاش مین سرگرم رہا۔ مجھے نہ رات چین تھا۔ نہ دن آرام۔ اِسی شغل مین دیوانہ بن رہا تھا ہندو دکن کے بلاد و امصار مین جستجو کرتا رہا۔ متعدد شہرون کے بازار و کوچون مین گھومتا تھا۔ ہر ایک شہر و قصبہ کے خاندانی شرفا و مشایخ سے ملتا تھا اور اپنے مقصود کا نشان ڈہونڈتا تھا۔ اور اپنے کام کی بات پوچھتا تھا۔ جہان جو کچھ پاتا تھا اوسکو خرید لیتا تھا یا صاحب کتاب کی اجازت سے نقل کر لیتا تھا اور جو قصہ و افسانہ کسی عمر رسیدہ بزرگ سے سنتا تھا اُسکو یادداشت مین درج کرتا تھا اور جہان کہین دکن کے عمارات و مساجد و مقابر و منادر پر کتبے پاتا تھا اُنکو بیاض کے صفحو نمین قلمبند کرتا تھا اور دکن کے قدیم سِکّے بھی جمع کئے۔ غرض جو کچھ تاریخی مواد ملتا تھا اُسکو حاصل کرتا تھا۔ آخر مدّتِ مدیدہ و محنتِ شاقّہ کے بعد میرے پاس تاریخی ذخیرہ ایسا جمع ہو گیا کہ شاید اوسکا نظیر دکن کے کتب خانون مین موجود نہو گا۔ بعد ازان مین نے تاریخ دکن کی یادداشتین لکھنی شروع کین۔ حالات و واقعات کی تحقیق مین حسب طاقتِ بشری کوتاہی نہین کی۔ شاہانِ سلف و

وخلف کے حالات مختلف تواریخ سے ریزہ ریزہ فراہم کرکے طرزِ جدید مین نمایان کئے
زمانۂ حال کی طرز پر تاریخ کی ترتیب رکھی ہر ایک مضمون کو جداگانہ عنوان مین بیان کیا
تاکہ ناظرین کو آسانی ہو۔ ہر ایک سلطنت کے عہد کا پورا پورا خاکا کھینچا۔ اُس زمانہ
کی طرزِ معاشرت۔ وعدالت وسیاست کی حالت۔ اور خوشی وغمی کے مراسم
ہر ایک پادشاہ کے دربار کی صورت اور اُمرا و وزرا کے درباری لباس کی کیفیت
اور فوج کے ہتیار و وردی کی حقیقت۔ فوج کی تعداد وجواہر وخزائن کی مقدار مداخل
ومخارج کی تفصیل۔ امرا و وزرا کے عہدے ومناصب۔ اور ملکی انتظام مالی و
دیوانی کی تغییر۔ اور یہہ امر بھی کہ پادشاہ متعصب تھا یا صلحِ کُل کا پابند۔ او مختلف
اقوام ورعایا کے ساتھہ کس طرح سلوک کرتا تھا۔ اور یہہ امر بھی کہ اُس کے زمانہ مین
علم وہنر کا کیا رنگ تھا۔ تجارت وصنعت کا بازار گرم تھا یا سرد۔ زراعت مین
ترقی تھی یا تنزل۔ اور سلطنت کی ترقی وتنزل کے کیا اسباب تھے۔ اور پادشاہ
کے فتوحات۔ اور اُسکے زمانہ کے واقعات اور اُسکی اولاد وزوجات۔ اور اُسکے
زمانہ کی عمارات۔ اور اُسکی وفات ومدتِ سلطنت۔ اور اوسکے زمانہ کے
معاصرین علما وحکما ومشایخ وعقلا کی فہرست مع سنۂ وفات۔
مؤرخین فارسی وعربی نے اپنی تاریخون مین اس قسم کی باتین لکھی ہین مگر ایسے ڈھنگ
سے لکھی ہین کہ ہر ایک شخص اُنکو نہین سمجھہ سکتا ہی۔ اسلئے کہ اُنھون نے فتوحات
ومدایحِ سلاطین کو مقصود بالذات قرار دیا ہی۔ اور باقی حالات کو ضمناً متفرق

طور سے بیان کیا ہی۔

مین نے مضامینِ مرقوم الصدر کو فارسی عربی تواریخ سے انتخاب کر کے اونکا ایک مجموعہ بنایا۔ اور متفرقہ باتونکا ایک شیرازہ باندہا۔ ہر ایک مضمون کو شرح و بسط کے ساتھ لکہا اور خاص اپنی تحقیقات کا اظہار کیا۔ اور جن کتابون سے اخذ کیا اونکی نشاندہی کی تاکہ کسی نکتہ چین کو اعتراض کا موقع نہ ملے۔ اگر کسی نکتہ چین کو تحقیق کرنا منظور ہو تو منقول عنہ مین دیکھ لے۔ ہان مین نے منقول عنہ کی عبارت بجنسہ نقل نہین کی معنی کو لے لیا۔ (اور اوسکو رنگ و روغن لگا کے خوشنما پیرایہ مین نمایان کیا تاکہ ناظرین کو اس کے مطالعہ سے لطف حاصل ہو) اور مضامین کے معانی بامحاورہ اردو مین ادا کئے۔ فقراتِ مقفیٰ و کلمات مسجّع کی پروا نہین کی۔ تاریخی مطلب کو صاف و سلیس عبارت مین لکہا استعارہ و تشبیہ سے دور رہا۔ اور مینے اپنی اس تالیف مین نہ کسی کی شاعرانہ مدح کی نہ مذمت خوشامد و تملّق کی رنگین عبارت سے کتاب کے ورقون کو آرایش نہین دی کسی کی فتح کی خوشی اور کسی کی شکست کی ناخوشی نہین کی۔ فاتح کو خیر اور منہزم کو شر نہین بنایا جو کچھ واقعہ ہوا اور اُس کے متعلق جو معلوم ہوا لکھدیا۔

ذکرِ تقرّرِ امدادِ تالیف و طبع تاریخ دکن از سرکارِ عالی نظام خلد اللہ ملکہ

جب تیرہ سی تین ۱۳۰۳ سنہ افصلی مطابق ۱۳۱۱ سنہ ہجری مین تاریخ دکن کی تمام یادداشتون کا انبار اور مسودات کا تودہ ہوگیا۔ تب مین نے تاریخ کی ترتیب اور مسودات کا مبیّضہ کرنا شروع کیا قلّتِ فرصت و تقلیلِ معاش کی وجہ سے تھوڑا تھوڑا کام کرتا رہا۔ مجھ مین اسقدر قدرت نہین تھی کہ خوشنویس نوکر رکھ کے مسودات کو صاف کراؤن۔ مجھے اس مفید کام مین نہ کسی سے امداد و اعانت تھی۔ نہ سرکار عالی سے کچھ اعانتاً ماہوار مقرر ہوئی تھی۔ ترتیب و تبئیض کے زمانہ مین مخدومی قدردان علم و ہنر عالیجناب نواب عماد الملک بہادر ناظمِ تعلیماتِ ممالکِ محروسہ سرکار عالی نظام مدظلّہ العالی نے میری تاریخ مؤلفہ کی بابت عالیجناب نواب وقار الامرا بہادر مرحوم مدار المہامِ سابق کی خدمت مین ایک رپورٹ بھیجی۔ اور اُس مین تا زمانہ ختمِ تالیف تیس ۳۰ روپیہ ماہانہ امداد کی سفارش کی۔ چنانچہ عالیجناب مدار المہام سرکار عالی نے بتاریخ ۲۵ ماہ فروردی ۱۳۰۳ سنہ افصلی منظور فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تخفیف یافتون مین سے کوئی خوش نویس جسکی ماہوار تیس روپیہ ہو مولویصاحب کی امداد کے لئے مقرر کیا جاے۔ اوّلاً ایک تخفیف یافتہ مقرر ہوا۔ وہ مسودات کے صاف کرنے سے گھبرایا۔ اور کہا کہ یہ کام مجھ سے نہین ہوسکتا مین نے اس امر سے نواب عماد الملک بہادر کو مطلع کیا۔ نوابصاحب نے فرمایا کہ آپ کام کا سلسلہ جاری رکھئے۔ اور مسودات کے صاف کرانے اور متعلقہ کتاب کی ضرورت مین جو کچھ خرچ ہو جیبِ خاص سے کیجئے

آپ کو سرکارِ عالی سے یکمشت رقم برآمدہ دلائی جائیگی۔ مین بدستور کام مین مشغول ہوگیا۔ اور رقم ملنے کی امید پر قرض لیکر مسودات اجرت دیکے صاف کراتا جاتا تھا۔ اور ضروری اشیا بھی متعلقۂ تاریخ خریدتا تھا۔ اسیطرح پانچ سال گذر گئے سرکارِ عالی سے رقم نہین ملی۔ قرضخواہونکا مجھپر تقاضا ہونے لگا۔ لاچار ہوکے بتاریخ ۶ تیر ۱۳۰۸ فصلی مین عالیجناب مدار المہام سرکارِ عالی کی خدمت مین ایک عرضداشت بذریعۂ جناب مولوی محمد عزیز مرزا صاحب بی۔ اے معتمدِ عدالت و کوتوالی و امورِ عامۂ پیش کی۔ معتمد صاحب کی حسنِ توجہ سے حکم ملا کہ تاریخ ۲۵ امرداد ۱۳۰۳ فصلی سے تا چوتھی تاریخ ماہِ امرداد ۱۳۰۸ فصلی تک کی کل رقم چڑہی ہوئی مولویصاحب کو دیجائے۔ چنانچہ ماہِ مہر ۱۳۰۹ فصلی مین کُل رقم ملی۔ پھر اُسوقت سے ابتک رقم چڑھی ہوئی ہمدست نہین ہوئی ہے۔ سرکارِ عالی کی قدردانی و ہنرپروری سے امیدِ واثق ہے کہ کل رقم چڑہی ہوئی ملیگی۔ اور آیندہ کتاب کی تکمیل تک امداد کا سلسلہ بھی جاری رہیگا۔ امداد ملنے کی صورت مین کتاب کی تکمیل جلد ہوجائیگی۔ اب مین ناظرین کے ملاحظہ کے لئے عالیجناب نواب عماد الملک بہادر ناظمِ تعلیمات ممالکِ محروسۂ سرکار عالی کی رپورٹ کی نقل بجنسہ گذارش کرتا ہون

وہو ہذا

نقلِ مراسلہ صدر دفترِ نظامت تعلیماتِ ممالکِ محروسہ سرکارِ عالی واقع ۲۰ رجب سنہ ۱۳۱۱ھ
نشان ۲۳۳ مطابق ۲۵ اسفندار سنہ ۱۳۰۳ف امداد مولوی محمد عبد الجبار خان

بدفترِ معتمد صاحب عدالت وکوتوالی وامورِ عامّہ سرکارِ عالی بکار تالیفِ تاریخ دکن

لکھا جاتا ہی کہ مولوی محمد عبد الجبار خانصاحب صدر مدرس
مدرسۂ اعزّہ دکن کی تاریخ بہت ہی مبسوط ومطوّل تحریر کر رہے ہین۔ اغلب حصّہ
مرتب کر چکے ہین۔ یہہ تاریخ ایسی مشرح ومفصّل لکھی جارہی ہی اور اسقدر تحقیق کے
ساتھہ کہ آجتک کسی نے نہین لکھی۔ دفترِ گزیٹر خاص اِس کام کے واسطے سرکار
سے مقرر ہوا تھا۔ باوجود تین لاکھہ خرچہ کے وہ کام نہین ہوسکا جو مولویصاحب
کر رہے ہین۔ جب یہہ تاریخ کامل ہو کر طبع ہو جائیگی۔ عام طور پر بہت ہی کار آمد
ہوگی۔ اور اِس عہدِ حکومت کی ایک یادگار قایم کر دیگی۔ تاریخِ مذکور کا ایک
بڑا حصّہ تیار ہو چکا ہی۔ مگر مولویصاحب پابندیِ ملازمت اور قلّتِ معاش کیوجہ سے
مسودون کے صاف کرانیکا خرچ ادا کرنے پر قادر نہین ہین۔ اور نہ خود نقل کر سکتے
ہین۔ جبکہ مولویصاحب نے ایسا اہم کام اپنے ذمہ لیا ہی توکسیقدر سرکاری امداد
کا دیا جانا بیجا نہوگا۔ امداد اس قسم کی ہی کہ مولویصاحب کو تبئیضِ مسوداتِ تاریخ
مین آسانی ہو۔ میرے نزدیک مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اِس کام کے واسطے مولوی
صاحب کے تحت مین تیس روپیہ ماہوار کا ایک محرّر بطورِ ہنگامی مقرر فرمایا جاے
تاریخِ مذکور بعدِ تکمیل سرکار کی جانب سے طبع کرائی جائیگی یا مولویصاحب خود طبع

کرائینگے

کرائینگے اِسکا فیصلہ مولویصاحب کے حقوق تصنیف کے لحاظ سے آیندہ طی
ہوسکتا ہی۔ بالفعل تیس ۳۰ روپیہ کا تقرر بطورِ ہنگامی حسبِ توضیح بالا قابلِ منظوری
ہی۔ یہہ تقرر خواہ عام بجبٹ موازنۂ تعلیمات سے منظور فرمایا جاے۔ خواہ صدر
مدِّ متفرقات کی گنجایش سے جسطرح مرکوزِ خاطرِ سرکار ہو فقط

دستخط
عماد الملک

نقلِ روبکارِ محکمۂ سرکارِ عالی علاقۂ عدالت و کوتوالی و امورِ عامّہ واقع ۲۵ فروردی سنہ ۱۳۰۳ ف
مطابق ۳۰ شعبان سنہ ۱۳۱۱ ہجری
نشان ۲۵۸

ازطرفِ نواب عماد جنگ بہادر معتمد سرکارِ عالی
بخدمتِ ناظم صاحب تعلیماتِ سرکارِ عالی

درخواستِ تقررِ یک کس بمواجب سی روپیہ
بطورِ ہنگامی - بماتحتیِ مولوی عبدالجبار خانصاحب

حسب الحکمِ جناب نواب مدار المہامِ سرکارِ عالی بموجبِ مراسلۂ نشان ۲۳۳ واقع
۱۸ اسفندار سنہ حال بمقدمۂ مندرجۂ عنوان نگارش ہی کہ اسبارہ مین عالیجناب نواب
مدار المہام سرکارِ عالی بلحاظ اس امر کے کہ مولوی عبدالجبار خانصاحب ایک
نہایت عمدہ کام کر رہے ہین اس بات کو منظور فرماتے ہین کہ ایک محرّر سرکار کی
طرف سے انکی امداد کے لئے دیا جائے۔ لیکن اوسکے ساتھہ یہہ بھی ارشاد ہی
کہ کسی تخفیف یافتہ سے یہہ کام لیا جائے۔ ثانیاً صدر محاسب صاحب سرکار عالی

کی خدمت مین بھیجکر لکھا جاتا ہی کہ کوئی تخفیف یافتہ مواجب سی روپیہ جو خوشخط ہو ناظم صاحب سررشتۂ تعلیم کی خدمت مین بھیجدیا جائے فقط

شرحدستخط

مددگارِ معتمد

مین بدستور اپنے مسودات کے مبیضہ کرانے اور تاریخ کے دوسرے حصّون کی تالیف مین ہمہ تن مصروف ہوگیا جب رفتہ رفتہ تین مجلدات کے مسودات مبیضہ صاف ہوکر طبع کرانے کے لایق ہوگئے مین نے عالیجناب نواب عماد الملک بہادر ناظمِ تعلیمات کی خدمت مین پیش کین۔ ناظم صاحب نے تینون مجلداتِ تیار شدہ کا معائنہ فرمائے ارشاد کیا کہ مین مجلّدات کے طبع کرانیکی امداد و منشیِ محرّر زائد کے لئے گذارش کرتا ہون قریب مین منظوری آئیگی۔ آپ بھی ایک درخواست طبع کرانیکی امداد اور سابق کی مدا چڑہی ہوئی کی بابت جناب معتمدِ عدالت و کوتوالی و امورِ عامہ کی خدمت مین پیش کیجئے مین نے حسب الحکم ناظم صاحب بتاریخِ ۶ تیر ۱۳۱۶ فصلی درخواست بھیجدی اور ناظم صاحب نے بھی رپورٹ روانہ کی۔ وہو ہذا

نقل

مراسلہ صدر دفتر نظاماتِ تعلیماتِ ممالکِ محروسہ سرکارِ عالی واقع ۲ تیر ماہِ الٰہی ۱۳۱۶ ف

۹۲۲
ن ۱ ن

منجانب نواب عماد الملک بہادر ناظمِ تعلیماتِ ممالکِ محروسۂ سرکار عالی

مقدمہ

خدمتِ منصرم معتمد صاحبِ عدالت
وکوتوالی وامورِ عامۂ سرکارِ عالی

مقدمہ
درخواستِ اعانت مولوی محمد عبدالجبار صاحب
برای تدوین کتابِ تاریخ وتقرریک کاتب
برایِ امدادِ مولویصاحبِ موصوف

آپکو معلوم ہی کہ مولوی عبدالجبار صاحب نے اپنی تمام عمر تاریخِ دکن کی تحقیقات مین صرف کی ہی اور ایک مدّت کی شاقہ محنت وتلاش سے ذاتی مصارف کثیر برداشت کر کے ایسا ذخیرہ تاریخ کا جمع کیا ہی کہ آجتک کسی مورخ کو نصیب نہین ہوا تھا بہت افسوس کی بات ہوگی اگر یہہ ذخیرہ ضایع ہوگیا۔ اور قوم کو اوس سے فائدہ نہ پہنچا۔ اگر یورپ کے ممالک مین کوئی شخص ایسا کام انجام دیتا تو معلوم نہین کہان تک حکومتِ وقت ونیز پبلک اوسکی قدردانی کرتا اور اوسکو مدد دیتا۔ اور آخر مین وہ شخص مالامال ہو جاتا۔ یہان مولوی عبدالجبار صاحب کی پیرانہ سری اور حالتِ صحت سے بہت خوف اسبات کا ہی کہ اگر جلد اس سرمایہ سے فائدہ نہ اُٹھایا جاے جو حصّہ اسوقت مدوّن نہین ہوا ہی فقط اُنکی نُوٹ مولویصاحب نے قلمبند کئے ہین تلف ہو جائیگا۔ اسواسطے مین سرکار سے نہایت الحاح کے ساتھہ التجا کرتا ہون کہ ملک کو اس ذخیرہ سے فائدہ پہنچانیکی فکر جلد کیجائے۔ اِسکے لئے دو امر ضروری ہین۔ اوّل تو جو حصّہ تاریخ کا مدوّن ہو چکا ہی۔ اوسکا طبع کرانا بصرفِ سرکاری فوراً شروع کر دیا جاے

اِسوقت مضامین ذیل تیار ہین۔ تذکرۂ مشایخ دکن جو بہت ضخیم کتاب ہی۔ تذکرہ شعراء دکن۔ تذکرۂ سلاطینِ بہمنیہ۔ تحقیقاتِ متفرق بابتِ امورِ ملکی مثلِ جاگیر التمغا۔ دربار۔ لباس۔ سکّہ وغیرہ۔

دوم ۲ مولویصاحب کو ایک کاتب کے تقرّر کی مدد دیجائے تاکہ وہ جو مضامین مُدَوّن نہین ہوئے ہین۔ اونکی تدوین مین مدد دے۔ کاتب ہوشیار اور معتبر ہو اور زود نویس ہونا چاہئے۔ جو مولویصاحب کی عمر بھر کی کمائی کو چر اگر اپنے نام سے طبع نکرائے۔ اور صاحب سواد بھی ہو۔ اور خط اچھا ہو۔ ایسا آدمی کم تنخواہ پر نہین ملیگا۔ تنخواہ کا اندازہ آپ خود کر سکتے ہین فقط

دستخط
عماد الملک
ناظمِ تعلیمات

الحمد للہ کہ عالیجناب قدر دانِ علم وہنر سی واکر اسکوئر۔ سی۔ اے۔ ای معین المہام فینانس وعالیجناب فلک رکاب راجۂ راجگان مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر۔ کے۔ سی۔ آئی۔ اِے۔ یمین السّلطنہ پیشکار ومدار المہام سرکارِ عالی نظام خلد اللہ ملکہ نے میری مؤلفہ تاریخ کی تینون مجلّدات تیار شدہ کے طبع کرانے کیلئے اعانتہً چھہ ہزار روپیہ کی منظوری عطا کی۔ رقم سنہ ۱۳۱۸ فصلی کے شروع مین ملیگی۔ رقم ملتے ہی تاریخ کا چھپنا شروع ہوگا۔

مین سرکارِ عالی نظام و دونون ارکانِ سلطنت کی قدردانی و جوہر شناسی کا شکریہ تہہ دلسے ادا کرتا ہون ۔ سرکار عالی وافسرانِ صدر نے میری برسون کی محنت و جانکاہی کو مشکور فرمایا۔ اور مولفہ محقرہ کو رتبۂ بلند عطا فرمایا۔ مجھے کیا بلکہ تمامِ اہلِ دکن کو مرہونِ منت فرمایا۔ کیونکہ میرا یہہ کام مفیدِ عام ہی۔ مین نے دکن کے بزرگانِ سلف و ناموران خلف کے حالات و واقعات جو گمنامی کے ظلمات مین پوشیدہ وافسردہ تھے از سرِ نو نمایان و زندہ کئے۔ جو مورخین منصف مزاج ہونگے میری تحقیقات کو عظمت کی نظر سے ملاحظہ کرینگے اور منصفانہ بے ساختہ کہینگے ۔ ماشاءاللہ مولویصاحب نے جو کچھہ لکھا درست وبجا لکھا۔ مدعیانِ بے سواد جنکا خمیر رشک و حسد سے ہی جاہلانہ بے سوچے سمجھے اعتراضات کرکے مورخین کے زمرہ مین شریک ہونگے ۔ مجھے نہ جاہلونکی تعریف سے سرور ہوگا نہ انکی مذمت سے رنج ۔ میرے نزدیک اونکے اقوال کا عدم و وجود مساوی ہی۔

اب مین تاریخ دکن کے مجلدات کے اسما اور اُن کے مضامین کی فہرست گزارش کرتا ہون ۔ میری اس تاریخ کے کُل مجلدات کا تاریخی نام محبوب التواریخ ہی۔ اِس نام کے جملہ حروف سے بحساب ابجدی تاریخ کی تدوین کا سنہ ۱۳۰۶ فصلی برآمد ہوتا ہی۔ یہہ تاریخ پانچ مجلدات پر شامل ہی۔ اسکی ہر ایک جلد کا مضمون جداگانہ ہی۔ ایک کو دوسرے سے کچھہ تعلق نہین ہی۔ ہر ایک پر استقلالاً تاریخ

کا اطلاق صادق آتا ہی۔ اگر ان پانچون مجلدات کو تاریخاً خمسۂ دکن کہین تو بیجا نہو گا
حسنِ اتفاق و تاریخ کی خوش نصیبی ہے کہ اُسکی تالیف و تصنیف عالیجناب ملایک
انتساب قدر قدرت اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی کے عہدِ میمنت مہدین
ہوئی۔ اس لئے مین نے تبرّکاً و تیمّناً تاریخ کو آپ کے نامِ نامی سے نامور کیا۔
اور ہر ایک جلد کا نام و لقب ایسا مقرر کیا کہ اعلیحضرت کے اسمِ مبارک کا جزوِ اوّل
لقب کا تاج ہوا۔ اِس تاج سے کتاب کی ہر ایک جلد کو ناموری اور سربلندی حاصل
ہوئی گویا دکن کی تواریخ مین ہر ایک جلد کو تاجوری ملی۔ اہلِ دکن و غیرِ دکن کے نزدیک
محبوبیتِ عامّہ و مقبولیتِ تامّہ کا مرتبہ پایا۔

جلد اوّل

ملقّب بہ محبوب الوطن تذکرۂ سلاطینِ دکن۔ یہہ جلد تین حصون پر منقسم ہی۔
حصّۂ اول۔ سلاطینِ بہمنیہ کے بیان مین۔
حصّہ دوم مین طوائف الملوکِ دکن کا بیان ہی۔ یعنی۔ سلاطینِ قطب شاہیۂ
گولکنڈہ حیدرآباد۔ سلاطینِ عادل شاہیہ بیجاپور۔ سلاطینِ نظام شاہیہ
احمدنگر۔ سلاطینِ عماد شاہیۂ برار۔ بریدشاہیۂ بیدر
حصّہ سوم مین سرکارِ عالی نظام خلد اللہ ملکہٗ کے بزرگانِ سلف سے اعلیحضرت
بندگانعالی مدظلہ العالی تک کا ذکر شرح و بسط سے مذکور ہی۔ یہہ حصّہ تین جزؤن
پر منقسم ہی۔

جزء اول مین بزرگانِ سلف کے حالات و نسب و حسب کی کیفیت تا زمانۂ
حضرت آصفجاہ بہادر مرحومِ اول۔

جزء دوم مین حضرتِ آصفجاہ بہادرِ مرحوم اول سے تا زمانۂ عالیجناب میر نظام علیخان
اسد جنگ آصفجاہ بہادر دوم۔

جزء سوم مین آصفجاہ بہادر دوم سے تا زمانۂ غفران منزل حضرت افضل الدولہ
نظام الملک آصفجاہ بہادر پنجم مذکور ہی۔

جزوِ چہارم مین عالیجناب فلک رکاب اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مد ظلہ العالی
علی روس الادانی والاعالی مادامت الایّام واللّیالی کا حال مذکور ہی۔

جلد دوم

ملقّب بہ محبوبِ الجمن تذکرہ اُمرا و وزرائے دکن۔ اِس مین بہمنیہ کے زمانہ
سے اس عہد تک کے امرا و وزرا کا ذکر ہی۔

جلد سوم

ملقّب بہ محبوبِ زمن تذکرۂ شعراء دکن۔ اِسمین بہمنیہ کے زمانہ سے اس زمانہ
تک کے مشاہیر شعرا کا ذکر ہی۔

جلد چہارم

ملقب بہ محبوبِ ذی المنن تذکرۂ اولیاء دکن۔ اِسمین مشایخ واولیا وعُلما کا ذکر ہی۔

جلد پنجم

ملقّب بہ محبوبِ نو وکہن تذکرۂ آثارِ دکن۔ اِسمین دکن کے عماراتِ قدیمہ وجدیدہ وقلعہ جات و قُبجات ومقابر ومنادر ومساجد کا ذکر ہی۔

فی الحال تین مجلّداتِ تیارشدہ یعنی محبوب[۱] الوطن تذکرۂ سلاطینِ دکن کا حصّہ اوّل جو سلاطینِ بہمنیہ کے حالات پر شامل ہی۔ ومحبوبِ[۲] زمن تذکرۂ شعراء دکن ومحبوبِ[۳] ذی المنن تذکرۂ اولیائے دکن۔ سرکارِ عالیِ نظام خلد اللہ ملکہ کی اعانت سے عنقریب مطبوع ہوکے شایع ہونگے۔ باقی مجلّدات کے مسوّدات ویادداشتین تیار ہین مبیّضہ کے بعد طبع کے لایق ہونگے۔ انشاء اللہ تعالی تینوں مجلّداتِ مذکورہ کے طبع کے بعد اونکے مبیضات کرائے جائینگے۔

تاریخ کے مؤاخذ کا ذکر

مین اپنی اس تاریخِ مؤلّفہ کے مؤاخذ یعنی منقول عنہا کی فہرست ناظرین کے سامنے پیش کرکے امید کرتا ہون کہ میری محنت وجانفشانی کی داد دین گے۔

یہہ تاریخی ذخیرہ جو مین نے جمع کیا نہایت جستجو وتلاش ومحنت وخراش کے بعد

فراہم ہوا ہی۔ مدت تک مین اسی کام مین ہمہ تن مصروف رہا۔ یہہ کام ایسا معظم بالشان تھا کہ مجھہ لاشیٔ محض سے اُسکا وجود ممتنعات سے معلوم ہوتا تھا الحمد للہ کہ میری کوشش مشکور ہوئی۔ مؤاخذ کی فہرست مندرجہ ذیل ہی۔

تاریخ[1] تحفۃ السلاطین مؤلفہ ملا داؤد بیدری المتوفی ۸۱۷ھ ہجری یہہ تاریخ فیروز شاہ بہمنی کے زمانہ مین تالیف ہوئی۔ مجھے یہہ کتاب ناقص دستیاب ہوئی جو کچھہ ہے نادر الوجود ہی۔ ملحقات[2] تاریخ طبقات ناصری از تالیف مولانا عین الدین الملقب بہ گنج العلوم بیجاپوری معاصر حسن گنگوی بہمنی المتوفی سنہ ہجری۔ محمود شاہی[3] تاریخ شاہان گجرات مؤلفہ مولانا شمس الدین محمد شیرازی المتوفی سنہ ہجری۔ مطلع[4] السعدین مجمع البحرین مولانا عبد الرزاق سمرقندی المتوفی سنہ ہجری مولانا موصوف ۸۴۶ھ ہجری مین میرزا شاہرخ بن تیمور گورکان بادشاہ ہرات کی طرف سے سفارۃً بیجانگر و کالیکوٹ کے راجہ کے پاس آیا تھا مولانا نے یہہ سفرنامہ پارسی زبان مین دو جلدون مین لکھا ہی۔ تاریخ[5] اسدی مؤلفہ اسد خان لاری وزیر عادلشاہی المتوفی سنہ ہجری تاریخ[6] نظامی لمولانا نظام الدین احمد داماد عبد اللہ قطب شاہ یہہ تاریخ اگرچہ مختصر ہی لیکن اُسمین تاریخی مضامین اکثر کارآمد ہین۔ تاریخ[7] قطب شاہی کلان جو ابراہیم قطبشاہ کے عہد مین ملا خورشاہ نے تالیف کی۔ یہہ تاریخ بسیط ہی اسمین سلاطین عالم کا ذکر لکھا ہی۔ آخر مین سلاطین قطب شاہیہ و بہمنیہ کا بھی تذکرہ کیا ہی۔

تاریخ[8] تحفۃ الملوک لمولانا رفیع الدین شیرازی برادر افضل خان وزیر عادلشاہی

المتوفی سنہ ہجری یہہ تاریخ علی عادلشاہ کے زمانہ مین لکھی گئی ہی۔ تاریخی واقعات محققانہ لکھا ہی۔ علی نامہ[9] مؤلفہ ملا نور اللہ شوستری نے علی عادلشاہ کے حالات فارسی عبارتِ رنگین مین لکھا ہی۔ علی نامہ[10] مؤلفہ ملا الضرتی ملک الشعرا۔ اِسمین علی عادلشاہ کے فتوحات کا ذکرار دو زبان مین مذکور ہی اور یہہ تاریخی حالات منظوم مین۔ تاریخ[11] مرآت الصفا مؤلفہ میر محمد علی بن محمد صادق البرہان پوری المتوفی سنہ ہا یہہ تاریخ میر عبد الرزاق شہنواز خانِ صمصام الملک مؤلفِ مآثر الامرا کی فرمایش سے سنہ ۱۱۷۰ ہجری مین تالیف ہوئی۔ طبقاتِ[12] شاہجہانی مؤلفہ مولانا محمد صادق ہروی یہہ طبقات شاہجہان کے زمانہ مین تالیف ہوئی۔ مآثرِ[13] برہانی مؤلفہ علی بن عزیز اللہ طباطبائی مازندرانی یہہ تاریخ برہان نظام شاہ بحری والیِ احمد نگر کے عہد مین فی سنہ ۱۰۰۰ مین تالیف ہوئی ہی۔ مآثرِ برہانی تاریخی نام ہی۔ اِسمین ابتدا علاء الدین حسن گنگوی بہمنی سے کی ہی۔ تاریخ[14] احوال الخواقین مؤلفہ محمد قاسمِ دہلوی۔ یہہ تاریخ سنہ ۱۱۴۰ ہجری مین تالیف ہوئی۔ مؤلف نے عالمگیر کے دونون فرزندون یعنی شاہ عالم و اعظم شاہ کا معرکہ بیان کیا ہی۔ اور آخر حصہ مین عالیجناب میر قمر الدین نظام الملک فتح جنگ آصفجاہ بہادر کا حال شرح و بسط سے لکھا ہی۔ تاریخِ[15] فتحیہ مؤلفہ یوسف محمد خان تورانی الاصل یہہ تاریخ سنہ ۱۱۶۲ ہجری مین تالیف ہوئی۔ عالیجناب آصفجاہ بہادر کا حال ابتدا سے انتہا تک کامل طرح سے لکھا ہی۔ مجموعہ[16] میرزا مہدیخانِ صفوی۔ یہہ ایک تاریخی ذخیرہ سلاطینِ تیموریہ کے بیان مین گوشوارہ کی طرح ہی۔ اکثر

تاریخ

تاریخی واقعات کا پتا اس سے ملتا ہی کارآمد ہے تاریخِ فرشتہ[17] دکن کی تواریخ مین مشہور و معروف ابراہیم عادلشاہ کے عہد مین تالیف ہوئی - مؤلف کا نام محمد قاسم فرشتہ تخلص ہے غلام علی مازندرانی کا بیٹا دکنی المولد و المنشا ہی - تاریخِ خانجہانی[18] مؤلفہ خواجہ نعمت اللہ الہروی ہی - یہہ تاریخ خانجہانِ عالمگیر کے نام سے سنہ ۱۰۲۱ ہجری مین بمقامِ ملکاپور ضلع بلڈانہ برار تالیف ہوئی - اسمین افاغنہ کے قبائل و انساب و خانجہان کے حالات شرح سے مرقوم ہین - تذکرۃ البلاد و الحکام[19] مؤلفہ مولانا میر حسین علی بن سید عبد القادر کرمانی ہے یہہ تاریخ سنہ ۱۲۱۵ ہجری مین تالیف ہوئی - جدید التالیف ہی - مؤلف نے اسمین راجگانِ دکن خاص بیجانگر کے راجاؤن کے حالات لکھے ہین - تاریخِ خافیخانی[20] مؤلفہ محمد ہاشم خان المخاطب بہ خافیخانِ نظام الملکی المتوفی سنہ ہجری - یہہ تاریخ تین مجلدات مین ہی - دو مجلدات مطبوعہ کلکتہ ایک جلد قلمی نادر الوجود - محمد شاہ بادشاہِ ہند کے عہد مین تالیف ہوئی - ظفرنامہ[21] مؤلفہ مولانا شرف الدین علی یزدی المتوفی سنہ ۸۵۸ ہجری -
شاہ عالم نامہ[21] مؤلفہ نعمت خان عالی المتوفی سنہ ۱۱۲۲ ہجری - مآثر الکرام[22] تاریخِ بلگرام مؤلفہ مولانا میر غلام علی آزادِ بلگرامی المتوفی سنہ ۱۲۰۰ ہجری - تبصرۃ الناظرین[23] مؤلفہ مولانا سید محمد بن مولا سید عبد الجلیلِ بلگرامی یہہ تاریخ سنہ ۱۱۸۲ ہجری مین تالیف ہوئی -
تاریخِ قادر خانی[24] مؤلفہ غلام حسین حیدر آبادی - یہہ تاریخ سنہ ۱۲۲۰ ہجری مین تالیف ہوئی آئینِ اکبری[25] و اکبرنامہ[26] مؤلفہ علامہ ابو الفضل المتوفی سنہ ۱۰۱۱ تاریخِ روضات الجنات[27] مؤلفہ مولانا باقر الموسوی الخانساری - یہہ تاریخ عربی ہی - اِس مین علما و سادات

کا ذکر ہی سنہ ۹۸۶ ہجری مین تالیف ہوئی۔ مجالس المومنین[28] مولفہ قاضی نور اللہ شوستری المتوفی سنہ
تاریخ[29] روضۃ الصفا مؤلفہ محمد بن خاوندشاہی بلخی المعروف بہ امیر خوند المتوفی سنہ ۹۰۳
حبیب السیر[30] مؤلفہ غیاث الدین بن مولانا خوندمیر سنہ ۹۰۹ ہجری مین تالیف ہوئی۔
تاریخ[31] شاہانِ عجم مؤلفہ مرتضی مازندرانی۔ تاریخ[32] چنگیز خانی ناقص الاول و الآخر
تاریخ[33] ہرات لمولانا عبد اللہ ہروی یہہ تاریخ سنہ ۹۰۹ ہجری مین ختم ہوئی تاریخ[34] مکہ المشرفہ
مؤلفہ مولانا قطب الدین الحنفی یہ تاریخ سنہ ۹۸۵ ہجری مین تمام ہوئی۔ طبقات[35] الاطبا لابنِ
اُصیبعہ المتوفی سنہ ۶۶۸ ہجری۔ نزہۃ[36] الجلیس مولفہ سید عباس بن علی المکی الحسینی الموسوی
یہہ تاریخ سنہ ۱۱۴۸ ہجری مین تالیف ہوئی۔ تاریخ[37] الحکما مؤلفہ ابو الجواد بن نصر اللہ التستوی
مؤلف نے یہ تاریخ محمد جلال الدین اکبر پادشاہِ ہند کے عہد مین حسب الحکم حکیم ابو الفتح
بنِ عبد الرزاقِ شیرازی تالیف کی۔ تاریخ[38] الحکما یہ تاریخ عبد اللہ قطب شاہ کے زمانہ
مین تالیف ہوئی مؤلف نے اپنا نام نہین لکھا۔ زبدۃ[39] التواریخ مؤلفہ مولانا نور الحق بن
مولانا عبد الحق محدثِ دہلوی۔ تاریخ[40] برگزیدہ مؤلفہ مولانا احمد اللہ متوفی یہ تاریخ سنہ ۱۱۳۰ ہجری
مین تالیف ہوئی۔ روزنامچہ[41] عالمگیری یعنی دستور العملِ عالمگیر پادشاہِ ہند۔ دستور[42] الوزرا
مؤلفہ مولانا غیاث الدین بن ہمام الملقب بخواندمیر یہ تاریخ سنہ ۹۱۵ ہجری مین تالیف ہوئی
فہرستِ[43] وزراء عادلشاہی مرتبہ افضل خانِ شیرازی۔ رسالہ[44] تحفۃ الملوک نصایح ملک
سیف الدینِ غوری وزیرِ علاء الدین حسن گنگوی بہمنی بابت انتظامِ سلطنت۔ رسالہ[45]
اصطلاحاتِ دفاتر مؤلفہ گانگو پنڈت منجم محاسبِ بہمنی۔ قانونِ[46] مالگذاریِ بہمنیہ اُس کے

عنوان مین لکھا ہی کہ یہہ قانون حسب الحکم احمد شاہ ولی البہمنی کے مرتب ہوا۔ لطائف الاخبار روزنامچہ قندہار بابت ۱۰۶۲ سنہ ہجری۔ تاریخ نگارستان مؤلفہ مولانا محمد احمد المتوفی سنہ ۹۷۵ دستور جہان گشائی مؤلفہ مولانا خیر اللہ بن مولانا کرم اللہ یہ رسالہ شاہجہان کے عہد مین تالیف ہوا۔ منتظم ناصری مؤلفہ معتمد السلطان صنیع الدولہ محمد حسن خان مطبوعہ ایران جدید التالیف ہی۔ تاریخ فیروزشاہی مؤلفہ مولانا ضیاء الدین برنی یہہ تاریخ ۷۵۸ سنہ ہجری مین تالیف ہوئی۔ تاریخ فیروزشاہی مؤلفہ شمس سراج عفیف یہہ تاریخ فیروزشاہ کے عہد مین تالیف ہوئی۔ تاریخ پادشاہ نامہ مؤلفہ ملا عبد الحمید لاہوری المتوفی ۱۰۶۵ سنہ ہجری۔ عالمگیر نامہ مؤلفہ میر محمد کاظم بن محمد امین کاشی۔ مؤلف نے عالمگیر کے واقعات دہ سالہ ۱۰۶۷ سنہ سے ۱۰۷۷ سنہ تک کے لکھے مین۔ مآثر عالمگیری یہ عالمگیر نامہ کا تکملہ ہی۔ محمد ساقی المخاطب بہ مستعد خان نے عالمگیر کے واقعات چہل سالہ ۱۱۲۲ سنہ ہجری مین تالیف کیا۔ لب التواریخ مؤلفہ بندار ابن بن بہار امل یہہ تاریخ ۱۰۲۰ سنہ ہجری مین تالیف ہوئی۔ تاریخ الفی مؤلفہ ملا احمد تتوی محمد جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد مین تالیف ہوئی۔ تزک جہانگیری۔ جہانگیر پادشاہ ہند کے طرف منسوب ہی۔ مآثر حیدری مؤلفہ لچھمی نراین شفیق اورنگ آبادی المتوفی سنہ ہجری یہ تاریخ مدراس کے پادشاہ ٹیپو سلطان و حیدر کے بیان مین ہی۔

مآثر آصفی ایضاً مؤلفہ لچھمی نراین۔ مذکور اعلیحضرت آصفجاہ کے خاندان کے حالات مین ہی۔ بطور روزنامچہ عالیجناب میر نظام علیخان اسد جنگ نظام الملک آصفجاہ دوم کے عہد مین تالیف کیا۔ تاریخ شہابی مؤلفہ قاضی شہاب الدین نبیرہ قاضی عبد النبی

احمد نگری۔ یہ تاریخ احمد نظام شاہ بحری کے زمانہ مین تالیف ہوئی۔ بیاض[۶۲] صمصام الملک شہنواز خان المتوفی الشہید سنہ ۱۱۷۱ ہجری یہ بیاض گوشوارہ کی طرح مفید واقعات کا مجموعہ ہی۔ منتخب[۶۳] التواریخ مؤلفہ مولوی عبد القادر بدائونی المتوفی سنہ ۱۰۰۶ ہجری اکبر پادشاہ ہند کا معاصر ہی۔ اکبر و فیضی و ابو الفضل وغیرہم کی تکفیر کرتا ہے تاریخ[۶۴] طاہری مؤلفہ مولانا غیاث الدین محمد طاہر۔ یہہ تاریخ سنہ ۱۱۰۹ ہجری مین تالیف ہوئی۔ الآثار[۶۵] الباقیہ فی القرون الخالیہ لابی ریحان بیرونی۔ تزک[۶۶] آصفیہ مؤلفہ شاہ تجلی حیدرآبادی معاصر آصفجاہ ثانی المتوفی سنہ ۱۲۲۵ ہجری شاہ موصوف مصور کامل تھا کتاب کو خوشخط بالتصویر لکھ کے حضور مین پیش کیا حضور نے پچاس ہزار روپیہ خزانۂ شاہی سے اور پچاس ہزار روپیہ امراء دولت سے مؤلف کو عطا کیا گلزار[۶۷] آصفی مؤلفہ سید غلام حسین خان حیدرآبادی۔ تاریخ[۶۸] امتیاز نامہ مؤلفہ محمد اکبر رضوی المشہدی مورخ تخلص۔ یہ تاریخ نواب صلابت جنگ مرحوم کے عہد مین تالیف ہوئی۔ دستور[۶۹] الانشا مؤلفہ مورخ مذکور سنہ ۱۲۲۵ ہجری مین تالیف ہوئی۔ سفینۂ[۷۰] بیخبر مؤلفہ میر عظمت اللہ بلگرامی بیخبر تخلص یہ تذکرہ سنہ ۱۱۲۱ ہجری مین تالیف ہوا تذکرہ[۷۱] بے نظیر مؤلفہ میر عبد الوہاب دولت آبادی دکنی۔ یہ تذکرہ فارسی مین شعرائے دکن وغیر دکن کا معتبر تذکرہ ہی۔ سنہ ۱۱۷۲ ہجری مین تالیف ہوا بی نظیر تاریخی نام ہی۔ تذکرۂ[۷۲] مردم دیدہ مؤلفہ شاہ عبد الحکیم حاکم تخلص لاہوری سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین تالیف ہوا۔ ید بیضا[۷۳] تذکرۂ شعرا مؤلفہ میر غلام علی آزاد بلگرامی المتوفی سنہ ۱۲ یہ تذکرہ سنہ ۱۱۴۵ ہجری مین

مین ختم ہوا۔ سہرو آزاد[٧٤] ایضاً مؤلفِ موصوف نے ١٢٦٦ سنہ ہجری مین۔ اور خزانۂ[٧٥] عامرہ
١٢٦٠ سنہ ہجری مین تالیف کیا۔ تاریخ الافکار[٧٦] مؤلفہ مولوی قدرت اللہ گوپاموی مدراسی
١٢٥٦ سنہ ہجری مین تالیف ہوا۔ بیاضِ[٧٧] اشعارِ قدیم مرقومہ سنہ ہجری۔ یادگارِ[٧٨] دکن
مؤلفہ منشی لچھمن لالِ دکنی یہہ تاریخ ١٢٩٦ سنہ ہجری مین تالیف ہوئی۔ انکشاف[٧٩] المخلوق
مؤلفہ مولوی خادم علی ١٢٠٥ سنہ ہجری مین تالیف ہوئی۔ حیات[٨٠] الفردوس مؤلفہ مولانا
میرزا محمد المتوفی سنہ۔ ثمرات[٨١] الحیات یعنی ملفوظاتِ شاہ برہان الدین الملقب بہ رازِ الٰہ
مؤلفہ علی عسکر بنِ محمد تقی بنِ محمد قاسم خوافی المخاطب بہ عاقل خانِ عالمگیری۔ رقعات[٨٢]
نظامی مسمی بہ باغِ بہار یعنے رقعاتِ میر عالم وزیرِ سرکارِ عالی نظام یہہ رقعات ١٢١١ سنہ
مین تالیف ہوئے۔ مکاتباتِ[٨٣] نظام شاہِ بحری مؤلفہ شاہ طاہر المتوفی ٩٥٦ سنہ ہجری
دستور[٨٤] السیاق گوشوارۂ ہند و دکن وغیرہ یہہ گوشوارہ عالمگیر کے عہد مین مرتب ہوا
گوشوارۂ[٨٥] دکن معہ اسماءِ قلعہ جات و عماراتِ دکن۔ یہہ رسالہ نادر الوجود ہی۔ سیری
تاریخ کی ایک جلد ملقب بہ محبوبِ نو و کہن تذکرۂ[٨٦] آثارِ دکن کا ماخذ یہی نادر الوجود ہی۔
اورنگ[٨٧] نامہ مؤلفہ محمد قاسمِ مالوی۔ رسالۂ تعمیراتِ روضۂ آگرہ۔ رسالہ[٨٨] سوغاتِ دکن
مؤلفہ نور الدین محمد المعروف بہ محمد یوسف حکیم حیدرآبادی یہہ رسالہ ١٢١٣ سنہ ہجری مین
حسب الحکم کپتان ولیم کیمل صاحب بہادر تالیف ہوا۔ حالاتِ[٨٩] صوبہ جاتِ دکن
مؤلفہ سید عالم علی۔ قانونِ[٩٠] آصفیہ مرتبۂ منشی نسارام پیشکارِ صوبہ جاتِ دکن ١١٧٥ سنہ
مین مرتب ہوا۔ گلدستۂ[٩١] بیجاپور مؤلفہ میر احمد علیخان ١٢٧٧ سنہ ہجری مین تالیف ہوا۔

تذکرہ گلزار اعظم[92] مؤلفہ نواب محمد غوث خان بہادر اعظم تخلص سنہ ۱۱۶۹ ہجری مین تالیف ہوا۔ تاریخ جدولی[93] مؤلفہ مولوی خادم علی سندیلوی سنہ ۱۲۶۹ ہجری مین تالیف ہوئی۔ مرآت اسکندری[94] مؤلفہ منشی سکندر خان بن محمد خان عرف منجھو سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین تالیف ہوئی۔ تحفۃ الکرام[95] مؤلفہ علی شیر قانع سنہ ۱۱۸۱ ہجری مین تالیف ہوئی۔ تاریخ مرہٹہ[96] مؤلفہ میر غلام علی آزاد بلگرامی۔ تاریخ امجدی[97] مؤلفہ مولوی امجد حسین خطیب جامع مسجد بلدہ ایلچپور برار۔ مختصر ارجمند[98] مؤلفہ مستعد خان درسی شاعر براری۔ ریاض الانشا[99] مؤلفہ خواجہ محمود گاوان وزیر بہمنیہ المتوفی سنہ ۸۸۶ ہجری۔ انوار قندہار دکن[100] مؤلفہ مولانا رفیع الدین المتوفی سنہ ۱۰۲۲ ہجری۔ اخبار الاخیار[101] مؤلفہ مولانا عبد الحق محدث دہلوی مشرع الروی[102] مؤلفہ الشیخ الشبلی التریمی۔ یہ تاریخ عربی مین ہی۔ تاریخ سلک الدرر فی القرن[103] الثانی عشر۔ یہ تاریخ بھی عربی مین ہی۔ اسمین بارہوین صدی کے علما و اولیا وغیرہم کا ذکر ہی۔ نور السافر فی القرن العاشر[104] مؤلفہ مولانا عبد القادر بن الشیخ العیدروسی۔ اسمین بارہوین صدی کے علما و سادات کا ذکر ہی۔ یہ بھی عربی ہی۔ رحلہ بن بطوطہ[105] جو معروف ہی۔ سیر الہند[106] مؤلفہ منشی قادر خان بیدری یہ تاریخ مختصر سنہ ۱۲۴۷ ہجری مین تالیف ہوئی۔ بیاض قدیم[107] جسمین سوانح دکن مرقوم ہی۔ قطب شاہیہ زمانہ کی لکھی ہوئی ہی۔ رواج گلشن[108] مؤلفہ میرزا الفتی شاعر یزدی جسمین میرزا نے حیدرآباد دکن کی عمارات و محلات شاہی کی تاریخین اور ہر ایک کی تعریف بعبارت رنگین مثل ظہوری لکھی ہی۔ اور یہ شاعر عبد اللہ قطب شاہ کے عہد مین دکن مین آیا۔ پادشاہی شعرا مین شریک ہوا۔ عبد اللہ قطب شاہ اور اُس کے مصاحبین

وزرا کے مدایح مین بھی مضامین دلچسپ لکھے ہین۔ قطب شاہ کے دربار و درباری امرا کے حالات مرقوم کیئے۔ [108] رسالۂ انسابِ نواعط مؤلفہ محمد اکرم خان بنِ ملّا احمدِ ناعطہ جعفریِ علوی۔ [109] رسالۂ نسبِ مولانا وجہ الدین العلوی الگجراتی المتوفی سنہ ہجری۔ [110] اعراسِ بزرگان۔ [111] تذکرۂ مشایخ برہانپور۔ [112] عنایتِ الٰھی مؤلفہ مولانا شمس الدین المتوفی سنہ ۱۱۴۷ ہجری۔ تاریخِ تالیف سنہ ۱۱۶۲ ہجری۔ [113] تعلیم نامہ سید احمد صاحب تاریخ تالیف سنہ ۱۲۸۸ ہجری۔ [114] نفحات الانس مؤلفہ مولانا نور الدین عبد الرّحمن جامی المتوفی سنہ ۸۹۷ ہجری [115] سیر المتاخرین مطبوعہ کلکتہ۔ [116] تذکرۂ ریاض الشعرا مؤلفہ علی قلیخانِ داغستانی المتوفی سنہ ۱۱۷۰ ہجری۔ [117] تذکرۂ مجمع الفصحا مؤلفہ امیر الشعرا رضا قلیخانِ ہدایت تاریخ تالیف سنہ ۱۲۸۸ ہجری یہ تذکرہ ضخیم دو مجلدات مین ہی۔ طہران مین کلان تختی پر مطبوع ہوا ہی۔ [118] تذکرہ گلِ رعنا مؤلفہ لچھمی نراین شفیقِ اورنگ آبادی تاریخِ تالیف سنہ ۱۱۸۱ ہجری۔ [119] گلشن بیخار مؤلفہ نواب مصطفے خانِ شیفتہ تاریخِ تالیف سنہ ۱۲۵۰ ہجری۔ [120] چمنستانِ شعرا۔ مؤلفہ لچھمی نراینِ مذکور تاریخ تالیف سنہ ۱۱۷۵ ہجری۔ یھہ تذکرہ ریختہ گویون کا ہی۔ [121] منتخبِ دیوانہا مؤلفہ سراج الدین حسینیِ اورنگ آبادی تاریخی نام ہی جو سنہ ۱۱۶۹ ہجری بحساب جمل برآمد ہوتا ہی۔ [122] کتاب الشعرا مؤلفہ میر تقیِ درد۔ [123] تذکرۂ بنیش مؤلفہ سید مرتضی بنیش مدراسی تاریخِ تالیف سنہ ۱۲۶۵ ہجری۔ [124] صبحِ گلشن مؤلفہ سید علی حسن خان بنِ نواب محمد صدیق حسن خان تاریخ تالیف سنہ ۱۲۹۴ ہجری۔ [125] شمع انجمن مؤلفہ نواب صدیق حسن خان۔ تاریخِ تالیف سنہ ۱۲۹۲ [126] روزِ روشن تذکرہ شعر الجدید التالیف مطبوعہ بھوپال۔ [127] تذکرۃ الشعرا مؤلفہ مولوی رفیع الدین

قندہاری دکنی المتوفی سنہ ۱۲۴۱ ہجری۔ تاریخ تالیف سنہ ۱۲۱۶ ہجری۔ [۱۲۸] تنبیہ الشاکین فی جلائل
حضرت محی الدین مؤلفہ سید غلام علی ارشد تخلص الحسینی الرضوی نواسۂ مولانا فخر الدین
ترمذی اورنگ آبادی۔ تاریخ تالیف سنہ ۱۱۹۶ ہجری۔ [۱۲۹] روضۂ اولیاء خلد آباد مؤلفہ
میر غلام علی آزاد بلگرامی المتوفی سنہ ۱۲۰۰ ہجری۔ [۱۳۰] کرامات الاولیاء مؤلفہ نظام الدین احمد
بن محمد صالح الصدیقی۔ تاریخ تالیف سنہ ۱۰۶۵ ہجری۔ [۱۳۱] مونس الارواح مؤلفہ جہان آرا
بیگم بنت شاہجہان بادشاہ ہند۔ تاریخ تالیف سنہ ۱۰۴۹ ہجری۔ [۱۳۲] لطائف اشرفی مؤلفہ
مخدوم اشرف جہانگیری۔ [۱۳۳] مناقب شاہ صبغۃ اللہ نائب رسول اللہ بھروچی مدنی
مؤلفہ عبد الفتاح مرید مولانا حبیب اللہ بیجاپوری تاریخ تالیف سنہ ۱۰۳۵ ہجری۔ [۱۳۴] روضۂ
اولیاء بیجاپور مؤلفہ محمد ابراہیم زبیری بیجاپوری۔ تاریخ تالیف سنہ ۱۲۰۶ ہجری۔
[۱۳۵] رسالہ تواردِ اقوام مؤلفہ منشی قادر خان بیدری۔ تاریخ تالیف سنہ ۱۲۵۵ ہجری۔ [۱۳۶] رسالہ
اسمائے بزرگان گلبرگہ۔ [۱۳۷] تاریخ حدائق السلاطین مؤلفہ علی بن طیفور البسطامی
[۱۳۸] بحر رحمت مؤلفہ مولوی ابو سعید نقشبندی والامخلص۔ تاریخ تالیف سنہ ۱۲۴۱ ہجری
[۱۳۹] سلسلۃ العارفین مؤلفہ مولانا محمد قاضی تاریخ تالیف سنہ ۱۲۰۰ ہجری۔ [۱۴۰] معرفت الاولیاء
مؤلفہ منشی قادر خان بیدری تاریخ تالیف سنہ ۱۲۵۴ ہجری۔ [۱۴۱] بحر المعانی مؤلفہ محمد بن نصیر الدین
جعفر المکی۔ تاریخ تالیف سنہ ۸۲۵ ہجری۔ [۱۴۲] مناقب العارفین مؤلفہ مولانا شمس الدین احمد
افلاکی۔ تاریخ تالیف سنہ ۸۱ ہجری۔ [۱۴۳] تحفۂ منیر مدائح نواب منیر الملک وزیر سرکار عالی
[۱۴۴] تاریخ گنج تذکرۂ اولیاء دکن مؤلفہ مولانا قاضی محمد فاضل المتوفی سنہ قاضی پیٹھ

آپ کے نام سے مشہور ہی۔ کتبجات[145] قبورِ قطب شاہیہ۔ سوانح عمری[146] شیخ علی متقی مؤلفہ
شیخ عبدالحق محدّث دہلوی۔ شجرۂ آصفیہ[147] مؤلفہ نواب بدرالدینخان بہادر معظم الدولہ
تاریخ تالیف سنہ ١٢٥٢ ہجری۔ مشکوٰۃ النّبوہ[148] تذکرۂ اولیا مؤلفہ مولانا شاہ غلام علی صاحب
قادری حیدرآبادی المتوفی سنہ ١٢٥٢ ہجری۔ حجۃ الذاکرین[149] مؤلفہ مولانا سید شریف الحسینی
البخاری السمرقندی خلیفہ مولانا عزیزانِ عالم شیخ صدیقی جدّ اعلیٰ آصفیہ اولی بانی
ریاستِ دکن۔ جوامع الکلم[150] ملفوظاتِ سید محمد حسینی بندہ نوازِ گیسو دراز المتوفی سنہ
سلافۃ العصر[151] مؤلفہ سید علی مدنی المتوفی سنہ ٢ ہجری۔ سلوۃ الغریب[152] واسوۃ الاَلِیب
مؤلفہ سید علی المدنی المذکور۔ یہہ مدنی کا سفرنامہ ہی جو مدینہ سے حیدرآبادِ دکن
مین آیا۔ شامِ غریبان[153] تذکرۂ شعرا مؤلفہ لچھمی نراین شفیقِ اورنگ آبادی۔
گنجِ دانش[154]۔ گنجِ شایگان[155] ہردو مطبوعۂ ایران جدید التالیف۔ سیر و سیاحتِ[156] ڈاکٹر
برنیر المتوفی سنہ ١٦٨٨ عیسوی تاریخِ تالیف سنہ ١٦٥٤ عیسوی۔ اغضان الاربعہ[157] مولوی
ولی اللہِ لکھنوی یہ رسالہ فرنگی محل کے علما کا شجرہ ہی۔ خزینۃ الاصفیا[158] مؤلفہ مولوی
غلام سرورِ لاہوری۔ تاریخ تالیف سنہ ١٢٨١ ہجری۔ تاریخِ حسینی[159] مؤلفہ ملک راجا
سوانح عمریِ حضرت بندہ نواز قدس سرّہ کی ہی۔ سفینۃ الاصفیا[160] مؤلفہ دارا شکوہ
ملفوظاتِ[161] شیخ فریدِ شکرگنج۔ ملفوظاتِ[162] شاہ عیسی جند اللہ برہانپوری۔ ملفوظاتِ[163]
حضرت برہان الدین غریب۔ ایضاً[164] تذکرۂ غرایب۔ قران السعدا[165]۔ تذکرۂ بہارِ بوستان[166]
مؤلفہ میر عبدالرزاقِ شہنواز خانِ صمصام الملک وزیرِ سرکارِ نظام المقتول سنہ ١١٧١

یہ تذکرہ قدیم شعرا کے بیان میں ہے۔ صرف آخر مین چند معاصرینِ آصفجاہِ ثانیِ مرحوم کا بھی تذکرہ ہے۔

علاوہ تواریخ وتذکرہ ہای مذکورہ کے میرے پاس اور بھی تاریخین اور تذکرے و رسائل موجود ہین طوالت کی وجہ سے مذکورۂ بالا پر اکتفا کرتا ہون۔ مگر موقع ومحل پر منقول عنہٗ کا حوالہ دونگا۔ جہان میری خاص تحقیق ہوگی وہان بھی ضرور منقول عنہٗ سے سکوت نہین کرونگا۔ اور جو باتین عرفِ عام ورواجِ انام اور بزرگانِ کرام سے ہمدست ہوئی ہین بطور روایت نقل کر دونگا۔ اگر روایت میرے نزدیک معتبر یا غیر معتبر ہوگی تو اُس کے اظہار مین بھی کوتاہی نہین کرونگا۔ یہہ تمام مؤاخذ مذکورہ جو واقع مین مؤرخینِ ماہرین کے نزدیک خزینۂ جواہر بے بہا وگنجِ شایگان سے کم نہین ہین بلکہ زاید میرے پاس موجود تھے۔ مین تواریخ وکتبِ نوادرہ کے ذخیرہ کو جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا مین نے اس ذخیرہ کے فراہم کرنے مین اپنی عمر کا بڑا حصّہ اور اپنا تمام ذاتی سرمایہ صرف کر دیا مجھے علوم وفنون کی کتب قدیمہ خاصّۃً کتبِ تواریخ سے ایسی دلچسپی تھی کہ مین ہمیشہ تلاشِ کتب مین شہر کے کوچہ وبازار مین گھومتا رہتا تھا اور ہند وسند کے دیار وامصار مین بھی جستجو کرتا تھا۔ انھین کتبِ قدیمہ کی محبت مین کتب فروشی کا پیشہ اختیار کیا تھا مدت تک اسی پیشہ مین سرگرم رہا۔ اگرچہ معترضین لعن وطعن کرتے تھے لیکن مین شیفتہ وفریفتہ تھا طعن ولعن کی پروا نھین کرتا تھا جب یہ ذخیرہ کامل جمع ہوگیا تب سے مین نے کتب فروشی کا پیشہ یک لخت ترک کر دیا اور تاریخ کی تالیف مین مشغول ہوگیا۔

تازہ حادثہ

افسوس صد افسوس فی زماننا بتاریخ غرۂ رمضان المبارک ۱۳۲۶ھ ہجری آفت آسمانی
یعنی موسی ندی کی طغیانی مین میرا کتب خانہ نوادر تمام مع اثاث البیت و زروزیور
غرق آب و نذر سیلاب ہوگیا۔ اور اسی تاریخ دکن کے چند اجزائے مطبوعہ و کاغذ مطبوعہ
بہی تباہ و تلف ہوگئے۔ میرا کتب خانہ عجیب و غریب تہا۔ نوادر کتب عرب و علم ادب کا
خزانہ تہا۔ رسائل غرائب و تواریخ نوادر کا ذخیرہ تہا مین نے خاص دکن کی تین سو سے
زاید تاریخین فراہم کی تہین۔ واویلا وامصیبتا یہ تمام جواہر پارے خاک و آب
وگرداب مین تباہ و برباد ہوگئے۔ مین کثرت رنج و غم سے اکثر اوقات عالم سکوت مین
رہتا ہون اور رنج والم کے دریا مین غرق آب و تلاطم امواج غم مین پامال سیلاب

شکریۂ مؤیدین و محضّضین تالیف تاریخ دکن

اولاً مین سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ الی یوم القیام کا شکریہ نہایت ادب کے ساتہہ ادا کرتا ہون
کہ سرکار عالی نے میری اس تاریخ کی جو گوشۂ گمنامی مین جواہر کی طرح پوشیدہ و گمنام
پڑی ہوی تہی۔ قدردانی و جوہر شناسی سے طبع کرانیکی اجازت مع عطیہ چہہ ہزار روپیہ
مرحمت کی۔ تاریخ گمنام کو نام آوری عطا کی۔ ثانیاً ارکین سلطنت و بزرگان ریاست
مندرجۂ ذیل کا بہی شکریہ مجہپر اور میری تاریخ پر واجب و لازم ہے۔ تاریخ زبان حال سے
ہمیشہ تک شکریہ ادا کرتی رہیگی اور مین زبان قال سے تا بہ زندگی ادا کرتا رہونگا

اراکین و بزرگان ذیل نے وقتاً فوقتاً تاریخ کی تالیف مین تائید و تخصیص کی ہے
اور میری تحقیقات کی داد دی ہے ۔
عالیجناب نواب فخر الملک بہادر معین المہام عدالت و کوتوالی و امور عامہ ۔ عالیجناب جارج کیسن واکر
اسکوائر بی ۔ اے ۔ آئی ۔ سی ۔ ایس ۔ سی ۔ ایس ۔ آئی معین المہام فینانس ۔ عالیجناب
میجر ڈبلو ہگ اسکوائر فرسٹ اسسٹنٹ رزیڈنٹ سابق ۔ عالیجناب مولینا سید حسین صاحب عماد الملک بہادر
ناظم تعلیمات سابق ۔ عالیجناب مولینا محمد عزیز مرزا صاحب بی اے ۔ منصرم معتمد عدالت و کوتوالی
و امور عامہ ۔ عالیجناب مولوی سید اکبر نذر علی حیدری ۔ بی اے ۔ اسکوائر معتمد معین المہام
فینانس ۔ عالیجناب مولوی صدیق صاحب عماد جنگ مرحوم سابق ہوم سکرٹری ۔ عالیجناب نواب
رفعت یار جنگ مرحوم ۔ عالیجناب شمس العلما مولوی سید علی صاحب بلگرامی ۔ عالیجناب مولوی چراغ علی صاحب
اعظم یار جنگ مرحوم ۔ عالیجناب نواب محبوب یار جنگ مرحوم ۔ عالیجناب مولوی نظام الدین احمد صاحب
نظامت جنگ بہادر منصرم معتمد عدالت و کوتوالی و امور عامہ ۔ عالیجناب مولوی مصلح الدین صاحب حاکم الدولہ بہادر رکن مجلس
مرافعہ ۔ عالیجناب ڈاکٹر سراج الحسن صاحب ناظم تعلیمات ۔ عالیجناب مولوی فصیح الدین صاحب
رفعت یار جنگ بہادر ثانی ۔ عالیجناب بابو نند لعل سیل صاحب ۔ صدر محاسب ممالک محروسہ سرکار عالی
عالیجناب مولوی حبیب الدین صاحب منصرم معتمد فینانس عالیجناب مولوی
جلال الدین صاحب سعد جنگ بہادر ۔ عالیجناب نواب سلام اللہ خان بہادر جاگیردار
برار ۔ عالیجناب خان بہادر خواجہ بدیع الدین صاحب مرحوم قاضی و جاگیردار ملکاپور برار ۔

دکن کی تواریخ قدیمہ و جدیدہ کی نسبت مولف کی رائے

میرے مطالعہ مین دکن کی تواریخ قدیمہ سے ملحقات طبقات ناصری مؤلفہ مولانا عین الدین المخاطب بہ گنج العلوم جنیدی بیجاپوری و تاریخ نظامی مؤلفہ مولانا نظام الدین احمد داماد عبداللہ قطب شاہ و تاریخ تحفۃ السلاطین ملا داؤد بیدری و تحفۃ الملوک مولانا رفیع الدین شیرازی و جامع التواریخ چنگیزیہ ناقص و تاریخ مآثر محمود شاہی مؤلفہ مولانا شمس الدین شیرازی و سلوۃ الغریب و اسوۃ اللبیب مؤلفہ سید علی المدنی بن نظام الدین احمد و حدایق السلاطین دکن مؤلفہ مولانا ابراہیم المتخلص بہ خادم شاگرد ملا ابن خاتون میر جملہ قطب شاہی و مناقب العارفین مؤلفہ مولانا احمد افلاکی۔ و تاریخ ہرات مؤلفہ معین الدین وغیرہا گذر چکی ہین۔ مؤلفین متقدمین کی تواریخ مذکورہ مین عدالت وصنعت وحرفت و زراعت و زمین وغیرہا انتظامات کی ضمناً جھلک اکثر مقامات مین دکھائی دیتی ہی۔ اور بعض بعض مضامین کی عنوان و فہرست بھی پائی جاتی ہی۔ میری تاریخ مین جو اس قسم کے نوادر مضامین ہین۔ انھین بزرگون کی کتب نوادرہ سے ماخوذ ہین۔

اُس زمانہ کے مورخین کی طرز تحریر یہ تھی کہ عبارت فارسی کو تشبیہہ و استعارات کے زیور سے آراستہ کرین۔ اور شاہان وقت کی مدح و تعریف مین مبالغہ کرین اور بادشاہ کے رزم و بزم کی کیفیت مبالغہ آمیز عبارت مین لکھین۔ شاہان سلف اکثر عیش و طرب و لہو و لعب کے طرف مائل ہوتے تھے۔ ہر ایک مورخ بادشاہ کی خواہش کا مقلد رہتا تھا۔ آزادانہ نہین لکھہ سکتا تھا

بلکہ ہر ایک کا مقصود بالذّات یہی ہوتا تھا کہ پادشاہ کی مدایح مین اوراق سیاہ کرے لیکن کوئی مؤلّف اصلا اس بات کی طرف ملتفت نہین ہوتا تھا کہ اُسوقت کی عدالت وصنعت وحرفت وزراعت وزمین کی حالت اور ممالک کی آبادی کا رقبہ وتعلیم وتربیت کا ذکر وغیرہا ضروری انتظامات کی بابتہ کامل طور سے لکھے۔ ہان بعض نے ضمناً تھوڑا تھوڑا مثلاً مشتِ نمونہ از خروارے بیان کیا۔ تمام مؤلّفین مضامین کی تحریر مین باہمدیگر قریب قریب ہین مگر عبارت کی آراستگی مین۔ ہر گلی را رنگ وبوئی دیگر است۔ اس زمانہ کے مؤلّفین اور اُس زمانہ کے مؤلفین کے فیمابین فرقِ آسمان وزمین ہی۔

تاریخ فرشتہ جو ہمارے اہلِ دکن وابناےِ وطن تواریخِ قدیمہ سے شمار کرتے ہین۔ یہہ تاریخ تواریخ کا لُبِ لباب ہی۔ بسببِ ایجاز واختصار انتظاماتِ ملکی سے خالی ہی۔ زراعت وزمین وعدالت وآئین کی کیفیت سے معرا ہی۔ مؤرخین جدید کا ماخذ فرشتہ ہی ہی۔ میرے نزدیک فرشتہ اگرچہ مختصر ہی۔ لیکن دکن کے سلاطین کے فتوحات کا ذخیرہ ہی۔ اور جدال وقتال کے مضامین کا گنجینہ۔ فی زمانا ہمکو جن باتون کی تحقیق وتلاش مطلوب ہی۔ اُنکا نام ونشان نہین ہان کہین کہین بطریقِ نادر ضمناً بےمحل دبےموقع کوئی ایک آدبات ملجاتی ہی۔ فرشتہ مین یہہ سخت عیب ہی کہ ایک ہی شخص کو جہان بالذّات قصداً لکھتا ہی تو ذلیل وحقیر بناتا ہی جہان تبعاً ضمناً لکھتا ہی تو عزیز وشریف قرار دیتا ہی۔ چنانچہ **حسن** گانگوےِ بہمنی کو جہان مقصود بالذات لکھا ہی وہان لکھا کہ حسن مفلوک الحال گانگو پنڈت کا ملازم ہی الخ اور اُسکی شرافتِ خاندانی

وامارت کی نسبت کچہ نہین لکھا اور دوسرے مقام مین لکھا ہی کہ **علی شاہ**
برادر حسن کانگوے بہمنی ہمشیرہ زادہ ظفرخان علائی ظفر خانِ علائی **ملک شہر الدین**
سپہ سالار وزیر **علاء الدین خلجی** کا خطاب ہی۔ فرشتہ کی اس عبارت سے
ثابت ہوا کہ **حسن گانگوی بہمنی** ملک زادہ وامیر زادہ تھا۔ اور **فقرہ مذکور**
بالا **گانگو پنڈت کا ملازم** سے وہ مجہول النسب والحسب ثابت ہوتا ہی
ظاہرا نہین معلوم ہوا کہ فرشتہ نے یہہ طرز کیون اختیار کی تھی۔ عمداً یا سہواً۔ اگر
عمداً کیا ہی تو بیجا کیا ہی۔ مؤرخین کے نزدیک اعتبار کے لایق نہین رہا۔ ہرچند کہ
فرشتہ کی جانب سے عذر کیا جاے مقبول نہوگا۔ فرشتہ کی راستبازی پر
ایسا دہبہ آئیگا کہ تاویلات وتعبیرات کے زلال سے نہین مٹیگا۔ مؤرخینِ
محققین کے نزدیک فرشتہ کی عظمت باقی نہین رہیگی۔ اگر سہواً ہی تو وہ معذور
سمجھا جائیگا۔
فرشتہ کے معاصر عزیز اللہ طباطبائی نے بھی یہی طرز اختیار کی ہی۔ اکثر شاہان
احمد نگر وشاہانِ بہمنیہ کی مدح سرائی کی جو باتین تاریخی مطلوب ہین نہین لکھی۔ اور
مؤلفینِ متاخرین نے جو کچھہ لکھا فرشتہ ہی سے لکھا۔

ملکِ دکن مین اسلام کی آمد اور اُسکی اشاعت کا ذکر

خافیخان نے اپنی تاریخ کی تیسری جلدِ غیر مطبوعہ مین لکھا کہ ہند مین محمود غزنوی

کی کوشش وکشایش سے اسلام شایع ہوا اور بت پرستی کی رسم مین خلل واقع ہوا
دکن وکوکن مین اسلام وکلمۂ توحید وتشہد کا ذکر شروع ہوا۔ اور دیگر مؤلفین
سے نقل کیا مگر منقول عنہ کا نام نہین لکھا ۹۵ھ ہجری مین حجاج بن یوسف ثقفی جو
عبد الملک بن مروان کا سپہ سالار وعرب وعجم کا صوبہ دار تھا۔ نہایت ہی ظالم
بیباک وسفاک تھا۔ خاصکر کے سادات کا قاتل وجلاد تھا۔ شرفا عرب وسادات
بنی ہاشم کو جہان پاتا تھا حیلہ وبہانہ سے صغیر وکبیر کو قتل کرتا تھا اور اُن کے خاندان
وخانمان کو خراب وبرباد۔ اُس کے ظلم وستم سے عرب مین پریشانی وپراگندگی
عالمگیر تھی اور تمام عالم مضطرب الحال۔ خاصکر کے اکثر اولاد واصحاب مصطفوی
ومرتضوی تنگ وعاجز ہو کے بادیدۂ گریان وسینہ سوزان مع عیال واطفال
آٹھہ دس جہاز وںمین سوار ہو کے بنادر دکن یعنی وآبول وچیول وکنبایٹ
وبھروچ وچھلی بندر وملیبار کے طرف روانہ ہوے۔ باعانت باد موافق ومخالف
مختلف بنادر مین پہنچے۔ ہنود اِس نئی قوم کو دیکھکر اُترنے سے مانع ہوئے
آخر نہایت عاجزی والتجا کرنے کے بعد عہد وپیمان لیکر اُترنے کی اجازت ملی
اوّلاً انھین بنادر مین قول واقرار نامہ دیکے فروکش ہوئے۔ اقرار نامہ اِسبات
کا تھا کہ ہنود کی طرز وروش مین رہین اور لباس بھی اس دیس کا اختیار کرین
غربا اسلام نے بامر لاچاری بمصداق ضرب المثل۔ جیسا دیس ویسا بھیس
ہنود کا لباس اختیار کیا۔ اور اہل اصنام کے ساتھ مل جلکر شیر وشکر کی طرح

اپنے

رہنے لگے اور مقتضائے حال کے موافق ہر ایک نے پیشہ و حرفہ اختیار کیا۔ اور کمال ہوشیاری سے زندگی بسر کرتے تھے۔ اور اسلامی شعار نہایت احتیاط سے ادا کرتے تھے۔ اذان و قرأت قرآن اس طرح کرتے تھے کہ کوئی فرد ہنود سے نہ سُنے۔ چنانچہ اکثر بناور مین ابتدا مین شرفائے عرب المعروف بہ نوایتہ کی عورتین ہنود کی عورات کا لباس پہنتی تھین۔ اور خدا کی عبادت مین مشغول رہتی تھین۔ اور شادی و غمی مین ہنود کے رسوم کی پیروی کرتی تھین۔ اور شوہر کے فوت ہونیکے بعد کوئی عورت شوہر ثانی نہین کرتی تھی۔ اگرچہ مشائخ عرب اس امر کو عقلاً و شرعاً معیوب و مذموم جانتے تھے۔ لیکن بامر لاچاری اپنے آبائی طریقہ کو جو شرع محمدی کے مطابق تھا ترک کرتے تھے۔ امتداد زمان کے بعد ہنود مین رہنے سے اون کے رسوم و رواج کو اختیار کیا۔ اور اپنے بزرگان سلف کا طریقہ چھوڑ دیا۔ ہان غربا عرب نے اس امر کا لحاظ رکھا کہ اپنی لڑکی کسیکو دی نہ کسیکی لی۔ بلکہ اپنے ہم کفو کو دیتے تھے۔ اور اپنے ہی خاندان سے کرتے تھے کوئی اُن کے قبیلہ سے خارج نہین ہوتا تھا۔ اگر کوئی اس کے خلاف کرتا تھا تو اُسکو قبیلہ سے خارج کردیتے تھے۔ اور اُسکی شادی و غمی مین شریک نہین ہوتے تھے۔ غربا عرب رقص و سرود کو پسند نہین کرتے تھے۔ اور لہو و لعب عیش و طرب سے دور رہتے تھے۔

احکام البلاد و الحکام کے مولف نے لکھا کہ تیسری و چوتھی صدی ہجری سے دکن مین بزرگان دین و عارفان علم الیقین بغرض اشاعت اسلام آمد و رفت کرنے لگے۔ بعض تاجرانہ شعار رکھتے تھے۔ اور بعض درویشانہ پیرایہ مین ہوتے تھے۔ تمام کا مقصود بالذات یہی ہوتا تھا کہ اسلام و دین کی اشاعت ہو اور ہنود اسلام کے زمرہ مین شریک ہو جائین۔

بناءً علیہ ہنود کے ساتہہ حسن اخلاق سے پیش آتے تہے۔ اور نہایت لطف و خندہ پیشانی سے ملتے تہے۔ اور کبہی کبہی اپنی کشف و کرامت و خرق عادت کے کرشمے دکہلاتے تہے۔ ہنود بہی ایسے بزرگون کے حسن اخلاق دیکہکے گرویدہ و بندہ درم ناخریدہ ہوتے تہے۔ کرامت و خرق عادت دیکہہ کے سمجہتے تہے کہ یہہ بزرگ اوتار ہین۔ جس گانون و قصبہ مین کوئی بزرگ اسلام وارد ہوتا تو وہان کے اہل اصنام اُس کے پاس آمد و رفت کرتے تہے۔ اور مصیبت و رنج کی حالت مین بزرگ دین سے اعانت چاہتے تہے تو حضرت دعا و دوا سے اعانت فرماتے تہے۔ اکثر ہنود بزرگان دین کی دعا سے مستفید ہوتے تہے۔ اور بزرگون کو مقبولان حق سے شمار کرتے تہے آپ خفیہ طور سے کلمۂ توحید کی ہدایت فرماتے تہے۔ آہستہ آہستہ دکن کے بلاد و دیہات مین بیشمار ہنود موحد بنگئے۔ لیکن راجاؤن و براہمہ کے خوف سے ظاہراً مسلمان نہین ہوتے تہے جب براہمہ و راجگان دکن بزرگان دین کی خرق عادت و کرامت دیکہہ کے معتقد ہونے لگے اور اسلام کی راستبازی تسلیم کرنے لگے۔ تب کوئی اہل اصنام سے اگر اسلام کے حلقہ مین شریک ہو جاتا۔ تو کوئی اُسکو مزاحم و مانع نہین ہوتا تہا چوتہی صدی تک یہی کیفیت رہی محمود غزنوی کے حملات کے بعد ہند کے تمام صوبجات مین آفتاب اسلام کی شعاعین چمکنے لگین اور ہر طرف توحید و تشہد کا ذکر ہونے لگا۔

دکن مین سلاطین اسلام کی آمد

تمام مورخین اسبات پر متفق ہین کہ دکن مین سلاطین اسلام کی آمد سلطان علاءالدین خلجی سے

شروع ہوئی۔ خلجی سے پہلے کسی بادشاہ اسلام نے دکن مین فوج کشی نہین کی تھی اسلام
مین یہی پہلا پادشاہ ہے جس نے الوالعزمی دلیری سے دکن کے تسخیر کا ارادہ کیا۔
اوسوقت مین دکن کا ارادہ کرنا نہایت مشکل و دشوار معلوم ہوتا تہا۔ بلکہ بلحاظ بُعد مسافت
محال نظر آتا تہا۔ اسلئے کہ راستے خطرناک تہے اور متعدد ریاستین حائل تہین۔ ریاستون
مین سے بدون جدال و قتال صحیح وسالم گزرنا غیر ممکن تہا۔ مگر پادشاہ نے کچھہ پروا نہین کی
متوکلاً علی اللہ فوج قلیل کے ساتھہ ۶۹۴ھ ہجری مین دلّی سے برآمد ہوا۔ جہاڑیون و پہاڑون
کو طی کرتا ہوا برق و باد کی طرح دولت آباد دیوگڈہ مین پہنچا۔ اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔
چند روز تک محاصرہ رہا۔ آخر دیو رائے نے مصالحہ کیا۔ بیشمار زر و جواہر و اجناس و
نفائس نذرانہ گذرانا۔ اور صوبہ برار بہی دیا۔ بادشاہ نذرانہ و پیشکش وصول کر کے دلّی چلا گیا
سالانہ خراج و پیشکش کے لئے وکلا آتے تہے۔ اور دکن کے راجاؤن سے خراج و پیشکش مقررہ
وصول کر کے لیجاتے تہے۔ علی ہذا لقیاس سلطان محمد تغلق شاہ تک یہی کیفیت رہی
سلاطین اسلام کے وکلا کی دکن مین آمد و رفت رہی۔ رفتہ رفتہ سلاطین اسلام کی
قوت بڑہتی گئی۔ اور راجاؤنکا زور و غلبہ گہٹتا گیا۔ سلطان محمد شاہ تغلق کے زمانہ مین
مسلمانونکا تسلط دکن مین ترقی پذیر تہا۔ اکثر راجگان مطیع و تابع ہو گئے تہے
دکن کے اطراف بلاد و قصبات مین مسلمان سکونت پذیر ہو گئے تہے۔ ارکان اسلام
ظاہراً آزادی سے ادا کرتے تہے۔ کوئی مانع و مزاحم نہین ہوتا تہا۔ اُس زمانہ
مین اکثر بزرگان دین و اولیا، عارفین اشاعت اسلام کی غرض سے دکن کے

بلاد و دیہات و قصبات مین آئے ہین۔ مثلاً حضرت بابا شرف الدین و بابا شہاب الدین قدس سرہما خلیفہ حضرت شہاب الدین سہروردی و بابا فخر الدین وغیرہم قدس سرہم۔

تغلق شاہ کے طرف سے دکن مین تین صوبہ دار تھے۔ ایک صوبہ برار مین دوسرا صوبہ دولت آباد مین تیسرا ورنگل مین۔ پھر ۷۳۳ ہجری مین بادشاہ کے دل مین یہ خیال و خبط پیدا ہوا کہ دلی کو ویران کرکے دولت آباد کو دار السلطنت بنانا چاہیے۔ اسی خبط و خیال سے تمام باشندگان دہلی کو دولت آباد روانہ کیا۔ اور دلی کو ویران و بےچراغ کردیا۔ باشندگان دلی بمصیبت تمام دولت آباد مین پہنچے۔ بادشاہ متلون المزاج تہا۔ پھر چند روز کے بعد اپنے اس عمل سے نادم ہوا۔ اور اہل دلی کو اجازت دی۔ اور فرمایا جو چاہے دکن مین رہے اور جو چاہے دلی واپس جائے۔ اکثر دکن مین رہگئے۔ اور بعض وطن مالوفہ روانہ ہوگئے تمام بدستور جاگیر و منصب پر بحال رہے۔ اُسی وقت سے دکن مین اسلامی سلطنت کی بنیاد قائم ہوگئی۔ اور دکن کے اطراف و جوانب مین تغلقی امرا و سپاہ سکونت گزین تھے ہان ہم یہہ کہہ سکتے ہین کہ مستقل طور سے کسی اسلامی بادشاہ نے دکن کو دار السلطنت نہین بنایا تہا۔ مشیت ایزدی و حسن اتفاق سے یہ حسن گانگوئے بہمنی کا حصہ تہا۔ متعدد اسباب اس کے لئے مہیا ہوگئے تہے۔ اُس نے پوری طور سے دکن مین اسلامی سلطنت کا علم قائم کیا۔ اور دکن کو دار السلطنت بنایا۔ تمام ملک دکن مین توحید و تشہد شایع کیا۔ فقیر مولف نے اسی وجہ سے اپنی مولفہ تاریخ دکن کی ابتدا سلاطین بہمنیہ سے

شروع کی۔ تاریخ نظامی کے مولف نے لکہا کہ بہمنیہ سلاطین کے کُل اٹہارہ پادشاہ گذرے۔ باعتبار ترقی و تنزّل تین اقسام پر منقسم ہوے۔ علاءالدین حسن گانگوے بہمنی سے احمد شاہ ولی البہمنی تک ترقی کا ستارہ اوج بلندی پر تہا۔ علاءالدین ثانی بن احمد شاہ سے تنزّل کا عروج تا زمان محمود شاہ ثانی اور محمد شاہ ثانی سے کلیم اللہ تک پورا زوال ہو چکا۔ اگرچہ بادشاہ ہوتے تہے لیکن بیکار وزراکے ہانہہ مین کاٹہ کے پتلے ہوتے تہے۔ گوشہ نشین لہو و لعب عیش و طرب مین مشغول وزرائے نمک حرام سیاہ و سفید کے مالک و مختار ہوتے تہے۔ ملا نظام الدین نے جو بہمنیہ سلاطین کی تقسیم باعتبار تنزل و ترقی کے تین قسم لکہی۔ درست نہین ہے۔ اس لئے کہ تنزل و ترقی علی الترتیب نہین ہوی بلکہ باعتبار ذات شخص ہوی۔ میرے[۱] نزدیک اگر ملا صاحب اسطرح کہتے کہ بہمنیہ سلاطین کی ترقی و تنزل باعتبار ذات شخص ہوا تو بہتر ہوتا یعنے بہمنیہ سلاطین سے حسن گنگوے بہمنی بانی سلطنت و محمد شاہ و مجاہد شاہ و محمود شاہ اول و فیروز شاہ و احمد شاہ و علاءالدین ثانی بن احمد شاہ بہمنی و محمد شاہ ثانی بہمنی۔ ان آٹھہ پادشاہون کے زمانہ مین سلطنت روز افزون ترقی کے اوج پر عروج کرتی رہی۔ باقی سلاطین کے زمانہ مین سلطنت کی بنا تزلزل کی حالت مین رہی آخر مین محمود شاہ ثانی کے زمانہ سے بالکل مردہ سی ہوگئی۔ بظاہر اگرچہ زندہ تہی۔ مگر بید سنت و پا سلاطین وزراکے ہانہہ مین گویا کاٹہ کے پتلے تہے۔ وزراء سلطنت کے آخر مین حکمرانی کرتے تہے۔ کلیم اللہ کے فوت ہوتے ہی بہمنیہ سلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔ بہمنیہ سلطنت ۷۴۷ھ ہجری سے شروع ہوی اور ۹۳۴ھ مین منقرض ہوگئی کوئی فرد اُس خاندان سے باقی نہین رہا۔ کل مدت سلطنت ۱۸۷ھ ہجری ہوی بعد ازان دکن مین طوائف الملوک ہوگئے۔ یعنے بہمنیہ کے صوبے خود مختار بادشاہ بنگئے۔ ہر ایک نے اپنے نام کا سکہ و خطبہ جاری کیا۔ یوسف عادلشاہ

[۱] مقولہ مولف ۱۲

بیجاپور مین۔ اور احمد شاہ نظام الملک بحری نے احمد نگر مین۔ فتح اللہ عماد الملک نے برار مین۔ سلطان قلی قطب شاہ نے تلنگانہ مین۔ قاسم برید نے بیدر مین۔ مین سے ہر ایک کا حال طوائف الملوک کے بیان مین لکھا ہے۔

شجرۂ سلطنت بہمنیہ

نام بادشاہ	تاریخ وسنہ جلوس	تاریخ وفات	عمر	مدت سلطنت	مدفن
علاء الدین حسن گنگوے بہمنی	۲۴ ربیع الثانی سنہ ۷۴۸ھ	یکم ربیع الاول سنہ ۷۵۹ھ	۶۸ برس	۱۱ سال دو ماہ ۷ دن	گلبرگہ
محمد شاہ اول	۴ ربیع الاول سنہ ۷۵۹ھ	۹ ذیقعدہ سنہ ۷۷۶ھ	۴۸ "	۱۷ سال	"
مجاہد شاہ	۱۱ ذیقعدہ سنہ ۷۷۶ھ	۷ ذیحجہ سنہ ۷۷۹ھ مقتول	۲۲ "	۳ سال	"
داؤد شاہ	۷ ذیحجہ سنہ ۷۷۹ھ	۲ محرم سنہ ۷۸۰ھ مقتول	۵۲ "	۱۷ دن	"
محمود شاہ اول	۱۲ محرم سنہ ۷۸۰ھ	یکم رجب سنہ ۷۹۹ھ	۵۰ "	۱۹ سال ۶ ماہ	"
غیاث الدین	۴ رجب سنہ ۷۹۹ھ	۷ رمضان سنہ ۷۹۹ھ نابینا کرکے تخت سے اوتارا گیا	۱۸ "	۲ ماہ ۳ دن	"
شمس الدین	۷ رمضان سنہ ۷۹۹ھ	ربیع الاول سنہ ۸۰۰ھ نابینا کرکے مکہ بھیجا گیا سنہ ۸۱۰ھ مین مدینہ مین فوت ہوا	۲۶ "	چند روز	مدینہ منورہ
فیروز شاہ	۳۰ صفر سنہ ۸۰۰ھ	۵ شوال سنہ ۸۲۵ھ سلطنت سے علیحدہ ہوکے ۱۵ شوال فوت ہوا	۵۵ "	۲۵ سال چند ماہ	" "
احمد شاہ اول	۵ شوال سنہ ۸۲۵ھ	۸ رجب سنہ ۸۳۸ھ	۶۳ سال	۱۲ سال چند روز	بیدر
علاء الدین ثانی	۱۱ رجب سنہ ۸۳۸ھ	سنہ ۸۶۲ھ	۶۴ "	۲۴ سال	"
ہمایون شاہ	سنہ ۸۶۲ھ	۵ شوال سنہ ۸۶۵ھ	۴۴ "	۴ سال	"
نظام شاہ	سنہ ۸۶۵ھ	سنہ ۸۶۷ھ	۹ "	۲ سال	"
محمد شاہ ثانی شاگرد جہان [illegible] شوشتری فضل العلما	سنہ ۸۶۷ھ	یکم صفر سنہ ۸۸۷ھ	۲۹ "	۲۰ سال	"

محمود شاہ ثانی	سنہ ۸۸۷ھ	۴ ذی الحجہ سنہ ۹۲۴ھ		۲۷ سال	بیدر
احمد شاہ ثانی	برائے نام تہا سنہ ۹۲۴	سنہ ۹۲۷ھ		۲ "	"
علاء الدین ثالث	سنہ ۹۲۷ امیر برید کے ہاتہ سے مقتول	سنہ ۹۲۹ھ		۲ "	"
ولی اللہ	سنہ ۹۲۹	سنہ ۹۳۲ مقتول		۳ "	"
کلیم اللہ	سنہ ۹۳۲ھ	سنہ ۹۳۴ھ احمدنگر مین زہر ہلوت سے فوت ہوا نعش بیدر بہیج گئی		۲ "	"

علاء الدین حسن گانگوئے بہمنی کی نسب وحسب کی تحقیق

مورخین بہمنی کی نسبت مین مختلف الاقوال ہین۔ کسی مورخ[۵۱] نے مجہول النسب لکہا اور کسی[۵۲] نے مفلوک الحال ترکی الاصل بتلایا۔ اور کسی نے[۵۳] گانگو پنڈت منجم تغلق شاہ کا ملازم قرار دیا۔ اور کسی[۵۴] نے یہہ کہا کہ شریف زادہ تہا۔ اور کسی[۵۵] نے افاغنہ کی طرف منسوب کیا۔ مگر کسی نے صاف طور سے یہہ نہین لکہا کہ واقع مین کس خاندان و قبیلہ سے تہا۔ اور کہان کا باشندہ تہا۔ اور اُسکا نشو و نما کہان ہوا اور اُسکی ولادت باسعادت کہان ہوی **فقیر مولف** کو بہمنی کی بابت پانچ باتین تواریخ قدیمہ سے ملین **اول** بہمنی کا امیرزادہ ہونا **دوم** خاندان ملوک غوریہ کا فرزند ہونا **سوم** اوسکا مولد و مسقط الراس غور ہونا **چہارم** اوسکا نشو و نما ملتان مین ہونا **پنجم** اوس کا سید علوی یا مشائخ غور سے ہونا طرفہ یہہ بات ہے کہ جن مورخین نے جہان اوسکا بیان بالذات کیا وہان اُسکو مجہول النسب و گانگو پنڈت کا ملازم قرار دیا۔ اور انہین مورخین نے جہان اُسکا بیان ضمناً و تبعاً لکہا وہان اوسکو امیرزادہ و شریف لکہا۔ مثلاً فرشتہ نے لکہا کہ گانگو پنڈت کا ملازم تہا اور تغلق کے زوال سلطنت کے بیان مین لکہا کہ علی شاہ برادر حسن گانگوے بہمنی

[۵۱] تاریخ دلماہی ۱۲ [۵۲] زبدۃ التواریخ ۱۲ [۵۳] فرشتہ ۱۲ [۵۴] تحفۃ الملوک ۱۲ [۵۵] محمود شاہی ۱۲

ہمشیرہ زادہ ملک ہژبرالدین ظفرخان علائی علاءالدین خلجی کے اعظم الامرا
سے تہا۔ صوبۂ پنجاب مین حکمرانی کرتا تہا۔ اُسکا مستقر حکومت ملتان تہا۔
دیکہو فرشتہ کے بیان بالا سے حسن کا امیرزادہ ہونا ثابت ہوا۔ وہ گانگو پنڈت کا ملازم نہین تہا
بلکہ مہمان عزیز تہا۔ گانگو کے باغ مین قلبہ رانی نہین کرتا تہا۔ بلکہ نگرانی کرتا تہا۔ فرشتہ
اگر ناظر کے لقب سے ذکر کرتا تو بجا ہوتا۔ معلوم نہین فرشتہ کے اقوال مین تضاد و خلاف
کسوجہ سے واقع ہوا ہے دوم ملوک غوریہ کے قرابتدارون سے ہونا فرشتہ کے قول سے کہ ہمشیرزادہ
ملک ہژبرالدین ظفرخان الخ عیان ہے سوم اسکا مولد غور تہا۔ چنانچہ فرشتہ اور ضیا
برنی وغیرہ مورخین نے لکہا کہ جب علیشاہ برادر حسن گانگوئے بہمنی نے بیدر دکن مین بغاوت
کی حسب الحکم بادشاہ قتلق خان صوبہ دولت آباد نے اوسکو مقید کرکے حضور مین بہیجا۔
جب وہ پیش ہوا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ علی شاہ کو وطن مالوفۂ غور روانہ کرو۔ چنانچہ حسب الحکم
سندہ کے راستہ سے غور روانہ کیا گیا۔ پہر وہ پوشیدہ دکن مین آرہا تہا کہ سندہ مین گرفتار
ہوکے قتل کیا گیا۔ بہرحال بہی فرشتہ و ضیا کے بیان سے ثابت ہوا کہ حسن گانگوئے بہمنی کا وطن
مالوفہ و مسقط الراس غور ہے۔ اور یہی روایت رحلہ ابن بطوطہ مین بہی مذکور ہے چہارم یہ امر کہ
اسکا نشو و نما ملتان مین ہوا۔ ملحقات طبقات ناصری مین عبدالدین بیجاپوری نے لکہا کہ
حسن کا باپ جب غور مین فوت ہوگیا حسن کی والدہ مع فرزندان اپنے بہائی ملک ہژبرالدین ظفرخان
صوبہ پنجاب ملتان کے پاس آئی۔ علیشاہ و حسن شاہ دونو مع والدہ ماموں کے پاس ہے علیشاہ کا عالم
شباب تہا۔ اور حسن شاہ کا زمانہ طفلی۔ ماموں دونو کی تربیت و تعلیم کرتا تہا۔ آخر ظفرخان مغلوں کے مقابلہ مین جو دہلی

دلاور ہو کے درمیان ۶۹۷ سنہ ہجری مین واقع ہوا تہا مقتول ہوا۔ ظفر خان کے
فوت ہونے کے بعد حسن گانگو وغیرہ ملتان مین سکونت پذیر رہے۔ جو کچہہ سرمایہ
جمع تہا اوس سے زندگی بسر کرتے تہے۔ **پنجم** یہہ امر کہ اُسکا سید علویہ یا مشائخ
کرام سے ہونا عرف ورواج سے ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اُسکے نام کا تکملہ
جزو شاہ ہے۔ اور افغانستان کا عرف وعام ورواج تام ہے کہ لفظ شاہ بجز
پادشاہ یا سید یا مشائخ کوئی شخص اپنے نام کا جزو نہین کر سکتا۔ فی الواقع اس
جزو کے مستحق سادات و مشائخ و سلاطین ہی ہو سکتے ہین۔ حسن[۱] شاہ کے باپ کا
نام محمد شاہ اور اوس کے بہائی کا نام علیشاہ تہا۔ لفظ شاہ اون کے اسمار کا جزو
عارضی نہین ہے بلکہ اُن کے اصلی اسمار کا تکملہ ہے۔ اوسکا باپ کہین کا پادشاہ
نہین تہا۔ پس ضرور دو حال سے خالی نہین کہ سادات علویہ سے ہوگا۔ یا مشائخ
کرام سے (اور بعض[۲] مؤرخین نے جو اوسکا نسب نامہ و شجرہ مرتب کر کے لکہا۔
اور اُس کے نسب کے سلسلہ کو بہمن مجوسی پادشاہ عجم سے منتہی کیا) وہ اعتبار کے
لائق نہین۔

جو ناظرین[۳] تاریخ کے مذاق سے واقف ہون گے وے میری تحقیقات کی داد دینگے
جو مدعی ہون گے بیجا اعتراض کرین گے۔

حسن کا ملتان سے دہلی مین آنا اور گانگو پنڈت منجم سے ملنا

زمانہ قدیم سے یہ رسم چلی آتی ہے کہ خاندان کے ایک نامور بزرگ کے مرنے سے تمام خاندان

[۱] [illegible] [۲] ... [illegible] [۳] [illegible]

تباہ وبرباد ہوجاتا ہے۔ اور اسکے پس ماندگان پر سخت مصیبت واقع ہوتی ہے۔ اس طرح
ظفرخان علائی کے مقتول ہونیکے بعد اُسکا تمام خاندان پراگندہ حال و پریشان بال
ہوگیا۔ نہ وہ جاگیر رہی نہ وہ منصب۔ ازآنجملہ حسن شاہ و علیشاہ ماموں کے مرنیکے بعد انواع
انواع مصائب و آلام مین مبتلا ہوے۔ حسن تو عالم طفلگی مین تہا۔ علیشاہ عالم شباب مین
اور دیگر اعزہ بہی تکالیف مین تہے۔ تمام خاندان مین باہم تفرقہ ہوگیا۔ جس کو جہان
موقع ملا اپنی گذراوقات و قوت بسری کا تعلق پیدا کیا۔ علی شاہ و حسن شاہ بہی مع
عیال و اطفال ملتان مین تنگی و تکلیف کے ساتہہ زندگی بسر کرتے رہے۔ جو کچہہ سرمایہ و اثاث البیت
پاس موجود تہا۔ اوسکو فروخت کرکے صرف کرتے رہے۔ مدت تک اسطرح گذارے۔ جب
سرمایہ باقی نہین رہا تنگی و فاقہ کشی کی نوبت پیش آئی۔ تلاش معاش کی فکر پیدا ہوئی
اُسوقت حسن شاہ کا عالم شباب تہا لکہنے پڑہنے مین لیاقت و مہارت کامل رکہتا تہا۔
عزم بالجزم کیا کہ دارالخلافہ دہلی مین جانا چاہیے۔ اور دربار شاہی مین رسائی پیدا کرکے تعلق
پیدا کرنا۔ متوکلاً علی اللہ ملتان سے نکلا۔ کئی روز مسافت طی کرکے صبح کیوقت دہلی مین
دریائے جمنا کے کنارے پہنچا۔ اُسوقت جمنا کے بہتے پانی سے وضو کرکے صبح کی نماز ادا کی
اور خدا کی شکرگزاری مین زمین پر سر رکہا۔ تہکا ہوا راستہ کی تکلیف سہا ہوا تہا اور
صبح کی ٹہنڈی ہوا چل رہی تہی حالت سجدہ مین غلبہ غنودگی سے سوگیا۔ اُسوقت تک
سوتا رہا کہ آفتاب طلوع ہوا۔ حسن کے چہرہ پر آفتاب کی شعاعین پڑہ رہی تہین
حسن کا چہرہ رشک آفتاب تہا۔ آفتاب کی شعاعین پڑنے سے نور علی نور ہو رہا تہا

ایسی حالت مین گانگو پنڈت منجم ہنود کی عادت کے موافق جمنا کے کنارے غسل کے لئے آیا دیکہا کہ ایک جوان حسین سویا ہوا پڑا ہے ۔ اور خوابیدہ کے چہرہ پر آفتاب کی شعاعین پڑ ہنے سے حسن دوبالا ہورہا ہے ۔ پنڈت حسن اخلاق و ہمدردی سے حسن کے سرہانے آیا اور حسن کو جگایا ۔ اور لطف و محبت سے کہا آپ کہان سے آئے اور کہان رہتے ہین حسن نے افسوس و حسرت سے کہا ۔ درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے اوست ۔ مین غریب نابلد ہون گانگو پنڈت نے کہا آپ ہمارے مہمان ہین غریب خانہ پر چلئے ۔ حسن پریشان حال و پراگندہ بال تہا ۔ غریق کی طرح تنکے کا سہارا دہونڈتا تہا ۔ پنڈت کا شکریہ ادا کرکے بامر لاچاری راضی ہوا ۔ پنڈت غسل سے فارغ ہوکے حسن کو ہمراہ لیکر گہر آیا ۔ مہمان کو عزت و اکرام سے مکان عزیز مین رکہا ۔ مہمانداری و مدارات مین کوتاہی نہین کی ۔ چند روز گذرے بعد حسن نے پنڈت سے کہا کہ اے مہمان نواز ! مین آپکے مکان پر بیٹھے بیٹھے تنگ ہوگیا ہون ۔ آپ مجہسے کوئی کام لیجئے تاکہ شغل مین میری دلچسپی ہووے اور میرے دلکو خوشی حاصل ہو ۔ گانگو پنڈت نے مہمان سے کہا ۔ آپ میرے باغ مین جائے ۔ وہان مزدور قلبہ رانی کررہے ہین ۔ آپ انکی نگرانی کیجئے ۔ حسن نے نہایت خوشی سے اس کام کو اختیار کیا صبح باغ مین جاتا تہا ۔ شام کو پنڈت کی خدمت مین حاضر ہوتا تہا ۔ اسی طرح چند روز تک آمد و رفت کرتا رہا ۔

تاریخ طاہری کے مولف نے لکہا کہ حسن گانگوئے بہمنی ملتان سے برآمد ہوا ۔ چند روز مین مسافت طے کرکے دہلی مین صبح کیوقت پہنچا ۔ جمنا کے کنارے اترا ۔ وضو کرکے صبح کی نماز

ادا کی دور سے سفر کر کے آیا تہا - تہکا ہوا سست تہا کنارے پر سو گیا - یہانتک سویا کہ آفتاب طلوع ہو گیا - اور ادہر آفتاب کی شعاعین پڑنے لگین - گرما کا موسم تہا کہ آفتاب کی حرارت شدید تہی - حسن کا چہرہ شدت گرمی سے عرق آلود ہو رہا تہا - ایسی حالت مین ایک سانپ بل سے نکلا - اور پہن کو برباد کر کے حسن کے چہرہ پر سایہ فگن ہوا - اور حسن کو دہوپ کی مزاحمت سے محفوظ رکہا - یکایک اُسوقت گانگو پنڈت منجم ہنود کی عادت کے موافق غسل کے لئے جمنا کے کنارے آیا - دیکہا کہ جمنا کے کنارے ایک جوان خوبصورت سوتا ہے اور اُسپر ایک ناگ سایہ فگن ہے - پنڈت نے اپنے عقیدے کے موافق خیال کیا کہ یہہ جوان بخت مند و بہرہ ور ہے ہونہار معلوم ہوتا ہے - حسن کے طرف بڑہنے لگا - سانپ دو رہو گیا اور بل مین چلا گیا - پنڈت نے حسن کو جگایا کہ آپ کہان سے آئے - اور کہان قیام پذیر ہین - حسن نے کہا مسافر ہون غریب الدیار بے سر و سامان ہون - درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے اوست ؛ کا مصداق ہون الخ باقی قصہ بجنسہ مذکورہ بالا ہے -

مین[1] اس قسم کی نقول و حکایات کو معتبر نہین جانتا ہون - اکثر مولفین رطب و یابس مولفات مین درج کرنے سے محققین کے نزدیک پایۂ اعتبار سے ساقط ہوتے ہین اور ایسے افسانون کو کتاب مین درج نہین کرتا ہون - عمداً ترک کر دیتا ہون - بعض مقامات مین ایسے قصے و افسانے احباب کے کثرت اصرار سے جبراً درج کر دیتا ہون امید کرتا ہون کہ ناظرین مجبور و معذور سمجہہ کے نشانۂ ملامت نہ بنائین گے -

"والعذر عند کرام الناس مقبول -"

[1] مقولہ مولف ۱۲

حسن کو گانگو پنڈت کے باغ مین علائی اشرفیونکا ملنا

ایکروز[۱] حسب عادت مقررہ حسن گانگو پنڈت کے باغ مین گیا اور مزدورون کی نگرانی کرنے لگا تہوڑی دیر کے بعد آرام گاہ مین آیا۔ اور فرش پر لیٹ گیا۔ کہ یکایک چند مزدور شور غوغا کرتے ہوے آئے اور حسن سے کہا کہ سرکار ہل کا پایہ زمین مین دہس گیا ہے۔ ہرچند کہ ہم زور کرتے ہین۔ وہ برآمد نہین ہوتا۔ حسن یہہ بات سنتے ہی آرام گاہ سے اُٹہا۔ اور مزدورون کے ساتہہ اُس مقام مین جہان ہل کا پایہ پہنس گیا تہا آیا۔ پایہ کے اطراف مین گہوم کر مزدورونکو حکم دیا کہ پایہ کے اطراف سے زمین کہودو حسب الحکم تمام نے کہودا۔ کہودنے کے بعد معلوم ہوا کہ ہل کا پایہ ایک آہنی زنجیر مین جو دیگ کے منہ پر آویزان ہے پہنسا ہوا ہے پایہ کو نکالکر دیگ کو نکالے دیکہے کہ وہ علائی اشرفیون سے بہری ہوی ہے حسن نے دیگ خالی کرا کے اشرفیون کے تودے آرام گاہ مین لاکے رکہے۔ شام کیوقت اشرفیون کے تودون کو مزدورون کے سر پر پنڈت کے گہر لایا۔ اور کل پوری رقم پنڈت کے حوالہ کی۔ پنڈت حسن کی امانت و دیانت دیکہکر تعجب کرنے لگا اور اوسکی امانت و دیانت کی تعریف و تحسین کی دیکہو اسلام[۲] مین کیسے امانت دار و پاکباز ہوتے تہے۔ کہ غیر کے مال کو حرام سمجہتے تہے باوجود احتیاج و ضرورت غصب نہین کرتے تہے اس زمانہ اور اُوس زمانہ کے اقوام مین زمین آسمان کا فرق ہے۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ ہمکو حسن کی دیانت و امانت سے سبق لینا چاہیے۔

حسن کا پنڈت کے ذریعہ سے شاہزادہ سلطان محمد تغلق کی خدمتمین باریاب ہوکے ایکصدی منصب سے سرفراز ہونا

[۱] از ملحقات ۱۲

[۲] منقولہ مولف ۱۲

جب گانگو پنڈت نے حسن کی دیانت و راستبازی و بے نیازی دیکھی۔ اُس کے دل مین یہہ خیال پیدا ہوا۔ کہ اس نیک محضر کا ذکر شاہزادہ سلطان محمد تغلق سے کرنا چاہیے۔ تاکہ اس غریب الوطن کا تعلق سرکار بادشاہ سے ہوجائے اور ملازمت کی صورت نکل آئے۔ رات بھر اس خیال مین رہا صبح حسب عادت شاہزادہ کی خدمت مین گیا۔ سلام کلام کے بعد شاہزادہ کی خدمتمین حسن کی دیانت و امانت کا پورا قصہ بیان کیا۔ شاہزادہ حسن کی دیانت کا قصّہ سنکے دیدار کا مشتاق ہوا۔ اور فرمایا کہ اُسکو حضور مین لائے۔ پنڈت حضور سے گھر واپس آیا اور حسن کو درباری لباس سے آراستہ کرکے حضور مین باریاب کیا۔ شاہزادہ حسن کے دیکھنے سے بہت ہی خوش ہوا۔ اور اوسکی دیانتداری و راستبازی کی تعریف کی۔ اور اُسکی لیاقت و صورت و شکل دیکھہ کے سمجھہ گیا کہ یہہ شریف زادہ گردش زمانہ کا ستم رسیدہ ہے۔ اسکو والد ماجد یعنی سلطان غیاث الدین تغلق کی خدمتمین پیش کرنا چاہیے۔ فی الفور غریب نابلد کا حال سلطان کی خدمت مین عرض کیا۔ بادشاہی فرمان ہوا۔ کہ اُسکو حاضر کرو۔ شاہزادہ نے حسن کو بادشاہ کی خدمت مین حاضر کیا۔ اور حسن کی امانت و دیانت کا قصّہ بیان کیا۔ بادشاہ اوس کی دیانتداری کا قصّہ سنکر نہایت ہی محظوظ ہوا۔ اور اوس سے پوچھا آپ کون ہین اور کس خاندان سے ہین۔ حسن نے اپنا حال بیان کیا۔ اور کہا کہ مین ظفر خان علائی کا ہمشیرہ زادہ ہون بادشاہ[۱] ظفر خان سے پورا واقف تہا۔ بلکہ ظفر خان کے دوستون مین سے تہا۔ سلطنت سے پہلے جب ملقب بملک غازی تعلق تہا۔ علاء الدین خلجی نے ظفر خان کے مقتول ہونیکے بعد اوسکو اوسکی جائے پر مقرر کیا تہا۔ اور ملتان و سمانہ وغیرہ بدستور جاگیر مین عطا کیا تہا

[۱] تاریخ نظامی از زبدۃ التاریخ مولفہ بندرابن ۱۲

حسن کی زبان سے ظفرخان کا نام سنتے ہی اسکو تسلی و دلاسا دیا۔ اور اسیوقت منصب ایکصدی سے سرفراز فرمایا۔ حسن نے بادشاہ کا شکریہ ادا کیا۔ اور امرا کے زمرہ مین شریک ہوا پہر دربار سے گانگو پنڈت کے مکان پر آیا۔ اور پنڈت کی مہمان نوازی و دستگیری و ہمدردی کا نہایت ہی شکریہ ادا کیا۔ اور کہا اے میرے پیارے پنڈت مین تا بہ زندگی تیرے احسانات کو نہین بہولون گا۔

پنڈت کا حسن کو سلطنت کی خوشخبری دینا اور درخواست کرنا کہ آپ میرے نام کو اپنے نام کا جزو کرین

جب پنڈت نے حسن کی ترقی منصب و دولت دیکہی تب خیال کیا کہ ہونہار جوان کا زائچہ کہینچکر نجوم سے دیکہنا چاہئے۔ کہ یہہ آیندہ زمانہ مین کیا کیا ترقیان کریگا زائچہ درست کرکے دیکہا آثار نجوم سے معلوم ہوا کہ سلطنت کے مرتبہ کو پہنچے گا۔ پنڈت خاموش ہوا حسن نے پوچہا کہ آثار علویہ سے میرے نسبت کیا معلوم ہوا۔ فرمائیے۔ پنڈت نے کہا تا وقتیکہ آپ میری ایک درخواست قبول نہین کرین گے نہین بتلاؤنگا۔ حسن نے کہا جو آپکی درخواست ہوگی مین بسر و چشم قبول کرون گا۔ فرمائیے۔ پنڈت نے اول عہد و پیمان لیکے حسن کو سلطنت کی خوشخبری سنائی۔ حسن بہت خوش ہوا۔ اور پنڈت سے کہا فرمائیے آپ کی کیا درخواست ہے پنڈت نے کہا میری یہہ درخواست ہے کہ جب آپ سلطنت کے درجہ کو پہنچین اوسوقت اپنے نام کیساتہہ میرا نام شریک کرین۔ تاکہ دنیا مین آپکی بدولت

میرا نام بہی باقی رہے۔ اور حکمرانی و ملک گیری کے زمانہ مین مجکو محاسبی کی خدمت عطا کرنا حسن نے سلطنت سے پہلے ہی مہر کن کو بلا کے اپنا نام مہر پر حسن گانگوئے بہمنی کندہ کرایا۔ اور منتظر تہا کہ سلطنت کا زمانہ کب آتا ہے۔ اور ہمیشہ اس جستجو مین رہتا تہا۔ ایک روز پہر منجم سے پوچہا کہ نجوم سے یہہ بات دیکہنا چاہیے کہ مین پادشاہ ہونگا تو کہان کا ہونگا پنڈت نے نجوم سے دیکہکر کہا کہ آپ دکن کے پادشاہ ہون گے۔ پہر حسن کو اسبات کی فکر ہوی کہ دکن مین پہنچنا چاہیے جب پادشاہ نے قتلق خان استاد کو دولت آباد کا صوبہ مقرر کیا۔ اُسوقت حکم دیا کہ امیران صدہ سے جو کوئی استاد کے ہمرہ جائے۔ اُسکے لئے یہان جو منصب جاگیر مین مقرر ہین۔ وہان مع اضافہ عطا کی جائینگی۔ حسن تو پہلے ہی سے دکن کا مشتاق ہو رہا تہا دکن کا جانا قبول کیا۔ اور اپنے چند احباب افاغنہ امرا سے مثلاً ملک اسمعیل مخ و ملک سیف الدین غوری وغیرہم کو بہی ترغیب دیکر دکن لایا۔ پادشاہ نے حسن کو ہگری ورائے باغ وغیرہ مواضع جاگیر مین عطا کیے۔

سلطان المشائخ حضرت شیخ نظام الدین اولیا سے سلطنت کی خوشخبری پانا

حضرت[۱] قدوۃ العارفین سلطان المشائخ حضرت شیخ نظام الدین اولیا نے بتقریب عرس شریف بزرگان سلف عام دعوت دی۔ دعوت مین امیر و فقیر پادشاہ و گدا شریک ہوئے۔ جوق جوق دعوتی لوگ آتے تہے۔ یکے بعد دیگر فراغت ہوکے چلے جاتے تہے۔ چنانچہ بادشاہ بہی شریک دعوت ہوکے چلا گیا۔ آخر مین حسن گانگوئے بہمنی بہی گیا۔ خانقاہ سے باہر اس خیال مین کہڑا تہا

[۱] از گذ... ۱۲

کہ حضرت کی خدمتمین جاؤن۔ خانقاہ مین حضرت زبان مبارک سے بار بار فرمانے لگے
پادشاہ ہے رفت و دیگر پادشاہ آمد پہر مریدین کو فرمایا کہ جاؤ لاؤ مریدین باہر آئے دیکہا
ایک شخص عوام سے کہڑا ہوا ہے۔ حضرت کے پاس واپس آئے عرض کیا۔ حضرت باہر کوئی
پادشاہ نہین ہے۔ صرف ایک شخص کہڑا ہوا ہے۔ مجہول الاسم والرسم حضرت نے فرمایا
وہی پادشاہ ہے لے آؤ چند مرید آئے۔ اور حسن کو حضرت کی خدمت مین لائے۔ حسن نہایت
ادب سے تسلیم ادا کر کے قدمبوس ہوا۔ آپنے دعا خیر پڑہ کے ایک قرص نان یعنی کلچہ ہاتہہ مین
لیکے حسن کو دیا۔ اور فرمایا کہ یہہ تاج سلطنت ہے۔ اور زبان مبارک سے یہہ رباعی پڑہی

رباعی

عالم زلست خینرو قدم نہ کہ مدتیست	در انتظار دولت تو بودہ روزگار
اسفندیار ملکی و دارائے دین وداد	زینسان ہزار سال بمانی تو یادگار

حسن قدمبوس ہو کے مکان پر واپس آیا۔ حضرت کی خوشخبری نے اُسکے دلمین سلطنت کے شوق کو دوچند کر دیا

شیخ سراج جنیدی سے سلطنت کی خوشخبری پانا

حسن شاہ جب دکن مین آیا۔ رائے باغ و ہگری و گنجی وغیرہ کو بصیغہ جاگیر تن پایا۔ اکثر اوقات
سلطنت کے خیال مین مصروف رہتا تہا۔ اور رات دن اسی قسم کی تدبیر سوچتا تہا۔ اُس زمانہ کے
اولیا اکرام کی خدمتمین حاضر ہوتا تہا۔ اپنی کامیابی کی بابت دعا و ہمت کا خواستگار
ہوتا تہا۔ بزرگان دین کے کلام میمنت انجام سے اپنی فیروزی کی فال نیک لیتا تہا۔ چنانچہ ایکروز

از ماثر برہانی [۱۲] از تحفۃ السلاطین [۱۲] از نظامی [۱۲]

مقام گنجی مین پہنچا۔ وہان حضرت شیخ سراج جنیدی قدس سرہ سے ملا۔ شیخ اُسوقت مسجد کی
تعمیر مین بذات خود مزدورون کے ساتہہ کام مین مشغول تہے۔ حسن تسلیم و قدمبوسی سے مشرف
ہوکے شیخ کے ساتہہ کام مین شریک ہوا۔ تہر گاو بیمنا ایک ٹوکری چونہ سے بہری ہوئی سرپر لائی
شیخ نے دیکہا۔ مسکراکے فرمایا حسن **سلطنت کا بوجہ سرپر اوٹہاتا ہے**
پہر شیخ ظہر کی نماز کی تیاری کرنے لگے۔ چنانچہ وضو و طہارت مین مشغول ہوے۔ حسن
آفتابہ ہاتہہ مین لئے وضو کرا رہا تہا۔ اور اُسوقت آفتاب کی روشنی شیخ پر واقع ہو رہی تہی
حسن شیخ و آفتاب کے درمیان حائل ہوکے دہوپ کی شدت سے شیخ کو بچاتا تہا۔ شیخ نے
فرمایا حسن **ہم سے چتر شاہی چاہتا ہے**۔ حسن شیخ کی اس قسم کی باتون سے
نہایت ہی خوش ہوتا تہا۔ اور دل مین یقین کرتا تہا۔ کہ ضرور مین بادشاہ ہونگا۔ اور
اہل کی کرامت و خرق عادت کا معتقد کامل تہا واقعی اہل اللہ کی دعا تیر بہدف ہوتی ہے اور
اونکا فرمانا ضرور واقع ہوتا ہے۔ آخر حسن شیخ کی خدمتمین تسلیم بجالاکے رخصت ہوا۔

حسن گنگوئے بہمنی کے اسباب سلطنت کا مقدمہ

چونکہ دولت آباد کا دار السلطنت قرار پانا اور دکن مین متواتر بغاوتونکا ہونا منجملہ اسباب سلطنت
حسن گنگوئے بہمنی ہے اسلئے مین سلطنت کے اعظم الاسباب سے اولاً ناظرین کے ملاحظہ کیلئے
ذیل مین گزارش کرتا ہون۔ تاکہ ناظرین کو واقعات سے مفصل آگاہی ہو۔،،
بمقتضائے قدرت قادر ذی الجلال و مشیت ایزد ہمیشان جیساکہ اُس کے قول سے تلک الایام

تذلوبہا الخ وتعز من تشاء وتذل من تشاء الخ سے ظاہر ہے کہ عالم ناپائدار مین کون و
فساد و تغیر و تبدل کا سلسلہ جاری ہے۔ کوئی پردۂ غیب سے صفحۂ ہستی پر موجود کوئی گرداب
نیستی مین نابود ہوتا ہے۔ کوئی درجۂ امیری سے فقیری کو پہنچتا ہے۔ کوئی گدائی سے رتبہ شاہی پر
عروج کرتا ہے۔ اور بزرگان سلف کی تواریخ سے بہی عیان ہے۔ آدم سے تا ایندم زمانہ مین قدیم سے
یہی رسم چلی آتی ہے۔ کہ اسی قسم کے تغیرات واقع ہوتے رہتے ہین۔ اور ایسے ایسے واقعات جلوہ نما
ہوتے ہین کہ خلائق کی نظر مین عجیب و غریب دکہلائی دیتے ہین مورخین نے تغلق کے
زوال و حسن گنگوہے بہمنی کے اقبال کی بابت مختلف روایتین لکہی ہین۔ مین اُن روایتون
مین سے اونکو نقل کرتا ہون جو واقع کے مطابق معلوم ہوتی ہین۔ چنانچہ تاریخ فیروزشاہی
کے مولف ضیاء برنی نے لکہا ہے کہ سلطان محمد تغلق شاہ ابتدائے سلطنت مین ممالک
کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتا تہا۔ اور رعایا کی حفاظت مین ہمہ تن مصروف رہتا تہا
تہوڑی ہی مدت مین سرعت کے ساتہہ برق و باد کی طرح ہند کے تمام صوبجات و خاص صوبہ
دکن مین کامیابی حاصل کی۔ برار و دولت آباد و ورنگل و کرناٹک و گجرات وغیرہا پر
قابض و متصرف ہوا۔ اور راجگان دکن خراج گزار و فرمان بردار ہوے۔ کوئی سرکش باقی نہین رہا
اور خزائن شاہی بہی آباد ہوگئے۔ مگر آخر مین یہہ حالت نہین رہی۔ نہ بادشاہ کے مزاج مین
رعایا کی رعایت نہ انتظام سلطنت کی ابتدائی کیفیت۔ اُسکے مندرجۂ ذیل اسباب واقع ہوے
اول خراج کی زیادتی دوم تانبے کے سکہ کا رواج سوم خراسان و ماوراء النہر کی تسخیر
کیلئے تین لاکہہ ستر ہزار سپاہ ترتیب دینا چہارم ایک لاکہہ سوار بسر کردگی خواہرزادہ خسرو ملک

ہماچل کے پہاڑ کو روانہ کرنا پنجم اہل سلام و اہل اصنام کو بیوجہ قتل کرنا۔ اور عہدہائے جلیلہ پر اسافل و اراذل کو مقرر کرنا۔ اور دولت آباد کو دار السلطنت بنانا۔ اور مولانا عین الدین بیجاپوری نے ملحقات مین اسباب مرقومتہ الصدر سے اہل سلام و اہل اصنام کی خونریزی و دولت آباد کی آبادی اور عہدہ داران اسافل و اراذل کی بیدادی کو بغاوت کا جزو اعظم قرار دیا۔ اور لکھا کہ بادشاہ کی تلوّن مزاجی و خونریزی کے تذکرے ممالک مین شایع اور خاص و عام مین بادشاہ کی سفّاکی و بیباکی کے چرچے واقع ہوے۔ امیران صدہ کے دلون مین بغاوت کی تخم ریزی شروع ہوئی۔ اور ممالک ہند کے بلاد و امصار مین بیدلی و پریشانی منتشر ہو گئی۔ اور خونریزی و بیدادی کی شہرت کا یہ نتیجہ ہوا کہ یکایک دکن مین بہاء الدین عمزادۂ بادشاہ مخاطب بگرشاسپ امرائے کبار سے ولایت ساغر ممالک دکن کا جاگیردار تہا۔ سلطنت کی حالت دیکہکر اُسکے دل مین حکمرانی و خودمختاری کا خیال پیدا ہوا بناءً علیہ ساغر کے قلعہ کی مضبوطی و فراہمی لشکر مین مشغول ہوکے اطاعت کے دائرہ سے قدم باہر رکہا۔ اور امرائے دکن کو اپنی رفاقت مین لیا۔ اکثر دکن کے بلاد و قصبات پر قابض ہوا۔ جو امرائے شاہی بلاد و امصار مین تہے مقابلہ کی تاب نہ لائے۔ اور فرار ہوکے شادی آباد عرف مانڈو مین سکونت پذیر ہوئے۔ جب تغلق شاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تب خواجہ جہان کو مع چند امرائے گجرات مدافعت کیلئے مامور کیا۔ خواجہ جہان مدافعت کے ارادے سے دولت آباد آیا۔ گرشاسپ بہی مع جمعیت تیار ہوکے مقابلہ کیلئے پہنچا۔ باہم طرفین مین مقابلہ ہوا۔ عین مقابلہ مین خضر بہرام جو امرائے گرشاسپ سے تہا۔ روگردان ہوکے

خواجہ جہان کے ساتہہ شریک ہوگیا۔ خضر بہرام کے نکلنے سے کرشاسپ کی فوج مین پریشانی
وپراگندگی واقع ہوئی۔ اور سپاہ مین بیدلی پہیل گئی۔ خواجہ جہان کی فوج مین خضر بہرام
کے لحاق سے تقویت ہوی۔ کرشاسپ فوج کی بیدلی دیکہہ کے فرار ہوا۔ ساغر کا راستہ لیا۔
راستہ مین کہین نہین ٹہیرا۔ خواجہ نے تعاقب مین فوج بہیجی۔ تعاقب کی وجہ سے ساغر مین
بہی قیام نہین کرسکا۔ کنبیلہ علاقہ کرناٹک کے راجہ کے پاس مع عیال و اطفال پناہ پذیر
ہوا اسی اثنار مین بادشاہ دلی سے دولت آباد آیا۔ خواجہ مع لشکر جرار کنبیلہ روانہ ہوا
طرفین مین خوب جنگ و جدال ہوا۔ دو مرتبہ خواجہ کو شکست ہوی۔ تیسری مرتبہ دیوگڈہ سے
کمک پہنچنے کے بعد خواجہ کو کامیابی و فیروزی نصیب ہوی کنبیلہ کا راجہ دستگیر و اسیر ہوگیا
پہر کرشاسپ بلال دیو کے پاس گیا۔ بلال دیو اہل اسلام کے تعاقب سے گہبرایا۔ اور کرشاسپ کو
گرفتار کرکے خواجہ کے پاس بہیجدیا۔ اور آپ بادشاہ کے خیرخواہون مین شریک ہوا خواجہ نے
فی الفور کرشاسپ کو پادشاہ کے حضور مین روانہ کیا۔ پادشاہ نے اسکا پوست نکالکے تشہیر کی۔

دولت آباد کو دار السلطنت بنانا اور امراء صدہ کا بغاوت پر آمادہ ہونا

کرشاسپ[۱] کی بغاوت کیوجہ سے بادشاہ کے دلمین یہہ خیال پیدا ہوا کہ مین تمام ہند کا مالک ہون
دار السلطنت ایسے مقام پر قائم کرنا چاہیے کہ ہند کے ہر ایک حصہ کو اسکے ساتہہ ایسی نسبت ہو
جیساکہ مرکز کو دائرے کے ساتہہ ہوتی ہے: تاکہ ممالک کے خیر و شر سے پادشاہ کو جلد خبر ملے
اگر کہین حادثہ عظیم واقع ہو تو فی الفور اوسکا تدارک کیا جائے۔ اس امر کے

[۱] دکن مین کرشاسپ پہلا شخص ہے۔ جو بادشاہ سے باغی ہوا ۱۲

تصفیہ کیلئے مہندسین و حکمائے ہند کو جمع کیا۔ اور مشورہ کیا کہ کہان قرار دینا چاہئے بعض نے
بعض نے عرض کیا کہ اُجین کو وہ باعتبار طول و عرض وسط ہند مین ہے۔ اسیوجہ سے
بکرما جیت نے اوسکو دار السلطنت بنایا تہا۔ اور بعض نے پادشاہ کا میلان خاطر دیکہہ کے
دولت آباد قرار دیا۔ کہ یہہ بہی وسط ہند مین ہے۔ بادشاہ نے رائے ثانی پسند کی۔ اور حکم جاری کیا
کہ دلّی خراب کرین اور دولت آباد کو آباد۔ آخر دلّی کی خرابی و بربادی اور دولت آباد کی
آبادی کی بدولت دکن کا ملک مفتوحہ مقبوضہ ہاتہہ سے جاتا رہا۔ حسب الحکم پادشاہ دلّی کے
باشندے نوکر و غیر نوکر مذکر و مونث دولت آباد مین طوعاً و کرہاً آئے۔ وطن مالوفہ سے
بے سر و سامان و بے خانمان ہوے۔ اگرچہ بادشاہ نے فیاضانہ باشندگان دلّی کو راہ خرچ و مکانات
کی قیمت دینے مین خزانہ سے دریغ نہین کیا۔ اور مسافرین کے آمد و رفت کیلئے دولت آباد
و دلی کے مابین ہر ایک منزل مین مسافر خانے بنوائے اور رستہ مین دو طرفہ سایہ دار درخت جمائے
تاکہ مسافرین آرام سے آمد و رفت کرین اور دولت آباد مین عمارات عالیہ تعمیر کین۔ قلعہ کے اطراف
مین خندق کہدوائی۔ اور دولت آباد کے بالا گہاٹ مین یلورہ[۱] کے متصل باغات لگائے اور
بڑے بڑے حوض بنائے۔ لیکن باوجود اسباب آسایش و آرام بمقتضائے حب الوطن ہر ایک کے زبان سے
یہی کلمہ نکلتا تہا۔ "ہائے دلّی تو کہان اور ہم کہان" تمام نے بادشاہی جبر و ملازمت
کیوجہ سے تعمیل حکم مین خلاف نہین کیا۔ پادشاہی قہر و غضب کے خوف سے کوئی دم نہین مار سکتا
تہا۔ آخر پادشاہ نے اپنی والدہ ملکہ جہان کو مع جملہ حرم روانہ کیا۔ دلّی مین کسی
باشندے کو رہنے نہین دیا۔ دلّی اس طرح ویران و برباد ہوئی کہ وہان کسی متنفس کی

[۱] ہم یلورہ کے مفصل حالات آئندہ لکہین گے ۱۲

آواز بجز حیوانات درندہ و چرندہ و پرندہ سنائی نہین دیتی تہی۔ اسی سنوات مین خراج کی زیادتی
کی وجہ سے اکثر رعایا گہر دار جلا کے جنگل و صحرا مین خانہ بدوش کی طرح داخل ہوے۔ بادشاہ
نے صوبجات مین احکام بہیجے کہ فرار شدہ کو جہان پاؤ قتل کرو۔ یا زندہ درگور۔ اسیوجہ سے
میانہ دواب ویران و تباہ ہوا۔ سپاہ کے عیال و اطفال دولت آباد مین تہے۔ خود سپاہ بادشاہ
کے ساتہہ حیران و پریشان انہین ایام مین قدر خان نے لکہنوتی مین بغاوت کی بادشاہ نے
اُسکو قتل کر کے ستارگانون وغیرہا کو تصرف مین لایا۔ پہر قنوج مین معبر سے خبر آئی کہ سید حسن
پدر سید ابراہیم نے معبر مین بغاوت کر کے اُمرا کو قتل کیا ہے۔ اور ممالک پر قابض ہوا۔ بادشاہ
شہر مین آیا۔ سید ابراہیم خریطہ دار و سید حسن کے قرابتدارونکو مقید کیا۔ ۷۴۲ہ ہجری مین لشکر
مرتب کر کے معبر روانہ ہوا۔ دولت آباد مین پہنچنے کے بعد عمال و مقاطعین پر سخت مطالبہ کیا۔
چنانچہ اکثر مطالبہ کی سختی سے ہلاک ہوئے۔ اور خراج کو بڑہایا محصلین تند و تیز مقرر کیے
پہر خواجہ جہان کو دلی روانہ کیا۔ اور خود سید حسن کی تنبیہ کیلئے تلنگانہ کی راہ سے معبر روانہ ہوا
جب ورنگل مین پہنچا وہان وبا کی بیماری تہی اکثر اہل فوج بیمار ہوئے اور چند افسر و سپاہ
فوت ہو گئے۔ اور خود بادشاہ بہی بیمار ہو گیا تہا۔ مگر صحت ہو گئی۔ ملک نائب و عماد الملک کو
وہان چہوڑ کے خود دولت آباد آیا۔ جب بیڑ مین پہنچا اُسکا ایک دانت گرا۔ اُسی مقام مین
دفن کیا۔ اور اُسپر ایک گنبد تعمیر کرایا۔ چنانچہ ابتک وہ گنبد یادگار موجود ہے گنبد دندان
کے نام سے مشہور ہے۔ جب پٹن مین پہنچا چند روز وہان اپنے معالجہ مین مشغول رہا۔ پہر
سنہ ندکور مین سنا کہ ملک شاہو افغان ہند مین بغاوت کر رہا ہے بہر بیدر شہاب سلطان

مخاطب بہ نصرتخان - اور دولت آباد قتلق خان استاد کے تفویض کر کے حالت بیماری مین پالکی
مین سوار ہو کے دلی روانہ ہوا - اور حکم دیا کہ باشندگان دلی چاہین دولت آباد مین رہین یا
دلی جائین - پس اکثر بمقتضائے حب الوطن پادشاہ کے ہمراہ روانہ ہوے - اور دلی پہنچے
اور بعض دولت آباد مین رہنا پسند کر کے سکونت پذیر ہوئے - راستہ مین تمام بلاد و قصبات
کو قحط سالی کیوجہ سے خراب و ویران پایا - علی ہذا القیاس دلی کو بہی خراب و بے چراغ دیکھا
اُسوقت دلی مین غلہ کی اسقدر گرانی تہی کہ سترہ دام کو ایک سیر اناج ملتا تہا - اکثر مویشی
و بنی نوع آدم ہلاک ہوئے - پادشاہ بعد از خرابی بصرہ دلی کی آبادی کے طرف متوجہ ہوا
چندروز سیاست کو موقوف کیا - خزانہ سے رعایا کو تقاوی دی اور بہت سے کوئین کہدوائے
اور زراعت کرایا - لیکن کچہہ فائدہ نہوا - ملتان مین شاہو افغان نے بغاوت کا علم بلند کیا -
پادشاہ ملتان روانہ ہوا - ایک منزل نہین گیا تہا کہ والدہ ملکہ جہان کے فوت ہونیکی خبر آئی غمگین ہوا
جب ملتان کے قریب پہنچا شاہو افغان نے معذرت نامہ بہیجا اور معافی چاہی - اور ملتان سے
افغانستان چلا گیا - پادشاہ نے دلی مراجعت کی - دلی مین قحط کی وجہ سے سخت تکلیف تہی
پہر ۷۴۵ سات سو پینتالیس ہجری مین نصرتخان مقطع دار بیدر نے بغاوت اختیار کی - بیدر کے
قلعہ مین متحصن ہو گیا - حسب الحکم پادشاہ قتلق خان دولت آباد سے اُسکی گرفتاری کیلئے
بیدر آیا - اور دلی سے چند امیران صدہ بہی کمک کے لئے آئے - قتلق خان نے چندروز کے محاصرہ
مین گرفتار کر کے پادشاہ کے پاس بہیجدیا - اس واقعہ کو ایک مہینہ نہین گذرا تہا کہ علی شاہ خواہر زادہ
ظفر خان علائی برادر حسن گنگوئے بہمنی جو امیران صدہ سے تہا - دولت آباد سے بادشاہی

محاصل کی تحصیل کیلیے گلبرگہ روانہ ہوا۔ اُس حدود کو حکّام و عمّال سے خالی دیکھہ کے اپنے اعزّہ و اقارب کو جمع کیا ۷۴۶ ہجری مین بہرین حاکم گلبرگہ کو قتل کیا۔ اور اُسکا مال تاراج کرکے بیدر پہنچا۔ اور کُل صوبہ بیدر پر قابض و متصرف ہوکے مالکانہ تصرف کرنے لگا۔ بادشاہ نے قتلق خان کو اُسکی مدافعت کیلیے مقرر کیا۔ اور مالوی لشکر کو کمک کے لئے بہیجا جب قتلق خان بیدر کے اطراف مین پہنچا۔ علی شاہ بہی مقابلہ کیلیے برآمد ہوا۔ باہم خوب مقابلہ ہوا۔ آخر شکست پاکے قلعہ مین متحصن ہوگیا۔ قتلق خان نے اُسکو حکمت عملی سے قول و قرار دیکے مع اعزّہ و اقارب قلعہ سے نکال کر سرکرداری مین بادشاہ کے پاس بہیجدیا۔ بادشاہ نے اُسکو مع اعزّہ غزنین و غور روانہ کردیا۔ پہر وہ پوشیدہ غور غزنین سے ہند مین آرہا تہا کہ سندہ مین گرفتار ہوکے قتل کیا گیا۔ اُسی زمانہ فتنہ انگیز و ہنگامہ رستخیز مین عزیز خمار کو بادشاہ نے دکن و گجرات کے امیران صدہ کے قتل کے لئے مقرر کیا۔ وہ ظالم جب دہار مین پہنچا وہان ستر یا اسّی امیران صدہ کو بتقریب دعوت بلایا۔ فریب و دغا سے تمام کو قتل کیا۔ بادشاہ نے قتل کے صلہ مین اُسکو خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا۔ اور ایک تحسین نامہ بہی بہیجا۔ اور دیگر امرا کو تحسین نامے بہیجنے کی ہدایت کی۔ عزیز خمار کے قتل اور بادشاہ کے تحسین نامہ نے غضب کیا کہ دکن و گجرات مین بغاوت کی آگ بہڑکا دی۔ ہر طرف اُس کے شعلے پہنچے۔ بادشاہ ایک طرف فرو کرتا تہا۔ کہ دوسرے طرف بہڑکتی تہی۔

حسن گانگوے بہمنی کے اسباب سلطنت کا ذکر

جب سلطان محمد تغلق شاہ کے ظلم و ستم و قتل و خونریزی کی ممالک مین عام شہرت منتشر ہوئی

تمام امرا وصوبجات مین کہل بلی پڑی - ہر طرف بغاوت شروع ہو گئی - پادشاہ ایک طرف فتنہ کی آگ فرو کرتا تہا پہر دوسرے طرف مشتعل ہوتی تہی - اسی طرح دکن مین بہی بغاوت کے تذکرے ہونے لگے - چنانچہ علی شاہ برادر حسن گنگوئے بہمنی نے بغاوت کی - گرفتار ہو کے حضور مین بہیجا گیا - پادشاہ نے رحم کر کے اوسکے وطن مالوفہ غزنین وغور کو روانہ کر دیا - پہر پادشاہ نے سنا کہ دکن مین امیران صدہ مخالفت پر آمادہ ہین - بناءً علیہ پادشاہ نے **ملک علی جامدار و ملک احمد لاچین سپہ سالارون کو عالم الملک صوبہ دولت آباد** کے پاس بہیجا کہ تمام امیران صدہ کو حضور مین بہیجو - عالم الملک نے گلبرگہ و بیدر و بگری و رائی باغ وغیرہا کے تمام امرائے صدہ جمع کئے - دو تین مہینہ تک امرائے صدہ نے روانگی کی تیاری مین تاخیر کی - آخر تمام جمع ہو کے سپہ سالارون کے ساتہہ روانہ ہوئے **درہ مانک دون** جون گہج و ڈدون کے درمیان واقع ہے پہنچے - اوس مقام مین پادشاہی سپہ سالارون نے امرائے صدہ سے بمقتضائے طمع دنیوی زر و جواہر طلب کیا - تمام نے انکار کیا - اور کچہہ نذرانہ و پیشکش نہین دیا - سپہ سالار ناخوش ہوے - اور دہمکی دیکے کہنے لگے کہ ان امرا سے دو قصور سرزد ہوے ہین ایک **باغیان گجرات کو پناہ دینا دوسرا حضوری مین تاخیر کرنا! انکا** انجام بہتر نہین ہوگا - امرائے صدہ سپہ سالارون کی باتون سے پریشان و پراگندہ ہوے اور باہم مشورے کرنے لگے - تمام مین حسن گنگوئے بہمنی دور اندیش و ہوشیار تہا - اور تمام حسن کی رائے سے اتفاق کرتے تہے - حسن نے کہا اے بہائیو! پادشاہ کے حضور مین جانا یقیناً موت کے منہ مین داخل ہونا ہے - ہم پہنچتے ہی بہیڑ بکریون کیطرح ذبح ہون گے الیسی حالتین

ازملحقات ۱۲

یہان سے واپس ہونا مناسب ہے تمام نے حسن کی رائے سے اتفاق کیا۔ پہر سپہ سالاران مؤلّن کلین سے
تمام نے ملک احمد لاچین کو قتل کیا۔ اور دوسرا ملک علی جامدار فرار ہو گیا۔ اور سپاہ بہی
درہم برہم ہو گئی۔ امرائے صدہ دولت آباد واپس آئے۔ تمام نے باہم ملکے ایک مجلس منعقد کی
اور بغاوت پر مستعد ہوئے۔ عالم الملک صوبہ جو نیک محضر و فرشتہ صفت تہا۔ اوس سے قلعہ
خالی کرایا۔ اور اُسکو کسی قسم کی تکلیف ندی۔ وہ علیحدہ ہو گیا۔ ان سب نے قلعہ مین اپنے اپنے
ٹہانے جمائے۔ اور سامان حرب و رسد وغیرہ ذخیرہ فراہم کر لیا۔ عالم الملک نے حضور مین
واقعہ کی خبر دی۔ اور ملک علی جامدار بہی حضور مین پہنچا۔ بادشاہ بغاوت کی خبر سنتے ہی
فی الفور برق و باد کی طرح دولت آباد آیا۔ کثرت غضب سے دیوانہ بن رہا تہا۔ کل امرائے
بُغات قلعہ مین متحصن ہو کے مقابلہ کے لئے آمادہ ہوے۔ تین مہینہ تک محاصرہ رہا طرفین سے روز آنہ
جمع باغی
مقابلہ ہوتا تہا۔ جانبین سے سپاہ مقتول و مجروح ہوتی تہی۔ آخر اہل قلعہ مغلوب ہوئے۔ اور
قلعہ مین داخل ہو گئے۔ مگر باغیون نے قلعہ کو نہین چہوڑا۔ محاصرہ کی حالت مین یکا یک
خبر آئی کہ گجرات مین ملک طغی نے بغاوت کی اور مظفر گجراتی کو قتل کیا۔ بادشاہ گجرات
روانہ ہوا اور محاصرہ پر ملک برہان الدین کہرو مخدوم زادہ قوام الدین وغیرہ امرائے صدہ کو
مقرر کیا۔ بادشاہ کے رخصت ہوتے ہی باغیون کی جرأت و دلیری بڑہ گئی۔ پہر حسن اور دیگر امرائے
باہم ایکدل و ایکجان ہو کے ایک مجلس منعقد کی۔ بادشاہ سے مقابلہ و مقاتلہ کی بابت تدبیر کرنے لگے
اوس مجلس مین حسن نے تحریک کی کہ ایسے مہم اہم مین بدون افسر سپہر بادشاہ کے مقابلہ مین
پیش قدمی کرنا محال و دشوار ہے۔ اور کامیابی کی امید کرنا خشکی مین کشتی چلانا ہے۔ پس

میری رائے مین یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اولاً اگر ہم سب امرائے صدہ مین سے ایک تجربہ کار و ہوشیار و کار کردہ و کار آزمودہ کو انتخاب کر کے پادشاہ بنائین۔ اور لوازم شاہی مہیا کرین اور تمام پادشاہ کے حکم کے حلقہ بگوش رہین تو ضرور ہمکو کامیابی و فیروزی حاصل ہو گی امرائے صدہ نے حسن کی رائے صائب سے اتفاق کیا۔ واقع مین حسن کی رائے صاد کے لائق ہے اگر سلطنت قائم نکرتے تو پادشاہ تغلق کا مقابلہ مشکل ہوتا۔ کامیابی کہان ہر ایک آنا و لاغیری کا مدعی بنتا۔ کوئی کسی کی نہ سنتا۔ پھر باہم مشورے کے بعد اسمعیل فخ جو بزرگ عمر رسیدہ گرم و سرد چشیدہ تھا۔ پادشاہ بنائے۔ اور اوسکو ناصر الدین شاہ خطاب دئے اور نور الدین ہروی کو وزیر اور حسن گنگوئے بہمنی کو امیر الامرا مخاطب ظفر خان کئے۔ اسیطرح اور بھی امرا کو عہدے اور خدمتین معین کین پھر حسن نے دوسری تحریک پیش کی کہ پادشاہ مع تیس ہزار سپاہ قلعہ مین رہے۔ اور تغلقی سپاہ سے مقابلہ کرے۔ ہم سب امرا اپنی اپنی جاگیرات جاکے بغاوت کا بازار گرم کرین۔ اور ہر ایک امیر پادشاہی رسد روکے۔ اور جہان تک ممکن ہو مقابلہ مین کوتاہی نکرین۔ تمام نے حسن کی اس تحریک کو پسند کر کے پادشاہ کو قلعہ مین چھوڑا ہر ایک اپنی اپنی جاگیر مین روانہ ہوا۔ حسن گلبرگہ مین آیا۔ اوسوقت سر تیز سپہ سالار دکن برار سے بیدر آرہا تھا۔ حسن نے ملک موصوف کا مقابلہ کیا۔ بیدر و گلبرگہ کے مابین باہم سخت جنگ ہوا۔ تین روز تک جدال و قتال کا سلسلہ جاری رہا طرفین مقابلہ مین برابر تھے۔ کولاس کے راجہ نے حسن کی کمک کے لئے دس ہزار سوار و پیادے بھیجے۔ آخر ملک سر تیز مقتول ہو گیا۔ اور حسن گنگوئے بہمنی کو فیروزی کامیابی ہوی۔ حسن کامیابی و فیروزی کیسا تھ

منقولہ مولف ۱۲

گلبرگہ آبا۔ اور کامیابی کی خوشی مین ایک جشن آراستہ کیا۔ اور گلبرگہ کا نام حسن آباد رکہا بعض مورخین نے لکہا کہ جلوس کیوقت رکہا۔ اور اپنے سلطنت کیلئے فال نیک سمجہا۔ آخر اسیوجہ سے گلبرگہ مجمع البرکہ کو دارالسلطنت بنایا۔ اور اوسکو اپنے حق مین مبارک سمجہا۔

ناصرالدین شاہ بہی دولت آباد مین کامیاب ہوگیا۔ تغلقی امرا قتل و خونریزی کے بعد بعض مقتول ہوے اور بعض فرار۔ پہر حسن گنگو وامیران صدہ جاگیرات سے آئے۔ اور ناصرالدین شاہ سے ملے بڑی عظمت وشان سے دربار کئے۔ خطابات و عہدے عطا کر کے انتظام ملک کیطرف متوجہ ہوے تمام امرا مین حسن ہی ہوشیار و ہوشمند تہا۔ اکثر امرا حسن کیطرف رجوع ہوتے تہے۔ حسن تمام کا مرجع تہا ہر ایک مہم اہم مین حسن کی رائے پر چلتے تہے۔ اسمعیل فتح مخاطب بناصرالدین بادشاہ ضعیف تہا لیکن تجربہ کار جہان دیدہ وکار آزمودہ تہا۔ دیکہا کہ امرا و افاغنہ تمام حسن کے طرف مائل ہین اور اسکی رائے وتدبیر پر عمل کرتے ہین۔ ایسا نہو کہ مجکو سلطنت سے معزول کرین۔ اور حسن کو بادشاہ بنائین۔ بلحاظ حفظ ماتقدم امرا و افاغنہ کے سامنے بارگاہ کل یعنی دربار عام مین کہا کہ مین پیر فرتوت وضعیف ہون۔ میرا دل دماغ درست نہین ہے مین سلطنت کا کام انجام نہین دیسکتا ہون آپ سب بزرگ اس مہم اہم سے مجکو سبکدوش فرمائین اور کوئی دوسرا شخص قائم کرین تمام نے بادشاہ کی رائے تسلیم کی۔ اور پوچہا کہ کسکو مقرر کرنا چاہیے۔ اسمعیل فتح نے کہا میرے نزدیک حسن گنگو تخت سلطنت کے لائق ہے۔ سب نے پسند کیا۔ اور حسن کی تخت نشینی کی تیاری کی گئے میرے نزدیک[ع] حسن کی سلطنت و تخت نشینی کا سبب جزو اعظم تغلق کا ظلم وستم وامیران بغات کی بغاوت بادشاہون کو چاہیے کہ ظلم وستم سے دور رہین۔ اور رعایا کی تالیف قلوب مین

[ع] مقولہ مولف ۱۲

مستعد رہین اور مقتضائے حال کے موافق سیاست و سزا سے بہی باز رہین۔ نہین تو کثرت بغاوت سے سلطنت کے اجزا مضمحل ہو جاتے ہین۔

جلوس حسن گنگوئے بہمنی

تحفۃ السلاطین کے مولف ملا داؤد بیدری نے لکہا کہ امیران صدہ و ملوک افاغنہ کے اتفاق سے حسن گنگوئے بہمنی کے تخت نشینی کی تیاری بڑی عظمت و شان سے ہوئی۔ قطب الدین مبارک شاہ خلجی کی مسجد جو قلعہ دولت آباد مین واقع ہے فرش قالین و مسندہائے رنگین سے آراستہ کی گئی خاص بادشاہ کے جلوس کے لئے ایک صدر بلند فرش زرین و مسند بہترین سے سجایا گیا۔ تمام امرائے صدہ و ملوک عمدہ و صاحبان سیف و قلم و ارباب علم و عَلم جمع ہوئے۔ اور شیخ سراج جنیدی بہی حسن اتفاق سے آگئے۔ شیخ موصوف اُسوقت خلائق کے معتقد علیہ تہے۔ اور حسن گنگوئے بہمنی آپ سے حسن اعتقاد رکہتا تہا۔ شیخ نے ۲۴ تاریخ ربیع الاول ۷۴۸ھ بروز جمعہ حسن کو تخت نشین فرمایا۔ اور حسن کی کمر مین شمشیر آویزان کی۔ چونکہ اُسوقت سلاطین اسلام خلفائے عباسیہ کی تقلید کو فخر جانتے تہے۔ اور اُن کی طرز و روش کو لازم سمجہتے تہے۔ بناءً علیہ اُسکے سر پر تیمناً و تبرکاً خلفائے عباسیہ کی طرح سیاہ چتر قائم کیا گیا۔ پہر شیخ نے بآواز بلند فاتحہ خیر پڑہی اور بادشاہ کیلئے خدا تعالی سے دعائے خیر چاہی۔ اور بادشاہ کو امر معروف و نہی منکر کی تعمیل کی ہدایت اور عدل و انصاف و بذل و احسان کی تاکید کی۔ تمام حاضرین بارگاہ نے آمین کہی قدامین کہی نقیبون و چوبدارون کی گلبانگ بارک اللہ بارک اللہ سے مسجد کا اندرون بیرون حصہ گونج رہا تہا۔ ملوک و امرائے افاغنہ و سپاہ افاغنہ و غیر افاغنہ نے نہایت ہی خوشی منائی۔

جوش خوشی سے اسعد ک اللہ اسعد ک اللہ کہتے تھے بستانہ او چھلتے اور کودتے تھے
آخر امرا و ملوک و سپاہ نے نذرین دین۔ حسن گنگوئے بہمنی نے تخت نشینی کے بعد اولاً یہہ حکم
دیا کہ پانچ من سونا و دس من نقرہ حضرت شیخ برہان الدین غریب کے پاس بھیجا جائے۔ اور
عرض کرائی کہ آپ یہ رقم حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیاء کی روح پر فتوح کیلئے
فقرا و مساکین و مستحقین کو عطا کرین۔ پھر بادشاہ کا خطاب و لقب علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی
قرار پایا۔ اور یہ لقب مہر شاہی مین کندہ کرایا گیا۔ **بندہ کمترین درگاہ سبحانی علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی**۔ یہی مہر فرامین و احکام کی پیشانی پر بطور طغری نقش کیجاتی تھی۔ اور
بادشاہ کے نام کا سکہ و خطبہ بھی جاری ہوا۔ اسمعیل مخ کا لقب شاہی ناصر الدین موقوف کیا گیا
بادشاہ نے اسمعیل مخ کو امیر الامرا بنایا۔ اور انتظام سلطنت کی طرف متوجہ ہوا۔

حسن گنگوئے بہمنی کے تخت نشینی کی بابت تقرر ساعت مین منجمین کا اختلاف

فرشتہ نے لکھا کہ منجمین اہل اسلام و اہل اصنام مین تاریخ و ساعت کے مقرر کرنیمین خلاف واقع ہوا
بادشاہ نے براہمہ کی رائے اختیار کی۔ بتاریخ ربیع الاول سنہ ۷۴۸ ہجری روز جمعہ و ساعت مین
تخت نشین ہوا۔ بعد ازان ملا محمد بدخشانی منجم نے جلوس کے نسبت افسوس کرکے کہا کہ اگر فلان
وقت و فلان روز ہوتا تو بہتر ہوتا۔ ملا کے افسوس کا تذکرہ بادشاہ نے سنا فکرمند ہوا۔ اور
گھبرایا فوراً ملا کو بلایا۔ افسوس کیوجہ دریافت کی۔ ملا نے کہا اے بادشاہ جلوس مین کوئی
ہرج نہین ہے مبارک ہے۔ مگر فرق یہہ ہے کہ کواکب کی حرکات و ساعات جو براہمہ نے تجویز کیا ثابت ہوتا ہے

کہ آپ کے خاندان مین تقریباً دو سو سال تک سلطنت رہیگی۔ اور سلاطین کے بعد دیگر اٹھارہ خود بادشاہ ہون گے۔ پہر سلطنت منقرض ہو جائیگی۔ اور مین جو ساعت مقرر کر رہا تہا۔ اگر اُس ساعت مین جلوس میمنت مانوس ہوتا تو سلطنت آپکے خاندان مین پانسو برس تک رہتی۔ تقریباً دو سو اشخاص بادشاہ ہوتے۔ پہر سلطنت مین زوال آتا۔ بادشاہ ملا کی تقریر سے مطمئن وخوش ہوا۔ جو وہم وخیال دل نشین ہوا تہا اُسکو دل سے دور کیا۔ بادشاہ ابتدا سے سلاطین سلف کی طرح منجمین واولیا کاملین سے حسن ظن رکہتا تہا۔ اور اون کے اقوال کو تصدیقا مانتا تہا اور منجمین سے اولا گنگو پنڈت وکاملین سے حضرت سلطان المشایخ شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ وحضرت شیخ الشیوخ شیخ سراج جنیدی رحمۃ اللہ علیہ سے سلطنت کی خوش خبری پائی تہی۔ اور آخر مین اُن کے اقوال واقع کے مطابق پائے۔ اسی وجہ سے بادشاہ اہل نجوم واہل اللہ سے حسن اعتقاد رکہتا تہا۔ چونکہ اہل نجوم واہل اللہ کے اقوال واقع کے مطابق برآمد ہوے۔ اور اُسکو تجربہ سے بہی ثابت ہو چکا کہ فریقین کا قول ضرور واقع کے مطابق ہوتا ہے۔ ہم یہہ نہین کہہ سکتے کہ بادشاہ محض وہم وخیال کا پابند تہا۔

اس مقام مین ملا نظام الدین احمد نے فلسفی طریقہ سے لکہا کہ انسان اشرف المخلوقات مین خدا تعالی نے ایسے ایسے قوتین پیدا کی ہین۔ اگر انسان اُن قوتون کو کام مین لائے تو عجائب وغرائب کا موجد کہلائے منجملہ قوتون کے انسان مین ایک قوت ارادی مصورہ ایسی ہے کہ اگر انسان اُسکے ذریعہ سے شبانہ روز کام لیتا رہے یعنی جس چیز کا ارادہ کرے تو ضرور اُس چیز پر فیروز وکامیاب ہوگا مگر ارادہ اس طرح ہو کہ کبہی اُس ارادہ سے باز نرہے۔ ہر وقت اُس مطلوب کی دُہن مین مشغول رہے

اگر ارادہ مین پورا مشغول ہوگا تو کامیابی ہوگی - مثلاً ایک اہل اسلام کسی بزرگ سے ہدایت پاتا ہے کہ روزانہ لفظ اللہ ہزار بار باوضو طہارت کاملہ کے ساتہہ پڑہتا رہے تو ضرور منزل مقصود کو پہنچیگا - اور ارادہ مین کامیاب ہوگا - مرید بزرگ کے فرمانے سے روزانہ لفظ اللہ کا ورد جاری رکہتا ہے اور وظیفہ کے پڑہنے مین بڑا اہتمام کرتا ہے - اور یقیناً سمجہتا ہے کہ مین کامیاب ہونگا - اور قوت مصورہ وجود کے صفحہ پر نقش کردیتی ہے - کہ مراد حاصل ہوگی - پس مدت مقررہ کے بعد اس مواظبت کی برکت سے بامراد و کامیاب ہوجاتا ہے اور سمجہتا ہے کہ مواظبت کی بدولت یہہ بات نصیب ہوئی واقع مین قوت ارادی نے منزل مقصود کو پہنچایا - ایسا ہی کوئی اہل اصنام جوگی یا پنڈت سے سن لیتا ہے کہ روزانہ رام رام کہنے سے اور ہنومان پر پانی ڈالنے سے جو مراد چاہو حاصل ہوتی ہے - جوگی کا چیلہ شب و روز رام رام ورد کرتا ہے - اور روزانہ ہنومان کا طواف کرتا ہے - اور حسن عقیدت سے پانی ڈالتا ہے - مدت مواظبت کے بعد کامیاب ہوجاتا ہے - کیا اسکو کامیابی ہنومان نے دی یا رام رام کہنے سے ہوئی - نہین نہین - اسکو کامیابی قوت ارادی و قوت مصورہ کے ذریعہ سے ہوئی - ہر ایک اس قوت سے کامیابی نہین حاصل کرسکتا - اس لئے کہ ہر ایک کی قوت فنا فی المطلوب نہین ہوتی - جسکی قوت فنا فی المطلوب ہوجائے - وہی کامیاب ہوتا ہے -

حسن گنگوئے بہمنی ابتدا سے سلطنت کے خیال مین محو تہا - رات دن اسی خیال مین رہتا تہا کبہی اس خیال سے خالی نہین رہتا تہا - یہہ حالت تہی کہ فنا فی السلطنت ہوگیا تہا - آخر تخت سلطنت پر جلوس کیا - حسن کو واقع مین کامیابی قوت مصورہ و ارادیہ کے ذریعہ سے ہوئی کوئی کہتا ہے کہ تقدیر سے ہوئی - کوئی کہتا ہے کہ بخت و اتفاق سے - کوئی کہتا ہے کہ حسن تدبیر سے

کوئی کہتاہے کہ لیاقت وکیاست سے - کوئی کہتاہے قوم کے معززین نے اتفاق کرکے پادشاہ بنایا

انتظام سلطنت و عہدہاے جلیلہ پر امرا و ملوک کا تقرر

چونکہ حسن گنگوئے بہمنی شاہان متقدمین کے انتظامات سلطنت و آداب مملکت سے ماہر و قوانین عدالت و سیاست سے واقف تہا - تخت نشینی کے بعد ملکی انتظام کیطرف رجوع ہوا - ممالک محروسہ کا از سرنو انتظام تازہ کیا - خلل و خرابی دکن سے دور ہوی - امن و آرام قائم ہوا - مندرجۂ ذیل علما و امرا کو خدمات و عہدون پر مقرر کیا -

سید صدر الشریف سمرقندی - سید محمد بدخشی - ملک اسمٰعیل مخ - سید رضی الدین جگا جوت
صدر عدالت قاضی عسکر امیر الامرا معتمد وکیل السلطنت

ملک سیف الدین غوری - گانگو پنڈت منجم - سکندر خان - قیر خان -
وکیل السلطنت صدر محاسب باربک کوتوال

بہرام خان ماژندرانی - صفدر خان سیستانی - اعظم ہمایون بن ملک سیف الدین غوری
شقدار صوبہ دولت آباد شقدار صوبہ برار شقدار - ورنگل

خان محمد بن علی شاہ - مولانا محمد اسحق سرہندی - بہادر خان بن اسمعیل مخ
نائب شقدار - دولت آباد صدر وقائع نگاران سپہ سالار فوج

کلیم اللہ ماژندرانی - بایزید خان - ملک ہیجو - سید جمال الدین نواعط
سرخیل میر بحری شحنہ فیل جامدار خزانچی

فولاد خان سیستانی - صلابت خان سیستانی - سید احمد ہروی - سید نور الدین

قوربیگی اول　　قوربیگی دوم　　مفتی　　محتسب یعنی مہتمم نرخ و اوقاف و مساجد وغیرہ

میر زین العابدین - ملک رستم - شیخ منہاج الدین جنیدی - ملک قوام الدین غوری

تمغاچی کڑوڑہ یعنی مہتمم کروڑگیری - پردہ دار　　قاضی گلبرگہ　　افسر خاصہ خیل

سید تقی اصفہانی　　ملک التنہ

صدر محصلین مال واجب و مال وجہ　　شحنہ بارگاہ

سوائے خدمات و عہدہ ہائے مذکورہ اور بھی بہت سی خدمتین تھین - مثلاً خدمت آبدارخانہ - و خدمت عرض مکرر - و خدمت ڈاک چوکی - و تعمیرات وغیرہا - ہر ایک خدمت پر لائق عہدہ دار مقرر کئے جاتے تھے -

رسالہ نصائح الملوک

ملک سیف الدین غوری وکیل السلطنت بہمنیہ نے حسن گنگوئے بہمنی کو ایک رسالہ مسمیٰ نصائح الملوک - بابت آداب شاہی و قوانین ملک کشائی لکھکے پیش کیا - بہمنی رسالہ کے مطالعہ سے محظوظ ہوا - اور تا بہ زندگی اُسکی اکثر نصائح پر کاربند رہا - مین نصائح کو خاص و عام کے فائدہ کے لئے گزارش کرتا ہون - تاکہ مفید ہو -

شاہجہانی زمانہ مین مولانا خیر اللہ بن کرم اللہ نے غوری کے رسالہ کو تغیر و تبدل کرکے اُسکا نام دستور جہان کشائی رکھا - منقول عنہ کا حوالہ نہین دیا برا کیا - واقع مین غوری الفضل للمتقدم کا مصداق ہے -

غوری نے لکہا اے پادشاہ - پادشاہ کو مندرجۂ ذیل صفات سے موصوف ہونا چاہیے
تاکہ سلطنت کے مہات کو عمدہ طرح سے انجام دیوے - طالعمندی - جوہر شناسی
ہوشیاری - معاملہ فہمی - فراخ حوصلگی - دور اندیشی - شان شاہانہ
مکارم اخلاق - دینداری - برد باری - نشست و برخاست شاہانہ
حسن سلوک - حسن تدبیر - ہر ایک صفت کی اصطلاحی

طالع مندی - وہ ہے کہ پادشاہ کو عالم شباب مین سلطنت کے اسباب بغیر رنج و محنت
حاصل ہو جائین - یعنی غیرون کا ذخیرہ جمع کیا ہوا ہاتہہ آجائے -

جوہر شناسی - وہ ہے کہ اہل ہنر و صاحب جوہر کی دلجوئی و دلداری انعام و اکرام سے کرے

ہوشیاری - وہ ہے کہ ہمیشہ اعدائے مخالفین سے باخبر رہے - اور اونکی مدافعت کی فکر کرے

معاملہ فہمی - وہ ہے کہ مہات سلطنت مین غور و فکر کرے - اہل اغراض و خوشامدگو یونکی باتپر عمل نکرے

فراخ حوصلگی - وہ ہے کہ مواقع مصارف مین کثرت خرچ سے چین بجبین نہوسے
ہمیشہ ہنس مکہہ خندہ پیشانی رہے - رنج و غم کو دور کرے -

دور اندیشی - وہ ہے کہ کار فردا کی تجویز آج کرے - اور تواریخ سے سلاطین سلف کے
حالات مطالعہ کرکے عبرت اختیار کرے -

شان شاہانہ - وہ ہے کہ ہمیشہ خلائق کو فیض عام سے سرفراز فرمائے - اور اہل ہنر و اہل
علم و فقرائے اہل اللہ و شعرا و مورخین کو شاہانہ ہمت سے ممتاز کرے اور ریاست
مین اعزاز سے رکہے -

مکارم اخلاق۔ وہ صفت فطری ہے کہ صاحب خُلق امیر و فقیر کے ساتھہ ملائمت و ملاطفت سے پیش آتا ہے کسیکو شکستہ دل نہین کرتا ۔

دین داری۔ وہ ہے کہ متدین شخص ہمیشہ دین کے کام کو دنیا کے کام پر مقدم رکھے۔ اور سلطنت وعدالت کیلئے دین کا ہونا لازم و واجب ہے۔ اہل دنیا کی گفتگو پر دین کو ترک نکرے ۔

بردباری۔ وہ ہے کہ ارباب حاجت و فقرا و غربا کی سخت کلامی و نافرمانی سے رنجیدہ نہین ہونا بلکہ برداشت کرنا چاہئے ۔

نشست و برخاست شاہانہ۔ وہ ہے کہ شاہانہ سلف کی طرح بارگاہ کل یعنی دربار عام مین جلوس کرے ۔ اورارکان دولت کا سلام ومجرا لیوے ۔ اورامرا کیطرف محبت سے دیکھے۔ اور دربار مین فعل عبث کا مرتکب نہووے۔ عزت و وقار سے جلوس کرے۔ خاص و عام کے عرائض سنے اور اُن کے اجرا کے لئے مناسب حکم کرے ۔

حسن سلوک۔ وہ ہے کہ خلائق کے ساتھہ ملائمت و ملاطفت سے گفتگو کرے عطر و پان و میوہ و انعام و صلہ دیتا رہے۔ کیونکہ رعایا و سپاہ بادشاہ کے اس سلوک سے خیرخواہ و جان نثار ہوتے ہین ۔

حسن تدبیر۔ وہ ہے کہ ہوشیاری و دانائی۔ تیزی و چالاکی سے غنیم کے مقابلہ کیوقت اپنی سپاہ کو دلیر و قوی اور دشمن کی سپاہ کو ضعیف و بیدل بنائے ۔

نیز۔ بادشاہ کی صفات سے یہہ بھی ہونا چاہئے کہ ہمیشہ خدائے کارساز و قہار بے نیاز سے استعانت کرے اور اُسکی عبادت و بندگی بجالائے ۔ اور فقرائے اہل اللہ سے ہمت

ودعا چاہئے۔ بزرگان وقت اگر تعویذ و نقش عطا کرین۔ تو اُن کو تعظیم سے لے لیوے اور اولیاء اللہ کی مزارات کی زیارت کرے۔ بزرگون کی زیارت خدا کی رضامندی کا سبب ہے

تالیف قلوب سپاہ و رعایا

بادشاہ کو چاہئے کہ سپاہ کی تالیف قلوب کرے۔ مال و دولت سے اُنکو سرفراز فرمائے تاکہ وہ موقع پر جان نثاری مین ایک دقیقہ فروگذاشت نکرے۔ اور اہل مناصب کو انعام و صلات سے ممتاز فرمائے۔ منافقین کے گروہ کو حکمت عملی و حسن سلوک سے موافق بنائے۔ اگر وہ موافقت نکرین تو اُنکو حسن تدبیر سے نکالدے۔ تاکہ فتنہ برپا نکرین۔ اور اہل اغراض کی باتون کو سُننا مگر اُنپر عمل ہرگز نہین کرنا چاہئے۔

اے بادشاہ! ناتوان بین۔ وواقعہ طلب۔ وبہانہ جو۔ وحریص۔ وقابوچی وکم فطرت سے پرہیز کرنا مناسب ہے۔ اور جہانتک ممکن ہو اپنی حکومت سے نکالنا چاہئے اور اُنکو ایسا موقع نہین دینا چاہئے کہ مملکت مین خلل پیدا کرین۔

ناتوان بین وہ ہے جو اپنی ترقی چاہے اور دوسرون کا زوال۔ اور تکلم کے وقت بیہودہ و پریشان باتین کہے۔ بے محل و بیموقع ہنسے اور آسمان کیطرف دیکھ کے آہ مارے۔

واقعہ طلب۔ وہ ہے جو اپنی بہتری کے لئے تمام عالم کی خرابی پسند کرے۔

بہانہ جو۔ وہ ہے جو آرام طلب ہو۔ اور فقرا مین شیخی ولاف زنی کرے۔

حریص۔ وہ ہے جو بخشش کی تعریف کرے۔ اور مرغوبہ اشیا کو نظر لگائے۔

قابوچی۔ وہ ہے جو آپکے ترقی کے زمانہ مین سلام کرے۔ اور تنزل کے زمانہ مین اعراض

کم فطرت۔ وہ ہے جو بے موقع بات کرے اور بیجا نشست و برخاست

بابت مشورہ

اے بادشاہ! ہر ایک کام مین مشورہ کرنا چاہیے۔ جو کام مشورہ سے ہوتا ہے وہ درست ہوتا ہے۔ اگر مشورہ حسب مدعا ہو تو عین مراد ہے۔ اگر خلاف ہو تو اہل شوری کو کوتاہ فہمی کا الزام نہ لگایا جائے۔ مشورہ کے شرائط۔ خلوت۔ حسن نیت۔ حسن سلوک۔ استشارہ مین۔

بابت سپاہگری

اے بادشاہ! سپاہگری وہ ہے کہ سپاہی ہمیشہ ننگ و ناموس کا لحاظ رکھے اور دشمن کی مدافعت مین کوشش کرے اور فنون سپاہگری سے ماہر ہو۔ مثلاً تیر اندازی۔ شمشیر زنی و نیزہ بازی و سواری وغیرہ۔

بابت حسب و نسب

اے بادشاہ! حسب و نسب ایک اعتباری عزت و شرافت ہے۔ صاحب النسب والحسب کی تحقیر و توقیر عرفاً نسب و حسب کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ مثلاً جو شخص آل رسول صلعم سے ہو وہ خلائق کے نزدیک معزز و مکرم شمار کیا جاتا ہے۔ اور جو شخص اپنے نسب کا سلسلہ انبیا و اولیا سے ثابت کرے۔ اور خود بھی شیخت کی شان رکھے تو ایسے شخص کی بھی تعظیم کرنی چاہیے۔ اور جو شخص اپنے نسب کا سلسلہ سلاطین و امرائے سلف سے پہنچائے۔ اگر سلطنت اُس خاندان مین باقی ہو تو خاص و عام طوعاً و کرہاً اُسکی بھی عزت کرتے ہین۔ ہان سلاطین سلف کے حالات پڑھ کے عبرۃً خلائق کے دلون مین پس ماندون کی حالت پر رقت و محبت پیدا ہوتی ہے۔

انہین بزرگان سلف سے جو شخص پسندیدہ خصائل و برگزیدہ شمائل و صاحب فضائل ہو کا نام
کے نزدیک مکرم ہوتا ہے - بلکہ تمام سے افضل شمار کیا جاتا ہے - کیونکہ صاحب الحسب و النسب
و جامع العلم و الادب نورٌ علی نور ہے - اس قسم عقلا و فضلا کو خدمات بزرگ پر مقرر کرنا
واجب ہے - اکثر ایسے طبقات کے اشخاص صاحب علم و عمل اور صاحب ہمت و حمیت
ہوتے ہین اُن کے گفتار و کردار سے جوانمردی و راستبازی نمایان - اور مالک کی خیرخواہی
و جانثاری عیان ہوتی ہے - یہی بزرگ سخی المزاج و کریم النفس و نیک محضر ہوتے ہین -
ناموری و شہرت کے میدان مین سبقت کرتے ہین - اور ثواب اخروی کی امید پر ملک
کی آبادی و قوم کی ہمدردی مین ہمہ تن مصروف رہتے ہین - اور دنیا مین عمارات و مساجد
و قلعجات پل و خوائق وغیرہ یادگار مفید عام چھوڑ جاتے ہین - اسی قسم کے بزرگون سے
ملک و ملت کو تقویت کامل ہوتی ہے -

طبقہ مجہول النسب

اے پادشاہ! طبقات مذکورۂ بالا کے مخالف مجہول النسب خانہ بدوش گندم نمائے
جو فروش انسان صورت شیطان سیرت - فریفتۂ دنیا - و شیفتۂ ہوا ہوتے ہین - بے ابنر
جاہل غافل سست و کاہل دین و دنیا مین ناقص - بزرگان سلف کے نیک نام گمنام
کرتے ہین - اس قسم کے اشخاص سے صلاح و فلاح کی امید رکھنا ممتنع کو ممکن بنانا ہے
ایسے بدمعاشون کو ملازمت کے دائرہ سے باز رکھنا چاہئے -

طبایع مختلف کی بابت

اے پادشاہ! دنیا مین آدمی مختلف الطبائع و متفرق الاحوال ہین۔ پادشاہ پر لازم ہے کہ اول ہر ایک شخص کے حال سے واقف ہو جائے۔ اور خدمات کے تقرر مین تحقیق کرکے حیثیت کے موافق خدمت عطا کرے اگر تقرر مین سہو کریگا تو سلطنت مین خلل واقع ہو گا۔ بے ہنر و بد سرشت و بے ہنر پاک طینت عمدہ خدمات پر مقرر نہین کرنا چاہیے۔ دو تو ملک کو ویران و برباد کرینگے رعایا پر ظلم و ستم جائز رکھین گے۔ اگر ریاست مین کارپرداز لائق و نمک حلال ہون گے تو ریاست کی بنا مستحکم ہو گی۔ نہین تو یہ عمارت دیر تک باقی نہ رہیگی۔

سلطنت دو قسم کے آدمیون بغیر نہین چل سکتی

اے پادشاہ! اول اہل السیف و القلم دوم صاحب العلم و القلم۔ اول اہل السیف و القلم کہ ملک و مال ناموس و ننگ کے محافظ ہین۔ ان مین مختلف استعداد کے افراد ہوتے ہین۔ ہر ایک کو استعداد و امتحان کی ترازو مین تولے۔ جس خدمت کے مناسب ہو اُس خدمت پر مقرر کرے۔ مثلاً جو سپاہی جنگ باز مستقل مزاج صاحب رائے و صاحب ہمت جفاکش و دور اندیش ہو اُسکو ملک گیری و قلعہ کشائی پر مقرر کرے۔

جو[۲] چالاک و بے باک و ہنر شناس ہو۔ اُسکو قلعہ گیری پر متعین کرے۔
جو[۳] خنجر گزار بردبار خوش سلوک صلح کار ہو۔ اُسکو سرحد پر رکھنا چاہیے۔
جو[۴] کامل المشرب ہوشمند ہنرور مکار دشمن فریب ہو اُسکو قلعہ داری کا کام دیا جائے۔
جو[۵] خدا ترس۔ عادل دیندار و ہوشیار و تجربہ کار حیلہ انگیز زمیندار دوست سپاہ پرور ہو

اُسکو فوجداری کی خدمت پر رکھے ۔
[6] جو تیر انداز و چالاک و دلاور معرکہ شناس ہو اُسکو قراولی پر مقرر کرے ۔
[7] جو حق شناس دین دوست ۔ صلاحیت اساس با حیا و بہادر ہو ۔ راہداری کی خدمت عطا کرے
[8] جو بے باک و بے مروت سخت مزاج چالاک و فتاک نظرباز مقدمہ ساز ۔ اُسکو توالی کی خدمت دینا چاہیے
[9] جو لئیم الطبع کم فطرت کم ہمت زر دوست ہو اُسکو کوئی کام نہ دیا جائے ۔

دوم طبقہ اہل العلم والقلم

اے پادشاہ ! اس طبقہ کے لوگ دولت و سلطنت کے کارپرداز ہوتے ہین ۔ ملک و مال کو رونق اور ملک کو آباد کرتے ہین ۔ پادشاہ کو چاہیے کہ اس فرقہ مین جو شخص سالار منش عالی دماغ ہو صاحب وقار درست کردار ۔ ہمت بلند ۔ خدا ترس ۔ مہربان سیرت ۔ دریادل ۔ دور اندیش فراخ حوصلہ ۔ کشادہ پیشانی ۔ خوش اخلاق برگزیدہ آفاق ہو ۔ اور عالم و ملک رانی کے قواعد و ضوابط سے باخبر ہو ۔ ایسے جامع الصفات کو وکالت کی خدمت پر مقرر کرنا چاہیے ۔
[2] جو شخص خوش فہم ۔ حساب دان ۔ سیر چشم ۔ عدالت دوست رقیق القلب ۔ کریم النفس فراخ حوصلہ بردبار ہو ۔ اُسکو وزارت کی خدمت پر مقرر کرے ۔
[3] جو شخص بیدار مغز انشا پرداز خوش الفاظ دور اندیش فن انشا پردازی سے واقف اور اصطلاح ملکی و دیوانی سے عارف ہو ۔ اُسکو دبیری کی خدمت عطا کرنا چاہیے ۔
[4] جو شخص درست فہم نسب دان حسب شناس ۔ سپاہی دوست بردبار خوش خلق و سیاق دان ہو اُسکو بخشی گری کی خدمت پر مامور کرے ۔

جو شخص[۵] چالاک مزاج و حساب دان ہو اُسکو داروغگی کی خدمت دینا چاہیئے۔

جو شخص[۶] جفاکش و ہوشیار و چالاک ہو۔ اہل کارخانجات سے میل رکھتا ہو۔ اُسکو دیوانی بیوتات پر مقرر کرنا چاہیئے۔

جو شخص[۷] شریر النفس۔ بد طمع غضبناک۔ درشت کلام۔ جفاکش ہو۔ اُسکو شاگرد پیشہ کی بخشی گری پر مقرر کرنا چاہیئے۔

جو شخص[۸] جاسوس طبع۔ ہوشیار۔ بے ریا۔ غیر نذار۔ خدا ترس۔ راستباز۔ نمک حلال زود نویس ہو اُسکو وقایع نگاری پر مقرر کرنا چاہیئے۔

جو شخص[۹] ضابطہ دان۔ امانت شعار۔ تیز فہم منصف مزاج۔ متدین۔ لشکر دوست۔ رحیم دل ہو اُسکو داغ تصیحہ کی خدمت دینا چاہیئے۔

جو شخص[۱۰] شب و روز ہوشیار و مستعد رہے منصف مزاج و عاقل ہو۔ اُسکو چوکی نویسی کی خدمت دیجائے۔

جو شخص[۱۱] زبان آور۔ دلیر گو۔ جاسوس سیرت۔ درشت خصلت اور مقربین و منصدیون وغیرہ اہل دربار کی کیفیت سے باخبر ہو اُسکو وکالت بارگاہ پر مقرر کرنا چاہیئے۔

جو شخص[۱۲] ضابطہ دان جفاکش درست سیرت خدمت پرست ہو اُسکو داروغگی ہر کارہ کی خدمت دیجائے

جو شخص[۱۳] سیاق دان خوش نویس حیادوست محبت کیش ہو۔ اُسکو مشرفی کی خدمت دینا چاہیئے

جو شخص[۱۴] خدمت پرست جواب اندیش پر ہراس کم خرچ شتر دل ہو اُسکو تحویلداری خدمت پر مامور کرنا

جو شخص[۱۵] جامع فضائل کریم الاخلاق سلیم النفس متقی و پرہیزگار رحیم دل۔ لطیف المزاج ہو

اُسکو صدارت کی خدمت پر مقرر کرنا چاہیے ۔

جو شخص[16] دیرینہ سال متدین متقی صاحب الرائے فقیہ ہو۔ خدمت قضا پر مقرر کیا جائے ۔

جو شخص[17] عالم متبحر فقیہ مدرس مسائل دان دین پرست حق شناس دیانت دار پرہیزگار ہو خدمت افتا پر مقرر کرنا چاہیے ۔

جو شخص[18] خوش گو شگفتہ رو عشرت انگیز رنگ آمیز سخن رس بذلہ سنج ۔ ظریف المزاج محرم راز ہو اُسکو مصاحبین کے زمرہ مین رکہنا چاہیے ۔

جو شخص[19] خدا ترس ظاہر پرست محنت دوست شہر گرد بے باک راست کردار مجرم آزار دلیر و سخت گو ہو۔ خدمت احتساب پر مقرر کیا جائے ۔

بارگاہ کل و بارگاہ خاص کا ذکر

تحفۃ السلاطین کے مولف نے لکہا کہ جب شاہان اسلام ہندمین فتح یاب ہوے۔ اور دہلی کو دار السلطنت بنا کے حکمرانی کرنے لگے ۔ اُسوقت سلاطین عجم کیطرح دو دربار کرتے تہے ۔ ایک بارگاہ کل دوسرے بارگاہ خاص ۔ بارگاہ کل دربار عام ہوتا تہا ۔ اُسمین ہر ایک امیر و فقیر باریاب ہو سکتا تہا اور بارگاہ خاص مین امرا و ارکین سلطنت کے سوا کوئی داخل ہونیکا مجاز نہین تہا ۔ بارگاہ کل یعنی دربار عام ہہنی ہفتہ مین ایکوقت بروز چہارشنبہ صبح سے دوپہر تک بڑہی عظمت و شان سے ہوتا تہا ۔ بارگاہ کل کا محل ریشمی فروش و قالینہائے زرین سے آراستہ کیا جاتا تہا ۔ اور محل کے دروازے مخملی پردون سے سجائے جاتے تہے ۔ بارگاہ کل کے سامنے تین دروازے تہے ۔ ہر ایک کے درمیان سو ڈیڑ سو گز کا فاصلہ تہا ۔ اور اطراف مین

جلو خانہ۔ ہر ایک دروازہ پر سپاہ و نقیبون کا مجمع رہتا تہا۔ ارباب استغاثہ وغیر استغاثہ کو کسی قسم کی روک ٹوک نہین ہوتی تہی۔ دربان و نقبا دربار کے جانے والون سے ہتیار رکہا لیتے تہے۔ کوئی دربار مین مع ہتیار داخل نہین ہوسکتا تہا۔ نقبا ریشمی قبائین وزرین کلاہین اور کمر مین بگلوس اور ہاتہون مین عصائے نقرئی لئے ہوئے۔ اسی تاک مین رہتے تہے کہ کون آتا ہے۔ اگر اہل اصنام ہوتا تو دیکہتے ہی باآواز بلند چلاتے ھداک اللہ اگر مسلمان ہوتو بسم اللہ کہتے اہل اسلام و اہل اصنام سے آواز کے سنتے ہی تین مرتبہ[1] ادب سے تسلیم ادا کرکے آگے بڑہتا تہا اسی طرح دوسرے دروازے پر بہی یہی کیفیت رہتی تہی۔ نقیبون کی گلبانگ بسم اللہ وھداک اللہ نہایت ہی خوش معلوم ہوتی تہی۔ دربار مین امرا و وزرا اپنے اپنے موقع پر ادب سے دست بستہ کہڑے رہتے تہے۔ دربار مین کسیکو بجز علما و مشائخ نشست کی اجازت نہین تہی۔ صرف ملک سیف الدین غوری کو خاص عنایت وفضیلت یا ضعف پیری کی وجہ سے اجازت ملی تہی۔ دربار عام مین۔ ارباب استغاثہ وغیر استغاثہ بیشمار جمع ہو جاتے تہے بادشاہ ہر ایک کی فریاد سنتا تہا۔ اور دادرسی کی داد دیتا تہا اکثر کا تصفیہ دربار ہی مین کردیتا تہا۔ اور باقی مستغیثین کی عرضداشتین رکہ لیتا تہا دوسرے یا تیسرے دن انکو جواب کافی ملجاتا تہا۔ اسوقت سرخ لباس مظلوم کی علامت تہی۔ جو لوگ دربار مین سرخ لباس دکہلائی دیتے تہے انکی دادرسی فی الفور ہوتی تہی۔ امرا و وزرا وغیرہم کا درباری لباس ایک ہی قسم کا ہوتا تہا۔ اور تمام کی دستار بہی ایک ہی قسم کی۔ تحفۃ السلاطین کے مولف نے لکہا کہ لباس مختلف رنگ کے ہوتے تہے۔ لیکن تمام کی

[1] حسن گنگوئے بہمنی نے ابتدائی جلوس مین آداب سجدہ کو موقوف کیا۔ صرف تین بار تسلیم کا معمول کہا ۱۲

دستار سفید ایک ہی وضع کی ہوتی تھی۔ اور ملحقات کے مولف نے لکھا کہ دکن مین منصبداری
دستار کا رواج حسن گنگوئے بہمنی کا یادگار ہے۔ بادشاہ نے گانگو برہمن کی تحریک سے ایجاد
کیا تھا۔ سلاطین بہمنیہ مین دستار منصبداری کا رواج فیروزشاہ بہمنی تک رہا۔ فیروزشاہ نے
بجائے دستار منصبداری تاج وستار نما بنوا کے اختیار کیا۔ فیروزشاہ سے آخر تک تاج پوشی
کی رسم جاری رہی۔ دربار بہمنی مین کوئی ملازم بغیر دستار نہین جا سکتا تھا۔
دکن وغیر دکن کا یہ خیال کہ منصبداری دستار کے موجد سلاطین تیموریہ مین بالکل غلط ہے
تیموریہ موجد نہین ہین۔ بلکہ بہمنیہ کے مقلد ہین۔ ہان وضع مین کمی وبیشی کی گئی ہے
دربار عام حاکم و محکوم کیلئے مفید ہے۔ رعایا کیلئے بہت ہی مفید۔ حاجتمندونکی
حاجت کا قاضی الحاجات فقرائے غریب الدیار کا مددگار ہے۔ عوام الناس دربار عام
کیوجہ سے بیفکر و بیخوف رہتے ہین۔ کوئی کسی پر سختی وظلم بادشاہی دادرسی کے خوف سے
نہین کر سکتا۔ بادشاہی عہدہ دار بہی خوف زدہ رہتے ہین۔ وادستد کا بازار سرد
ہو جاتا ہے۔ رعایا بادشاہ کی داد و فریاد رسی کا شکریہ دل سے ادا کرتی ہے۔ سلاطین تیموریہ
آداب و قوانین سلطنت مین باعتبار معنی شاہان سلف کے مقلد و باعتبار لفظ موجد بنے
کیا وجہ ہے کہ تیموریہ نے لفظاً تغیر کیا؟ سبب یہہ ہے کہ تیموریہ چاہتے تہے کہ شاہان سلف کا کوئی
یادگار باقی نرہے۔ اور ہم کو کوئی مقلد نہ سمجھے۔ مثلاً تیموری نقبا بجاے بسم اللہ وھدا ک
اللہ ادب زیر نگاہ کورنش ظل اللہ استعمال کرتے تہے۔

بارگاہ خاص

اُس دربار مین وزرا و امرا و افسران فوج و معززین ریاست و بزرگان دین و ملت و مصاحبین و علما و شعرا وغیرہم داخل ہوتے تہے۔ یہہ دربار ہی بارگاہ کل سے شان و عظمت مین کم نہین تہا بلکہ اُس سے افضل۔ و آرائش و زینت مین بے بدل تہا۔ بارگاہ خاص کی عمارت بہی خاص تہی۔ اس دربار کے لئے کوئی دن خاص نہین تہا۔ بادشاہ مقتضائے حال کے موافق جب چاہتا تہا کرتا تہا۔

عدالت کا ذکر

حسن گنگوئے بہمنی کے زمانہ مین شاہان متقدمین کیطرح عدالت کی کارروائی شرعی قاعدہ پر تہی۔ قضاۃ و علمائے متبحر کو عدالت و سیاست کا اقتدار کامل ہوتا تہا کسیکی مجال نہ تہی کہ شرع کے خلاف کرے۔ اُسوقت مین دو عدالتین بزرگ شمار کی جاتی تہین ایک عدالت دیوانی و دیگر فوجداری یہی دو صیغہ اہم المہمات سے ہین۔ انہین دو صیغون کی بدولت رعایا کے حقوق جانی و مالی کی حفاظت ہوتی ہے۔ اور باقی صیغجات انہین صیغون کے متعلق ہین۔ قضاۃ و علما و فقہا قضایا کا فیصلہ کرتے تہے۔ صدر عدالت دارالسلطنت گلبرگہ مین تہی۔ مولانا صدرالشریف صدر تہے۔ اور مولانا کے تحت مین مفتی و محتسب اور ایک فوجدار اور ایک داروغہ رہتے تہے۔ اور ہر ایک ضلع مین محکمۂ قضا و محکمۂ محتسب و محکمۂ فوجداری ہوتا تہا۔ قصبات و دیہات مین قضاۃ و محتسب و فوجدارونکے نائب معین ہوتے تہے۔ قصبات و دیہات کے فیصلے قضاۃ و محتسب کے ملاحظہ سے گذر کے صدر عدالت مین بہیجے جاتے تہے۔ صدر کے فقہا ملاحظہ کرکے صواب و خطا سے مطلع کرتے تہے۔ دیہات مین

آمنا و تہانہ دار و چوکیدار و فوجدار - واقعات کی جانچ و پرتال کرتے تہے - جہان زدو کوب و راہزنی و خونریزی ہو وہان مفسدین و قاتلین قطاع الطریق کو ماخوذ کر کے فوجداری محکمہ مین مقدمہ کا چالان کرتے تہے - فوجدار طرفین کے گواہونکا اظہار لیکر اپنی رائے لکہہ کے محکمہ قضا مین بہیجدیتا تہا - قاضی اظہارات کی تصدیق کر کے فیصلہ لکہتا تہا شرعًا جو حکم ہوتا تہا اُسکی تعمیل مین دیر نہین ہوتی تہی - قاضی کے حکم کی تعمیل عدالت کے داروغہ کے ذریعہ سے ہوتی تہی - فیصلہ کے بعد مدعا علیہ کو مرافعہ کے لئے ایک مہینہ کی مہلت دیجاتی تہی - مدعا علیہ کے جانب سے مہینہ کے اندر ہی مرافعہ پیش کیا جاتا تہا - صدر الشریف باتفاق فقہا و مفتیان عدالت فیصلہ کی تنقیح و جانچ کر لیتا تہا - اگر ماتحت کے فیصلہ مین کوئی غلطی ہو تو اُسکو ظاہر کر کے مدعا علیہ کو بری الذمہ کر دیتا تہا - اگر غلطی نہو تو ماتحتی فیصلہ بحال رہتا تہا - اگر حکام و عمال کیطرف سے ظلم و تعدی واقع ہو تو بالمشافہ بادشاہ کے حضور مین عرض کیجاتی تہی - بادشاہ مقدمہ کی نقل منگوا کے تحقیق کرتا - اگر غلطی ہو تو اُسکو دفع کرتا تہا - اور حکام کو تاکید و ہدایت دیتا تہا کہ دوبارہ غور و فکر سے دیکہو - ایسا نہو کہ حق دار حق سے محروم ہو جائے -

بادشاہ کبہی کبہی صدر الشریف کی عدالت مین جاتا تہا - مقدمہ مرجوعہ کی روداد - و گواہونکے اظہارات سنتا تہا - اور صدر الشریف کا فیصلہ دیکہہ کے خوشی کا اظہار کرتا تہا - یہی طریقہ سلاطین بہمنیہ مین مدت تک جاری رہا - چنانچہ قدیم دستور کے موافق ایک روز محمود شاہ بہمنی عدالت قضا مین گیا - اُسوقت ایک عورت زانیہ کا مقدمہ دائر تہا - قاضی صاحب

اظہار لے رہے تہے۔ عورت زانیہ نے دو شخصون سے زنا کی تہی۔ اُسکو زنا سے اقبال تہا۔ مگر اُس نے یہ کہا کہ قاضی صاحب مین نے یہ فعل اس گمان سے کیا کہ مردون کو شرع مین چار بی بیون کی اجازت ہے۔ عورتون کو بہی چار تک ہوگی۔ قاضی صاحب عورت کے گمان سے متردد ہوے کہ کیا حکم کرنا و کیا سزا دینا۔ محمود شاہ نے فرمایا قاضی صاحب زانیہ کو چہوڑ دیجئے۔ کیونکہ شرع مین حدود شبہ سے ساقط ہوتی ہین۔ قاضی صاحب نے زانیہ کو رہا کر دیا۔ اس نقل کو مولف ملحقات نے محمود شاہ اول کیطرف اور محمود شاہی کے مولف نے احمد شاہ کیطرف منسوب کیا ہے۔ اول کا قول درست ہے والعلم عند اللہ۔

بہمنی کی فوج کی وردی و تعداد کا ذکر

تاریخ نظامی کے مولف نے لکہا۔ کہ ابتدا مین بہمنی کی فوج پچاس ہزار سوار و پچیس ہزار پیادے سے زیادہ نہ تہی۔ آیندہ محمد شاہ وغیرہ کے زمانہ مین مقدار مرقومہ سے زیادہ ہونے لگی۔ علی ہذا القیاس پایۂ تخت مین سوار و پیادہ و سپاہ ایک لاکہہ تک تہی علاوہ این چارون صوبجات مین بہی سوار و پیادے صوبہ دارون کے پاس رہتے تہے چارون صوبون کی جمعیت چالیس ہزار سے کم نہین تہی۔ ہر ایک صوبہ مین دس ہزار سوار و پیادے رہتے تہے۔ ضرورت کیوقت صوبہ دار مع جمعیت بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوتا تہا۔ جان و مال کو بادشاہ پر فدا کرتا تہا۔ سید علی مدنی بن مولانا نظام الدین احمد دادا عبداللہ قطب شاہ کے سفرنامہ مسمی سلوۃ الغریب

ہمکو بہمنی و طوائف الملوک کے سپاہ کی وردی و ہتیار کا پتا ملتا ہے۔ اور انگریزی سفرناموں سے بہی بہبز فقیر مولف کو ایک اردو دیوان سلطان قلی قطب شاہ کا ہمدست ہوا ہے۔ دیوان کیا ہے۔ مختلف تصاویر امرا و سپاہ علی الخصوص اُسکی محبوبہ بہاگمتی کی تصویر کا البم ہے۔ بہاگمتی کی سواری بڑی تزک و تجمل سے نکلتی تہی۔ ہاتی پر زرین عماری مین سوار ہوتی تہی۔ اُسکے جلو مین دائین بائین ہزار سوار سلاح پوشں رہتے تہے۔ سواری کیا نکلتی تہی۔ عام و خاص کے لئے تماشا ہوتا تہا دیوان مین محبوبہ کی تصویر مصور نے نہایت خوبی کے ساتہہ بنائی ہے۔ تصویر قلمی ہے عکسی نہین۔ صفائی و درستی مین عکسی سے کم نہین ہے۔ تصویر حالت سواری مین ہے۔ دیکہنے سے تصویر کی خوبی اور مصوّر کی لیاقت ثابت ہوتی ہے۔ مجکو اسی دیوانکی تصاویر سے امرا و سپاہ کی وردی و ہتیارون کا پتا ملا۔ اور برام پادری کے سفرنامہ سے بہی جو عبداللہ قطب شاہ کے زمانہ مین آیا تہا۔ اور نظام الدین احمد کا رفیق ہنگیا تہا نظام الدین احمد چاہتا تہا کہ وہ رہے۔ گولکنڈہ مین بود و باش اختیار کرے اُس نے کہا مین اس شرط پر رہتا ہون کہ مجکو گولکنڈہ کے میدان مین گرجا بنانیکی اجازت ملے۔ نظام الدین احمد نے پادشاہ سے سفارش کر کے گرجا کی اجازت دلائی۔ جب گرجا بنانیکی شہرت ہوئی۔ اراکین دولت جو متعصب تہے مانع ہونے لگے اور پادشاہ کے ذہن نشین کیا کہ گرجا بننے کی صورت مین فتنہ و فساد برپا ہوگا۔ اور تیموریہ سلاطین کو دست اندازی کا موقع ملیگا۔ پادشاہ نے گرجا بنانا موقوف کیا

پادری مذکور چلا گیا۔ پادشاہ نے رخصت کیوقت خلعت و ایک سانچے موتیون کا مالا قیمتی پچاس ہزار روپیہ و چند طاقہ پارچہ جات ریشمی دیگر مچھلی بندر کے جہاز مین سوار کرا یا۔ برام نے اپنے سفرنامہ مین قطب شاہ کے دربار و امرا کی سواری وغیرہا کے حالات شرح و بسط سے لکھے ہین۔ اب مین سفرنامہ سے ذیل مین سوار و پیادہ و سپاہ سالار و سپاہ کی وردی و ہتیار کی پوری پوری صورت و ہیئت بیان کرتا ہون۔

سوارونکی وردی و ہتیار۔ قبا۔ خود۔ زرہ۔ شمشیر۔ نیزہ۔ دستار سُرخ۔

پیادونکی 〃 پاجامہ پتلون نما سفید۔ الخالق بطور کپچہ۔ وکلاہ مدور سیاہ

کرناٹکی سوارونکی 〃 پاجامہ زانو تک۔ کپچہ سیاہ رنگ۔ پگڑی سُرخ بلدار

پیادگان نائکواڑی کی 〃 دہوتی۔ پگڑی۔ کپچہ۔

سپاہ سالار و سپاہ کی وردی اگرچہ ایک ہی رنگ کی تہی۔ لیکن افسر کی وردی باعتبار قیمت عمدہ و ممتاز و گران بہا ہوتی تہی۔

امرا و وزرائے درباری کا لباس۔ قبا زیب بدن۔ سر پر دستار منصب داری۔ کمر مین بگلوس۔

مشائخ و علمائے درباری کا لباس جبہ۔ کرتہ۔ صدری۔ عامہ

خدام و شاگرد پیشہ 〃 قبا۔ کلاہ۔ بگلوس

نقبا و چوبداران 〃 قبا۔ کلاہ۔ بگلوس۔ عصا۔

از سفرنامہ برام ۱۲

بہمنی کے زمانہ مین تعلیم کی حالت

تحفہ السلاطین کے مولف نے لکہا کہ سلاطین اسلام کی کشائش ملک سے بالذات یہ غرض ہوتی تہی کہ اسلام کی اشاعت ہو۔ اور دین محمدی کا رواج عام۔ جب کسی ملک پر کامیابی و فیروزی ہوتی تہی تو اولاً تربیت و تعلیم کیطرف متوجہ ہوتے تہے۔ اکثر علمائے دین ہدایت اسلام و اشاعت دین محمدی کیلئے مقرر کرتے تہے۔ اور ملک مفتوحہ کے بلاد و قصبات و دیہات و مواضع مین مساجد تعمیر کراتے اور مساجد مین آئمہ و موذنین مقرر کرتے۔ اور آئمہ و موذنین کو اس امر کی تاکید کیجاتی تہی۔ کہ عوام الناس کو مسائل دین محمدی سے آگاہ کرین۔ اور عربی و فارسی زبان سکہلائین اور تعلیم و ہدایت مین تالیف قلوب و حسن اخلاق کا لحاظ رکہین۔ انتہی کلامہ۔ مولانا عین الدین نے ملحقات مین لکہا کہ سلاطین بہمنیہ نے دکن مین عربی و فارسی زبان کو زیادہ رواج دیا۔ حسن گنگوئے بہمنی علم و ادب کے زیور سے آراستہ و فضیلت کے پیرایہ سے پیراستہ تہا۔ علمائے عصر و فضلائے دہر کی بڑی قدر و منزلت کرتا تہا۔ متعدد علما اسکی مصاحبت مین تہے۔ مثلاً مولانا لطف اللہ سبزواری و ملا معین الدین ہروی۔ و مفتی احمد ہروی و ملا محمد اسحق سرہندی۔ و ملا فضل اللہ انجو ی۔ و ملا حکیم علیم الدین تبریزی۔ و حکیم نصیر الدین شیرازی۔ صدر الشریف سمرقندی و ملک رکن الدین غوری و ملک سیف الدین غوری و سید رضی الدین جگا جوت و غیرہم۔ حسن نے شاہزادون کی تعلیم کا عمدہ اہتمام کیا۔ اساتذہ لائق تعلیم کیلئے مقرر کئے۔ تینون شاہزادوں یعنی محمد و محمود و داؤد کی تعلیم مولانا فضل اللہ انجو کے تفویض کی۔ پہر نفع عام و اشاعت اسلام کے لئے ممالک مین مدارس کہولے۔ طلبہ و اساتذہ کیلئے وظائف مقرر کئے۔ چنانچہ ۷۵۵ھ مین

حسب الحکم صفدر خان سیستانی صوبہ برار نے ایلچپور برار مین ایک مدرسہ قائم کیا۔ مدرسہ مین مولانا محمد ابراہیم سندہی و مولانا محمد یحیی سندی مقرر کئے گئے۔ یہہ مدرسہ تفال خان وزیر عماد شاہ کے زمانہ تک جاری رہا۔ وزیر موصوف مدرسہ کی ترقی چاہتا تہا۔ وزیر کی زندگی تک ترقی رہی۔ جب وزیر نظام شاہ بحری کے معرکہ مین قید ہو کے فوت ہوا۔ تب ہی مدرسہ کا خاتمہ ہو گیا۔ یہہ مدرسہ ایلچپور کی جامع مسجد مین تہا۔ اور بارگاہ کل المعروف بہر کل مین جو جامع مسجد کے عقب مین ہے طلبہ و اساتذہ سکونت پذیر تہے طلبہ کو خوراک و پوشاک وقف سے ملتی تہی۔ اور اساتذہ و متعلقین مدرسہ کی ماہوار سرکاری خزانہ سے دی جاتی تہی۔ بہمنی نے سالانہ تیس ہزار ہون[۱] محاصل کی جاگیر وقف کر دی تہی۔ مدرسہ مین سو طلبہ بورڈرس۔ اور سو سے زائد غیر بورڈرس تہے۔ اسی طرح دولت آباد و گلبرگہ وغیرہ صوبجات مین بہی مدارس مساجد و خوانق مین جاری تہے تعلیم و تدریس کا بازار گرم تہا۔ اور زبان عربی و فارسی کا رواج عام ہو رہا تہا۔ بارگاہ کل[۲] دربار عام یہہ عمارت پختہ و سنگین ملک سیر تیز داماد تغلق شاہ سپہ سالار دکن کی تعمیر کی ہوئی تہی۔ ملک سیر تیز عمارت مین دربار عام کرتا تہا۔ عمارت کی سولہ کمانین تہین فی الحال شکستہ و ویران افتادہ ہین چند کمرے باقی اور چند کہنڈر ہو گئے ہین۔

مدرسۂ احمد نگر

چونکہ طوائف الملوک سلاطین بہمنیہ کے مقلد تہے۔ عدالت و سیاست و انتظام مملکت مین بہمنیہ کے طریقہ پر چلتے تہے۔ علوم و فنون کے قدردان تہے۔ اور چاہتے تہے کہ علوم عربیہ و فنون

[۱] ایک ہون ساڑہے تین روپیہ کلدار کے برابر ہوتا ہے ۱۲
[۲] از تحفۃ الابرار تاریخ برار ۱۲

ادبیہ کو ممالک محروسہ مفتوحہ مین شائع کرین۔ عراق عرب و عراق عجم سے علمائے مشاہیر کو بلاکے تعلیم و تدریس کا کام اُن سے لیتے تھے۔ طلبہ کی تربیت و تعلیم اور اُن کی بود و باش کیلئے مدارس و مکانات پختہ و سنگین تعمیر کراتے تھے۔ اُس زمانہ مین مدارس و بورڈنگ ہوس بجز مساجد و خوانق نہین ہوتے تھے۔ مساجد و خوانق کی بنا اس قسم سے ہوتی تھی کہ ہر ایک مسجد و خانقاہ کے متعلق درسگاہین اور طلبہ کی سکونت کے لئے حجرے بنائے جاتے تھے فی زماننا کی طرح بورڈنگ ہوس اسکول نہین ہوتے تھے۔ لیکن دکن مین جب عراق عرب و عجم سے علمائے ماہرین کی آمد شروع ہوئی تب سے دکن مین مستقل مدارس تعمیر ہونے لگے۔

چنانچہ شاہ طاہر خوندیہ المتوفی سنہ ۹۵۶ ہجری کی تحریک سے برہان نظام شاہ بحری نے قلعہ احمدنگر کے مقابلہ مین ایک مدرسہ عالیشان پختہ و سنگین تعمیر کرکے اوسکا نام لنگر دوازدہ امام رکھا اور چند گانون جنکا محاصل بارہ ہزار ہون تھا۔ اخراجات کیلئے وقف کردئے۔ ہر روز مومنین اثنا عشری کو کھانا پختہ دیا جاتا تھا۔ شاہ طاہر نے عراق و خراسان و فارس و آگرہ سے علماء و طلبائے امامیہ کو بلایا۔ اور بادشاہی خزانہ سے بارہ ہزار ہون لیکر علماء و طلبہ کے پاس راہ خرچ بھیجا۔ حسب الطلب شاہ طاہر علمائے مندرجۂ ذیل مقامات مذکورہ سے آئے مدرسہ مین طلبہ کو درس و تدریس کرنے لگے۔ مدرسہ مین کتب متداولہ علوم عربیہ و ادبیہ پڑھائی جاتی تھین۔ معقول و منقول فلسفی و ریاضی وغیرہ فنون کی بھی تعلیم ہوتی تھی۔ مدرسہ مین اکثر طلبۂ آفاقی امامیہ مذہب تھے۔ اور چند سنت جماعت بھی شریک تھے۔

قاضی عبدالنبی احمدنگری نے جامع العلوم مین لکھا کہ مین بھی اس مدرسہ مین شریک تھا

اُسوقت مدرسہ مین مدرّسین جامع العلوم والفنون چالیس تہے۔ طلبہ دوسو سے زیادہ تہے شاہ طاہر روزانہ مدرسہ مین آتاتہا۔ منتہی طلبہ کو مجسطی ومحاکمات واشارات وغیرہ کتب حکمیہ پڑہاتاتہا۔ خوش تقریر وخوش بیان تہا۔ سامعین وطالبین تقریر سے نہایت ہی خوش ہوتے تہے۔ کبہی کبہی برہان نظام شاہ بحری درسگاہ مین آتاتہا۔ شاہ طاہر کی تقریر سے محظوظ ہوتاتہا۔ شاہ طاہر کی بدولت دکن مین علوم وفنون کا دائرہ وسیع ہوگیا۔ اکثر طلبہ اس چشمۂ فیض سے مستفید ہوئے۔ شاہ طاہر کی نگرانی تک مدرسہ ترقی پذیر رہا۔ بعد مین مدرسہ کی حالت سابقہ باقی نہین رہی۔ اس مدرسہ وبورڈنگ ہوس کی تعمیر ۹۲۹ سنہ ہجری مین ہوی۔ اُسکی عمارت کا طول تقریبًا شرقًا وغربًا ۸۰ گز شمالًا وجنوبًا ۶۰ گز ارتفاع ۱۰۰ گز سے زائد اور اُسکے احاطہ مین طلبہ کی بود وباش کے لئے ستر یا اسی حجرے لداو کے بنے ہوئے ہین۔ درمیان مین ایک حوض زندہ دہ دردہ موجود ہے۔ فی الحال مدرسہ کوٹلہ کے نام سے مشہور ہے۔ اُسمین ماہ محرم مین بارہ امام کے علم قائم کئے جاتے ہین۔ اور حجرون مین غربا ومساکین رہتے ہین۔ اون سے کسیقدر کرایہ لیا جاتا ہے۔ عاشورہ کے ایام مین روشنی ہوتی ہے۔ عوام الناس کا ہجوم رہتا ہے۔ اسی مدرسہ کے متعلق بیرونی حصہ کے ایک جانب مین درس گاہ دومنزلہ پختہ عمارت تہی۔ اب شکستہ وریختہ ہوگئی۔ اور دوسرے جانب مین باورچیخانہ وشاگرد پیشہ کے مکانات وحجرے تہے وہ بہی شکستہ وافتادہ ہوگئے۔ کہنڈر ویرانہ دکہلائی دیتے ہین۔ اور زبان حال سے کہہ رہے ہین۔ ؎

آثار پدیدست صنادید دکن را ــــ از نقش ونگار درو دیوار شکستہ

فہرست اسمائے مدرسین مدرسہ احمد نگر

ملا شاہ طاہر۔ ملا شاہ حسن انجو۔ ملا شاہ جعفر برادر شاہ طاہر۔ ملا علی گل استر آبادی ملا رستم جرجانی۔ ملا علی مازندرانی۔ ملا ایوب ابوالبشر کنیت۔ ملا عزیز اللہ گیلانی ملا محمد امامی استر آبادی۔ سید محمد مدنی نقیب زادہ مدینہ۔ آپ کو برہان شاہ کی دامادی سے شرف حاصل ہوا۔

مدرسہ بیجاپور

افضل خان وزیر کی تحریک سے ۹۷۴ہجری میں علی عادل شاہ نے ایک مدرسہ عالیشان بنایا اور شیراز سے جامع الفضل والکمال ملا فتح اللہ شیرازی المتوفی ۹۹۶ہجری کو درس تدریس کی غرض سے بلایا۔ اور بادشاہی خزانہ سے ملا کے لئے راہ خرچ چالیس ہزار ہون بھیجے گئے تھے جب ملا بیجاپور میں پہنچا۔ بادشاہ نے استقبال کیلئے وزرا و امرا کو بھیجا اور ملا سے دربار میں نہایت ادب سے ملا۔ اور ملا کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا۔ اول ہی روز خلعت و انعام و مزد قدم و نشست سرا یکہزار ہون و اسپ مع لجام و زین زرین عنایت کیا۔ اور مصاحبت کے زمرہ میں شریک فرمایا۔ اور طلبہ کی درس و تدریس بھی ملا کے تفویض ہوئی۔ منتہی طلبہ میں افضل خان شیرازی وزیر۔ و کشور خان و ملا شما۔ و رفیع الدین شیرازی وغیرہ تھے ملا دو تین سال تک بیجاپور میں عظمت و شان سے رہا۔ پھر وہاں سے قطب الملک کے پاس آیا۔ چند روز بسر کرکے اکبر بادشاہ کے پاس گیا۔ اکبر نے ملا کی بہت تعظیم و تکریم کی فوراً منصب سہ ہزاری سے سرفراز فرمایا۔ اور نقد روپیہ اسباب و سامان کے لئے مرحمت کیا

علامۂ ابوالفضل و فیضی و حکیم ہمام وغیرہ درباری امرا کا ہم خیال تہا۔ باہم شیر و شکر کی طرح رہا فلاسفانہ مذہب رکہتا تہا۔ جامع معقول و منقول تہا۔ صدارت کی خدمت پر مقرر ہوا۔ پہر حسب الحکم عضدالدولہ خطاب پاکے مرتضیٰ نظام الملک کے ساتہہ دکن مین آیا یہان کامیاب ہوکے آگرہ گیا۔ بادشاہی حضور مین رہا۔ افاغنہ کے مہم اور کشمیر کے سفر مین مقام حسن ابدال مین فوت ہوا کوہ سلیمان کی چوٹی پر دفن کیا گیا۔ بیجاپور مین ملا جب تک رہا طلبہ کی تعلیم و تربیت مین مصروف رہا۔ بیجاپور کے مدرسہ مین سو سے زائد طلبہ تہے۔ تمام طلبہ بودرمن تہے طلبہ کو خوراک و پوشاک سرکار سے ملتی تہی۔ اور دیگر اخراجات متعلقۂ مدرسہ بہی سرکاری خزانہ سے دئے جاتے تہے۔ یہہ مدرسہ چند ہی مدت مین برخاست ہوگیا۔

مدرسۂ حیات نگر

سلطان عبداللہ قطب شاہ کی والدہ حیات النساء عرف حیات بخش نے ابراہیم پٹن کے قریب ایک گانون اپنے نام پر آباد کیا اور اُسکا نام حیات نگر رکہا اور اُسمین ایک چہوٹا سا قلعہ و باغچہ اور اپنی بود و باش کیلئے محلات بنائے۔ اور ایک مسجد عالیشان تعمیر کرائی۔ مسجد کے احاطہ مین طلبہ و اساتذہ و ملازمین کیلئے کشادہ حجرے بنوائے۔ قطب شاہ نے والدہ کے فرمانے سے طلبہ و اساتذہ و امام و موذن و ملازمین کے لئے صیغۂ اوقاف سے وظائف و مشاہرات مقرر کردئے۔ تاریخ نظامی کے مولف نے لکہا کہ مدرسہ کا ماہانہ خرچ دو سو ہون تہا۔ یہہ مدرسہ ملا ابن خاتون میر جملہ کی نگرانی مین تہا۔ مدرسہ مین طلبہ اکثر غربا زادے تہے۔ میر جملہ ہفتہ عشرہ کے بعد بطریق سیر و تفریح وہان جاتا تہا۔ اور طلبہ کی تعلیم کی بابت۔ مدرسین کو ہدایت و تاکید کرتا تہا۔ مدرسہ تانا شاہ کے زمانہ تک جاری رہا

ازنظامی ۱۲

جب عالمگیر نے تاناشاہ کو قید کر کے دولت آباد بھیجدیا۔ اس ہنگامہ رستخیز مین یہہ مدرسہ موقوف ہوگیا

مدرسۂ گولکنڈہ

ملا ابن خاتون میر جملہ نے عبداللہ قطب شاہ کے حکم سے بیرون قلعہ لنگر فیض و باغ عالم آرا کے قریب ایک مدرسہ قائم کیا تہا۔ اس مدرسہ کی عمارت پختہ و مضبوط تہی۔ اور مدرسہ کے احاطہ مین طلبہ کے سکونت کیلئے متعدد حجرے بنائے گئے تہے۔ اس مدرسہ کیلئے ایک ہزار ماہوار کی آمدنی ہون کی جاگیر وقف کر دیگئی تہی۔ جاگیر کا محاصل مدرسہ کے ضروریات مین صرف کیا جاتا تہا یہہ مدرسہ بہی ابوالحسن تاناشاہ کے زمانہ تک رہا بعد مین موقوف ہوگیا۔

مدرسۂ بیدر

چونکہ خواجہ محمود گاوان وزیر بہمنیہ درویش مشرب صوفی مذہب تہا۔ قوم کے ساتہہ ہمدردی کرنا اُسکا خمیر تہا۔ اُسکی طبیعت مین قدرتی جوش تہا۔ کہ بنی نوع آدم کے ساتہہ حسن سلوک کرے دکن مین زمانہ دراز تک سلاطین بہمنیہ کی خدمت کرتا رہا۔ ابتدائے ملازمت سے انتہا تک نیک نام رہا۔ اُس نے مالی و ملکی انتظامات کو ایسی خوبی سے انجام دیا۔ کہ ملک کی آبادی بڑہ گئی۔ زمین و زراعت کی حالت درست ہوگئی۔ زمیندار مالامال ہوگئے۔ اور سرکاری آمدنی مین افزائش بہ نسبت سابق زائد ہوگئی۔ رعایا کے آسائش و آرام کے سامان مہیا کر دئے۔ رعایا خوشحال و فارغبال تہی۔ آخر عمر مین خیرخواہانہ اُسکے دل مین یہہ خیال پیدا ہوا۔ کہ دکن کو دارالعلوم والفنون بنانا چاہئے۔ تاکہ دکن وغیر دکن علوم و فنون کے چشمہ سے محروم نہ رہین بنائے علیہ سنہ ہجری مین ایک عالیشان مدرسہ کی بنا رکہی۔ کئی سال مین اُسکی عمارت

از تاریخ نظامی ۱۲

انتہا کو پہنچی - عمارت پختہ وسنگین ہے - اُسکا طول شرقاً وغرباً ۷۵ گز اور عرض شمالاً وجنوباً ۵۵ گز ہے - مدرسہ کے سامنے دو مینار بلند تہے - اُنمین سے فی الحال ایک موجود ہے - ۱۰۰ فیٹ بلند ہے اُسپر کلام اللہ کی آیتین سبز و زرد زمین مین سفید حرفون مین لکہی ہوی ہین - صحن مدرسہ مین ایک مسجد پختہ تہی - اُسکے احاطہ مین چارون طرف طلبہ و علما کے لئے حجرے بنے ہوے ہین - طلبہ و علما اُنمین رہتے تہے طلبہ کو خوراک و پوشاک وقف سے ملتی تہی - تحفہ الملوک مین مولانا رفیع الدین شیرازی نے مدرسہ و مسجد کی بابت لکہا کہ مدرسہ و مسجد کی عمارت ایسی پختہ و مستحکم ہے کہ زمانہ کے امتداد سے اُسپر کچہہ اثر نہین ہوگا - شیرازی کا قول مبالغہ آمیز ہے اس لئے کہ بقا بجز ذات خدا کسی چیز کو نہین ہے - چنانچہ ۱۰۰۷ھ ہجری ۱۱ تاریخ رمضان مین رات کو بجلی گری - مدرسہ کا ایک حصہ اور بیرونی و اندرونی مکانات مع مسجد و ایک مینار شکستہ و منہدم ہوگئے - مدرسہ کا باقی حصہ و ایک مینار محفوظ رہا - ابتک موجود ہے - جسوقت بجلی گری مسجد مین تراویح کی نماز ہورہی تہی - بجلی کے صدمہ سے مولوی سید حسین امام و چند مقتدیان مسجد شہید ہوے - مدرسہ کے اندرونی دیوارون پر نقوش چینی مین خط جلی سے نیلی زمین پر سفید حرفون مین کلام اللہ کی آیتین لکہی ہوی ہین - مدرسہ کے قریب ایک چوک بہی تہا ابتک موجود ہے - مدرسہ ۸۷۶ھ ہجری مین تیار کیا گیا - اُسکی بنا کی تاریخ سامعی نے آیۃ کریمہ سے اسطرح کہی

قطعہ

این مدرسۂ رفیع و محمود بنا ۔۔۔ چون کعبہ شدہ است قبلۂ اہل صفا
آثار قبول بین کہ شد تاریخش ۔۔۔ از آیت ربنا تقبل منا

از قادر خان تاریخ بیدر ۱۲

مدرسہ مین عرب و عجم کے اساتذہ لائق مقرر تہے۔ کتب متداولہ عربی و فارسی کی پوری تعلیم ہوتی تہی
مدرسہ سے اکثر طلبہ فارغ التحصیل نکلے ہین۔ مثلاً کشور خان غلام خواجہ وغیرہ امرزادے محمود شاہی کے
مولف نے لکھا کہ خواجہ نے مولانا عبدالرحمن جامی و مولانا محمد جلال الدین دوانی کو مدرسہ کی تدریس و
تعلیم کیلئے بلایا تہا۔ لیکن دونون بزرگان دین پیری و ضعیفی کیوجہ سے نہین آئے۔ مولانا جامی نے خواجہ کے خط کے
جواب مین ایک قصیدہ بہیجا۔ اُسکے اشعار سے یہان صرف دو شعر پر اکتفا کرتا ہون۔ اسلئے کہ مین نے
محبوب الجمن تذکرہ امرو وزراے دکن مین خواجہ کے حال مین مولانا کا پورا قصیدہ لکہا ہے۔ مولانا جلال الدین
دوانی نے بہی پیری و ضعیفی کا عذر لکہا اور ضیا کل النور کے شرح کا عنوان خواجہ کے نام سے معنون کرکے خواجہ کے
پاس بہیجدیا۔ خواجہ کتاب کے دیکہنے سے بہت ہی خوش ہوا۔ مولانا جامی و دوانی کیلئے تحائف و زر نقد ارسال کیا

من اشعار جامی

نیست در شہر شما از بہر منع زایران … شہر بیدر راچیان در بست بر رویم قضا
از گران جانی نیارم سوئیت آمد ورنہ ہست … جذب شوق از پیش روئے دفع اضدادا از قفا

گزشتہ تعلیم و دیگر رسائل مین جناب شمس العلما مولینا شبلی نعمانی نے ہند پر الزام لگایا کہ ہند مین کہین ایسا
مدرسہ قائم نہین ہوا جسمین طلبہ کے بود و باش کیلئے مکانات ہون۔ الخ جناب مولانا محمد عزیز مرزا صاحب معتمد
عدالت و کوتوالی و امور عامہ نے اس الزام کو صرف خواجہ محمود گاوان کے مدرسۂ بیدر کو تمثیلاً پیش کرکے باطل کیا
اور دکن کے دیگر مدارس کو تمثیل مین شامل نہین فرمایا شاید طوالت کیوجہ سے قلم انداز کیا ہو گا۔ یا بطلان الزام
کیلئے ایک ہی تمثیل پر اکتفا کیا۔ اور اپنے بادپائے قلم کو مدرسۂ بیدر کی حد سے آگے بڑہنے نہین دیا۔ نہین تو
مولینا دکن کے تمام مدارس قدیمہ کو تمثیل مین پیش کردیتے۔ ہمارے مولینا کی معلومات کا دائرہ بہت وسیع ہے

از سیرۃ محمودیہ ۱۲

ان مدارس کے علاوہ اور بھی دکن مین مدارس تھے مین طوالت کیوجہ سے مذکورۂ الصدر پر اکتفا کرتا ہون۔ محبوب نو و کہن تذکرۂ آثار دکن مین ہر ایک کا ذکر مفصل آئیگا۔

تعلیم خانہ یعنے ورزش خانۂ سپاہگری کا ذکر

دکن مین[1] اگرچہ اسلام کی آمد سے پہلے اہل اصنام تیر اندازی و شمشیر بازی وغیرہ فنون سپاہگری مین ورزش کرتے تھے۔ اور اقوام بھیل و کولی و گونڈوار کاٹی و کنہڑے و تلنگے وغیرہ فنون مین چست و چالاک ہوتے تھے۔ لیکن سلاطین اسلام نے بمقتضائے حال فنون مذکورۂ و فن بنوٹ جو دکہنیون کی ایجاد ہے۔ یعنے اچھلنا۔ کودنا۔ مخالف سے مقابلہ کرنا۔ اور خود کو دشمن کی ضرب سے بچانا وغیرہا کی تعلیم مین بڑا اہتمام کیا۔ سپاہ و معززین امرا کو تاکید کی کہ بچون کو سپاہگری کے فنون سے خالی نرکھین۔ یہ تعلیم علمی طریقہ سے ہوتی تھی۔ روزانہ مشق و ورزش کرائی جاتی تھی سپاہگری کے مقابلہ مین علوم عقلیہ و نقلیہ کی تعلیم بہت ہی کم تھی۔ صرف قضاۃ و مشائخ و ائمہ دین وغیرہم کی اولاد پر محدود رہتی تھی۔ اور فنون سپاہگری کی تعلیم عام تھی اسمین امرا و فقرا شریک ہوتے تھے یہی وجہ تھی کہ دکن کا کوئی شہر و گانون تعلیم خانہ یعنی ورزش خانہ سے خالی نہین ہوتا تھا تعلیم خانہ[2] مین اکثر چار بجے سے شام تک پیران تجربہ کار و جوانان ہوشیار و طفلان ہونہار کا مجمع کثیر ہوتا تھا سپاہگری کے فنون کی ورزش و آزمائش ہوتی تھی۔ شمشیر بازی و بنوٹ کے قواعد سکہلائے جاتے تھے مجمع مین ہندو مسلمان باہم شریک ہتے تھے۔ ابتدا مین سلاطین اسلام نے اس تعلیم کی تاکید اور اسباب کی کوشش کی تھی کہ سپاہگری کی تعلیم کا عام رواج ہو۔ انکی سچی ہمدردی و نیت کا

[1] از نظامی ۱۲
[2] از رسالہ بنوٹ

یہ نتیجہ ہوا کہ دکّن مین اس تعلیم کا عام رواج ہوگیا - ہر ایک اس تعلیم کا شائق بنگیا - قوم کے افراد
خود ہی اسکا اہتمام کرتے تہے - پادشاہ و وزیر کی اعانت کے محتاج نہین ہوتے تہے - ہر فرد بشر
اس تعلیم کو اپنی صحت و حفظ نفس کے لئے واجب و لازم جانتا تہا - اس تعلیم خانہ کا تعلیم یافتہ چیت و چالاک
و تجربہ کار بے باک ہوتا تہا - اس تعلیم کی بدولت تمام رعایا - سپاہ بن جاتی تہی - اور ضرورت کیوقت
کل رعایا فوج کا کام دیسکتی تہی - ہر ایک تعلیم یافتہ سبقت کے میدان مین خوب جولانی کرسکتا تہا
میدان کارزار مین پیش قدمی سے باز نہین ہٹتا تہا - فی زمانہ[1] ناورزش خانے خراب دیکہانے
آباد ہین - اُس زمانہ کے لہو لعب حکمت سے خالی نہین تہے - صاحبان عقل و فرہنگ اس
قسم کے کہیل کود کو لغو نہین جانتے ہین ہان مرغ بازی و بلبل بازی و تاش گنجفہ وغیرہا کو لغو
جانتے ہین - جوانان ہونہار کو اس قسم کی بازیون سے دور رہنا چاہئے - ہان گوئے و چوگان
سواری و پولو - شکار و نشانہ بازی و فٹ بال و ٹینس وغیرہا جسمانی صحت کیلئے مفید ہین -
[2] تاریخ فرشتہ مین لکہا ہے کہ جب احمد شاہ ولی البہمنی کرناٹک کے حملات مین ایکروز شکار کے لئے
گیا - شکار کے تعاقب مین سوار و پیادہ سے جدا ہوگیا - اُسوقت صرف چند مصاحبین
اور گنتی کے سوار و پیادے ہمرکاب تہے - مخالفین جو گہات مین گہاٹ کے درّون مین
پڑے ہوے تہے - موقع دیکہہ کے حملہ آور ہوے - چو طرف سے گہیر لئے سخت مشکل کا سامنا
تہا - بظاہر خیر نہین معلوم ہوتی تہی - ایسی حالت مین عبد القادر خان طرف دار برار
فی الفور تین ہزار خاصہ خیل شاہی لیکر پہنچ گیا - فیمابین سخت مقابلہ ہوا - طرفین سے
تیرون کی بارش ہو رہی تہی جوانان تیر انداز نے مخالف کی جماعت کو درہم برہم کردیا - اکثر کو

[1] قول مولفہ ۱۲ [2] از فرشتہ ۱۲

معرکہ مین گرایا۔ آخر بہمنی کو گرداب بلا سے ساحل نجات پر لائے۔ بہمنی بہت ہی خوش ہوا ہر ایک کو خلعت و منصب مناسب سے سرفراز فرمایا۔ اور حکم دیا کہ تیر اندازان کامل کو شاہزادونکی تعلیم کے لئے مقرر کرو۔ اور امرا کو تاکید کی تیراندازی کا تعلیم خانہ قائم کرین۔ امراو سپاہ اس فن مین مہارت حاصل کئے جائین اور اپنی اولاد کو بھی تیراندازی سکھلائین حسب الحکم والتاکید۔ تعلیم خانے قائم ہوئے۔ تیراندازی و شمشیر بازی کا عام رواج ہوا۔ تہوڑی ہی مدت کے بعد بہمنیہ سپاہ تیراندازی و شمشیر بازی کے میدان مین معاصرین پر سبقت کرنے لگے۔ اوسوقت سے سپاہ و پیادہ علاوہ اسلحہ حرب تیر و کمان بھی رکھتے تھے۔

جاگیر و انعام کی تحقیق

مولف بہار عجم نے لکھا کہ لفظ جاگیر مصدر جاگرفتن بمعنی قائم مقام کردن سے مشتق ہے قائم مقام کردن سے نائب کردن مراد ہے۔ جاگیر مرکب ہے جا اور گیر سے یہان ترکیبی حالتمین گیر بمعنی گرفتہ ہے۔ جیسا دل پذیر۔ پذیرفتۂ دل و دل پسند۔ پسندیدۂ دل۔ اور لفظ دار لاحق کرنے سے جاگیر دار ہوا یعنی محافظ جاگیر۔

جاگیر کا اصطلاحی معنی

عرف و اصطلاح مین جاگیر۔ زمین کے اُس حصہ اور گانون و شہر و قصبہ کو کہتے ہین۔ کہ بادشاہ امرائے سلطنت و معززین دولت و مشائخ کرام و علمائے واجب الاحترام وغیرہم کو اعزازاً و اکراماً عطا کرے۔ معطی لہ یعنی جسکو جاگیر دیجاتی ہے اُسکو جاگیر دار کہتے ہین یعنی محافظ جاگیر۔ جاگیر دار جاگیر مین مالکانہ تصرف و قبضہ رکھتا ہے۔ گویا بادشاہ نے

اُنکوا جازت دی کہ جاگیرات مین شاہانہ حکومت کرین۔ اور رعایا کے ساتھہ پادشاہ کیطرح عدالت وسیاست وداد خواہ کی دادرسی مین حسن سلوک فرمائین۔ جاگیردار بلحاظ معنی مثل وزیر نائب پادشاہ ہے۔ وزیر وجاگیردار سلطنت کے دوبازو ہین۔ اور عمارت سلطنت وپادشاہت کے تھم۔

جاگیر کی ایجاد

تاریخ چنگیزیہ وتاریخ رشیدی کے مولفین نے لکہا ہے کہ جاگیر کے موجد سلاطین مغول وتاتاریہ وچنگیزیہ ہین چنانچہ تیول وسیورغال والتمغا ترکی الفاظ بمعنی جاگیر ہین۔ اولاً چنگیزخان کے جد چہارم تومنہ خان نے ممالک مفتوحہ اپنی اولاد کو بطور جاگیر التمغا عطا کیا۔ کہ ہرایک کی اولاد پر نسلاً بعد نسلٍ باقی رہے۔ اور باہم بہائیون مین فتنہ وفساد برپا ہونے پائے اور امراو سپہ سالارون کو بہی سیورغال والتمغا دیا۔

جاگیر کے ایجاد کی غرض

جاگیر التمغا وسیورغال کے ایجاد کرنے سے یہ غرض تہی کہ باہم شاہزادون مین اتفاق رہے۔ ایک دوسیرکی مساعدت واعانت کرے۔ اور امرا کی شان وعظمت بڑہے اور مالک کی خیرخواہی وجان نثاری پر فریفتہ ہون اور ضرورت کیوقت معرکہ مین دلیری وبہادری کی دادین۔ اور جنگ آوری کے میدان مین جوانمردی ودلاوری سے ایک دقیقہ فروگذاشت نکرین۔ اور شکرگزاری ووفاداری کے دائرہ سے قدم باہر نرکہین۔ واقع مین اس عطیہ کے موجد سلاطین چنگیزیہ وتاتاریہ مین امیرتیمور موجد نہین بلکہ مقلد ہے۔ بہرحال سلاطین چنگیزیہ

وامیر تیمور گورکان کی ایجاد بمقتضائے حال تحسین و آفرین کے لائق ہے۔ سلطنت کے انتظام واستحکام کے لئے اس قسم کی باتون کا ایجاد کرنا واجب و لازم تہا۔ اسی طرح خطابات و صلات بہی ترغیباً دئے جاتے تہے۔ چنانچہ سلطان محمود غزنوی نے امرا کی دل افزائی کے لئے ملک کا خطاب ایجاد کیا۔ ہر ایک امیر اعظم کے نام کا عنوان ملک کے لفظ سے معنون کیا۔ امرا محمود کے اس ایجاد سے بہت ہی خوش ہوئے۔ اور بادشاہ کے سچے خیرخواہ و جان نثار بنے۔ معرکون اور مہمات اعظم مین دلیری و جرأت سے سبقت کرتے تہے۔ جانبازی و جان نثاری کو فخر جانتے تہے۔ انہین جان نثارون کی بدولت محمود نے ہندوسند غور و غزنین مین کامیابی حاصل کی فاتح ہند مشہور ہوا۔ تواریخ کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سلاطین متقدمین نے جو روئے زمین پر گذرے ہین۔ ہر ایک عہد مین مقتضائے حال کے موافق انتظام سلطنت و ارکان دولت و رعایائے ملک و ملت کی تالیف قلوب کے لئے اس قسم کے خطابات و عطایات ایجاد کئے تہے۔ چنانچہ متقدمین کی ایجاد کا سلسلہ ابہی تک جاری ہے ہان کمی بیشی ہوئی ہے۔ دیکہو ہمارے سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ عطیات و خطابات وغیرہا مین سلاطین تیموریہ کے مقلد ہین امتداد زمان و تیموریہ سلطنت کے منقرض ہونے سے اگرچہ پورے پورے قواعین تیموریہ و دستانیر مغلیہ باقی نہین رہے۔ لیکن باوجود انقراض و امتداد اب بہی داد و دہش و معافی و بخشش و دربار و رفتار و گفتار وغیرہا۔ مین تیموریہ سلاطین کی شان نظر آجاتی ہے ہمارے اعلیحضرت بندگانعالی خلد اللہ ملکہ کی ذات بابرکات مین اکثر عادات پسندیدہ و صفات محمودۂ بزرگان سلف و خلف عزیزان عالم قدس سرہ و شاہان تیموریہ کی

۱ از فرشتہ ۱۲

دکھلائی دیتی ہین نے آپکے حالات محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن کے پانچوین حصہ مین
شرح وبسط کیساتہہ لکھے ہین۔ عنقریب مطبوع ہوگا۔ ہر ایک طالب و شائق کے مطالعہ مین گذریگا
سلاطین چنگیزیہ و تیموریہ امرائے جاگیردار کو خواہ کبیر ہو خواہ صغیر اپنا نائب سمجھتے تھے۔ امیر
جاگیردار وزیر دونون کو اپنی دونو آنکھون کیطرح جانتے تھے۔ اس تالیف قلوب کی وجہ سے
امیر تیمور گورگانیہ کے امرا جان نثار معرکہ سے منہ پھیرنا عار و ننگ سمجھتے تھے۔ بزدلانہ زندگی سے
مرنا پسند کرتے تھے۔ جی توڑ کے لڑتے تھے۔ میدان معرکہ مین سرخرو ہوتے تھے۔ امیر تیمور
گورگان جان نثارون کی مدد و اعانت سے بڑے بڑے سلاطین پر کامیاب ہوا۔

جاگیر کے لفظ کی ایجاد

مورخین لفظ جاگیر کے ایجاد مین مختلف الاقوال ہین۔ بعض کا قول یہ ہے کہ جاگیر کا لفظ
سلاطین غزنویہ و غوریہ و تغلقیہ و بہمنیہ کے عہد سے ہند مین رائج ہوا ہے۔ اور بعض یہہ کہتے ہین
کہ تیمور نے بجائے التمغا و سیورغال و تیول لفظ جاگیر ایجاد کیا۔ جب ہند مین
تیموریہ سلطنت قائم ہوئی۔ تب سے ہند مین لفظ جاگیر نے خوب رواج پایا۔ سلطنت تیموریہ کے
ساتہہ ترقی کرتا رہا۔ سلاطین تیموریہ نے ہند مین اہل اسلام و اہل اصنام امرا و فقرا مشائخ و براہمہ
وغیرہم کو جاگیرات بیشمار عطا کین۔ اور جو جاگیردار تغلقیہ و بہمنیہ کے زمانہ کے تھے انکو بھی علاوہ
جاگیر سابق تجدیداً جاگیرات دین۔ اور ان سے سلاطین سلف کے فرامین و اسناد لیکے
از سرنو فرامین و اسناد تیموریہ دئے۔ اور سلف کے فرامین کسی کے پاس باقی نہین چھوڑے
یہی وجہ ہے کہ سلاطین سلف یعنی تغلقیہ و بہمنیہ کے فرامین و اسناد نادر الوجود ہین لیکن

تواریخ سے پتا ملتا ہے۔ مثلاً فرشتہ نے لکھا ہے کہ علاء الدین خلجی نے ظفرخان کو ملتان وپنجاب و سمانہ جاگیرتن دیا تھا۔ اور سلطان محمد تغلق شاہ نے حسن گنگوے بہمنی کو دکن میں ہگری و رائے باغ و کلہر وغیرہا مواضع جاگیرتن عطا کیا تھا۔ اور بہمنیہ کے فرامین جاگیرات دکن میں ابتک بعض مشائخ کے پاس موجود ہیں احمد شا بہمنی کا فرمان جاگیر حضرت محمد الحسینی بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ کے ورثہ کے پاس موجود ہے۔

جاگیر کے اقسام اور ہر ایک کی تعریف

جاگیرتن[۱]۔ جاگیر بشرط خدمت[۲]۔ جاگیر ذات[۳]۔ جاگیر مدد معاش[۴]۔ جاگیر التمغا[۵]۔ جاگیر وقف[۶]

- جاگیرتن[۱]۔ یعنی جاگیر تنخواہ۔ ضیاء برنی نے لکھا کہ تنخواہ مرکب ہے تن مخفف تنگہ۔ وخواہ امر بمعنی خواستہ سے خواستہ مساوی مطلوبہ ہے۔ یعنی تنگۂ مطلوبہ اس بناپر تنخواہ کو محاورہ میں طلب بمعنی مطلوبہ کہتے ہیں۔ بعض کا قول کہ تنخواہ مرکب ہے تن بمعنی جسم وخواہ سے یعنی محافظ جسم الخ اعتبار کے لائق نہیں۔ ترکیب لفظ سے یہ معنی حاصل نہیں ہوتا

جاگیرتن کے اصطلاحی معنی

جاگیرتن اُس زمین کے حصہ اور گانون وبلدہ کا نام ہے کہ بادشاہ امیر یا وزیر وسپہ سالار وغیرہم کو اس غرض سے عطا کرے کہ اُسکی آمدنی فوج وسپاہ کی تنخواہ میں دیجائے۔ اور جو کچھہ خرچ آمدنی کے وصول کرنیمیں ہو اُسمیں سے منہا کرکے جسقدر باقی رہے۔ بادشاہی خزانہ میں داخل کیا جائے۔ اُسکا حکم یہ ہے کہ جاگیرتن اُسوقت تک جاگیردار کے

تصرف مین رہسکتی ہے۔ جب تک فوج و سپاہ اوسکے تحت مین رہے۔ چنگیزیہ و تیموریہ سلاطین
کے عہد مین یہ قاعدہ جاری تہا کہ بادشاہ جب چاہے۔ جاگیرین منتقل کرکے دوسرے کسی
معزز امیر کے حوالہ کرے۔ اور فوج و سپاہ بہی اُس دوسرے کے تفویض کیجائے۔ بہہ جاگیر موروثی
نہین ہوتی۔ ہان بادشاہ کو اختیار حاصل ہے۔ کہ کریمانہ و رحیمانہ متوفی کے وارثون پر
مقرر کرے۔ یا نکرے۔

سلاطین چنگیزیہ و تغلقیہ و بہمنیہ و طوائف الملوک و تیموریہ کے عہد مین جاگیرات ین پر منتقل کرنیکا
عمل برابر ہوتا رہا۔ دیکہو ملک ہزبر الدین المخاطب بہ ظفرخان سپہ سالار کو علاء الدین خلجی نے
پنجاب ملتان و سمانہ وغیرہا جاگیرین دیا تہا۔ جب ملک موصوف مغلون کے مقابلہ مین
مقتول ہوگیا۔ تب علاء الدین خلجی نے اُسکی جگہ ملک غازی تغلق کو مقرر کیا۔ اور ملتان
و سمانہ وغیرہا اُسکو بصیغہ جاگیرین دیا۔ ظفرخان کے وارثون پر نہین منتقل کیا۔ اگر جاگیرین
موروثی ہوتی تو ضرور وارثون کو ملتی۔ اسی طرح بہمنیہ کے عہد مین بہی عمل درآمد ہوا ہے
حسن گنگوئے بہمنی نے صفدرخان سیستانی صوبہ برار کو پائین گہاٹ کا ایک حصہ یعنی
تعلقہ ہنٹہ پہور جسکو ملک عنبر نے ویران کرکے ازسرنو آباد کیا اور اُسکا نام ملکہ پور کہا
ابتک اُس کے نام سے مشہور ہے"۔ جاگیرین عطا کیا تہا۔ اُس تعلقہ کی زمین دو حصون
پر منقسم تہی۔ ایک کا نام بالا۔ جسکو اہل برار اُپراس دوسرا پائین جسکو نیچواس کہتے ہین
تعلقہ مین صفدرخان کے طرف سے دو نائب ایک بایزید خان سیستانی دوم کلیم اللہ
تا زندرانی مقرر تہے۔ جس حصہ پر بایزید خان مقرر تہا اس حصہ کا نام بایزید خیل مشہور ہوا

[1] از فرشتہ ۱۲ [2] از ملحقات دنظامی ۱۲

عوام مین کثرت استعمال سے بازی کہیل ہوگیا۔ ابتک اس نام سے مشہور ہے۔ اور جس حصہ پر کلیم اسد خان تہا۔ اسکا نام کلیم اللہ خیل تہا وہ بہی متغیر ہو کے کلیم کہیسل ہو گیا ابہی تک زبان زد عوام ہے۔ صفدر خان کے انتقال کے بعد وہ جاگیر منتقل کی گئی۔
اسی طرح تیموریہ کے زمانہ مین بہی عمل درآمد ہوا ہے۔ تعلقہ آکولہ برار عالمگیری عہد مین اسد خان وزیر کو جاگیر مین ملا تہا۔ پہر وزیر سے منتقل ہو کے خالصہ مین شامل ہوگیا۔ آکولہ کا قلعہ وزیر مذکور کا بنایا ہوا ہے۔ اسی طرح[2] طوائف الملوکیہ بہی جاگیرون کی بابت عمل کرتے رہے ہے۔ ابراہیم عادلشاہ نے اپنے وزیر اسد خان لاری کو بلگوان وغیرہ جاگیر مین دیا تہا۔ اور چند ہاتی وگہوڑے وغیرہ اسباب شاہی عطا کئے تہے۔ جب اسد خان فوت ہوا۔ اسوقت جاگیر واسباب شاہی قرق کیا گیا۔

جاگیر بشرط خدمت

جاگیر بشرط[2] خدمت۔ وہ ہے کہ بادشاہ صاحبان علم وفضل اور کسی عہدہ دار کو خدمت کے معاوضہ مین تا وجود خدمت جاگیر عطا کرے۔ یہ جاگیر خدمت کے ساتہہ لازم ہے جبتک خدمت رہیگی تب تک جاگیر بحال وبرقرار۔ خدمت کے فوت ہوتے ہی جاگیر موقوف ہو گی اذا فات الشرط فات المشروط دوامی وموروثی نہین ہوتی ہے۔ مثلاً جاگیر بشرط خدمت قضاۃ ومحتسبین ومفتیین کو دیجاتی ہے۔ قاضی ومحتسب ومفتی جب تک قضا واحتساب وافتا کی خدمت ادا کرتے تہے۔ تب تک جاگیر پر قابض ومتصرف رہتے تہے اگر خدمت سے عاجز ہوتے تو معطل کئے جاتے تہے۔ اُن کے قائم مقام دوسرے ہوتے تہے

[1] از دستور العمل عالمگیر ۱۲ [2] از بساتین السلاطین ۱۲

اور جاگیر قائم مقام پر مستقل کیجاتی تہی - سلاطین بہمنیہ و تیموریہ کے زمانہ مین اسیطرح عمل درآمد رہا - اس جاگیر و جاگیردار کے بحال و برقرار رکہنے مین پادشاہ مختار ہوتا تہا - رکہے یا نہ رکہے

جاگیر ذات

جاگیر ذات[۳] - وہ جاگیر ہے کہ پادشاہ کسی امیر و وزیر وغیرہما کو عنایتہً و ترحماً خاص اوس کے ذاتی اخراجات کیلئے عطا کرے - یہ جاگیر بہمنیہ زمانہ مین معطی لہ کی زندگی تک اگر سند مطلقاً ہو تو رہتی ہے - اگر سند مین نسلاً بعد نسل ہو تو ورثہ کو میراثاً دیجاتی تہی - اگر معطی لہ باغی ہو جائے تو قرق کیجاتی تہی - چنانچہ اس عرف کے موافق ابراہیم عادل شاہ نے ملک سیف خان عین الملک یا زندرانی سے بلگاؤن جاگیر ذات بغاوت کیوجہ سے چہین لیا ہی - ایسا ہی بلگاؤن اسد خان لاری کو جاگیر ذات مین عطا کیا تہا - زندگی تک اوسکی ذات پر بحال رہا لاری کے مرتے ہی جاگیر ضبط کرلی تہی - تیموریہ سلاطین کے زمانہ مین بہی اسی طرح عمل درآمد رہا -

جاگیر مدد معاش

جاگیر مدد معاش[۴] - وہ ہے کہ پادشاہ وزیر و امیر وغیرہ کو علاوہ معاش جو اون کی گذر اوقات کیلئے کافی تہو بطور امداد مقرر کرے - یہ امداد ہنگامی الونس کیطرح ہوتی تہی جیسا کہ قحط سالی وغیرہ آفات آسمانی کے زمانہ مین امدادی اضافہ دیا جاتا ہے - یہ جاگیر مشروط کیطرح ہے ایک محدود زمانہ تک رہتی ہے - بعد مین موقوف کیجاتی ہے - زمانہ محدود عام ہے - اوس خاص زمانہ تک یا معطی لہ کی حین حیات تک ہو - تیموریہ کے زمانہ مین اس قسم کی

[۴] مآثر عالمگیری ۱۲

مدد معاش حین حیات تک رہتی تہین۔ معطی لہ کے مرنیکے بعد موقوف کیجاتی تہین۔ اگر
بادشاہ معطی لہ کے ورثہ پر بحال رکہنا تہا۔ تو تجدید سند دیکے بحال رکہتا تہا۔ معطی لہ مورث کی
سند ورثہ کیلئے وثیقہ نہین ہوتی تہی۔ یہی وجہ ہے کہ عالمگیر نے مدد معاش کی جاگیرین جو
شاہان سلف کی دی ہوی تہین اونکو منسوخ کرکے از سر نو ترحماً و عنایتہً مورث اعلی کے
ورثہ پر بحال رکہین۔ دکن کے مشائخ و آئمہ و قضاۃ کے نزدیک اس قسم کی اکثر سندین موجود ہین
عالمگیر کے بعد جو بادشاہ ہوے وہ بہی اسی طریقہ پر چلتے رہے۔ مگر بعض صوبے جو خود مختار بادشاہ
مانے گئے اُنہین بعض نے اُسی عالمگیری دستور کی پیروی کی۔ اور بعض نے مدد معاش کو التمغا
کیطرح موروثی کردیا۔ مثلاً سرکار عالی خلد اللہ ملکہ مین مدد معاش وغیرہ جاگیرین و انعامات
موروثی ہوگئے۔ مگر کوئی قانون موروثی کی بابت نہین دیکہا گیا۔ شاید حضرت آصفجاہ مرحوم
کے مرنیکے بعد حضرت نظام الملک اسد جنگ میر نظام علیخان بہادر نے جاگیرات کیطرف توجہ نکی
ہوگی۔ یا ترحماً جاگیرات کی پیروی نہین کی۔ نہ بازپرس و تحقیق کا بازار گرم کیا۔ یا مشائخ
و قضاۃ وغیرہ بزرگون کو ریاست کے دعاگو سمجہہ کے مرفوع القلم رکہا۔ حضرت مرحوم کے جانشینون
نے بہی حضرت کی پیروی کی اس سبب سے آجتک یعنی حضور سکندر صولت جمشید حشمت فلاطون
حکمت ارسطو فطنت قدر قدرت اعلیحضرت میر محبوب علیخان نظام الملک مظفر الممالک آصفجاہ
بہادر سادس کے زمانہ تک یہ دستور قائم ہین۔ تمام نمک خواران قدیم کو اس بات کا شکر ادا کرنا واجب
و لازم کہ بادشاہ غریب پرور داد گستر جان نثاران قدیم کو بدستور پرورش فرماتی ہین
اس قسم کی تخفیف کو رکیک و خفیف خیال کرتے ہین۔

جاگیر التمغا

جاگیر التمغا - یہ لفظ مرکب ہے ال و تمغا سے - ال ترکی مین لالہ کو کہتے ہین - اور تمغا بھی ترکی لفظ ہے - بمعنی مہر - و محصول کروڑ گیری - ترکیبی حالت مین اول معنی مقصود ہے اصل مین تمغائے ال سلطان تہا - بمعنی مہر دست سلطان مرکب اضافی تخفیف ہوکر مقلوب الاضافت ہوکے التمغا ہوا شعرا و اہل دفاتر متاخرین نے التمغا مقصورہ کو بالف ممدودہ یعنی آلتمغا استعمال کیا - منجملہ غلط العام سمجہنا چاہیئے - جیساکہ

مولانا صائب - نہ ہر تن لائق تشریف شاہی ست + شہادت آل تمغائے آلہی است

" .... روز محشر سرخرو چون لالہ بر خیزد زخاک + آل تمغائے شہادت ہرکہ دارد بر جبین

ظفر .. آل تمغا غم سے نسلاً بعد نسل لکہدیا + خون فشانی ہے یہ اشک دیدہ پر خون کی ارث

مولانا کاتبی بہر غزل عامل منصوب نصب نامیہ + آل تمغائیست از سلطان دربار گل

مولانا ہاتفی بہ پرداخت نقاش نقش حریر + شد از آل تمغاش زینت پذیر

بعض کا قول یہ ہے کہ آل ایک نباتات کی قسم سے ہے - جس سے سرخ رنگ برآمد ہوتا ہے اکثر رنگریز اُس کے رنگ سے کپڑے رنگتے ہین - مہر کا رنگ سرخ دیکہہ کے آل تمغا کے معنی سرخ مہر سمجہے ہین اور التمغا کے لغوی و اصطلاحی معنی پر غور نہین کیا - سلاطین سلف کے رواج و عرف کی پروا نہین کی نہ اسبات کی جستجو کی کہ سلف کے دفاتر مین التمغائی کی بابت کیا عمل درآمد تہا - نہ لغات و تواریخ سے مدد لی - اور بعض نے التمغائی جاگیرات کو نسلاً بعد نسل ہونیکی وجہ سے سمجہا کہ آل تمغا مرکب ہے آل بمعنی اولاد - و تمغا بمعنی مہر - یعنے جاگیر آل و اولاد کیلیئے ہی الخ

محض غلط معنی ہین۔ کلا اصل لہ لفظ و معنی ہین مناسبت نہین۔ ترکیب لفظ سے یہ معنی حاصل نہین ہوتا مہر کی سرخی اور شعرا کی درازی ملنے مدعیان کم مایہ کو تردد و شک مین مبتلا کیا۔ اور التمغا کے معنی مین غت ربود کرنے لگے۔ اسکے اصلی معنی سے کوسون دور رہے۔ اور اسقدر بہی نہین سمجہا کہ تمغا لفظ ترکی ہے۔ آل بمعنی نبات ہندی و آل تمغا بمعنی اولاد عزّی اور تمغا کے موجد مغول و تاتاریہ کیا ایجاد کیوقت ہند یا عرب سے مستعار لیا ہے۔ ہرگز نہین باوجود این کہ التمغا کے معنی خاص مہر پادشاہ اختیار کئے ہین۔ یہہ معنی مع الخصوصیت مجموع لفظ التمغا کے ہین۔ نہ صرف لفظ تمغا ہان تمغا مطلق مہر کے معنی مین مستعمل ہے جو راہ راست سے کجروی اختیار کئے ہین وہ کہتے ہین تمغا کے معنی مہر۔ اور آل سے مراد رنگ سرخ ہے التمغا کے معنی مہر سرخ۔ اگر مہر سیاہی سے کرین تو اُسوقت آل کا لفظ زائد ہو جائیگا۔

جامع التواریخ و تاریخ برگزیدہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اصطلاح دفتر و عرف مین جن فراین جاگیر و مناشیر و عہد نامجات پر التمغا یعنی مہر خاص دستی پادشاہ ہو۔ واجب الامضا و لازم الاذعان ہوتے ہین۔ اور بطنا بعد بطن مانے جاتے ہین۔ بلکہ تیموریہ وغیرہ سلاطین کے زمانہ مین اسناد کی عبارت مین لکہتے تہے کہ {ما ایشان را جاگیر التمغا دادیم} تیموریہ سلاطین نے التمغا کے مقابلہ مین طغریٰ ایجاد کیا۔ خاص فراین و اسناد جاگیرات کی پیشانی پر نقش کیا جاتا تہا اس طغرائی فرمان و سند کی وہی عظمت تہی جو چنگیزیہ کے نزدیک التمغا کی تہی۔

حضرات ناظرین با انصاف سے امید کرتا ہون کہ میری تحقیق کی داد دینگے۔ مین نے نہایت محنت و جانفشانی سے متفرق کتب سے ریزہ ریزہ جمع کئے۔ ناظرین اس طرحکی تحقیق کسی

کتاب کی ایک ہی فصل مین نہین پائینگے - تواریخ مین میری ہی یہہ پہلی تاریخ اس قسم کی مختلف تحقیقات کا ذخیرہ ہے - فی زمانناجن بزرگون نے جاگیر کی تحقیق مین قلم فرسائی کی ہے سلف و خلف کے خلاف عرفاً و نقلاً و عقلاً سلف کے کتب و دفاتر سے مطابق نہین کیا شاید مقتضائے حال خلاف کا باعث ہوگا - مین جو کچھہ عرض کرتا ہون - اوس سے مجکو کسی پر اعتراض مقصود نہین ہے - میری غرض واقعی امر کا اظہار کرنا ہے - کوئی مانے یا نمانے

جاگیر التمغائی کے دوامی ہونے کا ذکر

فرامین التمغائی کا دوامی بطناً بعد بطنٍ ہونا ایک ہی خاندان کے سلاطین کے نزدیک لازم و واجب ہے خاندان سلف یا سلطنت کے منقرض ہونیکے بعد جدید سلطنت کے نزدیک واجب ولازم نہین - اگر جدید سلطان قائم رکہے تو سلطان کا احسان خیال کیا جائیگا - اکثر سلاطین خلف نے سلف کے عطیات کو تالیفاً للقلوب بحال رکہا ہے - چنانچہ جامع التواریخ کے مولف نے لکہا ہے کہ چنگیز خان نے صدر جہان سمرقند کے فرمانے سے ایک یرلیغ جاری کیا کہ قضاۃ و علما تکالیف دیوانی و مزاحمات سلطانی سے معاف کئے جائین مساجد و مقابر کے اقطاع بدستور بحال رکہین - اسطرح عالمگیر نے بہمنیون کی عطا کی ہوی جاگیرات التمغا بدستور بحال رکہا اور اسناد و فرامین کی تجدید کی - اور ہماری گورنمنٹ انگلشیہ نے بہی سند مین تیموریہ سلاطین کی التمغائی جاگیرات بحال رکہی بلکہ مزید بران اون جاگیردارون پر بہی جنکی جاگیرات بشرط خدمت نہین مثلاً قضاۃ و محتسبین وغیرہم جو سلاطین تیموریہ کے عہد مین قضاۃ جج کا

کام کرتے تہے۔ اور محتسب فوجداری پر مامور ہوتے تہے۔ چونکہ فی زماننا قضاۃ و محتسبین و مفتیین سے عدالت دیوانی و فوجداری کا کچہہ تعلق نہیں رہا۔ جب کام نہیں رہا تو بمصداق اذا فات الشرط فات المشروط جاگیرات موقوف ہونا چاہئیے تہا۔ مگر سرکار عالیشان گورنمنٹ انگلشیہ نے قضاۃ و محتسبین کے بزرگان سلف کی خدمت و بزرگی و قدامت کا خیال کرکے اُنکی جاگیرات کو بمعاوضہ خدمات سابقہ بطور پنشن بحال رکہی۔ تاکہ یہ بزرگ زادے محروم نہوں۔ ہندوسند کے تمام قضاۃ کو انگلشیہ گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرنا چاہئیے۔

عہدنامجات و وثائق و فرامین التمغائی کی عمل درآمد کا ذکر

سلاطین چنگیزیہ کے زمانہ مین جن عہدناموں و فرامین تیول و جاگیر و صایا وغیرہ پر التمغائی یعنی خاص مہر وسطی پادشاہ ہوتی تہی۔ اُس سے بطناً بعد بطنٍ و نسلاً بعد نسلٍ مراد لیجاتی تہی۔ چنانچہ تاریخ چنگیزیہ مین عہدنامہ کی بابت لکہا ہے کہ تومنہ خان تاتاری کئے فرزند تہے باپ نے مرنے سے پہلے تمام فرزندون کو وصیت کی کہ قبل خان سریرخانی پر جلوس کرے۔ اور قاچولی بہادر سپہ سالار ہووے تمام فرزندون نے باپ کی وصیت قبول کی اور عہدنامہ پر دستخط کئے ہم بجنسہ عبارت تاریخ مذکور کو نقل کرتے ہین۔ وھوھذا۔

ہمہ برادران بحضور پدر با یکدیگر بیعت کردند کہ سریر خانی بر قبل خان مسلم باشد و قاچولی بہادر لشکر کشی و شمشیرزنی و مقرر شد کہ اولاد خود را بطناً بعد بطنٍ خود را وصیت کنند کہ ہمین طریقہ مرعی دارند۔ و عہدنامہ

درین باب بخط الیغوری قلمی کردند برادران نامہائے خودرا دران وثیقہ ثبت فرمودند۔ و تومنہ خان نیز آل تمغائی خویش بران عہدنامہ نہادہ وآن صحیفہ بخازن پادشاہ سپردند۔ تم کلامہ۔ تاریخ مذکور سے معلوم ہوا کہ تومنہ خان کے فوت ہونیکے بعد ســــہ ہجری مین قبل خان جد سوم چنگیز خان بموجب وصیت وعہدنامہ التمغائی تخت نشین ہوا۔ اسیطرح نسلاً بعد نسل یکے بعد دیگرے بادشاہ ہوتے رہے کسی ایک فرد نے خلاف نہین کیا۔ اُسی عہدنامہ پر کاربند رہے۔ وہ عہدنامہ مدت تک تاتاریہ سلاطین کی خزانہ مین زر و جواہر کے طرح محفوظ رہا۔ اختلاف وتنازع کے وقت پیش کیا جاتا تھا عہدنامہ التمغائی کو دیکھکر کوئی اختلاف نہین کرتا تھا چنانچہ چنگیز خان نے مرنے سے قبل اپنے فرزندون کو باہم اتفاق و اتحاد کی نصیحت کی۔ اور فرمایا کہ اوکتائے قاآن ولیعہد سریر خانی پر جلوس کرے۔ اور تومنہ خان کا عہدنامہ خزانہ شاہی سے منگواکے فرزندون کو دکھلایا فرزندون نے باپ کے حکم کو تسلیم کیا چنانچہ تاریخ مذکور مین لکھا ہے کہ ﴿ فرمود کہ عہدنامہ قبل خان وقاچولی بہادر کہ بالتمغا تومنہ خان رسیدہ است وپدران ما علی الترتیب آسامی خودرا درآنجا ثبت نمودہ اند از خزینہ آوردند وآنرا بر پسران عرض کردہ الخ ﴾ چنگیز خان کے فوت ہونیکے بعد ۶۲۴ ہجری مین اوکتائے قاآن تخت نشین ہوا۔ اور دوسرے بھائی تولے خان وغیرہ قاآن کے مطیع وفرمان بردار ہوے۔ سلاطین تاتاری جو فرمان کہ التمغائی ہو اُسکی تعمیل وامضا مین تاخیر ومزاحمت جائز نہین کہتے تھے۔ چنانچہ تاریخ مذکور مین لکھا ہے کہ کیوک خان نے وزیر کو حکم دیا کہ

جو فرمان قاآن کی مہر التمغائی سے مزین ہو۔ اُسکو بغیر پیش کئے جاری کرین۔ {کیوک خان حکم کرد کہ ہر یرلیغ کہ بالتمغائی قاآن موشح باشد بے آنکہ برراے او عرض کنند امضا نویسند الخ} اسی طرح ۶۴۷ھ ہجری مین منگوخان نے وزیر سے کہا کہ {تو التمغا ہا باطراف و انحاء ممالک متواتر گردان کہ اگر من بعد کسے نسبت ذبح کند بیاسا رسد۔ و بے التمغائی او احکام یرلیغ را مسموع ندارند الخ}

التمغا کی شکل و رنگت

تاتاریہ و چنگیزیہ زمانہ مین التمغا مربع شکل مین ہوتا تہا۔ وسطِ مہر مین شکل تبکدہ و اطراف مین نام پادشاہ مع آبا و اجداد ہوتے تہے۔ چنانچہ تومنہ خان کے التمغا سے معلوم ہوا کہ التمغا مربع شکل مین غازانخان کے زمانہ تک رہا۔ جب غازانخان اسلام سے مشرف ہوا تب سے مربع شکل کو مسندیر شکل سے مبدل کیا۔ اور اپنے آبا و اجداد کے خلاف وسط مین کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اطراف مین نام پادشاہ مع اجداد منقش کیا اور حکم دیا کہ تمام فرامین و مناشیر کا عنوان بسم اللہ سے معنون کیا جائے۔ اور التمغا کی رنگت دستور کے موافق سرخ و شنجرفی رکہی جائے۔ سلاطین اسلام کا طغری بہی سرخ و شنجرف سے ہوتا تہا۔ اور طغرے مین پادشاہ کا نام مع آبا و اجداد لکہا جاتا تہا۔ سلاطین بہمنیہ و تیموریہ و طوائف الملوکیہ فرمان و سند مزین طغری کو مثل التمغائے چنگیزیہ کی سمجہتے تہے۔

جاگیر وقف

جاگیر وقف[1] وہ ہے کہ سلاطین زمین کا ایک قطعہ یا گاؤن و موضع مساجد و مقابر و خوانق

[1] از رسالہ تحقیق جاگیر ۱۲

ومقابر ومعابد ومنادر کے اخراجات ومایحتاج الیہ کے لئے وقفاً عطا کرین - اور جاگیر کی سند اہل اسلام واہل صنام کے ائمہ معتبر وبراہمہ معتمد کے نام تولیتۃً دیجائے - یہہ جاگیر عملاً کسی کی ملک نہین ہوتی ہے - ہان اُسکی آمدنی مساجد ومنادر کی تعمیر وترمیم وضروریات مین صرف کیجائے - ہر فرد بشر اوس سے استفادہ کرسکتا ہے - ان اخراجات کے اہتمام کے لئے مساجد وخوانق کے ائمہ وفقرا وسجادگان - ومعابد ومنادر کے براہمہ وپوجاری وگسائین متولی کئے جاتے تھے - متولی کی تولیت معززین قوم کے اتفاق سے ہوتی تھی - اور اُسکی بحالی وموقوفی معززین کے اختیار مین رہتی تھی - جسکو تولیت کا مستحق پائین مقرر کرین - ہان اگر بادشاہی فرمان وسندمین اسبات کی تصریح ہو کہ تولیت ائمہ وسجادگان کے خاندان کے لئے نسلاً بعد نسل رہے ایسی صورت مین موروثی شمار کی جائیگی - بہمنیہ کے عہد مین بموجب تحریر بالا عمل ہوتا رہا - تیموریہ بھی اسی طریقہ پر کاربند رہے اگر متولی کے وارث کو تولیت دیجاتی تھی تو بلحاظ رعایت بزرگان سلف دیجاتی تھی نہ بوجہ میراث - سلاطین اسلام متاخرین نے اسکی تنقیح وتحقیق کی طرف توجہ نہین کی - اس صیغہ کو مرفوع القلم رکھا اسلئے کہ یہہ کار خیر ہے عقبیٰ مین باعث نجات اور دنیا مین موجب تالیف قلوب ہے -

شکار ودورہ بہمنی کا ذکر

ملحقات مین لکھا ہے کہ ابتدائے آبادی عالم مین اہل الجزائر والسواحل وترا کمہ وافاغنہ واعاجمہ وغیرہم بمقتضائے ضرورت وحاجت شکار دوست تھے - اُنکی زندگی وقوت بسری شکار پر موقوف تھی - حیوانات کے گوشت کھاتے تھے اور کھال سے پوستین وفرش بناتے تھے

خانہ بدوشون کی گذر اوقات شکار ہی کے بدولت ہوتی تہی۔ جب دنیا مین تمدن شروع ہوا تب اکثر چیزین جو انسان کی گذر اوقات کا موقوف علیہ نہین پیدا ہونے لگین۔ اور انواع انواع اشیاء ماکولات و مشروبات و ملبوسات ایجاد ہوے۔ اگرچہ بظاہر اسوقت مین شکار کی ایسی ضرورت نہین رہی۔ جو ابتدا مین تہی۔ لیکن بزرگان سلف کے خلف نے آبائی طریقہ کو ترک نہین کیا اُن کے طریقہ پر برابر چلتے رہے۔ اور شکار کے فوائد سے واقف ہوے۔ شکار آدمی کو آدمی بناتی ہے۔ ضعیف البدن و نحیف الجسم کو تنومند و پیلتن کرتی ہے۔ سُست کو چست نادرست کو درست۔ اور یہہ بہی ثابت ہوا کہ شکار سپاہ گری کے فن سے ایک عمدہ و بہتر فن ہے۔ ہر ایک سپاہ کو شکار کا عادی ہونا چاہیئے۔ سلاطین سلف اکثر شکار دوست گذرے ہین۔ اونکی غرض شکار سے گوشت و پوست نہین تہی۔ بلکہ صحت جسمانی و افزونی قوت روحانی۔ علاوہ شکار اور بہی اسی قسم کی ورزشین کرتے تہے۔ مثلاً سواری و نشانہ زنی و چوگان بازی وغیرہ۔ چنانچہ مین نے ورزش کے بیان مین اس قسم کی کئی بازیان لکہی ہین۔

حسن گنگوئے بہمنی جسکا خمیر غور و غزنین کی خاک سے تہا۔ اور وہان کی آب و ہوا کی آغوش مین تربیت پایا ہوا تہا۔ بزرگان سلف کی طرح شکار کا عادی سلطنت کے امور سے فارغ ہو کے تفرجاً و تفرجاً مع مصاحبین و سپاہ افاغنہ و ترا کمہ شکار کو جاتا تہا۔ اور شکار کے بہانہ سے ملک مقبوضہ کا دورہ بہی کرتا تہا۔ دورہ مین اکثر اوقات بارگاہ کل یعنی دربار عام منعقد کرکے زمینداروں و پالیکاروں کو باریابی سے سرفراز۔ و غربا و مساکین کو دیدار فیض آثار سے ممتاز کرتا تہا۔ ہر ایک اپنی درخواست بلا واسطہ امیر و وزیر پیش کرتا تہا۔ پادشاہ ہر ایک کی

درخواست سنتا تہا۔ داد خواہ کی دادرسی ور حاجتمند کی حاجت روائی آسانی سے
ہوتی تہی۔ رعایا خوشی کے اظہار مین نذرانہ و پیشکش پیش کرتی تہی۔ بادشاہ خوشی سے ہر ایک کے
نذرانہ و پیشکش کو قبول کر کے اُسکے معاوضہ مین شاہانہ عنایت و خلعت سے سر بلند فرماتا تہا
اسی دورہ و شکار مین قصبات و دیہات کی زمین زراعت کو دیکھتا تہا۔ جہان ترمیم و تعمیر و آبادی
کی ضرورت پاتا۔ فوراً اُسکی تعمیر و ترمیم کا حکم دیتا۔ اور ترمیم کیلئے سرکاری خزانہ سے رقم ادا کیجاتی
تہی۔ اور زمین غیر مزروعہ کو مزروعہ بنانیکے ہی لئے زمینداروں کو تقاوی دیکے زراعت کی
تاکید کرتا تہا۔ جس مقام مین پانی کی قلت پاتا وہان کوئین کہدوا دیتا۔ اگر دیکھتا کہ تالاب شکستہ
و ریختہ ہو رہا ہے۔ تو اُسکو فوراً درست کروا دیتا۔ لوگ بادشاہ کے حسن سلوک سے خوشحال و فارغ البال
ہوتے تہے۔ بعض کا قول شکار کی نسبت کہ شکار کار بیکاران است۔ اور دوسرے مقابل کا قول
شکار کار دولاوران است اگر غور سے دیکہا جائے تو ہر ایک کا قول درست و بجا ہے۔ اور دونو مین
خلاف و تضاد نہین ہے اسلئے کہ ہر ایک کا قول مقتضائے حال کے موافق درست ہے۔ کسی طرح کا
خلل و فساد نہین ہے۔ قائل اول نے اُن لوگون کے عتبار سے کہا کہ ملکی و مالی انتظام جنکے ذمہ
واجب و لازم ہے۔ وہ کون ہین؟ وزراء کارپردازان ریاست ہین اگر وزراء شکار و کباب و شراب
و رباب مین مشغول ہون گے تو ریاست مین ضرور خلل ہوگا۔ بشرط فرصت اُسکو بہی شکار و گوئے
چوگان و ورزش پیادہ روی کرنا چاہئے۔ تاکہ اُنکی صحت جسمانی درست رہے۔ اہل قلم کو
اہل علم کے قدم بقدم رہنا چاہئے۔ اور سپاہگری کے فنون سے بہی واقف ہونا چاہئے
نمبر قائل ثانی کا قول کہ شکار کار دلاوران است درست ہے اس لئے کہ سپاہی شکار کی

تلاش مین جسقدر دوادوی و دنبالہ روی کرتا ہے۔ اُسیقدر اُسکے بدن مین چستی و چالاکی
خون روان کی طرح جولانی کرتی ہے اور اُسکے رگ و پے مین دلیری و قوت پیدا ہوتی ہے
دونو کے قول مین تضاد نہین ہے باعتبار حیثیت ہر ایک قول مین فرق ہے۔ کسی معترض[1]
ظاہر بین نے کہا کہ حسن جسقدر وقت شکار و لہو لعب مین صرف کرتا ہے۔ اگر یہہ تمام وقت
عدالت و داد مین صرف کرتا تو بجا ہوتا۔ پادشاہ نے اعتراض سُنکے کہا حضرت فعل الحکیم
لا یخلو عن الحکمۃ مین جوان کامون مین زیادہ رغبت رکہتا ہون۔ یہہ لہو لعب بازیچہ
طفلان نہین ہے۔ بلکہ میری غرض یہہ ہے کہ امراو سپاہ و حشم و خدم کو جفاکش و محنتی بناؤن
جولانی و پہلوانی سکہلاؤن۔ تاکہ ضرورت کیوقت دشمن کے مقابلہ مین چستی و چالاکی دلیری
و بیباکی سے ثابت قدم و راسخ دم رہین۔ دلیری و بہادری کے میدان مین مردانہ جولانی کرین
پہر غیاث الدین بلبن کی نقل شکار بیان کی {یعنے امرائے تاتاریہ نے ہلاکو خان سے دربار بغداد مین
کہا کہ بلبن شکار دوست ہے اور رات دن شکار مین مست رہتا ہے اگر پادشاہ ہند کا عزم کرے تو
آسانی سے ہند مسخر ہو جائیگا} ہلاکو خان[2] نے بلبن کے شکار و سواری کی حکایت
سُنکے کہا کہ بلبن پادشاہ تجربہ کار و ہوشیار ہے۔ ظاہراً شکار کے لئے جاتا ہے۔ لیکن واقع مین
سواری و شکار سے اُسکا مقصد یہہ ہے کہ خوانین و ملوک و سپاہ و حشم کو ورزش و جفاکشی کا
عادی بنائے۔ تاکہ مخالف کے ساتہہ محاربہ و معرکہ مین کاہلی و سستی نکرین بلبن شکار دوست
نہین ہے۔ بلکہ سلطنت و رعیت کا محافظ ہے۔ پہر یہی تذکرہ بلبن کے دربار مین ہوا کہ
ہلاکو خان نے آپ کی نسبت ایسا کہا بلبن خوش ہوا ہلاکو خان کے کلام کی تعریف

[1] از ملحقات ۲ [2] از تاریخ فیروز شاہی ۱۲

وتحسین کی۔ اور فرمایا کہ ملک و ملت کی حفاظت وہ سلاطین کرتے ہین۔ جو ملک کشائی و جہانداری کے رموز سے واقف ہوتے ہین۔ ناکسانِ نوآموز بزرگانِ سلف کے رتبہ کو نہین پاتے ہین۔ اسی طرح سلاطین سلاجقہ و سامانیہ و غوریہ و تیموریہ و چنگیزیہ بہی تمام شکار دوست تہے، سواری وچوگان بازی و تیراندازی وغیرہ امور سپاہگری مین زیادہ مائل ہوتے تہے۔ ظاہرین معلوم ہوتا تہا کہ لہو ولعب مین مشغول رہتے ہین۔ واقع مین وہ ملک و ملت کے پاسبان بنتے تہے۔ اور لہو ولعب کے پیرایہ مین سپاہ و امرا کو چست و چالاک بناتے تہے۔ اور سستی و کاہلی سے کوسون دور رہتے تہے۔ اور اپنی سلطنت کیلئے حفظ ما تقدم کرتے تہے۔

ٹپہ خانہ

بہمنیہ زمانہ مین چپار خانہ یعنی ٹپہ خانہ عام نہین تہا۔ مگر خاص پادشاہی تہا۔ اور ٹپہ سانی کیلئے متعدد نایکواڑی مقرر ہوتے تہے۔ اور تین تین میل پر ٹپہ خانہ کی چوکیان رہتی تہین معمولی احکامات و پروانجات شاہی روزانہ روانہ ہوتے تہے۔ اور اضلاع سے سرکاری احکامات کے جوابات لاتے تہے۔ اور یہ ڈاک گہونگرو کا ٹپہ کہلاتی تہی۔ اور سانڈنیان بہی اس کام کے لئے معین رہتی تہین۔ ضرور احکاماتِ پادشاہی ایک ضلع سے دوسرے ضلع مین پہرتی کے ساتہہ پہنچاتی تہین۔ وقائع نگارون و شقداروں کی رپورٹین و روزنامچے بارگاہ شاہی مین پہنچاتی تہین۔ سانڈنی کی زود روی مشہور ہے۔ روزانہ ساٹہہ ستر کوس چل سکتی ہے۔ اور ضرورت کے وقت اُس سے بہی زیادہ۔ تاریخ طاہری مین لکہا ہے کہ سلطان محمد تغلق کے پاس دہلی سے خطوط ورنگل و دولت آباد مین ساتوین دن پہنچتے تہے۔ گہوڑون کی بہی ڈاک جو کی تہی۔

مقولہ مولف ۱۲   از تحفۃ السلاطین و ملحقات ۱۲

تین تین میل پر مکانات تہے۔ اُنمین گہوڑے رہتے تہے۔ اُنکو برید[1] و بام[2] کہتے تہے۔ ڈاک چوکی بہی خاص تہی۔ عام رواج نہین تہا۔ اُمرا و وزرا بہی ضرورت کے وقت ڈاک چوکی قائم کرلیتے تہے اُسوقت راستے خطرناک تہے۔ تنہا مسافر و تاجر صحیح سالم نہین گذر سکتا تہا۔ تجّار کے قوافل آمدورفت کرسکتے تہے۔ قطّاع الطریق اقوام بہیل و کولی و گونڈ و بیڈر راستون مین لوٹ مار کرتے تہے۔ اِن بدمعاشون کے ظلم و تعدی سے اکثر جانین ہلاک و مال و اسباب تلف ہوتے تہے حسن گنگوئے بہمنی نے قطّاع الطریق کے فساد و فتنہ کو سخت سخت سزائین قتل و حبس دوام سے اُٹہایا۔ تاخت و تاراج کا ہنگامہ سرد ہوا۔ اور اکثر قطّاع الطریق کو پیادون کی فوج مین ملازم کرلیا اور اُن کے اکثر سردارون کو ماہوارین زائد مقرر کردین۔ اس حکمت عملی سے راستون کو خوف و خطر سے پاک کیا۔ غربائے دیار۔ و تجّار امصار کے لئے آمدورفت کا راستہ محفوظ کردیا۔

نذر عیدین و جشن نوروز

سلاطین اسلام[3] نے دربار عیدین و جشن نوروز ملوک عجم کی طرح اسوجہ سے اختیار کیا کہ جشن عیدین و نوروز مین اُمرا و سپاہ کے ساتھ تالیف قلوب و دلداری کا موقع عمدہ طرح سے حاصل ہوتا ہے۔ تمام امرا و سپاہ و عہدہ دار و معززین سلطنت و بزرگان مشائخ وغیرہم نہایت ادب و نیازمندی سے بادشاہ کی شکرگزاری مین نذرانہ و پیشکش پیش کرتے ہین اور بادشاہ بہی انہین جشنون مین سپاہ و امرا کی کارگذاری و خدمت کے مقابلہ مین اپنی خوشی کا اظہار عطیۂ صلات و خطابات سے کرتا ہے۔ حسن گنگوئے بہمنی بہی سلاطین سلف کی طرح سالانہ عیدین و نوروز کا جشن منعقد کرتا تہا۔ مشائخ و غربائے دیار و امصار و علماء عصر کو

[1] از رحلہ ابن بطوطہ ۱۲ [2] از فرشتہ ۱۲ [3] از لمحقات ۱۲

انعام واکرام سے سرفراز کرتا تھا۔ ومساکین وسائلین کو مال وزر سے مالامال۔ وامرائے سلطنت وکارپردازان ریاست کو خطابات مناسب سے سربلند کرتا تھا۔

عیدین و نوروز کے دربار کی کیفیت

بہمیشہ دستور کے موافق دربار ریشمین فرشون ورنگین قالینون ومخمل وزربفت کے مسندون وتکیون سے آراستہ کیا جاتا تھا۔ اور درودیوار کی آرائش نقش ونگار سے ہوتی تھی۔ اور دروازون پر مخمل کاشانی واطلس خراسانی کے پردے ڈالے جاتے تھے اور دربار کے تینون دروازون پر چوبدارون ونقیبون کا مجمع رہتا تھا۔ اور سوار وپیادے عمدہ عمدہ لباس پہنے ہوے دوطرفہ کھڑے ہوتے تھے۔ چوبدارون ونقیبون کی صف بندی ترتیب سے ہوتی تھی۔ امرائے دربار کے آتے ہی اگر مسلمان ہو تو بسم اللہ وہندو ہو تو ہداک اللہ کہتے تھے اس آواز کے سنتے ہی درباری مسلم وہندو تین مرتبہ تسلیم وکورنش بجالاتا۔ اسی طرح ہرایک ڈیوڑہی سے گذرکے دربار مین باریاب ہوتا تھا۔ اور نذر دکھا کے اپنے موقع پر کھڑا ہو جاتا تھا۔ نذر کس طرح دیتے تھے؟ رقم نذرانہ پانچ ہون یا گیارہ یا زائد۔ ایک مخمل کی تھیلی مین بند کرکے اوسپر مہر کرکے دیتے تھے۔ اور نذر دینے والے کا نام وتعداد نذرانہ لکھدیتے تھے نذر دینے والا باربک کے ذریعہ سے پادشاہ کے سامنے نذر پیش کرتا تھا۔ اور پادشاہ اوسپر ہاتھ رکھدیتا تھا۔ یہ قبولیت نذر کی علامت تھی۔ فوراً منشی تھیلی کو لیکے نقرئی یا طلائی طشت مین جو تخت کے پہلو مین رکھا جاتا تھا ڈالدیتا تھا۔ پھر منشی ایک رجسٹر مین نذر دہندگان کے اسما وتعداد لکھ لیتا تھا۔ اور کل رقم نذرانہ جمع کرکے

بادشاہی خزانہ مین داخل کردیتا تہا۔ نذرانہ کے بعد تمام امرائے نذر دہندگان کی دعوت ہوتی تہی۔ تمام تناول طعام سے فارغ ہوکے محفل راگ و رنگ مین شریک ہوتے تہے۔ اور سرود وسماع سے محظوظ کرکے رخصت کئے جاتے تہے۔ رخصت کے وقت پادشاہی خدمتگار ہر ایک پر گلاب پاشی کرتے تہے۔ اور عطر و پان دیتے تہے۔ پان سپیاری ایلائچی ایک زرین پارچہ مین باندہ کے دیجاتی تہی۔ سلاطین تیموریہ بہی عیدین وجشن بدستور شاہان سلف کرتے رہے۔ لیکن گلاب پاشی وعطیہ عطر و پان کی رسم موقوف کردئے تہے۔

مزد قدم و شست سر

حسن گنگوئے بہمنی نے ترغیبًا وتالیفًا مقرر کیا تہا۔ کہ میرے عہد مین جو کوئی اہل ہنرو صاحب جوہر وتاجر عرب و عجم وغیرہ ممالک سے وارد ہو (اہل اسلام سے ہو یا اہل اصنام سے) اُسکے لئے تین روز سرکار سے کہانا دیا جائے۔ اور پانچ ہون مزد قدم و شست سر۔ حسب الحکم یہ قانون بادشاہ کی زندگی تک جاری رہا پہر موقوف ہوگیا۔ بجز ملحقات کے کسی مورخ نے مزد قدم و شست سر کا ذکر نہین لکہا۔ مزد قدم و شست سر کیا ہے؟ واقع مین بادشاہ کے طرف سے ہمدردی ومساعدت ہے۔ اور ارباب ہند کے لئے دکن مین تشریف آوری کی ترغیب و پروانہ طلبی تہی۔ کسی تاریخ مین نہین دیکہا گیا کہ سلاطین سلف سے کسی نے مزد قدم و شست سر غربا کیلئے مقرر کیا ہو۔ اسلام مین حسن ہی پہلا پادشاہ ہے جس نے مزد قدم غربا کے لئے مقرر کیا۔ ہان ہمکو تاریخ سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ سلاطین ماضیہ نے نو وارد مہمان کو بطور مزد قدم نقد رقم عطا کی ہے۔ جیسا کہ شاہجہان نے حضرت شیخ الاسلام خواجہ عابد المخاطب قلیج خان

از ملحقات ۱۲ مقولہ مولف ۱۲

بہادر جدامجد جناب میر قمرالدینخان فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر بانی سلطنت دکن
کو بقول مآثر آصفی چھہ ہزار روپیہ بقول مولف عماد السلطنت چھہ لاکھہ روپیہ عطا کیا۔
اور بہی سلاطین نے علما و فضلا کو مزد قدم دئے۔ لیکن کسی بادشاہ نے یہ دستور نہین قائم
کیا تہا۔ کہ ہر ایک غریب کو ملے۔ یہ حسن گنگوئے بہمنی ہی کا حصہ تہا"

بہمنی کے زمانہ مین زراعت و محاصل کی کیا حالت تہی

ملحقات کے مولف نے لکہا کہ حسن گنگوئے بہمنی ابتدائے سلطنت مین تغلقیہ امیران صدہ و
عہدہ داران و راجگان دکن کی تالیف قلوب مین مشغول تہا۔ اور مخالفین کی تسخیر مین مصروف
مخالفین اہل اسلام و اہل اصنام کے ہموار و فرمان بردار کرنیکو زراعت و محاصل کی اصلاح پر
مقدم جانتا تہا۔ بناء علیہ زراعت و محاصل کی اصلاح آیندہ پر موقوف رکہی۔ راجگان
دکن کی طرح زراعت و محاصل کو بدستور قدیم بحال و برقرار رکہا۔ کمی و بیشی نہین کی۔
تغلقیہ کی طرح سی درسی گز مربع زمین کا حصہ زمینداروں کو دیتا تہا۔ اور بعض کو کامل ایک
ضلع معتد بہ رقم پر بالمقطع والاجارہ حوالہ کر دیتا تہا۔ مقطع دار زمین و زمینداروں پر مالکانہ
تصرف کرتا تہا۔ اور محاصل مین کمی و بیشی کر سکتا تہا۔ اگرچہ مقطع و اجارہ کی صورت مین
رعایا پر ظلم و ستم زیادہ ہوتا تہا۔ لیکن باقتضائے ضرورت کرنا پڑتا تہا۔ کئی سال تک
یہی حالت رہی۔ جب دو تین سال گذر چکے۔ اور بادشاہ کو اطمینان کامل ہو گیا۔ اطراف
و جوانب کے راجے و عہدہ دار مطیع و فرمان بردار ہو گئے۔ تب بادشاہ زمین و زراعت

وخراج کی طرف متوجہ ہوا۔ عمل بالمقطع کو ایک لخت موقوف کردیا۔ ہر ضلع کی زمین کو سی سی
گز مربع قطعات قرار دیکے۔ ہر ایک زمیندار کو پنچسالہ یا زائد مدت کا قول دیکر مال واجب
مقرر کرنے لگا۔ اور دیگر حقوق خدمات مثلاً مقدمی۔ ونایکواڑی۔ وڈہواری۔ دیوانی۔ ودفتری
وغیرہا بہی لینے لگا۔ غلجات کے محاصل مختلف الاقسام تہے۔ کہین نصف کہین ثلث کہین
ربع لیتے تہے۔ اختلاف کی کیا وجہ تہی؟ آمدنی غلہ کی مقدار اور زمین مزروعہ کی حالت دیکہکے
محاصل مقرر کیا جاتا تہا۔ اسلئے کہ کہین زمین درست کہین نادرست ہوتی تہی۔ غلہ بہی
زمین کی حیثیت سے کہین کم کہین زیادہ پیدا ہوتا تہا۔ بادشاہ چاہتا تہا کہ محاصل کی آمدنی
غلہ کی مقدار کے موافق معین کیجائے۔ تاکہ رعایا پر ظلم نہو۔ اسلئے محاصل کا ایک ہی کلیہ قاعدہ
مقرر نہین کیا تہا۔ رعایا بادشاہ کے اس طریقہ سے خوشحال ہوئی۔ اور ہر ایک ضلع کی زمین
آباد و شاداب ہوگئی۔ اور بادشاہ کی اس سہولت سے اکثر زمیندار بنجر و افتادہ زمین کو قول
وعہد دیکے لینے لگے۔ اور اسکو آباد و قابل زراعت بنانے لگے۔ بادشاہ کی رحمدلی و دادگستری
سے تہوڑی ہی مدت مین اکثر زمین افتادہ قابل زراعت بنگئی۔ اور محاصل بہ نسبت سابق
کسیقدر بڑہ گیا۔ گانگو پنڈت برہمن محاسب سلطنت بہمنیہ زمین کے آباد و درست کرنیکی طرف
کامل توجہ کرتا تہا اور اسکو زراعت و زمین کیساتہہ بہ نسبت اہل اسلام زیادہ دلچسپی تہی۔ اکثر
اوقات بادشاہ کو زمین کے آباد و قابل زراعت بنانیکی ترغیب دیتا تہا اور زیادتی محاصل
کے طریقے بتلاتا تہا۔ بہمنی نے پنڈت کو زمین و محاصل کا اختیار کامل عطا کیا تہا۔ پنڈت نے
زمین کی درستی و محاصل کی زیادتی کا عمدہ انتظام کیا۔ یہہ انتظام اہل اسلام افاغنہ و ترکمہ و حبوش

ممکن نہین تہا۔ اس لئے کہ اکثر اہل اسلام زراعت دوست نہین ہوتے۔ بلکہ زراعت کو باعث ننگ و عار سمجہے تہے۔ اس طرح پیشہ و حرفہ کو بہی اہانت جانتے تہے۔ سپاہ گری و نوکری پر فریفتہ ہوتے تہے۔ جبتک سپاہ گری کا بازار گرم رہا تب تک اہل اسلام مرفہ الحال و فارغ البال رہے۔ آخر مفلوک الحال ہو گئے۔ جیسا کہ فی زماننا ہین۔ اکثر ہنود زمانہ ماضیہ و حال مین زراعت و تجارت پیشہ رہے ہین۔ آسودہ حال و دنیا کے مال و دولت سے مالا مال۔

زراعت کے محاصل کا ذکر

زمانہ قدیم مین زراعت کا محاصل مختلف طریقون سے لیا جاتا تہا۔ اول کنکوٹ۔ دوم بٹائی۔ سوم کہیت بٹائی۔ چہارم لانگ بٹائی۔

کنکوٹ۔ مرکب ہے کن یعنی غلہ۔ اور کوٹ بمعنی تخمینہ و اندازہ۔ اصطلاحاً وہ ہے کہ زمین و غلہ کو عقل و قیاس کی ترازو مین تولین۔ اور اندازہ برابر کر کے بقدر قرارداد ثلث یا ربع غلہ اخذ کرین۔ یا غلہ مقسومہ کے حصہ کو زمیندار کے ہاتہ بازاری نرخ سے فروخت کر کے نقد رقم لیجائے۔

بٹائی یا بہاولی۔ وہ ہے کہ غلہ بریدہ کو خرمن مین درست و صاف کرنے کے بعد بموجب قرارداد تقسیم کرین۔

کہیت بٹائی۔ وہ ہے کہ زمین کاشتہ کو بموجب قرارداد تقسیم کرین۔ اور اپنے اپنے حصہ کو کہیت سے قطع کر کے تصرف مین لائین۔

لانگ بٹائی۔ وہ ہے کہ غلہ بریدہ کو تودہ تودہ جمع کر کے حسب قرارداد باہم تقسیم کرین

اور ہر ایک اپنے حصہ کو صاف و درست کر کے لیوے۔ یا بموجب بازاری نرخ زمینداروں سے
نقد رقم وصول کرے۔

حسن گنگوئے بہمنی کے زمانہ مین پائیکاروں سے نقد رقم بموجب لانگ بٹائی وصول کرتے تھے
اور محاصل مذکورۂ بالا سے صرف۔ [۱] مال واجب۔ [۲] مال وجہ [۵] مال جرمانہ۔ مال پیشکش مال تمغا
مال سنہ بندی۔ [۷] مال نذرانہ و حقوق خدمات لئے جاتے تھے دو تین سال تک زمین کے
خراج مین پریشانی رہی۔ اطمینان کے بعد حسب قرارداد تعلقیہ زمین کے سی دریعی قطعات
مقرر کر کے پائیکاروں اور زمینداروں کو عہد و پیمان لیکے دینے لگے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے
رعایا راضی و خوشحال تھی۔ اور بہمنی نے ہنود سے جزیہ موقوف کر دیا تھا۔ اہل اصنام
و اہل اسلام کے ساتھہ معاملات مین برابر حسن سلوک کرتا تھا دونون مین مابہ الامتیاز نہین
رکھا تھا۔ پادشاہ کی حکمت عملی کی برکت سے دونو فریق شیر و شکر کی طرح باہم اتفاق
و ملنساری سے زندگی بسر کرتے تھے۔ کسی قسم کا فتنہ و فساد برپا نہین ہوتا تھا۔ کوئی
فرد اطاعت کے دائرے سے قدم باہر نہین رکھتا تھا۔

محاصل کی تفصیل

سلاطین و راجگان پیشین کے عہد مین محاصل مندرجۂ ذیل پادشاہی خزانہ مین
داخل کئے جاتے تھے۔ [۱] مال واجب۔ [۲] مال وجہ۔ [۳] مال دیوانی۔ [۴] مال امانی۔
[۵] مال جرمانہ۔ [۶] مال پیشکش۔ [۷] مال نذرانہ۔ [۸] مال قتلغہ۔ [۹] مال خمس۔ [۱۰] مال عشر۔ [۱۱] مال دستوری
دیوان۔ [۱۲] دروازہ بانی۔ [۱۳] راہداری۔ [۱۴] سنہ بندی۔ [۱۵] تمغائے اشیار۔ [۱۶] جزیہ۔ و دیگر حقوق

خدمات بہی مثلاً مقدمی ونایکواڑی - وپٹواری - ودفتری لئے جاتے تہے -

محاصل تمغا کا ذکر

ملحقات ناصری کے مولف نے لکہا - کہ تمغا اُس محصول کا نام ہے کہ شہر کے دروازون اور گذرگاہون پر تاجرون سے لیتے ہین - اور محصول لینے کے بعد اشیائے تجارت پر مُہر لگاتے ہین - تاکہ اسباب کی سند ونشان ہو کہ کوئی تمغاچی یعنی کروڑہ دوبارہ محصول طلب نکرے - بہمنیہ کے زمانہ سے قبل محاصل مندرجہ ذیل لیا جاتا تہا - حسن گنگوئے بہمنی نے بہی بدستور قدیم جاری رکہا - مگر حق کچہری جو علاوہ محصول آٹہہ آنے تہا اُسکو موقوف کردیا -

تفصیل محاصل کروڑگیری

نام حیوانات تجارتی	محاصل فی راس	مساوی سکہ رائجہ -
اسپ عربی وترکی وہندی	فی راس ایک ہون	۸ر ہے کلدار
گاومیش ونرگاؤ ومادہ گاو	فی راس ایک فنم	۹ر ۴ پائی ″
بز وغنم	فی راس پانچ جیتل	۱ر ″
شتر	فی راس نصف ہون	۱۲ار ۴ ″
فیل	فی راس پانچ ہون	۸ر ۹ ″

پارچہائے ریشمی وغیر ریشمی پر ازروئے قیمت فی صدی ۸ر لیا جاتا تہا -
مشروع وحمرو ومخمل وزربفت واطلس - وتافتہ - وبادلہ وغیرہ پر فی صدی ۸ر

آغابانی بسبلہ ودستار۔ وسنجر خانی۔ ڈوریہ مہدیخانی۔ وسالوئی زرین۔ دوپٹہ زرین کنارہ داروغیرہا پرفی صدی ۸ہر۔

ظروف چینی ومسی وپیچرسی وگلی روغنی پرازروئے قیمت فی صدی ۸ہر

ظروف نقرئی۔ وطلائی پر فی صدی صمہ

طلا ونقرہ غیرمسکوک پر فی صدی ۸ہعر

جواہرات پر " ۸ہعر

جنگلات۔ وحیوانات۔ وارابجات واستعمالی اشیا پر محصول نہین لیا جاتا تہا اسی طرح گہانس ولکڑی کا محصول بہی معاف تہا۔

سیندہن بالمقطع دیا جاتا تہا۔ سیندی فروشون سے فی سبوئے کلان دس چینل۔ سبوئے متوسط ۵ چینل۔ سبوئے کوچک سے ۲ چینل محاصل لیا جاتا تہا۔

میوجات وبقولات وغلجات پر محصول نہین لیا جاتا تہا۔ مگر نمک پر فی صدی صمہ محصول لیتے تہے۔ ملحقات کے مولف نے یہ لکہا ہے کہ حیوانات کا محاصل ایک ہی حالت پر نہین رہتا تہا۔ اگر آمدنی کم ہوتی تہی تو اوسوقت محاصل بڑہجاتا تہا۔ کبہی کبہی زمانہ سابق مین فی راس اسپ چارہون تک لیا گیا ہے۔ واقع مین محصول کی کمی وبیشی بلحاظ قیمت اسپ ہوتی تہی۔ اگر قیمت متوسط ہوتی تو ایک ہون۔ اگر قیمت گران ہوتی تو چارہون لیا جاتا تہا۔ بہمنی نے محاصل مندرجہ بالا پر کمی وبیشی نہین کی تہی۔

صنعت وحرفت دکن

مورخین نے لکہا کہ بلاد دکن مین صنائع بدائع کے مختلف کارخانے تہے۔ زمانہ سلف مین یہان کے ریشمی کپڑے اور ظروف بیدری۔ وہتیار فولادی مشہور تہے۔ خاص پٹن و دولت آباد وگر کی ریشمی کپڑون مین بہت ہی مشہور تہے۔ اور انکے کارخانے بہی بیشمار تہے۔ یہان کے ریشمی کپڑے نہایت ہی صاف وخوش قماش ہوتے تہے۔ متعدد الاقسام ومختلف الالوان خوش رنگ خوشنما بنے جاتے تہے۔ اُسوقت تجارت کا بازار گرم تہا عرب وعجم چین وتاتار ویورپ کے تجار یہان آتے تہے۔ ریشمی کپڑے وظروف بیدری وہتیار فولادی وقالین ہائے ریشمی داونی وسوتی خریدکے ممالک مذکورہ مین لیجاتے تہے۔ یہان کے مصنوعات غیر ممالک مین قدر وقیمت سے فروخت ہوتے۔ اور دکن کا الماس بہی معروف ہے۔ اُسکی تجارت بہی رونق پذیر تہی۔ راجگان ہنود اُس کے نکالنے مین بڑا اہتمام کرتے تہے۔ بہمنیہ کے عہد مین کسی بادشاہ نے اُسکے طرف توجہ نہین کی تہی۔ مگر طوائف الملوک کے زمانہ مین اُسکی جستجو شروع ہوئی۔ قطب شاہ وعادلشاہ کے عہد مین بہت ہیرے برآمد ہوئے۔ میر جملہ قطب شاہی ووکیل السلطنت عادلشاہی نے اس کام کے اہتمام مین بڑی ناموری پائی۔ چنانچہ الماس کے بیان مین تفصیلی ذکر آئیگا۔

تجار غیر ممالک یہان اسپان تازی وترکی وموتی وکرانہ یعنی برازیل وظروف چینی وشیشہ آلات حلبی وبانات واطلس رومی وقالینہائے ایرانی۔ وزربفت ومخمل کاشانی

مرآت الہند۔ وتحفۃ الملوک وغیرہ ۱۲

لاتے ہین اور اہل دکن کے ہاتہہ فروخت کرتے تہے۔ یہان ریشمی کپڑے مندرجۂ ذیل بنے جاتے تہے۔ مثلاً۔ آغا بانی و سنجر خانی و مہدی خانی۔ سیکا کول مین نہایت نفیس و لطیف بنے جاتے تہے۔ ہر ایک قسم کا طاقہ چار روپیہ سے دوسو روپیہ تک کا ہوتا تہا پیٹن و دولت آباد و کرکی کے مشروع۔ و حمرو و تافتہ و بادلہ و ساڑہی و دہوتی و ڈوریہ و ململ و رومال و سوسی و سیلا دوپٹہ۔ مختلف الاقسام و مختلف الالوان ہوتے تہے علی ہذا القیاس ناویڑہ و کرپا۔ دماچن پلی۔ و چارا و انگیرا و اندور و رانجور وغیرہا کے سیلے و دستارین مرغوب انام و مقبول عام ہوتے تہے۔ سلاطین و امرا کے نیمچے و جامے انہین سیلون سے بنائے جاتے تہے۔ اور بیدر مین ظروف جست بیدری۔ حقہ و پاندان و آفتابہ و قلمدان۔ و عطردان و کٹورے و طشت و خاصدان وغیرہا۔ یہان کے صناعین اولاً برتون کو سانچے مین ڈہالتے پہر اونکو چرخ پر چڑہا کے درست کرتے ہین بعد مین زرگرون کے حوالے کرتے ہین جو برتنون پر نقرئی و طلائی تار نہایت صفائی و خوبی سے جماتے ہین اور اوسپر سیاہ تاب چڑہا دیتے ہین۔ ظروف خوشنما و خوبصورت معلوم ہوتے ہین۔

تحفۃ الملوک کا مولف رفیع الدین شیرازی لکہتا ہے کہ مین ملک عنبر کے زمانہ مین تفرجاً دولت آباد آیا۔ اور ملک عنبر کے دولتخانہ پر فروکش تہا اوسوقت مین نے ملک عنبر کے دیوان محاسب سے دریافت کیا کہ دولت آباد و کرکی و پیٹن سے کسیقدر ریشمی پارچے غیر ممالک مین جاتے ہین۔ اور آپکو کسقدر محاصل کی آمدنی ہوتی ہے۔ اوسنے کہا سال بہ

مین تین ہزار[1] خردار ریشمی پارچہ کے جاتے ہین اور سرکار کو پانچ لاکھہ ہون سالانہ محاصل کی آمدنی ہوتی ہے - اور دیوان محاسب نے کہا کہ قدیم زمانہ مین یہانکی صنعت و تجارت کا بازار گرم تہا - اب نہایت ہی سرد ہے -

بافندگی کا کام ہندو و مسلمان دونو فریق کرتے ہین - ہندو جین لوگ زائد تہے مسلمان کم - قدیم زمانہ مین ظروف بیدری کی تجارت بہی رونق پر تہی - غربائے دیار - و تجار امصار غیر ممالک مین یہان کے برتن سوغات لیجاتے تہے - سنہری و نقرئی تارون سے جست کے ڈہلے ہوے برتون مین نقش و نگار گل بوٹے نہایت نزاکت و نفاست سے بناتے ہین اور تارون کے جوڑ ایسے صفائی سے ملاتے و جماتے ہین کہ ظاہر مین نہین معلوم ہوتا کہ یہ تار جست کے جرم سے علیحدہ ہین اور فولادی ہتیار تلوار و خنجر و کٹار اندرد و بہونگیر و نرل وغیرہ مین بنائے جاتے تہے - تجار عرب و عجم مین یہان کے فولادی ہتیار لیجاتے تہے - اہل عرب و عجم رغبت و شوق سے خریدتے تہے - تجار ثمن بہائی قیمت لیتے تہے نفع زیادہ حاصل کرتے تہے -

بہمنیہ سکّون کی تفصیل

سلطنت کے لوازم سے ہے کہ بادشاہ کے نام کا خطبہ و سکّہ رائج کیا جائے - تحفۃ السلاطین کے مولف نے لکہا ہے کہ حسن گنگوئے بہمنی نے تخت نشینی کے بعد اپنے نام کا سکّہ و خطبہ جاری کیا لیکن مورخ مذکور نے سکّہ کی کیفیت و کمیّت نہین لکہی - اور دیگر مورخین نے بہی مولف مذکور کے ساتہہ اتفاق کیا - مورخین کی مذبذب تحریر سے وہم ہوتا ہے کہ شاید سکّہ جاری نہ کیا ہو گا

[1] ایک خردار تین من اٹہارہ سیر ہوتا ہے ۱۲

نیز فقیر مولف نے دکن کے سکّے اور ہون رائجہ جمع کئے لیکن حسن کے نام کا کوئی سکہ دستیاب نہین ہوا۔ اور دیگر سلاطین بہمنیہ و طوائف الملوک و راجگان دکن کے سکّے طلائی و نقرئی و مسی ہمدست ہوے۔ اور تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد شاہ بن حسن گنگوئے بہمنی نے دکن مین طلائی و نقرئی و مسی سکے چلائے اور ایک سکہ اپنے باپ کے نام کا بھی چلایا۔ چنانچہ مین نے ایک پیسا دیکھا کہ اوسکے ایک جانب السلطان الاعظم علاء الدین والدنیا۔ دوم جانب عبد معبود محمد محمود مسکوک تھا اور اطراف مین چارون خلفائے راشدین کے نام تھے۔ اور ضرب فی حسن آباد منقش تھا۔ یہہ سکہ بھی اس بات کی تائید کرتا ہے کہ حسن کے زمانہ مین کوئی بہمنیہ سکّہ جاری نہین ہوا تھا غیرون کے سکّے مستعمل و متداول تھے۔ اور اکثر حسن گنگوئے بہمنی حکمرانی ملک کشائی مین تالیف قلوب و صلح کل سے امور سلطنت کو انجام دیتا تھا۔ وقتاً فوقتاً حکمت عملی سے کام لیتا تھا عجب نہین کہ بلحاظ تالیف قلوب و مصلحت وقت اپنی سلطنت مین راجگان عبدۃ الاصنام و دیگر سلاطین اسلام کے سکون کا رواج موقوف نہین کیا ہوگا اور اپنے سکہ کا رواج آیندہ پر موقوف کیا ہوگا پس دکن مین سکہ اسلامیہ کی ایجاد محمد شاہ بہمنی ہی سے ہوئی اور محمد شاہ نے اسلامی سکون کے رواج مین ایسی کوشش کی کہ تمام دکن مین اسلامی سکّے دائر و سائر ہو گئے۔ اور سلاطین اسلام کی بدولت طلائی و نقرئی و مسی سکون کا رواج عام ہوا۔ بجائے ہون اشرفی کا رواج زیادہ ہوا۔ ہون و پرتاب کا بازار سرد ہوا۔ بہمنیون سے قبل راجگان ہنود کے سکے رائج تھے۔ اور دکن مین اہل اصنام سے طوائف الملوک حکمرانی کرتے تھے۔ لیکن مذہباً و ملتاً باہم اتفاق رکھتے تھے۔ باہم اتفاق ہونیکے سبب ایک دوسرے کے سکہ کو اپنی سرحد مین رواج سے مانع و مزاحم نہین ہوتا تھا

رعایا سے کوئی داد و ستد مین حیلہ و عذر نہین کرتا تہا۔ نرخ مین کمی و بیشی نہین ہوتی تہی۔ سکہ رائجہ کی جو قیمت اصلی ہوتی تہی وہی قیمت بلاد غیر مین ملتی تہی یہہ سکے بلاد دکن ہی مین متداول و رائج رہتے تہے غیر ملک مین کوئی نہین لیتا تہا۔ ہان سونے و چاندی کی اصل قیمت ملجاتی تہی۔ راجگان دکن اسلامی سکون کا رائج ہونا باطناً پسند نہین کرتے تہے۔ اور چاہتے تہے کہ اسلامی سکون کا رواج ترقی نہ کرے۔ پوشیدہ صرافون کو ترغیب دیکے اسلامی سکون کو گلا پگہلا کے نیست و نابود کراتے تہے۔ چند روز تک صرافون کی بدمعاشی و بدکرداری معلوم نہین ہوی۔ صراف اپنا کام کئے جاتے تہے۔ آخر بادشاہ کو معلوم ہوا کہ صراف اسلامی سکون کو نابود کرتے ہین۔ فوراً حکم محکم قضا توام دیا کہ صرافون کو تاکید مع التہدید کرین کہ وے اس عمل بیجا سے باز آئین۔ صراف راجاؤن کی پشتی پر فرمان شاہی کی پروا نہین کرتے تہے۔ ہرچند کہ ممانعت کیجاتی تہی نہین سنتے تہے اور بادشاہی حکم کی تعمیل نہین ہوتی تہی بظاہر عہد و پیمان کر لیتے تہے لیکن باطن مین خلاف حکم اسلامی سکون کو مفقود و نابود کئے جاتے تہے۔ صرافون کے خلاف اور حکم کی عدم تعمیل سے بادشاہی غضب کا دریا جوش مین آیا اور قہر کا تلاطم موجزن ہوا جوش غضب سے حکم دیا کہ آج شب صرافان دکن کو قتل کرین۔ چنانچہ حسب الحکم بشب تاریخ ۵ ماہ رجب ۷۶۱ھ ہجری صرافان دکن قتل کئے گئے۔ کسی مورخ نے مقتولین کی تعداد نہین لکہی۔ قیاساً معلوم ہوتا ہے کہ اکثر مفسدین قتل ہوے ہون گے۔ یہہ حکم اکثر یہ معلوم ہوتا ہے مورخین نے کلیہ بمبالغہ قرار دیا ہے۔ قتل و خونریزی کے بعد بادشاہی عتاب و غضب سے اہالی دکن خوف زدہ ہو گئے۔ کیا راجہ مہاراجہ

تمام حلقہ بگوش بنگئے۔ کوئی تعمیل حکم مین تاخیر نہین کرتا تہا۔ محمد شاہ اسبات کا زیادہ خیال
رکہتا تہا کہ بادشاہی حکم کی تعمیل ہو۔ اور کوئی اطاعت کے دائرہ سے قدم باہر نہ رکہے۔
جو کوئی تعمیل مین تقصیر و تاخیر کرتا تہا اوسکو سخت سزا دیتا تہا بادشاہ کا حکم گویا حکم قضا تہا
اوسکے وقوع مین تاخیر نہین ہوتی تہی۔ بعض مورخین[1] نے صرافان دکن کے قتل عام کو
ظلم کہا ہے۔ اگر غور سے دیکہا جائے تو یہہ قتل بلحاظ انتظام سلطنت ظلم نہین ہے۔ اس
قسم کی سیاست مقتضائے حال کے موافق کرنا واجب لازم ہوتا ہے۔ نہین تو سلطنت
کی عمارت جلد منہدم ہو جائے اور حکومت کی شان و عظمت باقی نہین رہے۔ اُسی زمانہ سے
دکن مین دہلوی کہتریون نے صرافی شروع کی۔ اس قتل عام کے بعد بہمنیہ سکہ نے خوب رواج پایا۔
آخر جب محمود شاہ ثانی کے زمانہ مین بہمنیہ کا تنزل شروع ہونے لگا تب ہنود اسلامی سکّون کو
گلا پگہلا کے نیست و نابود کرنے لگے۔ پہر راجاؤن کے سکے بنانے لگے رفتہ رفتہ بہمنی سکے کم ہو گئے
اور ہنود کے سکے زائد۔ بہمنیہ کے زمانہ مین پینتیس ۳۵ قسم کا ہون اور برابر مساوی نصف ہون
اور فنم مساوی ششم حصہ ہون رائج تہے۔ اور علائی و تغلقی سکے بہی مستعمل تہے۔ ہون کے
اقسام مین کنٹہی رائے کرناٹکی کا ہون زیادہ معتبر شمار کیا جاتا تہا اوسکا سونا خالص ہوتا تہا
جیسے فی زمانناجے پوری اشرفی کا سونا خالص عمدہ مانا جاتا ہے۔ اور بقیہ ہونون کا سونا
دوم درجہ ہوتا تہا۔ اول قسم کے ہون کا نرخ بہ نسبت باقی ہونون کے زائد ہوتا تہا صرف چار
پانچ آنے کی زیادتی ہوتی تہی۔ اور بقیہ ہونون کا سونا بہی کہرا ہوتا تہا۔ اُمرا و وزرا اکثر بادشاہون
کو عیدین و جشن نوروز وغیرہ مین کنٹہی رائے کے ہون نذرانہ دیتے تہے۔ چنانچہ ہون کے

[1] موٴلف تاریخ نظامی ۱۲

اقسام تفصیل وار ذیل میں درج ہیں -

تفصیل اقسام ہون

سانوری ہون - دہاروآڑی ہون - سیرآمی ہون - نندی ہون - ونکٹپتی ہون
۶½ ماسہ ۱۰½ ماسہ ۱۰½ ماسہ ۱۱½ ماسہ
بہولی ہون - ادہونی ہون - کرڑک ہون - کاویری ہون - گولکنڈہ ہون -
۱۱½ ماسہ ۱۱½ ماسہ ۱۲ ماسہ ۱۲ ماسہ ۲ ماسہ
گولکنڈہ ہون - بیجاپوری ہون - ایضاً - ایضاً - ہون راجہ کرناٹک - ایضاً
۱۲ ماسہ ۱۰ ماسہ ۱۱½ ماسہ ۱۲ ماسہ ۱۰ ماسہ ۱۰½ ماسہ
ہون راجہ ویلو - ایضاً - فنم - پرتاب مساوی نصف ہون - بیدری ہون
۳ ماسہ ۶ ماسہ ۲ ماسہ ۶ ماسہ ۱۲ ماسہ
ورنگل ہون - براری ہون - محمد شاہی ہون بقول فرشتہ چار قسم کا ہوتا تھا
۳ ماسہ ۳ ماسہ
محمدی ہون - محمدی ہون - محمدی ہون - محمدی ہون - لیکن بقول مولف
۳ ماسہ ۶ ماسہ تولہ ۲ تولہ
ملحقات پانچ قسم کا ہون ہوتا تھا - پنجم قسم محمدی ہون لکہا ہے -
۱½ تولہ

سکجات نقری

تنگہ محمدی - تنگہ محمدی - تنگہ محمدی - تنگہ علائی تنگہ تغلقی - راجمندری
تولہ ۱ روپیہ نصف تولہ - آٹھ آنہ ربع تولہ - چار آنہ تولہ - روپیہ تولہ - روپیہ ۶ ماسہ ۱۴ ر
لاری - سنجری - خسروی
۳ ماسہ ۱۴ ر ۱۲ ماسہ ۱ روپیہ ۱۲ ماسہ ۱ روپیہ

سکجات مسی

تنگہ علائی - تنکہ علائی - جیتل - جلکا مساوی ⅕ جیتل - تار مساوی ½ جیتل
تولہ ۱ پیسا ۲ تولہ ۲ پیسا مساوی ۲ ر مساوی نصف آنہ مساوی ربع آنہ
بہمنیہ سلاطین کے سکجات مسی جو مجکو دستیاب ہوے مندرجہ ذیل ہیں - اور طوائف
الملوک دکن کے بہی سکے جسقدر بہمدست ہوئے ہین آیندہ موقع پر اُن کا ذکر کیا جائیگا
فرشتہ اور طاہری کے قول سے معلوم ہوتاہے کہ محمد شاہ بہمنی نے سکہ کے ایک جانب و سطین

کلمۂ شہادت اور اطراف مین خلفائے راشدین اربعہ رضی اللہ عنہم کے اسما کندہ کرایا تہا اور دوسرے جانب مین بادشاہ کا نام اور دار الضرب و سنہ نقش کرایا ۔ اور ہمکو ایسے سکّے دستیاب ہوے کہ اونمین مورخین کے قول کے مطابق خلفائے راشدین کے اسما اور دار الضرب کا نام نہین ہے ۔ اور سبی سکّے دیگر سلاطین بہمنیہ کے جو ملے ہین اون کے نقوش بہی مختلف ہین بعض مین دار الضرب و سنہ کا بہی پتا نہین ہے نہ اونمین کلمہ و اسمائے خلفا مین ۔ میرے نزدیک یہہ اختلاف تین صورتون سے خالی نہین ہے ۔ اوّل یہہ کہ محمد شاہ بہمنی اول موجد سکہ اسلامی کے عہد تک سکّون مین کلمہ شہادت و خلفا کے اسما و دار الضرب کندہ ہوتے ہون گے ۔ اور اوسکے بعد دیگر سلاطین نے سکہ کا رنگ بدل دیا ہوگا ۔ چنانچہ محمد شاہ اول کے بعد جو سلاطین بہمنیہ گذرے ہین اون کے سکّونکا رنگ نرالا ہے ۔ وہ یہہ ہے ایک جانب بادشاہ کا نام ۔ اور دوسرے جانب خلفائے عباسیہ کے طرح لقب و دار الضرب منقش ہے اور بعض ایسے ہین کہ اونمین دار الضرب کا نشان نہین ہے ۔ دوم صورت یہہ ہے کہ طوائف الملوک کے وزرا و امرا جو بہمنیہ کے سلاطین آخر پر حاوی ہوگئے تہے سفید و سیاہ کے مالک بنگئے تہے ۔ اور باطناً امامیہ مذہب کے پیرو تہے سکون سے خلفا کے نام خارج کئے ہون گے چنانچہ برہان نظام شاہ بحری و عادل شاہ و قطب شاہ نے بجائے اسمائے خلفا بارہ آئمہ کے اسما منقش کئے تہے سوم یہہ ہے کہ سکے جعلی ہون گے ۔

تفصیل سکجات سلاطین بہمنیہ

نمبر	نام بادشاہ	سکہ کا جانب اول	جانب دوم	کیفیت
۱	علاء الدین حسن گنگوے بہمنی	عبد سعید محمد محمود علاء الدین والدنیا السلطان الاعظم	المؤید بنصر الله ضرب فی حسن آباد ۷۶۰	مورخین کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ سکہ محمد شاہ اول نے اپنے والد ماجد کے نام سے جاری کیا تھا
۲	محمد شاہ اول بن علاء الدین حسن گنگوے بہمنی	ابوبکر عمر لا اله الا الله محمد رسول الله عثمان علی	المؤید بنصر الله عبد سعید محمد محمود ضرب فی حسن آباد	یہہ سکہ مربع شکل میں ہے
۳	مجاہد شاہ بن محمد	بادشاہ غازی مجاہد شاہ بہمنی	المؤید بنصر الله ضرب فی حسن آباد ۷۷۶	صرف تین سال بادشاہ رہا تھا۔ آخر کو قتل کیا گیا۔
۴	داود شاہ بن علاء الدین حسن گنگوے بہمنی			صرف ۵۷ دن سلطنت کی آخر قتل کیا گیا۔
۵	محمود شاہ بن علاء الدین حسن گنگوے بہمنی اول	محمود شاہ بہمنی السلطان	المؤید بنصر الله الغنی ضرب فی حسن آباد ۷۸۰	
۶	غیاث الدین بن محمود شاہ			صرف ایک مہینہ بیس دن سلطنت کی
۷	شمس الدین بن محمود شاہ			صرف ایک مہینہ ۲۷ دن سلطنت کی

۸	فیروز شاہ بن داؤد شاہ	فیروز شاہ بہمنی السلطان	الراجی رضوان الغنی ضرب فی حسن آباد ۸۰۰	
۹	احمد شاہ بن داؤد شاہ بہمنی	شہاب الدنیا والدین السلطان احمد شاہ ضرب فی احمد آباد بیدر	المستعین باللہ المنان سمی خلیل الرحمن ابو المظفر ۸۲۵	
۱۰	السلطان علاء الدین بن احمد شاہ بہمنی اول۔	علاء الدنیا والدین بن احمد شاہ ولی البہمنی	المتوکل علی اللہ الغنی ضرب فی ۸۳۸ احمد آباد بیدر	
۱۱	السلطان ہمایون شاہ بہمنی	السلطان ہمایون شاہ بہمنی	المتوکل علی اللہ ۸۶۲ الغنی ضرب فی احمد آباد بیدر	
۱۲	نظام شاہ بہمنی	ابن ہمایون شاہ نظام شاہ السلطان	الواثق باللہ ۸۶۵ نظام الدنیا والدین ضرب فی بیدر	
۱۳	سلطان محمد شاہ بہمنی	ہمایون شاہ محمد شاہ بن السلطان	المعتصم باللہ شمس الدنیا والدین ۸۶۷ ضرب فی محمد آباد بیدر	
۱۴	سلطان محمود شاہ بہمنی ثانی	محمد شاہ بہمنی محمود شاہ بن السلطان	المتوکل علی اللہ ۸۸۷ الولی ضرب فی محمد آباد بیدر	
۱۵	سلطان احمد شاہ ثانی بن محمود شاہ البہمنی	محمود شاہ ثانی احمد شاہ بن السلطان	المؤید بنصر اللہ ۹۲۴ الغنی ضرب فی محمد آباد بیدر	
۱۶	سلطان علاء الدین بن احمد شاہ ثانی	علاء الدنیا والدین بن السلطان احمد شاہ ثانی	المتوکل علی اللہ ۹۲۷ الفنوی ضرب فی محمد آباد بیدر	

۱۷	ولی اللہ بن سلطان محمد شاہ ثانی	محمود شاہ ثانی البہمنی السلطان ولی اللہ بن ۹	المؤید بنصر اللہ ضرب فی محمد آباد بیدر ۹۲	
۱۸	کلیم اللہ بن احمد شاہ بہمنی	کلیم اللہ البہمنی السلطان ۳۲	المؤید بنصر اللہ الغنی ضرب فی احمد آباد بیدر ۹	خاتمہ سلاطین بہمنیہ

محاصل ذیل کے اصطلاحی معانی

دربانی - وہ محصول ہی کہ کوئی غریب الدیار وتاجر بدون اجازت نامہ شہر مین داخل نہین ہو سکتا تہا - اجازت نامہ یعنی ٹکٹ داخلہ دس جیتل فیس مساوی ۴ر محصول دیکے ملتی تہی ٹکٹ کے ذریعہ سے تجار وغربائے دیار شہر مین داخل ہو سکتے تہے.

راہداری - وہ محصول ہی کہ مسافرین واردین وصادرین بدون برات راہداری ایک شہر سے دوسرے شہر مین جا نہین سکتا تہا اس لئے کہ راستہ کے تہانون وناکون مین سخت روک ٹوک ہوتی تہی - برات راہداری کی فیس بیس جیتل مساوی آٹھہ آنہ لیجاتی تہی جاگیردار ومقطع دار وغیرہ بہی مسافرون سے محصول لیتے تہے کہین زائد کہین کم لیا جاتا تہا - کوئی قاعدہ وقانون کا پابند نہین ہوتا تہا - اکثر جاگیردارون ومقطع دارون سے رعایا پر ظلم ہوتا تہا حسن گنگوئے بہمنی نے اس قسم کے محاصل موقوف کردئے تہے - تحفۃ الخوانین مین لکہا ہے کہ تیموریہ سلاطین نے بہی موقوف کردیئے ہے

عاشوری - وہ محصول ہی کہ طوائف الملوک دکن محرم کے اخراجات کے لئے زمیندارون سے علاوہ مال واجب بحساب فی روپیہ ایک جیتل لیتے تہے - ایک روپیہ مساوی چالیس جیتل ہوتا ہے - یہہ رقم

سرکاری خزانہ مین جمع ہوتی تہی - سالانہ عشرۂ محرم مین صرف کیجاتی تہی - تعزیہ دارون و
مرثیہ خوانون کو دیتے تہے - شربت و کہچڑی تیار کرکے مساکین و غربا کو کہلاتے پلاتے تہے -

دیوانی - وہ محصول ہے کہ زمیندارون سے علاوہ خراج حق دیوانی و دفتر لیا جاتا تہا بحساب
فی روپیہ ایک چیتل لیا جاتا تہا -

مقدمی - وہ ہے کہ مقدم زمیندارون سے ہر ایک کہیت سے ایک ٹوکرا متوسط غلہ بریدہ کا
بہرا ہوا لیتا تہا - یا نقدی تخمیناً غلہ بریدہ کی قیمت وصول کرتا تہا -

سہ بندی - وہ ہے کہ جو سپاہ چوکیدار ہنگامی غلہ کی محافظت کے لئے مقرر کئے جاتے تہے اونکی
تنخواہ کیلئے زمیندارون سے فی روپیہ بحساب ایک چیتل لیا جاتا تہا -

جرمانہ - وہ ہے کہ مجرمین سے بمعاوضہ جرم لیا جائے اسکا مقدار معین نہین ہے حاکم کی رائے
پر ہے مقتضائے حال کے موافق جسقدر چاہے کرے -

مال امانی - وہ مال ہے جو مستامن سے بعوض امان جان لیا جائے اسکی بہی مقدار معین نہین
ہے حسب قرارداد لیا جاتا تہا -

مال پیشکش - وہ ہے کہ امرا و رؤسا اور جاگیردارون وغیرہ سے ایک رقم معتدبہ سالانہ
لیجائے اگر پیشکش سالانہ مین تاخیر ہو تو مطالبہ کیا جاتا تہا -

مال قلعہ - وہ ہے کہ زمیندارون سے رسد و سامان کے معاوضہ مین نقد رقم لی جائے
یا سامان رسد وصول کرین -

مال نذرانہ - وہ ہے کہ ملازم وغیر ملازم بادشاہ کو اظہار خوشی کے لئے نذر دیتے ہین مثلاً عیدین

وجشنہائے نوروز وسالگرہ وغیرہ مین پیش کرتے ہین۔ اگر کوئی ملازم نذر نہ دے تو مطالبہ نہین کیا جاتا۔ نذر وپیشکش مین یہی فرق ہے پیشکش مین مطالبہ ہوتا ہے۔

مال خمس - وہ کہ تجار سے ⅕ بطور زکوۃ لیتے تہے۔ یہہ رقم بیت المال مین جمع رہتی تہی مساکین وغربائے اسلام ویتامی کو دی جاتی تہی۔

مال جنگی - وہ ہے کہ غلہ ومیوہ جات وبقولات وغیرہ سے خفیف محصول فی ٹوکرا ایک جیلکا مساوی نصف پیسا لیا جائے اور قضاۃ دائمہ مساجد ومحتسبین واہل خوانق کے ملازمین سبزی وغلہ فروشون سے ایک مشت یعنی چنگل بہر کے غلہ ومیوہ وسبزی وصول کرتے تہے۔ اس وجہ سے اس محصول کا نام جنگی مشہور ہوا۔

سر دہی - وہ ہے کہ ہر ایک گائون وموضع سے کچہہ رقم سالانہ دفتر وکچہری کے اخراجات کے لئے لیتے تہے۔ جاگیرداروں وقضاۃ ومحتسبین کو بہی سلاطین کے طرف سے سر دہی مقرر کی جاتی تہی۔ سر دہی کی سند بہی عطا ہوتی تہی۔ سلاطین تیموریہ وغیرہ تیموریہ کے عہد مین اس قسم کی سندین دیکہی ہین۔

مال جزیہ - وہ ہے کہ ہنود سے بطور ٹیکس لیتے تہے۔ وہ تین قسم سے ہوتا تہا۔ اعلی ۴۸ درہم اوسط ۲۴ درہم ادنی ۱۲ درہم

محمد شاہ کی شادی اور اُسکی خالہ سلطان جہان کا ملتان سے آنا

حسن گنگوئے بہمنی نے تخت نشینی کے بعد ہی اپنے فرزند سعادتمند کی شادی کی تیاری شروع کی۔ ملک سیف الدین غوری کی دختر نیک اختر سے نسبت قرار پائی۔ وزیرو

بادشاہ کی شادی سے یہ غرض تہی کہ اس تقریب مین امیران صدہ وراجگان دکن کیساتہہ
حسن سلوک کیا جائے۔ اور تمام کو احسان و کرم کے ساتہہ حلقہ بگوش بنائے۔ اولاً شہر
گلبرگہ کو آرائش و نگارش سے رشک فردوس برین بنادیا۔ ہر ایک کوچہ و بازار کو نمونہ
گلزار۔ اور ہر ایک محلہ و گوشہ مین باورچیخانے قائم کردئے۔ اور باورچیان پختہ کار مقرر
کئے۔ اور حکم واجب الاذعان دیا کہ اقسام اقسام کے کہانے اور انواع انواع کے حلوے
تیار کرکے سلیقہ کے ساتہہ دسترخوانون پر چنکے اذن عام جاری کرین۔ کہ امیر و فقیر بغیر روک
و ٹوک آئین۔ تناول طعام سے مرہون منت فرمائین۔ اور ہنود کیلئے ہر ایک مقام مین انبارخانہ
قائم کردیا کہ ہر ایک اہل اصنام کو خشک طعام مع تمام لوازم طعام تقسیم کرین۔ اس اہتمام کے صدر مہتمم
ملک سیف الدین غوری وکیل السلطنت و گانگو پنڈت صدر محاسب سلطنت تہے۔ اہل اسلام کا
اہتمام ملک موصوف کے سپرد تہا۔ اور اہل ہنود کی تقسیم و مدارات پنڈت کے متعلق تہی شادی
کے جشنون کا ابتدا ۲۴ تاریخ ربیع الآخر ۷۵۲ھ ہجری سے ۲۴ تاریخ ربیع الآخر ۷۵۳ھ ہجری
تک برابر جاری رہا۔ اس مدت مین گلبرگہ کے باشندون کے گہرون مین باورچیخانے سرد تہے،
کل بادشاہ کے مہمان تہے۔ شہر کے ہر کوچہ و بازار مین سور و سرور تہا۔ کثرت نقش و نگار سے
در و دیوار پر عالم نور تہا۔ راگ و رنگ و نغمہ و چنگ سے منازل گونج رہے تہے۔ رقص و سرود
و آوازہ رباب و رود سے اہل زمین مست ہو رہے تہے۔ اور شہر مین جا بجا تماشے و جلسے
نمایان تہے۔ خاص و عام خوشی و خرمی کی نشہ مین متوالے بن رہے تہے۔ اسی شادی کے
جشن مین ملکہ جہان نے اپنے شوہر حسن گنگو بہمنی سے کہا افسوس کہ ایسے جلسہ مین میری

ہمشیرہ شریک نہین - کاش ہوتی تو خوب ہوتا - پادشاہ نے پوچھا کہان ہے - اُس نے کہا کیا آپ بھول گئے شہر ملتان مین ہے - اُسیوقت بہمنی باہر آیا - اور فی الفور چند سوار روانہ کئے - اور اُنکو ہدایت کی کہ ملک سیف الدین غوری کی ہمشیرہ سلطان جہان کو لائین - اور غوری و پنڈت کو تاکید کی کہ شادی کے جشنون کو برابر جاری رکھین اور عقد کی تاریخ تبدیل کرین - حسب الحکم جشنونکا سلسلہ جاری رکھا گیا - سات مہینے کے بعد ملکہ جہان کی ہمشیرہ کو لائے - اور لشکر مین شہرت ہوئی کہ ملتان سے سلطان جہان ملک سیف الدین غوری کی بڑی ہمشیرہ آئی ملکہ جہان نے ہمشیرہ کے آنیکی بہت ہی خوشی منائی - اور اپنے شوہر کا شکریہ ادا کیا - پہر عقد کی تاریخ مقرر کی گئی - اور تاریخ مقررہ پر عقد خوانی ہوئی - اور ہر طرف سے مبارک بادی کا آوازہ بلند ہوا - تمام امرا و وزرا اور رعایا نے نذرین دکہائین - اور بیشمار دولے پر زر و جواہر نثار کئے - پادشاہ نے امرا و وزرائے ریاست و معززین و معتمدین دولت کو دس ہزار خلعت زربفت و مخمل و اطلس اور ہزار گہوڑے عربی و ترکی مع زین و لجام زرین - اور بقول فرشتہ دوسو و بقول مولف ملحقات[۱] دو ہزار خنجر و شمشیر و بگلوس مرصع بجواہر دئے اور مشائخ و فقرا کو خلعتہائے فاخرہ و انعام وافرہ دیا - اکثر راجگان دکن شادی مین شریک تہے - مثلاً راجہ کولاس و راجہ شنکر کہیڑلہ - و راجہ کرناٹک - و راجہ مدگل وغیرہم یہ تمام ہی خلعت ہائے فاخرہ سے سرفراز ہوے - اور ملک سیف الدین غوری کو خلعت فاخرہ و اجازت نشست سے ممتاز کیا - حسن گنگوئے بہمنی نے شادی کی تقریب مین عطا و کرم و حسن اخلاق سے

[۱] از ملحقات ۱۲

اکثر سرکشون و باغیون کو مسخر کیا کیا ہندو کیا مسلمان بادشاہ کی مدارات و خاطرداری سے فرمان بردار و خیرخواہ بنگئے۔ کوئی مخالف نہین رہا جسن گنگوئے بہمنی امرائے دولت وراجگان ذی عظمت سے شادی کے جشن مین یارانہ ملتا تہا۔ شان شاہی کا خیال نہین کرتا تہا۔ امرا و راجگان دکن تسلیم و کورنش نہایت ہی ادب سے بجالاتے تہے اور بادشاہ کے مروت و خلق کے خانہ زاد بندے بنتے تہے۔

ایلورے کے عجائب عمارات کی سیر

طبقات کے مولف نے لکہا ہے کہ حسن گانگوئے بہمنی کی خدمت مین مصاحبین نے اسبات کی تحریک کی کہ ایلورے کے عجائب و غرائب عمارات جو راجگان قدیم کے یادگار ہین۔ اور صناعین چابکدست و سنگتراشان اعلی قدرت کی دستکاریان قابل دید ہین ایکروز بطریق تنزہ و تفرج ملاحظہ کیلئے چلنا چاہیئے۔ بہمنی مصاحبین کے اصرار سے راضی ہوا۔ ایک روز سیر و تماشا کے لئے مقرر کیا گیا۔ راستے درست کئے گئے۔ اور مغارات معدن العجائب کی صفائی کی گئی۔ صفائی و درستی کے بعد میدان پرفضائے راحت افزا مین ڈیرے و خیمے قائم کئے گئے۔ پہر بروز چارشنبہ بتاریخ بست و پنجم شوال ۷۵۳ ہجری مین بادشاہ بہمنی مع مصاحبین و وزرا و امرا مغارات معدن العجائب و مجمع الاصنام و التصاویر کے ملاحظہ کیلئے رونق افزا ہوا۔ ہر ایک مغارے کے تصاویر دیکہہ کے حیران ہوے۔ اور اوس وقت کے صناعین کی سنگتراشی و تصاویر کی خوشنمائی اور صفائی و رنگ آمیزی کی تحسین و تعریف کرتے تہے۔ اور کتنے تہے کہ قوم عاد کے صناع یہان آئے ہونگے اور کوئی کہتا تہا کہ چین و تاتار کے

نقاشون کے بنائے ہوے ہین۔ کوئی کہتا تہا کہ اوسوقت ہند ہی مین سنگ تراشی کا کام
نہایت نزاکت و لطافت سے ہوتا تہا اور ہند مین اس فن کا رواج عام تہا اس لئے کہ
ہند مین اکثر بتخانے اس قسم کی تصاویر حیوانات سے آباد پائے جاتے ہین۔ اور اس کا رواج
علمی طریق سے تہا۔ سینہ بسینہ نسلاً بعد نسلٍ ایک ہی خاندان مین رہتا تہا۔ ایک خاندان کے
بزرگ دوسرے خاندان والون کو نہین بتلاتے تہے۔ اور اوسوقت کے حکما و موجدین فنون نے
بہی اس فن مین کوئی ایسی کتاب تدوین نہین کی جسمین اس فن کے اصول و فروع لکہی ہون
اور پتہرون کے رنگ و روغن و آلات تراش و خراش کی کیفیت و ماہیت نہین لکہے۔
اسی وجہ سے یہہ فن نادر ہند سے مفقود ہوگیا۔ کوئی کہتا تہا کہ ضرور حکمائے ہند نے اس فن مین بہی
کوئی کتاب سنسکرت مین مدون کی ہوگی لیکن انقلاب زمانہ سے جیسا کہ زبان سنسکرت گمنام
و مفقود الخبر ہوگئی۔ اوس کے ساتہہ ہی کتب مدونہ علوم و فنون بہی مفقود و نابود ہو گئے
غرض سیر کرتے ہوے اور باہم مطالبہ کرتے ہوے ایک مغارے سے دوسرے مغارہ مین گذرتی تہے
بعض مقام مین در و دیوار و ستون و منار پر کتبے دیکہے۔ سنسکرت جاننے والون کو بلائے
اور کتبہ کو پڑہائے۔ امتداد زمانہ کی وجہ سے خطوط جابجا سے مٹ گئے تہے۔ برابر پڑہے
نہین جاتے تہے۔ پورا پورا مطلب معلوم نہین ہوتا تہا مشکل سے ایک کتبہ پڑہا گیا۔ اور
اوسکا ترجمہ کیا گیا بجنسہ ذیل مین لکہا جاتا ہے۔

بارگاہ کے کتبہ کا ترجمہ

عمارات کا بانی کہتا ہے۔ اوسکا یہہ مضمون تہا۔ مین نے یہہ عمارات نمونہ دربار شاہی

مع تصاویر لوازم دربار اس غرض سے تعمیر کرایا کہ زمانہ آیندہ مین جو وارثین ملک آئین گے
اور عمارت کو دیکھہ کے ہمکو نیکوکاری و نیکنامی کے ساتھہ یاد کرینگے - اور ہماری شان و شوکت
اور ہمارے اقبال و زوال کی کیفیت معائنہ کرکے دنیاے ناپائیدار کی بیوفائی سے سبق عبرت
لین گے - اور دنیا کی آرائش و نمائش و آسایش و آرائش پر فریفتہ نہونگی - اور عدل و انصاف
و داد و دہش پر آشفتہ ہون گے - اور دنیا مین نیک نامی پائینگے - اور عقبی مین اپنے کردار
پسندیدہ کا اجر - اگر زمانہ استقبال مین کوئی داور داد گستر و حاکم عدل پرور ایسی عمارات
بنانا چاہیگا تو اوس سے کہو کہ ایسے عمارات کے تعمیر کرنیکے لئے بیس ہزار معمار مثل استاد سنمار
جو فن سنگتراشی و نقاشی مین مہارت تامہ اور فنون تعمیر و ترمیم مین لیاقت کاملہ رکھتے ہون
جمع کرے اور ہزار سال برابر کام لیتا رہے اور اس قسم کے عمارت کی تعمیر کے لئے خزانہ کا دروازہ
کہولدے اور کئی قرون تک تعمیر کا کام جاری رکھے تو شاید تعمیر کرسکیگا - اور اپنے زمانہ کا
یادگار چھوڑیگا - کتبہ کا مضمون تمام ہوا - ملحقات کے مولف نے لکھا کہ اس کتبہ کے مضمون
سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عمارت کے بانی نے اسکا نظیر ممتنع الوجود سمجھا ہے لہذا اس کے
ثانی کی تعمیر کو معلق بالمحال کیا ہے یعنے اسکا نظیر بنانا غیر ممکن ہوگا - پس حسن گنگوی بہمنی
اور اوس کے مصاحبین اوس زمانہ کے حکما و فلاسفہ و بنّائین کی الوالعزمی کی تعریف
و تحسین کرنے لگے - اور اوس زمانہ کی کثرت دولت و جاہ و حشمت پر تعجب - اور ان ہمہ
کی حکمت و دانائی کے قائل ہوے - اور در و دیوار کے نقش و نگار دربار کے شاہ نشینون
کی تزک و وقار دیکھہ کے کہنے لگے ما اعظم شانہ وما اکرم مکانہ - اسیطرح

ہر ایک مغارین جانتے تہے۔ اُس کے تصاویر کی خوبی و نزاکت اور اُسکی عمارت کی رفعت ولطافت دیکہہ کے حیرت کے دریا مین ڈوب جاتے تہے۔ اور عالم تعجب مین صورت تصویر بنجاتے تہے۔ بادشاہ بہمنی سیر و تماشے مین ایک ہفتہ تک ایلورہ کے میدان پر فضا و راحت افزا مین قیام پذیر رہا اُسوقت ایلورہ کے صنم کدون کا سلسلہ اجنٹہ تک تہا مگر درمیان سے اکثر منہدم و معدوم ہو گئے تہے۔ اور امتداد زمانہ کی وجہ سے خراب و مرمت طلب ہو گئے تہے۔ فی زماننا منجملہ چودہ یا پندرہ عمارتین موجود ہین۔ اونمین شکست و ریخت ہو گئی ہے سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ کی توجہ و عنایت سے اوسکی تعمیر و ترمیم ہوتی ہے اور صفائی کا بہی اہتمام عمدہ ہے۔ وہان کی آمد و رفت کے راستے درست کردئے گئے ہین۔ اکثر بلاد و امصار کے غربا و سیاح سیر تماشے کیلئے آتے ہین۔ نقش و نگار کے دیکہنے سے محظوظ ہوتے ہین۔ ہندوستان کے عجائبات کی فہرست مین آگرہ کے روضہ کا نام اول درجہ و ایلورہ کا نام دوم درجہ مین لکہتے ہین۔ یہہ زمانہ قدیم کے عجائبات کا نمونہ ہے۔ راجگان متقدمین کی شان کی نمائش کا آئینہ ہے۔

ایلورہ کے عجائب و غرائب و عمارات اور اونکے بانی پرچندیرا و مہاراجہ دکن کا ذکر

تحفہ الملوک کے مولف مولوی رفیع الدین صاحب شیرازی نے لکہا کہ ہنود کی تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ دکن مین پرچندرا و نام ایک مہاراجہ تہا۔ سرحد گجرات و دکن و تلنگانہ سے سرحد ملیبار و کوکن تک تمام ممالک پر سلطنت کرتا تہا راجگان دکن و کوکن اوس کے فرمان بردار و خراج گذار

تہے۔ مہاراجہ کریم السیر و عدل گستر و خوش اخلاق و خوش اشفاق تہا۔ تمام رعایا و سپاہ اوس کے سایۂ عاطفت مین آسایش و آرام سے زندگی بسر کرتے تہے۔ خوشحال و فارغ البال تہے۔ مہاراجہ بہار کے موسم مین ممالک محروسہ کے دورہ کو نکلتا تہا۔ خلائق کو اپنے فیض عام سے بہرہ ور کرتا تہا۔ جس مقام مین زمین پرآب و سیراب و خوش ہوا دیکہتا تہا وہان عمارات عالیہ و تالاب ہائے جاریہ بنا کرتا تہا۔ اور جابجا عمارات و تبخانجات نہایت سنگین و مستحکم بناتا تہا اوس زمانہ مین سنگتراشی و نقاشی کا کام نہایت صفائی و نزاکت سے ہوتا تہا۔ ابتک تبخانون کے نقش و نگار سے اونکی دستکاریون کی تصدیق ہوتی ہے۔ اور عمارات کی صورت و ہیئت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ عمارات زمانہ حال کے یادگار ہین۔ امتداد زمانہ و انقلاب ایام سے اونکی خوبی و صناعی مین کچہہ تغیر نہین ہوا۔ کتبون و نقشون سے ثابت ہوتا ہے کہ ہزار ہا سال کے عمارات ہین۔ دہارانگر۔ دیوگڈہ۔ دولت آباد مہاراجہ کا دار السلطنت تہا۔ اوس کے بعد کے راجہ دیوراو نے جو مہاراجہ کے خاندان سے تہا اوسکا نام دیوگڈہ رکہا اور تغلق بادشاہ نے دولت آباد۔ اور فتح خان بن ملک عنبر نے فتح آباد۔ لیکن دولت آباد مقبول عام ہوا ابتک اوسی نام سے مشہور ہے۔ دہارانگر ہر چند راو کے زمانہ مین نہایت آباد و معمور تہا۔ یہان ریشمی کپڑون کے بیشمار کارخانے تہے۔ زربفت و حمرو مخمل و مشروع متعدد اقسام کے بنتے تہے۔ ساڑی و سیلے و ململ نہایت ہی نفیس و نازک بنے جاتے تہے کارچوبی و زردوزی کا کام بہی عمدہ و پاکیزہ ہوتا تہا۔ اطراف و جوانب کے بلاد و قصبات مین بہی متعدد کارخانے تہے۔ ملک کی سیرابی و خوش آبی کی وجہ سے شہر کے اطراف مین

چار چار میل تک باغات تھے۔ میوے کثرت سے ہوتے تھے مثلاً انگور و سیب و انجیر و نارنگی و لیمو و کھرنی و جامن و توت و شہتوت و نیشکر و انبہ وغیرہا نہایت ارزان تھے۔ ایک جیتل کو ایک ٹوکری آتی تھی۔ ابریشمی پارچجات کیلئے اقطار و امصار کے سوداگر چین و عرب و سمرقند و کاشغر و لاہور و دہلی وغیرہ سے یہان آتے تھے اور یہان کے نفائس کپڑے لیجاتے تھے غیر ممالک کے سلاطین و امرا رغبت سے خریدتے تھے۔ اور قیمت کے علاوہ سوداگرون کو انعام و خلعت دیتے تھے۔ دکن کی تجارت و صنعت اور بادشاہ کی عدالت کی شہرت تمام عالم مین پھیل گئی تھی تجار و اہل العلوم و الفنون دور دور سے یہان آتے تھے اور یہان کی دولت و نعمت کو دیکھ کے متوطن ہو جاتے تھے اور ایسے جمتے تھے کہ مرکے اوٹھتے تھے۔ شہر و بیرون شہر معمور و آباد تھا۔ کئی میل تک آبادی کا سلسلہ پہنچ گیا تھا روز بروز آبادی بڑھتی جاتی تھی۔ شہر کے چارون طرف کوسون تک باغات کی سیرابی شادابی نظر آتی تھی اور مکانات کی سلسلہ بندی نہایت خوشنما و راحت افزا معلوم ہوتی تھی۔ بیرون و درون شہر جدہر دیکھو ادہر سبزہ و تماشا و نشست و صحرا پر فضا و دلکشا تھا۔ پرچند رائے علم دوست تھا۔ اوسکے اہل مجلس علما و منجمین و مہندسین تھے۔ صناعین و بنائین کو بھی عزیز رکھتا تھا۔ اوسکا دربار مجمع علوم و فنون تھا۔ صاحبان علوم و فنون کی بڑی قدر کرتا تھا۔ اوسکی قدردانی کی شہرت سنکے دور دور سے بلاد و امصار کے ارباب علوم و فنون دکن مین آتے تھے۔ کشمیری پنڈت و سندی منجم و چینی صناع مصری بنا اکثر اوس کے ملازم تھے۔ یہانکی رعایا کیلئے علم و ہنر کے مدارس کھولے تھے۔ مہاراجہ کی توجہ سے علم و ہنر ترقی کی بلندی پر عروج کر رہا تھا۔ علم و ہنر کا

بازارگرم رہا تہا بعد مین انقلاب زمانہ سے مدارس برخاست ہو گئے خلف کے راجاؤن مین سے کسی نے اسطرف توجہ نہین کی۔ درس و تدریس خانگی طور سے ہونے لگی۔ اور صنعت و حرفت کا علم موقوف ہو گیا۔ مگر عملی تعلیم کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ جس خاندان مین جو پیشہ موروثی چلا آتا تہا اوسی خاندان تک محدود رہتا تہا جہالت کی وجہ سے غیر خاندان کے فرد کو نہین سکہلاتے تہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہند کے اکثر علوم و فنون گمنام ہو گئے۔ اقسام اقسام کے فنون خاک مین مل گئے۔ اب بہی موجود ہین مگر بہت ہی کم۔ علم نہین ہے مگر کام وہی نزاکت قدیمہ و نفاست دیرینہ کی جہلک دکہاتا ہے۔

ایکروز پرچیدراو کی مجلس مین مجمع علما تہا عمارات کی نسبت گفتگو ہو رہی تہی۔ مہاراجہ نے کہا کہ مین نے اپنے ممالک محروسہ مین بیشمار عمارتین تعمیر کین۔ مگر کوئی عمارت ایسی نہین ہے کہ زمانہ دراز تک باقی رہے۔ مین چاہتا ہون کہ ایسی عمارت تیار کرون کہ عجیب و غریب ہو اور مدت دراز تک یادگار رہے اور عالم مین مشہور و معروف ہووے۔ مجلس مین اکثر مہندس و معمار سنگ ستار و سنگ تراش حاضر تہے سب نے متفق ہو کر عرض کیا۔ مہاراج اس شہر کے اطراف مین جو پہاڑ ہے تمام روئے زمین کے پہاڑون سے نرالا ہے۔ اور پہاڑون کی طرح کہین رخنہ و شگاف نہین رکہتا ہے اور اسکا پتہر سخت و صاف ہے۔ نہایت ملائم و شفاف ہے۔ اس پہاڑ مین ایک ایسا مکان عالیشان بنانا چاہئے کہ اوسمین آٹہ دس بادشاہ مع کارخانجات رہسکین۔ اور متعدد کمرے و حجرے بنانا کہ کسیکو دوسری عمارت کی ضرورت نہو۔ اور ہر ایک کارخانہ مین آدمی و حیوانات کی مورتین پتہر کی بنائین۔ اور بادشاہی دربار اور حرم سرا اور مکان لشکر بہی پتہر سے تراشین ہر ایک مکان و محل موقع مین بنائین۔ آدمی وحیوانات کی تصویرین اس ہیئت و مقدار سے ہونی چاہئین کہ بعینہ صورت خلقی کا نمونہ ہوون

نہ چھوٹی ہون نہ بڑی - یہہ عمارتین آپکے موجودہ زمانہ کی نمونہ ہونگی - اور زمانہ استقبال کے آنے والے دیکھہ کے عبرت حاصل کرینگے - اور دنیا کے مال و دولت کی ناپائیداری پر افسوس کرین گے اور آپکی شان سلطنت اور اس زمانہ کی صنعت و دستکاری و رنگ آمیزی و نقاشی و سنگ تراشی کو دیکھہ کے تعجب کرینگے اور کہین گے ما اعظم شانہ -

مہاراج مہندسین و بنّائین کی تقریر سے متاثر ہوئے فرمایا اگر اسطرح ممکن ہو تو بیشک عجیب و غریب ہوگا - مین چاہتا ہون کہ اول اسکا نمونہ موم یا گچ سے تیار کرین مہندسین و بنّائین نے مہاراجہ کے ملاحظہ کے لئے ایک عمارت مع تصاویر چونہ و مٹی و اینٹ سے بناکے دکہلادے مہاراج دیکھہ کے بہت خوش ہوے - اور اجازت دی کہ ایلورہ کے پہاڑ مین بنانا شروع کرین حسب الحکم پہاڑ مین سنگ تراشی و نقاشی کا کام شروع ہوا - پہلے پہاڑ مین خلوتخانہ شاہی کا بنانا شروع کیا - اور چہت بلند پتہر ہی مین تراشا - مکان عریض و طویل بنایا اور اوسمین بڑے بڑے طاق بہی قطع کئے - پتہر کو ایسی خوبی و صفائی سے تراشنے کہ صاف و شفاف اسطرح تہا کہ آئینہ جلی معلوم ہوتا تہا - اور پتہر کو کسی قسم کا روغن دیا کہ روغن سے پتہر جلادار ہوگیا - اور بعض سقفون مین گاڑی بیلون کی تصاویر نزاکت و لطافت سے بنائے ہین - اور بعض طاقون مین اونٹون کی قطار قائم کئے - اور بعض مین گہوڑون کے طویلے مع زین و لجام - انہین مورتون کے قریب آدمی کی صورتین بطور سائیس و شتربان و گاڑیبان بنائین - گویا یہہ خدمت کے لئے مستعد کہڑے ہین - اور بعض کی صورتین اسطرح معلوم ہوتی ہین کہ آمد و رفت کر رہے ہین - او

حیوانات درندہ و پرندہ و چرندہ کی صورتین محل و موقع سے قطار قطار ہین - اور سپاہ کی
تصاویر مسلّح سو یا دو سو گویا یہہ سب محافظت کر رہے ہین دولتخانہ کے دروازہ پر چند ہاتی چہوٹے
بڑے تراشے ہوے ہین - اور قریب چند آدمی کہڑے ہین گویا فیلبان خدمت کیلئے حاضر ہین

دہلیز دولتخانہ

دولتخانہ کے ایک جانب چار طاق بزرگ و فراخ پتہر سے تراشے - دو مختصر دو دراز گویا یہہ
دولتخانہ کے دروازے ہین - اور طاقون مین دو بڑے بڑے کمرے بنائے ہین گویا یہہ دربانو کی
نشست گاہ ہین - اور دونو کمرون مین پانسو چہہ سو آدمی کی تصویرین بعض کہڑی ہین اور
بعض بیٹھی ہوئی ہین - تمام مسلّح ہین - مکانات کے خارج مین تلوار و خنجر و کٹار و نیزہ و کمان
و ترکش و تیر کی جا بجا تصویرین مجسم بنائی ہین - نہایت ہی صاف و نازک دیکھنے سے حیرت
ہوتی ہے - مکان کے اندر جو صحن وسیع و پر فضا ہے اوس کے چارون طرف حجرے و کمرے
تراشے ہین گویا سلطنت کے کارخانجات ہین - مثلاً سلاح خانہ - و فراشخانہ و آبدار خانہ و
شربت خانہ وغیرہ ہین ان محلات بین پچاس ساٹہہ آدمی کی تصویرین ہین گویا ہر ایک کام
کے لئے مستعد ہے - اس محل کے بعد اور متعدد محلات ہین وہ بہی اسیطرح پر تکلف و درست
ہین - دوم محل کا میدان اول محل کے میدان سے زیادہ وسیع و فراخ ہے اور اس مین بہی
چند کمرے و حجرے ہین - اور سوم محل دوم محل سے ملا ہوا ہے اوسمین دار الضرب و زرگر خانہ
و فور خانہ و جامدار خانہ و خزانہ وغیرہ ہین - ہر ایک کارخانہ کے مناسب نقش و نگار ہین -
اور ملازمین کی بہی متعدد تصویرین ہین - اور دربانون اور چوبدارون وغیرہ کی تصویرین

دروازون پر منقش ہین۔ ہم نقش و نگار اور تصویر کی وضع و طرز سے پہچان سکتے ہین کہ یہہ دار الضرب ہے وہ نوبتخانہ ہے یہہ دربان ہے وہ چوبدار ہے۔ یہہ سپاہی وہ سپاہ سالار ہے۔

بارگاہ شاہی دکارپردازان و خدام کے مقامات کا ذکر

ایک محل وسط پہاڑ مین وسیع الشان رفیع المکان عریض و طویل تراشا۔ اور اوس کے اطراف و جوانب مین حجرے اور طاق بعض مختصر پر تکلف بعض مطول پر زینت مرتب کئے اور صدر مین ایک شاہی دربار بنائے اور وہان ایک تخت منقش اقسام اقسام کے تصاویر سے نصب کیا اور اوسپر مہاراجہ کی تصویر قایم کی۔ اور تصویر کے گلے اور ہاتھہ مین اہل ہند کی رسم کے موافق انواع انواع کے زیور منقش بعض مجسم بعض منبت تہے نزاکت و لطافت صفائی و زینت مین بے نظیر مہاراجہ کے دہنے اور بائین طرف وزرا و امرا کی صورتین اور سر کے جانب خدمتگارونکی مورتین ہر ایک بموقع و محل پر مودب قائم ہین۔ اور چند محلدار ہاتون مین رومال و چنور لئے ہوے کہڑے ہین۔ اور بعض کے ہاتہہ مین صراحی و پیالہ اور بعض کے ہاتہہ مین پاندان و عطر دان ہے۔ پاندان کے طبق مین عطر دان وغیرہ اشیا کی تصویرین منقش مجسم ہین۔ اور بعض کے ہاتہہ مین پہولونکا طشت ہے پہولون کے نقوش بعینہ واقعی پہول معلوم ہوتے ہین۔ واقع مین تمام تصاویر و نقوش زینت و تکلفات و نزاکت و صنعات سے مزین و مرتب ہین۔ دیکہنے سے حیرت ہوتی ہے۔ اونکی تعریف و توصیف تحریر و تقریر مین نہین آسکتی اس بارگاہ کے سامنے سپہ سالار و کوتوال اور فوجی افسر کہڑے ہین۔ اور اون کے مقابلہ مین چند قطار سپاہ مسلح قائم ہین۔ سپاہ و افسر بارگاہ سے دو ہزار قدم کے فاصلہ پر ہین۔ اور بارگاہ کے میدان مین مہاراجہ کے مقابل

قوالون و کسبنون کے چند طائفے ہین اور اون کے قریب ہین بازیگر اور کشتی گیر اور پہلوانان شمشیر وپٹا باز اپنے اپنے ہنر و پیشہ مین مشغول ہین - ہر ایک کی ہیئت و شکل اوسی پیشہ کی صورت مین ہے گویا ہر ایک ہنرور اپنے اپنے کام مین مصروف ہے اور خاص چند ہاتی اور گہوڑے مع زین و لجام و زنجیر و گہنٹہ منقش ہین - اور چند خاص جلو خانے بہی مختصر بنے ہوے ہین - اور تین چار زنانہ محلات ہین - ہر ایک محل مین سو دیڑ سو رانیون اور خواجہ سراؤن اور گارڈنون کی تصویرین مختلف قائم ہین ہر ایک کی وضع وطرز نرالی ہے -

تحفۃ الملوک کے مولف نے لکہا کہ ایلورہ ہند مین بلکہ دنیا مین ایک عجیب و غریب جا ہے ہے عالم مین کہین اسکا نظیر دید ہے نہ شنید - ان عمارات و عجائبات کی بنا کا سلسلہ تقریباً چہہ میل تک تہا - اور انکے علاوہ شکارگاہین اور سیرگاہین بہی تہین - شکارگاہون کے اطراف مین سنگ و چونہ سے دیوار مستحکم بنائی گئی تہی فی الحال ۱۱۷۰ھ ہجری مین دیوارین جابجا شکستہ و افتادہ ہوگئی ہین - اور مشہور ہے کہ ایلورہ سے اجنٹہ تک پچاس فرسنگ کا فاصلہ ہے اسیطرح محلات و عمارات و شکارگاہون کا سلسلہ برابر تہا - لیکن امتداد زمانہ سے اکثر درمیانی شکارگاہین اور عمارتین افتادہ و خراب ہوگئین فی الحال اون کے کہنڈر نظر آتے ہین - مگر ایلورہ و اجنٹہ کے عمارات موجود ہین - انتہی کلام المولف المذکور - فقیر مولف کہتا ہے کہ فی زماننا کہ ۱۳۰۲ھ ہے درمیانی شکارگاہون کے کہنڈر و آثار ہی نہین دکہلائی دیتے - اور ایلورہ و اجنٹہ کی عمارتین شکستہ و ریختہ حالت مین موجود ہین - اور بعض کے چہت اور بعض کی دیوارین خراب و افتادہ ہوگئین ہین اور تاریخ نظامی کے مولف نے لکہا کہ ایلورہ کے عمارات سے فی الحال یعنی ۱۰۸۲ھ ہجری مین

بائیس عمارتخانہ قائم ہین۔ اور اجنہٹہ مین بہی اسیقدر موجود ہین۔ تم کلامہ۔
فی زماننا مجہے جیمس صاحب کی تاریخ سے معلوم ہوا کہ ایلورہ مین بارہ عمارتین موجود ہین شکستہ
و ریختہ حالت مین ہین سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ نے اوس عمارات قدیم کی حفاظت و نگرانی
عمدہ طرح سے کی ہے اون کے راستے درست و صاف کرائے۔ اور درندون و پرندون و چرندون
کو وہان سے نکالا۔ نہین تو بہی حیوانات وہان رہتے تہے۔ انسان کا گذر وہان ممکن نہین تہا
اب مقام محفوظ ہے۔ اکثر مشائخین امصار و بلاد سے آتے ہین سیر و تماشے سے محفوظ ہوتے ہین۔ دکن
کی سنگ تراشی و صنعت کی نزاکت و نفاست کو دیکہہ کے تحسین و تعریف کرتے ہین اور راجگان
دکن کی اولوالعزمی پر آفرین کہتے ہین۔ اب مین ایلورہ کے موجودہ عمارات کی کیفیت و کمیت انگریزی
تاریخ مولفہ جیمس صاحب سے نقل کرتا ہون کہ ناظرین اوسکے مطالعہ سے محظوظ ہووین۔ اور لطف
و مزہ اٹہائین۔ بیان مکرر ہے مگر مزہ و لطف مین قند مکرر ہے دلچسپی سے خالی نہین ہوگا۔
جیمس صاحب نے اپنی تاریخ مین لکہا ہے کہ بلدہ اورنگ آباد کے شمال مین جو پہار واقع ہین اونکی
اندر چند دیول پتہر کے تراشے ہوئے موجود ہین اور وہ مغارون و درون کے نام سے مشہور
ہین۔ اب یہان اُن پہاڑی دیولون و صنم کدونکا ذکر کیا جاتا ہے۔

مغار اول

اس مغار کے پیش رو جسکا طول ۷۴ فیٹ ہے کسی زمانہ مین چار ستون قائم تہے اور یہہ برآمدہ کے
سامنے بشکل ایک پیشگاہ یا سائبان کے معلوم ہوتی تہے یہہ ستون پہاڑ کے ایک بڑے جز کو
جسکی عمق کتنی ہی فیٹ تہی اور جسکا طول ۵۰ فیٹ سے زیادہ تہا برداشت کئے تہے مگر انقضائے

بانہ پر ستون مذکور اسقدر بار عظیم کو برداشت نہین کر سکے اس وجہ سے چٹان مذکور مین ایک شگاف
پیدا ہوا بعد ازان پیشگاہ کے ستونون کو کچلتا ہوا گر پڑا۔ جب ہم اس چٹان افتادہ و شکستہ کو مشاہدہ
کرتے ہین تو یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ شاید چٹان مذکور گذشتہ تیس سالون کے درمیان گرا ہوگا۔
برآمدہ کا طول ٧٧ فیٹ ٥ انچہ ہے اور اوسکا عرض ٩ فیٹ ہے اور اوسکے سامنے کے ستون
شمار مین آٹھہ ہین ہر ایک ستون کا پایہ ٢ فیٹ ٨ انچہ مربع ہے اُسکی بلندی بھی قریب قریب
اسیقدر ہے اس پایہ کے اوپر ستون ہشت پہلو ہے۔ مگر تیسرے چوتھے پانچوین اور چھٹے ستونون مین
چھوٹی چھوٹی تصویرین جنکی بلندی برابر بلندی چہت ہشت پہلو کے ہے۔ بانون کے گوشون پر
بیٹھے ہوے ہین۔ دوسرا اور چھٹے ستونون کے پائے بہ نسبت اور ستونون کے پایون کے زیادہ تر نیچے
ہین اور جسقدر کہ یہہ نیچے ہین اوسیقدر اجزائے ہشت پہلو بھی بہ نسبت دیگر ستونون کے اجزا ے
ہشت پہلو کے زیادہ اونچے ہین مگر ان ستونون ہین پایہ کے گوشون پر تصویرین نہین پائی جاتی ہین
اجزائے ہشت پہلو کے اوپر ایک ثلث حصہ اُن ستونون کا شانزدہ پہلو ہے اور اس کل حصہ کی
وسط مین ایک گل بوٹہ دار پٹی ہشت پہلو کی پائی جاتی ہے۔ ہر ستون کے نہا مین ایک جز شانزدہ
پہلو کا ہے جو ایک ہشت پہلو پٹی کے اوپر واقع ہے۔ اس ہشت پہلو پٹی مین تسبیح نما حلقون کے
اندر تصویرین مردون اور عورتون کی مختلف وضعات مین کھدی ہوئی ہین۔ صدر استون
پر ایک ستون کا ایک چوکا سنگ کا ہے جو عمق مین ١٠ انچہ اور عرض مین ٢ فیٹ ٤ انچہ ہے
صدر استون کے اوپر ایک پتھر کا براکٹ ہے جسکے کنارون پر تصویرین ہاتیون کی اور درمیان
مین دیگر تصویرین پائی جاتی ہین۔ پہلے۔ تیسرے۔ چھٹے۔ اور آٹھوین ستون بہت قریب قریب

مشابہ ہین - اور پہلا اور آٹھوان بالکل مشابہ ہین اور اسیطرح سے تیسرا اور چھٹا بھی - چارون
ستونون مذکورۂ بالا مین ہر ایک ستون کی شکل ہشت پہلو سے جوکہ اوپر پایہ کے سے ہے
شانزدہ پہلو مین - تبدیل ہوتی ہے اور ارتفاع جز شانزدہ پہلو کی جزہ ہشت پہلو کی ارتفاع سے
زیادہ تر ہے - تیسرے اور چھٹے ستونون کے ان پہلوون مین گل بوٹے کی صنعت ہے - چارون
ستونون مین سے ہر ایک ستون کی تراش شانزدہ پہلو کے اوپر تراش مدور پائی جاتی ہے جسمین
پٹیان گل بوٹے کے کام کی ظاہر ہین - پہلے اور آٹھوین ستون مین جزو مدور کے اوپر تراش
ہشت پہلو ہو جاتی ہے اور تیسرے اور چھٹے ستون بالاخر بشکل صدر استون ہو جاتی ہین جن کے
گوشون پر بیلین کندہ پائی جاتی ہین - اس کے اوپر ایک اور مدور پٹی ہے جسمین پتے منقش ہین
اس کے اوپر اور صدر استون ہین جنکے اوپر براکٹ لگے ہین ان براکٹون مین مختلف اقسام کے
جانورونکی تصویرین کندہ ہین - چوتھے اور پانچوین ستونونمین تراش شانزدہ پہلو کی چھوٹی ہے
اور تراش ہشت پہلو کی اوپر واقع ہے اون کے پایون کے گوشون پر تصویرین سنگ مین
کھدی ہوئین بحالت نشست پائی جاتی ہین - ان ستونون مین سے ہر ایک ستون کے
وسط مین ۳۲ پہلو کی تراش ہے اور اون کے اوپر ایک تنگ مکان جزو شانزدہ پہلو کا ہے
اور اُس کے اوپر ایک عمیق ہشت پہلو کی تراش ہے - جسکے ہر ایک پہلو مین ایک طاق ہے
اوس سپر کے وسط مین ایک تصویر فربہ مگر پست قد شخص کی کھدی ہوی ہے جو چارون
اطراف مین گل بوٹے دار حاشیہ سے گہیرے ہوی ہے - اس برآمدہ کے پیچھے کی دیوار مین
تین دروازے اور دو کھڑکیان ہین - دو دروازے اونمین سے ایسے ہین جنمین کسی قسم کے

نقوش زیبائشی نہین پائے جاتے ہین مگر ایک دروازہ جو وسط مین واقع ہے ان نقوش زیبائشی
سے خالی نہین ہے کیونکہ اوس کے بازؤن مین سب سے عمدہ نقوش کندہ پائے جاتے ہین اور دہلیز کے
کنارون پر ایک مرد اور ایک عورت کی تصویرین استادہ پائے جاتے ہین۔ کہڑکیون کے سر اور بازو
کے مقامات کتنے ہی خانون مین منقسم ہین جنمین سے ہر ایک مین مرد اور عورت کے تصویرین اسطور سے
کندہ ہین گویا وے ایک دوسرے سے محبت ظاہر کرتی ہے انسے باہر پیچدار نقوش بشکل نصف
دائرہ کے ہین جنکے باہر جو بڑے نقوش تینون کے پائے جاتے ہین اُس کہڑکی کا کام جو بڑے دروازہ
کے مغرب مین واقع ہے ختم نہین ہونے پایا ہے اس کہڑکی کے اور مغربی دروازہ کے درمیان مین
ایک تصویر بدہ کی ہے جو پدم آسن[1] کے اوپر بیٹہا ہوا نظر آتا ہے اور اوسکی خدمت کیلئے چند چنور برداروں
کی تصویرین کندہ ہین اور دوسرے تصویرین بہی کندہ ہین جنکے ہاتہون مین کنول کے گلدستے ہین
اور پانچ سر ناگ کے اون کے سرون پر کہڑے ہوئے ہین۔ جب برآمدہ سے نکل کر باہر کیطرف نکلتی ہین
تو دیوار پر ایک قطار بدہ کے ساتہہ تصویرون کی پائی جاتی ہے جو حالت نشست مین ہین
اور اون کے ہر ایک کنارہ پر ایک بودہ ستو کی تصویر ہے یعنی اُس بدہ سادہو فقیر کی
جو اپنے دوسرے جنم مین بدہ کا اوتار لیگا۔ جب ہم دہار کے اندر داخل ہوتے ہین تو معلوم
ہوتا ہے کہ دہار بندکور کو ۲۸ ستونون کا بنانا چاہتے تہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ اُسکا اختتام کسی
ایسے واقعہ کے سبب نہو سکا جسمین اہل بودہ کا رسوخ ان مقامات پر سے جاتا رہا۔

مغار دوم

اس غار کی عمارت کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ عمارت سادہو فقرا کے خانقاہ و تکیہ کے مشابہ ہے

[1] پدم آسن سے کنول کی نشست مراد ہے ۱۲ — پرستشگاہ ۱۲

یا دیول ہوگا۔ عمارت کی طرز براہمہ کے دیولون کی طرز کے مانند ہے اس غار کے سامنے کی عمارت
بالکل منہدم و نابود ہوگئی ہے مگر قرائن و آثار مندرسہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ ایک برآمدہ اندرونی
عمارت کا تہا۔ جسکا طول ۱۲ فیٹ ۶ انچہ تہا۔ اور عرض ۲ فیٹ دس انچہ۔ اس برآمدہ مین دو مربع
ستون تہے اور اونکے مقابلہ مین دو ستون سادے غیر منقش تہے۔ اس منہدم برآمدہ کے عقب مین
ایک کمرہ ہے جسکا فرش دو فیٹ بہ نسبت فرش برآمدہ کے زیادہ بلند ہے۔ اس کمرہ کے پیشتر و پر دو مربع
ستون ہین جنمین نقوش نہایت صفائی سے کٹے ہوے ہین۔ کمرہ مذکور کا عرض اوسکے پیشتر و پر ۲۱ فیٹ
اور ایک انچہ ہے اور اُسکے پشت کی دیوار کی طرف چوبیس فیٹ چہہ انچہ ہے اور اوسکا طول چہتیس فیٹ دس انچہ
ہے اور اوسکی ارتفاع دس فیٹ ہے اس کمرہ کے اندر ایک پرستشگاہ ہے جسکے چارون طرف چار فیٹ
چوڑا راستہ طواف کے لئے بنا ہوا ہے اور اوسکے سامنے یہہ راستہ نو فیٹ چوڑا ہے اس پرستشگاہ کی پیشتر و طول مین
چودہ فیٹ ایک انچہ ہے اور اوسکے وسط مین ایک دروازہ بنا ہوا ہے جسکا عرض تین فیٹ چار انچہ ہے
اس دروازہ کے ہر ایک طرف ایک ایک لمبے قد کا دربان مع چند ملازمین کہڑا ہوا ہے۔ اس دروازہ پر
متعدد چہوٹے چہوٹے تصویرین بدہ کی تراشی ہوئی ہین۔ اور ہر ایک تصویر کی خدمت مین دو دو
جنور بردار کندہ ہین۔ دروازہ کے ہر ایک ستون سادہ کے پایہ کے سامنے ایک ایک تصویر نو مند
شخص کی کندہ ہے جسکا سرپیچ یا ٹوپی بہت اونچی ہے۔ دربانون کے قد کی درازی نو فیٹ ہے
اور ہر ایک کنول کے گلدستہ پر کہڑا ہوا ہے وہ دربان جو بائین طرف کہڑا ہے سادہ لباس پہنے ہوے
ہے مگر اوس کے سرپیچ مین کسیقدر صنعت ہے پیشانی کے پیچ پر جو جواہرات کی صنعت ہے اور اُس
صنعت کے اندر ایک چہوٹی سی تصویر بدہ کی کندہ ہے یہہ تصویر بدہ کی ریاضت کے وقت کی ہے

کیونکہ اسکے کف پا اولٹے ہوئے ہین اور کف دست اونپر رکہے ہوے ہین۔ اسی قسم کی ایک اور تصویر جواہرات
کی صنعت کی حاشیہ مین پائی جاتی ہے۔ اس دربان کے کان بڑے بڑے ہین۔ اور دہنے کان
مین ایک زنجیر لٹکتی ہے جسمین ایک بالی لگی ہوئی ہے۔ اور بائین کان مین ایک کنڈل لٹکتا ہے
جسکا قطر چند انچہ ہوگا۔ اوسکی گردن مین ایک مالا دانون کی پڑی ہوئی ہے اُسکا لباس صاف صاف
نہین نظر آتا ہے مگر وہ کمر سے بذریعہ ایک کمر بند کے لٹکتا ہے اور اُس سے کسیقدر نیچے ایک اور
جواہر سے جڑا ہوا کمر بند ہے جسمین سے ایک زنجیر لٹکتی ہے۔ کل لباس کو دربان مذکور اپنی ساقون سے
بذریعہ دست چپ ہٹاتا ہوا نظر آتا ہے جسکو وہ چوٹی پر اپنے ہاتہہ مین تہامے ہوے ہی۔ اس گلدستہ
کے اوپر ایک چہوٹی تصویر بدہ کی کندہ ہے نیچے اس کے ایک اور تصویر کندہ ہے جس کے بال گہونگروالے
ہین اور جسکے سر پر ناگ کے پانچ سر ہین اس دربان کے سیدہے کندہے کے اوپر ایک تصویر بحالت پرواز
کندہ ہے جسکے ہاتہہ مین پہولون کا ایک ہار ہے یہہ تصویر فرشتہ کی ہے اس دربان کا نام پدم پانی ہے
پدم پانی نیپال مین مثل بودہ ستو کے پوجا جاتا ہے۔ دوسرے کا نام مان جوسری ہے مگر اسکے لباس
و زیور کی صنعت بہ نسبت دربان مذکورہ بالا کے زیادہ تر عمدہ ہے۔ کمرہ کی دیوارون پر جابجا بدہ کی تصویرین
کندہ پائی جاتی ہین۔ ہر ایک تصویر مین وہ چار زانو بیٹہا ہے اور اسکے کف پا اسکے طرف اولٹے ہوے ہین
اوس کے ہاتہہ اونپر رکہے ہوے ہین جنکی ہتیلیان اوپر کے طرف رخ کئے ہوی ہین۔ یا اپنے دست چپ
کی انگشت خنصر کو اپنے دست راست کے انگشت نر و انگشت شہادت کے درمیان مین تہامے ہوئی
ہے اور باقی اونگلیان دست راست کی اوٹہے ہوے ہین و نیز کف دست بہی بطرف ناظرون کے
کہلا ہوا ہے۔ دست چپ کی اونگلیان سوائے انگشت خنصر کے بند ہین اور باقی ہاتہہ ہین سے درمیان

انگشت نر وانگشت خنصر کے گذر کر ایک گوشہ اوسکی پوشاک کا باہر کو لٹکتا ہے۔ بعض مقامون پر وہ
کنول کی نشست پر بیٹھا ہے۔ اسکی شاخین دیگر اشخاص کے ہاتو مین ہین جنکے بال گہونگر والے ہین اور
ٹوپیان اونچے ہین ان تصویرون کے عقب مین پرستش کرنیوالون کی تصویرین نیچے چوبر دارون کے
سجدہ کرتے ہوئے کندہ ہین۔ یہہ چوبر دار کنول کے ستون پر کہڑے ہین پرستش کرنیوالے اشخاص
جٹا دہاری ہین۔ بعض خانون مین فرشتے بحالت پرواز ملازمون کے سر کے اوپر نظر آتے ہین۔ مگر بہت سے
خانون مین نہ یہہ ہین اور نہ سجدہ کرنیوالون کی تصویرین ہین۔ جب ہم دیوستان کے اندر
داخل ہوتے ہین تو ایک تصویر کلان بدہ کی نظر آتی ہے اس تصویر کی بلندی ۹ فیٹ ہے
اور اسکے پائون کنول کے پہولون پر جو فرش کے اوپر کندہ ہین رکہے ہوے ہین ہاتہہ سامنے
سینہ کے اوٹہے ہوے ہین اور دست چپ کی انگشت خنصر کی چوٹی کو دست راست کے انگشت نر
وانگشت شہادت کے درمیان مین تہامے ہوے ہین جب بدہ کے ہاتہہ اس وضع پر ظاہر کئے جاتے
ہین تو وضع مذکور کو مُدرا کہتے ہین اور یہہ مدرا تین اقسام کی ہین۔

اول۔ دہیان مدرا جسمین دونون ہاتہہ کہلے ہوتے ہین اور ایک دوسرے پر رکہے ہوتے ہین
اور اونکی ہتیلیان اوپر کیطرف نکلے ہوتے ہین۔ یہہ دونون ہاتہہ ران پر رکہے ہوئے ہین اور رانون
کی طرح سے ترتیب ہوتی ہے کہ دونون کف پا اوپر کیطرف اوٹہے رہتے ہین۔

دوم۔ بہوم اسپرش مدرا۔ اس وضع مین بہی طریق نشست کی ویسی ہی ہے جیسے دہیان
مدرا مین ہے۔ مگر دست چپ مین کبہی پانی کا برتن ہوتا ہے اور کبہی خیرات مانگنے کا کاسہ۔ اور
دست راست ران پر رکہا ہوتا ہے یا بطرف زمین کے مائل رہتا ہے۔

سوم - وہ مُدرا جسکا اوپر ذکر ہوا اور یہہ وصورتون مین پیدا ہوتی ہے - اوّل جب بدہ کی
تصویر چارزانو بیٹھی ہوتی ہے - دوم جب پائون کو لٹکائے ہوتی ہے - کسی زمانہ مین یہہ تصویرین
رنگی ہوی تہین اور شاکہ بدہ کا رنگ سنہرا تہا اوسکی تصویر ہمیشہ پوشاک پہنے ہوی بنکالے جاتی تہی -
یہہ پوشاک اوسکے دوش راست اور دست راست سے نہین گذرتی ہے اور ٹخنے تک لٹکتی ہے جس حالت
مین جب اوس کے ہاتہہ مدرا کی وضع سوم کے مطابق ہون تو ایک حصہ پوشاک مذکور کا اوس کے
دست چپ مین ہوتا ہے بال گہونگر دار کیے جاتے ہین اور اوسکے چوٹی مین ایک گانٹہہ ہوتی ہے - بدہ کے
کانون کے لوئین بہت نیچے تک لٹکتی ہوئی پائی جاتی ہین مگر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اسقدر درازی
لوؤن کی بوجہ زنجیر کے لٹکنے سے ظاہر ہوتی ہے - اوسکی پیشانی وسط مین اوٹھی ہوئی پائی جاتی ہے
جس سے گمان کیا جاتا ہے کہ اسکی مراد تلک سے ہوگی - بدہ کے جسم پر زیورات کسی قسم کے نہین ہین
نہ کڑے - نہ بالا - اور نہ بالیان - بدہ کے سنگہاسن کے نیچے داہنے و بائین طرف دو شیر ہین اور پشت
کی طرف اور دیگر جانور نظر آتے ہین - اوّل سب سے نیچے کا ہاتی ہے جو اپنی سونڈ کو اپنے سر کے
نیچے لپٹے ہوے بیٹھا ہے - دوم اوسکے عقب مین ایک جانور شیر کے مانند مع ایک انسان کے
اوسکی پشت پر سوار نظر آتا ہے - اس جانور کے دم اور پنجے شیر کے سے ہین - اور ایک بہاری
ایال اوس کے گردن پر ہے - دو سیدہی سینگہ ہین جنکے نیچے اوسکی بڑی آنکہین نکلتے ہوئین
نظر آتی ہین و نیز دو اور چہوٹے سینگہ بشکل قوس کے نکلتے ہوے دکہائی دیتے ہین - سوم
اسکے اوپر ایک مگر کے سر اور گندہے نظر آتے ہین اور اوسکی دم ایک بیلدار صنعت کے ساتہہ
تراشی ہوی ہے - بدہ کے سر کے ہر دو طرف تصویرین بادلون پر اوڑتی ہوی دکہائی دیتی ہین

دیوستہان کے دیوارون پر ہطرف دست راست و چپ کے تصویرین بدہ کے چار قطارون مین
نظر آتی ہین بعض اُنمین سے دہیان مدرا کے وضع مین اور بعض تعلیم مدرا کے وضع مین پائی جاتی
ہین۔ اور ہر اک کے خدمت مین چوربردار حاضر ہین۔

مغار سوم

یہہ مغار سب سے عمدہ ہے اسکا کمرہ کلان ½ ۴۱ فیٹ عرض مین اور ½ ۴۲ فیٹ طول مین ہے اور اوسکی
چہت ۱۲ استونون پر قایم ہے۔ مگر جملہ طول غار کا منہدم برآمدہ کے پیشتر و سے لیکر دیوستہان کی عقب
دیوار تک ½ ۸۲ فیٹ ہے اور عرض قریب ۶۳ فیٹ کے ہے برآمدہ کے ستون شمار مین چار تہے
جنکے صرف پائے اب نظر آتے ہین۔ دو وسط کے مدور اور باقی دو بشکل مربع تہے۔ باہر کیطرف
دو سیڑہیان برآمدہ کے کل طول مین لگی تہین۔ اوپر کی سیڑہی مین بشکل نصف دائرہ کی دروازہ
وسط کے روبرو نکلی ہوی تہی جسکی ہر دو کنارون پر شیر کے سر نصف تہے۔ یہہ برآمدہ طول مین
۳۰ فیٹ ۶ انچہ تہا اور عرض مین ۸ فیٹ اور ۹ انچہ تہا اور اسکے دونون کنارون پر دو ایک
درے تہے جنکے فرش کسیقدر برآمدہ کے فرش سے اونچے تہے۔ درون کے دروازون کے ستون
نقلی دیوار مین تراشے ہوے تہے۔ برآمدہ کی عقب دیوار کے وسط مین ایک دروازہ ہے جسمین سے راستہ
غار کے اندر جانیکا ہے اس دروازہ کا عرض ۳ فیٹ ۸ انچہ ہے اور اوسکا ارتفاع ۷ فیٹ ۳ انچہ
ہے۔ اس دروازہ کے دونون اطراف مین برآمدہ کے عقب دیوار مین دو کہڑکیان یہوٹی ہوی
ہین جنکی بازو کی دیوارون مین نقش زیبایشی پائی جاتے ہین جو اب بوجہ اثر موسم کی بہت
گہس گئے ہین دروازہ کی سیڑہی نصف دائرہ نما ہے جسکے ہر دو کنارون پر باہر کیطرف مگر کی

تصویرین کندہ پائی جاتی ہین - کمرۂ کلان کے سامنے ایک پیش دالان ہے جسکا عرض ۸ فٹ اور جسکی ارتفاع ۱۱ فیٹ ہے - اسکے ہر ایک کنارہ پر ایک حجرہ ہے جو ۹½ فیٹ طول و عرض مین ہے - طرز ستونون کی بالعموم یکسان ہے ہر ایک ستون کا پایہ بشکل مربع ۲ سے فیٹ تک ارتفاع مین ہے اوس کے اوپر تراش ہشت پہلو کی ہے جو ارتفاع مین صرف ایک فٹ ہے اوس کے اوپر ستون کہین شانزدہ پہلو اور کہین ۳۲ پہلو کا ہے - صدر الستون مختلف طرح آرایش کی گئی ہین کہین پر گل بوٹے کے نقش ہین کہین پر بیلین کہدی ہوی ہین - اور کہین پر تصویرین پست قد اشخاص کی گوشون پر بیٹھی ہوی ہین - صدر ستون کے اوپر براکٹ لگا ہے جسکے اندر ایک شکل مستطیل منبت ہے اور اس شکل کے بازون مین اوپر کی طرف تصویرین جانورون کی معہ اون کے سوارون کے کندہ پائی جاتی ہین انکے بازون کے نیچے کیطرف پتون کے نقش پائے جاتے ہین - گو کہ یہہ جملہ ستون طرز مین بالعموم مشابہ ہین تاہم اون مین پانچ مختلف وضعات پائی جاتی ہین -

وضع اول - چار گوشون کے ستون ایک وضع ہین گو کہ کہین کہین پر تفاوت پائی جاتی ہین

وضع دوم - دو متوسط ستون سامنے کی قطار کے ایک وضع ہین -

وضع سوم - دو متوسط ستون قطار عقب کے ایک وضع ہین -

وضع چہارم - اول ستون ہر ایک بازو کے قطار کے ایک وضع ہین -

وضع پنجم - دوم ستون ہر ایک بازو کے قطار کے ایک وضع ہین -

ہر ایک قطار کی متوسط ستونون کے براکٹون کی سمت وہی ہے جو سمت قطار کی ہے -

نگر چارون گوشون کے ستونون کے براکٹون کی سمتین ایک دوسری سے علی القوایم ہین -
اب اس مقام پر ذکر ستونون کا بہ تشریح تمام کیا جاتا ہے - اول سامنے کے گوشون کے
ستونون کو لیتے ہین ان سب ستونون کے پائے بشکل مربع ہین - ارتفاع ہر ایک ستون کی ۱۱ فٹ
و ۵ انچہ ہے اور پایہ کے اوپر کے حصہ مین جو ۱۱ انچہ ہے تین خانے ہر ایک پہلو پر کندہ ہین - بازو کے
خانے ۷ انچہ مربع ہین اور ہر ایک کے اندر ایک جوڑا مرد و عورت کا بطریق عاشقانہ کندہ ہے
وسط کا خانہ ½۱۰ انچہ طول مین اور ۷ انچہ عرض مین ہے اور اوسمین بہی ایک جوڑا مرد و عورت کا
بیٹہا ہے - پایہ کے اوپر ستون کی تراش ہشت پہلو کی ہے جسکی ارتفاع ۱۵ یا ۱۶ انچہ ہے چارون
گوشون مین سے ہر ایک گوشہ پر ایک تصویر فربہ شخص کی ڈہول یا کوئی اور باجا بجاتی ہوی کندہ ہی تراش
ہشت پہلو کے اوپر تراش شانزدہ پہلو کی ہے جسکی ارتفاع کسیقدر ۴ انچہ سے زیادہ ہے - اس کے
اوپر ایک پٹی ۱۰ انچہ ارتفاع کی ہے جسمین دو قطارین پہولون اور پتون کی صنعت کی ہین اور
ان دونون قطارون کے درمیان مین ایک خط تسبیح نما ہے - اس پٹی کے اوپر ایک اور تراش
۳۲ پہلو کی ہے جسکی ارتفاع ۸ انچہ ہے اور جسکے اوپر کے کنارہ پر ایک اور گول پٹی گل بوٹون سے
منقش ظاہر ہے - ان سب کے اوپر ایک اور تراش ہے جسکے ہر ایک پہلو پر تصویرین کہڑی ہوئین
یا بیٹہی ہوئین نصف دائرہ نما حلقون مین کندہ ہین اور نہایت خوبی سے اون کے حاشئے
کہودے گئے ہین - ہر ایک پہلو کے متوسط خانہ مین جو بلند ہین ۱۱ انچہ ہے ۶ انچہ کے ارتفاع کی
تصویرین کندہ ہین اور باقی اورون مین ۷ انچہ کی ارتفاع کی تصویرین کہدی ہوی ہین -
اسکے اوپر ایک اور تراش ہے جسکو صدر الستون کی گردن کہنا چاہئے - اس تراش کے گوشون کے

تصویرین فربہ اور پست قد اشخاص چار بازودار کی کندہ ہین اور ہر ایک کے دو ہاتھہ صدر ستون کے اوپر کے حصہ کو برداشت کئے ہوے ہین - یہہ حصہ صدر ستون کا ۳½ انچہ عمیق ہے اور اسکے اوپر ایک براکٹ لگا ہے جسکی عمق ۱۴ انچہ ہے اس سنگ کے وسط کی سطح ۲ فیٹ ۱۱ انچہ طول مین ہے اور اوسکے ہر ایک بازو کا طول ایک فٹ ۷½ انچہ ہے - وسط کے مقام مین انسان کی دو تصویرین کندہ ہین اور ایک ایسی محراب کے نیچے بیٹھی ہین جو دو مگرون کے دہانون سے پیدا ہوتی ہے ان مگرون کے باہر کیطرف دو تصویرین فرشتون کی ہین - ہر ایک بازو پر ایک ایک تصویر ایک قسم کے جانور کی ہے جسکا کوئی خاص نام نہین ہے مگر وہ شیر کے مشابہ ہے - یہہ ستون عقب کے گوشون کے ایک ستون سے بہت مشابہت رکہتا ہے مگر قدرے تفاوت آرائش اور نقوش مین پائی جاتی ہے - سامنے کی قطار کے دو متوسط ستون بہ نسبت ستونون متذکرہ بالا کے زیادہ تر آراستہ و منقش ہین - ان ستونون مین سے ہر اک ستون کا پایہ مثل ستونون متذکرہ کے پایون کے پایا جاتا ہے - اور تراش ہشت پہلو کے گوشون پر اوسیطرح سے تصویرین فربہ اشخاص کی کہدی ہوی بحالت نشست ہین اور ہر اک پہلو کے رخ پر ایک ایک مگر کی تصویر نمودار ہے تراش شانزدہ پہلو کا جز دو حصون پر منقسم ہے جنمین سے حصۂ زیرین بہ نسبت حصۂ بالا کے سادہ بغیر نقوش و غیرہ کے ہے اور اوس سے نصف ارتفاع مین ہے لیکن حصۂ بالا مین اوپر کا قطع گل بوٹون سے منقش ہے جس حالت مین نیچے کے قطع مین تسبیح نما خط نمودار ہے - اس سے اوپر ایک فٹ ۷ انچہ ایک ستون مدور ہے اور اس جزو کے وسط مین ایک نہایت عمدہ گل بوٹہ دار پٹی نمایان ہے اس سے اوراوپر قریب ۶½ انچہ کی ارتفاع کے تراش ستون کی

۳۲ پہلو کی ہے جس کے نیچے کا نصف قطع پیلدار ہے - بعد ازان تراش ستون کی دوبارہ ہشت پہلو ہو جاتی ہے اور آٹھون پہلوؤن پر تصویرین مرد و عورت کی تسبیح نما حلقون کے اندر بیٹھی ہوی ہین - اسکے اوپر ایک تنگ پٹی ۳۲ پہلو کی تراش کی ہے - صدر ستون مین طرح طرح کے نقش بیل وغیرہ کے پائی جاتے ہین - اور اس کے اوپر کے حصہ کے اندر عین وسط مین ایک نصف پھول کنول کا نمایان ہے - صدر الستون کا سب سے اوپر کا حصہ سادہ ہے یعنے بغیر کسیطرح کے آراستگی و زیبایش کے ہے اور اس حصہ کی عمق ۳ انچہ ہے اور اوسکی مساحت ۲ فیٹ ۱۰ انچہ مربع ہے اور اس کے اوپر براکٹ لگا ہوا ہے - ہر ایک بازو کے قطار مین اول ستون اون ستونون سے بہت مشابہت رکھتا ہے جنکا ابھی بیان ہو چکا ہے مگر نقوش وغیرہ مین کسیقدر تفاوت ہے باعث جس کے ستون مذکور نہایت درجہ خوبصورت معلوم ہوتا ہے - اس کے پایہ کی مساحت زمین پر ۳ فیٹ ۴ انچہ مربع ہے - اور اوپر کے طرف تین فٹ مربع ہے اور اسکا ارتفاع ۳ فیٹ ہے جسمین کہ اوپر کے پٹی بھی شامل ہے - اس پٹی کے اوپر نیچے کے حاشیون مین تسبیح نما خطوط پائی جاتی ہین - جس حالت مین خود پٹی تین خانون مین منقسم ہے وسط کے خانہ مین تین تصویرین ہین اور بازو کے خانون مین گلاب کے پھولون کے نقش ہین - اس ستون کا جز ہشت پہلو کی تراش کا ۴۱ انچ مرتفع ہے اور اوسکے گوشون پر بجائے تصویرین فربہ اشخاص کے ایک ایک جوڑا مرد و عورت کا مع ایک یا دو بچون کے کندہ پایا جاتا ہے اور اسی تراش کے پہلوؤن کے رخ پر تصویرین فربہ اشخاص کی حلقون کے اندر بیٹھی ہوی ہین -

اس سے اوپر ۴ انچہ تک ستون کی تراش شانزدہ پہلو ہے جسکے بعد ستون ۲ فیٹ تک ارتفاع مین

مدور ہے اس مدور حجر کے چارون اطراف مین تین پٹیان ہین جنپر سنگ تراشی کی نہایت عمدہ عمدہ صنعت ہے۔ اسکے اوپر ستون کی تراش دوبارہ شانزدہ پہلو کی ہو جاتی ہے۔ جسکا ارتفاع ۷ ۳/۴ انچہ ہے ہر اک پہلو مین تصویرین بحالت عجیب و غریب کندہ پائی جاتی ہین۔ ایک خانہ مین دو شخص باختلاط تمام شراب پیتے ہوے نظر آتے ہین۔ دوسرے خانہ مین وہی دو شخص لڑتے ہوے تیسرے خانہ مین ایک دوسرے کیطرف پشت کر کر ناچتے ہوے اور چوتھے خانہ مین ایک دوسرے سے اسطرح پر تکرار کرتے ہوے نظر آتے ہین کہ ایک شخص درمیان دو دیگر اشخاص کے بیچارہ و ماندہ گھسٹتا جاتا ہوا دکھائی دیتا ہے اسطرح سے اور باقی خانون مین اسی قسم کے تماشے نظر آتے ہین۔ اس کے اوپر متواتر تین اور تراش ہین جو مختلف وضع اور مختلف آرایش کی ہین ان سب کے اوپر صدر ستون ہے جسمین نہایت عمدہ و بڑی صفائی کے ساتھہ طرح بطرح کے نقش کئے ہین۔ صدر ستون کے اوپر براکٹ لگا ہوا ہے اور اوسمین مرد و عورت کی تصویرین کندہ ہین اور اوسکی بغل مین اوپر کیطرف فرشتے بحالت پرواز نظر آتے ہین۔ بازو کے خانون مین تصویرین شیر نما جانورون کی ہین جنکی پشت پر ایک یا ایک سے زیادہ سوار نظر آتی ہین۔ اب اس مقام پر ہر ایک بازو کی قطارون کے دوسرے ستون کا ذکر کیا جاتا ہے اسکے پایہ کے اوپر کے قطع مین متوسط خانہ کے اندر بوٹیون کے نقش ہین اور بازو کے خانون مین تصویرین فربہ اشخاص کی نظر آتی ہین۔ پایہ کے چارون گوشون پر ایک ایک تصویر شیر کی ہے اور تراش ہشت پہلو کی باقی چار پہلوون کے رخ پر درمیان ان شیرون کے ایک مرد ایک عورت چارپائے پر بیٹھے ہوے ہین۔ اس کے اوپر شانزدہ پہلو کی تراش ساڑے پانچ انچہ کی ارتفاع تک ہے۔ اسکے اوپر ۲ انچہ کی ارتفاع تک

ستون مدور ہی جسمین نہایت باریک ۳۲ پہلو کی تراش ہے اور جسکے وسط مین ایک وسیع پٹی گل کاری
کے کام کی نمودار ہے اسکے بعد شانزدہ پہلو کی تراش دوبارہ پائی جاتی ہے جنکے پہلوؤن کے رخون
پر اوسی قسم کے تماشے نظر آتے ہین جیسے اوپر بیان کئے گئے مگر فرق صرف اتنا ہی ہے کہ ان مقامون پر
محبت وعشق کا اختلاط پایا جاتا ہے اور جائے تعجب ہے کہ اہل بودہ جنکے مذہب کے روسے عورت کو
علامت بدی کی تصور کرنا چاہیے اسقدر اپنی دیولون کے اندر ایسے اقسام کی تصویرین کندہ کرنیکے
مجاز ہوتے تہے - اسی قسم کے تصویرین جیسے اوپر ذکر ہوا ہے مختلف مقامات پر ظاہر کی گئی ہین -
کہین پر عورت کہین پر مرد نشہ رنگین نظر آتے ہین اور کہین پر دونون پردۂ شرم کو ہٹائے ہوے
دکہائی دیتے ہین - اس کے اوپر کی تراش مین گل کاریان و بیلین منقش نظر آتی ہین صدر استون مین
پتون وپہولون کے نقوش زینت دہ ہین اور جسکا اوپر کا حصہ چار بازو دار ذریہ اشخاص کی تصویرون
کے ہاتون پر قایم ہے - صدر استون کے اوپر براکٹ لگا ہوا ہے اسکے خانۂ وسط کے
ہر دو بازو مین دو اشکال مستطیل کٹی ہوئین ہین - جنکے اوپر تصویرین مگر کی کندہ ہین - ان
مگرون کے دہانون سے ایک محراب پیدا ہوتی ہے جسکے نیچے دو تصویرین مرد وعورت کی
اختلاط کی گفتگو مین مشغول نظر آتی ہین - اس براکٹ کے ہر دو بازؤن پر دو تصویرین ہاتہونکی
ہین اور ہر ایک کی پشت پر دو چہوٹے سوار ہین - اب قطار عقب کے متوسط ستونون پر خیال
کرنا چاہیے - ہر ایک کے پایہ کے اوپر کے قطع مین درمیان دو دانہ دار خطون کے گل بوٹہ کے
کام کی ایک پٹی واقع ہے اس ستون کی ہشت پہلو کی تراش ۵½ انچہ ارتفاع مین ہے - پایہ کے
گوشون مین بیس بیس انچہ کے ارتفاع کی تصویرین ہین جنکے کانون مین بہاری بالیان ہین

اور یہ سر پر جٹا ہین اور مالا و کڑے وغیرہ پہنے ہوئی ہین - ان کے سرون پر ناگون کے سر دکہائی
دیتے ہین - ہر ایک تصویر کے پاس ایک ایک خدمتگار حاضر ہے بعض تصویر خدمتگار پر سہارا
دی ہوئی نظر آتی ہے - اس تراش ہشت پہلو کے گوشون پر اور چہوٹی تصویرین بحالت نشست
کندہ ہین اور ہر ایک کے ہاتون مین کوئی نہ کوئی باجا ہے - اس تراش ہشت پہلو کے اوپر تراش
شانزدہ پہلو کی ہے جسکی ارتفاع ایک فٹ ہے - اس کے اوپر ایک جز ۱۸ ½ انچہ کا ارتفاع
مین ہے اور اس کے وسط مین ایک پٹی سنگ تراش کے صنعت کی واقع ہے - اس جز مین متعلق
چارون طرف ستون کے ۴ - نہایت باریک پٹیان پیچدار واقع ہین - اسکے اوپر ۲ انچہ کی
چوڑی ایک اور پٹی ہے جسمین کل کاریون کے نقش موجود ہین - اس کے اوپر دو پٹیان ہین اور
سب سے اوپر کی پٹی ہین ۳۰ قریہ شخص کی تصاویر کندہ ہین - صدر ستون مین بہت سی تصویرین
ہین انہین سے ایک تصویر عورت کی ہے جو ۱۴ انچہ ارتفاع مین ہے اوس کے سر پر پوشاک ہے -
اور بالی - مالا - چولی اور کڑے وغیرہ پہنے ہوے ہے بعض ستون مین ایسے موقع پر اوس کے
ہاتہہ مین بین ہے اور اوس کے پاس دو خدمتگار ہین جنمین سے ایک عورت کوتاہ قد ہے اور دوسرا
ایک مرد کوتاہ قد ہے یہہ تصویرین لٹکتے ہوے پتیون کے سایہ مین کہڑی ہوی نظر آتی ہین
اس صدر ستون کے اوپر ایک براکٹ لگا ہوا ہے جسکی عمق ۴ انچہ ہے اور اسکے اوپر ایک اور
براکٹ ہے جسکے وسط مین ایک جوڑا مرد و عورت کا اختلاط کے ساتہہ گفتگو کرتا ہوا چارپائے
پر بیٹھا ہوا نمودار ہے یہہ تصویرین ایک محراب کے نیچے بیٹھی ہین جو دو مگرون کے منہ سے پیدا ہوتی
ہے اور یہہ مگر مرد و عورت کے دائین بائین ہین - ان مگرون کے اوپر فرشتے بحالت پرواز نظر آتی ہین

اور بازوُن پر تصویرین شیر نما جانورون کی مع اون کے سوارون کے کہدی ہوئی ہین۔
سامنے اور پیچہے کے ستونون کی قطارون کی سیدہ مین ہر ایک بازو کی دیوار کے اندر ستون نقلی
بنے ہوئے ہین۔ اوس ستون نقلی کا پایہ جو سامنے کے ستونونکی قطار کی سیدہ مین واقع ہے ایک فٹ
۷ انچہ ارتفاع مین ہے اس پایہ کے اوپر ۳ فیٹ ۲ انچہ کی ارتفاع تک ستون بے نقش و نگار ہے۔ بعد اسکے
نقش و نگار شروع ہوتے ہین یہان درمیان دو دانہ دار خطون کے گل کاریون کی صنعت ہے۔ اس کے
اوپر ایک حلقہ ہے جسکا بیرونی قطر دو فیٹ ۶ انچہ ہے اور اوسکے حاشیے کنول کے پتون سے آراستہ ہین
اور ایک اندرونی حلقہ مین جسکا قطر ایک فیٹ ۴ انچہ ہے ایک مرد درمیان دو عورتون کے بیٹھا ہوا ہے
ان سب کے اوپر تراش ستون کی شانزدہ پہلو کی ہے جو ۱۱ انچہ ارتفاع مین ہے۔ اس سے اور اوپر تراش
مستطیل ہے جسمین طرح طرح کے نقش مین بالخصوص اوسکے اوپر کے حصہ مین ایک نصف دائرہ نما حلقہ ہے
جس کے اندر ایک تصویر مگر کی ہے۔ ایک اور ستون نقلی اسی طرح کا دوسری سمت مین ہے۔ جس کے نقوش
آرایشی اول ستون مذکورہ سے بہت ملتے ہین۔ کمرہ کلان کے بازون مین دو حجرے ہین اور ایک کا
فرش ۳ یا ۵ انچہ بہ نسبت فرش کمرۂ کلان کے زیادہ تر اونچا ہے۔ ان حجرون کے سامنے دو دو ستون
کا ارتفاع ۹ فیٹ ۸ انچہ ہے۔ اب تذکرہ دیگر ان ستونون کا کیا جاتا ہے دست راست کی طرف کے ستون
سادہ ہین اور اون کے نیچے کا قطر دو فیٹ ہے اور دو فیٹ ایک انچہ کی ارتفاع تک اونکی تراش
شانزدہ پہلو کی ہے اسکے اوپر تراش مدور ہے جس کے اوپر پہر تراش شانزدہ پہلو کی ہے۔ غرض کہ
۵ فیٹ ۲ انچہ کی ارتفاع تک ایک دوسرے کے بعد تراش شانزدہ پہلو و تراش مدور چلی جاتی ہے
ان تراشون مین سے تراش مدور تو سادہ ہے مگر تراش شانزدہ پہلو کی گل بوٹون وغیرہ کی صنعت سے

آراستہ ہے - صدر ستون مدور ہین اور ارتفاع مین ڈہائی فیٹ ہین - دست چپ کیطرف کی
ستون بہی مثل ستون مذکورہ بالا کے ہین - مگر کچہہ کچہہ تفاوت ہے ان ستونون کے نیچے کے حصہ مین ۲ فیٹ
۲ انچہ کی ارتفاع تک تراش ہشت پہلو کی ہے اور قدرے بلندی تک گاؤدم ہین - اس کے اوپر ۱۰½ انچہ کی
بلندی تک ستون کی تراش شانزدہ پہلو کی ہے جس کے اوپر کے حصہ مین گلاب کے پہولون کے نقش ہین اس کے
اوپر تراش ۳۲ پہلو کی ۲½ انچہ کی ارتفاع تک ہے بعد اسکے دو فیٹ کی ارتفاع تک ستون مدور ہے
اسکے اوپر ۲½ انچہ تک پہر دوبارہ تراش ۳۲ پہلو کی ہے - باقی ستون اوپر کا مدور ہے لیکن اوسمین
۵ پٹیان گل بوٹے کے کام سے آراستہ ہین اس کے اوپر صدر الستون قایم ہے جسپر بیل بوٹے اسطرح پر منقش
ہین کہ وہ مانند گہرے کے نظر آتا ہے اور اسکے اوپر طرح بطرح کے نقش کندہ ہین - صدر الستون کے
ہر ایک بازو سے شیر نما جانورون کی تصویرین مع سوار کے باہر کیطرف نکلی ہوئی ہین جنکے منہ لمبے ہین
اور ایک انسان کی تصویر ہر ایک کے سامنے ہے - پرستشگاہ کے سامنے کے کمرہ کے رخ پر دو ستون ہین
جنکے مقابلہ مین دو ستون نقلی اور ہین ان ستونون کے نیچے کے حصہ مین تراش ہشت پہلو کی ہے
اور نیچے کا قطر ۲ فیٹ ۴ انچہ ہے اور اوپر کا ۲ فیٹ ایک انچہ - اس کل تراش کی ارتفاع ۳ فیٹ
ایک انچہ ہے بعد ازان ۲ فیٹ ۱۱ انچہ کی ارتفاع تک ستون مذکور کو مدور تصور کرنا چاہئے -
اس تراش کے وسط مین ایک چوڑی پٹی نقش دار ہے اور اوس کے اوپر نیچے پتلی پٹی اس قسم کی ہے -
اس تراش اوپر تراش ہشت پہلو کی ہے جسکی ارتفاع ۱۰½ انچہ ہے - ہر ایک پہلو کے اوپر ایک حلقہ ہے
جسمین ایک مرد اور ایک عورت کی تصویر کندہ ہین بعد ازان ستون پہر دوبارہ مدور ہو جاتا ہے
جسکے نیچے کے حصہ مین ایک پٹی گل بوٹے کے کام کی ہے - ان سب کے اوپر بالآخر ایک تراش

ہشت پہلو کی پہر دوبارہ ظاہر ہوتی ہے۔ جسکی ارتفاع ½ ۴ انچہ ہے اس کے اوپر ایک اور پٹی طرح طرح
کے آرائش سے آراستہ ہے غرض کہ کل ستون کی کل ارتفاع ۸ فیٹ آدہا انچہ ہے اور اس کا
صدر الستون ۲ فیٹ ۶ انچہ ہے اور اس صدر الستون کا اوپر کا حصہ ۳ انچہ عمق مین ہے۔ اس ستونکے
کنارہ ہون سے محراب نما شکلین نکلی ہوئی ہین جسمین عورتون کی تصویرین ہتیون کے درمیان مین
کہڑی ہوئین دکہلائی دیتی ہین - پرستشگاہ کے دروازہ مین ایک نہایت صفائی سے کٹی ہوئی
سیڑہی ہے اون چار ستونون کے اوپر جو پیش دالان کے عقب مین واقع ہین ایک محراب ہے
جسکی پیشانی پر پتہر کے اندر کٹے ہوے عجیب تماشے دکہائی دیتے ہین - یہہ تماشے کے مقامات
چند خانون پر منقسم ہین پہلے خانہ مین ایک مرد بیٹہا ہوا ہے جس کے زانو پر ایک بچہ ہے
اس مرد کی ٹوپی اونچی اور نوکدار ہے اور اوسکا مالا جترا اوپر معلوم ہوتا ہے اور اوسکے سامنے ایک
بڑہیا زمین پر بیٹہی ہے وہ ایک دوسرے بچہ کو مرد کیطرف اوٹہائی ہوئی ہے - اس بڑہیا کے
پیچہے دو اور مرد بیٹہے ہوے ہین جنکی اونچی ٹوپیان اور بڑی بڑی بالیان ہین - اوس مرد کے
عقب مین جو بحالت نشست ہے خدمتگار کہڑے ہین اور ایک عورت چوربردار اوس کے
دست راست کی طرف ہے اور ایک مرد اوس کے دست چپ کی طرف ہے جس حالت مین ایک اور
مرد ایک صندوق سا لئے ہوے جاتا نظر آتا ہے - دوسرے خانہ مین ایک جانور بشکل بندر
نظر آتا ہے اور ایک شیر کی پشت پر چڑہا ہوا ہے پیچہے کیطرف ایک مرد شیر مذکور کو ہانکتا جاتا ہے
اور سامنے کیطرف تصویرین ایک مرد دو عورتون اور ایک لڑکے کی کندہ ہین اور ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ وے کوئی چیز شیر کے سامنے ڈالتے ہین - طاقون کے اندر چار اور تصویرین

باجہ بجاتی ہین یا اور کسی کام مین مشغول ہین۔ تیسرے خانہ مین صرف ایک ہی تصویر مرد کی ہے
وہ دست بستہ ایک ستون سے سہارا دی ہوی ہے اور چوتہے خانہ کیطرف نظر اوٹہائے ہوے
کہڑا ہے۔ چوتہے خانہ مین تین تصویرین ہین جنمین سے ایک مرد ایک تخت کے اوپر بیٹہا ہوا نظر آتا ہے
اور اوس کے گرد دو خدمتگار ہین ایک تو اونمین سے ضرور عورت ہے۔ پانچوین خانہ مین تماشہ
بیابان نظر آتا ہے۔ اس تماشہ مین ایک مرد کو پہانسی لگتی ہے جس حالت مین ایک اور شخص مرد مذکور
کے ٹانگ کو کاٹتا ہوا یا باندہتا ہوا نظر آتا ہے۔ ایک عورت نزدیک ہے اور ایک کتا درمیان
مجرم اور عورت کے کہڑا ہے۔ چہٹے خانہ مین ایک مکان کے اندر کا تماشہ دکہائی دیتا ہے۔ ایک
آدمی اوس کے اندر جٹادہاری بیٹہا ہے اور ایک عورت اوسکا سجدہ کرتی ہے اور اوس کے سر کے اوپر کچہہ
چیزین لٹکتی ہوی ہین جنکی غرض نہین معلوم پڑتی ہے۔ ساتوین خانہ مین ایک مرد و ایک عورت
ایک جا بیٹہی ہوی ہین اور ایک چہوٹی سی تصویر اون کے سامنے سجدہ کرتی ہے۔ پیچہے کیطرف
چند اشخاص کی تصویرین کہڑے ہین ایک کے ہاتہہ مین ایک برتن ہے۔ آٹہوین خانہ مین جو
بہت چہوٹا ہے بہت سی تصویرین ہین جنمین سے ایک شخص جو سامنے کیطرف ہے دیگر اشخاص
کے ہاتون مین گرفتار و مقید ہے۔ اگر یہہ نہین ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص تو اوسکو اپنی
پشت پر چڑہائے ہوے ہے اور دوسرا اوسکو مدد دیتا ہے جس حالت مین اور باقی اشخاص صرف
تماشہ دیکہتے ہین۔ نوین خانہ مین تماشہ لڑائی کا نظر آتا ہے اور یہہ مقام لڑائی کا جنگل ہی معلوم
ہوتا ہے دست چپ کیطرف دو افتادہ شخصون پر ایک اور شخص اپنی تلوار کو گہوماتا ہے۔ اور
ایک شخص اوس کے سامنے ایک تیرانداز کے بالون کو پکڑے ہوے ہے جس نے اپنی کمان کو بالکل

کہینچ لیا ہے۔ اس تیرانداز کے پیچھے دو اور اوس کے طرفدار ہین جنمین سے ایک کے ہاتہہ مین ایک
ڈہال بشکل مستطیل ہے ایک اور شخص اپنی تلوار کو پیچھے دو دیگر اشخاص کے کہینچے ہوے نظر آتا ہے
اور یہہ دو شخص ایک اور افتادہ شخص کے اوپر کہڑے ہوے ہین اور ایک اون مین سے قریب ہے کہ اوسکا سر
کاٹ ڈالے۔ اس سے آگے دو مرد و دو عورتون کی تصویرین ہین۔ دسوین[۱۰] خانہ مین صرف
ایک ہی تصویر تہا ہے۔ گیارہوین[۱۱] خانہ کے اندر ایک شکل قوی نظر آتی ہے جو بحالت نشست ہے
اوس کے نشست کے دونون طرف جانورون کی تصویرین ہین جو شیر سی معلوم ہوتی ہین۔ ایک
گہوڑا بہی نظر آتا ہے اور ان سب کے اوپر ایک بالاخانہ پر دو مرد اور دو عورتون کی تصویرین ہین
جو اوسکی طرف اپنی نگاہون کو لگائے ہوے ہین۔ بارہوین[۱۲] خانہ کے اندر ایک دراز قد شخص ایک
پلنگ کے اوپر درخت کے نیچے لیٹا ہوا ہے۔ اوس کے پلنگ کے سرہانے ایک جانور سور کی شکل کا نظر آتا ہے
مگر اوسکا سر کٹا ہوا ہے۔ اس جانور کے پیچھے ایک سوار ہے۔ تیرہوین[۱۳] خانہ مین تین تصویرین نظر آتی ہین
اول ایک شکل ایسی ہے جو چٹا دہاری ہے۔ یہہ ایک اور دوسرے شخص کے پشت کے اوپر سوار ہے
باقی اور تصویرین مختلف قدون کی ایک درخت کے سایہ کے نیچے بیٹہی ہوتی ہین۔ چودہوین[۱۴]
خانہ مین ایک شخص بلند ٹوپی دئے ہوے بیٹہا ہے اور ایک سینگہ کا باجا بجاتا ہے اور ایک شخص
ڈہولک بجاتا ہوا نظر آتا ہے ان کے پیچھے دو اشخاص گہوڑون پر سوار نظر آتے ہین۔ ہر ایک کے
ساتہہ ایک ایک خدمتگار ہے جو چہتری کو اپنے آقا کے سر پر اوٹہائے ہوے ہے۔ ان کے پیچھے ایک
ہاتی نظر آتا ہے جسپر کوئی معزز شخص سوار ہے۔ سب سے پیچھے ایک اور ہاتی ہے جو جہکتا ہوا دکہائی
دیتا ہے۔ اور جسپر ایک شخص سوار ہوتا ہے اس شخص کے ہمراہ خدمتگار ہے جو چہتری ہاتہہ مین

لئے ہوے ہے۔ پندرہوین یعنی سب سے آخری خانہ مین ایک مرد و عورت یکجا بیٹھی ہوئے ہین
ایک طرف اون کے ایک مرد بین بجاتا ہے اور دوسری طرف ایک عورت گا رہی ہے۔
ان تماشون کا اصلی مطلب نہین سمجھہ مین آتا ہے مگر غالب ہے کہ کسی کسی دن تاریخ زمانہ بودہ مین
یہہ بڑے مطلب کیلئے پیدا ہوئے ہونگے۔

اب قدرے بیان پرستشگاہ کا کیا جاتا ہے۔ اس پرستشگاہ کے دروازہ کے دونون طرف دو ستون
نقلی ہین۔ ان ستونون کے پایون کے اوپر تصویرین ہین جنکے سر پر سانپون کے سر نظر آتے ہین اس دروازہ
کی دہلیز اونچی ہے اور سیڑہیون پر ہوکر پرستشگاہ کے اندر اوترنا ہوتا ہے اس پرستشگاہ کا مکان
۱۴ فیٹ ۹ انچہ طول مین ۱۲ فیٹ ۳ انچہ عرض مین اور ۱۱ فیٹ ۴ انچہ ارتفاع مین ہے۔ اس
مکان کے اندر ایک بڑی تصویر بدہ کی تخت پر بیٹھی ہوی ہے اور فرش سے لیکر جسپر اوس کے
قدم رکہے ہوے ہین سر کی چوٹی تک ۹ فیٹ ۵ انچہ بلندی مین ہے اوسکا چہرہ اور ایک بڑا حصہ لوگون کے
ہوگیا ہے اور اوس کے ہاتہہ اس وضع پر ترتیب پائے ہین گویا وہ وعظ کر رہا ہے۔ اس پرستشگاہ کے
اندر پرستش کرنیوالون کے نقشے عجیب ہین جو اور کہین نہین دیکھی جاتی ہین ان سب تصاویر کا
چہرہ بدہ کی طرف ہے اور درمیان مین مشغول ہین منجملہ ان تصویرون کے عورتون کی تصویرون مین
سر کی پوشش عجیب ہے اون کے بال گندہے ہوے ہین اور بندی چوٹی پہنے ہوی ہین اور مردون
کے سر پر بڑے بال ہین عورتین کانون مین کنڈل ڈالے ہوے ہین اور مردون کی بالیان بشکل لٹکتے ہوے
حلقون کے ہین ان بالیون مین اور چہوٹی بالیان ملحق ہین اور ان بالیون سے لٹکن لٹکتے ہین
بالون کی صنعت عمدہ ہے۔ مرد بازو بند پہنے ہوے ہین مگر عورتون کے بازو بند نظر آتے ہین

مالون مین بہت سے لڑین مونیون کی ہین۔

مغار چہارم

یہہ مغار اب شکست ہوگیا ہے اور پتہرون کے چٹان اوس کے اندر پڑے ہوے ہین اسکا عرض ۲۲ فیٹ پیچہے کے طرف ہے اور ۲۲ فیٹ ۹ انچہ سامنے کیطرف ہے اور اسکا طول ۳۸ فیٹ ہے۔ وسط کی محراب دار چہت ۷ استونون کے اوپر قایم تہے۔ اس ستونو مین نہ نقوش نہ پائے اور نہ صدر استون تہے۔ اس مغار کو عبادتگاہ کہنا چاہئے اور طرز عمارت کی دیکہنے سے واضح ہوتا ہے کہ یہہ مغار کل مغارون مین سے قدیم معلوم ہوتا ہے۔

مغار پنجم

اس مغار کے اندر جین مذہب کے لوگون نے اپنی دیوتا پارسناتہہ کی پرستش شروع کردی ہے اس کے سامنے کا حصہ منہدم ہوگیا ہے و نیز بغل کے حجرے شکست ہوگئے ہین۔ صرف پرستشگاہ مع مقام طواف کے باقی رہ گئی ہے۔ اس پرستشگاہ کے اندر ایک تصویر بدہ کی سنگہاسن پر بیٹہی ہوی ہے زمین اسکی ۸ فیٹ سے لیکر ½ ۸ فیٹ تک طول مین ہے اور اوسکا عرض ۸ فیٹ ہے۔ طواف کے مقام کا عرض ۴ فیٹ ہے اور اوسکا کل طول ½ ۲۳ فیٹ ہے۔

مغار ششم

اس مغار کے سامنے کا حصہ یعنی برآمدہ قدرے شکست ہوگیا ہے اور اوس کے ستون بہی ضایع ہوگئے ہین بیشتر وکا طول ۳۸ فیٹ ایک انچہ تہا اور اوسکا عرض ۹ فیٹ۔ اسکے ہر دو کنارون پر دو حجرے ہین طوف کے مقام کا فرش برآمدہ کے فرش سے ۱۵ انچہ اونچا ہے۔ اسکے بازو کی ہر دیوار مین تین تین

حجرے ہین اور عقب کی دیوار مین دو حجرے ہین - پرستشگاہ کے سامنے ایک اور کمرہ ہے جسکے سامنے دو مربع ستون ہین - ان ستونون مین نقوش زیبایشی کچھہ کچھہ پائے جاتے ہین - کہین پر گل بوٹو کی تراش ہے اور کہین پر حلقے تراشے ہوے ہین جنکے اندر تصویرین انسان کی کندہ ہین - ہر ایک بغل کے دیوار کے کنارے دو خانون پر منقسم ہین نیچے کے خانہ مین ایک تصویر فربہ شخص کی ہے اور اوپر کے خانہ مین ایک کہڑی ہوی تصویر عورت کی ہے - پرستشگاہ کے سامنے کا کمرہ ۲۱ فٹ طول مین ہے اور ۱۰ فیٹ عرض مین ہے اور دروازہ کے ہر طرف ایک دراز قد دربان ہی ہر ایک دربان کی خدمت مین ایک عورت ہے - علاوہ اسکے اور چھوٹی تصویرین ہین جنکی خدمت مین پست قد تصویرین حاضر ہین - پرستشگاہ کے اندر ایک بڑی تصویر بدہ کی ہے جسکے ہاتون کی ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وعظ کرتا ہے اور چوبردار خدمت مین حاضر ہین - اس پرستشگاہ کا طول ۱۰ فیٹ ہے اور اوسکا عرض ½ ۹ فیٹ ہے - بہت سی پرستش کرنیوالون کی تصویرین ہر دو طرف بدہ کے پائی جاتی ہین - حجرون کی دہلیزین بہت اونچی ہین - عقب کے حجرون کے اندر تصویرین بدہ کی پائی جاتی ہین -

مغار ہفتم

اس مغار کے پیشرو پر چار ستون ہین جنپر معمولی نقوش پائے جاتے ہین اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ باہر کی طرف کا ایک برآمدہ چٹان کے گرنیکی وجہ سے نیست نابود ہوگیا ہے - اندر کا کمرہ عرض مین سامنے کی طرف ½ ۳۳ فیٹ ہے اور پیچھے کیطرف ۳۵ فیٹ ہے اور سامنے کی دیوار سے لیکر پیچھے کی دیوار تک ۱۴ فیٹ ہے اس کمرہ کے ہر ایک کنارہ پر ایک حجرہ ہے جسکا فرش

کمرہ کے فرش سے اونچا ہے۔ اس کمرہ کے عقب کی دیوار مین ایک دروازہ ہے جسمین سے راستہ ایک
اور اندرونی کمرہ مین جانیکا ملتا ہے۔ اسکا فرش بہی کمرۂ بیرونی کے فرش سے بقدر ایک فٹ
کے اونچا ہے۔ اس کمرہ کا طول ۳۸ فیٹ اور عرض ۲۰ فیٹ ہے اور اسکے وسط مین ایک پرستشگاہ
واقع ہے جو باہر کیطرف سے طول مین ۲۸ فیٹ اور عرض مین ۱۸ فیٹ ہے۔ اوس کے اندر کی زمین
صرف ۱۰ فیٹ مربع ہے مقام طواف کی بغل کی دیوار مین تین تین حجرے بنے ہوئے ہین اور
عقب کی دیوار مین دو حجرے ہین عقب کے حجرون مین تصویرین بدہ کی ہین اس مغارکے اندر
نہایت عمدہ صنعت سنگ تراشی کی ہے اور نقوش اور تصویرین بہت پائی جاتی ہین۔ قدرے
ذکر اونکا اس مقام پر کیا جاتا ہے بیرونی کمرہ کے عقب کی دیوار مین علاوہ ایک دروازۂ وسط کے
اوسکی بغل مین دونون طرف دو کھڑکیان ہین۔ اور اون مقامون پر جو درمیان دروازہ اور
کھڑکیون کے واقع ہین بڑی بڑی تصویرین معہ چھوٹی تصویرون کے جو بطور خدمتگار کے
کندہ ہین۔ دست چپ کی طرف ایک بڑی تصویر بودہ ستو کی ہے جسکو پدم پانی بہی کہتے ہین اور جسکے
ہاتھہ مین ایک کنول کا پھول ہمیشہ رہتا ہے۔ اس تصویر مین وہ کمر تک برہنہ معلوم ہوتا ہے
مگر کرتا پہنے ہوئی ہے جو اوسکی کمر سے بذریعہ ایک کمربند کے بندھا ہوا ہے۔ اوسکی گردن مین
نہ مالا ہے اور نہ اوسکی بازون پر بازوبند مین اوسکے اطراف مین پتھر مین کہدے ہوئے چند
تماشے نظر آتے ہین۔ ہر سمت مین یہہ تماشے چار مقامات پر منقسم ہین۔ ہر ایک مقام مین ایک
چھوٹی تصویر پدم پانی کی بحالت پرداز کندہ ہے۔ دست راست کی طرف سب سے اوپر یہہ نظر
آتا ہے کہ ایک بڑی آگ لگ گئی ہے اور چند بیچارے آدمی اوسمین مبتلا ہو کر پدم پانی کی

منّت وسماجت کرتے ہین۔ اس سے نیچے مقام دوم مین ایک شخص تلوار کو ہاتہہ مین لئے ہوے
دوسرونکو دہمکاتا ہے۔ تیسرے خانہ مین ایک شخص زنجیر ہاتہہ مین لئے ہے اور دوسرا جو اس کے مقابلہ
مین ہے پابہ زنجیر مین نظر آتا ہے۔ چوتہے مقام مین چند اشخاص جہاز مین بیٹھے ہوے ہین ۔
پدم پانی کے دست چپ کیطرف سب سے اوپر کے مقام مین ایک شیر چند عاجزون کے اوپر حملہ کرتا ہوا
نظر آتا ہے۔ دوسرے مقام مین سانپ اپنی بلون مین سے نکلتے ہوے ہین۔ تیسرے مقام مین ایک مست
ہاتی دکہائی دیتا ہے اور سب سے آخری مقام مین ایک بڑہیا مع لٹکتے ہوے جانورون کے
نظر آتی ہی اس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ مراد اسکی سیتلادیوی یعنی چیچک سے ہے جو ایک لڑکے کو
جو اپنی ماں کے گود مین بیٹہا ہوا ہے نقصان پہنچانے پر مائل ہے۔ جب ہم ان تماشون کو بغور
خیال کرتے ہین تو یہہ واضح ہوتا ہے کہ یہہ تصویرین جو یہان پر کندہ کی گئی ہین خالی از مطلب نہین
ہے۔ اہل بودہ نے اپنی نماز روزمرہ کو بذریعہ ان تصویرون کے ظاہر کیا ہے۔ نماز مذکور مندرجہ ذیل ہے
مہربان اور عظیم الشان بودہ ستو مبارک۔ تو داور مطلق ہے اور ہر جگہ حاضر وناظر ہے۔ تو نے
عجیب و غریب کام کئے ہین تجہہ مین بڑا رحم ہے اور تو بوجہ اپنی لاانتہا قدرت اور عقل کے اس عالم
مین روشن ہے اور تمام مخلوق کی حفاظت اور نگہبانی کرتا ہے اور تو سب کو بیحد عقل سکہلاتا ہے
تو ہمیشہ ہمکو تناسخ ارواح سے بچاتا ہے۔ سب تکلیفون اور بیماریون کو دفع کرتا ہے اور جب کوئی تیرے
منت وسماجت کرتا ہے تو انکے جواب دینے کو حاضر رہتا ہے اور دلی خواہش کو پورا کرتا ہے ہم تیری
تعریف اور پوجا کرتے ہین۔ اے بڑے رحیم پدم پانی مبارک مبارک۔ آگ کے شعلون سے اے رحیم ہمکو
بچا۔ دشمن کی تلوار سے اے رحیم ہمکو بچا۔ قید اور غلامی سے اے رحیم ہمکو بچا۔ جہاز کی تباہی سے

اے رحیم ہمکو محفوظ رکہہ جنگلی رہرداراور خونخوارون سے اے رحیم مالک ہمکو بچا - بیماری اور موت سے اے رحیم
بڑے ہمکو محفوظ رکہہ - اے پدم پانی بودہ ستو مبارک مبارک - غرض اسطرح سے پدم پانی
کی پوجا ہوتی تہی - اس پدم پانی کے کندہون کے اوپر دو فرشتون کی تصویرین ہین جن کے
ہاتہہ مین پہولون کے ہار ہین اور اطراف کے تماشون کے مقامات کے اوپر بدہ کی تصویرین ہین جو چارزانو
وعظ دیتا ہوا کنول کے پہول پر بیٹہا ہوا ہے اس کل خانہ کے دست چپ کیطرف ایک کہڑکی کے تور کتنی ہی
خانون مین منقسم ہین ہر ایک خانہ مین ایک عجیب طرز کی تصویر کندہ ہے جسکا دہڑ تو آدمی کا ہے اور سر
کسی جانور بیل - ہاتی شیر اور سور وغیرہ کا - لیکن سر در کے خانون مین بہت سے تصویرین انسان کی
ہین اس سر در کے اوپر ایک تصویر لکشمی یا سری کی ہے جو کنول کے پہول پر بیٹہی ہے اور دو ہاتی اوس کے
اوپر پانی کے دہارین اپنے سونڈون سے ڈالتے ہین اور دو شخص دونون اطراف مین اوسکی پرستش کرتی ہین
اس دیوار کے ہر دو گوشون پر دو ہراکٹ لگے ہوئے ہین جنمین سے ہر ایک پر تصویر ایک عورت کی کہڑی ہے
قد اس عورت کا ۹ فیٹ اونچا ہے - وسط کے دروازہ کے دونون طرف دو دربان کہڑے ہین -
اس دروازہ کے پیشانی پر پانچ دیول نما خانے بنے ہوئے ہین جنکے اندر ایک ایک تصویر بدہ کی ہے -
ان کے اوپر تصویرین فرشتون کی بحالت پرواز نظر آتی ہین - اس دروازہ کے دست راست پر اور درمیان
اس کے اور دوسری کہڑکی کے ایک اور بڑی تصویر بودہ ستو کی ہے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ بودہ ستو وہی
ہے جو بنام مان جوسری کے مشہور ہے اور جو نہایت رحیم شمار کیا جاتا ہے اور واسطے ترویج دین بدہ
کے مقرر ہے اس کے طرف مین تصویرین سرستی یا ڈاکنی اور وجردہر دونکی ہین یہہ وجردہر تمام
بدہون کا منتری یعنے وزیر شمار کیا جاتا ہے اور بودہ مذہب کے دینی معقولات کا نگہبان ہے

باعتبار ان خدمات کے اوسکو وجرپانی سے مطابقت کرنا چاہئے۔ سرستی باڑا کنی کی بغل مین
ایک پست قد آدمی کی تصویر ہے اور اوس مرد کے دونون ہاتہہ ٹوٹ گئے ہین۔ جو بودہ ستو کے
دست چپ کی طرف کہڑا ہے۔ ان خدمتگارون کے سر کے اوپر فرشتون کی تصویرین ہین جو واسطے
چڑہاوے کے کوئی چیز ہاتہون مین لئے ہوے ہین۔ ان کے اوپر پریون کی تصویرین ہین جنکے ہاتہون مین
پہولون کے ہار ہین دست راست کیطرف جو کہڑکی ہے اوس کے نقش و غیرہ مثل کہڑکی مذکورہ بالا کی
ہے اور لکشمی یا شری کی تصویر اوسیطرح سے اسکی پیشانی کے اوپر کندہ پائی جاتی ہے۔
جب ہم اندرونی کمرہ کے اندر داخل ہوتے ہین تو دیوستہان کی پیشرو پر بہت سے تصویرین کندہ پائی ہین
وسط کے دروازہ کے دونون اطراف کے مقامات پر تصویرین عورتون کی ہین جنمین سے ہر ایک
تصویر پہولون اور بازو بند اور کڑون وغیرہ سے آراستہ ہے اور ایک کنول کے غنچہ کو ہاتہہ مین لئے ہوے
ہے ہر اک تصویر کی خدمت مین دو اور عورتین حاضر ہین۔ وے جو دروازہ کے دست راست کی
طرف ہین ہاتہہ مین چور لئے ہوے ہین اور انمین سے ایک کے ساتہہ ایک پست قد آدمی ہے اون تصویرون
مین سے جو دروازہ کے دست چپ کیطرف ہین ایک تصویر ایک پست قد مرد کے سر پر سہارا کئے ہوی ہے
اور یہہ مرد بہی اپنی تہوڈی کو ایک خم دار لکڑی کے اوپر رکہے ہوے ہے۔ ان عورتون کے سر پر عمدہ پوشاک
ہے۔ اور چڑا او مالا۔ بازو بند اور کڑے پہنے ہوے ہین ان تصویرون کے کندہ کرنیکی اصل غرض
نہین دریافت ہوتی ہے یعنے یہہ معلوم نہین ہوا ہے کہ ان تصاویر سے کن کن اشخاص کی مراد ہے
جو متعلق دین بدہ کے ہین بغل کی ہر اک کہڑکی کے اوپر دو دو تصویرین بدہ کی ہین جنمین سے ایک
مقام پر تو فرشتے خدمت مین حاضر ہین جس حالت مین دوسرے مقام پر یہہ نہین پائی جاتی ہین

دیوستہان کے اندر معمولی بڑہی تصویر بدہ کی ہے جو ایک سنگاسن کے پشت کیطرف تصویرین ہاتیون۔ مگر اور شیر نما جانورون وغیرہ کی پائی جاتی ہین۔ ان کے اوپر پریون کی تصویرین ہین اور بغل کی دیوارون مین اوپر کو تین قطارین بدہ کی تصویرون کی ہین۔ نیچے کی تصویرین چار زانو بیٹھے ہوی ہین اور باقی ماندہ پانون لٹکائے ہوے بیٹھے ہین۔ ناظر کے دست راست کیطرف ایک گہرے خانہ کے اندر جو ۵ فیٹ ۱۰ انچہ طول مین اور ۴ فیٹ ۱۱ انچہ عرض مین ہے ایک عورت اور ایک مرد کی تصویرین معہ پست قد خادمون کے نہایت عمدہ طور سے پتہرمین کٹی ہوی ہین۔ مرد کا سرپیچ بلند ہے اور وہ اپنے ہاتہہ مین ایک پہول لئے ہوے ہے جس حالت مین دوسرا ہاتہہ ٹوٹ گیا ہے عورت کے ایک ہاتہہ مین بہی ایک پہول ہے مگر اوس کے دونون ہاتہہ قدرے شکستہ ہو گئے ہین۔ اوسکے خدمتگار کا سر اوڑا ہوا ہے۔ اس کے مقابلہ مین اسی قسم کا ایک اور خانہ ہے جس کے اندر ساتہہ عورتون کی تصویرین پتہرمین کٹی ہوئی ہین مگر اون کے جسم پر بہت کم پوشش ہے۔ وسط کی تصویرین ناچ رہی ہین اور باقی ماندہ بیٹہی ہوئین باجے بجاتی ہین۔

اب قدرے تذکرہ اون حجرون کے تصویر کا کیا جاتا ہے جو بیرونی کمرہ کے بغلون مین واقع ہین وے تصویرین جو دست چپ کے یعنے مغربی حجرہ مین ہین شمار مین آٹہہ ہین۔ عقب کی دیوار مین کنارہ راست پر تصویر بدہ یا بودہ ستو کی کہڑی ہوی ہے اوسکے آگے چہہ تصویرین عورتون کی ہین جنکے سر کی پوشاک نہایت عمدگی و آراستگی کے ساتہہ کٹی ہوی ہے اور سب سے آخر مین ایک مرد کی تصویر ہے جسکا سرپیچ بہت اونچا ہے اور دست چپ مین ایک تہیلی یا اور کوئی بہاری چیز لئے ہوے ہے۔ یہہ سب تصویرین دین بودہ سے علاقہ رکہتے ہین دوسرے حجرے کے اندر

دو تصویرین فربہ اشخاص کی ایک مسند کے اوپر بیٹہے ہوے نظر آتی ہین - ایک انمین سے مرد ہے اور دوسری
اوسکی بی بی ہے جو ایک بچے کو اپنے ایک ران پر بٹہلائی ہوی ہے - ان دونون میان بی بی کے
خدمت مین دو خدمتگار حاضر ہین اور ایک ایک چور ہاتہہ مین لئے ہوے ہین - لیکن اوس آدمی کے
ہاتہہ مین جو مرد کے قریب ہے پانو چہڑا ہے - اوپر کیطرف بادلون کے اوپر فرشتے بحالت پرواز نظر آتی ہین یا
واضح ہووے کہ اس مغارہ کے اندر عورتون کی سہر کی پوشاک مین و نیز کانون کے زیورات مین نہایت
عمدہ صنعت کی گئی ہے جسمین بہت مشقت پڑی ہوگی -

مغارہ ہشتم

یہہ مغارہ اب بالکل بحالت شکست ہے اور اوسمین کوئی عجیب شئے قابل بیان کے نہین ہے اسکا
طول ۲۴ فیٹ اور عرض ۲۰ فیٹ تہا -

مغارہ نہم

اس مغارہ مین ایک سامنے کا کمرہ تہا جو ۵۸ فیٹ طول مین اور ۱۸ فیٹ ۹ انچہ عرض مین تہا - مگر بالکل
شکست ہوگیا ہے - اس کے نیچے کا کمرہ ۳۸ فیٹ طول مین اور ۱۳ فیٹ ۱۰ انچہ عرض مین ہے - اس
کمرہ کے اندر بازو کی دیوارون مین اور عقب کے گوشون مین عورتون کی تصویرین ہین اور فرشتے اونکے
سر کے اوپر ہین دیوستہان کے اندر صرف بدھ کا سر پتہر مین کٹا ہوا نظر آتا ہے - ایک حجرہ کے اندر جو
۱۴ فیٹ ۸ انچہ طول مین ہے - اور ۱۲ فیٹ ۶ انچہ عرض مین ہے بدھ کی ایک اور تصویر ایک درخت کے
نیچے بیٹہی ہوی نظر آتی ہے اور چور بردار خدمت مین حاضر ہین ایک اور دیوستہان ہے جسمین ایک
تصویر بدھ کی وعظ دیتی ہوی ہے صرف فرشتے اوسکے اوپر نظر آتے ہین اور کوئی چور بردار خدمتمین

حاضر نہین ہے ۔ اس غار کی مغربی دیوار مین ایک نہایت بڑی تصویر بدہ کی کٹی ہوی ہے ۔ درازی
اس تصویر کی ۲۶ فیٹ ہے اور اپنے راست بازو پر آرام مین ہے یہہ تصویر اوس وقت کی ظاہر کیگئی ہے
جب بدہ نے تناسخ ارواح سے نجات پائی ۔ اسکے پانون کی طرف ایک تصویر بدہ مم پانی کی کھڑی ہوی ہے

مغار دہم

یہہ مغار ختم نہین ہونے پایا ہے اسکا طول ۶ گز ہے اور عرض ۳ گز ہے سامنے کا حصہ بالکل
منہدم ہوگیا ہے ۔

مغار یازدہم

اسمین ایک برآمدہ اور ایک کمرہ موجود ہے ۔ کمرہ ۹ گز عرض مین ہے اور کل غار ۳۱ فیٹ
اندر تک کہودا گیا ہے ۔ بعد ازان کام بند ہوگیا ہے ۔

مغار دوازدہم

یہہ بہت بڑا مغار ہے اور اسکا کمرہ ۲۶ فیٹ طول و عرض مین ہے ۔ اسمین ایک پوستھان
بہی ہے مگر کوئی اختتام پر نہین پہنچا ہے ۔

حسن گنگوے بہمنی کے فتوحات کا ذکر

ملحقات کے مولف نے لکہا کہ تخت نشینی و حکمرانی کے بعد بادشاہ بہمنی کے دل مین ملک کشائی
وجہانگیری کا شوق و ولولہ پیدا ہوا ۔ اور بمصداق ؎ ہفت اقلیم ار بگیرد بادشاہ + ہمچنان
دربند اقلیمے دگر + عزم بالجزم کیا کوئی اور ملک فتح کرنا چاہیے تاکہ ملک کی فراخی و وسعت بڑہے
اور سلطنت کی بنیاد مستحکم و مضبوط ہوجائے ۔ بناءً علیہ ایکروز دربار عام منعقد کیا اور اوس مین

تمام وزرا و امرائے دولت و ارکان سلطنت شریک تھے حاضرین دربار سے خطاب کرکے اپنا ما فی الضمیر
ظاہر کیا۔ اے ارکین دولت مین چاہتا ہون کہ فی الحال آگرہ و گوالیر سے ہوتا ہوا دلّی پر فوج کشی
کرون۔ اس مہم مین آپکی جو رائین ہون ہر ایک آزادانہ ظاہر کرے۔ جملہ حاضرین سے ملک سیف الدین
غوری وکیل سلطنت نے عرض کیا۔ اے خداوند بادشاہ عالم! میرے نزدیک فی الحال ایکبارگی
دلّی پر فوج کشی کرنا مناسب نہین اس لئے کہ آپکی سلطنت دکن مین ابھی قائم ہوئی ہے۔ پورا اطمینان
نہین ہوا ہے۔ اطراف و جوانب کے مخالفین گھات مین ہین۔ اور اکثر بلاد و قصبات دکن مین تغلقی
امرائے جاگیردار و مقطع دار ہین۔ کہین ایسا نہو کہ بادشاہ کی غیبت مین سرکشی و بغاوت کرین۔
اگر بغاوت کی آگ بھڑک جائیگی تو اوسکا فرو کرنا مشکل ہوگا۔ فی الحال آپکو دکن ہی کا پورا انتظام
کرنا چاہئے اور دکن کے راجاؤن کو اپنا خراج گزار بنانا چاہئے۔ اور تغلقی امرا و جاگیردارونکو بھی
اطاعت کے دائرہ مین لینا چاہئے۔ بالفعل چند امرا سپاہ سالارون کو مع جمعیت کرناٹک و
تلنگانہ وغیرہ سرحدات پر روانہ کرنا چاہئے۔ تاکہ راجاؤن سے خراج چڑھا ہوا اور پیشکش و تحائف
و ہدایا وصول کرین۔ اور خود بادشاہ دار الحکومت سے کہین نہ جائے۔ قطب کیطرح مستقر حکومت
سے کہین حرکت نہ کرے۔ جب دکن کے سرحدات سے فراغت حاصل ہو جائے تب مالوہ و گجرات کا
ارادہ کرنا مناسب و بہتر ہوگا۔ اور یہہ ملک آسانی سے فتح ہو جائینگے انتہیٰ کلام غوری۔
دیگر حاضرین دربار نے بھی ملک سیف الدین وزیر کی رائے سے اتفاق کیا۔ بادشاہ نے نہایت
خوشی کے ساتھہ وزیر کی رائے اختیار کی اور وزیر کی تعریف کی پھر بادشاہ نے حسب رائے
وزیر مہمات کرناٹک وغیرہا کے لئے امرائے ذیل منتخب کئے۔ عماد الملک تاشقندی۔ مبارکخان لودی

سید رضی الدین قطب الملک۔ سکندر خان۔ معین الدین خواجہ جہان۔ صفدر خان سیستانی قیر خان۔ صلابت خان سیستانی وغیرہم۔

عماد الملک و مبارکخان مہم کرناٹک پر مامور ہو کے مع جمعیت روانہ ہوئے دونون افسرون نے دریائے تادلی سے ہکری تک خوب تاخت و تاراج کی۔ اور تمام راجاؤن کو مطیع و حلقہ بگوش کیا۔ اور دو لاکہہ اشرفی علائی مساوی دو لاکہہ تولہ طلائے خالص اور بیشمار جواہر و مروارید اور دو سو ہاتی اور ایک ہزار گہبز کین وصول کر کے لائے۔ اور راجاؤن سے خراج گزاری کے قول و قرار لئے۔ اور راجاؤن کے ایلچی بہی بادشاہ کے پاس لائے۔ ایلچیون نے خراج گزاری کے عہد نامے حضور مین پیش کئے۔ بادشاہ نے ایلچیون کو انعام و خلعت دیکے رخصت کیا۔

قطب الملک دکنی نے مندری کی طرف مع فوج کوچ کیا انکلوٹ پر پہنچ کے وہان کے راجہ سے مقابلہ کیا راجہ نے اولاً ایک آدہ روز بیہودہ حرکت کی آخر خراج گزار ہو گیا۔ وہان کا قلعہ و خزانہ و مال و اسباب بیحساب ہمدست ہوا۔ قطب الملک نے انکلوٹ کا نام سید آباد رکہا اور وہان ایک پختہ قلعہ تعمیر کرایا۔ اور اوس طرف کے تمام مقطع دارون و جاگیردارون کو مطیع و منقاد بنایا۔ کسی سرکش کو نافرمان و نا فرمانبردار و حلقہ بگوش نہ بنے نہین چہوڑا۔ جاگیردارون و مقطعدارون سے نذرانہ و پیشکش و تحائف بیشمار لائے۔

خواجہ جہان نے کلبرگہ کے ضلع کے مقدمون و نائکون کو مسخر کیا۔ ہر ایک نے بغیر جنگ و مقابلہ خراج گزاری و تابعداری قبول کی۔ ہر ایک مقام سے دو سالانہ محاصل چڑہا ہوا وصول کر کے لایا۔ اور ہر ایک ضلع مین اپنے تہانہ دار و چوکیدار مقرر کئے۔ اور نائکون اور مقدمون سے قلعے اور گڑہیان لیکر تہانہ دارون و چوکیدارون کے حوالے کئے۔ نائکون اور مقدمون کو بدستور خدمات

و جاگیرات پر بحال رکہا۔

سکندر[۵] خان مع فوج بیدر روانہ ہوا۔ بیدر کا قلعہ آسانی سے مسخر کیا۔ اور وہان کا انتظام
کرکے ملیکھڑ کو بہی فتح کیا اور تلنگانہ کے راجہ وینکٹا نائیڈو کو مطیع سرکار و مالگزار بنایا۔ چند ہاتی و تحائف
نفائس و ایک لاکہہ ہون لیکر کامیابی کے ساتہہ حضور مین آیا۔ خلعت و انعام سے سرفراز ہوا۔

صفدر[٦] خان سیستانی نے ساغر پر فوج کشی کی۔ وہان کا راجہ مقابلہ کے لئے مستعد ہوا۔ خراجگزاری
و تابعداری قبول نہین کی۔ خان موصوف نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ ابہی محاصرہ برخاست نہین ہوا تہا
کہ راجہ دفعۃً ضرب تیر سے مقتول ہوگیا۔ راجہ کے مقتول ہوتے ہی اوسکی تمام جمعیت درہم برہم ہوگئی
قلعہ خالی کرکے فرار ہوگئے۔ قلعہ مع ذخیرہ و آلات حرب و ضرب تصرف مین آیا۔ مال و زر تخمیناً ایک لاکہہ
ہون اور چند گہوڑے وہانسے بہی ہاتہہ آئے۔

قبر[بہ] خان مع جمعیت کوتر روانہ ہوا۔ کوتر و کلیانہ کو مسخر کیا۔ اور خود مختار بنکے بغاوت کا علم بلند کیا
اور مالکیت کا دم مارنے لگا بادشاہ نے سکندر خان تاشقندی کو حکم دیا کہ بدبخت قبر خان کو گرفتار کرکے
لاؤ۔ سکندر خان حسب الحکم مع فوج جرار کوتر روانہ ہوا۔ اور بادشاہ کے سامنے قسم کہائی کہ موذی باغی کو
گرفتار کئے بغیر حضور مین نہین آونگا۔ کوتر مین پہنچتے ہی قبر خان سے سخت مقابلہ ہوا۔ قبر خان سپاہی
دلیر و بہادر شیر تہا مقابلہ مین ثابت قدم و راسخ دم تہا۔ دو تین روز تک مقابلہ مین پہاڑ کی طرح
جمارہا اور اودہر سکندر خان بہی معرکہ مین سد سکندری تہا خوب جم کے لڑتا رہا دو تین دن تک
معرکہ کی آگ طرفین مین مشتعل رہی۔ طرفین سے سپاہ مقتول و مجروح ہوی۔ آخر فخر شعبان دفعدار نے
قبر خان کو گرفتار کیا۔ اور سکندر خان کی خدمت مین لایا۔ سکندر خان نے قبر خان کو مقید کرلیا

اور فخر شعبان مع فتحنامہ و گرفتاری سپاہ نامہ فیرخان کا تمام بادشاہ کی خدمت مین بہیجا۔
فخر شعبان دوم روز بادشاہ کی خدمت مین پہنچا۔ نامہ و پیام گرفتارئے سپاہ نامہ پہنچا یا بادشاہ
باغی کے گرفتار ہونیکی خبر سے بہت خوش ہوا۔ اور فخر شعبان کو انعام وافر عطا کیا۔ اور حکم دیا
کہ فیروزی و کامیابی کے نقارے بجوائین۔ اور فرمایا کہ کوتر کی تیاری کرین۔ فی الفور مع جمعیت
و سپاہ و مصاحبین کوتر روانہ ہوا۔ جب بادشاہ قریب پہنچا تب سکندر خان مع سپاہ استقبال
کیلئے آیا۔ اور فیرخان کو مسلسل بزنجیر حضور مین لایا۔ بادشاہ نے سکندر خان کو خطاب فرزندی
و چتر سرخ سے سرفراز فرمایا۔ اور فیرخان کو بہت لعنت و ملامت کی۔ بیچارہ قیدی شرمندہ
و سر افکندہ ہوا۔ خجالت و ندامت سے عالم سکوت مین تصویر کی طرح سکتہ مین کہڑا ہوا تہا سکندر خان
نے بادشاہ کی خدمت مین سفارش کی کہ یہہ پہلا قصور ہے معاف کرنا چاہیے۔ اگر بادشاہ
معاف فرمائینگے تو بندہ نوازی ہوگی۔ آیندہ اس قسم کی گستاخی کا مرتکب نہوگا۔ بادشاہ رحم دل
نے معاف کیا اور خان مذکور کو بدستور کلیانہ و کوتر کی قلعداری پر بحال رکہا۔
صلابت خان سیستانی نے قلعہ قندہار کو صلحاً مسخر کرلیا۔ تغلقی سپاہ و عہدہ دارون کو
تلطف و مدارا کیسا تہہ خارج کردیا صفدر خان کی خوش اخلاقی و نرمی کے سبب کوئی قلعہ کا اندرونی
و بیرونی مقابلہ مین نہین آیا۔ اکثر تغلقی عہدہ دار و سپاہ نے بہمنی کی ملازمت اختیار کرلی بہمنی
بادشاہ تغلقی امرا و سپاہ کی دلداری بہت کرتا تہا۔ تغلقی عہدہ دار بہمنی کا لطف و کرم دیکہہ کے
حلقہ بگوش ہجاتے تہے۔ بہمنی کی فرمان برداری و تابعداری کو واجب جانتے تہے۔
کپرس مقدم کنبادی نے دو سال کا محاصل چڑہا ہوا۔ بہمنی کے خزانہ مین داخل کیا۔ اور

تقصیرات ماضیہ کی معافی چاہے۔ اور آیندہ کیلئے خراج گزاری کا اقرارنامہ بہیجا اور بادشاہی ملازمین کے زمرہ مین شریک ہونا قبول کیا۔ بادشاہ نے اوسکا قصور معاف کیا۔ اور اوسکو خلعت و خدمت مقدمی سے سرفراز فرمایا اور حکم جاری کیا کہ کوئی اوسکے حصار و دیار کو متعرض نہوے۔

نرائن ریڈی قلعدار مدہول تغلقی زمانہ سے قلعداری حکمرانی مدہول پر مقرر تہا۔ حسن گنگوی بہمنی سے سخت مخالفت کرتا تہا۔ مدعی ہوتا تہا کہ ہم منصبداران تغلق شاہ سے ہین۔ بادشاہ دلی کے خراجگزار ہین۔ بہمنی کیطرف سے اوسپر متعدد حملے ہوے۔ جنگ و جدل کرکے فرار ہوجاتا تہا۔ اور کبہی کبہی حالت حصر مین معذرت نامہ بہیجکے جان و مال کا قول طلب کرتا تہا۔ بادشاہ نیک محضر ہمیشہ اسکے عذرات قبول کرلیتا تہا۔ لیکن وہ کبہی اپنے عہد و پیمان قائم نہین رہتا تہا۔ باربار عدول حکمی و عہد شکنی کے سبب سے کبہی بادشاہ کی خدمت مین حاضر نہین ہوتا تہا۔ ہمیشہ خوف زدہ رہتا تہا۔ نرائن نے سنا کہ بادشاہی حملہ بہت جلد ہونے والا ہے بلحاظ حفظ ما تقدم حسن گنگوئے بہمنی کے خدمت مین معذرت نامہ بہیجا۔ اور اپنے قصور کا معترف ہوا۔ اور اقرار کیا کہ آیندہ اطاعت کے دائرہ سے باہر قدم نہین رکہونگا۔ بہمنی رحم دل نے اوسکا عذر قبول کیا۔ اور قاضی بہاء الدین صاحب کو اوسکے پاس بہیجا اور پیام دیا کہ تجہہ سے بیشمار جرائم صادر ہوئے۔ تو عذاب و سزا کے لائق ہے مگر تو اپنے کردار ناہنجار سے مستعفی ہوتا ہے۔ بناءً علیہ ہم نے تیرے تمام جرائم ماضیہ معاف کئے۔ اب تجکو چاہئے کہ ہمارے پاس حاضر ہوکے کورنش و تسلیم کی سعادت حاصل کرے۔ نرائن بادشاہی عتاب و غضب کے خوف سے قاضی صاحب کے ہمراہ نہین آیا۔ قلعہ جام کہنڈی مین متحصن ہوگیا۔ حسن نے فوج جرار کو بسرکردگی سکندر خان تاشقندی اوس کے مقابلہ کے لئے

روانہ کیا۔ نرائن بہی مقابلہ کیلئے برآمد ہوا مدہول کے میدان مین باہم طرفین مین خوب جنگ
ہوا۔ قتل و خونریزی کے بعد بہمنی سپاہ کو کامیابی و فیروزی حاصل ہوئی۔ بیشمار مال و دولت
گہوڑے و ہاتی ہمدست ہوئے فتح و فیروزی کے بعد حسب الحکم بادشاہ تمام اموال غنائم سپاہ پر تقسیم کیا گیا
صرف گہوڑے و ہاتی بادشاہی طویلے و فیلخانہ مین داخل کئے گئے۔ نرائن قلعہ جام کہنڈی سے
نکل کے قلعہ مدہول مین پناہ گیر ہوا۔ بادشاہی فوج نے تعقب کر کے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ چند روز
کے محاصرہ مین اہل قلعہ غلہ و ذخیرہ کی قلت سے گہبرائے۔ اور تمام نے نرائن کو اسبات پر آمادہ کیا کہ
بادشاہ سے صلح کرنا چاہئے اور جان و مال کا قول مانگنا چاہئے۔ نرائن بامر لاچاری نہایت عاجزی
و انکساری سے قول امان جان طلب کر کے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور دو برس کا چڑہا ہوا
خراج خزانہ عامرہ مین داخل کیا۔ اور عہد و پیمان کیا کہ آیندہ کبہی خلاف نہین کرونگا۔ میرا قصور
معاف فرمائے۔ جسوقت نرائن بادشاہی دربار مین معذرت کیلئے پیش ہوا۔ بادشاہ حسن اخلاق
کے ساتہہ اوس سے ملا۔ اور اوسکی ہمت و راستبازی و خیر خواہی نسبت تعلق بادشاہ کی تعریف
و تحسین کی۔ اور فرمایا راست باز و خیر خواہ اسی کا نام ہے کہ مالک قدیم کی خیر خواہی کرنا چاہئے
جب مالک قدیم مین ظلم و ستم پائین تب بادشاہ جدید کے عدل و انصاف کو دیکہہ کے تابعدار و فرمان بردار
ہونا چاہئے اور اپنے جرائم گذشتہ کی معافی کے طلبگار ہونا چاہئے۔ جیساکہ اسوقت آپنے
کیا۔ اُسوقت نرائن کو خلعت اور ایک قیمتی مروارید کا مالا مرحمت کیا۔ ماٰثر برہانی نے لکہا ہے
کہ اپنی گردن سے مروارید کا مالا نکال کے اوس کے گلے مین ڈالا۔ اور اوسکو بدستور قلعہ مدہول وغیرہ
مین بحال رکہا۔ پہر نرائن نے مدۃ العمر خلاف نہین کیا تا بہ زندگی خراجگزار رہا۔

اسیطرح معین الدین مقطع دار تعلقی بہی بہمنی کا مخالف تہا۔ نرائن مذکور کا مددگار رہتا تہا۔ ہمیشہ فتنہ
و فساد برپا کرتا تہا بادشاہی فوج اوسکی تنبیہ کے لئے سرگرم رہتی تہی مگر مقابلہ مین اکثر فرار ہو جاتا تہا
بیچارے مقطع دار مین مقابلہ کی تاب کہان۔ جان کے خوف سے جنگل و صحرا مین حیران پریشان پہرتا تہا
اور بادشاہ کے پاس آنے سے گہبراتا تہا۔ کہ قتل کیا جاؤنگا۔ اپنے رفیق نرائن کی رہائی اور بادشاہ کا
حسن سلوک دیکہہ کے بادشاہ کی خدمت مین آیا اور معافی چاہا۔ بادشاہ اوس سے ملا اور معانقہ و مصافحہ
کیا۔ اور اوسکی بہی تعریف کی کہ ابتک آپ اپنی بادشاہ قدیم کی خیر خواہی مین ثابت قدم و راستباز
رہے۔ آفرین کے لائق ہی جب آپنے اپنے بادشاہ جدید کو عدل و انصاف کے ترازو مین تولا۔ اور برابر
پایا تب اوسکے دائرۂ اطاعت مین قدم رکہا۔ یہی شان راستبازی ہے۔ اوس کے تمام جرایم سے درگذر کیا
خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا۔ اور مقطع و جاگیر بدستور بحال و برقرار رکہا۔
نرائن و معین الدین کے حاضر ہوتے وقت مین بعض مصاحبین نے بادشاہ سے کہا کہ دونو مفسدون کو قتل
کرنا چاہئے تہا۔ دونون کے قول و قرار اعتبار کے لائق نہین ہین۔ اون کے اقوال شب ماند شب دیگر نماند
کی مصداق اونکی معذرت کو کالعدم سمجہنا چاہئے۔ بادشاہ نے کہا اخلاق و مروت و اشفاق و فتوت سے
بعید ہے کہ عذر خواہ کے عذر کو قبول نکرین عفو کے عوض انتقام لیوین۔ مین ایسی
بات کبہی نہین سنتا پسند کرتا ہون۔ اگر نرائن و معین الدین تا بہ زندگی مجہہ سے خلاف کرتے جائین
اور خلاف کے ساتہہ ہی معافی چاہین تو مین ہمیشہ معاف کرتا رہونگا۔ کبہی مستعفی کو سزا نہین دونگا۔
مصاحب نے بادشاہ کی خدمت مین اپنی گستاخی کی معافی چاہے اور بادشاہ کی رحم دلی
و عفو کی تحسین و تعریف کی۔

اگرچہ کولاس علاقہ تلنگانہ کا راجہ باطناً سرکشی پر آمادہ تہا۔ لیکن بظاہر خیرخواہی کا دم مارتا تہا۔ خراج کے بہیجنے مین تاخیر کرتا تہا۔ تقریباً دو سال سے خراج بہمنی خزانہ مین داخل نہین کیا تہا۔ چونکہ راجہ موصوف نے حسن کی تخت نشینی سے قبل بغاوت کے زمانہ مین ملک سرتیز کے معرکہ و مقابلہ کے وقت بیس ہزار فوج سے اعانت و امداد کی تہی۔ پادشاہ اوسی امداد و اعانت کے لحاظ سے اوس سے مطالبہ نہین کرتا تہا۔ شکر گزاری کے باعث اوس سے درگذر کرتا تہا۔ جب راجہ نے دیکہا کہ حسن دکن کا بادشاہ مستقل ہوگیا ہے اور دکن کے تمام راجاؤن نے اوسکی خراج گزاری قبول کی ہے۔ اور دیکہا کہ روز بروز بادشاہ کی ترقی بڑہتی جاتی ہے اور بادشاہ کی نیک مزاجی و بردباری عامہ رعایا کو حلقہ بگوش بنا رہی ہے۔ فی الفور جو خراج شاہان دہلی کو دیتا تہا اوسی حساب سے دو برس کا چڑہا ہوا خراج بہیجدیا۔ اور آیندہ بہیجدینے کا اقرار کیا۔ بادشاہ راجہ کے ساتہہ حسن سلوک کرتا تہا۔

بہمنی کی گجرات و مالوہ پر فوج کشی

تحفۃ السلاطین کے مولف نے لکہا کہ جب حسن گنگوئے بہمنی دکن کے انتظام سے فارغ ہوا۔ اور دیکہا کہ تمام دکن کے اقطار مین امن و امان و اطمینان قائم ہوگیا۔ بادشاہی عب و داب رعایا کے دلو نمین جم گیا اور بہمنیہ سلطنت کی بنا مستحکم و مضبوط ہوگئی۔ کسی قسم کا خوف و خطر باقی نہین رہا تب بادشاہ کے دل مین وہی جوش تسخیر ہند و سند موجزن ہوا۔ بناءً علیہ ۷۵۵ھ ہجری مین دولت آباد آیا اور وہان لشکر ظفر پیکر کا معائنہ کیا۔ پچاس ہزار سوار و ساٹہہ ہزار پیادہ برآمد ہوئے۔ اور فرشتہ نے لکہا کہ پچاس ہزار سوار نکلے الخ اور پیادہ کی بابت کچہہ نہین لکہا۔ شاید سہواً ترک کیا ہوگا اوس[1] زمانہ مین فوج کا اکثر حصہ بہ نسبت سواران پیادے ہوتے تہے کوئی سلطنت اور حکومت

[1] مقولہ مولف ۱۲

سوارون اور پیدلون سے خالی نہین ہوتی تہی - علاوہ فوج مذکورہ کے چارون صوبون مین بہی تقریبًا
پیادہ وسوار پچاس ہزار سے زائد تہے - فرشتہ نے تخمینًا بغیر سونچے سمجہے پچاس ہزار سوار
لکہدیا - بعد کے ناقلین نے بہی منقول عنہ پر اعتماد کر کے پچاس ہزار سوار ہی پر اکتفا کیا - مگر تواریخ
بہمنیہ کی تلاش و جستجو نہین کی اگر جستجو کرتے تو ضرور بمصداق جوینده یابنده کامیاب ہوتے بمصداق
لکیر کے فقیر نہ بنتے اور فرشتہ کی پیروی نکرتے اور اونکے "تالیفات نقصان کے عیب سے پاک ہوتین
چنانچہ فقیر مولف نے تواریخ بہمنیہ کے تلاش مین ہند و دکن کے بلاد مین کوچہ گردی و خانہ تلاشی
کی - اور جستجو مین خوب خاک چہانی - الحمد للہ کہ آخر مجہکو کامیابی ہوئی - اکثر تواریخ نادر الوجود
دستیاب ہوئین - مثلاً ملحقات مولانا عین الدین بیجاپوری و تحفۃ السلاطین مولفہ ملا داؤد بیدری
و حدائق السلاطین مولفہ مولانا ابراہیم خادم - و سلوۃ الغریب و اسوۃ اللبیب سفرنامہ مولا سید علی
مدنی - و مآثر برہانی مولفہ مولانا عزیز اللہ طباطبائی و تحفۃ الملوک شیرازی و غیرہا - ان تواریخ کی دیکہنے سے
معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ فرشتہ ان تواریخ کا لب لباب ہے - فرشتہ نے اکثر بہمنیہ کے حالات کو قلم انداز
کیا ہے - میری مولفہ تاریخ ہذا کے بہی تاریخین مواخذ ہین - اور مین نے انہین مواخذ سے عجائب و غرائب
باتین اپنی تاریخ مین مدرج کی ہین - اور دکن کی دیگر تواریخ جدیدہ مین اس قسم کی باتون کا نام
ونشان نہین اگر کسی نے سنی سنائی کوئی ایک آدہ بات لکہی تو وہ بہی ناقص و ناتمام - مین نے جو یہہ
پبلک کام مفید عام اپنے ذمے اس غرض سے نہین لیا کہ فخر و ناز کرون اور غیرون کو مستحقر سمجہون -
بلکہ میرا مقصود یہہ ہے کہ خاص و عام اس سے مستفید ہوون - اور انصافانہ میری تحقیق کی داد دین -
پہر دوبارہ ایک مجلس شوری منعقد کی - تمام امرائے دولت وارکان سلطنت کو فراہم کر کے کہا - خدا تعالی نے

مجکو دکن مین پوری سلطنت عطا کی اور مجھکو فوج وجمعیت و مال و دولت اسقدر عطا کیا
کہ مین جس ملک و لایت کا ارادہ کرون آسانی سے فتح کرسکتا ہون پس ایسی حالت مین قانع ہوکے بیٹھنہ جانا
مناسب نہین ہے مین چاہتا ہون کہ دہلی و گوالیار و مالوہ و گجرات کو دکن مین شامل کرلون - پہلی
مجلس مین بہی مین نے اپنا ارادہ آپ سب ارا کین سلطنت کے سامنے ظاہر کیا تہا - اُسوقت وکیل السلطنة
ملک سیف الدین غوری نے تجویز پیش کی تہی کہ فی الحال دکن کا انتظام کرنا چاہیے الخ اور آپ سب
امرا نے بہی غوری کی رائے سے اتفاق کیا تہا مین نے بہی ریبر کی تجویز و رائے متفقہ کو پسند کیا تہا
الحمد للہ کہ فی الحال ہمکو دکن کے انتظام سے پورا اطمینان ہو گیا ہے اب ہند پر چڑہائی کرنا چاہیے
اُسوقت ملک سیف الدین نے عرض کیا اے بادشاہ ابہی دلی دور ہے اگرچہ ہم دلی کے بادشاہ فیروز شاہ
کے مقابلہ کیلیے مستعد و کمربستہ ہین - مگر مالوہ و گجرات دلی سے کم نہین ہے - فی زماننا رائے ہرن بن
رائے کرن گجراتی نے آپکے پاس ایلچی بہیجا ہے اور آپسے التجا کی ہے کہ آپ براہ عنایت خسروانہ
گجرات کے جاگیرداروں و مقطع دارون کے مقابلہ مین جو رعایا پر ظلم وستم کر رہے ہین میری اعانت
کیجیے - اور میرے باپ دادا کا موروثی ملک مجھکو دلا دیجیے اس کامیابی کے بعد مین آپکے ہمرکاب
مالوہ چلونگا جان نثاری و کوشش و کشائش مین کوتاہی نہین کرونگا - تا بہ زندگی آپکا حلقہ
بگوش رہونگا - اور نیز دیگر امرا کے بہی خطوط آئے ہین - پس ایسی حالت مین اولا گجرات کا ارادہ
کرنا چاہیے - اور دیگر اراکین دولت نے بہی ملک سیف الدین کی رائے سے اتفاق کیا - پہر
بادشاہ نے شاہزادہ محمد شاہ بہمنی کو مقدمة الجیش کیطرح مع فوج گجرات روانہ کیا - اور بعد مین
آپ بہی جانیوالا تہا - جب شاہزادہ قصبہ نوساری مین پہنچا - اوس نے وہان شکار کثرت سے دیکھا

اسلئے اپنے والد ماجد کو جو شکار کا شایق تہا لکہا کہ یہانکی آب و ہوا بہت درست ہے۔ اور شکار بکثرت
ہے۔ حسن گنگوئے بہمنی شادان و فرحان فوراً وہان پہنچا ایک مہینے تک شکار مین مشغول رہا۔
شکار کی جست و جو مین اوسے بخار آگیا شکار کے کباب سے پرہیز نہین کرتا تہا۔ یکایک
اوس سے تخمہ ہوگیا۔ معالجہ کیا گیا ہیضہ سے نجات ملی مگر بخار لاحق ہوگیا جون جون علاج کرتے تہے
مرض بڑہتا جاتا تہا۔ بامر لاچاری حسرت و رنج کے ساتہہ فوراً گلبرگہ مراجعت کی۔ معالجہ مین
مشغول ہوا۔ مشائخ و علما کے سامنے تمام معاصی و مناہی سے توبہ کی۔ علما و مشائخ نے بادشاہ
کی صحت کے لئے خدا سے دعائے خیر چاہی۔ حاضرین نے آمین ثم آمین کہے۔ محمد شاہ بہمنی بہی بعد مین
گجرات سے مع الخیر واپس آیا۔ باپ بیٹے کے جو ارادے تہے وہ پورے ہونے پائے۔ جی کے ارمان
جی ہی مین رہی۔ بعض[1] مورخین مثلاً فرشتہ وغیرہ نے لکہا کہ بادشاہ نے کباب کے ساتہہ شراب کا
زیادہ استعمال کیا۔ کثرت شراب کی وجہ سے ہیضہ و بخار مین مبتلا ہوا الخ مورخین کا قول پایۂ اعتبار سے
ساقط ہے۔ اسلئے کہ حسن گنگوئے بہمنی عقیل و فہیم و پابند شرع شریف تہا۔ مدۃ العمر شراب کا استعمال
نہین کیا۔ ہان گوشت و کباب اسکی غذا تہی۔ افاغنہ غور و غزنی کا خمیر گوشت ہی ہوتا ہے۔
مولفین فارسی اکثر کباب کا قافیہ شراب باندہتے ہین۔ جہان کباب کا ذکر آتا ہے اوسکے ساتہہ ہی
شراب کا جوڑ ملاتے ہین اور رود و رباب کو بہی اوسکا تکملہ کر دیتے ہین۔ اونکا ممدوح صفات مذکورہ
سے واقع مین موصوف ہو یا نہو اسبات کی پروا نہین کرتے۔ ایسا ہی مورخین کم مایہ فرو پایہ نے
بہمنی کو شراب خوار قرار دیا۔ شکار کے کباب کے ساتہہ شراب کو بہی لاحق کر دیا۔ اسیطرح تمامان
سلف کی مدح و ذم مین بہی مبالغہ کر دیتے ہین۔ طریقۂ اعتدال سے عدول کرتے ہین۔ واقعات مین

[1] مقولہ مولف ۱۲

مبالغہ کرنے سے محققین کے نزدیک تاریخ کی وقعت و عظمت نہین ہوتی اور اغنبا کے عروج سے
ذلت و کذب کے نشیب مین گر جاتی ہے۔

حسن گنگوئے بہمنی کا مرض الموت مین مبتلا ہو کے گلبرگہ مین آنا

حسن گنگوئے بہمنی نوساری علاقہ گجرات مین بیمار ہو کے دار السلطنت گلبرگہ مین آیا۔ حکمائے یونانی و
ہندی سے معالجہ رجوع کیا۔ اطبا حاذق علاج کرتے تہے۔ مگر کوئی دوا مفید نہین ہوتی تہی۔ چہہ
مہینے تک برابر معالجہ کا سلسلہ جاری رہا۔ دوا و دعا کی جاتی تہی لیکن بجائے صحت مرض بڑہتا جاتا تہا
بادشاہ بہمنی کو دنیا و مافیہا سے یاس و ناامیدی ہوتی جاتی تہی۔ باوجود بیماری و ناامیدی زندگانی انتظام
ملک سے غفلت نہین کرتا تہا۔ قلعہ مین ایک محل جو جلو خانہ کے قریب تہا اوسمین فرش نشیمن و بالین
یاسمین پر کبہی لیٹا اور کبہی بیٹہتا تہا۔ اور مکان ایسے موقع پر تہا کہ وہان سے اہل دربار و غیر دربار کے
کاروبار کو دیکہہ سکتا تہا۔ دوسرے تیسرے دن اوسی مکان مین دربار عام بقول فرشتہ صبح و شام
علی الدوام کرتا تہا۔ دادخواہون کی فریاد سنتا تہا مظلومون کو ظالمون کے پنجہ سے رہا کرتا تہا
اور صبح و شام غربائے دیار و فقرائے روزگار کو عمدہ عمدہ کہانے اور قسم کے حلوے تقسیم کرتا تہا۔ سادات کرام
و مشائخ عظام کو انعام و اکرام سے سرفراز فرماتا تہا۔ اور حکم دیا کہ تمام ممالک محروسہ کے قیدیون کو
چہوڑ دین۔ اگر کوئی قیدی ایسا ہو جس کے رہا کرنے مین ملک مین فتنہ و فساد برپا ہو جائے۔ اور قیدی
رعایا پر قیامت و آفت برپا کرے تو اس قسم کے قیدیون کو دار السلطنت بہیجدین۔ چنانچہ صوبجات سے
مجرمین مفسدین گلبرگہ مین آئے۔ بادشاہ رحم دل نے تمام مجرمین سنگین جرائم کا معائنہ کیا ہر ایک کی

روداد سنی پہر سب کو آزاد کر دیا۔ مگر صرف گنتی کے ایسے چند اشخاص رکہہ لئے جن سے بغاوت و ہنگامہ و فساد کا گمان ہوتا تہا۔ فرشتہ نے لکہا کہ صرف سات آٹہہ شخصون کو جنکا رہا کرنا مقتضائے حال کے خلاف اور ملکی انتظام کے مخل معلوم ہوتا تہا اونکو شاہزادۂ محمد شاہ کے حوالہ کیا۔ کہ میرے بعد جیسا مناسب ہو ویسا کرنا۔ فی الحال قید خانہ مین رکہین۔ واقع مین وہ اشخاص قتل کے لائق تہے۔ لیکن بادشاہ رحیم و رقیق القلب نے نہین چاہا کہ میری زندگی مین قتل کئے جائین۔ بہمنی قتل انسان مین بہت احتیاط کرتا تہا۔ حتی الامکان قتل پر عفو و جنگ پر صلح کو ترجیح دیتا تہا۔ یہی وجہ ہے کہ بادشاہ رقیق القلب کے عہد مین راجگان دکن و جاگیرداران نو وکہن سے کبہی سخت معرکہ و زیادہ خونریزی نہین ہوی۔ اس چہہ مہینے کی مدت مین حکمائے مصر و یونانی مثلاً حکیم نصیر الدین شیرازی و حکیم علیم الدین تبریزی وغیرہ متواتر علاج کرتے رہے۔ لیکن مزاج صحت پذیر نہین ہوا۔ مرض مزاج پر غالب ہوگیا حرارت غریزی کم ہوگئی اور دوا موثر و مفید نہین ہوی۔ مرض بڑہ گیا۔ اور کمزوری و ناتوانی بہی زیادہ ہوگئی پس ایسی حالت مین بہمنی کو یقین کامل ہوا کہ اب رخصت کا وقت قریب ہے۔ اطبا کا معالجہ موقوف کیا اور کل نفس ذائقة الموت کا منتظر ہوا۔ اور ایسی حالت مین اپنے پیارے بیٹے محمود کو جو تمام فرزندون سے چہوٹا تہا اور باپ کا محبوب نعلب تہا پاس نہ دیکہکر پوچہا کہ وہ کہان ہے حاضرین نے جواب دیا کہ اوستاد کے پاس پڑہ رہا ہے۔ پہر اوسکو بلایا اور پیار سے پوچہا کہ تو کیا پڑہتا ہے جواب دیا بوستان سعدی شیرازی۔ بہمنی نے کہا آج کونسی حکایت پڑہی محمود نے کہا یہہ حکایت

حکایت

شنیدم کہ جمشید فرخ سرشت | بسر چشمۂ بر بستگی نوشت

بدین چشمہ چون ما بسے دم زند | برفتند چون چشم برہم زدند
گرفتند عالم بمردی و زور | ولیکن نبردند با خود بگور

حسن گنگوئے بہمنی یہ تیسری بیت سنکے بے اختیار زار زار رونے لگا۔ اور اپنے تینون بیٹون کو پاس بلایا اور نہایت محبت و یاس و حسرت سے کہا کہ میرا یہہ آخری وقت ہے۔ مین تمکو وصیت کرتا ہون اگر تم میری وصیت پرکاربند ہوگے تو خوش و خرم رہوگے اور سلطنت مین زوال نہین آئیگا۔ اگر آپ دولت و سلطنت کا بقا چاہتے ہین تو تمام بہائی باہم اتفاق سے رہو۔ اور محمد کو میرا جانشین سمجھو۔ اور اوسکی خدمت و اطاعت مین مستعد رہو۔ اور اوسکی اطاعت کو دارین کی سرفرازی سمجھو۔ پہر خزانچی کو بلایا۔ بیشمار ہون منگایا۔ اور تینون فرزندون کو دیا۔ اور کہا جامع مسجد مین جاؤ و مشائخ علمائے حنفی المذہب کو تقسیم کرکے آو۔ جب یہہ حسب الحکم تقسیم کرکے آئے اور باپ کو اطلاع دی تو باواز بلند الحمد للہ کہہ کے جان بحق تسلیم کی۔ رباعی

ہر روز یکے روز برآید کہ منم | خود را بجہانیان نماید کہ منم
چون کار جہان بروقرارے گیرد | ناگاہ اجل ز در درآید کہ منم

یہہ واقعہ گیارہ سال و دو ماہ سات یوم سلطنت کے بعد بتاریخ غرۂ ربیع الاول ۷۵۹ ہجری مین واقع ہوا بقول فرشتہ بادشاہ کی عمر ۶۷ سال کی تہی۔ اور بقول مولف ملحقات ۶۸۔ قول ثانی درست و صحیح معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ حسن کی ولادت ۶۹۱ ہجری مین واقع ہوئی۔ جیساکہ برج التاریخ کے مولف نے لکہا ہے۔

حسن گنگوئے بہمنی کی تجہیز و تکفین و تدفین کا ذکر

بادشاہ بہمنی بانی سلطنت بہمنیہ کی رحلت سراپا مصیبت کے حادثہ سے اعزہ و اقربا - و وزرا و امرا - و
رعایا کے دلون پر سخت صدمہ واقع ہوا - بادشاہی عشرت کدہ ماتم کدہ ہوگیا - تمام وا ویلا
واحسرتا کہتے تہے اور زار زار روتے تہے - گلبرگہ مین گہر گہر قیامت برپا ہوگئی - بادشاہی محل مین کثرت
نالہ و بکا و شور و غوغا سے کہرام مچگیا - تینون فرزند محمد و محمود و داؤد کے قلوب ہل رہے تہے -
لیکن عالم سکوت مین تہے - اسیطرح ملک سیف الدین وکیل السلطنت جو بہمنی کا قدیم رفیق و عزیز
قریب تہا عالم سکتہ مین تہا - پہر محمد نے صبر و سکون کی باگ ہاتہہ مین لیکے وکیل السلطنت سے تجہیز و تکفین
کا حکم دیا - فی الفور شامیانہ شاہانہ تیار کرایا - اور قلعہ کے باہر قبر کندہ کرائی گئی - شہر کے علماء و فضلا
و مشائخ جمع ہوئے - اور امرا و سپاہ سالار و سپاہ حاضر ہوے - مشائخ نے نہلایا اور کفن پہنایا - پہر بہمنی کا
جنازہ شاہانہ طرز سے نہایت کر و فر کے ساتہہ قلعہ سے باہر لائے - و تجمل و شان کے ساتہہ مقبرہ مین پہنچے
جنازہ کے ہمراہ تخمیناً خلائق کا اژدہام ساتہہ ستر ہزار سے کم نہوگا - جنازہ کی مشایعت مین اہل اسلام
و اہل اصنام باہم شریک تہے - پہر تمام نے بادشاہ کو دفن کیا - اوسوقت آہ و نالہ کا شور و غوغا اسقدر
بلند ہوا کہ زمین سے عرش برین تک پہنچ گیا - آخر فاتحہ خیر پڑہی گئی - بہمنی کے تینون فرزند خلف الصدق
تہے - ماں باپ کی طاعت و تابعداری کو مثل فرض جانتے تہے - والدین کے حکم سے سر مو تجاوز
نہین کرتے تہے خاصۃً محمد تو باپ کی طاعت و عقیدت کا عاشق تہا - باپ کی جدائی کا اوس کے
دل پر سخت صدمہ ہوا بناء علیہ بقول تحفۃ السلاطین ایک سال تک و بقول فرشتہ چہہ مہینے تک جمعہ کی
ہر شب باپ کی قبر پر زیارت کے لئے جاتا تہا - اور بیشمار خیرات کرتا تہا - فقرا و حفاظ کو عمدہ عمدہ
کہانے کہلاتا تہا - قبر پر دو سو حافظ تلاوت قرآن کے لئے مقرر کیا تہا - ہر روز متعدد قرآن

ختم ہوتے تہے۔ تمام مرحوم کیلئے فاتحہ خیر پڑہتے تہے۔ مرحوم کی روح پرفتوح کو ثواب خیر سے خوشنود کرتے تہے۔ ملکہ جہان زوجۂ بہمنی مرحوم جو صالحہ ساجدہ عفیفہ ثانی رابعہ تہی۔ اپنے شوہر کی فریفتہ و آشفتہ تہی۔ کہتے ہین زوجین مین نہایت ہی اتفاق تہا۔ بادشاہ بہی اپنی زوجہ کا عاشق تہا۔ بجز اپنی بیوی کے کوئی دوسری بیوی نہین کی مدۃ العمر ایک ہی بیوی پر اکتفا کیا۔ کوئی مملوکہ بہی صرف مین نہین لایا۔ سلاطین مین یہی پہلا بادشاہ ہے جس نے بجز ایک بیوی کے دوسری نہین کی۔ اور سلاطین سلف مین اسکا نظیر عدیم المثل ہے۔ شوہر کے بعد دنیا و ما فیہا سے بیزار ہوئی۔ کہتی تہی کاش اگر مین شوہر کے ساتھہ ہی خصت ہوتی تو خوب ہوتا۔ رنج و غم سہنا نہ پڑتا۔ یا اول ہی میرا کام تمام ہوجاتا تو دنیا مین سہر پر خاک اوڑانا نصیب نہوتا۔ آرائش و زیبایش کو ایک لخت موقوف کردیا۔ زر زیور کو پہینکدیا۔ صرف ناندیڑی سفید بیلہ و کم قیمتی متشرع کا لباس پسند کیا۔ روزانہ شوہر کی قبر پر شام کیوقت جاتی تہی مغرب کی نماز و فاتحہ پڑہ کے واپس آتی تہی۔ ایک سال تک ملکہ کی یہی کیفیت رہی۔ پہر حرمین کا سفر اختیار کیا۔ چنانچہ آگے اوسکا ذکر آئیگا۔

بہمنی کے شمائل وخصائل کا ذکر

فرشتہ وغیرہ مولفین نے حسن گنگوہے بہمنی کے شمائل سے مختصرے از مطول اور جزوے از کل و مجملی از مفصل لکہے ہین۔ شاید تمام کا مقصد اختصار ہوگا۔ حالانکہ سلاطین سلف کے فضائل و رذائل تفصیلی لکہنا چاہئے تاکہ ناظرین کو اونکے فضائل کے دیکہنے سے فضل و کمال کی طرف رغبت ہو اور رذائل کی برائیون سے نفرت۔ تواریخ کے تالیف کرنے سے مولفین کی یہی غرض ہوتی ہے بنا علیہ مین بہمنی کے خصائل و شمائل ملحقات و تحفۃ السلاطین سے اخذ کرکے اس مقام مین ناظرین کی ملاحظہ کیلئے

گزارش کرتا ہون۔ تاکہ ناظرین اولوالابصار کے لئے عبرت کا باعث ہووے۔

حسن گنگوے بہمنی کا حلیہ

متوسط قامت۔ آفتابی چہرہ۔ قوی ہیکل۔ رنگ سفید سرخی مائل۔ موی ریش بہورے سیاہی مائل خوبصورت فرشتہ سیرت چہرہ مہرہ سے رعب و داب عیان تہا۔ چستی و چالاکی ڈیل ڈول سے نمایان دانش و فرہنگ چہرہ گلرنگ سے نمودار تہی۔ بہادری و دلیری رگ و پے سے ٹپک رہی تہی۔ غرض بادشاہ کا وجود نادرالوجود صفات پسندیدہ و کمالات برگزیدہ کا جامع۔ اور انسانی خوبیونکا مجموعہ تہا

تربیّت و تعلیم

بہمنی کی ولادت زمین غور مین واقع ہوی۔ اور وہان کی آب و ہوا کی آغوش مین سات برس تک پرورش پائی۔ باپ کے رحلت کے بعد والدہ کے ساتہہ مع برادر علی شاہ ماموں ملک ہژبرالدین المخاطب ظفرخان وزیر علاءالدین خلجی کے پاس ہند مین آیا۔ ملک موصوف نے اوسکی تربیت و تعلیم کا عمدہ اہتمام کر دیا۔ اور مستقر حکومت ملتان مین رکہا۔ چند ہی مدت کے بعد ماموں مغلون کے مقابلہ مین پنجاب و دہلی کے درمیان مقتول ہو گیا۔ یہہ واقعہ ۶۹۶؁ہجری مین واقع ہوا۔ پہر تمام عزہ و اقارب ملک موصوف کے بعد پراگندہ حال ہوے۔ ملتان ہی مین رہے۔ حسن بدستور اساتذہ کی خدمت مین جاتا تہا اور تحصیل علم مین ہمہ تن مصروف رہتا تہا۔ جب ضروری کتب درسیہ متداولہ سے فراغت پائی۔ اور عالم شباب کے میدان مین قدم رکہا۔ تحریر و تقریر مین کامل استعداد رکہتا تہا۔ اور جوہر علوم ہوتا تہا

اخلاق

خوش اخلاقی گویا اوسکا خمیر تہا۔ ملنساری و خاکساری مین بے نظیر تہا۔ ہر ایک سے نیازمندانہ

ملتا تھا۔ نرمی و ملاطفت سے پیش آتا تھا۔ دوست و غیر دوست کی ہمدردی خدمت و منت کے ساتھہ کرتا تھا۔ غرور سے کوسون دور رہتا تھا۔

عفو و کرم

سخاوت و کرم کا فریفتہ تھا۔ باوجود احتیاج ہر ایک غریب و فقیر کی دستگیری کرتا تھا۔ اور فقیر و غربا کی حاجت روائی اپنی ذات پر مقدم کہتا تھا۔ اکثر غربائے پراگندہ حال کی غمخواری و تیمارداری کرتا تھا۔ عفو کا بھی یہی حال تھا اگر کوئی سرکشی و نافرمانی کرتا تو اوسکو معاف کہتا تھا۔ کبھی مکافات نہین کرتا تھا۔ بلکہ بدی کا بدلا نیکوئی کرتا تھا۔ جہانتک ممکن ہوتا تھا تو اوس سے گزر جاتا جاتا تھا۔ انہین صفات کی بدولت ملک دکن کا مالک و بادشاہ ہوا۔ اور اس مصرع کے مضمون پر کاربند تھا سے در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست۔

نقل ہے کہ ایکروز مولانا معین الدین ہروی نے ایک مسافر غریب جو ڈاکہ زنی کے اتہام مین مقید تھا اوسکی رہائی کی بابت سفارش کی اور بدلل طور سے ثابت کیا کہ وہ بیچارہ غریب الوطن بگمان اتہام مقید ہے۔ بہمنی نے اوسیوقت اسیر بیگناہ کو رہا کیا اور عاجز غریب سے معذرت کی ایکہزار ہون عطا کرکے رخصت کیا۔

۲ ایضًا۔ ایکروز گانگو پنڈت برہمن محاسب دفتر نے ایک فقیر گوسائین کو بہمنی کی خدمت مین پیش کیا بادشاہ گوسائین سے ملا اور اُس سے دیر تک درویشی کی بابت گفتگو کی۔ آخر رخصت کیوقت دوسو ہون دئے۔ گوسائین نے لینے سے انکار کیا۔ بادشاہ اصرار کرتا تھا گوسائین انکار۔ دیر تک باہم اصرار و انکار رہا آخر بامر مجبوری گوسائین نے لے لیا۔ اور رخصت ہوا۔

امانت و دیانت

دیانت و امانت مین بے نظیر تہا۔ کبہی کسی کے ساتہہ دغا و فریب نہین کیا تا بہ زندگی۔ امانت و دیانت پر ثابت قدم رہا۔ گانگو پنڈت کے باغ مین اشرفیون کا ملنا اور اوسکا بجنسہ پنڈت کے خدمت مین پہنچانا۔ اُسکی دیانت و امانت کی برہان قاطع ہے۔ اشرفیان ایسی حالت مین پنڈت کے پاس پہنچائین کہ اُسوقت سخت محتاج و تہیدست تہا۔ پنڈت اُسکی امانت دیکہہ کے اوسکا معین و مددگار رہنا۔ اور بادشاہی دربار مین پہنچانیکا وسیلہ بنا۔ آخر دیانت کی برکت سے دربار شاہی مین پہنچ گیا۔ ایک ہی آن مین ادنی درجہ سے اعلیٰ درجہ پر عروج کیا

وفاداری

اُسکی وفاداری ضرب المثل کے درجہ پر پہنچ گئی ہے۔ اُسکا فطری فعل تہا جس سے جو وعدہ کرتا تہا اُسکے ایفا مین تاخیر نہین کرتا تہا۔ وعدہ کے ایفا مین اوفی تہا۔ دیکہو اُسکے نام سے وفاداری عیان ہو رہی ہے۔ گانگو پنڈت نے جو وعدہ کیا تہا اُسکو پورا کیا۔ وعدہ یہہ تہا کہ پنڈت کا نام حسن کے نام کا تکملہ و جزء آخر ہو۔ اور سلطنت کے بعد محاسبی کی خدمت عطا کرے خود اسکا نام ہمارے کلام کی تصدیق کر رہا ہے۔ اور حسب الوعدہ گانگو پنڈت کو سلطنت کے عہد مین ممالک مقبوضہ کا صدر محاسب ہی کیا۔

شکرگزاری احسان

احسان فراموش نہین تہا۔ کبہی کافر نعمت نہین ہوا۔ ابتدائے حال مین پنڈت نے جو اُس کے ساتہہ حسن سلوک کیا تہا۔ تابزندگی اوسکو یاد رکہا۔ وقتاً فوقتاً اُس کے ساتہہ احسان کرتا رہا

سلطنت کے زمانہ مین اُسی احسان کے بدلہ مین گانگو پنڈت کو گلبرگہ مین جاگیر ذات عطا کی۔ اور
بہمنی پورہ واقع گلبرگہ مین اُسکے لئے مکانات بنوائے اور اُسکے اعزہ و اقارب کیلئے اس محلہ کی
کل زمین آل تمغا عطا کر دی تہی۔ اُس آباد زمین کا نام پنڈت کے نام سے بہمنی پورہ مشہور ہوا
فی الحال نہ بہمنی بادشاہ رہا نہ پنڈت مگر بہمنی پورہ یادگار موجود ہے۔ اُس پورہ کو بمّن واڑی بہی
کہتے تہے۔ نیز یہہ امر بہی اُسکی شکرگزاری ہے کہ جبتک زندہ رہا کسی برہمن کو نہین ستایا۔ نہ قتل کیا
براہمہ کی بڑی عزت کرتا تہا۔ اکثر براہمہ کو احسان و کرم سے سرفراز فرماتا تہا۔ دکن مین یہی پہلا
بادشاہ ہے کہ دفتری خدمتین براہمہ کے سپرد کیا۔ اور گنگو پنڈت بہی پہلا ہی برہمن ہے کہ دکن مین
اہل اسلام کی نوکری قبول کی۔ اس سے قبل دکن مین کوئی برہمن مطلقاً نوکری نہین کرتا تہا
براہمہ کی گذر اوقات گدائی پر تہی۔

استقلالی مزاج

بہمنی مستقل مزاج صاحب عزم بالجزم تہا۔ کبہی دنیوی انقلاب و کشاکشی زمانہ ناہنجار سے نہین
گہبراتا تہا اگرچہ تمام دنیا تہ و بالا ہو جائے مگر وہ جگہ سے نہین ہلتا تہا۔ عالم سکون و قرار مین
ثابت قدم رہتا تہا۔ کیسی ہی مصیبت پیش آئے پروا نہین کرتا تہا۔ بلکہ استقلال و اطمینان سے
مصیبت کی مدافعت مین کوشش بلیغ کرتا تہا۔ اور مصیبت کے دائرہ سے نجات کے کنارہ
پر پہنچتا تہا۔ دیکہو دولت آباد کی بغاوت مین تغلق کا کیسا مقابلہ تہا کہ تمام بغاوت کے سر و سامان
جمع باقی تہا
تہے لیکن تمام باغیون کا سردار و دلیر مہرہ اور تمام تدبیر و شورہ کا پیشوا حسن گنگو سے بہمنی ہی
ہم بیان کر چکے ہین کہ حسن نے بادشاہی مقابلہ مین کیا کیا تدابیر شائستہ کین کہ تغلق باغیونکو

کامیابی حاصل ہوئی

حفظ ماتقدم

بہمنی دور اندیش و عاقبت بین تہا - ہر امر مین حفظ ماتقدم کا بہت خیال رکہتا تہا - اور واقعہ کے وقوع سے اول ہی واقعہ کا تدارک کر لیتا تہا - اور ایسے امور جنسے گمان ہوتا تہا کہ آیندہ فتنہ و فساد کا باعث ہونگے اُن امور فاسدہ کا فی الفور بندوبست کرتا تہا چنانچہ بہمنی نے سلطنت کے بعد سنا کہ امرا مین بغاوت کی تخم ریزی ہو رہی ہے - اور مجہکو سلطنت سے معزول کرنا چاہتے ہین فی الفور بغاوت و سازش کی تحقیق کر کے اسمعیل مخ بانی فتنہ کو قتل کیا چنانچہ اوسکی بغاوت و قتل کا ذکر ذیل مین کیا جاتا ہے۔

اسمعیل کی بغاوت اور اُسکے قتل کا ذکر

چونکہ اسمعیل مخ تعلقیہ زمانہ سے حسن کا دوست و خیر خواہ تہا - اور بغاوت کے ہنگامہ مین بغات کی مدد سے دکن کا بادشاہ بن چکا تہا - بنا ء علیہ حسن اوس کی زیادہ خاطر و مدارات کرتا تہا - جب اسمعیل دربار مین آتا تو بادشاہ تعظیماً اُسکے لئے مسند سے اُٹہہ کے چند قدم اُسکا استقبال کرتا تہا - اسمعیل و علما کے سوا دربار مین یہہ عزت کسیکو حاصل نہین تہی - چنانچہ نوروز کا دربار منعقد ہوا - دربار مین امرا و علما و قضاۃ جمع ہوے - حسب الاشارہ بادشاہ بہمنی صدر الشریف سمرقندی نے ملک سیف الدین غوری کو دربار مین اسمعیل مخ سے اوپر جگہہ دی - اسمعیل کو سیف الدین کا تقدم ناگوار معلوم ہوا - تخت کے پاس جا کے بدبختی کی شکایت کر کے رونے لگا - اور کہا کہ اس تقدم و تاخیر مین میری اہانت و ذلت ہے بادشاہ نے اوس سے کہا کہ تو

امیرالامرا و سپہ سالار ہے اور ملک سیف الدین غوری نائب سلطان و وکیل السلطنت ہے آپ خوب جانتے ہین
کہ بادشاہون کے دربار مین عہدہ و منصب کے لحاظ سے تقدم و تاخر ہوتا ہے۔ سپہ سالار سے نائب
سلطان کا منصب بزرگ ہوتا ہے۔ اُس کا تقدم اور آپکا تاخر عہدہ کے لحاظ سے بجا و درست ہے
آپکی شکایت بیجا ہے۔ اسمعیل مخ بادشاہ کے جواب باصواب کو سن کے بظاہر خوشی خرمی سے
خاموش ہوگیا اور ہر روز عادت کے موافق دربار مین آمد و رفت کرتا تھا۔ اور کمال خندہ پیشانی
و بشاشت کیساتھہ ملک سیف الدین کے بازو مین قیام کرتا تھا۔ اور باطن مین اپنے اعزہ و امرا دولت
کے اتفاق سے چاہتا تھا کہ حسن موقع و فرصت کے وقت قتل کرکے خود بادشاہ بن جائے مگر
اُسکی یہہ تدبیر تقدیر کے موافق نہین تھی۔ یہہ راز قبل از وقوع فاش ہوگیا۔ اور بادشاہ اُس کے
ارادہ فاسدہ سے آگاہ ہوگیا۔ اور احتیاطاً خفیہ طور سے بھی اوسکے حالات دریافت کرکے ایک دربار
عظیم الشان منعقد کیا اور اُس مین تمام امرا و منصبدار و سادات و قضاۃ و علما و مشایخ کو جمع کیا
اور اسمعیل مخ سے غدر و بغاوت کا سبب دریافت کیا۔ اس نے انکار کیا اور قسمین کھائین پھر بادشاہ
حاضرین مجلس کی طرف متوجہ ہوا۔ اور بآواز بلند کہا کہ جو بزرگ اسمعیل کی اس سازش مین شریک
ہون اور اس غدر مین اوسکی بیعت کئے ہون اونکو چاہئے کہ راست راست بے کم و کاست ظاہر کرین
اور جو کچھہ اسمعیل سے سنے ہون بیان کرین۔ اور ہرگز اُسکو پوشیدہ نکرین مین اون سب کی خطا معاف
کرونگا کسیکو اس خطا مین ماخوذ نہین کرونگا۔ جو امرا و منصبدار اسمعیل کی سازش مین شریک
تھے۔ انہون نے صاف صاف بیان کردیا۔ اصل واقعہ کی حقیقت تمام کو معلوم ہوگئی۔
کچھہ شک و شبہ باقی نہین رہا۔ بادشاہ نے جرم ثابت ہونیکے بعد حاضرین مجلس سے اسمعیل کے

قتل کا فتویٰ طلب کیا۔ قضاۃ وعلما نے قتل کا فتویٰ دیا۔ بادشاہ نے اُسیوقت اسمعیل کو
مجلس مین قتل کرایا۔ اور دیگر مجرمون کے جرائم معاف کر دیئے۔ اور پھر سبکو نہین ستایا
نہ اس کی زیادہ تحقیق کی۔ اُسیوقت اسمعیل کے فرزندون اور قرابتدارون کو معاف کردیا
اور اُس کے بیٹے بہادر خان کو باپ کے عہدۂ امیرالامرائی پر معین کیا۔ اور اُسکے رشتہ دارون
کے ساتھہ حسن سلوک کیا۔ پس ماندون کی تسلی وتشفی مین کوتاہی نہین کی۔ تمام امرائے
ریاست ورعایائے سلطنت بادشاہ کی سیاست وحسن سلوک سے بہت خوش ہوئے۔ اور بادشاہ
کا رعب وداب تمام کے دلون مین متمکن ہوگیا۔ بادشاہ کی یہہ حسن تدبیر تحسین کے لائق ہے
اگر بہمنی اس فتنہ کے فرو کرنے مین تاخیر کرتا تو ہنگامۂ عظیم برپا ہوتا اور سلطنت ہاتھہ سے جاتی رہتی
بادشاہون اور امراون کے وزرائون کو واجب ولازم ہے کہ جہان بغاوت وفتنہ کی آگ سلگتی
نظر آئے فی الفور اوسکو تلوار آبدار کے پانی سے بجھائین نہین تو توقف وتاخیر مین مشتعل
ہوجائیگی۔ اور سلطنت کی پختہ عمارت کو جلاکے خاک سیہ کردیگی۔ بربادی کے بعد بجز حسرت
وخاک بیزی کے کچھہ حاصل نہین ہوگا۔ اس فتنہ کی آگ فرو کرنیکے بعد پھر کبھی کسی نے
بغاوت کی تخم ریزی نہین کی۔

اولیات حسن گنگوئے بہمنی

مورخین کے نزدیک دکن مین اسلامی سلطنت قائم کرنیکی حیثیت سے حسن ہی پہلا بادشاہ ہے
کہ اس نامور ہی سے سلاطین اسلام مین نامور مانا جاتا ہے یہی پہلا بادشاہ ہے کہ دکن مین
براہمہ نے اسی کے عہد سے سلاطین اسلام کی ملازمت اختیار کی۔ سلاطین دکن مین یہی

پہلا[۳] بادشاہ ہے کہ ایک بیوی کے سوا دوسری بیوی نہین کی - میرے نزدیک بادشاہ اس
سیرت یکتائی مین اپنا نظیر آپ ہی ہے - تواریخ مین کسی دوسرے بادشاہ کی ایسی نظیر نہین
دیکھی گئی - شاید بادشاہ نے یہہ سیرت گنگو پنڈت کی مصاحبت کی وجہ سے اختیار کی ہو گی
یہی پہلا[۴] بادشاہ ہے کہ دکن مین اسلامی سکہ جاری کیا - اور ظاہراً اسلام وشعائر اسلام کو
شایع کیا - اکثر مورخین نے سکہ کے جاری کرنےمین اختلاف کیا ہے - یہی پہلا[۵] بادشاہ ہے کہ دکن مین
درباری دستار منصبداری وضع کی - یہی پہلا[۶] بادشاہ ہے کہ دکن مین ستی کی رسم موقوف کرنیکی
ابتدا کی - اگرچہ یہہ موقوفی قطعاً وکلیۃً نہین ہوئی تہی - موقوف کرنےمین زیادہ تشدد اس خیال سے
نہین کرتا تہا کہ ہنود کے مذہب مین دست اندازی ہوگی - لیکن حکمت عملی سے گانگو پنڈت کے
ذریعہ سے براہمہ کو سمجہاتا تہا کہ کوئی مبادرت نکرے - تیموریہ سلاطین کے زمانہ مین بہی ستی کی
ممانعت ہوتی رہی لیکن کامل طور سے موقوف نہین ہوئی تہی - کمپنی انگلشیہ کے عہد مین لارڈ ولیم
بنٹنک نے ۱۸۲۹ عیسوی مین کل ہندوستان سے ستی کی رسم موقوف کردی - بیچاری بیواؤن
پر رحم کیا - نہین تو سخت بیرحمی سے جبراً جلائین جاتی تہین - یہی پہلا[۷] بادشاہ ہے کہ دکن مین
مسلمین وغیر مسلمین مساکین کے لڑکون ولڑکیون کی باہم شادی کرادیتا تہا - اور سرکاری خزانہ سے
طرفین کو خرچ دیتا تہا - یہی پہلا[۸] بادشاہ ہے کہ اپنے زمانہ سلطنت مین برہمن کو قتل نہین کیا
یہی پہلا[۹] بادشاہ ہے کہ اسکے عہد مین محاسبی ممالک محروسہ کی خدمت براہمہ کے تفویض کی گئی - براہمہ کا
تقرر محاسبی پر ایسی ساعت نیک مین ہوا تہا کہ آج تک دکن مین محاسبی کا دفتر ہنود ہی کے تفویض
ہوتا ہے - اکثر دکن مین خزانہ وغیرہ دفتری حساب کتاب کے کامون پر ہنود ہی مقرر ہوتے رہتے ہین

؎ یہہ اولیات فرشتہ ملحقات وتحفہ وغیرہا سے اخذ کئے گئین ۱۲

چنانچہ ابتک سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ کے عہد مبارک مین بہی اکثر ہنود ہی مامور ہین - فی زماننا متعدد بزرگان تعلیم یافتہ مدارس انگریزی غیر براہمہ بہی مفتخر ہو رہے ہین -

بہمنی کا رعایائے مختلف الاقوام کے ساتہہ صلح کل ہونا

حسن گنگوئے بہمنی اگرچہ مسلمان سنی حنفی المذہب تہا لیکن معاملات مین مختلف الاقوام کے ساتہہ تعصب جائز نہین رکہتا تہا - بلکہ ملکی انتظام مین اوسکا طریقہ صلح کل تہا - عدالت وانصاف مین کسیکی جانبداری نہین کرتا تہا - اہل اسلام واہل اصنام کو اپنی دونون آنکہونکی طرح مساوی سمجہتا تہا - تعصبًا کبہی اہل اصنام کو ذلیل وخوار نہین کیا - اور کبہی راجگان خراجگذار پر سختی وتشدد جائز نہین رکہا - اور کبہی ہنود کے مذہب مین مداخلت نہین کی - اونکو آزاد رکہا تہا کہ مذہبی امور کو آزادی سے ادا کرین - کوئی اہل اسلام انکی مزاحمت نہین کرتا تہا - علما ومشائخ کے مثل پنڈتون وبراہمہ کی عزت وآبرو کرتا تہا اور اون کیساتہہ ہمدردی وحسن سلوک کو لازم جانتا تہا - کبہی اس بادشاہ نے جبرًا ہنود کا بتخانہ توڑکے اوسکی جگہ عبادتخانہ نہین بنایا - اکثر مورخین کا قول کہ بتخانے توڑے اور عبادتخانے بنائے - اور بجائے آواز ناقوس تکبیر وتہلیل کی آواز کو بلند آوازہ کیا الخ - تعصب ومبالغہ کی آمیزش سے خالی نہین ہے - اکثر مورخین اسلام اس قسم کی باتین لکہدیتے ہین واقع مین ہون یا نہون اوسکی پروا نہین کرتے - میرے نزدیک ایسے مورخین کی تاریخین اعتبار کے لائق نہین - مورخ کا فرض منصبی ہے کہ منصفانہ لکہے - کسیکی جانبداری نکرے - اس بادشاہ بہمنی کے زمانہ مین اہل اصنام واہل اسلام بایکدیگر ہم پلہ ومساوی الدرجہ تہے کوئی فریق ایکدوسرے کو حقارت سے نہین دیکہتا تہا اور اسی بادشاہ کے عہد مین باہم ہنود ومسلمین مین

دنگہ و فساد نہین ہوا۔ تا بہ زندگی بہمنی تمام راجگان و نایکان دکن تابعداری و فرمان برداری مین حلقہ بگوش رہے۔ کسی نے اطاعت و خراج گزاری سے سرکشی نہین کی۔ اسیطرح اہل اسلام بھی فرمان برداری سے تجاوز نہین کرتے تھے۔ غرض بہمنی ہنود و مسلمین کے نزدیک نیک نام و مرغوب الانام تھا۔ ہندو اسکو اوتار سمجھتے تھے۔ اور مسلمان ولی۔

حسن گنگوے بہمنی کے صدقات و خیرات کا ذکر

چونکہ اسلام و غیر اسلام مین صدقہ کار خیر ہے۔ اور رد بلا و مصیبت کیلئے مسلم ہے۔ بہمنی مذہباً حسن عقیدت سے خیرات و صدقات مین فراخ حوصلہ و عالی ہمت تھا ہمیشہ تابہ زندگی فقرا و مساکین و حجاج و زائرین کی خدمت کرتا تھا۔ اور انعام و اکرام سے سرفراز فرماتا۔ ممالک مقبوضہ مین کئی لنگر خانے جاری کئے تھے اور ہر ایک لنگر خانے کیلئے موضع و قریہ کی آمدنی وقف کردی تھی۔ گلبرگہ مین حضرت شیخ سراج جنیدی۔ اور مولانا عین الدین بیجاپوری کی خانقاہون مین بڑے بڑے لنگر خانے تھے مسافرین و واردین انہین بزرگون کی خانقاہون مین فروکش ہوتے تھے۔ آسائش و آرام سے رہتے تھے۔ صبح و شام مسافرین کو کھانا پکا ہوا ملتا تھا۔ حکیم علیم الدین تبریزی کے متعلق بھی ایک لنگر خانہ و شفا خانہ تھا۔ اُسمین بیمارون کا علاج عمدہ طرح سے ہوتا تھا۔ دوا و غذا بادشاہی شفا خانہ سے ملتی تھی۔ بہمنی کا معمول تھا کہ ہر پنجشنبہ کو بتقریب فاتحہ بزرگان دین مثلاً حضرت خواجہ معین الدین چشتی و حضرت خواجہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی و شیخ فرید الدین گنج شکر و حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیاء و غیرہم رضی اللہ عنہم عمدہ عمدہ کھانے پکائی جاتے تھے۔ اور انواع انواع کے حلوے بنائے جاتے تھے۔ فقرا و مشائخ و معززین جمع ہوتے تھے فاتحہ و

سلہ از ملحقات ۱۲

ختم قرآن سے فارغ ہوکے تناول طعام فرماتے تھے۔ خود بھمنی تبرکاً و تیمناً قبل از طعام اپنے ہاتھ
مین آفتابہ و سیلابچی لے کے فقرا و مشائخ کے ہاتھ دھولاتا تھا۔ یہہ عادت پسندیدہ بھمنیہ کی
خاندانمین نسلاً بعد نسلٍ تا انقراض سلطنت جاری رہی۔ چنانچہ یہی رسم تیموریہ سلاطین نے بھی اختیار
کی تھی۔ اور تیموریہ سے ہمارے عالیجناب میر قمر الدین خان نظام الملک فتح جنگ آصفجاہ بہادر بانی
بھی طریقہ اخذ کیا تھا۔ عالیجناب اکثر بزرگان دین کے اعراس مین تبرکاً مشایخ کے ہاتھ خود دھلاتے تھے
اور ابتک یہان کے امرائے معززین مشایخ و فقرا علما و صلحا کے ساتھ عالیجناب کے پیرو ہین۔ سر مو
فرق نہین کرتے بھمنی سالانہ حرمین و کربلائے معلیٰ و بغداد شریف و دار الخیر اجمیر وغیرہ مقامات
مین ہزارہا روپے روانہ کرتا تھا۔ اور مزارات پر غلاف و شامیانہائے زرین بھیجتا تھا۔
ملحقات کے مولف نے لکھا کہ حسن گنگوئے بھمنی نے ۷۵۵ھ ہجری مین شرفا مکہ و مدینہ کے لئے بہت سی
نقد رقم روانہ کی۔ اور وہان ایک رباط مسافرین کے لئے بنوادی یہہ رباط مکہ کے صفا کے جانب مین
تھی۔ اور رباط کیلئے سالانہ پانچ ہزار ہون بھیجا جاتا تھا۔ یہہ رباط کا لنگر خانہ محمود شاہ اول بھمنی کے
زمانہ تک جاری رہا۔ رباط مین غربائے حجاج فروکش ہوتے تھے۔ نہایت آرام سے بسر کرتے تھے
یہہ رباط ۸۵۰ھ تک صحیح و سالم تھی بعد ازان منہدم ہوگئی اوسکا نام و نشان تک باقی نہین رہا
کتاب الاعلام فی اعلام بیت الحرام مین مولانا قطب الدین حنفی نے اس رباط کی نسبت
لکھاہے کہ یہہ رباط والی گلبرگہ دکن کی بنا کی ہوئی تھی۔ سلطان سلیم خان عثمانی کے عہد مین مصر سے
امیر الحاج وغیرہ علما و قضاۃ مکہ مین آئے۔ بعض اسی رباط مین فروکش ہوے یہہ رباط کے اطراف سے جا بجا
افتادہ و شکستہ ہوگئی تھی۔ اور سیلاب کے صدمہ سے افتادہ و صدمہ رسیدہ تھی۔ اور اوسطرف سے گذر نیکا

راستہ بھی تنگ ہوگیا تھا۔ سلطان ندکور کے حکم سے فراخی راہ کے لئے منہدم کرائی گئی۔ انہدام کیوقت ۸۰۳ ہجری جاری تھا۔ سنہ مذکور کے بعد اوسکا نام ونشان باقی نہین رہا۔

اس بادشاہ بہمنی کے عہد کے کارہائے خیرات دکن کی سرزمین مین بشمار موجود ہین۔ لوگ اب تک اون سے مستفید ہوتے ہین۔ اکثر چشمے ور تالاب۔ اور کوئین اور نہرین اور مساجد و قلعجات و خوانق اونہین کے یادگار ہین۔ سلاطین بہمنیہ تعمیرات مین اگرچہ راجگان دکن سے بہت ہی پیچھے ہین لیکن راجگان سلف کے عمارات کے محافظ رہے ہین۔ ہمیشہ اونکی تعمیر و ترمیم مین مستعد رہے۔ بہمنیہ نے اکثر ہندو راجاؤن کے قلعجات خام کو چونہ و گچ سے مستحکم و پختہ کیا۔ مین نے اون کے عمارات کا ذکر مفصل محبوب و نو گہن آثار دکن مین لکھا ہے۔ مثلاً نرناله و کاویل گڈہ برار کے قلعے اور ایلچپور برار کی دل کشا منزل کے کتبے خبر دیرہے ہین کہ ہم کو بہمنیہ کی توجہ و ترمیم نے اب تک قایم رکھا نہین تو ہم گرپڑکے خاک مین ملجاتے فی الحال دل کشا منزل منہدم ہوگئی قلعے بدستور موجود ہین۔

قدردانی علم و ھنر

بہمنی علم و ہنر کا شائق تھا۔ اہل علم و ہنر کو دوست رکھتا تھا۔ بادشاہ کی قدردانی کی شہرت سنکے دیار و امصار کے صاحبان کمال دار السلطنت گلبرگہ مین آتے تھے۔ اور بادشاہ کے حضور مین باریاب ہوکے حسب لیاقت عہدون پر مقرر ہوجاتے تھے۔ ملحقات کے مولف نے لکھا کہ جزری قاری کا شاگرد عرب سے گلبرگہ دکن مین آیا۔ اُسوقت حسن گنگوئے بہمنی حکمران و فرمانروا تھا۔ بادشاہ کے حضور مین پہنچا بہمنی آپ کے علم و فضل سے واقف ہوا اور قرآن سنا بہت خوش ہوا۔ قاری صاحب کی بڑی تعظیم و تکریم کی۔ اپنے فرزندون کی تعلیم کے لیئے مقرر کیا۔ قاری صاحب بادشا کی قدردانی سے

نہایت خوش ہوے اور گلبرگہ مین سکونت اختیار کرلی پہر قاری صاحب نے بادشاہ کے لئے ایک
قرآن شریف ہفت قرات مین لکہا ۔ سنہری جدولین ویاقوتی روشنی کے بیل بوٹے حواشی پر
بنائے ۔ تیار ہونیکے بعد بادشاہ کی خدمت مین پیش کیا بادشاہ قرآن شریف کو دیکہہ کے
بہت محظوظ ہوا ۔ اور سر و آنکہون پر رکہا ۔ اوسیوقت قاری صاحب کو ایک بدرہ ہون کا
عطا کیا مشہور ہے کہ وہ قرآن شریف ٹیپو سلطان والی مدراس کے کتبخانہ مین تہا ۔ قاضی القضاۃ
مولانا صبغۃ اللہ صاحب نے اسکی نقل کرائی تہی چنانچہ قرآن شریف منقول جناب مولوی حسین عطاء اللہ
صاحب وظیفہ یاب سرکار عالی نظام و حال میر مجلس بارگاہ عالیجناب آسمانجاہ مرحوم کے کتبخانہ
مین موجود ہے ۔ والی مدراس کی تباہی کے بعد اصل قرآن شریف منقول عنہ مفقود ہو گیا ۔ اب
عنقا صفت معروف الاسم مجہول الرسم ہے ۔ قاری صاحب مدۃ العمر گلبرگہ مین رہے ۔ آخر یہین فوت
ہو کے دفن ہوئے ۔ اسیطرح مولف مذکور نے بہمنی کی قدردانی کی اور دو نقلین لکہین مندرجہ
ذیل ہین ۔

نقل اول ۔ ایک سپاہی نو وارد نے نوکری کی درخواست کی ۔ بادشاہ نے اوسکو
پاس بلایا ۔ اور اُس سے دریافت کہ آپکا حسب و نسب کیا ہے اور آپ کس قبیلہ و کنبہ سے ہین
سپاہی نے عرض کیا ۔ خداوند میرا حسب و نسب شمشیر و علم و تیر و کمند ہے ۔ بہمنی اوسکے جواب سے
خوش ہوا اسیوقت منصب جوالداری سے ممتاز فرمایا ۔

نقل دوم ۔ ایکروز ایک سپاہی لاری دربار عام مین آیا ۔ اور نوکری کی درخواست کی
بہمنی نے پوچہا آپ کیا ہنر رکہتے ہین ۔ سپاہی نے جواب دیا ۔ میرا ہنر یہہ ہے کہ مالک کے سامنے

جان نثار ہونا۔ اسیوقت تلوار میان سے کہینچی اورچاہا کہ خودکشی کرے۔ درباری بہادروں نے فی الفور اُسکے ہاتہہ سے تلوار چہین لی۔ اور اُسکو سمجہایا منایا۔ بہمنی سپاہی کی جوانمردی دیکہہ کے بہت خوش ہوا اُسیوقت باربرداروں مین شامل کیا۔

سلسلہ آصفیہ کے قول کی تردید

سلسلہ آصفیہ کے مولف نے حسن گنگوئے بہمنی کے حال مین لکہا کہ خداتعالی نے مسلمانوں ہی کی قوم کو یہہ شرف دیا ہے جو اس قوم مین ایسے ایسے ادنی درجون سے ایسے بڑے بڑے بادشاہ ہوے ہین کہ جن پر کسیطرح ظلم و نا انصافی کا دہبہ نہین لگ سکتا الخ

مولف کا قول مسلمانوں ہی کی قوم سے اس شرف کو یعنے ادنی درجہ سے اعلی درجہ سلطنت کو پہنچانا درست نہین ہے۔ کیا غیر قوم مین اس قسم کے شرف سے مشرف نہین ہوے ہین؟ خداتعالی رحیم وکریم ہے اور تمام مخلوق کا خالق ہے۔ دنیوی ترقی و تنزل مین اسکے نزدیک مسلم و غیر مسلم برابر ہین تواریخ مین ہم اس قسم کے نظایر اکثر پیش کر سکتے ہین۔ مولف کا دعوے بے دلیل ہے۔ دیکہو ہنود مین راجہ شالباہن ادنی درجہ سے درجۂ حکمرانی کو پہنچا۔ ایسا صاحب قدرت و شوکت ہوا ہے کہ ہندوستان کے راجہ بکرماجیت کو جسکا دارالسلطنت اوجین مالوہ مین تہا قتل کیا۔ اور بہت سے نظائر ہین کہ ہم طوالت کی وجہ سے اسی ایک مثال پر اکتفا کرتے ہین۔ بمصداق۔ العاقل تکفیہ الاشارہ ناظرین خود سمجہہ جاینگے۔ نیز مولف کا قول کہ حسن گنگوئے بہمنی کسانی کے درجہ سے سلطنت کو پہونچا الخ یہہ بہی قول پایۂ اعتبار سے ساقط ہے۔ اس لئے کہ وہ کسان نہین تہا نہ کسانی کرتا تہا بلکہ گانگو پنڈت کا مہمان عزیز تہا بیکار رہنے سے تنگ ہو کے پنڈت کے باغ مین دل بہلانے کے لئے

آیا جایا کرتا تھا - اور وہان کے مزدورونکی نگرانی کیا کرتا تھا - فرشتہ نے بھی بے سوچے سمجھے ملازم بہمنی لکھدیا - اور ظفر خان علائی کا ہمشیرزادہ ہونا بھی فرشتہ نے لکھا ہے - فرشتہ کے اقوال متضادہ ہمکو فرشتہ کی نسبت بدگمان کرتے ہین - شاید فرشتہ نے کسی قوت کے دباؤ سے یہہ بات لکھی ہو گی - یا سہواً خطا کے گڑھے مین گرا ہوگا - مولفین کے نزدیک ایسے مذبذب مورخ کی عزت و وقعت باقی نہین رہتی ہے - مورخین متاخرین تو فرشتہ کے خوشہ چین ہین فرشتہ ہی کو منقول عنہ و مستند علیہ قرار دیتے ہین - جب منقول عنہ معززین کے جرگہ سے شمار کیا جائے تو اوس کے مقلدین بھی اوسی طبقہ مین شامل ہون گے - پس مقلدین ہماری تحقیق کے ماننے مین ہٹ دہرمی و تجاہل عارفی کرین گے - انصافانہ تسلیم کے رستہ پر نہین آئینگے - اللہ یہدی من یشاء

علاءالدین حسن گنگوے بہمنی کے فاتحۂ سوم کا ذکر

بتاریخ چہارم ربیع الاول ۷۵۹ھ ہجری مین صبح کیوقت حسن گنگوے بہمنی مرحوم کے فاتحہ سوم کیلئے تمام فرزند و اعزہ و اقارب و علما و مشائخ و قضاۃ و امرا و زرا و رعایا مقبرہ مین بیرون قلعہ گلبرگہ جمع ہوئے - اور سب تلاوت قرآن و ادعیہ ماثورہ مین مشغول ہوے دس بجے تک متعدد قرآن ختم کئے - ختم قرآن کے بعد تمام نے فاتحہ خیر کی رسم ادا کی - اور مرحوم کے لئے دعا خیر چاہی اور مرحوم کی روح کو ثواب با صواب سے خوشنود کیا - اور اُسوقت کے دستور کے موافق پان کی گلوریان و گلدستے و شیرینی تقسیم کی گئی - اور بجائے چاہ شربت گلاب کیوڑہ پلایا گیا اور حاضرین پر گلاب پاشی بھی کی گئی - ملحقات کے مولف نے لکھا کہ اوسوقت رواج عام تھا کہ میت کی فاتحہ سوم مقبرہ مین کرتے تھے - علما و مشائخ و حفاظ و متعلقین مرحوم تمام جمع ہوتے تھے -

صبح سے دس بجے تک قرآن خوانی ہوتی تہی۔ تلاوت کیوقت مجلس مین عود و عنبر اسقدر استعمال کیا جاتا تہا کہ تمام مجلس خوشبو سے مہک جاتی تہی۔ اور اہل مجلس پر گلاب پاشی ہوتی تہی اور گلاب وکیوڑہ کا شربت پلایا جاتا تہا۔ ختم کے بعد فاتحہ پڑہی جاتی تہی۔ اور حاضرین کو فاتحہ تمام ہوتے ہی ایک ایک گلوری پان کی اور ایک ایک گلدستہ اور شیرینی دیتے تہے۔ پہر تمام یکے بعد دیگرے رخصت ہوکے چلے جاتے تہے۔ مقبرہ مین فاتحہ سوم کا ہونا دکن مین بہمنی کے زمانہ سے رائج ہے۔ چنانچہ فی زماننا بہی مقبرہ مین کرتے ہین۔ لیکن مقبرہ بہمنیون کی طرح لازم نہین جانتے۔ بعض مقبرہ مین کرتے ہین اور بعض مساجد و خوانق۔ اور بعض مشائخ وغیرہ اپنے مکانات پر فی زماننا گلاب پاشی و شربت کی رسم موقوف ہوگئی ہے مگر صرف پان و شیرینی کی رسم باقی رہگئی ہے۔

محمد شاہ کے جلوس میمنت مانوس کا ذکر

ختم و فاتحہ و تعزیت کے بعد شاہزادہ محمد مع اعزہ و امراء سپاہ دولتخانہ پر آیا۔ پہر جلوس میمنت مانوس کی تیاری نہایت تجمل و تکلف کے ساتہہ شروع ہوئی۔ بارگاہ کُل یعنے دربار عام مخملی و زربفتی فرشون سے آراستہ کیا گیا۔ دروازون پر اطلس سیاہ زرین کے پردے ڈالے گئے۔ اور وسط دربار مین بادشاہ کے جلوس کیلئے تخت نقرئی قائم کیا گیا۔ بہمنیہ دستور کے موافق تمام وزرا و امرا و سپاہ و رعیت نے حسب وصیت بادشاہ مرحوم محمد شاہ کو تخت نشین کیا۔ شیخ سراج جنیدی آئے اور بادشاہ کی کمر مین شمشیر مرصع باندہی۔ اور اپنے ہاتہہ سے بادشاہ کو تخت پر بٹہلایا۔ اور دوام سلطنت و ازدیاد عمر کی دعا کی اور فاتحہ خیر پڑہی حاضرین دربار نے تین مرتبہ آمین آمین باواز بلند کہی۔ تمام کی آواز آمین و آفرین سے دربار کا مکان گونج اوٹہا۔ آمین کے

ختم ہوتے ہی اول علماء و مشائخ و قضاۃ نے نذرین دکھلائین - دوم وزراء و امراء و سپاہ سالارون نے پیش کین - سوم رعایائے معززین و غیر معززین علیٰ ہذا القیاس ہر ایک صغیر و کبیر نے نذر پیش کر کے اپنی خوشی و خرمی کا اظہار کیا - نذرون کے بعد تمام نے بادشاہ کو خطاب کر کے دعائے خیر سے یاد کیا اصلح اللہ السلطان تین بار کہا - اور اکثر سپاہ و پیادے جوش خوشی مین اُچھل رہے تھے - خاص کر کے جبوش و ترا کمہ و افاغنہ مستانہ خوشی کی مستی مین کود رہے تھے اور بندوقون کے سر کرنے سے سلامی اوتار رہے تھے - بعض مورخین نے لکھا کہ اُس وقت بندوق کی ایجاد نہین ہوئی تھی - قائل کا قول غلط ہے اسلئے کہ فرشتہ نے متعدد مقامون مین لکھا ہے کہ بندوقین سر ہورہی تہین چنانچہ کولاس کے معرکہ مین لکھا ہے کہ محمد شاہ کا بازو گولی بندوق سے مجروح ہوگیا تھا الخ

انتظام سلطنت محمد شاہ کا ذکر

چونکہ محمد شاہ اولو العزم و عقیل و فہیم تھا - بادشاہی شان و شوکت اور دبدبہ سلطنت کا شائق اور دین محمدی کے رواج عام کا عاشق تھا - تخت نشینی کے بعد ملک کا انتظام تجدید اً شروع کیا چتر سیاہ کے قبہ کو جواہر و مروارید سے مرصع کیا اور اسپر ایک ہمائے مرصع کی مورت بنا کر لگائی - اور ہما مین وہ یاقوت جمایا جو بیجانگر کے راجہ نے علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی کو ہدیہ بھیجا تھا - وہ یاقوت بے بہا تھا تمام جوہری اوسکی قیمت کے اندازہ کرنے مین عاجز ہوگئے تھے - اور دربار کی تزک و شان بہ نسبت سابق بڑہا دی - اعلیٰ درجہ کے مخمل و زربفت کے فرش اور اقسام کی گلدستون و نقوش سے سجایا - جمعہ کے سوا ہر روز دربار عام مقرر کیا - دربار مین والد ماجد سلطان علاء الدین

حسن گنگوئے بہمنی کے تخت نقرئی پر جلوس کرتا تہا۔ دربار مین تمام دست بستہ کہڑے رہتے تہے
دربار مین علما و مشایخ کو بیٹہنے کی اجازت تہی۔ اور خاص وکیل السلطنت ملک سیف الدین
غوری کو بسبب بزرگی اور کبرسنی بادشاہ مرحوم کے وقت سے اجازت ملی تہی۔ مگر اس بیدار دانشمند نے
بادشاہ کی نازک مزاجی کا خیال کر کے خود عرض کیا۔ کہ سب امرا و اعزہ حضور کے دربار مین کہڑے
رہتے ہین پس مین بہی کہڑا رہنا پسند کرتا ہون۔ بادشاہ نے منظور کیا۔ وزیر نے بہی اُس روز سے
کہڑا رہنا شروع کیا۔ امرو وزرا کو خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا۔ اور چارون طرفدارون کے پاس
فرامین استمالت بہیجے۔ اور اون کے لئے القاب اسطرح مقرر کئے کہ طرفدار دولت آباد مسند عالی
و طرفدار برار مجلس عالی۔ و طرفدار بیدر و تلنگانہ اعظم ہمایون۔ و طرفدار پائے تخت گلبرگہ و بیجاپور
کو ملک نائب یہہ خطابات سلاطین بہمنیہ کے آخر زمانہ تک برابر دائر و سائر رہے۔ اور اپنے خاص
سواران باڈی گارڈ کو چار حصون مین ۱ سلحدار۔ و ۲ سرخیل۔ و ۳ جوانان یکہ۔ و ۴ باردار
تقسیم کیا۔ پچاس سلحدار اور ہزار خاصہ خیل نوبت بنوبت روزانہ حاضر دربار رہتے تہے۔ دیگر
امرا و منصبدار بہی چوکی و پہرہ مین شریک ہوتے تہے۔ اوسمین ایک افسر ہوتا تہا اوسکو
سرنوبت کہتے تہے۔ اور ان مین چوکی اول کے سرنوبت کو دوسرے سرنوبتون پر فوقیت
ہوتی تہی اوسکو افسر سرنوبت کہتے تہے۔ ۱ سلحدار وہ تہے جو خاص بادشاہی اسلحہ کی نگہداشت
کرتے وہ شمار مین دو سو تہے۔ ۲ دوم سرخیل وہ خاصہ خیل یہہ خاص اردلی بادشاہ کے
چار ہزار سوار تہے۔ ۳ سوم جوانان یکہ جو خاص بادشاہی چیلے کہلاتے تہے۔ یہہ بہی دو سو سے
زاید تہے۔ ۴ چہارم باردار ان جو خاص بادشاہی دربار مین امرا و غیرہم کو بار یاب کراتے تہے

یہہ دو سو سے کم نہین تہے ان چارون طبقون کا یہہ کام تہا - کہ خاص بادشاہ کے جان و مال کے محافظ رہین - دولتخانہ شاہی پر رات دن پہرہ چوکی رکہین - روزانہ پچاس سلحدار اور ہزار سوار خاصہ خیل صبح سے دوسرے دن کی صبح تک دولتخانہ پر حاضر رہتے تہے - اور چوکیداری و نگہبانی نہایت ہوشیاری سے کرتے تہے بیرونی کوئی شخص بغیر اجازت و بغیر توسل بار سواران دولتخانہ - یا دربار مین داخل نہین ہو سکتا تہا - اور کوئی شخص دربار مین مسلح نہین جانے پاتا تہا اندر داخل ہونے وقت ہتیار رکہوا لیتے تہے - یہہ امر بلحاظ احتیاط کیا جاتا تہا - بتقاضائے احتیاط و ہوشیاری ہتیار رکہہ لینا ہی چاہئے - تا کہ آیندہ بادشاہ کو کسی قسم کا صدمہ کسی مفسد سے نہ پہنچے - پہر بادشاہ نے امرائے دولت و کاربردازان سلطنت کو انعام و صلات و جاگیرات و خطابات سے سرفراز فرمایا - اور عہدہائے قدیم مین کسیقدر تغیر و تبدل کیا - تغیر بہی ایسا تغیر کہ بظاہر معلوم نہین ہوتا تہا - اکثرون کے خطابات سابقہ ہی بدستور بحال و برقرار رکہے - محمد شاہ کے عہد سلطنت مین مندرجہ ذیل امرا خدمات و عہدون پر مامور تہے -

ملک سیف الدین غوری وکیل السلطنت - بہادر خان ابن اسمعیل مخ - مقرب خان بن صفدر خان سیستانی

ملک نائب — امیر الامرا — میر آتش

موسی خان افغان - عیسی خان - محمد اسمعیل ناعط - ملک محمود - ملا محمد مشہدی

افسر میمنہ فوج — افسر میسرہ فوج — داروغہ جواہر خانہ — خوان سالار — میر سامان

بایزید خان سیستانی - کلیم اللہ خان مازندرانی - سید شریف سمرقندی - ملا محمد بن عین اللہ بن مولانا بیجاپوری

افسر خاصہ خیل — افسر جوانان یکہ — صدر — مفتی عسکر

محمود افغان - سید جلال حمید - شاہ ملک غوری -
افسر سلحداران مصاحب مصاحب

اور حکم دیا کہ ہر روز بادشاہی دولتخانہ پر پانچ مرتبہ نوبت بجائی جائے - دکن مین نوبت کی
رسم اسی بادشاہ کیوقت سے جاری ہوئی - ہند مین اسکا رواج نہین تہا - اولاً اسکا ابتدائ
سلاطین عجم کے عہد مین ہوا - روزانہ چار مرتبہ بجائی جاتی تہی - اور پانچ مرتبہ سلطان سنجر کے
عہد سے ہوئی - چنانچہ فرہنگ محمودی کے مولف نے لکہا کہ مخالفین نے سنجر کی ہلاکی کیلئے
کاہنون اور افسون خوانون کو مقرر کئے تہے - اون کے افسون و جادو نے سنجر کے مزاج مین
اثر کیا - سنجر بیمار ہوگیا - معالجہ جسقدر کیا جاتا تہا مفید نہین ہوتا تہا بجائے صحت مرض
بڑہتا جاتا تہا اور جسم روز بروز گہٹتا جاتا تہا اور ضعف مضاعف ہوتا جاتا تہا - حکمائے
دانا و عاملان بینا نے تجویز کیا کہ نوبت بیوقت بجوائین اور منادی ندا کرے کہ سنجر فوت
ہوگیا - یہہ نوبت دوسرے بادشاہ کی ہے - کاہنین اور افسون گر اس خبر کے سنتے ہی شغلِ
عمل سے باز رہین گے سنجر کو صحت ہوگی - بموجب تجویز حکما کیا گیا - بادشاہ کو صحت ہوگئی
اسوقت سے پنج نوبت کو مبارک سمجہنے لگے - پہر سلاطین متاخرین نے سنجر کی پیروی کی
ہند و غیر ہند مین پنج نوبت کا رواج عام ہوا - فرشتہ نے لکہا کہ طوائف الملوک مین بجز
قطب الملک کے کسی نے نہین بجوائی - دربار مین بڑے کر و فر و شان و تجمل سے جلوس کرتا تہا
جمعہ کے سوا روز صبح سے دوپہر تک دربار عام مین دادخواہون کی داد سنتا تہا - اور عدل
و انصاف سے ہر ایک کو خوش کرتا تہا - دربار مین امرا و ارکان دولت نہایت ادب کیساتہہ
دست بستہ عالم سکوت مین کہڑے رہتے تہے - کوئی بغیر اجازت بات نہین کر سکتا تہا

ظہر کی اذان ہوتے ہی دربار برخاست کر کے نماز کی تیاری کرتا تہا۔ اُسوقت بادشاہی سلام کیا تہا سجدہ تہا۔ تمام امرا زانو کو ٹیک کر زمین پر سر رکہتے تہے۔ فیروز شاہ بہمنی تک یہی طریقہ جاری رہا۔ فیروز شاہ نے اس طرز کو موقوف کر دیا۔ صرف خمیدہ ہو کر تین مرتبہ سلام کرنا جائز رکہا۔ تیموریہ سلاطین مین شاہجہان و عالمگیر وغیرہ متاخرین نے بہی اسی طرز کو پسند کیا۔ ہماری سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ کا سلام بہی تیموریہ سلاطین کے طریقہ پر جاری ہے۔

شیخ زین الدین دولت آبادی و محمد شاہ بہمنی کے خلاف کا ذکر *

تمام مشایخ دکن نے محمد شاہ بہمنی کی بیعت کی تہی مگر شیخ نے نہین کی۔ ہر چند بیعت کا اصرار کیا گیا شیخ نے قبول نہین کیا۔ اُس کی وجہ یہہ تہی کہ شیخ بادشاہ کو شرابخوار و مرتکب مناہی گمان کرتا تہا محمد شاہ بیعت کا اصرار کئے جاتا تہا۔ اور شیخ انکار آخر جب محمد شاہ دولت آباد گیا اوسوقت شیخ کے پاس چند معتبرین کے ذریعہ سے پیغام بہیجا کہ میری بیعت کیجئے یا میری مجلس مین تشریف لائے۔ شیخ نے جواب مین اولاً ایک نقل لکہہ کے انکار کی وجہ بیان کی۔ نقل یہہ ہے کہ ایک وقت ایک دانشمند۔ و سید و مخنث تینون کفار کے ہاتہہ مین گرفتار ہوے۔ کفار نے یہہ بات قرار دی کہ انکو بتخانہ مین لیجائین۔ اور کہین جو کوئی بت کو سجدہ کریگا اوسکو رہائی ہوگی۔ اور جو کوئی انکار کریگا اُسکو قتل کرینگے اولاً دانشمند کو بتخانہ مین لیگئے۔ دانشمند نے بت کو سجدہ کیا۔ اور سید نے بہی دانشمند کا طریقہ اختیار کر لیا۔ لیکن جب مخنث کی نوبت آئی تو اُس نے کہا مین تمام عمر ناشایستہ فعلوں

مبتلا رہا ہون - نہ عالم ہون نہ سید - میری نجات کسطرح ہوگی مین کسکی حمایت پر بت کو سجدہ
کرون - مین ہرگز سجدہ نہین کرونگا - میرے نزدیک قتل ہونا سجدہ سے آسان زیادہ ہے الخ
اے بادشاہ محنث کی نقل فقیر کے حسب حال ہے - مین آپکے ظلم سہونگا مجلس مین نہین آونگا
نہ آپکی بیعت کرونگا - تا وقتیکہ آپ افعال مناہی سے توبہ نکرین اور شہر سے شرابخانہ اُٹھا نہ دین
محمد شاہ شیخ کے مضمون جواب سے بہت ہی ناخوش ہوا - اور حکم دیا کہ آپ شہر سے چلے جائے
شیخ فی الفور مُصلّی و عصا ہاتہہ مین لیکر شیخ برہان الدین غریب رحمۃ اللہ کے روضہ مین آئے
اور بیٹہہ گئے - اور کہا کہ مین یہان بیٹہتا ہون - کس کی مجال ہے کہ مجکو یہان سے اوٹہائے
بادشاہ شیخ کی ثابت قدمی دیکہہ کے اپنے کئے ہوے سے پشیمان ہوا - اور خیال کیا فقرا کو ستانا
درست نہین حضرت شیخ کی خدمت مین یہہ مصرع لکہہ کے صدر الشریف کے ہمراہ بہیجا ع من از ان
توام تو زان من باش + شیخ نے صدر الشریف سے کہا اگر سلطان محمد شاہ غازی شریعت محمدی
کا پاس کرے اور شرابخانون کو ممالک محروسہ سے نکالے - اور قضاۃ و صدور کو حکم کرے کہ وے
امر معروف و نہی منکر کی تبلیغ مین کوشش کرین تو بادشاہ کا زین الدین فقیر سے زیادہ کوئی دوست
نہین ہوگا - اور یہہ رباعی پڑہی -

تا من بزیم بجز نیکوئی نکنم — جز نیکدلی و نیک خوئی نکنم
آنہا کہ بجائے ما بدیہا کردند — تا دست رسد بجز نیکوئی نکنم

بادشاہ بہمنی اس رباعی کے مضمون اور خاص لفظ غازی سے جو حضرت نے بادشاہ کے نام کا
جزو کیا تہا بہت ہی خوش ہوا - اور فال نیک سمجہا - اور حکم دیا کہ میرے نام کے ساتہہ لفظ غازی

لاحق کرین - پہر اسیوقت دار الخلافہ گلبرگہ مین آیا - شراب فروشون کی تمام دوکانین ممالک
محروسہ سے موقوف کین اور شرع محمدی کے رواج مین کوشش کرنے لگا - اور حضرت شیخ سے
مکاتبت و مراسلت کا سلسلہ جاری کیا - ہمیشہ نیازمندی و حسن عقیدت کا اظہار کرتا رہا -
حضرت بہی جوابات بہیجتے تہے - امر معروف و نہی منکر سے آگاہ فرماتے تہے پند و نصائح کے شرائط
بجالاتے تہے - مشائخ و بزرگان دین کی یہی شان ہونی چاہیے کہ سلاطین و امرا کو لہو لعب و ارتکاب
مناہی سے نصیحت کرتے رہین - جیساکہ شیخ نے بہمنی کو نصیحت کی اور مناہی سے بچایا -

سکۂ طلاء و نقرہ و مسی

اور اپنا سکہ طلائی و نقرئی و مسی ایجاد کیا - دکن مین یہی پہلا بادشاہ ہے کہ اسلامی سکہ رائج کیا
طلائی و نقرئی سکے چار چار قسم کے ہوتے تہے - اور مسی سکہ دو قسم ایک پورا پیسا دوسرا نصف
پیسا جیسا سکون کے بیان مین مذکور ہو چکا ہے - اعادہ کی ضرورت نہین - اس سے پہلے
راجگان دکن کے ہون و پرتاب کا عام رواج تہا - حسن گنگوئے بہمنی نے خود اپنا سکہ رائج نہین کیا تہا
مگر محمد شاہ نے اپنے والد ماجد کا بہی سکہ چلایا تہا - اسی سکہ کو دیکہہ کے بعض مورخین نے لکہا کہ حسن گنگو بہمنی
دکن مین سکہ اسلام کا موجد ہے - مورخ کا گمان اعتبار کے لائق نہین - نہ واقع کی مطابق ہے[1]
راجگان دکن و رایان نو و کہن اسلامی سکہ کے رواج سے تعصباً ناخوش ہونے لگے - اور پوشیدہ
اسباب کی کوشش کرنے لگے کہ اس سکہ کو نیست و نابود کرنا چاہیے بنائً علیہ صرافان دکن کو
اسبات پر مستعد کیا کہ اہل اسلام کے سکہ کو گلا گہلا کے نیست و نابود کرین - صرافان دکن
راجاؤن کی تحریک و ترغیب سے سکہ کو گلا گہلا کے نیست و نابود کرنے لگے - محمد شاہ اس بات پر

[1] مقولۂ مولف ١٢

واقف ہوا۔ صرافون کو تہدیداً اس ارتکاب کی ممانعت کی۔ لیکن صرافان دکن راجاؤن کی پشتی و اعتماد پر اپنے کردار ناہنجار سے باز نہین آئے۔ ہرچند کہ مکرر سہ کرر تاکید کیجاتی تہی لیکن وہ حکم کی تعمیل نہین کرتے تہے۔ محمد شاہ نہایت ہی دلیر و غیور تہا۔ اور چاہتا تہا کہ بادشاہی حکم کی تعمیل ہو۔ کبہی اسبات کو جائز نہین رکہتا تہا کہ حکم کی تعمیل نہو۔ محمد شاہی حکم گویا حکم قضا تہا فوراً نافذ ہوتا تہا۔ صرافون کے خلاف و عدم تعمیل حکم سے بادشاہی قہر کی آگ مشتعل ہوئی۔ بادشاہ نے ممالک مقبوضہ کے تمام صرافون کے قتل کا ارادہ مستحکم کیا۔

صرافان دکن کے قتل کا ذکر

وکیل السلطنت نے حسب الحکم صرافون کے قتل کی بابت فرامین ممالک مقبوضہ مفتوحہ کے بلاد و قصبات مین معتبرین خیرخواہ کے ہاتہہ سے روانہ کئے کہ فلان تاریخ ماہ رجب مین ہندو صرافونکو قتل کرین۔ یہہ کارروائی صیغۂ راز مین ہوئی۔ پس ۱۵ تاریخ رجب ۷۶۱ہجری مین روز و وقت مقررہ پر دکن کے بلاد و قصبات مین تمام صرافان دکن قتل کئے گئے۔ یہنیکہ ملک اون کے وجود ناپاک سے پاک ہوگیا۔ فرشتہ و مقلدین فرشتہ کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ قتل عام ہوا۔ مگر ملحقات کے قول سے پایا جاتا ہے کہ قتل عام نہین ہوا۔ بلکہ خاص ہی لوگ قتل کئے گئے جو اس فتنہ کے بانی تہے۔ دارالسلطنت و بیرون سلطنت مین جسقدر مفسدین و فتنہ انگیز تہے تمام قتل ہوئے۔ صرافون کے قتل ہونے مین کسیطرح شک نہین ہے لیکن قتل عام مین شک ہے عجب نہین کہ مورخین نے اپنی عادت کے موافق مفسدین کے قتل کو مبالغتہً قتل عام لکہدیا ہو پہر حسب الحکم صرافی کے پیشہ پر وہ کہتری جو دہلی سے دکن مین آئے تہے اور یہین متوطن ہوگئے تہے

مقرر ہوئے ۔ پہر کسی نے اس قسم کی سرکشی و فتنہ انگیزی نہین کی ۔ اسلامی سکہ کا رواج عام ہوا
فیروز شاہ بہمنی کے زمانہ تک وہی صراف دیگر پیشے کرتے رہے ۔ آخر فیروز شاہ بہمنی کی خدمت مین
حاضر ہوئے ۔ اور اپنے آبا و اجداد کے اعمال ناشائستہ سے نفرت کر کے بیشمار نذرانہ و پیشکش ادا کر کے
صرافی کی اجازت لی ۔ اور صرافی کرنے لگے ۔ اور ایسے محتاط بنے کہ راجاؤن کے سکون سے نفرت کرتے رہتے
بلکہ انکو گلا کے اسلامی سکے بناتے تہے اور بادشاہی عہدے دارون کو مطمئن کرتے تہے ۔ محمود شاہ
ثانی کے اوسط زمانہ تک اسلامی سکہ کا رواج عام رہا ۔ بادشاہ عیاش کے عیش و عشرت مین مشغول
ہونیکے سبب سلطنت کے امور مین ضعف و خلل پیدا ہونے لگا ۔ اور حکومت کی باگ عہدہ دارون کے
ہاتہہ مین تہی ۔ بادشاہ شطرنج کے مہرہ کی طرح کاٹ کا پتلا تہا ۔ صرافون نے موقع دیکہہ کے پہر اپنے
آبا و اجداد کے طریقہ کو زندہ کیا ۔ بطور سابق اسلامی سکون کو گلا پگہلا کے چہہ ساتہہ سال کے عرصہ
مین ایسا نیست و نابود کیا کہ اونکا نام و نشان باقی نہین چہوڑا اور ہندو راجاؤن کے زر مسکوکہ
ہون و پرتاب کو رواج عام دیا ۔ بادشاہی کارپردازون نے اس اسلامی شان کا کچہہ لحاظ نہین کیا
اپنے اغراض نفسانی مین مستغرق رہے ۔ اور ہر ایک خود مختار بادشاہ بننے کی فکر کرنے لگا ۔
فرشتہ لکہتا ہے کہ فی زمانا کہ سنہ ۱۰۱۶ ہجری ہے وہی راجاؤن کے سکے مسلمانون کی حکومت مین
رائج ہین ۔ اور لکہا کہ مجہے خوب یاد ہے کہ ایک مرتبہ احمدنگر مین شاہ قلی المخاطب بہ صلابت خان وکیل السلطنت
مرتضی نظام شاہ بحری کی مجلس مین محمد شاہ بہمنی کے ایجاد سکہ و قتل صرافون کا ذکر ہوا وکیل السلطنت
کو حمیت اسلام نے محرک کیا ۔ عزم بالجزم کر کے اسلامی سکے طلائی و نقرئی و مسی جاری کئے
اور راجاؤن کے سکون کو موقوف کیا ۔ اور حکم دیا کہ انکو گلا کے اسلامی سکے بنائین ۔ یہان بہی

ہندو صرافون نے وہی طریقہ اختیار کیا۔ جو ان کے آبا و اجداد نے محمد شاہ کے عہد مین کیا تہا یعنے غائبانہ نظام بحری کے سکّے گلا دیتے تہے۔ اور راجاؤن کے سکّے بنا لیتے تہے۔ وکیل السلطنت ہر چند کہ اونکو سزائے قتل دیتا تہا لیکن وہ اپنے کام سے باز نہین آتے تہے۔ اس اثنا مین وکیل السلطنت فوت ہو گیا۔ مرحوم کے بعد کسی نے اس کے رواج وعدم رواج کیطرف توجہ نہین کی پہر بدستور ہنود کے سکّے رائج رہے۔ برائے نام کہین کہین ہسی سکّے دکہلائی دیتے تہے۔ اسی سنہ مین سید مرتضی خان سمنانی صوبہ دار برار نظام شاہی نے برار مین اپنا سکّہ جاری کیا تہا اوسپر اپنا نام و خلفائے راشدین کے اسما منقش کئے تہے۔ مرتضی سنی المذہب تہا۔ اور صلابت خان امامیہ مذہب۔ دونون مین باہم مخالفت تہی۔ مخالفت کی بنا پر برار مین اپنا سکہ جاری کیا تہا۔ اور بحری کا سکہ مسکوک نہین کرایا تہا آخر مخالفت کا یہہ نتیجہ ہوا کہ وکیل السلطنت نے برار پر چڑہائی کی باہم کشت و خون ہوا۔ اور مرتضی خان برار سے نکلکر اکبر بادشاہ ہند کے پاس چلا گیا وہان مناصب مناسب سے سرفراز اور انعام و جاگیر سے بہی ممتاز ہوا۔ اور اکبر بادشاہ ہند کے سایۂ عاطفت مین سکونت اختیار کی اور ایسا ہی سنہ ۱۰۰۱ ہجری مین برہان نظام شاہ بحری نے بہی شاہ طاہر کی تحریک سے ائمہ معصومین کے نام سے سکہ جاری کیا تہا۔ ہنود اوسکے بہی مخالف تہے۔ لیکن بادشاہی رعب و داب سے ظاہراً بجز فرمان برداری و تسلیم کے کچہہ نہین کر سکتے تہے یہہ سکّہ بہی برہان شاہ بحری کی زندگی تک جاری رہا۔ بادشاہ کے مرتے ہی موقوف ہو گیا۔

خزانہ و کارخانجات بہمنیہ کا ذکر

محمد شاہ بہمنی والد ماجد کے بعد انتظام سلطنت کے سلسلہ مین خزانہ و کارخانجات کے معاینہ مین

مشغول ہوا۔ ہرایک مہم کو ذات خاص سے معائنہ کرتا تہا۔ اور اوسکے مالہ و ماعلیہ سے واقف ہوتا تہا۔ خزانہ شاہی کا معائنہ کیا۔ اور خزانہ کی خوب تنقیح کی۔ مندرجۂ ذیل خزانہ مین زر مسکوک و غیر مسکوک۔ و جواہر و مروارید برآمد ہوئے۔

طلاء خالص۔ نقرہ خالص۔ ہون۔ پرتاب ۔ فنم۔ جواہر مختلف الاقسام یاقوت و الماس زمرد وغیرہ
۴ سو من ۷ سو من پچاس لاکہہ پچاس لاکہہ چالیس لاکہہ تخمیناً قیمتاً ایک کرور روپیہ
ظروف طلائی و نقرئی۔ طلائی و زرین زین و لجام۔ اس طرح سلاح خانے ہتیاروں سے
قیمتاً دس لاکہہ
اور توشہ خانہ اقسام کے پارچون سے اور فیلخانہ ہاتہون ۲ ہزار اور شترخانہ اونٹون۔ اور گاڑیخانہ رتہون اور گاڑیون سے آباد و معمور پایا۔ کوئی کارخانہ ایسا نہین دیکہا کہ اسمین کچہہ سامان نہو۔ ہرایک کارخانہ کو آباد و درست دیکہا۔ اور جس کارخانہ مین سامان کہنہ و بوسیدہ دیکہا اوسکو کارخانہ سے علیحدہ کردیا اور اوسکے معاوضہ مین اسکا نعم البدل قائم کردیا۔ پہر کارخانجات مین سے سلح خانہ۔ و فیلخانہ۔ و شترخانہ۔ و گاڑیخانہ وغیرہ کا ملاحظہ کیا۔ سلح خانہ مین مندرجہ ذیل ہتیار دستیاب ہوے۔

سلح خانہ

شمشیر فولادی۔ خنجر فولادی۔ کٹار۔ سپر۔ زرہ آہنی۔ خود آہنی۔ نیزہ
۱۰ ہزار ۵ ہزار ۲۰ ہزار ۵ ہزار ۱۰ ہزار ۱۵ ہزار ۲۰ ہزار
تیر۔ کمان۔ بندوق۔ گرز آہنی۔ کلولہ بندوق۔ باروت کے متعدد کوٹہے تہے
۲۰ ہزار ۱۰ ہزار ۲۰ ہزار ۵ سو ۱۰ من

فیلخانہ و شترخانہ و گاڑیخانہ

فیلخانہ مین تین سو بیس ہاتی تہے۔ اور شترخانہ مین اونٹ ایکہزار سے زائد تہے۔ اور گاڑیخانہ مین

دو سو نہے ۔ اور تین سو گاڑی تہین ۔ دو ہزار بیل مالوی و گجراتی تہے ۔ اور گہوڑے خاص بادشاہی پانسو سے کم نہین تہے ۔

توشہ خانہ

توشہ خانہ مین ہزارہا تہان مخمل کاشانی و زربفت خراسانی و دیبائے رومی ۔ و اطلس چینیا و شالہائے کشمیری ۔ و قباہائے زردوزی و حمرو و مشروع و سیلہائے نادیڑی و سنجر خانی و ہید بخانی وغیرہا سے متعدد صندوق بہرے ہوئے تہے ۔ اور عمدہ عمدہ قالین ہائے ریشمی و اونی و سوتی ایرانی و ہندی بیشمار تہے ۔ اور ہندی خاص آکوٹ ضلع برار کی شطرنجیان اور دکن کی سوزنیان بحساب تہین ۔ اسیطرح بادشاہی شان و شوکت کے لائق ڈیرے و خیمے ۔ اور چتر و خرگاہ تہے ۔ اور متعدد میانے اور ہاتہیون کے ہودے اور اونٹون کے کجاوے تہے ۔ اور قناتین اور پردے بیحد تہے ۔ علیٰ ہذا القیاس اور بہی سامان شاہی و اسباب ملک کشائی کی کمی نہین تہی باوجود اس سامان و اسباب کے مورخین کہتے ہین کہ بادشاہی خزانہ خالی تہا ۔ اور فوج کی تعداد مین بہی بہت کمی تبلائے ہین ۔ صرف پچاس ہزار سوار ہی لکہتے ہین ۔ لیکن فرشتہ و مقلدین فرشتہ نے تعداد سپاہ و خزانہ مین سہواً یا عمداً غلطی کی ہے اسلئے کہ ملحقات کا مولف ان کے خلاف لکہتا ہے ۔ اور مین نے خزانہ و کارخانجات وغیرہا کی بابت جو لکہا ہے ملحقات ہی سے لکہا ہے ۔ مجہے اسبات سے زیادہ تعجب ہوتا ہے ۔ کہ بعض مقامات مین ملحقات کا حوالہ دیتا ہے ۔ اور ملحقات کا نسخہ اوسکے پاس موجود تہا ۔ کیا وجہ ہے کہ بعض وقایع مین منقول عنہ کا حوالہ دیتا ہے اور بجنسہ منقول عنہ کی عبارت نقل کردیتا ہے ۔ اور مفید باتون کو

ترک کردیتا ہے۔ شاید فرشتہ نے مفید باتون کو بادشاہون کے موافق مزاج نہ سمجہا ہوگا
جو باتین اون کے مذاق کے موافق دیکہتا ہے اونکو لکہدیتا ہے۔ اور بہمنیہ کے اکثر فضائل کو گوشۂ
گمنامی مین ڈالدیتا ہے۔ یہہ امر مورخ کی شان کے خلاف ہے۔ ظاہر مین ہم کو یہہ طریقہ ناگوار
معلوم ہوتا ہے۔ واقع مین نہین معلوم کیا وجہ ہوئی ہوگی کہ قلم انداز کیا ہے والعلم عند اللہ

توپخانہ محمد شاہی کا ذکر

تاریخ نظامی کے مولف نے لکہا کہ حسن گنگوئے بہمنی کے عہد مین توپ کا استعمال شروع نہین ہوا تہا
مگر محمد شاہ نے باپ کے بعد دکن مین آتشبازی کا کارخانہ قائم کیا۔ سلاطین اسلام مین یہی پہلا بادشاہ ہے
کہ دکن مین توپخانہ بزرگ ترتیب دیا۔ اس سے قبل اہل اسلام مین توپ کا استعمال ورواج شایع
نہین ہوا تہا۔ ہان تاریخ مثلاً فرشتہ ومآثر برہانی وغیرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ بیجانگر مین بہمنی سے
قبل توپون کا رواج شروع ہوچکا تہا۔ اور بہمنی کا توپخانہ بیجانگر کی توپخانہ سے زیادہ آبادو
معمور ہوا۔ چنانچہ ذکر عنقریب آئیگا۔ بہمنی کے توپخانہ مین اکثر توپچی رومی وترکی وفرنگی تہے
اور توپخانہ کا افسر اعلی میر آتش مقرب خان بن صفدر خان سیستانی تہا۔ بادشاہی کارخانہ مین
توپین بنائی جاتی تہین اور تلوار وخنجر ونیزہ وغیرہ آلات حرب بہی تیار کئے جاتے تہے اور بارود
بنانیکے بہی متعدد کارخانے تہے اور توپون کے گولے اور بندوقون کے گلولے بہی سانچون مین
ڈہالتے تہے۔ غرض اس بادشاہ کے عہد مین آتش بازی وجنگ سازی کے آلات وادوات
عمدہ طرح سے مہیا کئے گئے تہے۔ اور ممالک مقبوضہ مین بہی تعلقدارون پر تاکید شدید تہی کہ آلات
حرب وسامان جنگ مہیا وفراہم کرنے مین مستعد رہین۔ ہر ایک صوبہ مین تیار بنائے جاتے تہے

ہر ایک شہر مین متعدد صیقل گرون اور ہتیار بنانیوالون کے کارخانے تہے۔ چنانچہ صفدر خان سیستانی نے ملکاپور ضلع برار پائین گہاٹ مین ایک محلہ صیقل گرون کو عطا کیا تہا۔ اُس محلہ مین تمام صیقل گر رہتے تہے۔ امتداد زمانہ وانقلاب دہر سے نہ وہ صیقل گر رہے نہ اُنکی سرپرست ہان ابتک محلہ بنام صیقل پورہ موجود ہے۔ اب اُسمین مسلمان زیادہ و ہندو کم آباد ہین۔ اور ایک آدھ صیقل گر بہی ہے مگر کیا کرے اب کوئی اوس پیشہ کا خریدار نہین۔ زراعت ومزدوری پر گذراوقات کرتا ہے۔ عجب نہین کہ یہہ صیقل گر انہین صیقل گرون بہمنیہ کے باقیات الصالحات سے ہو۔ جہالت و بعد مدت کی وجہ سے اپنے آبا واجداد کے حال سے جاہل ہے۔ صرف اسقدر جانتا ہے کہ ہمارے آبا واجداد صیقل گر تہے اور صیقل گری کا پیشہ کرتے تہے۔ اور یہہ نہین جانتا کہ کس زمانہ مین تہے۔

تیاری گنبد علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی کا ذکر

چونکہ محمد شاہ والدین کا فرزند رشید وخلف سعید تہا۔ والدین کی اطاعت بجائے فرض جانتا تہا کبہی باپ کی اطاعت سے سرکشی نہین کی۔ مدۃ العمر حلقہ بگوش رہا۔ باپ کے انتقال کے بعد بہی جوش محبت وحسن عقیدت سے چہہ مہینے تک ہر شب جمعہ کو باپ کی قبر پر جاتا تہا۔ نہایت ادب سے زیارت کرتا تہا۔ اور فاتحہ خیر پڑہتا تہا۔ فقرا ومساکین کو داد ودہش سے شاد وخوشدل کرتا تہا اور باپ کی قبر پر ایک گنبد عالیشان وقبہ سنگین بنیان کی تعمیر شروع کی۔ تقریبًا مدت ششماہ مین گنبد عالیشان سنگین و پختہ تیار ہوگیا۔ اور گنبد کے اطراف مین ایک باغ پر فضا بنایا اوسمین اقسام کے میوہ جات کے درخت جمائے اور پہولون وشگوفون کے پودے لگائے

اور دو سو حفاظ قبر پر تلاوت قرآن کے لئے مقرر کئے کہ ہمیشہ مرحوم کی خوشنودی روح کے لئے
قرآن و فاتحہ پڑھتے رہین۔ تاکہ خدا تعالے مرحوم کو تلاوت قرآن و فاتحہ کے ثواب سے خوشنود کرے
اور گنبد کے خدام و حفاظ و عود و گل و روشنی چراغ وغیرہ کے صرف کے لئے چند گانون وقف
کردئے۔ سالانہ باپ کی فاتحہ کی تقریب مین عرس بڑی عظمت و شان سے کرتا تہا۔ مشائخ و
فقرائے مساکین و علماء دین و معززین سلطنت کو مدعو کرتا تہا۔ عمدہ عمدہ کہانے پکوا کے
کہلاتا تہا۔ یتامی و بیواؤن و معذورون کو پوشاک مع خوراک و نقد انعام عطا کرتا تہا۔
اور ملکہ جہان والدۂ سلطان محمد شاہ بہی شوہر کے غم مین دنیا و ما فیہا سے بیزار تہی جو کچھہ
نقد زر و زیور خاص رکہتی تہی وہ تمام شوہر کی خوشنودی روح کیلئے فقرا و مساکین پر تقسیم کر دیا
رات دن رنج و غم مین بسر کرتی تہی۔ کثرت رنج سے خود کو زندہ درگور سمجھتی تہی۔ اسیطرح سے
ایک سال گزرا۔ پہر فرزند دلبند سے حرمین شریفین جانیکی اجازت چاہی۔ فرزند رشید نے
والدہ کی درخواست کو نہایت ادب کے ساتہہ قبول کیا۔ اور والدہ کی دلجوئی مین ایک دقیقہ
فروگذاشت نہین کیا۔

ملکہ جہان والدۂ محمد شاہ کا حرمین شریفین کو جانا

محمد شاہ بہمنی نے حسب خواہش والدۂ ماجدہ حرمین شریفین روانہ کرنیکی تیاری شروع کی
خزانچی کو حکم دیا کہ خزانہ مین جسقدر زر مسکوک و غیر مسکوک اور جواہر و نقود ہون تنقیح کرکے
پیش کرو۔ خزانچی نے بموجب فرمان واجب الاذعان تمام زر و جواہر سے بہری ہوئی صندوقین
پیش کین۔ ملاحظہ کیا کہ چار سو من خالص چاندی و ساتہہ سو من سونا غیر مسکوک بر آمد ہوا

اور اسیطرح ہون ہر باب علائی اشرفیان کئی لاکہہ شمار کی گئین - اور جواہر بھی بیشمار نکلے
کل زر مسکوک و غیر مسکوک والدہ کو خرچ راہ کے لئے - اور حرمین مین خیرات و صدقات
دینے کے لئے نکالا - اوسوقت بعض امرائے دولت و ارکان سلطنت نے خیر خواہانہ عرض کیا کہ
فی الحال بادشاہ بانی سلطنت بہمنیہ کا انتقال ہو چکا ہے - ابھی آپکی سلطنت کا ابتدا ہے
اور مہمات سلطنت کا انتظام کرنا واجب و لازم ہے - اور مخالفین راجگان دکن گہات مین ہین
اور ہند مین فیروز شاہ بادشاہ بھی قایم مقام تغلق شاہ حکمرانی و سلطنت کر رہا ہے - بلحاظ دور
اندیشی و عاقبت بینی ایسی حالت مین خزانہ کو خالی کرنا مناسب نہین - معلوم نہین کیا معرکہ
پیش آئے اور کسی طرف سے فتنہ قائم ہو جائے - معرکہ و فتنہ کی صورت مین سخت مشکل کا سامنا
ہوگا - ایسی مصیبت واقع ہوگی کہ اُسکی مدافعت دشوار ہوگی - آخر نتیجہ یہہ ہوگا کہ سلطنت
ہاتہہ سے جاتی رہیگی - پس ملکہ جہان مخدومۂ جہان کے ہمراہ بقدر ضرورت خرچ
دینا چاہئے - باقی خزانہ مین محفوظ رکھنا چاہئے - آیندہ بادشاہ مالک و مختار ہین جو چاہین
کرین - محمد شاہ امرا کی خیر خواہانہ نصیحت سے متردد و حیران ہوا - اسی اثنا مین ملک سیف الدین
وکیل السلطنت آیا اور بادشاہ کو مکدر پایا - بادشاہ نے اپنا ارادہ اور امرا کی نصیحت کا تذکرہ کیا
ملک موصوف جو بادشاہ کا مزاج دان و مقتضائے حال کا نبض شناس تھا تذکرہ سن کے آہستہ آہستہ
کہا کہ اگرچہ امرا کا کہنا و خیر خواہانہ رائے دینا درست و بجا ہے لیکن جب آپنے راہ خدا مین خیرات
و صدقات مین صرف کرنیکے لئے نکالا - اب اُسکو خزانہ مین واپس کرنا مناسب نہین - محمد شاہ
وکیل السلطنت کی تقریر دلپذیر سے بہت خوش ہوا اور زبان سے کہنے لگا کہ خدا تعالی نے

میرے باپ کو بغیر مال ودولت وجاہ حشمت سلطنت عطا کی اگر وہ چاہیگا تو میری سلطنت کو بغیر خزانہ کے محفوظ رکہیگا۔ اور میرے خزانہ کو معمور وآباد کر دیگا۔ بظاہر تمام امرائے ناصحین سیر ہو گئی کسی نے دم نہین مارا۔ مگر باطن مین رنجیدہ ہوئے۔ بادشاہ عالی ہمم نے کسیکی پروا نہین کی کل خزانہ شاہی سے زر مسکوک وغیر مسکوک جواہر قیمتی نکالکے والدہ ماجدہ کو دیا۔ اور صدر الشریف سمرقندی ومعین خان خواجہ سرا و پانسو سپاہ محافظ ہمرہ دیکر مکہ معظمہ کو روانہ کیا۔ اور ملکہ جہان کے ہمراہ اعزہ واقربا وفقرا مونث ومذکر تخمیناً آٹھہ سو سے زیادہ تہے۔ تمام کا خرچ زاد وراحلہ ملکہ جہان کے ذمے تہا۔ اور اُس جہاز مین جو ہندی وعجمی سوار تہے اُنکو بہی کہانا سرکار ملکہ سے دیا جاتا تہا بندر دابل مین دہم تاریخ ماہ شوال ۱۱۶۰ھ ہجری مین پہنچے اور وہان سے محمد شاہی جہاز مین سوار ہوئے ایک مہینہ ساتہہ روز کے بعد جدہ مین پہنچے۔ ماہ ذیقعدہ کی ۱۷ تاریخ تہی۔ عین موسم حج مین پہنچ گئے۔ جدہ سے مکہ مین پہنچ کے حج وطواف وزیارت خانہ کعبہ سے فارغ ہوئے وہان ملکہ جہان نے مستحقین فقرا وقانعین صلحا کو انعام واحسان سے مالامال کر دیا۔ اور سادات کے چار ہزار لڑکون اور لڑکیون کی باہم شادیان طرفین کو خرچ دیکر کرادین۔ پہر بہئیت مجموعی مع تمام ہمراہیون کے مدینہ منورہ گئی۔ حضرت رسالت مآب صلعم وخلفاء راشدین وفاطمۃ الزہرا وغیرہم رضی اللہ عنہم کی زیارت سے مشرف ہوئی۔ اور وہان بیشمار روپیہ مجاورین ومہاجرین ومستحقین وغیرہم کو دیا۔ اور پنجشنبہ کو حضرت کی مزار پر جاتی تہی اور فاتحہ ودرود پڑہ کے دعائے خیر چاہتی تہی۔ اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مزار پر بہی جاتی تہی۔ ایک سال تک مدینہ منورہ مین رہی۔ تحفۃ السلاطین کے مولف نے لکہا کہ ملکہ جہان اکثر اوقات جنت البقیع مین

جاتی تہی۔ حضرت بی بی فاطمہ الزہرا کی زیارت کر کے خلفائے اربعہ اور حسنین رضی اللہ عنہم کے نام
خیرات بیشمار کرتی تہی۔ ایکروز صدر الشریف سے کہا کہ اگر مین جناب سید الشہدا امام حسین کی زیارت
سے مشرف نہونگی تو سیدۃ النسا مجہہ سے راضی نہونگی۔ مین چاہتی ہون کہ کربلائے معلی کی
تیاری کرین۔ صدر الشریف کربلائے معلی کے سفر کرنے مین بہیئت مجموعی متفکر ہوا۔ مگر
ملکہ جہان کے سامنے بجز آرے بلے کچہہ کہہ نہین سکا۔ اُسی شب مین ملکہ جہان نے حضرت
سیدۃ النسا فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو خواب مین دیکہا۔ کہ فرماتی ہین۔ اے ملکہ جہان! مین
تمہارے حسن اعتقاد سے راضی ہون۔ اور خدا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہی راضی ہین آپ
یہین سے وطن مالوفہ جائین۔ وہان آپکے فرزند منتظر ہین الخ۔ فرشتہ نے اسی مضمون کو
دوسرے پیرایہ مین نقل کیا ہے۔ اور منقول عنہ تحفہ السلاطین کو لکہا ہے۔ اور ہمارا بہی منقول عنہ
وہی تحفہ ہے شاید فرشتہ کا منقول عنہ کوئی دوسری کتاب ہوگی۔ سہواً تحفہ لکہا گیا ہوگا۔
کیونکہ میرے پاس تحفہ السلاطین کا قدیم نسخہ موجود تہا۔ مین نے اکثر اُسی تاریخ سے اپنی
تاریخ مین مضامین نقل کئے ہین۔ افسوس ہے ! وہ نسخہ موجودہ نادر الوجود موسی ندی کے
طغیانی مین نذر سیلاب ہوگیا۔ اب اسوقت میرے پاس اوس مفقود و تلف شدہ کے نوٹ
لکہے ہوئے موجود ہین۔ پہر صبح ملکہ جہان نے صدر الشریف سے رات کا خواب بیان کیا
صدر الشریف بہت خوش ہوا۔ اور عرض کیا کہ یہہ خواب مبارک ہے۔ آپ کو یہہ بزرگی
حسن نیت و خوبی عقیدت سے حاصل ہوئی۔ اور آپ کو بارگاہ ایزدی درگاہ رسالت پناہی
مین قبولیت ہمدست ہوئی۔ آپکا حج مقبول ہوا۔ اور زیارت منظور ہوئی۔ ہم ہمراہی بہی کیے

بذل و احسان سے حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ پھر ملکۂ جہان نے کربلائے معلی بہت مال و اسباب روانہ کیا۔ اور فرمایا کہ وہاں سادات و زائرین و مجاورین و خدام مزارات متبرکات پر تقسیم کریں حسب الحکم ملکۂ جہان کربلائے معلی میں مستحقین کو مال مرسلہ تقسیم کیا گیا۔ اور ملکۂ جہان نے شرفائے مکہ کے توسل سے خلیفۂ عباسی مصر الحاکم بامر اللہ ابو الفتح ابوبکر بن ابی ربیع سلیمان کا فرمان بابت بادشاہی دکن اور خطبہ و سکہ کی اجازت حسن تدبیر سے حاصل کر لی تاکہ آیندہ سلاطین دہلی بہمنیہ کے سلاطین پر بغاوت کا الزام لگا کر جنگ و جدال کا ہنگامہ و فتنہ برپا نکریں۔ اور نیز خلیفۂ عباسی مذکور سے فیروز شاہ بادشاہ دہلی کے پاس سفارش کرائی کہ بہمنیہ سلاطین کو مرفوع القلم رکہے اور دکن کے ملک کو بہمنیہ کو بطور التمغا عطا کرے۔ بادشاہ دہلی نے خلیفہ کی اس سفارش ثانی پر بدستور سابق عمل کیا۔ اور تابہ زندگی[2] دکن کیطرف ملتفت نہیں ہوا۔ اگرچہ راجگان و امیران صدہ دکن نے بادشاہ دہلی کو ترغیب دی کہ آپ دکن آئے ہم آپکے ہمرکاب رہیں گے۔ تابعداری میں سرمو فرق نہیں کرینگے۔ اور مفسدین بغات سے دکن کو پاک فرمائے۔ لیکن اونکی ترغیب کو کالعدم سمجہا اوں کے جواب میں سکوت کیا۔ نیز خلیفہ مذکور نے حسن گنگوئے بہمنی کے عہد میں ماہ ذیحجہ ۷۵۵ھ[5] میں فیروز شاہ بادشاہ دہلی کے پاس ایک فرمان مع خلعت بہیجا تہا۔ اور اوسمیں سلاطین بہمنیہ کی سفارش کی تہی۔ کہ سلاطین بہمنیہ کو مرفوع القلم رکہے۔ اور اون سے ملک دکن کی بابت مواخذہ نکرے۔ چونکہ سلاطین اسلام خلفائے عباسیہ کو مذہبًا خلیفۃ المومنین مانتے تہے اور اونکے حکم کی تعمیل کو بجائے فرض سمجہکے بالراس والعین ادا کرتے تہے۔ بناء علیہ فیروز شاہ بادشاہ دہلی نے دکن کی تسخیر کا قصد نہیں کیا۔ تاریخ نظامی کے مولف نے لکھا کہ حسن گنگوئے بہمنی انتظام سلطنت میں

[5] از ملحقات ۱۲ [2] از فرشتہ و زبدۃ التواریخ مولفہ مولانا نور الحق دہلوی ۱۲

اکثر حفظ ماتقدم کا زیادہ خیال رکھتا تھا۔ ہر طرح سے سلطنت کی پائیداری چاہتا تھا۔ شرفائے
مکہ کی خدمت مین بیشمار نقود و تحائف بھیجکے خلیفۂ عباسی سے سلطنت دکن کے بقا کے لئے
فیروز شاہ بادشاہ دہلی کے پاس سفارش کرائی تھی۔ تغلق کے فوت ہونے اور خلیفہ عباسی کی
سفارش سے مطمئن ہوا۔ اور مستقل طور سے سلطنت کرنے لگا۔ ملکۂ جہان نے بھی شوہر مرحوم کی
طرح مخالفین کے خوف سے اپنے فرزند کے لئے احتیاطاً دوبارہ سفارش کرائی ملکۂ جہان کی
دور اندیشی و حکمت عملی آفرین کے لائق ہے۔ پھر ایک سال گذرے بعد حسب ہدایت حضرت
فاطمۃ الزہرا حرمین شریفین سے مع جملہ ہمراہیان روانہ ہوگئی۔ جدہ مین آئی۔ اور وہان سے
جہاز مین سوار ہوکے ایک مہینہ کی مدت مین بندر دابل پر پہونچے۔ سلطان محمد شاہ والدۂ ماجدہ
کی خیر مقدم سنکے استقبال کے لئے مع مصاحبین و اعزہ و سواران خاصہ خیل قصبۂ کلہر مین آیا۔
وہان والدہ ماجدہ کی ملاقات سے مشرف ہوا۔ ماں نور دیدہ کے دیدار سے اور بیٹا ماں کی
قدم بوسی سے باہم خوشی و خرمی منانے تھے۔ ملکۂ جہان نے نور دیدہ کو حرمین شریفین کی تحائف
و نفائس و خلیفۂ عباسی کا فرمان سلطنت دکن اور خطبہ و سکہ کی بابت دئے۔ محمد شاہ نے
حرمین کے تبرکات کو سر آنکھون پر رکھا۔ اور خلیفۂ عباسی کی خلعت عطیہ کو اعزاز و اکرام سے پہنا۔
اور خانہ کعبہ کا جامۂ شجر سیاہ کا تبرکاً چتر بنایا۔ اس خوشی مین دو مہینہ تک کلہر مین قیام پذیر رہے
روزانہ جشن منعقد ہوتے تھے۔ امرا و وزرا و معززین شریک جلسہ ہوتے تھے۔ اور ہر روز فقرا و
مشایخ کو عمدہ عمدہ کھانے کھلائے جاتے تھے۔ اور خیرات بھی بیشمار ہوتی تھی۔ پھر وہان سے
حسن آباد گلبرگہ مین آئے۔ یہان خوب جلسے ہوے۔ اہل شہر صاحبان علم و قلم و رعایا نے بھی بہت

بہت خوشی منائی۔ اُن دنون مین گلبرگہ رشک بہشت برین ہورہا تہا۔ پہر ملکۂ جہان نے
شوہر کی زیارت کی اور قبر پر فقرا و حفاظ و خادمین پر بہت خیرات کی۔ اور فرزند دلبند سے
اجازت لیکر شوہر کے گنبد کے قریب سکونت اختیار کی۔ محمد شاہ نے مان کے لئے گنبد کے قریب
ایک مکان مختصر بود و باش کے لئے بنا دیا تہا۔ شوہر کی مفارقت مین راتدن آہ وزاری کرتی تہی
روزانہ صبح وشام قبر پر جاتی تہی فاتحہ خیر پڑہکے آتی تہی۔ تا بہ زندگی ماتمی لباس مین رہی۔ آخر
۷۶۳ سنہ ہجری مین عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف روانہ ہوی۔ شوہر کے پہلو مین مدفون ہوی
مورخین نے ملکۂ جہان کی خوبی و حسن نیت و عقیدت کی بابت لکہا کہ نہایت نیک طینت
و پاکیزہ سیرت عفت و عصمت مین رابعۂ ثانی تہی۔ تدبیر و حکمت علی مین ترکان خاتون۔ خیرات
و بذل احسان مین خیر مجسم غرض صفات و فضائلہ کا مجموعہ تہی۔ اوس کے حسن نیت کی ایک مثال
بمثل لکہی ہے وہ یہہ ہے کہ جب ملکہ نے حرمین شریفین کا سفر کیا اوس کے ہمراہ تقریباً ایکہزار
سے زائد نذکر و مونث تہے تمام حرمین شریفین مین مع الخیر والعافیہ پہنچے و حج و زیارت سے
مشرف ہوے۔ اور کل ایک سال کے بعد صحیح سالم حسن آباد گلبرگہ مین پہنچے کسیکو کوئی مرض
لاحق نہین ہوا نہ کوئی صدمہ نہ کوئی لقمۂ اجل ہوا۔ جیسے گئے تہے ویسی ہی حالت مین
آئے۔ یہہ نعمت عظمیٰ و دولت کبریٰ سوائے عفیفہ مخدومہ کے کسیکو نصیب نہین ہوئی
ایسے دور و دراز کے سفر دشوار مین بہیئت مجموعی جانا اور صحیح سالم آنا عجائبات سے سے
تمام صغیر و کبیر ملکہ کی حسن نیت کے قائل ہوئے۔

بیجانگر و تلنگانہ کے راجاؤن کا باہم اتفاق کرکے مخالفت پر آمادہ ہونا

تاریخ نظامی کے مولف نے لکہا کہ جب محمد شاہ نے ارکان ریاست کے خلاف تمام خزانہ والدہ ماجدہ کے ہمراہ خیرات و صدقات کے لئے حرمین شریفین بہیجدیا۔ خزانہ بہ نسبت سابق خالی ہوگیا بعض ارکان سلطنت بادشاہ کے خلاف سے باطن مین کشیدہ خاطر ہوے اور اسباب کی تدبیر کرنے لگے کہ بادشاہ کو ایسے واقعات مین مبتلا کرنا جنسے یہہ ثابت ہوجائے کہ یہہ پریشانی و مصیبت ارکان سلطنت کے خلاف سے واقع ہوئی۔ اور بادشاہ کے نزدیک وکیل السلطنت کی وقعت و عظمت باقی نرہے۔ بنا ءعلیہ کارپردازان نمک حرام ایک تازہ فتنہ و ہنگامہ بیجا باطناً برپا کیا۔ یعنے راجگان دکن کے پاس خفیہ خطوط بہیجے اور انکو ترغیب دی کہ آپ خراجگزاری موقوف کرین اور ملک کا وہ حصہ جو آپنے علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی کو دیا ہے مسترد کیجئے۔ اسوقت بادشاہ پراگندہ حال ہے اور شاہی خزانہ خالی ہے اسوقت بادشاہ آپسے مقابلہ نہین کرسکیگا۔ ارکان دولت کی شرارت سے بیجانگر و تلنگانہ کے راجاؤن نے باہم اتفاق کرکے چاہا کہ بہمنیون سے بغاوت کرکے الگ ہو جانا چاہیئے پس اولاً بیجانگر کے راجہ نے محمد شاہ کے پاس سفرا بہیجے۔ اور سفرا کی زبانی کہلا بہیجا کہ قدیم زمانہ سے رائچور و مدکل کے قلعے مع تعلقہ کشنا ندی کے کنارہ تک بیجانگر کے راجاؤن کے تحت و تصرف مین تہے۔ ہم سے آپکے والد ماجد کے عہد مین لئے گئے ہین اگر آپکو ہماری ہمسائگی اور اپنی سلطنت کی پائیداری منظور ہو تو ازروئے محبت قلعجات مذکورہ مع تعلقہ کنارہ کشنا تک واپس دیجئے تاکہ آپکی سلطنت ہمارے سپاہ قاہرہ کے صدمہ سے اور بادشاہ دہلی کے حملہ سے محفوظ رہیگی۔ اور دو سال کا چڑہا ہوا خراج بہی

جمع سفیر

ازفرشتہ ۱۲

نہین بہیجا۔ اسیطرح رائے تلنگ جسنے علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی کو کولاس پیشکش کیاتہا۔ اسوقت
موقع پاکے دار السلطنت گلبرگہ مین اپنے سفیر بہی بہیجے اور پیغام دیا کہ میرا فرزند ناگدیو مجہہ سے سرکشی
کررہا ہے اور قلعہ کولاس کو مع تعلقہ کے واپس لینے کیلئے مستعد ہے۔ پس میرے نزدیک آپ کیلئے
مناسب ہے کہ جنگ سے پہلے ہی قلعہ مذکورہ واپس کرین۔ تاکہ مین آئندہ آپکے ساتہہ موافقت
واتحاد کے طریقہ پر ثابت قدم راسخ دم ہونگا۔ اور آپکے دوستونکے ساتہہ دوست اور دشمنونکے ساتہہ
دشمن ہونگا۔ اور یہہ[۹۲] دہمکی بہی لکہی اگر آپ واپس نکرینگے تو ہم فیروز شاہ بادشاہ دہلی کے ساتہہ
ہوکے آپکو دکن کی سلطنت سے نکالینگے۔ محمد شاہ ایسا ثابت قدم وراسخ دم تہا۔ اور بہادری
ودلیری واستقلال مین بےمثیل تہا کہ راجاؤنکی دہمکی کو بازیچہ طفلان سمجہا اور سفیرون کے آنیکی کچہہ
پروا نہین کی۔ بظاہر نہایت دانائی وحکمت عملی سے سفیرون کو تعظیم وتکریم سے مہمان رکہا
اور اونکی مہمانداری مین کوتاہی نہین کی۔ سفیرونکو ڈیڑہ سال تک لیت ولعل مین رکہا۔ اور
جانیکی اجازت نہین دی۔ اور وکیل السلطنت کے ذریعہ سے خطوط محبت آمود سفیرالونکے
ہاتہہ سے بیجانگر وتلنگانہ روانہ کئے۔ اور اس ڈیڑہ برس کی مدت مین آلات جنگ توپ وتفنگ وغیرہا
بیشمار فراہم کرلیا۔ سپاہ کو ساز وسامان سے آراستہ کرلیا۔ بظاہر ایسی شان استغنائی سے رہتا تہا کہ
ظاہربین شان وشوکت دیکہہ کے خوف کرتا تہا۔ اور محمد شاہ نے اسی مدت مذکورہ مین
جن امرا کی نسبت بدگمانی کا وہم تہا۔ اونکو حکمت عملی سے معزول کیا۔ اور اونکی جگہہ پر
امرائے معتبر مقرر کئے۔ اور فوج وسپاہ کو مقابلہ کے لئے تیار بنایا۔ اور خزانہ سے جسقدر رقم
جاچکی تہی اوسکی بہی تکمیل کرلی۔ بعض[۹۳] مورخین کا قول کہ خزانہ خالی تہا کل زرمسکوک وغیرمسکوک

[۹۲] از تاریخ نظامی ۱۲

[۹۳] مولف ظاہری مراد ہے ۱۲

والدہ ماجدہ کے ہمراہ حرمین بہیجدیا الخ۔ اعتبار کے لایق نہین کیونکہ محمد نے خزانہ کا اکثر حصہ
والدہ کے ہمراہ کردیا تہا۔ شاید مورخین نے اکثر کو کل پر محمول کرکے لکہدیا ہوگا کہ خزانہ خالی تہا
واقع مین بہمنیہ کا خزانہ زر مسکوک و غیر مسکوک جواہر بیشمار سے معمور تہا۔ چنانچہ مین خزانہ کے
بیان مین لکہہ چکا ہون۔ بس آخر محمد شاہ نے دلجمعی و اطمینان سے ڈیڑہ سال کے بعد دربار عام
منعقد کیا۔ اور دربار مین بیجانگر و تلنگانہ کے سفیرونکو بلایا۔ تمام حاضر ہوے جوش غضب و قہر سے
چلایا۔ تہدیداً و تشدداً کہا کہ دو ڈہائی سال گذر چکے ہین کہ مین تخت نشین ہوا ہون۔ ابتک
راجگان دکن نے چڑہا ہوا خراج نہین بہیجا۔ نہ پیشکش و ہدایا بہیجے۔ ہمکو بہت سی ضرورتین
درپیش ہین جلد چڑہی ہوی رقم اور پیشکش و تحائف حسب معمول اونٹون اور ہاتیون پر لاد کے
حضور مین بہیجدین۔ سفرا بادشاہ کو غضبناک دیکہہ کے گہبرائے اور ڈرنے لگے بجز اس اعتراف کے
کچہہ نہین کہہ سکے۔ اے خداوند عالم! ہم عنقریب چڑہا ہوا خراج و پیشکش حضور مین داخل
کرتے ہین۔ دربار برخواست ہوا سفرا فرودگاہ پر واپس آئے اور دربار کی کیفیت اور خراج
و پیشکش کے مطالبہ کی حقیقت راجاؤن کی خدمت مین روانہ کی۔ ملحقات کے مولف نے
لکہا کہ پہر چند روز کے بعد سفرا کو عزت و آبرو کے ساتہہ روانہ کیا۔ اور دستور کے موافق انعام
و صلہ سے سرفراز فرمایا۔ سفرا راجاؤن کی خدمت مین پہنچے۔ مگر بالمشافہ بہمنی کے قہر و غضب
کی حکایت بیان کی۔ بیجانگر کے براہمہ مسلمانون کی فوج کشی کی خبر سے گہبرائے راجہ کو سمجہایا
کہ فی الحال صلح کا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ اور چڑہا ہوا خراج بہیجدینا۔ اور مسلمانونکی
خونریزی و ترکتازی سے جان و مال کو بچانا۔ نہین تو یہہ اہل اسلام ہمارے ملک سیراب کو

از ملحقات ۱۲

خراب و رہمارے قصبات و بلاد کو برباد کرینگے۔ اور ہماری نشان و شوکت کو خاک مین ملائینگے
راجہ نے حسب رائے براہمہ بذریعہ سفرائے دولت مصالحہ کرلیا۔ اور خراج چڑہا ہوا بہیجدیا
بظاہر صلح ہوگئی۔ لیکن راجگان دکن باطناً مسلمانون کی حکومت و سلطنت سے ناخوش
رہتے تہے بامر مجبوری خراج گزاری قبول کر لیتے تہے جب اُنکو موقع ملتا تب وہ سرکشی سے باز
نہین آتے تہے۔ تم کلامہ۔ فرشتہ و دیگر مولفین نے مضمون مرقومہ بالا نہین لکہا۔ صرف
ملحقات مین ہی دیکہا گیا۔ شاید درست ہو۔ معلوم نہین فرشتہ نے کسوجہ سے اس مضمون کو
اپنی کتاب مین نقل نہین کیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ پہر چند روز کے بعد تلنگانہ کے
راجہ نے اپنے بڑے بیٹے ناگ دیو کو ورنگل سے مع سوار و پیادہ بیشمار کولاس کی طرف سے روانہ کیا۔
اور بیجانگر کے راجہ نے بہی اوسکی مدد کیلئے بیس ہزار سوار و پیادہ بہیجا۔ سلطان محمد شاہ نے
بہادر خان ولد اسمعیل مخ سپہ سالار کو حکم دیا کہ مع اعظم ہمایون و صفدر خان سیستانی بالشکر
بیدرو برار مخالف کی سرکوبی و گوشمالی کے لئے جائین۔ بہادر خان حسب الحکم مخالف کے مقابلہ
کے لئے برآمد ہوا۔ ایک ہفتہ کی مدت مین کولاس کے میدان مین پہنچ گیا۔ مخالف کی فوج اول ہی سے
آمادۂ جنگ تہی ادہر سے بہی پہنچی باہم فریقین مین سخت جنگ ہوا۔ طرفین سے مجروح و مقتول
ہوئے۔ دو روز تک طرفین کی سپاہ جمکر تیر و کمان و شمشیر و تفنگ سے برابر مقابلہ کرتے رہے۔ آخر
اہل اصنام کے پیر اوکہڑے۔ میدان جنگ سے فرار کا راستہ اختیار کیا۔ گرتے پڑتے ورنگل پہنچے۔
اہل اسلام بہی ورنگل تک تعاقب مین رہے۔ پہر راجہ نے بہادر خان سے صلح کی اور اپنی کردار
ناہموار سے معافی چاہی۔ بہادر خان نے حسب الحکم صلح کیا راجہ سے ایک لاکہہ ہون و پچیس ہاتی

توی ہیکل اور تحائف و ہدایائے نفیسہ لیکر مع الخیر والعافیہ حسن آباد گلبرگہ مین معاودت کی۔
اور حضور مین باریاب ہوا۔ بادشاہ اس پہلی ہی فتح سے بہت خوش ہوا۔ خدا کا شکریہ بجالایا
سپاہ سالار و سپاہ کو انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا۔ یہہ واقعہ ۷۶۳ھ مین واقع ہوا۔

جنگ دوم براجہ تلنگانہ

یہہ سنہ مذکور کے آخر مین ایکوقت محمد شاہ بہمنی چوکی پر بیٹھہ کے وضو کررہا تہا کہ یکایک جوبداران نے
خبر دی کہ چند سوداگر آئے ہین عربی و ترکی گہوڑے لائے ہین۔ بادشاہ گہوڑونکا خواہان
و شائق تہا۔ خاص عربی گہوڑون کا عاشق تہا۔ حکم دیا کہ سوداگرون کو حاضر کرین۔ سوداگر
حاضر ہوے گہوڑے پیش کئیے کوئی گہوڑا بادشاہ کی سواری کے لائق نہین نکلا۔ سوداگرون سے
کہا ایسے گہوڑے لانے سے کیا فائدہ جنمین بادشاہ کی سواری کے لائق ایک بہی نہ نکلے۔
سوداگرون نے عرض کیا۔ خداوند ہم حضور کیلئے نجیب و شریف گہوڑے لائے تہے لیکن ہم سے
ناگدیو والی ویلم پٹن نے کم قیمت پر جبراً لے لیا۔ محمد شاہ نے کہا کہ تم نے کیون نہین کہا کہ
یہہ ہم بہمنی کیلئے لیجاتے ہین۔ سوداگرون نے کہا کہ ہم نے بہت گفتگو کی لیکن اوس نے ہماری
ایک بہی نہین سنی۔ محمد شاہ بہمنی ناگدیو کی اوس گستاخی و بے دبی سے نہایت ہی ناخوش
ہوا۔ شاہانہ ناگدیو کی گوشمالی کا عزم بالجزم کیا۔ ابہی چوکی سے نہین اوٹہا تہا کہ سراپردہ
سیاہ و خیمہ خرگاہ بیرون شہر بہجدیا۔ سلاطین بہمنیہ کا دستور تہا کہ جب سفر کرنا ہوتو اول انہی
سراپردہ سیاہ و خیمہ خرگاہ روانہ کرتے تہے۔ یہہ سفر کی علامت تہی تمام کو معلوم ہو جاتا تہا کہ
بادشاہ سفر کرنیوالا ہے۔ اوسوقت دارالسلطنت ملک سیف الدین غوری کے تفویض کرکے

خود شبدیز نام سیاہ گہوڑے پر سوار ہوکے بیرون شہر متصل سلطان پورہ فروکش ہوا۔ وہان دس روز تک رہا۔ پہر حضرت شیخ محمد سراج جنیدی سے ہمت و دعا چاہی۔ گیارہوین دن مست ہاتی پر ہودہ مین سوار ہوکے تلنگانہ روانہ ہوا۔ جب قلعہ کلیانی کے قریب پہنچا۔ حالت سواری مین ایک مصاحب گستاخ سے پوچہا کہ ویلم پٹن مین کب پہنچین گے۔ مصاحب نے کہا اگر آپ اسطرح چلین گے تو دوسرے سال مین پہنچین گے۔ اوسوقت بادشاہ کے کان کہڑے ہوے ہاتی کو کہڑا کردیا۔ فوج مین سے چار ہزار سوار انتخاب کرکے بہادر خان سپاہسالار و اعظم ہمایون کو مع ایک جمعیت خاص بطور ہراول روانہ کیا۔ اور آپ ایک ہزار سوار ہمراہ لیکر برق و باد کیطرح چند ہی روز مین ویلم پٹن پہنچ گیا۔ چند افاغنہ کو سوداگرون کی شکل مین شہر مین بہیجدیا۔ سوداگر نقلی جب شہر مین داخل ہوے دربانون نے روکا سب نے بیان کیا کہ ہم سوداگر ہین۔ رہزنون نے ہمارا مال لوٹ لیا ہے ہم راجہ کے پاس فریاد و دادخواہی کے لئے آئے ہین۔ ہم امید کرتے ہین کہ راجہ کے عدل و انصاف سے داد پائین گے۔ پس اس بحث و تکرار مین محمد شاہ مع جمعیت دروازہ مین آپہنچا۔ شور و غوغا ہوا۔ دربانون نے خیال کیا کہ رہزن آئے۔ مدافعت کے لئے مستعد ہوئے۔ دروازہ بند کرنا چاہا۔ سوداگر مانع ہوے اور باہم زد و کوب شروع ہوئی۔ محمد شاہ کی سپاہ نے دربانون کو قتل کیا۔ اور تمام شہر مین داخل ہو گئے۔ بیرون قلعہ تمام شہر مین کشت و خون کا بازار گرم ہوا۔ ناگدیو عیش و عشرت مین مشغول تہا۔ حریفان ہم مشرب کے ساتہہ راگ و رنگ مین مست تہا۔ اور نہین جانتا تہا کہ اہل اسلام اسطرح حیلہ و مکر سے حملہ کرین گے۔ اور شہر مین داخل ہوکے قیامت برپا کرین گے۔ خبر کے سنتے ہی ہوش باختہ ہوگیا۔ نہایت بیقراری کیساتہہ

عشرت کدہ سے قلعہ مین داخل ہوا۔ محمد شاہ فی الفور قلعہ کے دروازہ پر آیا۔ اور محاصرہ مین مشغول ہوا۔ اور شہر کے تمام مزدور و قلی و ہنرمندون کو جمع کر کے چند چوبین زینے بنائین اور دیگر سامان و اسباب قلعہ کشائی بہی فراہم کیا۔ شام کے قریب ناگدیو نے گہبرا کے مذبوحی حرکت کی جب دیکہا کہ اب بہمنی کے مقابل ہونا مفید نہین۔ کشایش و کشمش کرنا بیکار ہے۔ تمام اہل قلعہ کے قلوب پر خوف غالب ہوا۔ نا امیدی کی حالت مین قلعہ کے عقب مین جو ایک دروازہ چنا ہوا جو ایسے واقعات مین فرار کیلئے موضوع کئے تہے کہول کے مع جمعیت فرار ہوئے۔ بہمنی نے واقف ہو کے تعاقب مین سپاہ بہیجے۔ ابہی شہر کے حدود سے باہر نہین گئے تہے کہ اسیر و دستگیر کر کے قلعہ مین لائے۔ بادشاہ بہمنی ناگدیو کی رہنمونی سے بیشمار خزائن و دفائن پر متصرف ہوا۔ بہمنی بادشاہ کو اس فتح و فیروزی مین بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔ تاریخ نظامی کے مولف نے لکہا کہ خزائن و دفائن و جواہر مندرجۂ ذیل ہمدست ہوئے۔

ہون	ہیرتاب	سونا خالص غیر مسکوک	چاندی خالص غیر مسکوک	جواہر مختلف الاقسام
۵ لاکھ	۴ لاکھ	۵ من	۱۰ من	تخمیناً قیمتی ۱۰ لاکھ ہون

ان دونون لڑائیون مین بادشاہ کو ایسی کامیابی ہوئی۔ کہ بہمنی خزانہ آباد و معمور ہو گیا۔ خزانہ کی کمی سے جو پریشانی تہی تمام رفع ہو گئی۔ بادشاہی شان کی عظمت و شوکت بڑہ گئی بادشاہ نے سوار و پیادہ بجائے مقتولین از سر نو فوج مین بہرتی کئے۔ اور دلاوران کارکردہ کو انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا۔ بادشاہ بہمنی رات دن ملک کشائی کی فکر مین رہتا تہا۔ اور جنگ کے ساز و سامان فراہم کئے جاتا تہا۔ ملکی انتظام مین ذرہ برابر غفلت نہین کرتا تہا۔ جفاکش و محنتی تہا رعایا کی نگرانی و پاسبانی مین مستعد رہتا تہا۔ تم کلامہ۔

پہر دوسرے دن صبح کیوقت ناگدیو بہمنی کے سامنے پیش کیا گیا۔ بہمنی نے اوس سے پوچہا
کہ فلان سوداگر میرے لئے گہوڑے لا رہا تہا۔ آپ نے اوسے جبراً کیون لیا تہا۔ اور ایسی
بیجا حرکت کیون کی۔ ناگدیو بہمنی کے خوف سے ہوش باختہ ہو رہا تہا۔ غرور و تکبر سے جواب
گستاخانہ دیا۔ بادشاہ بہمنی چاہتا تہا کہ معاف کرے لیکن اوسکی شوخی سے بادشاہ غضبناک
ہوا اور اوسکو قتل کرڈالا۔ فرشتہ نے لکہا کہ آگ مین جلایا۔ بہمنی اس فتح و فیروزی کے بعد
پندرہ دن تک شہر مین رہا خوب عیش و عشرت کیا۔ اور انہین ایام مین اہل شہر تاجر وغیر
تاجر سے نرمی و سختی سے بیحساب مال و زر و جواہر وصول کیا۔ چونکہ بادشاہ اسوقت وہان کا انتظام
نہین کرسکتا تہا لہذا فیروزی کے ساتہہ دار السلطنت گلبرگہ مراجعت کی۔ اہل تلنگانہ نے
دیکہا کہ بادشاہ جا رہا ہے۔ مور و ملخ کی طرح بادشاہی لشکر پر حملہ آور ہوئے۔ بہمنی بادشاہ دلیر
و بہادر بے اندیشہ گذرتا تہا۔ اور مخالفین کو دفع کرتا جاتا تہا۔ بادشاہ نے سپاہ کو حکم دیا بجز زر
و جواہر کوئی چیز ہمراہ نہ لو۔ خیمے وڈیرے چہوڑ دین۔ اونٹ و بیل یابوؤن کو بہی جنگل مین
رہا کرین۔ صبح سے سہ پہر تک سفر کرتے تہے۔ راتون کو نہایت ہوشیاری و بیداری سے
گذارتے تہے۔ لیکن اہل تلنگانہ نے راستہ مین بادشاہی فوج کو بہت تنگ کیا۔ جب موقع
پاتے تہے اہل اسلام کو تیر و تفنگ کی ضرب سے ضائع کرتے تہے۔ بادشاہی فوج چار ہزار
سوار سے ڈیڑہ ہزار سلامت رہی۔ راستہ مین متعدد مراتب باہم لڑائیان ہوئین کبہی اہل
اسلام غالب و اہل اصنام مغلوب کبہی انکا برعکس ہوتا تہا۔ اسی رستخیز و ہنگامہ بیجا مین
ضرب گولی بندوق سے بادشاہ کا بازو مجروح ہوا۔ بادشاہ دلیر نے ضرب کی کچہہ پروا

نہین کی اور گہوڑے سے نہین اوترا بدستور سوار رہا۔ آخر پالکی مین سوار ہوکے نہایت عظمت وشان کے ساتہہ اپنی سرحد مین داخل ہوا۔ چند روز کولاس مین استراحت کیلئے قیام پذیر ہوا ملک سیف الدین غوری نے سنا کہ اہل تلنگانہ بادشاہی فوج پر ہجوم کررہے ہین چند امرا کو مع جمعیت روانہ کیا تہا وہ بہی کولاس مین پہنچے۔ حسب الحکم تلنگانہ کے بلاد مین تاخت وتاراج کرکے ہمرکاب بادشاہ دار السلطنت حسن آباد گلبرگہ مین مع الخیر والعافیہ پہنچے۔ یہہ واقعہ بہی ۷۶۳ھ مین واقع ہوا

تلنگانہ کے راجہ کا محمد شاہ بہمنی کے عہد مین مخالفت کرنا

۷۶۴ھ ہجری مین تلنگانہ کا راجہ اول کی شکست اور دوم فرزند کے قتل ہونے اور ملک کی ویرانی سے نہایت غمگین تہا۔ اور کثرت رنج وغم سے پیچ وتاب کہاتا تہا۔ اور چاہتا تہا کہ بہمنی سے انتقام لیوے۔ اسلئے فیروز شاہ بادشاہ دہلی کی خدمت مین عرضداشت بہیجی اوسکا مضمون یہہ تہا کہ مین حضور کی تابعداری وفرمان برداری مین ثابت قدم وراسخ دم ہون اگر حضور مالوہ وگجرات کے امرا کو حکم کرین کہ دکن کا ملک بہمنیون سے مسترد کرین۔ تو مین با تعلق راجہ بیجانگر خیرخواہی مین کوتاہی نہین کرونگا۔ ہم تہوڑی ہی مدت مین دکن کو مخالفین کے تصرف سے نکالین گے۔ مع تحائف وپیشکش چند سالانہ دولت پابوسی سے مشرف ہون گے شہر مین اسبات کی شہرت ہوئی تہی کہ دہلی کے سلاطین سے جو کوئی دکن کا سفر کرتا ہے وہ مبارک نہین ہوتا ہے۔ بادشاہ نے اس شہرت کے سبب سے راجگان دکن کو جواب نہین دیا اغماض کیا۔ تاریخ نظامی نے لکہا کہ خلیفہ عباسی کی سفارش کی وجہ سے دکن کا قصد نہین کیا۔ محمد شاہ بہمنی تلنگانہ کے تسخیر کے لئے برآمد ہوا۔ اور اپنے چچازاد بہائی خان محمد کو

حکم دیاکہ دولت آباد مین لشکر جمع کرکے بالاگہاٹ دولت آباد مین قتلق خان کے حوض کے پاس اوترین اور سرحد کی حفاظت مین کوتاہی نکرین۔ اور صفدر خان سیستانی صوبہ دار برار واعظم ہمایون صوبہ بیدر کو فرمان طلب بہیجا۔ جب یہ حسن آباد گلبرگہ مین پہنچے۔ لشکر کو پیش کیا محمد شاہ بہمنی نے دارالسلطنت ملک سیف الدین غوری کے سپرد کرکے کولاس روانہ ہوا ایک ہفتہ کی مدت مین کولاس پہنچا۔ اعظم ہمایون کو مع لشکر بیدر وماہور وگولکنڈہ روانہ کیا اور صفدر خان کو مع امرائے برار ورنگل پر مقرر فرمایا۔ پہر خود بادشاہ مع بہادر خان سپہ سالار آہستہ آہستہ روانہ ہوا۔ اسی اثنا مین بیجانگر کا راجہ فوت ہوگیا۔ اور اوسکا برادر زادہ بقول فرشتہ تخت نشین ہوا۔ اور بقول مولف تحفات اوسکا ہمشیر زادہ۔ روایت ثانی صحیح ہے اسلئے کہ بیجانگر کے راجاؤن مین قدیم سے یہہ رسم چلی آتی ہے کہ اولاد کو تخت نشین نہین کرتے تہے بلکہ ہمشیرہ کی اولاد کو جانشین کرتے تہے۔ اسوقت تلنگانہ کا راجہ بیجانگر کی امداد سے مایوس ہوا۔ اور تنہا سپاہ اسلام کے مقابل نہین ہوسکا جنگل وپہاڑی مین فرار ہوکے بہاگ گیا اور وہان سے چند معتمدین بہادر خان سپہ سالار کے پاس بہیجے۔ مصالحہ کی درخواست کی۔ محمد شاہ بہمنی نے ابتدا مین صلح سے انکار کیا۔ تلنگانہ کا راجہ مسلمانون کا غلبہ دیکہہ کے بیدار ہوا اپنے چہوٹے بیٹے کو مع معتبرین بہمنی کے لشکر مین بہیجا۔ معافی کا خواستگار ہوا۔ اور یہ گناہان گزشتہ سے توبہ کی۔ اور نہایت عاجزی سے عرض کیا کہ فی الحال بندگان بادشاہ اسلام کے زمرہ مین شریک ہوتا ہون۔ آئیندہ کبہی عہد وپیمان سے نہین گزرونگا۔ سابق مین بیجانگر کے راجہ کے ورغلانے سے جو خطا واقع ہوی ہے اوسکو معاف فرمائین۔

بہادر خان وغیرہ امرانے صلح وعفو جرایم کی بابت سفارش کی۔ بہمنی نے اس امر مین سپہ سالار
کو مختار فرمایا۔ آخر سپہ سالار کے ذریعہ سے اس شرط پر صلح قرار پائی کہ تین سو ہاتی۔ اور تیرہ لاکھہ
ہون۔ اور دو ہزار گھوڑے اور گولکنڈہ مع تعلقات ملازمان شاہی کی خدمت مین پیش کرے
محمد شاہ بہمنی تلنگانہ مین دو برس سے تاخت وتاراج کر رہا تہا۔ تمام تلنگانہ ویرانہ ہوگیا تہا۔ راجہ نے
بامر لاچاری حسب قرارداد نذرانہ وپیشکش قبول کیا۔ اس قرارداد صلح کے بعد محمد شاہ نے
دارالسلطنت مراجعت کی۔ اور بہادر خان کولاس مین قیام پذیر ہوا۔ کہ تلنگانہ کے راجہ سے
پیشکش ونذرانہ وصول کرکے لائے۔ محمد شاہ نے گولکنڈہ کی حکومت پر اعظم ہمایون کو مقرر کیا۔
راستہ مین احمد آباد بیدر مین پہنچا تین مہینے تک توقف کیا۔ اور تمام امرائے جان نثارون کو
اجازت دی کہ اپنی جاگیرات مین جاکے آرام وراحت سے بسر کرین۔ تلنگانہ کے راجہ کے سفیر
حسب معاہدہ ہاتی وگھوڑے وہون لیکر کولاس مین سپہ سالار کے پاس پہنچے۔ بہادر خان سپہ سالار
ایلچیون کو مع ہاتی وغیرہ ہمراہ لیکر حضور مین آیا۔ اور ہاتی وگھوڑے وغیرہ پیش کئے
بادشاہ بہمنی بہت خوش ہوا سفیرون کو خلعت وانعام سے سرفراز فرمایا۔

تخت فیروزہ رائے تلنگانہ کا پیش کرنا +

پہر سفیرون نے سپہ سالار کے توسل سے درخواست کی۔ کہ اگر بادشاہ ایک فرمان بابت سرحد
عنایت کرے کہ آیندہ حضور کی اولاد راجگان تلنگانہ کی اولاد کو اپنا فرمانبردار سمجھہ کے عنایت
وکرم سے سرفراز کرتے رہین۔ ہم نیازمند اس عنایت کے مقابلہ مین ایک نادر تحفۂ شاہانہ
پیش کرین گے۔ بہادر خان نے یہہ تمام کیفیت حضور مین عرض کی۔ بادشاہ تحفۂ نادر کے

دیدار کا مشتاق ہوا۔ حسب الحکم سفیرن سے مجلس عالی مین بکر بادشاہ کے حضور مین تحفہ نادر کا اقرار لیا
محمد شاہ بہمنی نے خاص دست مبارک سے لکہا کہ گولکنڈہ ہمارے اور آپ کے درمیان سرحد ہے۔
جبتک راجہ تلنگانہ عہد شکنی نہین کریگا۔ تو آیندہ ہمارے اور آپکے اولاد مین باہم ربط و اتحاد رہیگا
پہر عہدنامہ پر اپنی اور دیگر امرا و قضاۃ کی مہر لگادی۔ اوسیوقت سفیرون کے حوالہ کردیا۔ سفیرون نے
تخت مرصع جو راجہ تلنگانہ نے محمد تغلق شاہ کیلئے تیار کیا تہا۔ بادشاہ بہمنی کے حضور مین پیش کیا
بہمنی تخت کے دیکہنے سے نہایت ہی خوش ہوا۔ سفیرون کو انعام و صلہ دیکے عزت و آبرو کے ساتہہ
روانہ کیا۔ اور خود بادشاہ بیدر کی سرحد سے فی الفور دارالسلطنت گلبرگہ مین پہنچا۔ جس روز شہر مین
داخل ہوا روز نوروز تہا۔ تخت کا نام فیروزہ رکہا۔ جشن نوروز مین اوسی پر جلوس فرمایا۔ اور
جان نثارون کو خلعت و انعام سے سرفراز کیا **نظم**

برآورنگ فیروزہ بنشست شاد	بمجلس طرب رازمی داد داد
نشستند گردان بگرد سریر	بشادی بزرگان روشن ضمیر

تخت فیروزہ کا ذکر

فرشتہ نے لکہا کہ یہہ تخت تلنگانہ کے راجہ نے سلطان محمد تغلق شاہ کو نذر دینے کیلئے تیار
کیا تہا۔ آبنوس کی لکڑی سے جو سونے مین مستغرق تہی اور جواہر قیمتی سے مرصع تہی۔ طولاً
تین گز اور عرضاً ڈہائی گز تہا۔ ایسے ڈہب سے بنایا گیا تہا۔ کہ اوس کے تختون کو جدا کرکے صندوق
مین رکہدیتے تہے۔ اور ایسا ہی اوسکے جوڑ ملا کے قائم کردیتے تہے۔ یہہ تخت سلاطین بہمنیہ کے
خاندان مین نسلاً بعد نسلٍ محمود شاہ بہمنی ثانی تک قائم رہا۔ ہر ایک بہمنی بادشاہ جب تخت نشین

ہوتا تہا تو محمد شاہ بہمنی کی طرح اُسپر جواہر و مروارید قیمتی بڑہاتا جاتا تہا۔ مثل درفش کاویانی
جواہر بے بہا سے بے بہا ہوگیا تہا۔ چونکہ ابتدا مین اوسکی پوشش میناے فیروزہ رنگ سے تہی
اسلئے محمد شاہ نے اوسکو بنام فیروزہ موسوم کیا تہا۔ آخر اسکا میناے فیروزہ رنگ کثرت جواہر و
مروارید کی مرصّع کاری سے پوشیدہ ہوگیا تہا۔ اور اُسکا اصلی رنگ معلوم نہین ہوتا تہا۔ محمد شاہ
بہمنی نے تخت فیروزہ پر جلوس کے بعد چالیس روز دن رات عیش و عشرت مین بسر کئے۔ اور حکم عام تہا
کہ تمام اہل شہر اپنے اپنے گہر مین عیش و عشرت کی مجلس منعقد کرین۔ محمد شاہ بہمنی ثانی کے زمانہ مین
اُس تخت کی قیمت کا تخمینہ ہوا تہا۔ جوہریانِ نقّاد نے ایک کرور ہون قرار دی تہی۔

مجاہد شاہ کی شادی کا ذکر

محمد شاہ بہمنی تلنگانہ کی فتح و فیروزی کی خوشی مین عیش و طرب مین ہمہ تن مصروف تہا۔
اسی تقریب مین ایک دربار خاص آراستہ کیا۔ اوسمین ملک سیف الدین غوری وکیل السلطنت
و صدر الشریف سمرقندی کو بیٹہنے کی اجازت دی۔ اور بہادر خان بن اسمعیل فتح کو امیر الامرائی
خطاب سے سرفراز فرمایا۔ اور اسکی دختر بادشاہ بیگم کو اپنے فرزند مجاہد شاہ سے منسوب کی۔ بہمنیہ
دستور کے موافق شادی کے رسوم ادا کئے گئے۔ امرا و سپاہ و خدام کو جوڑے قیمتی تقسیم کئے
اور ایک مہینہ تک جلسونکا سلسلہ جاری رہا۔ اور تمام اہل اسلام و اہل اصنام کو کہانے کہلائے۔
ہندوون کے کہانے کا اہتمام گانگو پنڈت کے متعلق تہا۔ اور اہل اسلام کا اہتمام ملا محمد مشہدی
و صدر الشریف کے تفویض تہا۔ علما و مشائخ و طلبہ کو عقد کے روز بیشمار انعام و خلعتہاے
فاخرہ مرحمت کیا۔ کہ اسی عیش کے زمانہ مین دہلی سے چند اساتذہ علم موسیقی آئے

بعض اساتذہ امیر خسرو دہلی و امیر حسن کے تربیت یافتہ تھے۔ صوت و الاپ و عمل سرود و رباب مین حضرات موصوف کے یادگار تھے۔ کل ساتذہ و تلامذہ تین سو قوال تھے۔ بادشاہ نے ایسی شادی و خوشی مین انکے وجود کو مغتنمات سے سمجھ کے خاطرداری و مہمانداری عمدہ طرح سے کی۔ تحفۃ السلاطین کے مولف نے لکھا کہ اوسوقت میری عمر بارہ برس کی تھی۔ اور مین محمد شاہی دفتر مین مہرداری کی خدمت پر مقرر تہا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ محمد شاہ جلسہ سرور و سور مین مست تہا۔ دہلی کے قوالونکی جماعت مجلس مین آئی۔ اور امیر خسرو کے اشعار مدح شاہان و تعریف حسن خوبان مین گائے بادشاہ محظوظ ہوا۔ اور اہل مجلس بہی خوش ہوے۔ پس ملک سیف الدین غوری سے کہا کہ ان قوالون کے انعام دینے کیلئے بیجانگر کے راجہ کے نام سے ایک پروانہ لکہین۔ غوری نے حسب الحکم حکمنامہ لکہکے بیجانگر روانہ کیا اور قوالونکو بہی رقم وصول کرنیکے لئے حکمنامہ کے ساتہہ ہی بہیجا۔ بیجانگر کا راجہ دلیر و متکبر تہا۔ بہمنی کی اس برات و ظیفہ و انعام سے نہایت ہی ناخوش ہوا۔ قوالونکو گدہون پر سوار کرکے بیجانگر کے تمام محلون مین تشہیر کرایا۔ اور تمام کو ذلت کے ساتہہ شہر بدر کیا۔ بیجانگر کے راجہ نے قوالون کی تشہیر مین بہت سختی کی۔ اور بادشاہ کے حکم کی تحقیر کی اور حکم کی تعمیل مین تقصیر کی۔ زیادتی و سرکشی کا ابتدا راجہ سے ہوا۔

راجہ بیجانگر کا بہمنی پر حملہ اور اوسکی شکست کا ذکر

بیجانگر کے راجہ نے قوالون کی تشہیر کے بعد شاہان بہمنیہ کے ممالک کی تسخیر کا عزم بالجزم کیا فی الفور تیس ہزار سوار و نولاکہہ پیادہ و تین ہزار ہاتی ہمراہ لیکر سرحد دکن پر حملہ آور ہوا۔ قلعہ

ادہونی کے اطراف مین چہاونی قائم کی - اور سوار و پیادہ کو تاخت و تاراج سے ممانعت کی -
خاص ولایات اہل اسلام کو دست برد سے محفوظ رکہا - محمد شاہ راجہ کی فوج کشی کی خبر سنکے
برار و بیدر کے لشکر کو آرام و استراحت کیلئے چہوڑا - کیونکہ دو برس تک برابر لڑائیون مین جان
کہپا چکے تہے - دولت آباد کے لشکر کو مع خان محمد بلا یا - اور ولیم پٹن کے غنائم کا خمس
ہمدست شاہزادہ مجاہد شاہ حضرت شیخ سراج جنیدی قدس سرہٗ کے پاس بہیجا کہ سادات و
مشائخ و مستحقین پر تقسیم کرین - اور دعائے خیر چاہی کہ خدا مخالف پر غالب کرے - شیخ
موصوف نے مستحقین کو بادشاہی عطیات سے خوشدل کیا - اور بروز جمعہ باتفاق مشائخ و علما
حسن آباد گلبرگہ کی مسجد مین گیا - نماز کے بعد فتح و نصرت کی دعا مانگی اور سلامتی شاہ کیلئے
فاتحہ خیر پڑہی - تمام نے آمین ثم آمین کہا - پہر بادشاہ نے خیمہ و بارگاہ باہر بہیجدیا - اور اُسوقت
برسات کا موسم تہا - کشنا ندی جوش آب سے موجزن تہی - بیجانگر کا راجہ دلجمعی کے ساتہہ
قلعہ مدکل پر آیا - اور قلعہ گیری مین بہت کوشش کرنے لگا - قلعہ کے اندر آٹہہ سو اہل اسلام
تجربہ کار و ہوشیار متمکن تہے - قلعہ کی محافظت و مخالفت کی مدافعت مین ہمہ تن مصروف تہے
دو لتخواہی مین سر مو کوتاہی نہین کرتے تہے - لیکن قلعہ کا داروغہ ملک رکن الدین غوری
قرابتدار وکیل السلطنت تہا - اہل قلعہ پر سختی کرتا تہا - داروغہ کی سختی و بدزبانی اہل اسلام مین
خلاف و نفاق کا باعث ہوئی - اہل قلعہ محافظت مین بے پروائی کرنے لگے - بیجانگر کا
راجہ قلعہ پر قابض و متصرف ہوگیا - اور سیاہ راجہ نے کل اہل اسلام کو مع عیال و اطفال
قتل کیا - بقول مورخین انگریزی آٹہہ سو مین سے صرف ایک آدمی کو اس غرض سے زندہ رکہا

کہ محمد شاہ بہمنی کو مطلع کرے الخ اور بقول فرشتہ ایک شخص رات کے وقت لباس بدل کے پیادگان ہنود کے بہیس مین قلعہ سے صحیح سالم برآمد ہوا۔ فی الفور ندی کشنا سے عبور کر کے دارالسلطنت گلبرگہ مین پہنچا۔ اور محمد شاہ بہمنی کو اس حادثہ کی خبر دی۔ بادشاہ اس خبر وحشت اثر کے سننے سے بہت رنجیدہ ہوا۔ اور اوس اجل رسیدہ کی بابت حکم دیا کہ فی الفور اوسکو قتل کرین مین ایسے شخص کی صورت دیکہنا نہین چاہتا ہون جس نے ایک جماعت کثیر کی موت دیکہا ہو۔ پہر مدکل کی پامالی و خونریزی پر بادشاہ اور مسلمانون کے دلون مین قہر و غضب کا دریا جوش و خروش مین آیا مشائخ و علما مساجد و معابر مین قصاص و قتال کا فتوی دیا اور اہل اسلام کے دلون مین جنگ کا جوش پہیلایا۔ محمد شاہ نے قسم کہائی کہ مین اپنی تلوار کو اوسوقت تک میان مین نہین رکہونگا۔ جب تک مقتولین اہل اسلام کے قصاص مین ایک لاکہہ براہمہ قتل نہ کئے جائین گے۔

محمد شاہ بہمنی کا حملہ قلعہ مدکل پر اور فیروز و کامیاب ہونیکا ذکر

ماہ جمادی الاول ۷۶۷ھ ہجری مین دارالسلطنت گلبرگہ مین ملک سیف الدین غوری کو انتظام سلطنت کیلئے رکہا۔ اور شاہزادہ مجاہد شاہ کو ولیعہد کیا۔ صرف نو ہزار سوار۔ اور بیس ہاتی جنگی ہمراہ لیکر روانہ ہوا۔ اُسوقت بارش موسلادہار برس رہی تہی۔ اور بجلی کڑک رہی تہی۔ اور بادل گرج رہا تہا۔ رستون مین کثرت سے کیچ و خلاب تہا۔ جا بجا نالے اور دلدل پیش آتے تہے گہوڑے و ہاتی مشکل سے چلتے تہے۔ اور کیچ دلدل سے گذرتے تہے۔ مگر بادشاہ اور اوسکی

جمعیت سوار و پیادہ راستون کی تکالیف اور بارش کے مصائب سے نہین گہبراتے تہے۔ دلیری وہمت سے آگے بڑہتے جاتے تہے۔ چلتے چلتے تیسرے روز کشنا کے کنارے پہنچے۔ دریائے کشنا آب باران سے لبریز تہا۔ اور جوش خروش سے بہ رہا تہا۔ دریا کے ایک کنارے پر بہمنیہ کی فوج قایم تہی۔ اور دوسرے کنارے پر رائے بیجانگر کی چہاونی تہی۔ دریا سے عبور کرنا محال معلوم ہوتا تہا اور ہندو راجہ دریا کے حائل ہونے سے بیفکر تہا۔ اور یقین کرتا تہا کہ ایسے دریا مہیب سے مسلمانون کا عبور کرنا غیر ممکن ہے۔ فراغت سے عیش و طرب و لہو لعب مین مشغول ہوا۔ راگ و رنگ و آواز رود و چنگ مین مصروف۔ اسیطرح سپاہ و خدم بہی خواب غفلت مین تہے۔ محمد شاہ بہمنی اور تمام سوارون نے دریا مین گہوڑے ڈالے۔ عنایت و رحمت خدا سے تمام صحیح سالم کنارے پر پہنچے۔ پہر کنارے پر درست ہوکے فی الفور برق و باد کی طرح راجہ کے قلب فوج مین داخل ہو گئے قتل و خونریزی کا بازار گرم کیا۔ ہنود بہی خواب غفلت سے ہوشیار ہوئے مقابلہ مین جم کے لڑنے لگے۔ راجہ ایکبارگی مسلمانون کے حملہ سے گہبرایا۔ اور اوس کے دل پر اہل اسلام کا ایسا خوف و رعب غالب ہوا کہ کل لشکر و شاہی اسباب کو چہوڑ کر قلعہ ادہونی کیطرف بہاگا۔ راجہ کے فرار ہوتے ہی لشکر مین کہلبلی واقع ہوئی۔ اکثر نے فرار کا راستہ لیا۔ مسلمانون نے قتل عام شروع کردیا۔ فرشتہ وغیرہ مورخین کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ مقتول ہنود کی تعداد ستر ہزار کو پہنچ گئی تہی۔ باہم قتل و خونریزی کا بازار دو روز تک گرم رہا طرفین سے مقتول و مجروح ہوئے۔ ملحقات کے مولف نے مقتولین ہنود کی تعداد بموجب قول فرشتہ ستر ہزار ہی لکہی اور مسلمانون کے شہدا کی تعداد دو ہزار۔ آخر ہندو مغلوب ہوئے

مسلمانون کو کامیابی و فیروزی ہوئی۔ اس فتح مین مسلمانون کو بیشمار اموال و اسباب شاہی
ہمدست ہوا۔ ایک توپخانہ بزرگ جسمین تین سو توپین تہین مع گاڑیان اور دو ہزار ہاتی اور
ساتہہ سو عربی گہوڑے اور ایک سنگاسن مرصع اور کئی لاکہہ ہون۔ اور جواہر مروارید و طلا و نقرہ
مسکوک و غیر مسکوک سے تصرف مین آیا۔ بادشاہ بہمنی نے زر مسکوک و دیگر اسباب فوج و سپاہ پر تقسیم کر دیا
صرف گہوڑے شاہی طویلے مین اور ہاتی فیلخانہ مین اور جواہر وغیرہ خزانہ مین داخل کیا۔ اور
توپون کو توپخانہ مین شامل فرمایا۔ اور سنگاسن مرصع سواری بادشاہ کیلئے رکہے۔ کرنل میڈوز ٹیلر
نے اپنی تاریخ مین لکہا کہ یہہ پہلا وقت ہے کہ ہند مین توپونکا استعمال شروع ہوا۔ ان توپون کے
ہمدست ہونیکے بعد بہمنیہ سلاطین نے اپنی فوج مین انہین توپون کو درست کرکے توپخانہ قائم کیا
اور توپخانون مین۔ رومی و ترکی فرنگی بہرتی کئے۔ یہہ توپین اکثر جنگ مین کارآمد ہوتی تہین
اور میدان جنگ مین رات کے وقت ان توپون کے ذریعہ سے فوج کی زیادہ حفاظت ہوتی تہی
توپونکو فوج کے اطراف مین دائرہ کی طرح مسلسل زنجیرون سے باندہ دیتے تہے۔ فوج کی اطراف مین
توپونکا دائرہ بنجاتا تہا۔ اور فوج اوس دائرہ مین مرکز کی طرح قائم رہتی تہی۔ اور کامل حفاظت
ہوتی تہی۔ مخالفین کو شبخون کا موقع نہین ملتا تہا۔ کرنل ٹیلر کا قول کہ بہمنی نے بیجانگر کا
توپخانہ ہمدست ہونیکے بعد توپخانہ قائم کیا الخ درست نہین ہے اسلئے کہ محمد شاہ نے اس
توپخانہ کے ہمدست ہونے سے اول ہی توپخانہ قائم کرچکا تہا لیکن مختصر توپخانہ تہا۔ بیجانگر
کے توپخانہ ملنے سے توپخانہ بہمنی بزرگ ہو گیا۔ اور بہمنیہ سلاطین کی قوت و شوکت بڑہگئی
اور ماثر برہانی اور فرشتہ کے بیان سے کرنل ٹیلر کے قول کی تائید ہوتی ہے کہ دکن مین بیجانگر کی

راجہ نے توپخانہ اول قائم کیا تھا۔ مختلف الاقوال کی صورت مین ہم یہہ کہہ سکتے ہین کہ دکن مین سلاطین
اسلام سے محمد شاہ بہمنی ہی پہلا بادشاہ ہے جس نے توپخانہ قائم کیا۔ اور راجگان ہنود مین بیجانگر کا
ہی پہلا راجہ ہے۔ جسکے عہد مین توپ کا رواج شروع ہوا۔ بہمنی و راجہ کے پاس رومی و فرنگی و ترکی توپخانہ
پر متقرر تھے۔ جب بہمنی کا توپخانہ کامل ہو گیا۔ تب بہمنی نے باروت و گولہ و تیار بنانیکے لئے متعدد
کارخانے قائم کئے۔ علی ہذا القیاس بیجانگر کا راجہ بھی آلات جنگ مثلاً توپ و تفنگ بنانے و ڈہالنے
مین کوتاہی نہین کرتا تھا۔ بیجانگر کے راجاؤن اور مسلمانون مین باہم جنگ و جدال کا سلسلہ
برسون نسلاً بعد نسل جاری رہا۔ چنانچہ آخر ۹۷۲ھ ہجری مین رامراج کے عہد مین طوائف الملوک
عادلشاہیہ و نظام شاہیہ و قطب شاہیہ و بریدشاہیہ نے باہم ملکے بیجانگر کی سلطنت و راجگی کو
برباد و تباہ کیا اور وہان کی تمام سبزی و شادابی ویرانی و خرابی کے ساتھہ مبدل ہو گئی
جہان شاہی محلات و مکانات شاہ نشین تھے وہان کھنڈر ویران دکھلائی دیتے ہین۔
باغات و منتزہات کے سلسلے کوسون تک شہر کے اطراف مین تھے وہ تمام طرفین کے معرکون
کے روند مین پامال و خراب ہو گئے۔ اب بجائے باغات و عمارات خالی میدان سنسان و جنگل
بے خانمان ہے نہ کہین باغ ہے نہ زاغ بلکہ بجائے باغ خزان ہے۔ جہان گل و بلبل تھے وہان
خار و بوم ہے۔ بیجانگر کا حال عنقریب آگے آئیگا۔ اوسمین مینے اسکا پورا مالہ و ماعلیہ لکھا ہے
نیز طوائف الملوک کے بیان مین بیجانگر اور طوائف الملوک کے معرکون اور واقعات کا ذکر کیا جائیگا
پس محمد شاہ نے اس فتح کو فتوحات کا مقدمہ سمجھہ کے موسم برسات کو قلعہ مدکل مین تمام کیا
پھر خان محمد مع جمعیت دولت آباد حضور مین پہنچا۔ اوسوقت بہمنی کی جمعیت بڑہگئی راجہ

بیجانگر کے تعاقب مین قلعہ ادہونی کو روانہ ہوا۔ راجہ قلعہ ادہونی کے خارج مین سکونت پذیر تہا
اپنے خواہرزادہ کو قلعہ کا حاکم مقرر کرکے شہر بیجانگر کے اطراف مین گیا۔ اور اطراف کے عساکر اور خزانہ
وہاتی اسباب شاہی بیجانگر سے طلب کیا۔ اور بہمنی سے مقابلہ کی تیاری کی۔ محمد شاہ بہمنی نے
حسب رائے خان محمد قلعہ کی تسخیر کو آیندہ پر رکہا۔ فی الحال ممالک محروسہ کے تمام قلعجات مین فرمان بہیجے
آلات جنگ وادوات توپ و تفنگ طلب کئے۔ اور توپخانہ کو بسرکردگی مقرب خان درست کیا۔ اور
روسیون و فرنگیون کو مقرب خان کے تابع فرمایا۔ جب توپخانہ وسامان جنگ کا پورا اہتمام ہو گیا
تب بادشاہ مع توپخانہ وجمعیت قلعہ ادہونی کے اطراف سے بحراست کرکے رود تنگبہدرہ گذر کے
بیجانگر مین داخل ہوا۔ سلاطین اسلام سے یہی پہلا بادشاہ ہے کہ بذات خاص بیجانگر پر فوج کشی کی
اور کامیابی وفیروزی کے ساتہہ مراجعت کی۔ بادشاہ بہمنی عالی ہمت وصاحب جرائت ثابت
قدم وراسخ دم تہا۔ کشن رائے والی بیجانگر کے طرف متوجہ ہوا۔ کشن رائے والی بیجانگر بہمنی کی توجہ سے
گہبرا کے مسلوب الحواس ہوا۔ تمام اراکین دولت وبراہمہ صاحب حکمت کو فراہم کرکے بہمنی سے
مقابلہ کرنیکی بابت مشورہ کیا۔ تمام براہمہ وارا کین کے رائے سے قرار پایا کہ بہوج مل سپہ سالار
کو بہمنی کے مقابلہ مین بہیجنا چاہئے۔ جب بہوج مل اس خدمت پر معین ہوا تب کثرت غرور سے
لاف نی کرتا تہا۔ اور مونچہون کو تاب دیکے شیخی سے کہتا تہا کہ اگر مہاراجہ فرمائین تو بہمنی کو زندہ
گرفتار کرکے لاتا ہون یا اوسکے سر کو خدمت مین پیش کرتا ہون۔ کشن رائے نے کہا مجہے اسکا
دیکہنا پسند نہین ہے مخالف کا مرنا بہتر ہے۔ قتل کیا جائے۔ پہر بہوج مل مع چالیس ہزار سوار
اور پانچ لاکہہ پیادہ مقابلہ کے لئے برآمد ہوا۔ اور حکم دیا کہ براہمہ وپنڈت تہائے ویدانتی لشکر کو

اسبات کی تحریص و ترغیب کرین کہ مسلمانون سے جنگ کرنا باعث ثواب ہے۔ اور اون کے قتل کرنیمین نجات ہے۔ اور اہل اسلام کی برائیان تاکید تحریص مین بیان کرین۔ مثلاً گاؤکشی و بت شکنی وغیرہا۔ جب فریقین مین بارہ کوس کا فاصلہ رہا۔ تب محمد شاہ بہمنی نے خان محمد نے سپہ سالارون کو حکم دیا کہ لشکر کی تنقیح کرکے مطلع کرو۔ عرض کیا کہ پندرہ ہزار سوار۔ پچاس ہزار پیادہ ہین اولاً بہمنی نے دس ہزار سوار و بیس ہزار پیادہ و توپخانہ خان محمد کے ہمراہ کرکے بہوج مل کے مقابلہ کے لئے آگے روانہ کیا۔ بتاریخ چودہ ماہ ذیقعدہ ۷۶۷ھ ہجری باہم فریقین کا مقابلہ ہوا طرفین کی سپاہ جوش و خروش مین تہی باہم کشت و خون شروع ہوا طرفین سے مقتول و مجروح ہونے لگے موسیٰ خان و عیسیٰ خان افغان افسران میمنہ و میسرہ معرکہ مین مقتول ہوے۔ فوج میمنہ و میسرہ مین تفرقہ واقع ہوا قریب تہا کہ بہمنی کی شکست ہو جائے۔ لیکن ایسی حالت مین حسن اتفاق سے محمد شاہ بہمنی مع تین ہزار سوار معرکہ مین پہنچ گیا۔ اور اطراف و جوانب کی فوج متفرقہ بہی جمع ہو گئی اور مقرب خان داروغہ توپخانہ نے حسب الحکم گولہ باری شروع کردی۔ اہل صنام گہبرائے مضطرب الحال ہوئے۔ ایسی حالت مین مقرب خان نے اجازت چاہی کہ لشکر مین داخل ہوکے مع سپاہ حملہ کرون۔ خان محمد نے اجازت دی اور چند امرا کو بہی کمک کے لئے بہیجدیا۔ باہم شمشیر و خنجر سے لڑنے لگے ؎ چکاچاک خنجر ز میدان کین ٭ بہفتم فلک شد ز روئے زمین ٭ عجائب اتفاق سے ہے کہ خان محمد کا ہاتی شیر شکار زمام فیلبان سے سرکشی کرکے بہوج مل کے لشکر مین چلا گیا۔ بہوج مل کے ہاتیون نے اوسکو گہیر کے بیکار کردیا۔ خان محمد مع پانسو سوار بہوج مل پر حملہ آور ہوا۔ وہان اپنے ہاتی کو دیکہا۔ ہاتی نے خان محمد کو پہچان لیا۔ اور لشکر اسلام کے آگے ہوگیا۔ اور اہل اسلام کی

فوج کو متفرق کرنے لگا۔ اسی اثنا مین بہوج مل زخم تیر سے مجروح ہوکے معرکہ سے فرار ہوگیا۔ سپاہ لاڑکے فرار ہوتے ہی لشکر پراگندہ ہوا۔ فرار ہونے لگے۔ اہل اسلام کششش مین کوشش کر رہے تہے کشتگان ہنود کے جابجا تودے ہوگئے تہے۔ کہ یکایک بادشاہ بہمنی کا چتر نمودار ہوا حکم دیا کہ جنگ و فتح سے ہنود کا قتل مقصود ہے قتل مین کوتاہی نہین کرنا چاہئے۔ پس حسب الحکم قتل کا بازار گرم ہوا۔ فرشتہ نے لکہا کہ اہل اسلام نے قتل مین اسقدر کوشش کی کہ جوان و پیر و زنان و طفل شیر خوارہ تک باقی نہین چہوڑا تمام کو تہ تیغ کیا الخ فرشتہ کا قول مبالغہ آمیز ہے۔ وہان زنان و طفل سے کوئی نہین تہا نہ کوئی بوڑہا معذور تہا۔ مقابلہ کے لئے جوانان تنومند آئے تہے۔ اور نجابی لاڑ مقاتلہ مین شریک تہے۔ چنانچہ اسی مقام مین صاحب ملحقات نے لکہا ہے کہ جابجا مقتولین کے انبار ہوگئے تہے۔ دیکہہ کے حسرت و افسوس ہوتا تہا کیسے کیسے سبزگان نو دمیدہ و سروقدان تنومند خمیدہ زمین پر خاک و خون مین آلودہ پڑے ہوئے تہے الخ محمد شاہ بہمنی اس فتح کے بعد وہان ایک ہفتہ تک قیام پذیر رہا۔ اطراف و اکناف مین فتح نامے بہیجے۔ باوجود قتل و خونریزی کامیابی و فیروزی بہمنی چاہتا تہا اپنی قسم کی تکمیل کرے۔ مقتولین ہنود کی تعداد ایک لاکہہ کرے۔ اس لئے کشن رائے کے تعاقب مین روانہ ہوا۔ وہ مقابلہ کی تاب نہ لاکے مع ضبط آلات باوجود لشکر و جمعیت جنگل و صحرا مین فرار ہوا۔ پہاڑون و جہاڑیون مین پناہ گیر ہوا۔ ننگ و ناموس کی پروا نہین کی۔ اس بیت پر کاربند ہوا ؎

کس گرفتار نام و ننگ مباد ۔۔۔ کوچۂ راہ و رسم ننگ مباد

محمد شاہ بہمنی تین مہینہ تک اوس کے تعاقب مین سرگرم رہا۔ جہان ہنود کو پاتا تہا قتل کرتا تہا آخر لاچار ہوکے کشن رائے دارالملک بیجانگر کے طرف روانہ ہوا۔ وہان کے پہاڑون کی گہاٹیون مین

تولا کہہ پیادے کہے کہ ممانعت و مدافعت کرتے رہیں۔ اور آپ راجہ قلعہ میں متحصن ہو گیا۔ محمد شاہ
پہاڑوں کے قریب میں بھی ایک مہینہ تک جما رہا۔ برابر باہم لڑائیاں ہوتی رہیں اور تعاقب سے
باز نہیں آتا تھا۔ بیجانگر کے اطراف میں ڈیرے و خیمے قائم کر دئے۔ اور جا بجا دمدمے بھی استادہ
کر دئے۔ ہر روز جنگ ہوتا تھا۔ ہنود راتکو اردوئے بہمنی کے طرف گھومتے تھے۔ گالیاں و فحش
بکتے تھے۔ اور بھاگ جاتے تھے کوئی مقابلہ میں نہیں آتا تھا۔ بادشاہ نے ایک مہینہ تک کامل کوشش
کی کہ شہر میں داخل ہو جاؤں اور دل کی آرزو پوری کروں۔ لیکن داخل ہونا نصیب نہیں ہوا
آخر بہمنی نے خان محمد کی رائے سے تکلفانہ اپنے کو بیمار بنا یا سنگاسن مرصع میں سوار ہو کے مراجعت
کرنے لگا۔ کشن رائے نے سمجھا کہ بادشاہ قریب المرگ ہے عنقریب مر جائیگا۔ اور اہل اسلام نے بناوٹ
سے یہہ خبر بھی اڑادی تھی کہ بہمنی مر گیا۔ مراجعت و بیماری یا مرنیکی خبر سے کشن رائے ہوشیار ہوا
اور دلاوری کے میدان میں جولانی کرنے لگا۔ مع جمعیت بادشاہ کے تعاقب میں بیجانگر سے
برآمد ہوا اور ہنود بادشاہی فوج کے تعاقب میں شور و غل مچاتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ تمہارا بادشاہ
مر گیا۔ براہمہ کی دعا قبول ہو گئی ہم اب تمکو زندہ نہیں چھوڑینگے۔ کئی روز تک بہمنی آگے
چلتا تھا۔ اور راجہ تعاقب میں آتا تھا۔ چلتے چلتے تنگبھدرا سے گذر کے مسطح و ہموار میدان
میں پہنچ گئے۔ اوسوقت بہمنی نے دربار عام منعقد کیا۔ اور دربار میں آیا سب کو اپنے دیدار سے
سرفراز فرمایا۔ تمام بادشاہ کے درشن سے خوش ہوئے۔ بہمنی نے ہموار زمین میں قیام کیا
اور کشن رائے بھی دو تین کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوا اور سپاہ کو حکم دیا کہ آج شب کو تمام فلاں
مقام میں مستعد جنگ و مسلح رہیں۔ اور میرے آنیکے منتظر رہیں۔ تمام نے حکم کی تعمیل کی۔

بہمنی دو پہر رات گذرے پر جنگی لباس پہنکر گہوڑے پر سوار ہوکر برآمد ہوا۔ اور مقام مقررہ پر پہنچا
تمام ساز وسامان کے ساتہہ مستعد تہے۔ ہر ایک سپہ سالار و عہدہ دار خدمات مقرر کرکے ہنود پر حملہ
کیا۔ کشن رائے اور تمام ہندو مسلمانون کو بہگوڑا سمجہہ کے عیش و عشرت و رقص و سرود مین مشغول تہے،
اوسوقت تک خواب غفلت مین پڑے ہوے تہے کہ قریب صبح مسلمانون کی صدائے تکبیر سے ہوشیار
ہوے۔ دیکہا کہ گہرے ہوے ہین۔ گہبرائے راجہ مسلوب الحواس ہوگیا۔ بامر لاچاری فرار ہوا اور سپاہ
وحشم بہی بہاگی۔ راجہ اسطرح بہاگا کہ بیجانگر تک کہین نہین ٹہرا۔ محمد شاہ بہمنی راجہ کے تمام خزائن
واسباب شاہی پر متصرف و قابض ہوا۔ چند منزل تک فراریون کا تعاقب کیا۔ اس ہنگامہ گریز
وستیز مین دس ہزار ہندو قتل ہوے۔ اور اکثر زخمی ہوکے ہلاک ہوے۔ سخت قہر وغضب سے بیجانگر کے
اطراف مین تیس چالیس کوس تک جہان آبادی پاتا تہا وہان قتل عام کرکے ویران وخراب کرتا تہا
براہمہ و معتبران ہنود یہہ خرابی و خونریزی دیکہہ کے کشن رائے کو ملامت کرنے لگے اور کہا تیری
سلطنت ہم پر منحوس ونامبارک ہوئی۔ ہماری عزت وآبرو برباد ہوئی۔ تخمیناً دس ہزار برہمہ قتل کیے گئے
اور رعیت کا نام ونشان باقی نہین رہا۔ کشن رائے نے کہا جو کچہہ ہوا تمہاری رائے سے ہوا
مین تقدیری امر کو رد نہین کرسکتا ہون آپ جو کچہہ کہین مین اوسپر عمل کرتا ہون۔ تمام نے
کہا کہ پہلے تیرے باپ نے علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی سے صلح وموافقت کرلی تہی۔ تجہکو بہی مسلمانو
سے صلح کرلینا چاہئے۔ کشن رائے نے براہمہ کی رائے سے اتفاق کرکے محمد شاہ بہمنی کے پاس سفیر
صلح کے لئے بہیجے۔ اور گذشتہ کی معافی چاہی اولا بادشاہ نے انکار کیا۔ اسوقت مصاحبین
سے ایک مصاحب شوخ نے عرض کیا۔ تاریخ روضہ طاہری کے مولف نے لکہا کہ ایک پنڈت نے کہا کہ

آپ نے قسم کہائی تہی قلعہ مدکل کے مقتولین کے قصاص مین ایک لاکہہ ہندو قتل کرونگا نہ ایسی قسم کہائی کہ ہندو کی اصل کو صفحہ ہستی سے مٹاؤنگا۔ بادشاہ نے مسکرا کر کہا جب تک راجہ دلی کے قوالونکا وظیفہ نہین ادا کریگا تب تک قتل موقوف نہین کرونگا۔ سفیرون نے اوسیوقت قبول کیا۔ جو کچہہ وظیفہ تہا ادا کیا۔ اوسیوقت امن و امان قائم ہوگیا۔ بادشاہ نے خدا کا شکریہ ادا کیا اور کہا الحمدللہ جو میری زبان سے نکلا تہا وہ پورا ہوا۔ محمد شاہ بہمنی صاحب عزم بالجزم تہا جو ارادہ کرتا تہا۔ اوس سے کبہی باز نہین ہٹتا تہا۔ استقلال و جرأت و جوانمردی سے ہر ایک کام اختتام کو پہنچاتا تہا۔ پہر سفیرون نے دست بستہ ہوکر عرض کیا اے خداوند عالم آپ اسوقت ہمارے حال پر مہربان ہین اگر اجازت ہو تو کچہہ گزارش کرین۔ اجازت دی سب نے کہا اے بادشاہ کسی مذہب و ملت مین جائز نہین ہے کہ مجرم کے عوض مین غیر مجرم کو سزا دین۔ اور قلعہ مدکل کے مسلمانون پر جو کچہہ تشدد ہوا ہے اسکا بانی کشن رائے تہا۔ فقرا و مساکین و برا ہمہ رعایا کا کیا قصور۔ خدائے تعالی نے آپکو تمام دکن کا مالک بنایا ہے اور کرناٹک کا ملک آپکے زیر سایہ مین ہے ہم یقیناً کہہ سکتے ہین کہ آپ اور آپکی اولاد کو مدت تک اس ملک والون سے ہمسایگی رہیگی۔ اور دنیا دارون مین اس قسم کے معاملات ہوتے رہتے ہین شاید پہر کبہی ایسا موقع آجائے تو خلائق کا کیا حال ہوگا معلوم نہین کہانتک نوبت پہنچیگی۔ اب رعایا کی حالت اسبات کی درخواست کرتی ہے کہ آیندہ فقرا و مساکین کا قتل نہوا کرے۔ سلطان محمد شاہ بہمنی سفیرون کی تقریر سنکے متاثر ہوا۔ حسرت و افسوس کے ساتہہ کہا کہ مین نے خدا سے عہد و پیمان کیا ہے کہ آیندہ کبہی ایک فرد بشر کو قتل نہین کرون گا۔

نہ آیندہ میری اولاد مین کوئی اس امر کا مرتکب ہوگا۔ سفیرون نے سجدہ شکر ادا کیا۔ اوسی
تاریخ سے دکن مین یہہ بات قرار پائی جو کوئی معرکۂ جنگ مین زندہ گرفتار ہو جائے۔ تو اُسکو
ہلاک نہ کرین۔ اور بیوجہ عام رعایا کو قتل نکرین۔ یہی بہمنون کا قانون و قرارداد طوائف الملوک
کے زمانہ تک جاری رہا۔ بعد مین کبہی مقتضائے حال کے خلاف عہد واقع ہوا ہے۔ جیسا کہ
رام راج کے عہد مین طرفین سے خلاف معاہدہ عمل درآمد ہوا ہے پہر محمد شاہ صلح کرکے دار السلطنت
حسن آباد گلبرگہ مین آیا۔ اولاً حضرت شیخ محمد سراج جنیدی رحمہ اللہ کی خدمت مین حاضر ہوا
اور غنائم سے خمس خیرات و صدقات کیلئے نذر کیا۔ اور نیاز مندی سے گزارش کی کہ آپ کی
دعا سے فتوحات عظمیٰ حاصل ہوئی۔ آپکی مبارک دعا میرے حق مین مبارک ہوی۔ پہر حضرت
سے رخصت ہوکے دار الامارہ مین آیا اعزّ و اقارب سے ملا۔ اُمرا و ارکان سلطنت کو انعام و صلات سے
سرفراز فرمایا۔ ایک ہفتہ پانچ روز کے بعد دولت آباد روانہ ہوا۔ فوج جرّار مع سازوسامان
جنگ نہایت کروفر سے آیا۔

بہرام خان ماژندرانی کی بغاوت اور اوسکے فرو ہونیکا ذکر

ابہی بیجانگر کے معرکہ سے معاودت کرنیمین ایک ہفتہ سے زائد نہین گذرا تہا۔ کہ دولت آباد کا سفر در پیش
آیا۔ اوسکی وجہ یہہ ہے کہ محمد شاہ بہمنی بیجانگر کی لڑائی و چڑہائی مین دو چار مہینہ تک مصروف
رہا۔ اور وہان تکلفاً بیمار رہنگیا تہا۔ بعض کوتاہ اندیشون نے موقع پاکے مشہور کر دیا کہ محمد شاہ
فوت ہوگیا۔ اور اسوقت دولت آباد خالی تہا۔ صوبہ دار بادشاہ کے ہمرکاب تہا۔ وہان کوئی

صاحب شکوہ موجود نہین تہا۔ اسوجہ سے بہرام خان مازندرانی حسن گنگوئے بہمنی کا ہمشیرزادہ
وفرزند خواندہ تہا۔ کونبہ دیو مرہٹہ و بعض امرائے برار و بگلانہ کے ورغلانے سے مخالفت کا علم قائم
کرکے دولت آباد پر قابض ہوگیا۔ اور جو کچہہ وہان خزانہ وذخیرہ تہا اُسپر متصرف۔ اور بارہ ہزار
سوار و پیادہ فراہم کرکے مالکیّت کا مدّعی ہوا۔ اولاً محمد شاہ نے اوسکو ایک خط نصیحت آمیز لکہا کہ
میرے سننے مین آیا کہ آپ بعض شیاطین کے ورغلانے سے وہ بات کرنی چاہتے ہین کہ آپ کی
شان کے لائق نہین۔ میرے نزدیک مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ معافی چاہین اور اپنے کردہ ناہموار
سے توبہ کرین۔ مین آپکو اور آپکے احباب و انصار کو معاف کرونگا۔ اور کسی قسم کا مواخذہ نہین کیا جائیگا
یہہ خط سید جلال حمیدہ شاہ ملک مصاحبین کے ہاتہہ سے بہرام خان کے پاس بہیجا۔ بہرام خان نے اس معاملہ مین کونبہ دیو سے
مشورہ کیا اُس نے بُری صلاح دی۔ اور کہا بادشاہ شدید المزاج ہے اُس سے بیخوف نہین ہونا چاہیے
اور استقلال و ہمت کے ساتہہ اس مہم کو پورا کرنا چاہیئے۔ بہرام خان نے بادشاہ کے خط کی کچہہ وقعت
نہین کی۔ سرکشی پر کمربستہ ہوگیا۔ بادشاہ کے دونون مصاحب واپس آئے۔ اور بہرام خان کے
حالات ناپسندیدہ بیان کئے۔ محمد شاہ بہرام کی اس حرکت بیجا سے بہت ہی ناخوش ہوا فی الفور مسند عالی
خان محمد کو روانہ کیا۔ اور خود بہی شکار کرتا ہوا وہان پہنچا

نظم

روان میراند یکران طرب شاہ　　　شکار افگن شکار افگن دران راہ

جہان خالی شد از صید چرندہ　　　نماند اندر ہوا مرغ پرندہ

بہرام خان و کونبہ دیو وغیرہ قصبۂ پٹن مین پہنچے۔ وہان بہت سی فوج بہرتی کرلی۔ خان محمد
جو زمانہ دیدہ سرد و گرم چشیدہ تہا و بہادر تجربہ کار و جنگ آزمودہ تہا مقابلہ و مقاتلہ مناسب نسمجہکے

شیوگاٹون مین مع جمعیت فروکش ہوا۔ بہرام خان نے ایک حملہ کیا لیکن کامیاب نہین ہوا۔
اپنے مقام فرودگاہ پر چلا گیا۔ مسند عالی نے بادشاہ جو مقام بیڑ مین تھا بہرام کی فوج کی حالت
دیکھ کے لکھا کہ فلان تاریخ و روز ہم مخالف کی فوج پر حملہ کرینگے۔ اگر آپ بھی تشریف لائین گے۔ تو مناسب
ہوگا۔ بادشاہ فی الفور مع جمعیت تین سو سوار خاصہ خیل سے روانہ ہوا۔ اور لشکر کے آنے کا انتظار
نہین کیا۔ مصاحبین نے عرض کیا کہ مسند عالی کے عریضہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مخالف کے ساتھ
فوج زائد ہے۔ اگر بادشاہ آہستہ آہستہ منازل طی کرے تو مناسب ہوگا۔ اور امراو سپاہ بھی ہمرکاب
ہو جائین گے۔ بادشاہ نے امرا کی درخواست قبول نہین کی۔ فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ بروز
میعاد مقررہ پہنچ جاؤن۔ آپ کا کہنا میرے ارادہ سے مخالف ہے۔ آپ خوب جانتے ہین کہ مین نے
ہزار سوار سے تلنگانہ کو فتح کیا۔ اور نو ہزار سے بیجانگر کے راجہ کو جنگل و صحرا مین بھگایا۔ اور کامیابی
کے ساتھ مراجعت کی اسوقت صرف یہ تین سو سوار مخالفین کے مدافعت کیلئے کافی ہین مخالفین
کیا ہین خس و خاشاک ہین۔ نظم

ببین از کجا تا کجا تاختم — بویلم پٹن سر برافراختم
بگلگون سپردم عنان بازچون — برارم ز بیجانگر جوئے خون
برایم چو بر پشت اسپ سیاه — بخواہد ز من کوه البرز راه

پس بادشاہ ایسے وقت مین تاریخ و روز مقررہ پر قصبہ پٹن کے قریب پہنچ گیا۔ مسند عالی
فوجون کو ترتیب دیکر بہرام سے مقابلہ کر رہا تھا کہ بادشاہ کے پہنچنے کی خبر منتشر ہوی۔ مخالف
کے لشکر مین کھلبلی پڑ گئی۔ اکثرون نے بہرام خان کی رفاقت چھوڑ دی۔ بہرام دکو نبہ دیو

گھبرائے اور دولت آباد کی طرف روانہ ہوے۔ مسند عالی کی فوج نے مخالف کی چھاونی لوٹ لی۔
بادشاہ بہی پہنچ گیا۔ میدان کارزار مین خوب جمکر لڑا۔ اور دلاوری بہادری کی خوب داد دی
دوست و دشمن بادشاہ کی ہمت و شجاعت پر آفرین کہنے لگے۔ پھر میدان کارزار سے دولت آباد
بھگوڑون کی تعاقب مین آئے۔ بہرام خان و کونبہ دیو قلعہ مین پناہ گیر تہے۔ مسند عالی محاصرہ کی
فکر کرنے لگا۔ بہرام خان و کونبہ دیو حیران و پریشان ہوئے بہین بلکہ حضرت زین الدین کے پاس آئے اور عرض کیا

کہ اے از رخت راحت دل پدید ‏ زبان تو ہر مشکلے را کلید

چہ تدبیر کان شاہ گردن فراز ‏ بیا درد بر ما چنین ترکتاز

حضرت فرمائے اب کیا کرنا چاہئیے۔ شیخ نے فرمایا۔ المستشار مؤتمن اسوقت آپکے لئے
مع عیال و اطفال گجرات جانا مناسب ہے دونون نے قلعہ سے عیال و اطفال کو شیخ کے مکان پر بلایا
شیخ نے دونون کی پیٹہہ پر ہاتہہ رکہہ کے کہا خدا حافظ سوار ہو جاؤ۔ دونون گجرات چلے گئے۔
بادشاہ کو معلوم ہوا کہ بہاگ گئے۔ چار سو سوار تعاقب مین دوڑائے لیکن وہ ہاتہہ نہین آئے
بادشاہ شیخ سے بہت ہی رنجیدہ ہوا۔ چنانچہ شیخ کی کشیدگی کا ذکر مذکور ہو چکا ہے اب اعادہ کی
ضرورت نہین۔

قطاع الطریق یعنے رہزنون کے قتل کا ذکر

مفرح القلوب کے مولف نے لکہا کہ محمد شاہ بہمنی رعایا کی آسائش کو اپنی آسائش پر ترجیح دیتا تہا
اُن کے جان و مال کی حفاظت کو فرض جانتا تہا۔ بادشاہ عادل کے عہد مین کوئی
کسی پر ظلم نہین کر سکتا تہا۔ عُمّال و حُکّام بہی بادشاہ کے پیرو تہے۔ اُسکی چال پر چلتے تہے۔

ممالک محروسہ مین امن وامان تہا لیکن دکن کی جہاڑیون اور پہاڑون
مین راہزن سکونت پذیر تہے - واردین صادرین کو لوٹ لیتے تہے - اور اونکو ہلاک بہی کر دیتے تہے
تاجرون کو ایک شہر سے دوسرے شہر کو آنا جانا سخت مشکل تہا - رعایا بدمعاشون کی شرارت
وراہزنی سے تنگ ہوگئی تہی - روز بروز اُن کی شرارت بڑہتی جاتی تہی - ہر چند کہ بادشاہ بندوبست
کرتا تہا - اور اس شرارت سے مانع ہوتا تہا - نہین مانتے تہے - اور اپنے کردار ناہموار سے باز نہین
آتے تہے - اونکی سرکشی وستمگاری سے بادشاہی غضب کا دریا جوش وخروش مین آیا - ایک بار
حکم دیا کہ تمام ممالک مین فرامین قتل رہزنان جاری کرین - حسب الحکم فرامین جاری کئے گئے
تمام ممالک مین رہزنون کا قتل عام شروع ہوا - برابر چہہ مہینہ تک قتل کا بازار گرم رہا - اور یہہ بہی
حکم جاری کیا کہ ہر ضلع سے جسقدر قتل ہوتے جائین مقتولین کے سر دار السلطنت گلبرگہ مین بہیجے
رہین - مدت مذکورہ مین بیس ہزار سر جمع ہوے - شہر کے چارون طرف چار چبوترے بقول بعض
چار برج بنا رہنائے - قول اول ہی اعتبار کے لائق ہے - اکثر مورخین مثل فرشتہ ومقلدین
فرشتہ نے چبوترے لکہا ہے - شہر کے اطراف مین چبوترے اس غرض سے بنائے تہے کہ خلائق کو
عبرت ہو - اور بقیۃ السیف اپنی کردار ناہنجار سے باز آئین - بادشاہ کے قتل سے تمام راجگان
دکن تابعدار وفرمان بردار ہوگئے اور عام رعایا کے دلون مین بادشاہی رعب وداب متمکن ہو گیا
قطاع الطریق سے ایک فرد بہی زندہ نہین چہوڑا تمام راستے بیخوف وخطر ہوگئے - کسی قسم کا
خوف باقی نہین رہا - دکن کے راستے اور جہاڑیان ان موذیون کے وجود مردود سے پاک وصاف
ہوگئین کسی قسم کی شکایت باقی نہین رہی - مفسدین کا ہی نام ونشان نہین رہا - محمد شاہ نے

یہہ کام رعایا و تاجرین کے لئے نہایت ہی مفید کیا۔ تمام رعایا کیا ہندو کیا مسلمان بہت ہی خوش ہوئے۔ اور اطمینان سے رہنے لگے۔

محمد شاہ بہمنی کا دلجمعی سے تخت جہانداری زندگی بسر کرنا

جب محمد شاہ بہمنی رائے بیجانگر و راجہ تلنگانہ و دیگر زمینداران دکن کے معرکون و لڑائیون سے فارغ ہوا اور تمام راجگان دکن تابعدار و فرمان بردار ہو گئے۔ اور کوئی مخالف مقابل نہین رہا۔ اور کسی نے سالانہ خرچ مقررہ کے بہیجنے مین خلاف نہین کیا تو بادشاہ نے لشکر کشی کو موقوف کر دی۔ اور جنگ و جدال سے بیفکر ہو گیا۔ اطمینان و دلجمعی سے امور سلطنت کا انتظام ملک سیف الدین غوری کے سپرد کیا۔ وکیل السلطنت کو مختار کل بنایا۔ اور آپ فراغت سے عیش و عشرت و شکار مین مشغول ہوا۔ وہان اکثر اوقات شکار کے شوق مین ممالک محروسہ کا دورہ کرتا تہا۔ جس طرف جاتا تہا وہان کا صوبہ دار تحائف و پیشکش پیش کر کے دار الملک مین پہنچا دیتا تہا۔ اور اکرام و انعام کے ساتہہ اپنے مستقر پر مراجعت کرتا تہا۔ بادشاہ اسی دورہ و شکار مین ممالک محروسہ کی نگرانی اور دادخواہون کی دادرسی و فریادرسی بجا لاتا تہا پس ممالک دکن کے تمام خورد و بزرگ خوش خرم تہے۔ اور اوس کے سایۂ عدل مین امن و امان سے زندگی بسر کرتے تہے۔ کوئی کسی پر ظلم و ستم نہین کر سکتا تہا۔ اسی بادشاہ نے ملک کو رہزنون و غارت گرون سے ایسا پاک صاف کر دیا تہا کہ ممالک غیر سے تجار و مسافرین بیخوف و خطر آمد و رفت کرتے تہے۔ مسافرین و تجار کے مال و متاع کی حفاظت کے لئے جا بجا تہانے مقرر کر دئے تہے۔ سوداگر اپنے مال و اسباب کو تہانہ دارون کے حفاظت مین رکہہ کے فراغت سے اپنے کاروبار مین

مشغول ہوجاتے تہے۔ اس بادشاہ کے عہد مبارک مین چورون و رہزنون کا نام و نشان باقی نہین رہا تہا
چوری و ڈاکہ زنی کا کہین واقعہ نہین ہوتا تہا۔ یہہ اطمینان و دلجمعی ممالک محروسہ مین رہزنون کے
قتل عام اور مقتولین کے سرون و کہوپڑیون کے چبوترے و مینار بنانے سے ہوئی تہی۔ جیساکہ رہزنون
کے قتل مین ذکر ہوچکا ہے۔ رہزنون و چورون کو اسقدر عبرت و دہشت ہوگئی تہی کہ وے چوری
و رہزنی کے نام سے نفرت کرتے تہے۔ محمد شاہ بہمنی کا انتظام مقتضائے حال کے موافق نہایت ہی
درست و بجا تہا۔ بدمعاشون کو تاوقتیکہ اس قسم کی سزا دی جائے ہرگز بدمعاشی سے باز نہین آتے
بدمعاشون کو عبرت سزائے موت ہی سے ہوتی ہے۔ قید و بند سے پورا انتظام نہین ہوتا۔ ہان
حبس دوام سے بہی عبرت کرتے ہین۔ بعض مورخین بادشاہ کے اس قتل عام کو ظلم سے تعبیر کرتے ہین۔ اونکی
تعبیر بجا و درست نہین ہے۔ وے مقتضائے حال کا لحاظ نہین کرتے اگر لحاظ کرتے تو ایسی تعبیر نہ کرتے
اس بادشاہ کے زمانہ کو اہل اسلام و اہل اصنام نعمت عظمی و موہبت کبری سمجہتے تہے۔ ہر وقت خدائے
واہب العطا کا شکریہ ادا کرتے تہے۔ اگرچہ اہل اصنام ابتدا مین بادشاہ کی کثرت خونریزی سے متنفر
تہے۔ اور بادشاہ کی خونریزی کو تعصبًا خیال کرتے تہے۔ نہین سمجہے تہے کہ یہہ سختی بلحاظ انتظام ہے
اور اپنی سرکشی و بغاوت کا لحاظ نہین کرتے تہے۔ قتل و خونریزی کا ابتدا اولًا اہنود سے شروع ہوا تہا
قلعہ مدہول کا واقعہ ہمارے کلام کی تصدیق کرتا ہے۔ اگر ہم بیجانگر کے راجہ کو ظالم کہین تو ہمارا قول
بجا ہوگا۔ آخر راجہ نے براہمہ کی حسن تدبیر سے صلح کرلی تو پہر کبہی باہم ہندو اور مسلمانون مین فتنہ
و فساد نہین ہوا۔ اہل اسلام عہد و پیمان مین ایسے راست باز ہوتے تہے کہ کبہی عہد شکنی نہین کرتے تہے
اور جس سے جو وعدہ کرتے تہے اوسکا ایفا واجب و لازم جانتے تہے۔ اور جس کو اپنی پناہ مین لیتے تہے

اوسکی پوری حفاظت کرتے تہے - یہی مسلمانون کی راستبازی غیر قومون کے دلون پر موثر ہوتی
تہی - اور مسلمانون کی ہمدردی آسانی سے مخالفین کو مسخر کرلیتی تہی - سلاطین بہمنیہ اپنے
خراج گزارون وذمیون کے جان و مال کی بڑی حفاظت کرتے تہے - اگر کوئی ظالم اونپر دست درازی
کرتا تو اوسکی مدافعت مین کوشش بلیغ کرتے - اگر ظالم اہل اسلام سے ہوتو اوسکو بہی دفع کرتے تہے
انصاف و عدالت مین مذہبی تعصب کے روادار نہین ہوتے تہے - اب مین ناظرین کے ملاحظہ کیلئے
احمدشاہ ولی البہمنی کی ایک نظیر تاریخ فرشتہ و نظامی وغیرہ سے نقل کرتا ہون - تاکہ میرے
کلام کی تصدیق ہووے - پہر احمدشاہ نے ۸۲۹ھ ہجری مین قلعہ ماہور پر لشکر کشی کی - قلعہ کو صلحاً
مسخر کرلیا - اور بلدہ رایچور مین ایک سال تک رہا قلعہ کاویل گڈہ و نرنالہ کی تعمیر کی - برار مین
قیام کرنے سے یہہ غرض تہی کہ خاندیس و گجرات کو جو صاحب قران امیر تیمور گورگان نے فیروزشاہ
کو عنایت کیا تہا مسخر کرے - ہوشنگ شاہ والی مانڈو نے بادشاہ بہمنی کے مافی الضمیر سے واقف
ہوکر نرسنگہ حاکم کہڑلہ خراجگزار بہمنی کو اسبات کی ترغیب دی کہ بہمنیہ کی اطاعت سے سرگردان
ہوجائے - اور ہوشنگ کا مطیع و تابعدار رہے - نرسنگ نے قبول نہین کیا - ہوشنگ نے دومرتبہ
کہڑلہ پر بسرکاری سپہ سالاران فوج کشی کی - کامیاب نہین ہوا - سپہ سالار شکست پاکے ذلت کیساتہہ
واپس آئے - پہر تیسرے مرتبہ ہوشنگ شاہ نے فوج جرار کہڑلہ برار پر روانہ کیا امرائے ہوشنگ شاہ
راجہ کے بعض پرگنات پر قابض ہوگئے - نرسنگہ فوج فراہم کرنیکی فکر مین مشغول ہوا - کہ
یکایک خبر منتشر ہوئی کہ خود ہوشنگ شاہ مع جمعیت آرہا ہے - نرسنگ گہبرایا - ۸۳۲ھ
مین ایک سفیر مع عرضداشت احمدشاہ بہمنی کی خدمت مین بہیجا - اور عرض کیا کہ ہوشنگ شاہ

والی مالوہ اس خراج گزار خیر خواہ پر حملہ آور ہوتا ہے۔ مین فیروز شاہ بہمنی کے عہد سے آپکے خاندان کا حلقہ بگوش ہون۔ اس طرف کے تمام حکام جانتے ہین کہ مین سلاطین بہمنیہ کا خراج گزار ہون پس آپ سے امید کرتا ہون کہ ایسی حالت مین جلد میری مدد کرین۔ اور میری فریاد رسی فرمائین احمد شاہ نے فی الفور فرمان عبد القادر خان المخاطب بخانجہان حاکم برار کے نام بہیجا کہ فرمان پہنچتے ہی لشکر فراہم کرکے نرسنگ کی اعانت کیلئے جائین۔ اور خود بادشاہ بہی مع چہہ ہزار سوار بہانہ شکار ایلچپور مین آیا اور سکونت پذیر ہوا۔ ابہی تک ہوشنگ اپنی ریاست مین تہا کہ بہمنی کی سکونت کو بزدلی پر محمول کرکے فی الفور کہرلہ پر آیا۔ تاخت و تاراج کرکے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اور شیخی کرنے لگا۔ اور کہتا تہا کہ بہمنی کیا ہمارا مقابلہ کرسکتا ہے۔ احمد شاہ یہہ خبر سنتے ہی ایلچپور سے کہرلا کی طرف متوجہ ہوا۔ اوسوقت ملا عبد الغنی صدر اور نجم الدین مفتی وغیرہ علمانے بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا کہ آج تک سلاطین بہمنیہ نے مسلمانون کے ساتہہ جنگ نہین کیا ہے اسوقت اس بدنامی سے پرہیز کرنا چاہئیے۔ خصوصًا اس اعانت و امداد مین کہین گے کہ کافر کی حمایت کرکے مسلمانون سے جنگ کیا علما کی بات موثر ہوی۔ اسوقت بہمنی کا لشکر ہوشنگ سے بیس کوس کے فاصلہ پر تہا۔ بہمنی نے ایک سفیر ہوشنگ کے پاس بہیجا اور پیغام دیا اور علمائے دین کے سمجہانے منانے سے قتل و خونریزی مین سبقت نہین کی۔ ہوشنگ کو سمجہایا کہ نرسنگہ ہمارا اطاعت گزار و فرمان بردار ہے آپ بمقتضائے محبت اوس سے درگذر کیجئے۔ اور ہیوجہ طرفین کے اہل اسلام برادران دین کا خون اپنے ذمے نہ لیجئے۔ بروز قیامت خدا کو کیا جواب دینگے۔ نرسنگہ میرا خراج گزار و ذمی فرمان بردار ہے مجہپر اوسکی حفاظت واجب و لازم ہے

آپ اگر اوس سے دست بردار نہوں گے تو ضرور مجھکو آپ سے مقابلہ و مقاتلہ کرنا لازم ہوگا۔ مین معذور ہون۔ بروز قیامت مجھہ سے کچھہ باز پرس نہوگی۔ پس آپ کو چاہیے کہ اپنی دار السلطنت مراجعت کرین اور ہم بھی حسب فرمودۂ علمائے دین کوچ کرتے ہین۔ ابھی سفیر ہوشنگ کے پاس نہین پہنچا تھا کہ دکنی روانہ ہوئے۔ ہوشنگ پیغام سے ناخوش ہوا فی الفور بہمنی کی فوج پر حملہ آور ہوا۔ بہمنی ایک ایک منزل جاتا تھا۔ ہوشنگ تعاقب مین برابر آتا تھا۔ جب ہوشنگ کی شوخی حد سے زیادہ بڑھ گئی۔ اوسوقت بہمنی نے علما کو بلایا۔ اور کہا مجھپر جو کچھہ لازم تھا بجالایا اور ذلت و خواری کو قبول کیا۔ کل کوچ کرتا ہون۔ فلان مقام مین جو ہماری سرحد ہے قائم رہتا ہون جو مقابلہ کریگا اوس سے جنگ کرونگا۔ دوسرے دن حسب معمول ہوشنگ ستر ہزار فوج کے ساتھہ فوج دکن مین داخل ہوا فیمابین جنگ جدال کا بازار گرم ہوا۔ طرفین کے بہادرون نے اپنے جوہر اور ہنر دکھلائے

نظم

دو لشکر بصحرا کشیدند فوج	دو دریائے آتش برآوردہ موج
شد از ہر دو سو لشکر آراستہ	قیامت ز روئے زمین خاستہ
نمودند شیران مفرد سوار	بہ میدان یکے با یکے کارزار
چو راہ ہوا بستہ شد بر عقاب	ز دیدہ نہان شد بروز آفتاب

طرفین کے سپاہ ہاتون مین شمشیر و سپر لیکے باہم زد و کوب مین مشغول ہوئے۔ سلطان احمد شاہ کمین گاہ سے نکل کر ہوشنگ کی فوج پر حملہ آور ہوا۔ ہوشنگ حملہ کی تاب نلاکے فرار ہوا اور اوسکا لشکر بھی فرار ہوگیا۔ اہل دکن نے تعاقب کیا۔ مالوی دو ہزار مقتول ہوے۔ بیشمار مال

مال و اسباب دکنیون کو ملا۔ ہوشنگ کی بیگم مع دو لڑکیان اسیر ہوئی۔ اور دو سو ہاتی۔ نرسنگہ نے مع فرزندان فراریون کا تعاقب کیا۔ احمد شاہ کو بہت افسوس ہوا۔ ہوشنگ کے عیال و اطفال کو انعام و اکرام کے ساتہہ روانہ کیا۔ نرسنگہ مع فرزندان بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ کو کہڑلہ لیگیا اور نہایت تکلف کے ساتہہ بہمنی کی ضیافت کی۔ اور تحائف و پیشکش بیشمار نذر گذرانے منجملہ تحائف ایک الماس و یاقوت و مروارید قیمتی تہے۔ اور دیگر امرا و سپاہ سالارون کو بہی حسب مرتبہ دیا۔ بطریق مشایعت بادشاہ کی ہمرکاب مع فرزندان قصبۂ ماہور تک آیا تا بزندگی سلاطین بہمنیہ کا خراج گزار رہا۔ دیکہو بہمنی نے اپنے خراج گذار ذمی کا بدون تعصب لحاظ کیا۔ ہوشنگ اہل اسلام کا پاس نہین کیا۔ راستبازی سے اپنے عہد و قرار پر قائم رہا۔ علما اور فضلا کی نصیحت ایک حد تک سنی ہرچند کہ علما اس بات پر زیادہ اصرار کر رہے تہے کہ بہمنی ہوشنگ کا لحاظ کر کے نرسنگہ کافر کی اعانت سے باز رہے۔ لیکن بادشاہ بہمنی نے قبول نہین کیا۔

شمائل و فضائل محمد شاہ بہمنی منقول از مفرح القلوب

مفرح القلوب کے مولف نے محمد شاہ بہمنی کے شمائل و فضائل کو متوارہ کی طرح مختصر لکہا گویا دریا کو کوزہ مین بہر دیا۔ اور متفرقہ پہولون کا گلدستہ بنایا اس لئے مین بہی بعینہ کتاب مذکور سے نقل کرتا ہون مضمون اگرچہ مکرر ہے لیکن فرق اسقدر ہے کہ یہان کل متفرقہ عادات و سیر کا مجموعہ ہے۔ ناظرین کیلئے گویا کل کتاب کے مضامین کا لب لباب ہے۔ اور بہمنی کے لائف کا ذخیرہ ہے

هو هذا محمد شاہ بہمنی عدالت و سخاوت مین باپ سے بہتر تہا۔ شجاعت و ہمت مین نامور

حسن اخلاق و نیک سیرت مین بے مثل حسن عقیدت و خوبی ارادت مین بیبدل - امراور عایا کے ساتھ
خوش اخلاقی سے پیش آتا تہا - علما و شعرا کی بڑی قدر کرتا تہا - مشائخ و غربا کو عزیز رکہتا تہا
حضرت شیخ محمد سراج جنیدی کا مرید و معتقد تہا - جب کہین لشکر کشی کرتا تب خود حضرت کے
پاس حاضر ہوتا - اعتقاداً دعا و ہمت چاہتا تہا - اکثر اوقات کامیابی کے بعد حضرت کی خدمت
مین آتا اور شکریہ ادا کرتا تہا - نہایت ادب سے کہتا کہ یہہ فیروزی آپکی دعا کی برکت ہے - تحائف
نفائس غنائم سے پیش کرتا - حضرت کی خانقاہ مین ہمیشہ ہر پنجشنبہ کو تا زندگی ایک دیگ بریانی
اور گیارہ ہون نقد بہیجتا تہا - والدین کی قبر پر ہر شب جمعہ کو جاتا تہا - حفّاظ و غربائے مساکین
و خدّام مقبرہ کو زر نقد دیتا تہا - اور فاتحہ خیر پڑہ کے مرحومین کی ارواح مقدسہ کو خوشنود کرتا تہا
اسی[2] بادشاہ نے والا بذات خود ولایت بیجانگر و تلنگانہ پر چڑہائی اور معرکون مین کوشش و کشش دلیرانہ
ادا کی - اکثر ایسی ایسی سخت مصائب و آفات کا سامنا ہوا کہ اُنسے نجات و رہائی محال معلوم
ہوتی تہی - مگر بادشاہ کبہی نہین گہبرایا - دلیرانہ مدافعت مین ہمہ تن مصروف ہوا سپاہ بہی بادشاہ کی
دلیری دیکہہ کے دلیر نجاتے تہے - کبہی معرکہ سے منہ نہین پہیرتے تہے - میدان کارزار مین جم کے
دلیرانہ لڑتے تہے - جوانمردی و بہادری کی داد دیتے تہے - آخر بادشاہ کی جانکاہی و دلسوزی سے
فیروزی و کامیابی حاصل ہوتی تہی - چنانچہ بیجانگر کی کامیابی بادشاہ کی ہمت و سپاہ کی
جرأت سے حاصل ہوئی -

یہہ[3] بادشاہ عہد و پیمان و قول و قرار مین راست باز و راسخ دم تہا - اور ایسا مضبوط و مستحکم تہا کہ
کبہی اپنے اقرار سے منکر و عہد و پیمان سے عہد شکن نہین ہوتا تہا - دیکہو جب بیجانگر پر کامیاب ہوا

اسوقت ہنود نے عرض کیا خداوند عالم! ناحق رعایا بے گناہ قتل ہوئی۔ ہم رعایا کا کیا قصور تہا۔ براہمہ
کا قول بادشاہ کے دل پر مؤثر ہوا دیر تک سکتہ کے عالم مین حیران رہا۔ پہر براہمہ سے اقرار کیا کہ آیندہ
مین کبہی بنی آدم کا قتل نہین کرونگا۔ جو مخالف سے جنگ مین اسیر و دستگیر ہوگا۔ اوسکی جان بخشی کرونگا
پہر جب تک زندہ رہا اس عہد پر ثابت قدم رہا۔ بلکہ اوس کے بعد مین کئی بادشاہون نے اس عہد
کی پیروی کی۔ پہر اگر عہد شکنی ہوئی تو ہنود راجاؤن کے طرف ہی سے ہوئی۔ بامر مجبوری
خلاف عہد ہونے لگا۔ اہل اسلام باوجود خلاف عہد اگر قتل و خونریزی کرتے تہے تو مقابلہ کیوقت
کرتے تہے۔ اور اونکو قتل کرتے جو ہنود اور مقابل بنکے مقابلہ مین آتے تہے۔ اور علی العموم
اوسی تاریخ معاہدہ سے دکن مین یہہ بات قرارداد ہوگئی کہ اگر مخالف کی فوج کا کوئی فرد جوان
یا پیر یا بچہ وغیرہ ہاتہہ آجائے تو اوسکو قتل نہین کرتے تہے۔ عیال و بچون کو اونکے وارثون
کے پاس بہیجدیتے تہے۔ دکن کے طوائف الملوک بہی اسی قاعدہ کے پابند تہے۔ تاریخ فتحیہ کے
مولف نے لکہا کہ اسیطرح عالیجناب میر قمرالدین المخاطب فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر
بانی ریاست نظام خلد اللہ ملکہ نے بہی یہی قاعدہ جاری کیا تہا کہ مخالف کے اسیر کو قتل نہ کرین
بلکہ قید خانہ مین نہایت آسائش کے ساتہہ حسب حیثیت قیدی رکہین۔ قلعدارون کو تاکید
کی جاتی تہی کہ نظر بند رکہو۔ کسی قسم کی اذیت و تکلیف نہ دو۔ اور ہمارے سرکار نظام کے خصوصیات
سے تہا کہ مخالفین کے مقتولون کو دفن کراتے تہے اور مجروحین کا معالجہ۔ چنانچہ آپنے مبارز خان
صوبہ دار حیدرآباد کو قتل گاہ شکر کہیڑلہ برار واقعہ سنہ ہجری مین مع فرزندان و سپہ سالاران
عزت کے ساتہہ دفن کرایا۔ انتہی کلامہ۔

یہہ[۴] بادشاہ والدمرحوم کیطرح علما وشعرا واہل کمال کی بہت قدر کرتا تہا۔ مفرح القلوب کے مولف نے لکہا کہ ایک وقت شعرا مین سے کسی شاعر نے ایک قصیدہ بادشاہ بہمنی کی تعریف مین پیش کیا سنکر بہت خوش ہوا۔ حکم دیا کہ شاعر کو خزانہ شاہی مین لیجاؤ۔ جسقدر اوٹہا سکے لینے دو۔ شاعر حسب الحکم خزانہ مین گیا ہونون سے بہری ہوئی پانچ تہیلیان اوٹہائین۔ ہر ایک تہیلی مین ہزار ہون تہے۔ خزانچی نے عرض کیا کل رقم پچیس ہزار ہون ہوئے۔ بادشاہ نے فرمایا کم ہے۔ اور دینا چاہیئے۔ افسوس مورخ نے شاعر کا نام اور اوسکا قصیدہ نہین لکہا۔ مین اس روایت کو معتبر نہین سمجہتا ہون۔ والعلم عند اللہ۔

اسی[۵] بادشاہ نے دکن کی جہاڑیون سے رہزنون و غارتگرون کو نیست و نابود کردیا۔ مسافرکشی و غارتگری کا بازار سرد ہوگیا چہہ مہینہ تک رہزنون و غارتگرون کا قتل عام جاری رکہا۔ مقتولین کی تعداد بیس ہزار تک پہنچی تہی۔ ممالک محروسہ سے تمام کی کہوپڑیان حسن آباد گلبرگہ مین منگواکے شہر کے چارون طرف چار چبوترے بنادئے۔ تاکہ غارتگرون کے لئے عبرت کا باعث ہووے غارتگرون کی وجہ سے بلاد و امصار تجار و غیر تجار دکن مین آ نہین سکتے تہے۔ اب بیخوف و خطر مال و زر ہاتہہ مین لئے ہوے آتے ہین۔ کوئی مانع و مزاحم نہین ہوتا ہے اوسوقت بلاد و امصار کی آمد سے دکن کی تجارت ترقی پذیر ہوگئی تہی۔ بادشاہ کی نیکنامی کی شہرت بلاد و امصار مین پہیل گئی۔ بادشاہ تجار و مسافرین کی نگہداشت کرتا تہا گویا سعدی علیہ الرحمہ کے شعر کا مصداق بنتا تہا۔ ؎ بزرگان مسافر بجان پرورند ٭ کہ نام نیکو شان بعالم برند

اسی[۶] بادشاہ نے اپنے زمانہ مین ممالک محروسہ سے شراب خانے موقوف کردئے تہے۔ کوئی اہل اسلام

شراب خواری نہین کر سکتا تہا۔ سخت ممانعت تہی اگر کوئی اس فعل کا مرتکب ہوتا تہا تو سخت سزا دیتا تہا۔ ضرب بید سے مرتکب کے اعضا کو نرم کرتا تہا۔ بادشاہی عتاب و عقاب کے خوف سے کوئی شراب خواری کا خیال نہین کرتا تہا۔ ہان ہنود مستثنیٰ تہے۔ پوشیدہ اپنے گہرون مین بناکے استعمال کرتے تہے۔ طرفہ بات یہہ ہے کہ سیندہی کی عام اجازت تہی۔ نظامی نے لکہا کہ اہل اسلام نیرا استعمال کرنیکے مجاز تہے۔ ہندو نیرہ و سیندہی برابر استعمال کرتے تہے۔ مگر یہہ ممانعت بادشاہی کے زمانہ تک رہی۔ سراج التاریخ کے مولف نے لکہا کہ محمود شاہ بہمنی اول کے عہد تک شراب کی ممانعت رہی۔ بعد مین اس شراب خانہ خراب نے ایسا رواج پایا کہ بہمنیہ سلاطین کا زوال اسی خانہ خراب کے بدولت ہوا۔

یہہ بادشاہ سپاہگری کے فن مین ہوشیار و چالاک تہا۔ تیر اندازی و شمشیر بازی و پہہک و بنوٹ و نشانہ بازی وغیرہ فنون مین استاد مانا جاتا تہا۔ بادشاہ کی قدردانی کی وجہ سے ہندوسند کے پہلوانان زور آور دکن مین آتے تہے اور جابجا سپاہگری کے تعلیم خانے قائم کرتے تہے شام کیوقت تعلیم خانون مین پیران تجربہ کار و جوانان ہوشیار و طفلان ہونہار جمع ہوتے تہے باہم کشتی و جنگ مصنوعی کرتے تہے۔ بہ نسبت تعلیم علوم عقلی و نقلی فنون سپاہگری کی تعلیم زیادہ تہی۔ یہہ تعلیم عام تہی۔ وہ تعلیم خاص تہی۔ امرا و وزرا اہل مناصب و مشائخ و قضاۃ وغیرہ کی اولاد پر مخصوص تہی۔ واقع مین یہہ طریقہ خوب تہا۔ علوم عقلی و نقلی کی عام تعلیم مین فتنہ و فساد برپا ہوتا ہے۔ ہندوستان مین سلاطین اسلام کے عہد مین عام تعلیم نہین تہی۔ خاص خاص بزرگ زادے و شرفا و وزرا و امرازادے تحصیل کرتے تہے۔ اور غربا و فقرا و عامہ رعایا سے

شائقین بہی درجۂ فضیلت کو پہنچ جاتے تہے -

[۸] یہہ بادشاہ شاہانہ تجمل و تزک و خسروانہ کرّو فر کو بہت پسند کرتا تہا - اسکا دربار آرائش و نگارش سے اراستہ ہوتا تہا - اور ریشمین فرشون و زرین پردون سے پیراستہ زربفت زرین و مشجر رنگین کا بادشاہی سراپردہ و شامیانہ اطلس سیاہ کا چتر بنا ہوا تہا - اوس کے قبہ پر ہما کی مورت الماس و یاقوت سے مرصع بنائی ہوئی تہی - دیگر شاہی سامان بہی بیشمار تہا - جیسا کہ کارخانجات کے بیان مین مذکور ہوچکا ہے - اعادہ کی ضرورت نہین -

[۹] اسی بادشاہ کے عہد مین دکن مین توپخانہ ایجاد ہوا -

[۱۰] اسی بادشاہ نے بیجانگر کے قتل عام کے بعد کبہی برہمن کو قتل نہین کیا -

[۱۱] اس بادشاہ کے معاصرین علما و فضلا و کملا مندرجۂ ذیل تہے -

[۱] شیخ المشایخ زین الدین دولت آباد - [۲] شیخ محمد سراج جنیدی - [۳] مولانا عین الدین بیجاپوری [۴] صدر الشریف سمرقندی - [۵] شیخ المشایخ بہار الدین انصاری مانڈوی - [۶] مولانا عبد الغنی صدر برار [۷] مولانا نظام الدین برنی - [۸] مولانا غوث الدین سمانوی - [۹] و مولانا حکیم ظہیر الدین تبریزی [۱۰] و مولانا نجم الدین مفتی برار - [۱۱] و مولانا سید ابراہیم سندی - [۱۲] و مولانا سید یحی سندی و غیر ہم -

[۱۲] اسی بادشاہ نے امرائے اہل مناصب کو چار حصون پر تقسیم کیا تہا -

[۱] سلحداران - [۲] بارداران - [۳] خاصہ خیل - [۴] جوانان یکہ جو بادشاہی چیلے کہلاتے تہے -

[۱۳] اسی بادشاہ نے طرفداران ممالک کو خطابات ذیل دئے تہے -

طرفدار دولت آباد	طرفدار برار	طرفدار بیدر و تلنگ	طرفدار احسن آباد گلبرگہ	سپہ لا ممالک محروسہ
مسند عالی	مجلس عالی	اعظم ہمایون	ملک نائب	امیر الامرا

اسی[١٤] بادشاہ کے عہد مین بلاد و امصار کے مختلف قومین مجمع تہین - اکثر اہل السیف و العلم تہے
اور کمتر اہل القلم - افاغنہ - تراکمہ - اعاجمہ - حبوش - عرب مولدین و غیر مولدین -
بہیل - گونڈ - پارڈی - مرہٹہ - کرناٹکی - کنہڑے - راجپوت - نائکان دکنی - بخاری
لاری - بدخشانی - سمرقندی - تاشکندی وغیرہم تہے - افاغنہ و تراکمہ و حبوش و عرب
و بہیل و گونڈ وغیرہم فوج مین تہے - بعض اعاجمہ و بخاری و بدخشانی و سمرقندی و تاشکندی
دہروی صیغہ عدالت و دفتر دیوانی و دبیری مین مامور تہے -

اسی[١٥] بادشاہ کی حسن تدبیر سے فیلخانہ مین تین ہزار ہاتی قوی ہیکل تہے - دکن مین کسی
راجہ و مہاراجہ کے پاس ایسا فیلخانہ نہین تہا -

اسی[١٦] بادشاہ نے دکن مین پنج وقت نوبت نوازی کو رواج دیا - اس سے قبل دکن مین کہین
ایجاد نہین ہوئی تہی -

اسی[١٧] بادشاہ نے دکن مین اسلامی سکے طلائی و نقرئی و مسی ایجاد کئے -

اسی[١٨] بادشاہ نے والد مرحوم کے زمانہ کے مدارس عامہ و لنگرخانہائے یتامی کو مع شئی زاید بحال رکہا
اور ممالک محروسہ کے تمام قصبات و دیہات مین مساجد تعمیر کرائین - اور ہر ایک مسجد کے لئے
امام و موذن و ملا مقرر کر دیا - اور اُن کے ماہوارین اور مساجد کے تیل چراغ وغیرہ کے لئے
یومیہ اوقاف سے جاری کیا -

اسی[١٩] بادشاہ کے عہد مین مالگزاری و عدالت کا انتظام بدستور علاء الدین حسن کانگوے بہمنی
بحال رہا اوس مین کچہہ تغیر و تبدل نہین ہوا - اور آداب شاہی مین بہی کچہہ کمی و بیشی نہین ہوئی

یہہ بادشاہ صادق النیت و الارادہ تہا جس اہم امور کا ارادہ کرتا تہا۔ اُس کام کو کامل طرح سے انجام کو پہنچاتا تہا۔ ارادہ سے کبہی باز نہین رہتا تہا ہر چند کہ ناصحین و مانعین روکتے تہے نہین رکتا تہا۔ آخر الوالعزمی و استقلالی سے کامیاب ہوتا تہا۔

یہہ بادشاہ اس بات کو واجب و لازم جانتا تہا کہ حکم شاہی کی تعمیل ہو۔ اگر کوئی تعمیل حکم مین تاخیر و خلاف کرے تو اسکو سزائے موت دیتا تہا۔ خاص و عام بادشاہ کے حکم کو حکم قضا سمجہتے تہے۔ کوئی خلاف نہین کرتا تہا۔ واقع مین بادشاہی حکم کی یہی شان ہونی چاہیئے اگر حکم کی تعمیل نہو تو حکم کی اہانت ہوگی۔ اور سلطنت کی قوت مضمحل ہو جاتی ہے۔

تمہید ذکر بیجانگر

چونکہ سلاطین اسلام اور راجگان بیجانگر کے درمیان باہم اکثر معرکے واقع ہوے ہین۔ کبہی اہل اسلام غالب و اہل اصنام مغلوب کبہی اسکا برعکس ہوا ہے۔ مورخین نے اگرچہ تاریخون کے صفحے اُن کے واقعات و معرکون سے بہر دیئے ہین۔ اور انہین کے کشت و خون کے مضامین سے اوراق کو رنگین کئے ہین۔ چنانچہ میری اس تاریخ مین بہی اُن کے اکثر حالات سلاطین بہمنیہ و طوائف الملوک کے واقعات مین مذکور ہون گے لیکن کسی مورخ نے اُنکی ذاتی صفات و عادات کا تذکرہ نہین لکہا۔ نہ اُنکی حکومت و سلطنت کی کیفیت لکہی۔ شائقین تاریخ اکثر اسبات کے جویا رہتے ہین۔ کہ راجگان دکن کے عہد مین دکن کی کیا حالت تہی؟ اُنکا عدل و انصاف کسطرح ہوتا تہا۔ اور اُن کے فضائل کیا کیا تہے اس لئے مین اپنی اس تاریخ مولفہ مین بیجانگر کے بانی اور وہان کے راجاؤن کے خصائل و شمائل لکہتا ہون

تاکہ ناظرین اُن کے حالات سے واقف ہو جائین ۔
راجگان دکن کے حالات اگرچہ عنقا صفت ہین۔ فارسی تاریخون مین کہین اُسکا ذکر مفصل نہین ہے
مورخین اُن کے حالات مین مختلف الاقوال ہین۔ کوئی راجاؤن کے نامون مین خلاف کر رہا ہے
کوئی ابتدائے سلطنت کے بیان مین متردد۔ کوئی بیجانگر کی آبادی کے سنہ مین پریشان ہو رہا ہے
اور اسمین بہی مختلف الرائے ہین کہ آبادی کب سے شروع ہوی۔ جو کچہہ لکہا ہے بعض درست
و بعض نادرست ہے۔ مین بہی مورخین کی طرح چند روز پریشان و متردد رہا۔ لیکن راجاؤن کے
حالات کی تلاش و جستجو مین ہر وقت مشغول رہتا تہا۔ ایک زمانہ دراز تک مجہکو کامیابی نہین ہوئی
آخر ملحقات ناصری و تاریخ نظامی و فہرست قلعجات دکن و گوشوارہ قطب شاہیہ مین کسیقدر ضمناً
راجاؤن کے حالات دستیاب ہوے۔ اور خاص ایک کتاب مسمّیٰ احکام البلاد و الحکام مولفہ میر حسین علی
بن عبدالقادر کرمانی ملی۔ یہہ کتاب اگرچہ جدید التالیف ہے۔ لیکن راجگان بالاگہاٹ و پائین گہاٹ
کرناٹک کے حالات کا ذخیرہ۔ تبخانون و تالابون و شہرون کے عمارات کا گوشوارہ ہے۔ کرمانی کی تاریخ
کا ماخذ تلنگی تاریخ ہے۔ کرمانی نے منقول عنہ کی تلنگی عبارت کو فارسی پیرایہ سے آراستہ کیا ہے۔
اور تاریخ مذکور مین ہنو کنڈہ و انی گُندی و چندر گری وغیرہا کی آبادی کا ذکر کرکے ہنو کنڈہ کو
بیجانگر و ودّیا نگر قرار دیا ہے۔ ہر ایک کے نام کا وجہ تسمیہ لکہا ہے۔ شائقین تواریخ فارسی و اردو مین
میری تاریخ کے سوا کوئی ایسی تاریخ نہین پائین گے جسمین راجگان دکن کے حالات مرتباً مذکور ہون
اگرچہ مورخین و سیاحین انگریزی نے بہت کچہہ لکہا ہے اور ہر ایک واقعات کی تحقیق و تنقیح مین
کوتاہی نہین کی لیکن اکثر واقعات مین متردد ہو گئے ہین۔ تردد کی کیا وجہ ہے۔ وجہ یہہ ہے کہ

مترجمین کم لیاقت اُن کو واقعات کا ترجمہ برابر نہین دیسکتے تہے جو کچھہ دیتے تہے وہ ناقص ہوتا تہا
اس لئے کہ مترجمین جس مضمون کی انگریزی پوری نہین بنا سکتے تہے اُسکو قلم انداز کرتے تہے پس تاریخی
واقعہ ناقص ہو جاتا تہا۔ ہان سیاحون نے جن عمارات کے حالات طولاً و عرضاً وارتفاعاً بذریعہ مشاہدہ
لکہے ہین تمام صحیح و درست ہین۔ لیکن اُن کے بانی کے حالات و وقت بنا ئین غت ربود کئے ہین
سیاحین و مورخین انگریزی معذور ہین۔ ہم اونکو نشانۂ اعتراض نہین بناتے ہین

بیجانگر کی آبادی اور اوس کے بنا و وجہ تسمیہ کا ذکر

جب تلنگانہ و دیو گڈہ و کرناٹک وغیرہ دکن کی ریاستین اسلام کے متواتر حملون سے تباہ و برباد ہوئین
تب راجگان دکن اسبات کی فکر کرنے لگے کہ کوئی ایسی جائے تجویز کرنا چاہیے کہ ہم غنیمون کے حملون سے محفوظ
رہین۔ اور ہمارے مال و دولت کی کامل حفاظت ہو جائے۔ اور ہم اطمینان و دلجمعی سے بخنت رہین۔ سلاطین
اسلام کی آمد سے پہلے دکن کا ملک سرسبز و سیراب تہا۔ کثرت زراعت و تجارت سے آباد تہا۔ زراعت و تجارت
کی ترقی رونق پذیر تہی۔ صنعت و حرفت کا بازار گرم تہا۔ طوائف الملوک حکمرانی کرتے تہے۔ تمام
باہم اتفاق سے رہتے تہے۔ باہم خلاف و فساد نہین کرتے تہے۔ پینو کنڈہ وانی کندی کے راجہ کو مہاراجہ
سمجہتے تہے۔ مہاراجہ دکن کے راجاؤن مین مال و دولت جاہ و حشمت سپاہ و خدم و اہل السیف والقلم
زیادہ رکہتا تہا۔ اکثر راجگان دکن مہاراجہ کے خراج گزار تہے اور بعض راجہ جو خراج گزار نہین تہے۔ خود
مختارانہ حکومت کرتے تہے۔ وہ بہی مہاراجہ کو اپنا مددگار جانتے تہے۔ بلحاظ اعزاز مہاراجہ تحائف
نفائس و نذرانہ بہیجتے تہے۔ مثلاً بندر کالیکوٹ کا راجہ سامری بیجانگر کے مہاراجہ کا خراج گزار نہین تہا
لیکن محبت و اتحاد کا اظہار کرتا تہا۔ مہاراجہ جس معاملہ مین تحریک کرتا تو فوراً اوسکی تعمیل کرتا تہا

مہاراجہ تمام راجگانِ دکن کا سرپرست و حامی مانا جاتا تہا پس کشن رائے اول نے ارادہ کیا کہ پنوکنڈہ
وانی گندی وغیرہ کے پہاڑیون و جہاڑیون مین ایک شہر عظیم الشان بسانا چاہیے۔ اور اطراف کے
تمام پہاڑیون کے سلسلہ مین جہان جہان فاصلہ و شگاف ہو اُسکو پتہر و چونہ سے باہم ملانا۔ اور درمیانی
جہاڑیون کو قطع کرکے زمین ہموار لائق آبادی و کشتکاری بنانا چاہیے۔ پہر مہاراجہ نے باتفاق رائے
براہمہ و راجگان دکن شہر کی بنا رکہی۔ پہاڑون کے سلسلہ کو باہم ملایا۔ اور درمیان کی جہاڑیون کو بہی قطع
کرایا۔ پس پہاڑیون کے باہم ملانے سے ایک وسیع میدان دائرہ نما قائم ہوگیا۔ اُس دائرہ نما میدان
مین پنوکنڈہ وانی گندی و نرکلاٹن وغیرہ شامل ہوگئے۔ اور ہمپی بہی اسی دائرہ کے مغربی جانب
مین واقع تہا۔ اسی شہر جدید مین شمار کیا گیا۔ اور اُسی دائرہ مین ایک مستحکم و سنگین قلعہ بہی بنوایا۔ اور
اکثر بادشاہی محلات و دوکانین و بازارات تعمیر کرائے۔ اور متعدد چشمے و تالاب بنائے۔ اور ایک نہر بہی
شہر مین لائی۔ تمام شہر و جنگل تازہ و شاداب ہوگیا۔ اور شہر کا نام ویجی نگر رکہا۔ کثرت استعمال سے بیجانگر
ہوگیا۔ مورخین اسکے وجہ تسمیہ مین مختلف الاقوال مین کوئی کہتا ہے کہ اس کے بانی کا عرف بیجی رائے تہا
اُسکے نام پر مشہور ہوا۔ اور کوئی کہتا ہے کہ اُسکا بانی ودّیارن برہمن ہے جو شنکر اچاری کے جانشینون
مین سے تہا۔ اور علوم و فنون مین مہارت کامل رکہتا تہا۔ اور ہمیشہ قوم کے ساتہہ ہمدردی کرتا تہا۔ خلائق کی
بہتری چاہتا تہا۔ چنانچہ اُسی برہمن نے کرناٹک کے ضلع مین ایک پاٹ شالہ یعنی مدرسہ قائم کیا تہا۔ مدرسہ مین
سنسکرت کی تعلیم ہوتی تہی۔ اور اُسی برہمن نے چارون بید کی تفسیر لکہی۔ بیدون کے مضامین مشکلہ
کو حل کیا۔ اور اسی برہمن نے ابتدا مین پنوکنڈہ کو آباد کیا تہا۔ اولًا آبادی کا نام ودّیا نگر رکہا گیا تہا
پہر عوام الناس مین پنوکنڈہ نام سے مشہور ہوگیا۔ اسیطرح بیجانگر کا نام اولًا ودّیا نگر وضع کیا گیا پہر

دیجانگر۔ بیجانگر نام سے موسوم ہوا۔ گوشوارہ قطب شاہیہ مین لکھا کہ بجے لفظ سنسکرت بمعنی فتح و فیروزی ہے،
اور بیجی بمعنی زیادہ فتح و فیروزی ہے۔ براہمہ نے اس شہر جدید العمارۃ کا نام شگون مبارک سمجھکے بیجی نگر
رکھا۔ تاکہ ہم اس نام کی برکت سے مخالفین پر فیروز کامیاب ہوتے رہین گے۔ وجہ تسمیہ کی روایت گوشوارہ
صحیح و درست معلوم ہوتی ہے۔ اسیطرح بیجاپور وجے پور کا وجہ تسمیہ ہے۔ اور تحفۃ الملوک نے نقل کیا کہ بیجانگر
منسوب بہ بیجن نواسہ رستم دستان ہے۔ پھر خود ہی رد کرتا ہے کہ تواریخ سے بیجن کا آنا ہند مین ثابت نہین ہوتا ہے
پس شہر کا آباد کرنا کیونکر ہوا۔ اصل مین یہہ شہر ہندو راجاؤن کا آباد کیا ہوا ہے تم کلامہ۔

اور تاریخ نظامی کے مولف نے لکھا کہ کشن رائے کے اجداد مین ایک راجہ مسمی بیجی رائے گذرا ہے۔ اُسکے نام پر
بیجی نگر نام رکھا گیا۔ اور عوام الناس کے کثرت استعمال سے بیجانگر ہو گیا۔ تخمیناً اسکی آبادی ساتوین
صدی ہجری مین معلوم ہوتی ہے۔ اور ہنو کُنڈہ وانی کُندہ وانی گندی کی آبادی پانچوین صدی ہجری
بتلاتے ہین۔ انتہی کلامہ۔ بساتین السلاطین کے مولف نے لکھا کہ ورنگل کا راجہ کرناٹک مین بلال دیو
راجہ کے پاس آیا۔ اور کہا کہ اہل اسلام ہمکو ہلاک و برباد کرنا چاہتے ہین۔ انکی مدافعت کیلیئے ایک شہر
عظیم الشان مع قلعجات و عمارات سنگین و پختہ بنانا چاہیے۔ تاکہ ہم شہر مین ضرورت کیوقت پناہ گیر
رہین۔ اس لیئے بلال دیو راجہ کرناٹک نے تنگبہدرا کے کنارے جہاڑی خطرناک و دشوار گزار مین ایک شہر مع
قلعجات وغیرہ تعمیر کرکے اپنے فرزند بیجن رائے کے نام پر بیجن نگر رکھا۔ کثرت استعمال سے بیجانگر ہو گیا تم کلامہ
اور احکام البلاد و الحکام کا مولف لکھتا ہے کہ ہنو کندہ کی آبادی عیسی علیہ السلام سے قبل واقع ہوئی۔ اور
بیجانگر کی تقریباً پانچوین صدی ہجری مین ہوئی۔ یہہ شہر ۸۴۷ھ ہجری مین شباب کے عالم مین جولانی
کرر ہا تھا۔ اسی زمانہ مین مرزا شاہ رخ بن تیمور گورگان بادشاہ ہرات و سمرقند کا سفیر بیجانگر مین آیا تین چار

مہینہ تک راجہ کا مہمان رہا سفیر مذکور اپنے سفرنامہ مسمّی مجمع البحرین مطلع السعدین مین بیجانگر کی حالت چشم دید بیان کی ہے۔ سفیر کی تحریر سے بیجانگر کی واقعی شان معلوم ہوتی ہے۔ مال و دولت و جاہ و حشمت کی کیفیت اور راجہ کے حسن اخلاق و فیاضی کی حقیقت اور راجہ کی مہمان نوازی غربا پروری اور مزاج کی سادگی و انکساری کے واقعات سے تعجب ہوتا ہے۔ اکثر سیاحین متاخرین نے عبد الرزاق کی تحریر کو مبالغہ و غلو پر محمول کیا ہے۔ اصل مین سفیر کا قول واقع کے مطابق ہے۔ سفیر مشاہدہ کو لکھتا ہے مین سفیر کے سفرنامہ سے بیجانگر کی حالات عنقریب نقل کرتا ہون۔ ناظرین ملاحظہ کرین گے۔ لطف و مزہ سے مسرور ہون گے۔ اور احکام البلاد و دیگر تواریخ سے کہ پانچوین صدی ہجری سے ۹۷۲ سنہ ہجری تک یہہ شہر ترقی پذیر رہا۔ راجہ رام راج خاتمہ راجگان بیجانگر کے زمانہ تک آباد و قائم رہا۔ جب رام راج طوائف الملوک کے مقابلہ مین ۹۷۲ سنہ ہجری مین مقتول ہوا تب یہہ خاندان برباد و راجگان کے پسماندگان تباہ و پراگندہ حال ہوے۔ بیجانگر جو متعدد شہرون کا مجموعہ تہا۔ گویا گلہائے تازہ و شگفتہ کا گلدستہ تہا۔ انقلاب زمانہ سے ابتدا کی حالت کیطرح منتشر و متفرق ہو گیا۔ کوسون آبادی کا نام و نشان باقی نہین رہا۔ وہی بلاد و قصبات جو بیجانگر مین شامل تہے مثلاً پنوکنڈہ وانی گندی و ہمپی و ترکلاپٹن ویرانہ و خراب حالت مین رہگئے۔ لیکن اُنکی سیرابی و تازگی معدوم و نابود ہو گئی۔ باغات و زراعات کے سلسلے جو کوسون تک تہے تمام منقطع ہو گئے۔ اب باغات و زراعات کے مقامات مین جنگل سنسان و جہاڑی خارستان ہے۔ بنی آدم کی جگہہ درندے چرندے رہتے ہین۔ ہان کسیقدر تبخانے موجود ہین۔ تبخانون سے اُسوقت کے عمارات کی پختگی و متانت و خوبی صنعت کی تصدیق ہوتی ہے اور تبخانون کی تصویرون و مورتون کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس زمانہ مین

سنگ تراشی و نقاشی کا کام نہایت ہی صفائی و نزاکت سے ہوتا تہا - تالابون و چشمون و کنوئن
و گنٹون کے معائنہ سے یقین ہوتا ہے کہ راجگان ہنود اور اُن کے مشیر براہمہ ملک کی آبادی و سیرابی
چاہتے تہے - اور قوم کی بہلائی مین ہمہ تن مصروف رہتے تہے - دکن مین جسقدر چشمے و تالاب و کُنٹے
و نہرین ہین اکثر راجگان ہنود کے یادگار ہین - اہل اسلام نے اس کام مین ترقی نہین کی - لیکن ہنود کے
مفید عام چشمون و تالابون کی تعمیر و ترمیم کرتے رہے - انہین اہل اسلام کی تعمیر و ترمیم کی بدولت
راجگان سلف کے یادگار باقی رہے - نہین تو کالعدم ہو جاتے - اہل اسلام کا یہہ کام تعریف کے لائق ہے -

بیجانگر کی آبادی کس مقام مین ہی

ملحقات کے مولف نے لکہا کہ بیجانگر - دریائے تنگبہدرا کے کنارے جنوبی جانب مین واقع ہے - اور شہر کے
اطراف مین پہاڑیون کا سلسلہ دس بارہ میل تک برابر چلا گیا ہے - اور اُن پہاڑیون سے ایک بڑا فراخ و وسیع
میدان دائرہ نما بنگیا ہے - شہر بیجانگر اُسی میدان مین آباد ہے - اور شہر کی آبادی کے قرب و جوار مین
قدرتی ہزارہا چٹانین سخت پتہرون کی اونچی اونچی ستون کی طرح قائم ہین - واقع مین یہی سلین
اور چٹانین گویا شہر کی حفاظت کیلئے دمدمے تہے - اور بانی شہر نے پہاڑیون کے سلسلہ مین جہان
جہان فاصلہ و شگاف تہا اُنہین چونہ و پتہر سے دیوار بنا کے باہم ملا دیا تہا - پہاڑیون کے باہم ملانے
سے شہر کے اطراف مین پوری دیوار سنگین بنگئی تہی - پس پہاڑیون کے باہم ملنے سے شہر بیچ مین
دائرہ نما ہو گیا تہا - کہتے ہین کہ شہر کا محیط پہاڑیون کے احاطہ مین پچاس ساٹہہ میل سے کم نہین تہا
ان دیوارون کا سلسلہ شہر و دریا کے درمیان واقع ہے - کوئی غنیم دریا سے شہر مین داخل نہین ہو سکتا ہے
اور شہر کے جنوبی جانب مین ہمپی جو اسی شہر کا ایک حصہ شمار کیا جاتا تہا واقع ہے - اسیطرح ہنوکنڈہ

دانی گندی ونرکلاپٹن وغیرہ بہی شہرمین داخل تہے۔ اور پہاڑیون کے سلسلہ کے تحت مین باغات وزراعات کثرت سے لگائے تہے۔ تالاب بہوکم تانی المعروف بہوک سمندر سے پانی دیا جاتا تہا۔ باغات وزراعات کے انتہا سے چوطرف شہرمین خاص وعام کے مکانات پختہ وخام تہے وسط شہرمین راجہ کا دولتخانہ وبارگاہ وضرابخانہ ودیوانخانہ وٹہانہ کوتوالی وغیرہ عمارتین تہین۔ اور متعدد بازارات وہنڈیان وفیلخانہ وطویلہ وتماشاگاہ وغیرہا تہے۔ اب مین شہر کی آبادی ورونق کا ذکر مولئنا عبدالرزاق سمرقندی سفیر مرزا شاہرخ بن امیرتیمور کورکان بادشاہ سمرقند وہرات کے سفرنامہ مسمی مجمع البحرین قران السعدین سے نقل کرتاہون۔ عبدالرزاق ۸۴۷ھ ہجری مین آیاتہا۔ اوسیوقت بیجانگر کی آبادی کا عالم شباب تہا۔ شہر آبادی سے سیراب شاداب تہا بیجانگر واقع مین شہر کیاتہا متعدد شہرون وقصبات کا مجموعہ تہا۔ اُسکی آبادی کا سلسلہ منزلون تک مسلسل تہا۔

مولئنا عبدالرزاق سمرقندی سفیر مرزا شاہرخ بادشاہ سمرقند وہرات کی آمد بیجانگر مین

عبدالرزاق اپنے سفرنامہ مین لکہتاہے کہ مین حسب الحکم بادشاہ بتاریخ ماہ ۸۴۶ھ ہجری مین بہائی کے مرنیکے بعد جہاز مین سوار ہوکر ہند کیطرف روانہ ہوا سوئے اتفاق سے ہماری کشتی طوفان مین آگئی ہم چند روز تلاطم امواج مین حیران وپریشان رہے۔ پہر چند مدت کے بعد کشتی بندر کالیکوٹ مین پہنچی وہان لنگرانداز ہوئے۔ سب بندر مین اترے۔

بندر کالیکوٹ کا حال

کالیکوٹ ایک بندر آباد ومعمور ہے اُسمین بلاد وامصار کے تجار ونفائس بیشمار۔ تجار حبشہ وزنگبار و

تبت وتاتار وتمام بلاد حجاز ویمن مجتمع تہے وہان کا حاکم راجہ تہا۔ عادل وکریم تہا۔ اُس شہر مین
مسلمان تاجر بہی مقیم تہے۔ اُنہون نے وہان راجہ کی اجازت سے دو جامع مسجد بنا کی تہین دلجمعی سے
صلوۃ واذان ادا کرتے تہے۔ کوئی مانع ومزاحم نہین ہوتا تہا۔ اور وہان ایک قاضی بہی متدین تہا
اکثر مسلمان شافعی مذہب تہے۔ اور اس شہر مین امن واطمینان اس درجہ تہا کہ تجار وجہازون سے
مال واسباب ونفائس اشیاء نکالکر لاتے تہے۔ اور بازارون مین ڈالدیتے تہے۔ اور سرکاری سپاہ
اون کے مال کی حفاظت کرتی تہی۔ اور راتدن مال واسباب کے اطراف مین متعین رہتی تہی۔ جب
مالک اسباب کو بیچتا تہا۔ تب اوس سے چالیسوان حصہ زکوۃ لیتے تہے۔ اور کوئی دوسرا محاصل اُن سے
نہین لیا جاتا تہا۔ اور دیگر بنادر مین اُسوقت یہ دستور تہا کہ اگر کوئی کشتی طوفان کی وجہ سے
آجائے تو اُسکو باد آورد سمجہہ کے لوٹ لیتے تہے۔ مگر کالیکوٹ کا راجہ باد آورد کو بہی محافظت سے رکہتا تہا
اور کشتی کے مال مین کسی قسم کی تاخت وخیانت نہین کرتا تہا۔ جب اُسکا وارث پیدا ہوتا تہا تو
اُسکو دیتا تہا۔ اور دستور کے موافق چالیسوان حصہ زکوۃ لیتا تہا۔

میرزا شاہرخ نے کالیکوٹ کے راجہ کیلئے ایک عربی گہوڑا اور پوستین کا ایک ڈگلہ زردوزی اور
کلاہ نوروزی بہیجی تہی۔ اور یہہ تحائف بہیجنے کا سبب یہہ ہوا کہ ایک وقت شاہرخ کے ایلچی اور بنگالہ
کے ایلچی کشتی مین سوار ہوئے۔ طوفان وتباہی کیوجہ سے کالیکوٹ مین فروکش ہوے۔ اور راجہ سے
ملے۔ اور میرزا شاہرخ کی سلطنت کی عظمت وشوکت راجہ سے بیان کی اور یہہ بہی عرض کیا تمام اقالیم
کے سلاطین رسل ورسایل کا سلسلہ بادشاہ سے جاری کیتے مین۔ اور یہہ قصہ بہی ذکر کیا کہ فی الحال
بنگالہ کے بادشاہ نے ابراہیم جونپوری کے ظلم وتعدی کی شکایت کرکے استعانت کی تہی۔

مرزا شاہرخ نے ایک فرمان شیخ الاسلام خواجہ کریم الدین ابو المکارم جامی کے ہمراہ جونپور کے
پادشاہ کے پاس بہیجا اور پیغام دیا کہ بنگالہ کے بادشاہ کو مت ستاؤ نہین تو آیندہ تمہارے حق
مین بہتر نہوگا۔ جونپور کے بادشاہ نے شاہرخی فرمان کے مضمون سے مطلع ہوکے بنگالہ کیطرف سے
مراجعت کی اور کسی طرح کی مداخلت و دست اندازی نہین کی۔ کالیکوٹ کے راجہ نے یہہ خبر سنکر
ایک عریضہ مع تحائف و نفائس شاہرخ کی خدمت مین ایک سفیر کے ہمراہ بہیجا۔ اور عریضہ مین
عرض کیا۔ کہ اس بندر مین اکثر مسلمان تجار جمعہ و عیدین مین خطبہ پڑہتے ہین۔ اگر حضرت
اجازت دین تو خطبہ آپکے نام و القاب سے پڑہین ~~ خوش آمد ست جہان را صدائے خطبۂ او ×
چنانکہ زمرۂ کفار میل آن کردند ✦ راجہ کا سفیر مع تحائف بنگالہ کے ایلچیون کے ہمراہ دربار
شاہرخ مین باریاب ہوا۔ اور تحفہ و عریضہ پیش کیا۔ کالیکوٹ کے راجہ کا سفیر خواجہ مسعود نامی
مسلمان سخندان و فاضل تہا۔ عرض کیا کہ اگر حضرت اُسکے طرف ایک خاص ایلچی روانہ کرینگے
تو اوسکو تمام معاصرین مین فخر ہوگا۔ اور اوسکو دین اسلام کی دعوت کرین۔ تاکہ کفر کی تاریکی
اُسکے دل سے دور ہو جائے اور اسلام کا نور اُسکے دل مین داخل ہووے آپکو دارین مین ثواب ملیگا
سفیر کی درخواست منظور ہوئی حکم ہوا کہ کوئی سفیر تجویز کرو۔ عبد الرزاق سمرقندی مولف مجمع البحرین تجویز
کیا گیا۔ عبد الرزاق جب وہان سے روانہ ہوا حاسدین نے کہا واپس نہین آئیگا۔ عبد الرزاق لکہتا ہے کہ جب مین وہان
تین برس بعد واپس گیا۔ حاسدین فوت ہو چکے تہے۔ عبد الرزاق لکہتا ہے جب مین کشتی سے کالیکوٹ
مین اوترا۔ کنارے پر ایک مجمع ایسے لوگون کا دیکہا کہ ایسی صورتین میرے خیال مین بہی نہین تہین
~~ عجب گروہ نہ قومے نہ مردم نہ دیو ✦ کہ عقل از لقا شان شود در گریو۔ اگر دیدمے مثل

ایشان بخواب + دلم سالہا داشتی اضطراب + مرا انس با روئے مہوش بود + نہ با ہر سیاہی مشوش بود + تمام ننگے حبشی ناف سے زانو تک لنگوٹ بندہے ہوئے کیا امیر کیا فقیر اس صورت و ہیئت میں تھے کئی مسلمان عربون کی طرح لباس فاخرہ پر تکلف مین نظر آئے مسلمان و ہندو راجہ کی طرف سے میرے استقبال کیلئے آئے تھے - سب سے ملاقات ہوی - مجھکو کشتی سے اوتار کر ایک عمدہ مکان مین فروکش کئے تین روز کے بعد راجہ کی ملاقات کیلئے لیگئے - مین نے دیکھا کہ ایک شخص برہنہ اندام سیہ فام مثل عام اہل صنام ہے لوگون نے کہا یہی راجہ ہے - وہان کے راجہ کو سامری کہتے ہین - اور یہہ راجہ وہان کے راجہ سابق کا خواہرزادہ تہا - اس سے معلوم ہوا کہ یہان قدیم سے یہ رسم چلی آتی ہے جب گدی نشین راجہ فوت ہوجائے تب اوسکی جگہہ خواہرزادہ کو مسند نشین کرتے ہین اور راجہ کے بیٹے اور بہائی اور دوسرے اقربا کو مسند نشین نہین کرتے - اور کوئی غلبہ و زور آوری سے بادشاہ نہین ہوسکتا - وہان ہنود کے بہت سی مختلف قومین تہین - براہمہ و جوگی وغیرہ بہی تہے سب مشرک و بت پرست تہے - جب مین اُس سے ملا اُسوقت دو تین ہزار ہنود سیاہ فام و چند مسلمان دربار مین حاضر تہے - مجھکو تعظیم سے بٹہایا مین نے میرزا شاہرخ کا فرمان و عربی گہوڑا اور پوستین کا دگلہ زردوزی و کلاہ نوروزی پیش کیا - سامری نے دیکھا اور کچہہ تعظیم نہین کی - اور دربار سے محل مین چلا گیا - پہر مین دربار سے منزل گاہ پر آیا - ابتدا جمادی الآخر سے اوائل ذیحجہ تک وہان مقیم رہا راجہ کی طرف سے مہمانداری برابر ہوتی رہی - اُنہین دنونمین بیجانگر کے راجہ نے ایک سفیر مع نامہ سامری کے نام سے بہیجا - نامہ کا مضمون یہہ تہا کہ حضرت میرزا شاہرخ کے ایلچی کو یہان بہیجو - سامری اگرچہ اسکا ماتحت نہین تہا - مگر ہمیشہ اُس سے خوفناک و ہراسان رہتا تہا

اُس کے حکم کی تعمیل ماتحت کے طرح کرتا تہا۔ اُسوقت بیجانگر کا راجہ تین سو بندر اور خشکی مین دو تین مہینے کی مسافت و سفر کی ولایات و بلاد پر حکمران تہا۔ چند بندر سرندیپ سیلان کے حدود مین رکہتا تہا جسکو تمام ملیبار کہتے ہین۔

کالیکوٹ سے اکثر جہاز سیاہ مرچ سے بہرے ہوئے لدے جاتے ہین۔ اہل کالیکوٹ دریائی سفر مین تیز و چالاک ہوتے ہین۔ اور چینی بچے مشہور ہین۔ رستہ مین کہین قطاع الطریق کالیکوٹ کے جہاز کو متعرض نہین ہوتے۔ اس بندر مین تمام دنیا کے نفائس اشیاء و تحائف میسر آتے ہین مگر گائے کا گوشت کہین نہین ملتا۔ گاؤکشی کی سخت ممانعت ہے۔ اگر کوئی گائے ذبح کرلے اور معلوم ہو جائے تو راجہ ذابح کو فی الفور قتل کرتا ہے۔ گائے کی بڑی تعظیم و توقیر کرتے ہین۔ اُسکے سرگین کی خاک پیشانی پر ملتے ہین۔ اور پیشاب پیتے ہین۔

عبدالرزاق سمرقندی لکہتا ہے کہ کالیکوٹ کے راجہ نے مجہکو خلعت و انعام دیکر بیجانگر روانہ کیا مین کشتی مین سوار ہوکر بندر طے کرتا ہوا منگلور کے بندر مین جو بیجانگر کی سرحد مین ہے پہنچا۔ دو تین دن وہان قیام کرکے خشکی کی راہ سے روانہ ہوا۔ منگلور سے نو میل کے فاصلہ پر رستہ مین ایک بت خانہ دیکہا کہ تمام جہان مین اُسکا نظیر محال ہے۔ مربع متساوی الاضلاع تخمیناً گز دہ دردہ اور اُسکی ارتفاع پانچ گز۔ بت خانہ مین چار کمرے تہے۔ پہلے کمرے مین ایک بت آدمی کی صورت اُسکا تمام جسم خالص سونے کا اور دو آنکہین سرخ یاقوت کی تہین۔ آنکہین اس خوبی سے جڑی ہوئین تہین گویا دیکہ رہی ہین۔ اُسکا تمام کام نہایت نزاکت و صنعت سے کیا گیا تہا۔ وہان سے ہر روز قصبہ و گاؤن مین گذر ہوتا تہا۔ ہر ایک مقام آباد و معمور نظر آتا تہا۔ اسی طرح چلتے چلتے ایک پہاڑ کے

دامن مین پہنچے - پہاڑ نہایت بلند تہا - درختون و سبزون سے شاداب و سیراب تہا - اور انواع انواع
کے پہولون سے گلزار - پہر پہاڑ کی ایک جہاڑی مین گذر ہوا - وہان خاردار درخت کثرت سے
تہے - اسقدر کثرت تہی کہ جہاڑی مین آسمان و آفتاب دکہلائی نہین دیتا تہا - آخران پہاڑون کے
سلسلے اور جہاڑی سے نکلکر نیسلور مین پہنچے - یہ قصبہ نہایت آباد و معمور تہا - اور اہل قصبہ نہایت
حسین گویا حور و غلمان تہے - اور یہان بہی ایک تبخانہ نہایت ہی بلند نظر آیا اس تبخانہ کا گنبد
کئی میل سے دکہلائی دیتا تہا - مجملاً اُس تبخانہ کی عمارت کی حقیقت گزارش کرتا ہون - اس
تبخانہ کا میدان تخمیناً دس جریب زمین ہے - اُسکے اطراف و جوانب مین باغات دلکشا - اور قدم قدم
پر پہولون کی کیاریان - اور سرو و چنار کے درخت بیشمار - اور چو طرف نہرین جاری - تمام چمنون
اور کیاریون کی کنارون پر سبزہ و ریاحین خوشنما طرز سے تہے - اور درمیان مین ایک بڑا حوض کشادہ
سنگین بنا ہوا - اور حوض کے اطراف مین سنگین فرش خوشنما تراشا ہوا تہا - اور حوض کے کنارہ پر
ایک تخت عمدہ پتہر کا تراشا ہوا بلندی مین بمقدار قد آدم نہایت لطافت و خوبی سے بنا ہوا تہا
اور سنگتراشون نے پتہرون کی باہم جوڑ اس خوبی و نزاکت سے ملائے تہے کہ کل تخت ایک ہی پتہر
قدرتی معلوم ہوتا تہا ~ ازین گنبد چہ گویم کز لطافت * جہان را نسخۂ خلد برین بود - خم طاق
بلندش چون مہ نو * ز رفعت با فلک پہلو ہمی سود - اور تبخانہ پر ہزارہا تصاویر پرند و چرند
ایسی لطافت و صفائی سے تراشی تہین کہ کوئی ایسی خوبی و خوش اسلوبی سے مخمل و کمخواب پر بہی
نہین بنا سکیگا - ابتدا سے انتہا تک تمام فرنگی و خطائی تصویرین اور منقش تہین - تبخانہ کی
عمارت چہار طبقہ تہی - طولاً پچاس گز اور عرضاً بیس گز - ارتفاعاً پچاس گز - اور بہی تبخانہ کے اطراف مین

چند عمارتین خورد و بزرگ ہین - ہر ایک سنگین و منقش و مصور تہی - نہایت صاف و پاکیزہ ہنود صبح و شام بت خانہ مین عبادت کیلئے آتے ہین - دونو وقت رقص و سرود ہوتا ہے - براہمہ پوجاری کثرت سے رہتے ہین بلاد و امصار سے راجہ اور مہاراجے زر و جواہر و نفائس سالانہ و ماہانہ بہیجتے ہین - یہ مقام ہنود کا کعبۂ اکبر ہے - دو تین روز اس تبخانہ کی سیر کرتا رہا - پہر وہان سے روانہ ہوا آخر ذیحجہ مین بیجانگر پہنچا - راجہ نے استقبال کیلئے ایک جماعت امرا مع جمعیت بہیجی سب مجہکو شہر مین اعزاز سے لائے اور مقام خاص مین جو بادشاہی محلات سے تہا فروکش کیا -

شہر بیجانگر کی کیفیت اور اُسکے اطراف کے ساتہون حصار کی حقیقت

عبدالرزاق سمرقندی نے اپنے سفرنامہ مین لکہا کہ جب مین شہر بیجانگر مین پہنچا - شہر کو نہایت معمور و آبادان اور بادشاہ کو کمال عدل و انصاف کے ساتہہ حکمران دیکہا - اِس مملکت کی وسعت سرانذیپ سے گلبرگہ تک اور بنگالہ سے ملیبار تک ہزار فرسنگ سے زیادہ تہی - اس مملکت کی آبادی زیادہ اور راجہ تین سو بنادر کا مستقل مالک تہا - گیارہ لاکہہ فوج پیادہ و سوار اور ایکہزار ہاتی رکہتا تہا - ہندوستان مین کوئی راجہ اس سے بڑہکر نہین تہا - اُسوقت تمام اُسکو مہاراجہ مانتے تہے - یہان کے باشندے پادشاہ کو رائے و راجہ کہتے ہین - کتاب کلیلہ و دمنہ جو رائے و برہمن سے منقول ہے اسی مملکت کے براہمہ کی یادگار ہے - کتاب عجیب و غریب ہے - متعدد زبانون مین اُس کے ترجمے ہوئے ہین - عربی فارسی - ترکی - فرنگی وغیرہ -

عبدالرزاق سمرقندی سنہ ۸۴۶ ہجری مین دیورائے کے عہد مین بیجانگر آیا - اسکی تحریر سے معلوم ہوتا ہے

کہ اُسوقت بیجانگر کی آبادی عالم شباب مین تہی - ایسا شہر خوشنما و پرفضا تہا کہ اُسکا نظیر کسی نے آنکہہ سے دیکہا نہ کان سے سُنا تہا - وہ اس طرز و روش سے تہا - کہ اسکے اطراف مین ایک فصیل مستحکم و سنگین بنی ہوئی تہی - اور فصیل کے اندر سات قلعہ یکے بعد دیگرے نہایت مضبوط و مستحکم تعمیر کئے تہے اور شہر کے چار دروازے تہے - ایک دروازہ غربی - دوم دروازہ شرقی - سوم دروازہ شمالی - چہارم دروازہ جنوبی - یہہ چارون دروازے ایسے فراخ و بلند تہے کہ ہاتی مع حوضہ فراغت سے گذر جاتا تہا - دروازون کے تختے آہنین مستحکم تہے - ایک دروازہ سے دوسرے دروازہ تک چہہ میل کا فاصلہ تہا - اور ان چار دروازون کے سوا اور بہی چند دریچے تہے - اول قلعہ کے اطراف مین مابین فصیل و قلعہ پچاس گز عرضاً ہزار ہا پتہر بمقدار قد آدمی نصف حصہ زمین اور نصف حصہ باہر باہم مضبوط جمے ہوے تہے - گویا یہہ تمام پتہر دمدمے تہے - غنیم کی فوج سے کوئی پیادہ و سوار قلعہ کے اطراف مین قدم نہین رکہہ سکتا تہا اگر کوئی بڑہ آتا تو اندرونی فوج کے تیر و تفنگ کا نشانہ بنجاتا تہا - قلعہ پہاڑ کی چوٹی پر بدور شکل مین چونہ و پتہر سے پختہ تعمیر ہوا تہا - اور دروازے مستحکم و سنگین تہے - اور ہر ایک دروازہ پر حفاظت کیلئے متعدد دربان تہے - اسیطرح سے ساتون قلعے یکے بعد دیگرے ترتیب وار بنا کئے گئے تہے حصار اول و دوم و سوم کے اطراف مین باغات و عمارات و مزارعات کثرت سے تہے - اور تیسرے سے ساتوین تک ہر ایک کے اطراف مین غلہ کے انبار اور دوکانین قطار در قطار اور بازار واقع تہے - بادشاہی دربار کے سامنے چار بازار اور دربار کا مکان وسط مین تہا گویا یہہ چوک تہا - شمالی جانب مین بڑا مکان عالیشان راجہ کا محل سرا تہا - ہر ایک بازار کے ابتدا اور انتہا مین ایک محل رفیع و رواق بدیع خوشنما بنا ہوا تہا - تمام بازار کی دوکانین پچیکاری و گلکاری سے آراستہ اور طرح طرح کے

نقش و نگار سے پیراستہ تہین - لیکن راجہ کا محل تمام عمارات سے اعلیٰ و بہتر تہا - بازار عریض و مستطیل ہے
گلفروشون کی دوکانین قطار قطار دو طرفہ برابر - ہر ایک دوکان کے سامنے ساگوانی چوڑے چوڑے
تختے رکہے ہوے تہے اور اُنپر اقسام اقسام کے پہول تودہ تودہ چنے ہوے تہے - تمام دوکانون پر تازہ
پہول خوشبودار ہوتے تہے - ہر روز پہول کثرت سے فروخت ہوتے تہے - اہل اصنام پہول کو کہانیکی طرح
ضروری جانتے تہے - اُنکی پرستش اکثر پہولون سے ہوتی تہی - بتخانہ مین بتونپر پہول چڑہاتے تہے - علیٰ ہذا القیاس
تمام پیشہ ورون کی دوکانون کے سلسلے تہے - جوہری بازارون مین مروارید - یاقوت - الماس -
زمرد - نیلم وغیرہ جواہر کہلم کہلا فروخت کرتے تہے - نہ کسی کا خوف تہا نہ خطر - نہ قطاع الطریق کا
اندیشہ نہ کسی ظالم چور کا ڈر تہا - بازار مین کوتوالی کے سپاہ محافظت کے لئے مستعد و تیار کہڑے رہتے تہے - چند چند
قدم کے فاصلہ پر دس دس جوانون کا تہانہ تہا - اسیطرح سے تمام بازار مین حفاظت کرتے تہے - عبد الرزاق
سفیر نے لکہا کہ مین خود ایکروز بعض دوکانون پر گیا - اور جواہر کا ملاحظہ کیا - ہر ایک دوکان پر جواہر نفیسہ دیکہے
مثلاً مروارید آبدار - و دُر شاہوار - و یاقوت رمانی - و الماس یکانی - و زمرد سبز ریحانی - یہہ تمام جواہر
نہایت ہی درخشان و درخشان تہے - مینے کہین اس چمک دمک و آب و تاب کے جواہر صاف و شفاف
دیکہے نہ سنے تہے - بازارون مین اور بادشاہ کے محلات مین نہرین پتہر کی تراشی ہوئین ہر طرف جاری تہین
پانی صاف و شیرین تہا - بادشاہی محل کے داہنے جانب مین ایک دیوانخانہ وسیع چہل ستونی سنگین بنا ہوا تہا
اور دیوانخانہ کے سامنے صحن مین ایک نشیمن بمقدار قد آدمی زمین سے بلند اور طول مین تیس گز و
عرض مین آٹہہ گز تعمیر کیا ہوا تہا - اور اُسکے اطراف مین پہولون کے گُندے سنگین برابر قطار
قطار چنے ہوے تہے - راجہ شام کیوقت مع امرا و وزرا اُسمین رونق افروز ہوتا تہا - اور دیوانخانہ کے

بائین جانب اسی قسم کا ایک اور مکان تہا جسمین دفتر و اہل دفتر بیٹھتے تہے - اور دفتر کا کام کرتے تہے
گویا یہہ دفترخانہ تہا دفتر مین دو قسم کی تحریر ہوتی تہی ایک تاڑ کے پتون پر آہنی قلم سے نقوش کرتے تہے
اور قلم کو انگلیون مین تہام کر ستابہ کے ذریعہ سے پتون پر نقش کرتے تہے - یہہ نقوش پائیدار
نہین ہوتے تہے - چند روز مین نیست و نابود ہو جاتے تہے - دوسرا ایک پتہر سیاہ پر پتہر کے قلم سے
لکہتے تہے - اُسپر حروف سفید برآمد ہوتے تہے - حروف کندہ کی طرح دکہلائی دیتے تہے - یہہ نقوش
پائیدار ہوتے تہے - اکثر بادشاہی فرامین اسی پر لکہتے تہے - اور دیوانخانہ کے بیرونی نشیمن چہل ستونی
مین ایک خواجہ سرا دماک خطاب ہتا تہا اور اُس کے سامنے صدہا چوبدار و بہالدار دست بستہ کہڑے رہتے
اور راجہ کی ملاقات دماک کے ذریعہ سے ہوتی تہی - گویا وہ بارگاہ کا بارَبک تہا - اور تمام چوبدارون
اور بہالدارون پر دماک جو حکم کرتا تہا فی الفور اُسکے حکم کی تعمیل کرتے تہے - کسی کی مجال نہین تہی
کہ حکم عدولی کرے - دماک جب دیوانخانہ سے برآمد ہوتا تہا تب اُس کے سامنے چند چتر رنگین لیجاتے
تہے - اور بگل اور نفیرین بجاتے تہے - اور اُسکے داہنے اور بائین جانب بہاٹ مدح خوانی کرتے
جاتے تہے - اسیطرح سے راجہ کے بارگاہ مین پہنچتا تہا - دیوانخانہ سے بادشاہی بارگاہ تک بہت
فاصلہ تہا بادشاہی محل کے ساتہہ دیوڑہیان یکے بعد دیگرے تہین - اور ہر ایک دیوڑہی سے
دوسری دیوڑہی تک ربع میل کا فاصلہ تہا - ساتہون دیوڑہیون پر متعدد دربان مسلح
رہتے تہے - ہر ایک دیوڑہی پر دماک کا استقبال ہوتا تہا - سواری کے دیکہتے ہی غل مچاتے تہے
اور خوشی سے چلاتے تہے - ساتوین دیوڑہی کے اندر دماک اکیلا راجہ کی خدمت مین جاتا تہا
اور مہمات ملکی عرض کرکے باہر آتا تہا - اُسی کر و فر و تجمل و تزک سے اپنے گہر کو جاتا تہا - دماک کا

مکان راجہ کے محل کے عقب مین تہا۔

ضرابخانہ یعنی ٹکسال کا ذکر

راجہ کے محل کے بائین جانب مین ٹکسال تہی۔ اُسمین تین قسم کا سکہ طلائی بنتا تہا۔ اور اُنکا سونا خالص
نہین ہوتا تہا۔ ایک دراہہ مساوی دس بنار کبکی۔ دوسرا پرتاب نصف دراہہ تیسرا فنم
دراہہ کا ششم حصہ۔ فنم کا رواج کثرت سے تہا۔ اور چاندی کا سکہ تار جو فنم کا ششم حصہ ہوتا تہا اُسکی چاندی
خالص ہوتی تہی۔ اور تانبے کا سکہ جیتل جو تار کا تیسرا حصہ ہوتا تہا۔ اور وہان یہہ قاعدہ تہا جسکو سکے جات
بنوانا منظور ہو دیوان کے ذریعہ سے سونا چاندی ٹکسال مین داخل کرے۔ اور ضرب سکہ کی اجرت ادا کرے
تمام سکے اُسکو تیار کرکے وزناً مساوی چاندی و سونا دئے جاتے تہے۔ سال مین چار مہینے ٹکسال کا کام جاری
رہتا تہا۔ اور آٹہہ مہینہ موقوف۔ ٹکسال کے سپاہ و ملازمین وغیرہ کا خرچہ اُسکی آمدنی سے ہوتا تہا۔ جو کچہہ
رقم پس انداز ہوتی تہی خزانہ مین داخل کی جاتی تہی۔

سرکاری خزانہ کا ذکر

خزانہ کے مکان مین صدہا حوض سنگین پختہ بنے ہوئے تہے۔ سونے اور چاندی کی اینٹون سے بہرے ہوئے تہے
صدہا صندوق ہون و پرتاب و فنم سے بہرے ہوئے تہے۔ علی ہذا القیاس جواہر و مرصع آلات سے بڑے بڑے آہنین
صندوقین لبالب تہین۔ اور ظروف طلائی و نقرئی۔ اور زیورات اور بتونکی مورتین طلائی بیشمار
تہین۔ اسیطرح توشہ خانہ اشیائے نفائس سے معمور تہا۔

توشہ خانہ

توشہ خانہ مین اقسام کے کپڑے مخمل کاشانی۔ و دیبائی رومی اطلس فرنگی و شالہائے کشمیری۔ و سلہائے

وقالینہائے حریری و کمخواب و حمرو۔ وسنجر خانی۔ ومحمود خانی وآغابانی سیکا کولی وزینہائے زرین ولجام ریشمین۔ اور ہاتیون کی جہولین زردوزی وغیرہ اسباب شاہی بیحساب تہے۔

سلاح خانہ

قسم قسم کے ہتیارون سے بہرا ہوا تہا۔ ہزار ہا تلوارین فولادی۔ وخنجرہائے فولادی آبدار۔ تیر وکمان بیشمار وسپرہائے زنگین۔ وخودہائے آہنین۔ وانواع وضرب زن۔ وتفنگہائے ہندی۔ ونیزہائے وغیرہ بیشمار تہے۔ علاوہ این ہتیارون کے کارخانے تہے۔ اُن مین فولادی آلات جنگ مثلاً توپ وتفنگ بنائے جاتے تہے اور کارخانون مین رومی وفرنگی ملازم تہے۔ انکے اہتمام سے ہتیار تیار ہوتے تہے۔ راجہ دیوراے جو بیجانگر مین حکمران تہا۔ اسنے اہل اسلام کے مقابلہ ومقاتلہ کیلئے حرب وضرب کے بےانتہا سامان فراہم کئے تہے۔ اور اسکی فوج مین اہل اسلام واہل اصنام ودیگر اقوام شامل تہے۔ چنانچہ عنقریب راجہ کے حال مین ذکر کیا جائیگا یہی بیجانگر کے راجاؤنمین پہلا راجہ ہے کہ اس نے سوارون وپیادونمین اہل اسلام کو بہرتی کیا۔ ہر ملت ومذہب کے معتقد کو اجازت دی کہ آزادانہ اپنے رسوم ومعتقدات کو ادا کرین۔ مسلمانون کو اجازت دی کہ مسجد بنا کرین۔ حسب الاجازت مسجد بنائے تہے۔ اذان وصلوۃ برابر ادا کرتے تہے۔ کوئی مانع ومزاحم نہین ہوتا تہا۔

فیلخانہ

دیوانخانہ کے مقابل فیلخانہ تہا۔ اُسمین ہزار ہاتی تہے۔ بعض مورخ نے لکہا کہ ہزار سے زائد تہے۔ قول اول صحیح ہے اس راجہ کے عہد مین ہزار ہی تہے۔ لیکن رام راج کے عہد مین تین ہزار سے زائد ہو گئے تہے۔ اور اُنمین چند ہاتی سفید تہے۔ نہایت جسیم تنومند وقوی ہیکل تہے۔ یہہ خاص بادشاہی ہاتی

کہلانے تہے۔ ہر روز علی الصباح ایک ہاتی سفید دیوڑہی پر حاضر کیا جاتا تہا۔ راجہ ملاحظہ کرتا تہا۔
ہنود صبح کو ہاتی کا دیکہنا فال خیر جانتے ہین۔ اسی لئے روزانہ ایک ہاتی دیوڑہی پر حاضر رہتا تہا۔ تا راجہ
دیکہہ لیوے۔ بادشاہی خاص ہاتی تیس تہے۔ اُنکی غذا روزانہ کہچڑی تہی۔ کہچڑی کو دیگ سے نکالکر نمک و
شکر انشان کرکے اُسکو کہلاتے تہے۔ اور آٹے کے پیڑے گہی مین تلے ہوے دیتے تہے اگر فیلبان اُس مین
کچہہ تصرف کرتا تو ہاتی فیلبان پر حملہ کرتا تہا۔ راجہ بہی فیلبان پر اس تصرف بیجا سے خفا ہوتا تہا۔ صبح و شام
اسی قسم کی غذا دیتے تہے۔ ہر ایک ہاتی کے لئے مکان خاص علیحدہ علیحدہ ہوتا تہا۔ نہایت مضبوط
و بلند بناتے تہے۔ اُسکی چہت لکڑی سے پختہ بنائی جاتی تہی۔ ہر ایک ہاتی کے پاؤن مین زنجیرین بندہی
ہوئی رہتی تہین۔ ہر ایک کی زنجیر پر اُسکا نام کندہ ہوتا تہا۔ اگر کسی ہاتی کو اُسکے اصلی تہان سے لیجا کے
دوسرے تہان مین باندہتے تو وہ وہان سے نکل کر اپنا اصلی مقام پر آجاتا تہا۔ بیجانگر کے حدود مین ہاتی
کثرت سے ہوتے تہے۔ راجہ کے حصار اول و دوم مین ہاتیون کا توالد و تناسل ہوتا تہا۔ عبدالرزاق
سفیر کہتا ہے کہ مین نے خود فیلخانہ مین جاکے بہت فیل بچے دیکہے۔

ہاتی کے تسخیر کا ذکر

بیجانگر کے باشندے شکاری جنگلی ہاتی کو اسطرح تسخیر کرتے تہے۔ ہاتی جس راستہ سے آمد و رفت کرتا تہا۔ اور
پانی کے لئے تالابون و چشمون پر وارد ہوتا تہا۔ اُسی راستہ مین ایک گہری باولی کہد کے اُسکو پاٹ
دیتے تہے۔ جب ہاتی اُسمین گرتا تہا تب تین دن تک کوئی اُسکے پاس نہین جاتا تہا۔ پہر ایک شخص آتا
اور اُسکی پیٹہہ پر چند لاٹہیان مارتا تہا۔ پہر دوسرا شخص پہنچتا تہا۔ مارنیوالے کے ہاتہہ سے لاٹہی
چہینکر پہینک دیتا۔ اور تہوڑا سا دانہ چارہ اُسکے سامنے ڈالکر ملا جاتا۔ اسیطرح چند روز گذر جاتے تہ

رفتہ رفتہ ہاتی تانی شخص سے مانوس ہو جاتا تہا۔ آخر ایکروز شخص مانوس اسکے پاس جاتا اور اکثر ہاتی کو اُسکے مرغوبات اشیا مثلاً نبت شکر وغیرہ اُسکے سامنے ڈالتا۔ اور اُسکی مالش بہی کرتا۔ اس خدمت کی وجہ سے وہ تابع ہوجاتا۔ پہر شخص مانوس اُسکی گردن مین زنجیر ڈالدیتا۔ اور اُس باوڑی کو مٹی وپتہر سے بہرنا شروع کرتا۔ آہستہ آہستہ باوڑی بہرتی جاتی تہی۔ جب پوری بہر جاتی تب ہاتی نکل آتا تہا۔ پہر اُسکو سدہا کے فروخت کر لیتے تہے

ہاتی کی نقل

کہتے ہین کہ ایکوقت ایک ہاتی فیلخانہ سے فرار ہوا۔ اور جنگل کی راہ لی۔ بہت سے فیلبان اُسکے تعاقب مین گئے۔ اور اُسکے راستہ مین متعدد مقامات مین کوئین کہودے۔ ہاتی کسیطرح گرفتار نہین ہوتا تہا۔ ہاتی سونڈ مین ایک بڑی لکڑی عصا کی طرح لیکے احتیاط سے راستہ مین ٹہکتا ہوا پانی پر جاتا تہا۔ اور فیلبانون کے حیلون سے بہت ڈرتا تہا۔ تمام فیلبان عاجز ہوگئے۔ اور راجہ تاکید کرتا تہا کہ ضرور گرفتار کرو آخر ایک فیلبان اُسکی گذرگاہ مین ایک درخت پر چڑہ کے پتّون مین پوشیدہ گہات مین بیٹہا۔ ہاتی اُس راستہ سے گذرا فیلبان درخت سے فی الفور اُسکی پیٹہہ پر کود پڑا ایک رسی جو اُسکی پیٹہہ پر بندہی ہوی تہی اُسکو پکڑ لیا۔ ہاتی اُچہلتا تہا اور سونڈ کو ہلا کر اُسپر ڈالتا تہا مگر فیلبان ہوشیار و چالاک تہا اُسکی گرفت مین نہین آتا تہا۔ آخر ہاتی زمین پر بیٹہا۔ ایک پہلو سے دوسرے پہلو پر لٹیتا جاتا تہا۔ فیلبان بہی چالاکی وچستی سے برابر ایک پہلو سے دوسرے پہلو آتا جاتا تہا۔ اور ہاتی کی رسی ہاتہہ سے نہین چہوڑتا تہا اور آنکس سے مارتا جاتا تہا۔ بالمآل جاری ہاتی تابع ہوگیا۔ تمام فیلبان جمع ہوگئے اور ہاتی کو زنجیرون مین جکڑ کر راجہ کے حضور مین لائے۔ راجہ بہت خوش ہوا فیلبان کو بیشمار انعام دیا۔

ہاتی کے شکار کا ذکر

راجگان ہند ہاتی کا شکار اس طرح کرتے تھے۔ مہینون تک جنگل و پہاڑ مین بسر کرتے تھے۔ تدابیر و حیلون سے ہاتیون کو گرفتار کرکے لاتے تھے۔ اور اپنی بہادری و شجاعت و دلیری پر ناز کرتے تھے۔ اور اکثر مجرمین کو ہاتی کے پانون سے باندہ کے ہلاک کرتے تھے۔ ہاتی کے دانتون و ہڈیون کی تجارت کرتے تھے۔ سیلان سے دوسرے ملکون مین بہیجتے تھے۔ سیلون مین اسکی تجارت ہوتی ہے۔ گز و گرہ کے حساب سے فروخت کرتے تھے فی زمانا بہی اسیطرح ہے بلکہ اُس سے زائد ہے۔

بیجانگر کی کوتوالی کا ذکر

ٹکسال کے مقابلہ مین کوتوالی کی عمارت قائم تہی۔ کوتوالی کے سپاہ و عہدہ دار بارہ ہزار تھے۔ تمام شہر کے بازارون و شرابخانون کا انتظام اُنہین کے تفویض تہا۔ کوتوالی کی سپاہ و عہدے دارون کا روزانہ خرچ بارہ ہزار فنم ہوتا تہا۔ کوتوالی کا تمام خرچ شرابخانون کی آمدنی سے دیا جاتا تہا ہر ایک سپاہی کو تنخواہ تیس فنم ماہوار دیتے تھے۔ شرابخانون کا محاصل ماہانہ منہائی خرچہ کے بعد چار ہزار باقی رہتا تہا۔ کل خزانہ مین داخل کیا جاتا تہا۔

شرابخانون کے عمارات کا تکلف و تجمل

ضرابخانہ کے عقب مین شرابخانہ کا ایک بازار طولاً تین سو گز عرضاً بیس گز تہا۔ بازار کے دو طرفہ مکانات مسلسل خوشنما و مصفا بنے ہوے تھے۔ اور ہر ایک مکان کے روبرو بیٹھخانہ سنگین و بلند تعمیر کیا گیا ہوتا تہا مکانات و بیٹھخانجات کے در و دیوار نقش و نگار سے آراستہ اور شیر و چیتا و ببر وغیرہ درندو پرند کی تصویرون سے پیراستہ تھے تصویرین ایسی خوش اسلوبی و خوبی سے بنائی تہین کہ بجنسہ ہوبہو جاندار معلوم ہوتی تہین۔ ظہر کی نماز کے بعد اکثر فاحشہ عورتین جنکو پاتری کہتے تھے ہر ایک زیورات جواہر و جامہائے

فاخرہ سے سنگار کر کے کمال حسن و جمال و ناز و انداز سے دروازوں کے سامنے چوکیوں پر بیٹھتی تھیں۔ ہر ایک کے سامنے دو تین خادمہ دست بستہ کھڑی رہتی تھیں۔ عیش و طرب و لہو و لعب میں مشغول۔ رقص و سرود میں مصروف رہتی تھیں۔ وہاں تمام خوشی و عیش کے سامان مہیا تھے۔ اور اذن عام تھا جسکا جی چاہے وہاں جائے۔ جس سے چاہئے عیش و آرام کرے اور زر معین پاتری کی نذر کرے۔ اُس محفل میں بے زر بیقدر ہوتا تھا۔ اُسکی طرف کوئی ملتفت نہیں ہوتا تھا۔ وہ سب کا دست نگر رہتا تھا۔ قسمت سے کچھ ملجائے تو بہتر جانتا تھا ورنہ خیر منہہ تکتا پھرتا تھا۔ جو شخص خرابات و سیندیخانوں میں داخل ہوتا تھا۔ اہل خرابات اوس کے مال و اسباب کی حفاظت کرتے تھے۔ اگر کوئی چیز گم ہو جاتی تو اُسکا تاوان دیتے تھے۔ شہر بیجانگر میں اور اُسکے ساتوں قلعوں میں بیشمار شترابخانے و سیندیخانے تھے۔ کوتوالی کے سپاہ شترابخانوں کا عمدہ انتظام و اہتمام کرتے تھے۔ کہیں خونریزی و فتنہ انگیزی نہیں ہوتی تھی جان و مال کی بڑی حفاظت کرتے تھے۔ اگر کسی کا مال گم ہو جاتا تو کوتوالی اُسکی ذمہ دار ہوتی تھی۔ تلاش کر کے برآمد کرتی تھی نہیں تو تاوان دیتی تھی۔ راجہ عدل پرور کا یہہ انتظام یعنے کوتوالی کو مال مفقودہ کا ذمہ دار بنانا مال برآمد نہونیکی صورت میں کوتوالی سے تاوان دلانا الخ تعریف کے لائق ہے۔ اسی انتظام کی وجہ سے چوری وڈاکہ کے واقعات نہایت ہی کم واقع ہوتے تھے۔ اگر متاخرین اس قسم کے انتظامات سے سبق لیں تو عمدہ انتظام ہو جائے۔ رعایا کے مال و اسباب کی حفاظت کامل طرح سے ہو جائے۔ جب تک سپاہ و عہدیداروں پر اس قسم کی سختی نکی جائے رعایا کو آرام نصیب نہیں ہوتا۔ عبدالرزاق سمرقندی سفیر لکھتا ہے کہ میرے چند رفقا یہاں یعنے بیجانگر میں چند ریشمی طاقے لائے تھے وہ چوری ہو گئے۔ کوتوالی میں اطلاع دیگئی کوتوال نے اُس محلہ کی سپاہ پر حکم کیا کہ جلد مال برآمد کر کے لاؤ اور مالک کے حوالہ کرو نہیں تو مال مسروقہ کی

قیمت تاوان دو۔ کوتوالی کے سپاہ مال کے برآمد کرتے مین عاجز ہوئے۔ رفیقون سے قیمت دریافت کرکے ادا کی

عبدالرزاق سمرقندی سفیر کا بیجانگر مین پہنچنا

سفیر نے لکہا کہ مین اواخر ذیحجہ ۸۴۶ہجری مین شہر بیجانگر مین مع الخیر والعافیہ داخل ہوا۔ راجہ نے مجکو ایک محل عالیشان مین اعزاز واکرام سے فروکش کیا۔ مین اور میرے ہمراہی آرام سے اُسمین فروکش ہوئے راجہ نے ہمارے لئے عیش وآرام کا تمام سامان مہیا کردیا تہا۔ ابہی ہم سفر کے مصائب سے فارغ نہین ہوئے تہے کہ محرم کا ہلال نمایان ہوا۔ پس غرۂ محرم کو راجہ کے ہرکارے ونائکواڑے میرے پاس آئے۔ اور خبر دی کہ راجہ صاحب نے آپکو یاد فرمایا ہے۔ عصر کا وقت تہا مین نماز سے فارغ ہوکے راجہ کے دربار مین گیا۔ پانچ عربی گہوڑے اور دو تہان کمخواب واطلس ہمراہ لے گیا۔ راجہ چہل ستونی دربار مین نہایت عظمت وشوکت سے تخت پر بیٹہا تہا۔ اور اُسکے داہنے اور بائین طرف تمام خدمتگاران حلقہ بگوش دست بستہ کہڑے تہے۔ راجہ زیتونی اطلس کی قبا پہنا ہوا تہا۔ اور سر پر تاج مرصع رکہا ہوا۔ اور گلے مین مروارید آبدار کا مالا پڑا ہوا تہا۔ سبزہ رنگ لاغر بدن قد بلند جوان صغر سن دونون کلون پر خط غباری نمایان۔ چہرہ سے ملاحت عیان تہی۔ مجکو راجہ کے سامنے لیگئے۔ مین نے تسلیم ادا کی۔ راجہ نے تسلیم کے جواب مین سر جہکایا۔ اور فرمایا کہ ہم بہت خوش ہوئے کہ ایک بادشاہ بزرگ نے ہمارے پاس سفیر بہیجا اور مجکو زیادہ اسبات کی خوشی ہے کہ مین دکن مین پہلا ہندو راجہ ہون۔ کہ مسلمان بادشاہ جلیل القدر نے دور دراز فاصلہ سے میرے لئے خلعت وگہوڑا عربی تحفہ بہیجا۔ بادشاہ نے اس نوازش سے مجکو تمام راجگان دکن مین ممتاز فرمایا۔ مین بادشاہ کی عنایت خلعت کا شکریہ دل سے ادا کرتا ہون۔

مین اُسوقت متعدد جامے پہنا ہوا تہا۔ گرمی کی شدت تہی عرق مین غرق ہورہا تہا۔ راجہ کے

ہاتہہ مین خطائی پنکہا نہایت نفیس تہا۔ میری حالت دیکہہ کے محبت سے مجکو عطا کیا۔ مین نے شکریہ ادا کر کے لیا۔ پہر ایک طبق جسمین دو دستے پان کے اور ایک بستہ پانسو فنم اور تیس مثقال کافور کا عنایت کیا۔ بعد ازان دربار سے برخاست ہوا مین بہی فرودگاہ مین آیا۔ میرے لئے مع جملہ رفقا و ملازمین ہر روز راجہ کے طرف سے راتب مقررۂ ذیل پہنچاتے تہے۔ دو بکرے۔ چار جفت مرغ۔ پانچ من برنج۔ اور ایک من گہی۔ اور ایک من شکر۔ اور ایک من آٹا۔ اور ہزار دانہ بادام۔ چند مثقال کافور۔ مرحمت کرتا تہا تین مہینہ تک اسیطرح خاطر و مدارات کرتا رہا۔ اور ترجمان کے ذریعہ سے کہتا تہا کہ سلاطین اسلام سفیرونکی دعوت کرتے ہین اور باہم ایک دسترخوان پر کہانا تناول فرماتے ہین۔ مگر ہم اور آپ باہم نہین کہا سکتے۔ کیا کرون مذہب کی پابندی مانع ہے۔ اور ترجمان کے ذریعہ سے یہہ بہی معلوم ہوا کہ یہہ بستہ فنم ایلچی کی دعوت ہے۔ یہہ راجہ نہایت خوش اخلاق و سیر چشم تہا۔ اور صلح کل کے طریقہ پر چلتا تہا۔ چنانچہ قریب مین اوسکا ذکر آئیگا۔

ذکر برگ تنبول

پان نارنگی کے پتے کی طرح درازی مین اُس سے زیادہ دراز ہندوستان و اکثر حدود ہرمز مین ہوتا ہے۔ لوگ اُسکو نہایت رغبت سے تناول کرتے ہین اور اُسکے فوائد سے کامل اعتقاد و اعتماد رکہتے ہین۔ واقع مین اُنکا اعتقاد بجا و مناسب ہے۔ اُسکے تناول کا یہہ طریقہ ہے۔ سپاری کو ریزہ ریزہ کرکے منہہ مین ڈالتے ہین پہر دو یا چار پان لیکر اُسپر چونہ و کتہا برابر برابر لگا کر باہم لپیٹ کے منہ مین رکہہ لیتے ہین اُسکو بیڑہ کہتے ہین۔ کبہی کبہی اُسمین کافور و ایلایچی و جوتری وغیرہ بہی شریک کرتے ہین۔ منہ مین رکہکے چابتے ہین۔ منہ سُرخ ہو جاتا ہے چہرہ سے مسرت و خوشی ظاہر ہوتی ہے۔ شراب کی مستی و سرخی دکہلا دیتی ہے

بہوک کو تسکین اور سیر آدمی کو کہانیکا راغب کرتا ہے۔ منہ کی بدبو دفع اور دانتون کو مضبوط کرتا ہے
مفرح دل و مقوی بدن ہے۔ یہہ چند ابیات ذیل اُسکے خواص مین نقل کی جاتی ہین ھی ھذا

نظم

بیرۂ تنبول کہ صد برگ بست — چون گل صد برگ در آمد بدست
برگ نادر چون گلے در بوستان — خوبتر این نعمت ہندوستان
تیز چو گوش فرس تیز خیز — صورت و معنی بصفت تر و تیز
تیزی او آلۂ قطع جذام — قول نبی زفنہ علیہ السلام
بر رگ و در رگ چو نشانی ز خون — لیک ہم از رگ دودش چون برون
طرفہ نباتے کہ چو شد در دہن — خونش چو حیوان بدر آید ز تن
خوردن او بوئے دہن کم کند — سستیٔ دندان ہمہ محکم کند
سرخی رویش ز دو خدمتگرش — چونہ و فوفل شدہ رنگ آورش
طرفہ کہ با این دو شہ یکست آپس — مرتبۂ نام ہمور است بس
گرچہ کہ آتش بنعوی ہست بیش — کہنہ شود بیش کند آب خویش
گرچہ کہ از آب شود ارد روی — لیک نے زرد سیت ہمہ آبروی
برگ عجب بین گرسستہ زہر — از پس شمشاہ بود تازہ و تر
حرمت ازین بیش کہ بیگاہ و گاہ — ہم بگدا محترم و ہم بشاہ
در دہنش گیر و بصحبت خرام — تا نگری فعل عجب والسلام

سفیر نے لکھا کہ راجہ کے محل مین ساتھہ سو رانیان تہین۔ تمام رانیون مین صرف ایک لڑکا دہ سالہ تہا
ہر ایک بیوی رانی علیحدہ رہتی تہی ہر ایک کے لئے تنخواہ و وظیفہ مقرر تہا اُسکی مملکت مین جہان کوئی لڑکی
خوبصورت ہوتی تہی اُسکے ماں باپ دنیا کی طمع و ہوس مین برضا و رغبت بادشاہ کے محل مین داخل
کردیتے تہے۔ اُسکی بڑی عزت ہوتی تہی۔ رانیون مین شریک ہوکے رانی کہلاتی تہی۔ معلوم ہوتا ہے کہ
راجہ عیاش تہا۔ مہ جبینون کے حسن و جمال پر فریفتہ رہتا تہا۔ عیش و عشرت مین زندگی بسر کرتا تہا۔

واقعہ بیجانگر

عبدالرزاق لکھتا ہے کہ ۸۴۶ھ ہجری مین بیجانگر کے راجہ کے بہائی نے ایک نیا محل تعمیر کیا۔ اور مکان کی
خوشی مین ایک جشن منعقد کیا۔ اپنے بہائی راجہ و ارکان ریاست کو دعوت دی کہ جشن مین شریک ہوکے
تناول طعام سے سرفراز کرین۔ تمام ارکان ریاست جشن مین شریک ہوئے۔ رقص و سرود ہو رہا تہا۔ نغمہ
وراگ کے آواز سے مکان گونج رہا تہا۔ تمام راگ و رنگ مین مست ہورہے تہے۔ چونکہ ہنود باہم ملکے
ایک جا ایک خوان پر کہانا نہین کہاتے ہین۔ فرداً فرداً کہایا کرتے ہین۔ راجہ کے بہائی نے کہانا نیکے
لئے ایک علیحدہ مکان مقرر کیا تہا۔ واقع مین وہ قتل گاہ مقرر کیا تہا۔ اور گہات مین اپنے چند سپاہ
ومعتمدین بٹہادئے تہے۔ اور خود مہمانون کی پیشوائی و استقبال کے لئے آتا تہا یا کسی غیر کو بہیجکر کہتا تہا
کہ فلان امیر و بزرگ کو دعوت کے مکان مین لیجاؤ۔ اور کہانا کہلاؤ۔ یعنی قتل کرو۔ اور جشن مین اہل
طرب صاحبان لہو و لعب کو جمع کیا تہا۔ تمام گانے بجانے مین مشغول تہے۔ فرداً فرداً مہمانون کو مجلس
عیش و طرب سے قتل گاہ مین پہنچاتا تہا۔ داخل ہوتے ہی کمین گاہ سے ایک جلاد سفاک آکے
شخص داخل کو مار ڈالتا تہا۔ مقتول کے اعضا پارہ پارہ کرکے خاک مین دفن کردیتا تہا۔ پہر دوسرے کو لاتا

اُسکو بہی قتل کرتا - جو کوئی مکان مین آتا تہا عدم کی راہ لیتا تہا - اسیطرح ارکان دولت سے صدہا کو قتل کیا ۔ بازآمدنت نیست چو رفتی رفتی :: ڈہول و نقارہ کی آواز کی وجہ سے کوئی شخص حال سے واقف نہین ہوتا تہا ظاہر مین مجلس سرود کا ہنگامہ گرم تہا - رقص و سرود ہو رہا تہا - راجہ کا بہائی خود دربار کی طرف متوجہ ہوا - ملازمین کو چرب و شیرین زبانی سے دعوت مین بہیجدیا - کسی نقیب و چوبدار کو نہین رکہا جب دربار کو نقیبون و چوبدارون سے خالی کر چکا تب اطمینان سے راجہ کے پاس آیا - ہاتہہ مین ایک طشت تہا جسمین برگ تنبول تہے - اور پوشیدہ اُسمین ایک خنجر لایا تہا - راجہ سے کہا مجلس آراستہ ہے تمام مجلس آپکے منتظر ہین - راجہ نے کہا اسوقت میرا مزاج درست نہین ہے مین نہین آؤنگا ۔ ؎

بازبط گفت کہ صحرا خوش است　　　گفت شبت خوش مرا جا خوش است

پس راجہ کا بہائی راجہ کے آنے سے مایوس ہوا - اُسوقت خنجر نکالکے راجہ پر چند وار کئے - راجہ تخت سے نیچے گرا - اُس برادر غدار نے خیال کیا کہ راجہ مقتول ہوگیا - اپنا ایک معتمد وہان چہوڑا کہ راجہ کا سر تن سے جدا کرے - اور آپ باہر نکلا اور چلایا کہ مین نے راجہ و امرا و وزرا تمام کو قتل کیا اب مین ملک کا مالک و راجہ ہون - جب اُسکا معتمد راجہ مجروح کے پاس سر تن سے جدا کرنیکے لئے گیا - راجہ نے تخت کو معتمد کے سینہ پر ایسا مارا کہ وہ سر کے بل زمین پر گرا - راجہ کا ایک ملازم جو وہان پوشیدہ تہا نکل آیا فی الفور معتمد غدار کو مار ڈالا - راجہ حرم سرا کے راستہ سے باہر آیا - دیکہا کہ برادر نامہربان رعایا کو اپنی سلطنت کیطرف بلا رہا ہے - خلائق بیشمار جمع ہے اسوقت راجہ چلایا کہ مین زندہ ہون اس حرامزدہ کو پکڑو رعایا نے اسکو اُسیوقت پکڑا اور قتل کیا - راجہ نے امرا و بہائیون کو بلایا کوئی باقی نہین رہا مگر ایک وزیر جو اس واقعہ سے پیشتر سیلان گیا تہا - راجہ نے اُسکو بلایا اور واقعہ سے آگاہ کیا جو لوگ برادر نامہربان

کے ساتھ شریک تھے انکو قتل کیا۔ دماہک راہ سے لوٹ کر آیا۔ واقعہ سنکے حیران ہوا۔ راجہ کی صحت کا شکریہ ادا کیا۔ اور ایک جشن مہناوی ترتیب دیا۔

جشن مہناوی کا ذکر

عبدالرزاق سفیر نے لکھا کہ بیجانگر کے راجاؤنکا قدیم سے یہہ دستور تھا کہ سالانہ جشن شاہانہ منعقد کرتے تھے۔ اور یہہ شروع سال مین ہوتا تھا۔ اور اُسکو مہناوی کہتے تھے۔ بیجانگر کے راجہ نے تمام ممالک مین فرامین طلب بھیجے امراو سپاہ سالاران و معززین کو بلایا۔ اور حکم دیا کہ ایک ہزار ہاتی مع سازو سامان آراستہ کرین اور بلاد وامصار کے ارباب لہو ولعب واہل نشاط وطرب کو بلائین۔ وصناعین آتشبازی و نقاشین رومی و چینی حاضر کرین حسب الحکم تمام امرا و وزرا و براہمہ حاضر ہوئے۔ اور اطراف ممالک سے ارباب نشاط وطرب و صاحبان لہو ولعب جوق جوق آئے۔ و صناعین ونقاشین بہی آئے۔ پس ماہ رجب ۸۴۷ھ ہجری مین ایام بیض یعنی تاریخ چودھوین و پندرھوین و سولوین مین ایک وسیع و فراخ میدان مین تمام جمع ہوئے۔ میدان پر فضا کو نمونہ بہشت برین بنائے۔ اُس فضائے دلکشا مین چار محل قائم کئے ایک محل سہ طبقہ۔ دوسرا چار طبقہ۔ تیسرا پنج طبقہ۔ چوتہا چہہ طبقہ تہا۔ ہر ایک محل کو اقسام اقسام کے نگارش و آرائش سے سجائے اور طرح طرح کی تصویرون و مورتون سے سنوارے۔ آدمی و حوش و چرند و پرند وغیرہ حیوانات کی تصویرین نہایت نزاکت وصفائی سے بنائی تہین۔ اور بعض محلات کے رواق اس قسم سے تہے کہ گہومتے نظر آتے تہے اور منظرون و دریچون سے خوشنما چہرے دکہلائی دیتے تہے۔ اور ایک محل نو منزلہ تہا اُسکو چہل ستونی

عمارت کے میدان مین قائم کئے تہے راجہ کا تخت پانچوین منزل مین تہا۔ سفرا و امرا کیلئے طاقون یعنی محل کے منزلون سے خارج مین جائے مقرر کی گئی تہی۔ چہل ستون عمارت اور چار محلات کے درمیان قوال و مطرب و زنان رقاصہ رقص و سرود مین مشغول تہے۔ اکثر قوال و مطرب دو شیزہ لڑکیان تہین جو نہایت حسین و خوبصورت زرین لباس پہنے ہوئی تہین۔ رقص و سرود مین قیامت برپا کرتی تہین۔ کرشمہ و انداز و غمزہ و ناز سے دلون کو شکار کرتی تہین۔ ناظرین عقل سے مدہوش اور ہوش و خرد سے بیہوش ہوتے تہے۔ **نظم**

پردہ برافراختہ از آفتاب	کردہ بیک غمزہ جہانے خراب
روے چو خورشید برافروختہ	جان کسان ز آتش خود سوختہ
قامت شان بود بپا کو فتن	گیسوئے مشکین بزمین روفتن
رقص کنان چون بزمین پا زوند	درحق ناہید لگد ہا زدند
از روش و جنبش دستان شان	مجلسیان ہمہ حیران شان

بازیگرون کے کرتب

بازیگر عجیب و غریب تماشے کرتے تہے۔ تین لکڑیان ہر ایک طولاً گز عرضاً نصف گز۔ ارتفاعاً تین ربع باہم جوڑتے تہے۔ اور دوسری دو لکڑیان مساوی تین لکڑیان مذکور پہلی دو لکڑیون پر رکہتے اور ایک لکڑی پر جو پہلی لکڑی ہے رکہتے ہین۔ چوب اول و چوب دوم گویا دو زینے چوب سیوم کے ہین۔ اور ایک سدہے ہوئے ہاتی کو اشارہ کرتے ہین کہ چوب اول و دوم سے تیسری چوب کی چوڑائی ہاتی کے پنجہ سے زیادہ ہوتی ہے۔ جب ہاتی تیسری لکڑی پر چارون ہاتہہ رکہکر کہڑا ہوتا ہے اور باقی

لکڑیون کو علیحدہ کر دیتے ہین - اور ہاتی اُن تین لکڑیون پر قائم رہتا ہے - اور ہاتی قوّالون کے راگ سنتا ہے - اور اُنکو محظوظ کرتا ہے پہر اُسیطرح آواز کرکے سونڈ اٹہاتا ہے اور اوتارتا ہے ارباب جشن و راجہ بہت ہی خوش ہوتے ہین -

دیگر - پہر بازی گر میدان مین ایک ستون قائم کرتے ہین - ستون ارتفاع مین دس گز ہوتا تہا - اور اُسپر ایک لکڑی ترازو کے کانٹے کی طرح رکہتے تہے - کانٹے کے ایک جانب ایک پتہر بمقدار وزن فیل باندہتے تہے - اور دوسرے جانب مین ایک تختہ ایک گز چوڑا رسیون سے آویزان کرتے تہے - اور ہاتی کو اُس تختہ پر سوار کرکے دونون طرف کے پہڑلے وزن مین برابر کر لیتے تہے - برابر ہونیکے بعد دونون پہڑلون کو زمین سے پانچ گز بلندی پر اُٹہاتے تہے - پتہر کے ساتہہ ہاتی برابر ہوا مین آویزان ہو جاتا تہا ترازو کی شکل دائرہ کا نصف دورہ ہوتی تہی - اس شکل سے راجا کے سامنے کہڑا کرتے تہے اور بازیگر اور قوال اُسکے سامنے گاتے بجاتے - اور ہاتی بہی اُن کی نقل برابر کرتا تہا سونڈ ہلاتا تہا اور آہستہ آہستہ چنگاڑتا تہا - ناظرین خوش ہوتے تہے - راجہ بازیگرون و قوالون کو انعام و خلعت عطا کرتا تہا - ایسطرح تین دن تک جشن ہوتا رہا -

آتش بازی

رات کو اقسام اقسام کی آتش بازی چہوڑی جاتی تہی - آتش بازی مین طرح طرح کے رنگ قوس قزح کے مانند نظر آتے تہے - انار - بان - مہتاب - و غبارے وغیرہ عجیب و غریب رنگ برنگ کے تماشے دکہلاتے تہے - بعض آتشبازی سے توپ و تفنگ کی طرح ہیبت ناک آواز برآمد ہوتی تہی - رات کو برق و رعد کا سما دیکہا جاتا تہا - طرح طرح کے لہو لعب ہوتے تہے - تیسرے دن جلسہ برخاست ہوا

عبدالرزاق لکھتا ہے کہ جلسہ ختم ہونیکے بعد مجکو تخت کے قریب لیگئے۔ مین نے تخت کو دیکھا سونے کا
تخت جواہر نفائس سے مرصع تہا تخت پر جواہر مختلف رنگون کے اس خوبی و لطافت سے باہم مرتب
کئے تہے کہ انکے جوڑ معلوم نہین ہوسکتے تہے۔ ظاہر مین ایسے خوشنما دکہلائی دیتے تہے گویا قدرتی اشیا
عجائب دنیا سے ہے۔ جسکا نظیر تمام دنیا مین نہین ہوگا۔ تخت کے چارون گوشونپر جواہر و یاقوت و نیلم سے
چار مور کی مورتین تہین۔ چمک دمک مین مہر و ماہ سے فائق تہین۔ آب و تاب مین برق رخشان سے
زائد تہین۔ اور تخت پر ایک زیتونی اطلس کی مسند تہی۔ مسند کے اطراف موتیونکی جہالر لگی ہوی تہی۔
جہالر کے موتی آبدار و شاہوار تہے۔ جہالر کی تین لڑین مسلسل تہین۔ اور موتیون کے دانے بڑے بڑے تہے
بادشاہ تین روز تک تخت پر جلوس کرتا رہا۔ مہناوی کا جلسہ برخاست ہونیکے بعد راجہ نے سفیر کو بلایا

راجہ کے دربار مین سفیر کا جانا

خاص
جلسہ ختم ہونیکے بعد راجہ نے عبدالرزاق سمرقندی کو شام کیوقت بلایا۔ بارگاہ خاص مین باریاب ہوا۔ بارگاہ
مکان عالیشان تہا۔ اسمین بڑے بڑے چار کمرے تہے۔ ہر ایک کمرے کی وسعت دہ در دہ گز تہی۔ بارگاہ
کی چہت اور دیوارین مطلا و مرصع تہین۔ دیوارونمین ہر طرف طلائی میخین جڑی ہوئی تہین۔ پہلے
کمرہ مین ایک طلائی تخت مرصع رکہا ہوا تہا۔ اور راجہ اسپر رونق افزا تہا۔ عبدالرزاق پیش کیا گیا
پہنچتے ہی سفیر نے تسلیم و کورنش ادا کی سفیر کو قریب بلایا اور نہایت محبت سے مرزا شاہرخ کے امرا و لشکر و
گہوڑونکی تعداد۔ سمرقند۔ وہرات۔ و شیراز وغیرہ بلاد کے حالات دریافت کیا۔ سفیر عرض کرتا تہا
ترجمان راجہ کو سمجہاتا تہا۔ راجہ میرزا شاہرخ کا احوال سنکے بہت خوش ہوا۔ اور خوشی و محبت کا اظہار
شیرین و لطف آمیز لفظون مین کیا اور فرمایا کہ مین بادشاہ کی خدمت مین چند ہاتی و چند خواجہ سرا

اور دیگر تحائف نفائس لائق ایلچی کے ہمراہ بہیجنے والا ہون - اسوقت راجہ کے مصاحبون مین سے ایک نے ترجمان کے ذریعہ سے پوچہا کہ آپکے ملک مین اسطرح کا مکان مرصع نہوگا - عبدالرزاق نے جواب دیا کہ ہمارے ملک مین اسطرح کا مکان بنا سکتے ہین مگر ایسی رسم و رواج نہین ہے - راجا و مقربین نے جواب سنکے سفیر کی تعریف و تحسین کی - اور سفیر کو چند بدرہ ٔ فنم اور دستے تنبول و میوجات مرحمت کئے -

ہرمزی تاجرون کی شرارت

بیجانگر مین ہرمزی چند تاجر رہتے تہے - سب نے سنا کہ راجہ نے سفیر کی بڑی عزت و آبرو کی اور بادشاہ کی خدمت مین ایک سفیر مع تحائف نفائس بہیجا ہے رشک و حسد سے مضطرب و بیچین ہوئے اور اسبات کی پیروی کرنے لگے - کہ راجہ کو اس ارادہ سے باز رکہین - شرارت ذاتی و خباثت اصلی سے یہہ فتنہ برپا کیا - کہ عبدالرزاق سمرقندی میرزا شاہرخ کا سفیر نہین ہے - یہہ ایک سوداگر ہے - اسبات کی شہر مین شہرت ہوئی راجا و امرا کے مجالس مین یہہ تذکرہ ہونے لگا - انہین ایام مین دنایک وزیر جو عبدالرزاق کے حال پر مہربان و قدردان و مردم شناس تہا گلبرگہ گیا تہا - اگر وہ ہوتا تو کسی کی مجال نہوتی کہ ایسا فتنہ و افترا قائم کرے - وزیر گلبرگہ اس وجہ سے گیا تہا کہ سلطان علاء الدین احمد شاہ بہمنی بادشاہ گلبرگہ نے سنا کہ بیجانگر کا راجہ دیورائے بہائی کے ہاتہہ سے مقتول ہوا شہر مین باہم امرا مین خلاف ہو رہا ہے - سپاہ و رعایا مین تفرقہ واقع ہے - بہمنی اخبارات کے سننے سے بہت خوش ہوا اور دیکہا کہ اسوقت موقع خوب ہے فی الفور ایک سفیر بہیجکر پیغام کہلا بہیجا کہ سات لاکہہ درا ہم پیشکش بہیجو - نہین تو مین بیشمار فوج روانہ کرتا ہون - تمہارے ملک کو خراب و برباد کردونگا - سپاہ و رعایا کو ہلاک کرون گا - دیو راو بہمنی کے پیغام سے غضبناک ہوا - اور نہایت جوش غضب و تہیج سے شعلۂ جوالہ کیطرح بہڑکنے لگا - اسیوقت

جوشش غضب مین بہمنی کے سفیر کو دربار مین بلایا۔ اور کہا کہ بہمنی سے کہئے کہ مجھے
اسبات کی کچھہ پروا نہین اگر مین زندہ رہونگا تو ایکدو روز مین ہزارہا جدید نوکر رکھہ سکونگا۔ اگر تمام
فوج ہلاک ہو جاے تو مجھکو کچھہ خوف و اندیشہ نہوگا۔ اگر آفتاب موجود ہو تو اُسکے مقابلہ مین ذرہ
معدوم محض ہے۔ بہمنی نے مجھکو عاجز گمان کیا۔ واقع مین اُسکا گمان خبط ہے مین اس مصرع کا مصداق ہون
طالع قوی و سعد قرین است و بخت یار ✽ فرمایا کہ بہمنی جسقدر چاہے میرے ملک سے لیوے علما و سادات
پر تقسیم کرین۔ اور مین جسقدر اُنکا ملک مسخر کرونگا براہمہ کو عطا کرونگا۔ طرفین سے عساکر روانہ ہوے
اہل اصنام مسلمانون کی بلاد و قصبات مین تاخت و تاراج نہین کرتے تھے اور مسلمان ہنود کے ملک
مین خرابی و بربادی طرفین کے اکثر مردان کاری قتل ہوتے تھے۔ آخر دیو راے کی فوج غالب ہی باہم مصالحہ
ہوگیا۔ گلبرگہ کے راجہ نے دماک وزیر کو سپاہ سالار مقرر کرکے روانہ کیا تھا۔ اوسکا قائم مقام ہمہ نبر نامی
برہمن مقرر ہوا تھا۔ یہہ برہمن ترشرو و بدخلق تھا۔ نئے قائم مقام نے عبدالرزاق کا راتب روزانہ
بیوجہ موقوف کردیا تھا۔ ہرمزی مفسدین نے موقع پاکر وزیر جدید سے سازش کرکے مکرر دربار مین عرض کیا
کہ یہہ بادشاہ کا سفیر نہین ہے۔ سوداگر ہے۔ سفارت کا دعوی غیر واقع ہے۔ ہنود کے قلوب مین
مفسدین کا کہنا جاگیر ہوا۔ بیچارہ عبدالرزاق چند مدت بیجانگر مین پریشان حال رہا۔ چند مراتب
راجہ نے راستہ مین اسکو گذرتے ہوے دیکھا مگر پریشان حال نہین ہوا ع گر ہمہ عدلست ہمین بس بود
جب دماک گلبرگہ کے معرکہ سے کامیابی کے ساتھہ آیا۔ اور عبدالرزاق کا حال دریافت کیا معلوم ہوا
کہ ہمہ نبر نے اسکا روزینہ موقوف کردیا ہے۔ دماک نے خبر کے سنتے ہی جدید وزیر کو بڑی ملامت
کی اور دارالضرب سے ساتھہ بدرے فنم منگوا کے عطا کئے۔ اور خواجہ مسعود و خواجہ محمود خراسانی جو وہان تھے

سفارت کیلئے مقرر کیا۔ اور بادشاہ کیلئے تحائف و نفائس تجویز کیا۔ اور انہیں دنون مین خواجہ جمال الدین نام فتح خان کا سفیر مع عرضداشت و تحائف راجہ کے پاس آیا۔ فتح خان سلطان فیروزشاہ کی خاندان سے تہا۔ راجہ نے عبدالرزاق سمرقندی سے رخصت کے وقت کہا کہ ہم کو معلوم ہوا کہ آپ میرزا شاہرخ کے سفیر نہین ہین۔ نہین تو مین آپکو بیشمار انعام دیتا اور آپکی بہت عزت کرتا اگر آپ پہر دوبارہ یہان تشریف لائینگے۔ اور ہمکو ثابت ہوگا کہ آپ میرزا شاہرخ کے بہیجے ہوئے ہین تو آپ کیساتہہ سلطنت کی شان کے موافق سلوک کیا جائیگا۔ اُسوقت سفیر نے زبان حال سے کہا نظم

از بادۂ عشق تو گر با وطن آیم   دیگر نفریبی نروم ہمرہ شاہی

راجہ نے عبدالرزاق کے ہمراہ دو سفیر خراسانی مذکور مع ایک خط روانہ کیا اور خط مین اسبات کو ظاہر کیا کہ مین چاہتا تہا کہ آپکی خدمت مین تحائف نفائس بہیجکر محبت و اتحاد کا سلسلہ قائم کرون لیکن یہان چند ہرمزی سوداگرون نے بیان کیا کہ عبدالرزاق واقع مین آپکا سفیر نہین ہے آپ کے مآثر ملکانہ و مفاخر شاہانہ سننے سے بہت خوش ہوتا ہون۔ خداتعالی نے آپکو جامع صفات حسنہ کیا۔ آپکے اوصاف دیار و امصار کے خاص و عام مین مشہور ہین۔

عبدالرزاق سمرقندی کی مراجعت ہند سے جانب ہرات

عبدالرزاق سفیر میرزا شاہرخ بادشاہ ہرات ماہ شعبان کی بارہ تاریخ ۸۴۷ ہجری مین شہر بیجانگر سے مع سفیران راجۂ بیجانگر روانہ ہوا۔ منازل و مراحل طے کرتا ہوا غرۂ رمضان سنہ مذکور مین دریائے عمان کے کنارے پہنچا۔ بندر باکنور مین فروکش ہوا۔ وہان امیر سید علاء الدین مشہدی سے ملا۔ سید بزرگوار ایک سو برس کا عمر رسیدہ تہا۔ مدت سے بندر مین سکونت پذیر تہا۔ وہان کے

تمام اہل اسلام و اہل اصنام سیّد کے معتقد تھے۔ اور آپ سے ارادت صادق رکھتے تھے اور حضرت کی بزرگی و کرامت کے قائل تھے۔ سیّد کی بات کو نص قاطع سمجھتے تھے۔ کسیکو سیّد کے فرمانے سے انکار نہین تھا کل فرمان بردار تابعدار تھے۔ اُسی بندر مین بیجانگر کے ایلچیون مین سے ایک مسمیٰ خواجہ مسعود فوت ہوا

کہ داند درین دیر کینہ سرشت ؎ کہ ما را کجا زیر سر ماند خشت

عبد الرزاق مع خواجہ محمد خراسانی سفیر بیجانگر بندر باکنور مین تا اختتام ماہ صیام سکونت پذیر رہا سرانجام و تیاری سفر کے لئے ہنود کے بندر مین آیا۔ چالیس روز کا زاد و راحلہ مع بیس نفر ہمراہی خرید لیا پھر عید الفطر کے بعد ایسے ایسے موانع واقع ہوے کہ بندر مذکور مین تا اختتام ماہ شوال قیام کرنا پڑا۔ آخرہ تاریخ ذیقعدہ سنہ مذکورہ مین جہاز مین سوار ہوا کشتی روان ہوئی۔ جب دریا کے درمیان پہنچی باد مخالف کے صدمہ سے کشتی طوفان مین آئی۔ ایک مہینہ تک برابر تلاطم امواج مین پراگندہ و پریشان کبھی بالا کبھی پائین ہوتی تھی۔ مسافرین کشتی نے تمام سامان و اسباب دریا مین ڈالکے صوفیانہ مجرد بیٹھے تھے اور دم بدم قاضی الحاجات کی درگاہ مین مناجات کرتے تھے۔ اسطرح سے ایک مہینہ ختم ہوا۔ اور عید الضحیٰ کی نماز بھی مسافرین نے کشتی ہی مین ادا کی آخر خدائے مجیب الدعوات نے سب کی التجا و دعا قبول کی۔ صرصر مخالف موافق ہوگئی طوفان کی طغیانی کم ہوئی تمام کو اطمینان حاصل ہوا پھر آخر ذی الحجہ مین قلہات کے پہاڑ نمایان ہوے۔ محنت و مصیبت راحت و مسرت سے مبدل ہوئی مسافرین جہاز نے محرم ۸۴۷ھ ہجری کا ہلال دریا مین دیکھا۔

سفیر کا ہرمز مین پہنچنا

عبد الرزاق لکھتا ہے کہ ہم نے محرم کا چاند دریا مین دیکھا۔ ہماری کشتی چند روز دریا مین لنگر انداز رہی

وہین رسم عزا و مرثیہ خوانی سید الشہدا امام حسین علیہ السلام ادا ہوئی۔ پہر ہم مسقط مین پہنچے۔ وہان شکستہ کشتی کو درست کرائے۔ پہر وہان سے روانہ ہوئے بندر خورفغان مین داخل ہوئے۔ وہان دو تین روز توقف ہوا۔ اسی اثنا مین ایک رات سخت گرمی واقع ہوئی۔ راتکو اکثر پرندے درختون کے آشیانون سے زمین پر گر گئے۔ تمام مردہ و بیجان تہے۔ وہان سے صبح روانہ ہوکے بارہ تاریخ صفر سنہ مذکور مین بندر ہرمز مین داخل ہوئے۔ بندر ہند سے ہرمز تک پچہتر دن مین آئے۔ ہرمز مین معلوم ہوا کہ مرزا شاہرخ کا مزاج علیل ہے۔ تمام ممالک فارس و عراق مین اضطرابی واقع ہوئی۔ سفیر مذکور بہی ستّر روز تک مقیم رہا۔ آخر لار سے خبر ملی کہ اب صحت کامل حاصل ہوئی۔ صحت کی خبر سنکے عبد الرزاق اگرچہ سفر کی محنت سے ضعیف البدن ہوگیا تہا ہرمز سے نکلا بندر او غان سے ہوتا ہوا تزرک مین پہنچا۔ اور وہان سے بادشاہ کی خدمت مین عریضہ بہیجا۔ اُسکے جواب کے انتظار مین چند روز وہان مقیم رہا۔ جواب و فرامین حسب دلخواہ آئے۔ اور دیگر حکّام و عمّال کے نام پروانے پہنچائے۔ راہداری کا انتظام خوبی کے ساتہہ کیا گیا۔ سفیر مذکور مع سفیران بیجانگر تزرک سے میمند و فرغانہ ہوتا ہوا ولایت سیرجان مین پہنچا۔ وہان شاہ شجاع کرمانی کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اور قریہ شیش مین ولی کامل مولانا شمس الدین محمد اسفانی سے بہی ملا شاہ موصوف اکبر مشائخ و اعظم ابنا ملوک سے تہے۔ پہر وہان سے کرمان مین پہنچا۔ امیر حاجی محمد جو وہان کا داروغہ تہا۔ اور وہ سفیر سے کدورت رکہتا تہا۔ ایک روز عبد الرزاق سفیر سے پوچہا مولانا آپکے اور ایلچیون کے آمد و رفت مین بادشاہی خزانہ سے کسقدر خرچ ہوا ہوگا۔ سفیر نے کہا پچاس ہزار دینار۔ اور کہا آپ یہان سے کسقدر لیجاتے ہین۔ سفیر نے جوابدیا دس ہزار دینار۔ کہا کیا خوب پچاس ہزار دینا اور دس ہزار لینا ہے۔ پہر سفیر نے کہا کہ ہمارا بادشاہ سوداگر نہین ہے کہ

حساب کرے۔ ہمارے بادشاہ کو اکثر ایسا اتفاق ہوا ہے کہ کسی غریب نے ایک پرندۂ شنا مین حضور مین
پیش کیا۔ بادشاہ نے غریب کا تحفہ نہایت خوشی سے قبول کیا۔ اور غریب کو پچاس ہزار دینار دیئے
پہر سفیر نے حاجی سے کہا کہ فی الحال مین ایک در تحفہ یعنی ہنرمدیب کے حدود مین راجاؤن نے اسلام کا
سکہ و خطبہ جاری کرنیکی اجازت چاہی ہے۔ لیجاتا ہون۔ یہہ تحفہ بادشاہ کے حضور مین پیش کرونگا
میرے نزدیک یہہ تحفہ بادشاہ کی نظر مین اُس سے بہتر ہوگا کہ پچاس ہزار دینار خزانہ مین رہین۔
پہر عبدالرزاق کرمان سے روانہ ہوا۔ قہستان ہوتے ہوئے پندرہ تاریخ ماہ رمضان دارالسلطنت ہرات
مین پہنچا۔ خدا کا شکریہ ادا کیا۔ اعزہ و اقارب سے ملا ؎

شکایت شب ہجران فروگذاشتہ بہ   بشکر آنکہ برافکند پردہ روز وصال

دوسرے دن بادشاہ ہرات کے دربار مین باریاب ہوا۔ بادشاہ کی دست بوسی حاصل کی۔ دربار مین خمیدہ پشت
کہڑا تہا۔ بیٹہنے کی اجازت ملی۔ خواجہ محمد خراسانی سفیر راجہ بیجانگر و خواجہ جمال الدین سفیر فتح خان نبیرۂ
فیروز شاہ دہلوی کا حال حضور مین عرض کیا۔ حسب الحکم دونون دربار مین بلائے گئے۔ تسلیم و کورنش
کے بعد دست بوسی سے مشرف ہوے اور راجہ کے تحائف و نفائس تین عدد یاقوت کی انگشتریان۔ اور
اونٹ ہندی و چند طاقے پارچہائے ریشمی پیش کئے۔ بادشاہ راجہ کے ایلچی سے بہت ہی خوش ہوا۔ اور
تحائف و نفائس کو محبت سے قبول کیا۔ اور زیادہ خوش اسوجہ سے ہوا کہ دو تین سال سے بادشاہ کے دربار
مین کہین کوئی سفیر مع تحائف و ہدایا نہین آیا تہا۔ راجہ کے ایلچیونکی خاطرداری تعظیم و تکریم سے کی۔
مکان عزیز مین فروکش کیا۔ ہفتہ مین دوبار باریاب ہوتے تہے۔ اور انکو دربار مین بیٹہنے کی اجازت دیہی
بادشاہ عبدالرزاق سے دیار و امصار کے حالات اور وہان کے رسوم و عادات دریافت کرتا تہا۔ اور

خاص الحاجگان ہند کی حقیقت استفسار کرتا تہا۔ عبد الرزاق راست راست عرض کرتا تہا۔ بادشاہ حالات سنکے محظوظ ہوتا تہا۔ مال و دولت و جواہر کی کیفیت سنکے کہتا تہا کیا عبد الرزاق کہ یہہ الف لیلہ کی کہانی ہے یا یہہ تیری مبالغہ آمیز جادو بیانی ہے۔ عبد الرزاق ادب سے عرض کرتا خداوند عالم یہہ بیان واقعی ہے۔ بادشاہ و دیگر مصاحبین کہتے تہے۔ زمین ہند زرخیز ہے۔ راجہ کے ایلچی ذی الحجہ کے آخر تک ہرات مین رہے۔ پہر بادشاہ نے ہر ایک ایلچی کو ایک ایک گہوڑا مع زین و لجام زرین اور تین تین ہزار دینار کبکی اور ایک ایک گلہ زردوزی عطا کیا۔ اور ایلچیون کے دس ملازمین کو قبائین اور چارسو دینار انعام دے۔ اور بندر ہرمز تک کا زادوراحلہ بہی مقرر کر دیا۔ اور فتح خان فیروز شاہی کے ایلچی خواجہ جمال الدین نے ایک عرضداشت پیش کی۔ اُسکا مضمون یہہ تہا کہ جب حضرت صاحب قران امیر تیمور گورگان ہند مین رونق افزا ہوے تہے۔ اُسوقت ہند مین کوئی نامی بادشاہ زندہ نہین تہا۔ ملّو ساہو کارنے چتر بنایا۔ اور ہمارے خاندان کا نام مٹایا۔ مین ضعیف البنیان غربت مین ادہر اُدہر مصیبت سے زندگی بسر کرتا ہون

ع غریب را دل آوارہ با وطن باشد ✦ بادشاہ نے عرضداشت کو سنکے بیجانگر کے راجہ کو لکہا کہ فتح خان فیروز شاہ کے فرزندون سے ہے۔ آپکے سایۂ عاطفت مین پناہ گزین ہے۔ اگر آپ سے ہو سکے تو اُسکو خاندانی مملکت پر پہنچائین۔ نہین تو ہمارے بارگاہ مین روانہ کرین تاکہ ہم اُسکے ہمراہ بیشمار فوج بہیجین۔ اور اُسکو آبائی سلطنت پر قائم کرین۔ اور تخت سلطنت پر بٹہائین

شاہرخ جزوی کہ بندۂ او   در جہان پادشہ نشان باشد

مولانا اعظم جامع الفضائل مولنا ناصر الدین نصر اللہ جنابذی کو سفارت کیلئے مقرر کیا۔ اور مولانا کو انعام و راہداری و اسپ ڈاک مرحمت کیا۔ اور بیجانگر کے راجہ کیلئے تحائف و نفائس

مہیا کئیے - مولنا حسب الحکم روانہ ہوا۔
بادشاہ نے عبدالرزاق سے ہرمز مین توقف کی وجہ دریافت کی - اُسنے ہرمزیون کی شکایت کی -
بادشاہ ناخوش ہوا اور حکم دیا کہ خواجہ محمد بغدادی زیر ہرمز کو دیوان اعلی مین حاضر کرین - اور اُس سے
دریافت کرین کہ عبدالرزاق ہرمز مین چند روز کس وجہ سے متوقف رہا - حاجی محمد یوسف ہرمز مین گیا
اور اونکو بادشاہی حکم سنایا - اور بغدادی سے کہا کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ مین آپ کو دیوان اعلی مین
حاضر کرون - تاکہ حضور آپ سے عبدالرزاق کی تاخیر کا سبب دریافت کرین - ہرمز کے بادشاہ و حکام
نے سفارش کی کہ چند روز کی مہلت دیجئے تاکہ حضور مین عرضداشت بہیجون پہر جو کچھہ حکم ہوگا بجالاونگا
بغدادی نے ایک عرضداشت بادشاہ کے حضور مین بہیجی - اور عبدالرزاق کی خدمت مین ایک نیاز نامہ
مع پانچ غلام حبشی اور ساٹہہ تہان پارچہ ریشمی اور ایک سو سولہ۱۱۶ تہان گلبدن بہیجے - اور حاجی یوسف
اور اُسکے ہمراہیون کو نفائس کپڑے و زر نقد دیا - اور حاجی یوسف کو سمجہا مناکے مستردکیا - عبدالرزاق
نے حاجی مذکور کو مع کل اسباب حضور مین پیش کیا - بادشاہ نے پسند کیا - اور بغدادی کا قصور معاف فرمایا
اَب مین تحفۃ الملوک سے راجایان بیجانگر کے حالات نقل کرتا ہون - تاکہ ناظرین مستفید ہووین -
تاریخ مذکور کے مولف نے لکہا کہ اکثر مورخین بیان کرتے ہین کہ شہر بیجانگر رایان دکن کا بنا کیا ہوا ہے
اور یہی قول صحیح ہے - اور بیجانگر کے راجاؤن کی نسب کا سلسلہ کسی مورخ نے صحیح نہین لکہا - احمد شاہ بہمنی
کے عہد مین یعنی ۸۴۰ھ ہجری مین شہر بیجانگر مین شیورائے تخت نشین تہا - اٹہائیس سال حکومت
کرکے ۸۶۸ھ ہجری مین فوت ہوا - یہہ راجہ دلیر و بہادر تہا - اکثر اوقات سلاطین اسلام سے جنگ و جدال
کرتا رہا - کبہی سلمان غالب ہندو مغلوب کبہی اسکا عکس ہوتا تہا - تا بہ زندگی شاہان اسلام کا خراج گذار

نہین ہوا۔ ہمیشہ مخالفت کرتا رہا۔

شیوراو کے بعد اجیت راو تخت نشین ہوا۔ یہہ راجہ نہایت خوش اخلاق و نیک نہاد و تہا منصف و عادل مزاج تہا۔ رعایا و سپاہ کو جان سے زیادہ عزیز رکہتا تہا۔ اُسکے زمانہ مین رعایا آسودہ حال و فارغ البال تہی ملک گیری و جہان کشائی کا شائق تہا۔ اکثر ولایات اسلام پر فوج کشی کرتا تہا۔ بلکہ چند شہر جو شیوراو کے زمانہ مین سلاطین اسلام کے قبضہ مین آگئے تہے اُنپر قابض و متصرف ہوا۔ چالیس برس سلطنت کر کے سنہ ۹۰۸ ہجری مین فوت ہوا۔

اجیت راو کے بعد کشن راے تخت نشین ہوا۔ یہہ راجہ عاقل و عادل تہا۔ ریاست کا انتظام عمدہ طرح سے کرتا تہا۔ چند امراے اسلام مثلاً عین الملک کنعانی وغیرہ سلاطین اسلام سے برخاستہ خاطر ہو کے راجہ کے پاس آئے۔ راجہ نے حسن اخلاق و ہمدردی و نسانی سے اُنکے ساتہہ حسن سلوک کیا۔ اور اپنی ریاست مین اُنکو پناہ دی اور اُنکے لئے وظائف مقرر کر دئے۔ اور مکانات و عمارات و مساجد و معابد بنانیکی اجازت دی نماز و اذان و آداب اسلام کے ادا کرنے مین مزاحمت و ممانعت نہین کی اہل اسلام اُسکی حکومت مین آرام و آسائش سے زندگی بسر کرتے تہے۔ اور راجہ کے حکم کے تابعدار و فرمان بردار رہتے تہے۔ وفاداری و راستبازی سے راجہ پر قربان ہوتے تہے اور اپنے مذہبی امور کو آزادانہ ادا کرتے تہے۔ کوئی مانع نہین ہوتا تہا وہان یعنی بیجانگر مین اہل اسلام کا ایک محلہ ترکلا پٹن نام سے مشہور ہو گیا تہا۔ اہل اسلام راجہ کے شکرگزار و جان نثار تہے۔ ہر وقت اُسکی دولت خواہی کیلئے مستعد رہتے تہے۔ اسی راجہ کے زمانہ مین بیجانگر مین ایک نہر تہی۔ جو دو پہاڑیون کے درمیان سے گذرتی تہی۔ راجہ نے دونون پہاڑیون کے درمیان ایک دیوار مضبوط بنانا شروع کیا تہا۔ دیوار کا طول تقریباً ایک فرسخ تہا۔ اور عرض ساٹہہ گز۔ اور عمق

بینتیس گز دیوار تیار ہونیکے بعد تمام پانی بیجانگر کی نہر مین جمع ہوا۔ اور دوسرے طرف سے باز رہا یہہ چہوٹا سا دریا ہوگیا۔ اس دریا کا دور تیس میل تہا۔ اور اسمین ساتہہ پہاڑ واقع تہے۔ اور پانیکی کثرت سے چند دیہات غرق ہوگئے ۔

رفیع الدین لکہتا ہے کہ اب یعنی سنہ ۱۰۱۷ ہجری مین وہ دریا موجود تہا۔ اُسکا پانی نہایت صاف و درست تہا۔ اُسکے کنارون پر کی زمین قابل زراعت بنجر پڑی ہوئی تہی۔ اگر آباد کی جاتی تو لاکہون روپیہ کی آمدنی ہوتی۔ لیکن وہ دیوار پوری نہین ہوئی تہی۔ کہ کشن راؤ فوت ہوگیا۔ مدت سلطنت چونتیس سال۔ تاریخ فوت سنہ ۹۴۲ ہجری ہے۔ اُسکا ایک لڑکا سداشیوراج نام تہا۔ اُسکے وزیر بہوج تلمراج نے لڑکے کو باپ کی جگہہ مسند نشین کیا۔ اور خود مختارانہ سلطنت کا اہتمام بدستور راجگان سلف کرنے لگا۔ اور بغرض نفسانی سے چاہتا تہا کہ بادشاہ کے اعزہ واقارب کو بیدخل کرے۔ اور امرائے قدیم کو خدمتون سے علیحدہ کرکے اپنے اعزہ واقارب کو مقرر کرے۔ تمام ارکان دولت ورعایا اُس سے ناخوش ہورہے تہے اور موقع کے منتظر تہے۔ اسی اثنا مین ابراہیم عادلشاہ نے تلمراج وزیر کی حالت دیکہکر اسعد خان سپہ سالار کو بیشمار فوج دیکر بیجانگر روانہ کیا۔ بہوج تلمراج ابراہیم کی فوج کشی کی خبر سنکے گہبرایا۔ اور امراء وارکان دولت کو جمع کرکے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیئے؟ بعض حاضرین نے مقابلہ کی ترغیب دی۔ اور بعض نے صلح کی طرف رجوع کیا۔ بہوج تلمراج نے صلح کو پسند کیا اور دلمین ٹہان لیا کہ اہل اسلام کو پیشکش و نذرانہ دیکر لوٹانا چاہیئے۔ اور فراغت سے حکومت کرنا۔ بنابرین اسعد خان کے ذریعہ سے صلح کرلی۔ آٹہہ لاکہہ ہون اور ایک الماس ساڑے تین مثقال کا دیکر مسلمانون کو واپس کیا۔ اور بلائے ناگہانی کو سر سے دور کیا۔ اب فراغت سے حکومت کے

میدان مین مختارانہ جولانی کرنے لگا۔ خودپسند خودغرض تہا۔ اکثر امرا اُسکی طرز و روش سے ناخوش و بددل ہورہے تہے۔ آخر ناخوشی و بددلی کا یہہ نتیجہ ہوا کہ تمام نے باہم اتفاق کرکے رام راج کو جو کشن رائو کا قرابت دار و داماد تہا۔ بیجانگر کے قریب چند گائون کا جاگیردار تہا۔ اپنی جاگیر کی آمدنی پر قانع و صابر تہا۔ لائے۔ اور سلطنت پر آمادہ کیا۔ بہوج تلمراج گہبراکر فرار ہوا۔ دکن کے کسی گائون مین بپاس حماقت و غیرت سے آگ مین جل کر ہلاک ہوگیا۔

حکومت رام راج سنہ ۹۴۲ ہجری مین وزارت کی مسند پر بیٹہا۔ کشن رائو کے بیٹے کو ہر روز دربار مین بٹہاتا تہا اور آپ اُسکے سامنے دست بستہ قایم رہتا تہا۔ تمام امرا و ارکان دولت کیا اہل قلم و کیا اہل علم سلام و مجرا ادا کرتے تہے۔ خود رات دن ملکی انتظام مین مشغول رہتا تہا۔ عقیل و فہیم و تجربہ کار و ہوشیار تہا۔ سختی و جفاکش و دلیر و صاحب ہمت تہا۔ دو ڈہائی سال کے عرصہ مین بہت سے امرائے قدیم کو معزول کیا۔ اور اپنے اعزہ و اقارب کو سرکاری خدمات پر مقرر کیا۔ اپنے دونون برادران بزرگ کو ایک تلیمراج دوم وینکٹادری۔ اول کو ملکی انتظام مین اپنا مشیر بنایا۔ اور دوم کو فوج کا سپہ سالار و سر نوبت فرمایا اور تمام ولایت کو اپنے باہم بہائیون پر تقسیم کردی۔ فوج مین بہی اکثر اپنے اقارب و اعزہ بہرتی کرلئے پہر آپ حکومت کی مسند پر بیٹہا۔ اور کشن رائے کے لڑکے اور اُسکے تمام متعلقین کو ایک مکان محفوظ مین رکہا جو دیوار کشن رائو کیوقت مین ناتمام رہگئی تہی اُسکو ختم کیا۔ اور ریاست کے استحکام و آبادانی مین نہایت کوشش کی۔ تمام ملک آباد ہوگیا اور آمدنی بڑہگئی۔ چند امرائے عادل شاہی شاہان اسلام سے رنجیدہ ہوکے اُسکی خدمت مین گئے۔ اور اُس سے نوکری کے خواہان ہوے۔ اُس نے امرائے اسلام کی درخواست خوشی سے منظور کی۔ اور ہر ایک امیر کو معزز خدمت پر مقرر کیا۔ اور اہل اسلام کے ساتہہ

حسن اخلاق و محبت سے پیش آتا تہا۔ اور دربار مین کشن رائے کے موافق قرآن شریف ایک بلند کرسی پر رکہا۔ اور حکم دیا کہ اہل اسلام مجلس مین آکر قرآن شریف کی تعظیم و تکریم ادا کرین۔ اور شہر سے خارج مسلمانون کے رہنے کے لئے ایک مقام پر فضا و جائے دلکشا عطا کیا تہا۔ اہل اسلام تمام وہان سکونت پذیر ہوے تہے۔ اور ان کے لئے بازار وغیرہ بہی مقرر کر دیا تہا۔ اہل اسلام کے بود و باش کا مقام و محلہ بنام ترکلا پٹن مشہور ہوا۔ اور مساجد بنانیکی بہی اجازت دی۔ اور حیوانات کے ذبح کرنے مین ممانعت نہین کی اہل اسلام آزادانہ رہتے تہے۔ ایکوقت رامراج کے بڑے بہائی نے کہا کہ حیوانات کے ذبح کرنیکی ممانعت کرنی چاہئے۔ رام راج نے کہا یہہ ہماری خدمت کیلئے نوکر ہین۔ نہ تغیر مذہب و ملت کے لئے۔ اونکو مانع نہین ہونا چاہئے تاکہ ہماری خدمت خلوص صدق دل سے کرین۔ نہ جبراً۔

تحفۃ الملوک کے مولف نے صیغۂ ملازمت مین مسلمانونکا تقرر وغیرہ رام راج والی بیجانگر کی طرف منسوب کیا واقع مین بیجانگر کی فوج مسلمانون کو کشن رائے نے شریک کیا تہا۔ رام راج اس صفت اولیت کا مستحق نہین ہے۔ ہان رام راج نے کشن رائے کی انتظام ملکی مین پوری پیروی کی۔ اکثر خلاف نہین کیا۔ شاذ و نادر کہین مقتضائے حال کے خیال سے کیا ہوگا۔

یہہ رامراج اور اوسکے اعزہ نے شہر مین بہت بتخانے بنائے۔ رود خانہ سے ستر نہرین شہر مین لائے۔ شہر مین گہر گہر باغات تہے اور اونمین اقسام کے میوے پہلتے تہے۔ تمام شہر سیراب و شاداب تہا۔ ہر طرف امن و امان کا وفور تہا ظلم و ستم وہان کافور تہا۔ اور بیجانگر کی رونق نور علی نور تہی۔ آخر تمام سلاطین طوائف ملوک دکن باہم متفق ہوکے رام راج پر حملہ آور ہوے فیما بین سخت لڑائی بلکہ متعدد لڑائیان ہوئین بیشمار جانبین سے لوگ قتل ہوے۔ آخر بتاریخ بستم

ماہ جمادی الثانی ۹۷۲ سنہ ہجری مین رامراج مقتول ہوا۔ رام راج کے بعد بیجانگر ویران و برباد ہوا مسلمانون
نے خوب لوٹ مار کی۔ مال و دولت سے مالامال ہوئے۔ رفیع الدین شیرازی نے تحفۃ الملوک مین لکہا کہ
مین اس واقعہ کے بعد اُس سرزمین مین گیا دیکہا بیس پچیس کوس تک جنگل و جہاڑی تہی آبادی کا
نام و نشان نہین تہا۔ اور اُس جنگل مین حیوانات مثلاً شیر وغیرہ کثرت سے تہے۔ اب تو صرف
بیجانگر کا نام ہے۔ اُس جنگل مین بہت جدید قرئے و قصبے آباد ہو گئے ہین۔ اور یہہ بہی نہین معلوم
ہوتا کہ بیجانگر واقع مین کہان تہا۔ ہان پیرانہ دیرینہ سال نشان دہی کر کے کہتے ہین کہ یہان تہا

مجمل کیفیت راجگان بیجانگر معاصرین سلاطین بہمنیہ

فرشتہ نے لکہا کہ مہاراج بن کشن بادشاہ ہند کے عہد مین شیورائے دکن مین حکمرانی کرتا تہا
اکثر راجگان دکن اُسکے خراج گزار تہے تمام شیورائے مذکور کو مہاراج مانتے تہے۔ اُسکا دارالحکومت
بیجانگر تہا۔ اتفاقاً ایک مرتبہ زمینداران دکن نے بغاوت کر کے اُسپر فوج کشی کی شیورائے
مع فوج بیشمار پیادہ و سوار مقابلہ کے لئے برآمد ہوا۔ فیمابین جنگ کا میدان گرم ہوا۔ آخر
جنگ مین رائے کو شکست ہوئی۔ زمینداران دکن کامیاب ہوئے۔ اس شکست کے بعد
شیورائے نے مہاراج بن کشن سے استعانت کی۔ مہاراج نے اپنے فرزند کو مع جمعیت امداد کیلئے
بہیجا۔ شیورائے نے مع جمعیت امدادی زمینداران دکن سے مقابلہ کیا۔ اس ستیز و آویز جنگ
خونریز مین مہاراج کا فرزند دلبند مقتول ہو گیا۔ شیورائے نے فرار کا راستہ اختیار کیا۔
مہاراج و رائے کی فوج درہم برہم ہو گئی۔ لیکن مہاراج فرزند کے قتل و شکست کی خبر
سنکے نہایت ہی غضبناک ہوا۔ فوراً اپنے سپہ سالار مالچند کو مع جمعیت سوار و پیادہ روانہ کیا۔

تاکہ دکن کے زمینداروں کو سزا دیوے۔ سپہ سالار کے آتے ہی شیورائے بہی مع جمعیت بقیہ آصف شریک ہوا۔ باہم مخالفین مین سخت جنگ ہوا۔ سپہ سالار کو کامیابی ہوئی۔ مخالفین میدان معرکہ سے فرار ہوئے پہر سپہ سالار نے شیورائے کو موروثی سند پر بٹہایا۔ اور مہاراج کی خدمت مین مراجعت کی انتہی کلامہ۔

فرشتہ کے بیان مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ بیجانگر کی آبادی سلاطین اسلام کی آمد سے قبل ہے اسیطرح ابوالفضل نے آئین اکبری مین راجگان ہند کے سلسلہ مین لکہا کہ رام دیو راٹہور نے اودہ و پنجاب و نگرکوٹ و مالوہ و اوڑیسہ بنگالہ وغیرہ فتح کرلیا تہا۔ ہند کے راجاؤن مین اولوالعزم و عالی ہمت مانا جاتا تہا۔ اُسوقت ہند مین کوئی اُسکا مقابل نہین ہوسکتا تہا شہر قنوج اُسکا دارالسلطنت تہا۔ رامدیو نے شیورائے حاکم بیجانگر سے خراج و پیشکش لیا۔ اور رائے سے دختر کی درخواست کی۔ شیورائے نے خوشی سے اپنی لڑکی مع جہیز زر و جواہر و تحائف نفائس راجہ راٹہور کی خدمت مین بہیجدی۔ راٹہور بہت خوش ہوا۔ دکن کی چڑہائی موقوف کردی تہی کلامہ ابوالفضل کے قول سے بہی ثابت ہوتا ہے کہ بیجانگر کی آبادی سلاطین اسلام کے قبل ہے مگر بیجانگر کی زیادہ شہرت سلاطین اسلام کے حملون و معرکون سے ہوئی۔ شاید یہہ شیورائے مخفف سداشیورائے بن چیت شکتی سنیاسی بانی ہنوگنڈہ ہے۔ یہہ شیورائے اول ہوگا اور اسی راجاؤن کے سلسلون مین سنہ ہجری مین دوسرا شیورائے گذرا ہے۔ چنانچہ رفیع الدین شیرازی نے تحفۃ الملوک مین لکہا کہ شیورائے سنہ ۶۸ ہجری مین تخت نشین ہوا اُسکے بعد دیورائے اول۔ پہر دیورائے اول کے بعد اجیراو۔ اور اُسکے بعد کشن رائے ثانی

حسن رام راج تیس سال حکمرانی کرکے تقریباً ۹۴۲ یا ۹۵۰ھ مین فوت ہوا۔ اس کے بعد سداشیوراج بن کشن رائے دوم چونکہ خورد سال تہا اس لئے تیمراج خود دیوانی و فوجداری کا کام کرتا تہا وزیر سخت و تند مزاج تہا۔ رعایا کے ساتہہ سختی کرتا تہا۔ رعایا وزیر کے ظلم و ستم سے پراگندہ حال تہی۔ آخر رعایا و امرانے باہم اتفاق کرکے وزیر متلوّن المزاج کو معزول کیا۔ بعض نے لکہا کہ وزیر نے رام راج کی حکمت عملی سے جبراً خودکشی کرلی۔ اور رام راج داماد کشن رائے کو جو عمر رسیدہ و زمانہ دیدہ۔ اور زمانہ کا گرم و سرد چشیدہ تہا مقرر کیا۔

مورخین انگریزی و فارسی بیجانگر کے راجاؤن کے نامون مین مختلف الاقوال ہین۔ اور بعض ہنود نے بہی راجاؤن کے سلسلون مین تقدم و تاخر کا لحاظ نہین کیا۔ اور راجگان قدیم کو سلاطین اسلام کے معاصرین قرار دئے۔ اور مورخین اسلام نے راجگان قدیم کے حالات سے اغماض کیا۔ ان متاخرین راجاؤن کے حالات لکہے جو بہمنیہ سلاطین و طوائف الملوک کے معاصر تہے۔ اور سلاطین اسلام سے مقابلے و معرکے کرتے رہے۔ چنانچہ ملحقات و تحفۃ الملوک و تحفۃ السلاطین و فرشتہ وغیرہا تواریخ کے مولفین نے علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی کا معاصر کشن رائے اول لکہا ہے۔ یہہ کشن رائے محمد شاہ اول و مجاہد شاہ و محمود شاہ اول کے زمانہ تک بیجانگر مین حکمرانی کرتا رہا۔ پہر کشن رائے کے بعد دیورائے حکمرانی کی مسند پر جلوس فرما ہوا۔ یہ دیورائے فیروز شاہ بہمنی و احمد شاہ بہمنی و علاء الدین احمد شاہ وغیرہم کے زمانہ تک زندہ رہا۔ اکثر اوقات سلاطین بہمنیہ سے لڑتا رہا آخر صلح کرکے خراج گزار بنگیا تہا۔ اسی راجہ نے اپنی دختر نیک اختر کی شادی فیروز شاہ بہمنی سے کردی تہی۔ چنانچہ اسکا تمام ذکر بہمنی کے ذکر مین آئیگا۔ باوجود مصالحہ و رشتہ دامادی

کبھی کبھی خلاف کرتا تھا۔ لیکن شکست و ذلت کے سوا کچھہ نہین کرسکتا تھا۔ دیورائے کے بعد
اجیرائے مسند نشین ہوا۔ محمد شاہ ثانی کا معاصر تھا۔ اجیرائے کے بعد کشن رائے دوم حکمران
ہوا۔ یہہ کشن رائے محمود شاہ وغیرہا کے زمانہ تک زندہ رہا۔ اسکے بعد سداشیوراج طفل خورد سال
مسند نشین کیا گیا۔ اور تیمراج وزیر تمام ریاست کا انتظام کرتا تھا۔ مختار کل تھا۔ چند مدت کے
بعد وزیر مذکور معزول کیا گیا۔ اور رام راج داماد کشن رائے تمام امرا و رعایا کے اتفاق سے وزیر
و رائے زادہ کا اتالیق ہوا۔ آخر یہ وزیر بیجانگر کا خود مختار مالک ہو گیا اور بیجانگر کی سلطنت کا خاتمہ
اسی پر ہوا۔ چنانچہ عنقریب اس کا ذکر آئیگا۔ اور بعض مورخین نے راجگان قدیم کو راجگان
مذکور کے مقام مین ذکر کیا ہے۔ اور بعض نے راجہ قدیم کے حالات جدید راجہ کے ساتھہ لاحق
کئے۔ اور راجہ قدیم کے نام کے ساتھہ جدید کا نام بھی شامل کر دیا۔ مثلاً لکھا کہ ہری ہر رائے اول
یا کشن رائے اول کلمۂ تردید کے ذریعہ سے اسلئے لکھا کہ کوئی قدیم و جدید راجاؤن مین تمیز
نکرے۔ اور تمام کے نزدیک یہی امر ثابت ہو جائے کہ بیجانگر کا وجود انہین راجاؤن کے عہد
مین ہوا ہے جو سلاطین بہمنیہ کے معاصر تھے۔ حالانکہ مولفین اہل اسلام نے معاصرین
بہمنیہ کے راجاؤن کے اسما جو لکھے ہین بعض انہین راجگان قدیم کے اسما سے مختلف ہین
اور بعض قدیم راجاؤن کے ہمنام ہین۔ لیکن اول و دوم کے تکملہ سے الگ الگ ہو جاتے ہین
نہین معلوم مورخین کسوجہ غلطی کے گڑھے مین گرے ہین۔ شاید رواۃ کی غلط بیانی سے
غلطی واقع ہوئی ہوگی۔ فقیر مولف بھی مورخین کے کثرت اختلاف سے حیرانی کے عالم
مین ہے۔ اگرچہ پورے طور سے فیصلہ و تصفیہ نہین کرسکتا۔ لیکن جسقدر مجھکو راجگان

بیجانگر کے حالات مختصراً مرتباً دستیاب ہوئے ہین۔ گزارش کرتا ہون۔ آیندہ بشرط فرصت
بیجانگر جاؤنگا وہان کے کہنڈر افتادہ وآثار قدیمہ۔ اور درودیوار کے نقش ونگار دیرینہ
دیکہہ کے مستقل بیجانگر کی تاریخ لکہونگا۔ اور اسبات کی زیادہ کوشش کرونگا کہ واقعات
مطابق واقع ہوجائین۔ واللہ اعلم بالصواب بحقیقۃ الحال
اب بیجانگر کے راجاؤن کے حالات ترتیبوار گزارش کرتا ہون۔ ہر ایک راجہ کے حالات سے
بیجانگر کے بلاد وقصبات کی آبادی وبنا کا حال بہی معلوم ہوجائیگا۔ بیجانگر واقع مین
متعدد بلاد وقصبات وقریات پر شامل ہے بلاد وقصبات اُسکے محلے شمار کئے جاتے تہے
ان بلاد وقصبات کی آبادی مدت دراز مین ختم ہوئی۔ اور ان شہرون کی تعمیر وترمیم کا
سلسلہ مدت دراز تک جاری رہا متعدد راجاؤن کی کوشش ومحنت کا یادگار تہا جیسا
صدر مین اسکا ذکر ہوچکا ہے۔

راجگان بیجانگر کی حکمرانی وسلطنت کا ذکر ابتدائے آبادی سے انتہائے خرابی تک

احکام البلاد والحکام کے مولف نے لکہا کہ عیسیٰ علیہ السلام سے سات سو برس قبل نیو کنڈہ
وبیجانگر کے مقام مین پہاڑ وجنگل خراب ویرانہ تہا۔ وہان وحشی جانور رہتے تہے۔
اکثر حیوانات درندون کا سکونت گاہ تہا بنی آدم سے کبہی کبہی سنیاسی وجوگی اسطرف
آمدورفت کرتے تہے۔ اس پہاڑ وجہاڑی کے جنوبی سمت مین ایک غار تہا جسمین گوسائین
وجوگی سکونت اختیار کرتے تہے۔ اور غار کے اطراف مین چہہ سات کوس تک سخت

جہاڑی تہی - اُس زمانہ مین شمالی کوہستان ہندہیاچل سے ایک سنّیاسی کرپاشکتی وڈیر نام مع برادر چیت شکتی غار کے طرف آیا - اس بیابان لق و دق کے غار مین جہان بنی آدم کا نام ونشان نہین تہا قیام پذیر ہوا - ریاضت و جوگ یعنی حبس نفس مین مشغول ہوا - چیت شکتی بہی بہائی کے ساتہہ تہا - اور اُسکی عورت بہی ہمراہ تہی - ایک بہائی تارک الدنیا تہا - دوسرا صاحب الدنیا - لیکن دونون بہائی باہم اتفاق سے زندگی بسر کرتے تہے صاحب الدنیا اپنے بہائی تارک الدنیا کی خدمت کو عبادت سمجہتا تہا - رفاقت سے کبہی جُدا نہین ہوتا تہا - چند مدت کے بعد چیت شکتی کو ایک لڑکا پیدا ہوا - اُسکا نام سداشیو رائے رکہا گیا - پدر و عمّ بزرگوار اُسکی تربیت و تعلیم مین مصروف ہوئے - جب سداشیو نے عالم شباب مین قدم رکہا اُسوقت علوم و فنون مین فارغ التحصیل ہو چکا تہا - چچا کا ہمقدم و ہم خیال تہا - اور فن سپاہگری مین بہی مہارت رکہتا تہا - سرداری و نام آوری کا جویا رہتا تہا - ایکروز اپنے عمّ بزرگوار سے درخواست کی کہ مجکو ریاست و حکمرانی کی آرزو ہے - سرداری و شہریاری کا طالب ہون - آپ میری مدد کیجئے - مال و زر کا بند و بست کر دیجے - چچا نے برادرزادے کی درخواست منظور کی - کہتے ہین کہ کرپاشکتی طلسمات و نیرنجات و معدنیات کے علوم و فنون مین مہارت کاملہ رکہتا تہا - صاحب کمال و استدراج تہا - مال و دولت کی کچہہ کمی نہ تہی - اطراف سے مزدور و قُلی بلائے عمارات کی تعمیر کے سامان فراہم کئے - اوّلاً دو تین پہاڑون کے سلسلون مین دیوار سنگین و پختہ بنانی شروع کرائی - مدت تک پہاڑون کے ملانے کا سلسلہ جاری رہا - جب دیوار تیار ہو چکی تب دونون پہاڑون کے وسط مین دو تالاب اور دو چشمے بنائے گئے - اور ایک قلعہ و بالا حصار عالی شان تیار کرایا - اور قلعہ کے اطراف کی زمین کو ہموار کر کے کشت زار

بنایا۔ اور اُسمین قسم قسم کے نباتات و طرح طرح کے شگوفون و گلون کے پودے جمائے۔ اور انگور و برگ تنبول وغیرہ کے منڈوے بہی لگائے۔ بالا حصار تیار ہونے کے بعد پائین قلعہ کی تیاری شروع کی۔ کوہ شمالی کے دامن سے کوہ جنوبی کے دامن تک ایک در قلعہ مع برج و بارہ و خندق پختہ و فصیل سنگین بنایا۔ اور اُسکے تین دروازے رکہے۔ ایک شمالی دروازہ دوسرا مشرقی دروازہ تیسرا جنوبی دروازہ۔ اور مولف احکام البلاد نے دیگر مولفین سے نقل کیا کہ شمالی دیوار کا پایہ کہدنے وقت دروازہ کے متصل زمین سے ایک پورا بتخانہ مع ایک مورت سنگین برآمد ہوا۔ کریا شکتی وڈیر بتخانے کے برآمد ہونے سے بہت ہی خوش ہوا۔ اُسکی از سر نو تعمیر کرائی۔ اطراف و جوانب کے حکام و غیر حکام جوق جوق پرستش کے لئے آنے لگے۔ اور اُس مقام کو متبرک سمجہنے لگے۔ آخر تیرہ برس مین قلعہ و دیگر عمارات کی تعمیر اختتام کو پہنچی۔ اختتام کے بعد ایک جشن عظیم الشان منعقد کیا۔ اطراف و جوانب کے راجاؤن کو شراکت جشن کی دعوت دی۔ تمام جمع ہوئے جشن مین خوشی کا اظہار اور دیوتا کے فضائل بیان کرکے اپنے برادرزادے سداشیو رائے کو تخت نشین کیا۔ تمام سداشیو کی مسند نشینی سے خوش ہوئے۔ اور اُسکو اپنا حامی مددگار و پشت پناہ قرار دئے۔ مسند نشینی سے پہلے ہی سداشیو کو مرشد زادہ سمجہتے تہے۔ اور کریا شکتی کو اپنا پیر و مرشد۔ سداشیو کی تخت نشینی کے بعد کریا شکتی اپنے غار مین جہان وہ عبادت کرتا تہا چلا گیا۔ مولف احکام البلاد نے لکہا کہ ہنود کی تواریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ قلعہ کی تیاری پانچوین یا چوتہی صدی ہجری مین واقع ہوئی۔ اور سداشیو کا والد چت شکتی وڈیر وہان سے روانہ ہوکر جنوبی سمت کے پہاڑ مین پہنچا وہان چند بتخانے بنائے اور نہر دہرارود و تالاب سنگین بنایا۔ جنگل ویران و بیابان

سُنسان کو آباد کیا۔ اور آپ بھی اُسی آبادی کے قریب ریاضت و حبس دم مین مشغول ہوا۔ اوس
سداشیو مذکور چچا کے پاس تنگبھدرا کے کنارے بالاگھاٹ کرناٹک مین حکومت کرتا رہا بالاگھاٹ
کے جنگل و پہاڑی کا اکثر حصہ آباد کردیا۔ راتدن ملک کی آبادی و زراعت و تجارت کی ترقی
چاہتا تھا۔ اکثر کام مفید عام کرتا تھا۔ تالابون و چشمون کے بنانے مین کوتاہی نہین کرتا تھا جنگ
و جدال سے متنفر رہتا تھا۔ خونریزی و جانستانی کو گناہ عظیم جانتا تھا۔ سداشیو رائے خلق پروری
و دادگستری مین بےمثل تھا۔ ہنود اُسکو اوتار سمجھتے تھے۔ آخر سداشیو کے عم بزرگوار کریا شکتی کی
حالت قریب المرگ ہوئی۔ تب سداشیو کا باپ چیت شکتی بھائی کے ملنے کے لئے آیا۔ دونون
بھائی جنوبی پہاڑ کے نیچے جسمانی ملاقات و زبانی مکالمات سے مستفید ہوے۔ بعد ازان کریا شکتی نے
بھائی اور بھتیجے کو رخصت کیا۔ پھر دیکھا کہ اب اجل موعود کا وقت قریب ہے فی الفور اُسی غار مین جہان
رہتا تھا مع لباس خاکی و عصا پوشیدہ ہوگیا۔ اور غار کا راستہ پتھر و چونہ سے بند کرایا۔
ابتدا مین قلعہ معمورہ کو شکتی گڑہی کہتے تھے۔ لیکن آخر مین نیو کنڈہ مشہور ہوا۔ اول کا
وجہ تسمیہ ظاہر ہے۔ دوسرے کے وجہ تسمیہ مین کہتے ہین کہ اس قلعہ کی تعمیر و آبادی اصل مین دو تین
پہاڑون کے باہم ملانے سے حاصل ہوئی۔ تلنگی زبان مین نیو آپس مین ملی ہوئی چیز کو کہتے ہین
اور کنڈہ بمعنی پہاڑ ہے۔ پھر اسی آبادی کا نام ودیانگر یعنی بیجانگر ہوا۔ سداشیو رائے وڈیر کرناٹک کے
بالاگھاٹ و پائین گھاٹ کے راجاؤن مین پہلا راجہ ہے۔ اونتیس ۲۹ برس تک سلطنت کرتا رہا
اکثر ویرانہ جنگلون کو آباد کیا۔ اور پہاڑیون کو قطع کرکے کشت زار بنایا۔ آخر مرگ مفاجات مین
فوت ہوا۔ ایک فرزند مسمی رجن چھوڑ گیا۔ مدت سلطنت ۲۹ سال چند ماہ ۔

ارجن وڈیر بن سداشیورائے کا ذکر

باپ کے بعد ارجن وڈیر مسند نشین ہوا۔ باپ کی طرح عدل و انصاف و آبادی ملک مین مصروف ہوا۔ عقیل و فہیم ہوشیار و چالاک تہا پنوکنڈہ سے کاویری ندی کے کنارے پایان گہاٹ تک کل ملک اپنے تصرف مین لایا۔ مشرقی پہاڑون کے سلسلے اور اُن کے تحت کی آبادی ارجن گڈہ نام سے مشہور ہوئی۔ جنوبی حصہ کی آبادی کا نام ارجندرہ رکہا گیا۔ یہان کی آبادی بہ نسبت مشرقی زیادہ تہی فی الحال اُسکو بوجندرہ کہتے ہین۔ اور یہہ اولکنڈہ کی جاگیر مین داخل ہے۔ پہر ارجن نے چندرگری پر ایک قلعہ سنگین تیار کرایا۔ آخر بائیس برس سلطنت کرکے فوت ہوا۔ لاولد تہا۔ وزرا نے اُسکے ہمشیرہ زادہ رام چندر دیوا کو مسند نشین کیا۔ یہہ راجہ نوجوان تہا عیش و عشرت مین بسر کرتا تہا۔ ملک کا انتظام وزرا کرتے تہے۔ راجہ برائے نام تہا۔ تمام عہدے دار و کارپرداز حکمرانی کرتے تہے۔ رعایا پر ظلم و ستم ہوتا تہا۔ ہر ایک غرض نفسانی مین مبتلا تہا۔ کوئی ریاست کے انتظام کی پروا نہین کرتا تہا۔ اسی طرح دو تین سال گذر گئے۔ آخر رام چندر دیوا فوت ہوا۔ چند روز ریاست لاوارث رہی۔ گہر گہر حکومت تہی۔ امرائے مالدار رعایا پر ظلم و تعدی کرتے تہے۔ باہم ارکان دولت مین مخالفت کی آگ بہڑک رہی تہی۔ پس انہین ایام مین ودیارن برہمن تنجانہ پنپا مین آیا۔ یہہ تنجانہ تنگبہدرا کے کنارے شمالی جانب مین ہے۔ ریاضت و عبادت مین مشغول ہوا۔ نہایت مفلس و تہیدست تہا۔ قانع و صابر تہا۔ شب و روز قوم کی بہلائی و خیرخواہی مین مصروف رہتا تہا فضائل علوم و فنون سے آراستہ تہا۔ براہمہ مین عالم متبحر شمار کیا جاتا تہا۔ شنکر اچاری کے جانشینون مین گیارہوان جانشین تہا قوم کی درستی کے لئے

میسور کے علاقہ مین ایک مدرسہ قایم کیا تہا۔ مدرسہ مین سنسکرت زبان کی تعلیم ہوتی تہی۔ علوم سنسکرت مین مہارت کامل رکہتا تہا۔ چارون بیدون کی تفسیر لکہی ہے۔ چنانچہ اسکا ذکر ہو چکا ہے۔ برہمن موصوف تارک الدنیا تہا۔ ملک قناعت مین حکمرانی کرتا تہا۔ لیکن چاہتا تہا کہ بنی آدم سے خاص اپنی قوم کے ساتہہ حسن سلوک کرے۔ اور ملک آباد کرے۔ بنائٔ علیہ دیوتا سے التجا کرتا تہا اور مال و زر مانگتا تہا۔ اکثر اوقات اسی خیال مین محو رہتا تہا۔ آخر ایک رات خواب مین دیوتا سے اشارہ ہوا کہ تجہکو اس جنم مین کچہہ نہین ملیگا۔ دوسرے جنم مین تجکو کامیابی ہوگی برہمن جب ہوشیار ہوا۔ دیوتا کے مضمون کو سمجہہ کے تبخانہ سے نکلا۔ جوگی بنکر ریاضت کرنے لگا پہر چند روز کے بعد دیوتا سے بشارت پائی۔ کہ تو مذہب سے دوسرے طریقہ مین آیا۔ یہی ایک جنم سے دوسرے جنم مین آنا ہے۔ اب تیری مراد حاصل ہوگی۔ جو تو چاہیگا وہ موجود ہوگا برہمن کو درویشی مین ایسا مزہ و لطف حاصل ہوا تہا۔ کہ دنیا سے بیزار تہا۔ نہین چاہتا تہا کہ دنیوی امور کے طرف توجہ کرے۔ لیکن اس بشارت سے اُسکے دل مین یہہ خیال پیدا ہوا کہ ہندو دہرم کے بقا کے لئے ایک شہر عظیم الشان اور چند قلعے بنانا چاہئے۔ تب رات کو اسی خیال مین سو گیا۔ پہر بت کو خواب مین دیکہا۔ اور عرض کی کہ مجکو اسقدر مال و زر عطا کر کہ مین ایک شہر اور چند قلعے بناؤن دیوتا نے اسکی درخواست قبول کی۔ اور اس سے کہا کہ فلان گوشہ مین بے انتہا خزانہ مدفون ہے اُسے لے لے۔ پہر برہمن خواب سے ہوشیار ہوا۔ تبخانہ مین آیا۔ دیوتا کی پرستش کرکے نشان دادہ گوشہ مین کہدا۔ واقعی بے انتہا خزانہ پایا۔ بہت خوش ہوا۔ تمام خزانہ تصرف مین لایا۔ اور شہر انی گُندی اور چند تبخانون کی

بنارکہی بیشمار مزدور وقلی و سنگتراشان چابکدست و معماران اساتذہ جمع کئے۔ دو چار سال مین شہر کی عمارتین و بتخانے تیار ہوگئے۔ پہر نجوم سے دریافت کیا کہ یہہ شہر کب تک قائم رہیگا۔ معلوم ہوا کہ پانسو برس تک قایم رہیگا۔ مدت مذکورہ گذرنے کے بعد مخالفین کے ہاتہہ سے برباد و تباہ ہوگا۔ احکام البلاد کے مولف نے خزانہ ملنے کے مضمون کو دوسرے پیرایہ مین لکہا اُسکا لکہنا عقلاً و عرفاً محال معلوم ہوتا ہے۔ اعتبار کے لائق نہین۔ بناءً علیہ مین نے اُسکو قلم انداز کیا۔

شہر انی گندی کی وسعت بارہ فرسنگ تہی۔ اُسکا وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ زمانہ قدیم مین آبادی سے قبل وہان ایسی جہاڑی تہی جسمین ہاتی پیدا ہوتے تہے۔ تلنگی زبان مین آنی ہاتی کو کہتے ہین۔ گُندی بمعنی جگہہ۔ شہر و قلعہ کی تیاری کے بعد ودیارن برہمن نے بنارس جانیکا قصد کیا۔ چاہتا تہا کہ حکمرانی کی مسند پر کسی لائق شخص کو بٹہا کر جائے۔ شخص لائق کی جستجو کرنے لگا اُس زمانہ مین تنگبہدرا کے شمالی کنارہ پر ایک بوگا نام گلہ بان رہتا تہا۔ بے انتہا مال و دولت رکہتا تہا۔ ہزارہا نوکر و خدام کا مالک تہا۔ ہوشیار و لائق تہا۔ کنہڑے و تلنگے اُسکو معزز سمجہتے تہے۔ تمام اُسکی بزرگی و عزت کو مانتے تہے۔ ودیارن برہمن نے تمام خاص و عام کے اتفاق سے بوگا کو رائل خطاب دیکر وہان کی ریاست کا مالک بنایا۔ جو کچہہ مال و دولت و سامان سلطنت تہا اُسکے حوالہ کرکے بنارس چلا گیا۔

بوگا رائل کی حکمرانی و راجگی کا ذکر

بوگا رائل۔ نہایت لائق و ہوشیار تجربہ کار تہا۔ مسند نشین ہونیکے بعد ریاست کے انتظام مین

ہمہ تن مصروف ہوا۔ عدالت وسیاست مین کوتاہی جائز نہین کہتا تہا۔ ملک کی آبادی
ورعایاکی ولداری مین بہت کوشش وجانفشانی کرتا تہا بالاگہاٹ وپائین گہاٹ کرناٹک کی
رعایا بوگاکے عدل وانصاف سے خوشحال تہی۔ بوکاپٹن اسی کاآباد کیا ہوا ہے۔ تازندگی
حسن اخلاق سے رہا۔ اطراف کے راجاؤن وزمینداروں سے اتفاق واتحاد رکہتا تہا۔ آخر اٹہارہ برس
سلطنت کرکے عالم بقا کو روانہ ہوا۔ اولاد مین صرف ایک لڑکا مسمی پرتاب رائل یادگار چہوڑ گیا
بعض مورخین وعوام الناس نے اسی بوگا کو متغیر کرکے باگہا۔ وبُکا لکہا۔ بوگاکے نام سے
کئی راجے نامزد ہوے ہین۔

پرتاب رائل بن بوگا رائل

باپ کے بعد مسندنشین ہوا۔ تمام ممالک بالاگہاٹ کرناٹک پر قابض ومتصرف ہوا۔ عمارات کا
شائق تہا اکثر بتخانے وتالاب بنائے۔ زراعت کی ترقی چاہتا تہا۔ اور فن سپاہگری کو بہت ہی
پسند کرتا تہا۔ اُسکے عہد مین اکثر لوگ خاص وعام زراعت ونوکرپیشہ تہے۔ اور دوسرے پیشے
مثلاً لوہاری ونداّفی وبافندگی کم کرتے تہے۔ اُسوقت تمام ملک دکن مین ہنود ہی بستے تہے۔
کہین اہل اسلام کا نام ونشان نہین تہا۔ اسی راجہ نے سکۂ طلائی مسمی پرتاب مساوی نصف ہون
ایجاد کیا تہا۔ یہہ سکہ دیرینہ ہے۔ بعض نے اس سکہ کو ورنگل کے راجہ پرتاب کی طرف منسوب کیا ہے
اور پرتاب بیجانگر کے سکہ سے سکوت کیا واقع مین پرتاب بیجانگری وپرتاب ورنگلی دکن مین دونون
رائج تہے۔ باہم دونون مین کمیتاً وکیفیتاً فرق تہا۔

عبدالرزاق سمرقندی کے سفرنامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پرتاب بیجانگری مساوی نصف ہن ہے الخ

اور گوشوارہ قطب شاہیہ سے معلوم ہوا کہ پرتاب و رنگلی مساوی نصف ہون ہے الخ دونون مورخین
کی تحریر سے ثابت ہوا کہ دونون قسم کی ہُن مستعمل تہے۔ اور دونون وزناً ہی مساوی تہے لیکن
کسی مورخ نے یہہ نہین لکہا کہ اُنکی شکل و صورت اسطرح تہی دونون باہم صورت و شکل مین کیفیتہً
الگ الگ ہون گے۔ آخر یہہ راجہ چار سال سلطنت کرکے اس دارالنا پائیدار سے عالم بقا کو روانہ ہوا۔

بڑا ورر رائل بن پرتاب رائل

باپ کے بعد مسند نشین ہوا۔ امراو وزرا کو انعام خلعت سے سرفراز کیا۔ باپ کی طرح رعایا کے ساتہہ حسن سلوک
کرنے لگا۔ ملک کی آبادی مین بہت کوشش کی اکثر زمین ناہموار کو ہموار و لائق زراعت بنایا
رفتہ رفتہ کجلی بن مین جہان اکثر آدمی حبشی صورت دیو سیرت رہتے تہے پہنچا۔ وہان جہاڑی کثرت سے
تہی اور اُسمین قسم قسم کے میوے اور رنگ برنگ کے درخت مثلاً صندل و شیشم و ساگوان کو سون تک
درختون کے سلسلے تہے۔ اور وہان کی آب و ہوا درست تہی۔ اُس مقام پُر فضا کو پسند کیا۔ ارکان دولت
سے مشورہ کرکے کاویری ندی کے کنارے ایک تختخانہ سنگین اور قلعہ آہنین بنایا۔ قلعہ کا نام ٹرگڑا
رکہا۔ اور ملّا نام سپہ لار کو وہان کا حاکم کیا۔ اور خود دارالریاست اَنی گندی مین آیا۔ سپہ لار
نے اُس جہاڑی کو کٹوا کے میدان صاف لائق آبادی بنایا۔ اور اُسمین آدم وحشیانہ کو نرمی
و ملاطفت سے مسخر کرکے بسایا۔ اُس جنگل مردم خوار کو بنی آدم کا مستقر قرار دیا۔ جنگلی وحشیون
کو آنے جانیکی اجازت دی۔ جنگلی آدمی پرتاب کی توجہ سے آدمی بنگئے۔ زراعت و تجارت
مین ترقی کرنے لگے۔ کاویری ندی کے کنارہ پر آبادی و زراعت کثرت سے ہونے لگی۔
اور دونون کنارون پر بیشمار خلائق آباد ہوگئے۔ آخر یہ راجہ عادل دادگستر پچیس برس

سلطنت کرکے فوت ہوا۔

ویرو پاجی رائل بن ٹڑاور رائل

باپ کے بعد مسند حکومت پر جلوس کرکے ملک کا انتظام اپنے قبضۂ اقتدار مین لیا۔ یہہ راجہ عیاش تہا رات دن عیش و عشرت مین بسر کرتا تہا۔ راگ و رنگ مین مست رہتا تہا۔ بجز عیش و عباشی دنیا و مافیہا سے کچہہ تعلق نہین رکہتا تہا ملک کا انتظام کارپردازون کے دست قدرت مین تہا تمام مختار و خود غرض تہے۔ جو چاہتے تہے کرتے تہے رعایا پر ظلم و ستم ہوتا تہا۔ بیچارے غربا کی داد و فریاد کوئی نہین سنتا تہا۔ بناء علیہ رعایا و بعض امرا راجہ سے منحرف و بیدل ہوئے۔ اور تمام جویائے فرصت تہے کہ راجہ کو راجگی سے سبکدوش کرین۔ اسی پریشانی و پراگندگی مین بسر کررہے تہے کہ یکایک سیرینگ رائل جہتری کندنول کا حاکم جو ایشر راج حاکم بیدر کی اولاد سے تہا حملہ آور ہوا۔ جنگ و جدال کے بعد فیروز و کامیاب ہوکر ویرو پاجی کو قید کرلیا۔ اسوقت کرناٹک مین بڑے بڑے تین صوبے تہے ایک انی گندی دوسرا پنو گنڈہ۔ تیسرا چندر گیری۔ بعض مورخین نے لکہا کہ تیسرا دارالریاست ویلور کا قلعہ تہا۔ ویلور کا قلعہ ٹڑاور رائل حاکم پنو کنڈہ کے عہد مین چکتی بہوپت راج محافظ شولنگرم و سالگڈہ نے بنایا تہا۔ سیرینگ رائے نے قلعہ ایلور کو اپنا دارالریاست قرار دیا تہا۔ ملک کی آبادی بڑی جانفشانی سے کرتا تہا۔ آخر ۳۲ سال سلطنت کرکے فوت ہوا۔ سیرنگ پٹن اسی کا یادگار رہے

ہر بہر رائے بن سیرنگ رائل جہتری

باپ کے بعد تخت نشین ہوا۔ عاقل و مدبر تہا۔ بہادری و دلاوری مین بہی مشہور تہا۔ ریاست کا انتظام

بڑی گرمی سے کرتا تہا۔ بیو کنڈہ کو اپنا دار السلطنت بنایا تہا۔ شب و روز ملک کی آبادی و ترقی
تجارت و زراعت مین بہت کوشش کرتا تہا۔ رعایا کی آسائش کو اپنی آسائش پر ترجیح دیتا تہا
اسکے عدل و انصاف سے تمام خوشحال تہے کوئی کسی پر ظلم و ستم نہین کر سکتا تہا۔ اسکے عہد مین
تجارت و زراعت کا بازار گرم تہا۔ اسیکے زمانہ مین توران و ایران و کشمیر و کاشغر و کابل و قندہار و
لاہور کے تجار اقسام اقسام کے تحائف و اشیائے نفائس مثلاً شال و کمخواب و مخمل و اطلس و نافہائے
مشک و تیر و کمان اور کابلی و قندہاری اونٹ عراقی و عربی گہوڑے ہمراہ لیکر آئے۔ راجہ اشیائے
نفائس کے دیکہنے سے بہت خوش ہوا۔ تمام سامان و اسباب تاجرون سے بڑی قدر و قیمت سے خریدا
اور تاجرون کو علاوہ قیمت انعام و اکرام سے سرفراز کرکے خوش خرم روانہ کیا۔ راجہ کے انعام سے
تجار بہت خوش ہوے۔ انعام و اکرام سے راجہ کی یہہ غرض تہی کہ تجارت کا بازار گرم ہو جائے۔ اور
ممالک غیر سے تجار خوشی خوشی آمد و رفت کرین۔ اُسوقت براہمہ متعصب تاجرین اہل اسلام کی صورت
دیکہنا پسند نہین کرتے تہے۔ اور چاہتے تہے کہ یہہ ملیچ قوم شہر مین نہ آئین۔ چنانچہ راجہ سے اس امر
کی شکایت کی راجہ طریقہ صلح کا پابند تہا۔ حکیمانہ مزاج رکہتا تہا۔ براہمہ کی دلجوئی و دلداری سے
درگذر نہین کرتا تہا۔ بناء علیہ تجار اہل اسلام کے لئے شہر سے دو تین میل کے فاصلہ پر ایک مقام
وسیع تاجرون کے اوترنے کیلئے مقرر کردیا اور اُن کے لئے ایک چہوٹا سا بازار بہی معین کیا۔
تاکہ اُنکو کسی قسم کی تکلیف نہو۔ اور حکم دیا کہ تجار واردین و سیاح مسافرین فرودگاہ مقررہ پر
فروکش ہوا کرین۔ اور اُن کی حفاظت کے لئے ایک تہانہ بہی مقرر کردیا۔ کہ اون کے
مال و اسباب کی نگہداشت کرین۔ اور فرمایا کہ براہمہ و ہنود سرکاری عہدہ دار فرودگاہ پر جاکے

اُن سے داد وستد کرین۔ براہمہ راجہ کی حسن تدبیر سے بہت خوش ہوئے۔ وہ فرودگاہ تاجرون کی آمد و رفت سے ایک گانون ہوگیا۔ گویا تاجرون کا بندرگاہ ہوگیا یہنود اُسکو تلنگی زبان مین ترکلاپٹن کہنے لگے۔ احکام البلاد کے مولف نے لکہا کہ اب تک وہ گانون موجود ہے۔ مگر فی زماننا مثل بیچانگر ویرانہ و گمنام ہے۔ تلنگی زبان مین اہل اسلام کو ترکلو کہتے ہین اور پٹن گانون و شہر کو بولتے ہین اسی راجہ کے عہد مین ایک پاتری مسماۃ بہوگم تانی جو رقص و سرود مین مشہور تہے۔ مال و دولت بیشمار رکہتی تہی۔ اُس نے راجہ کے حکم و اجازت سے قلعہ کے باہر جنوبی دروازہ کے مقابل ایک تالاب تعمیر کرائی۔ تالاب کا کچہہ حصہ قلعہ کی خندق سے ملا ہوا ہے اُسکا نام بہوگ سمندر مشہور ہوا۔ فی زماننا موجود ہے۔ اور اسی راجہ کے زمانہ مین ایک سادہو فقیر جنگمی مرشد لنگایت مسمی سدارام جوگی صاحب کمال و استدراج تہا۔ اُس گنبد پختہ مین رہتا تہا جو پائین قلعہ کے غار مین بنا ہوتہا اور قلعہ کے مشرقی جانب مین بہی ایک اور چہوٹا سا گنبد پختہ تہا۔ اُسمین بہی جوگی آمد و رفت کرتا تہا۔ غرض دونون گنبد جوگی کے تصرف مین تہے۔ رائل اور اُسکے تمام امرا جوگی کے معتقد تہے۔ رعایا اُسکو اپنا پیر و مرشد مانتے تہے اکثر اوقات جوگی کے پاس جوق جوق آتے تہے۔ اپنے حاجات و مقاصد کے خواستگار ہوتے تہے۔ جوگی ہر ایک خواستگار کو دعا و دوا سے سرفراز کرتا تہا۔ اسی راجہ کے عہد مین حضرت سید بابا فخر الدین عراقی بہی مع برادر سید علی چلہ کش و چند فقرائے مریدین آئے حضرت صاحب کشف و کرامات تہے۔ آخر راجہ ہربہر رائل تین برس سلطنت کرکے انی گندی مین فوت ہوا۔ تقریباً اُسوقت ۶۹۵ سنہ ہجری ہوگا۔ بعض مورخین نے ہری ہر رائل کا عرف کشن رائے لکہا۔ شاید واقع کے مطابق ہو۔

رام چند رائل بن ہریہر رائل

باب کے بعد مسند نشین ہوا۔ عاقل و ہوشیار۔ و عادل و نیکو کار تہا۔ بزرگان سلف کی طرح تجارت
وزراعت و آبادی ملک کی ترقی چاہتا تہا۔ تخت نشینی کے بعد ریاست کا انتظام کرنے لگا
ملک کی حفاظت و حراست مین سستی نہین کرتا تہا۔ اس کے عہد مین آبادی دریائے شور کے کنارہ تک
پہنچ گئی۔ اکثر پائین گہاٹ و بالا گہاٹ کرناٹک مین تالاب و چشمے و تبخانے اسیکی بنا کیے ہوئے
یادگار ہین۔ احکام البلاد کے مولف نے لکہا کہ اسیکے زمانہ مین سلطان محمد تغلق شاہ گجرات سے
ہوتا ہوا بابا فخر الدین قدس سرہ کی زیارت کے لئے آیا۔ رائل جنگ کے لئے مستعد ہوا تہا لیکن
بابا فخر الدین کے برادر زادے بابا یوسف قتال کے فرمانے سے راجہ نے ارادہ جنگ کو فسخ کیا
آپ کے فرمانے سے کچہہ خوف و خطر نہین کیا۔ مولف نے اس امر کی تشریح نہین کی کہ رائل نے تغلق سے
مصالحہ کیا یا نہین پیشکش و خراج دیا یا نہین۔ شاید حضرت بابا کی سفارش سے راجہ کو معاف
و مرفوع القلم رکہا ہوگا۔ اس راجہ کے زمانہ مین رعایا خوشحال تہی۔ دولت و مال سے مالامال
آخر اٹہائیس برس سلطنت کرکے فوت ہوا۔

ہری چند بن رام چند رائل

باپ کے بعد تخت پر بیٹہا۔ یہہ راجہ نیک محضر و فرشتہ سیر عابد و مرتاض تہا۔ امور ملکی کا تمام انتظام
کارپردازون کے تفویض کیا تہا۔ آپ رات دن عبادت و پرستش مین بسر کرتا تہا۔ فقرا دوست
و غربا پرور تہا۔ اکثر جوگی و گوسائین و فقرائے سنیاسی اسکے مصاحب تہے۔ اس راجہ کے
زمانہ مین اطراف و جوانب کے چہوٹے چہوٹے راجے بہی خدا پرست تہے۔ بمصداق الناس علی دین

ملوکہم۔ رعایا بہی نیک سیرت و خوش عادت تہی۔ کہین باہم جنگ و ستیز کا ہنگامہ نہین ہوتا تہا ہر طرف امن و امان قائم تہا خود راجہ کشت و خون سے بہت ہی پرہیز کرتا تہا۔ خون ریزی کو گناہ عظیم سمجہتا تہا۔ واقعی[1] یہ فعل نہایت ہی برا ہے کوئی مذہب ایسا نہین ہے کہ اس فعل کو برا نہ کہتا ہو۔ مخالفین سے ہمیشہ مصالحہ رکہتا تہا پیشکش و نذرانہ دیکے صلح کر لیتا تہا۔

احکام البلاد کے مولف نے لکہا کہ تمام راجگان مرقوم الصدر کرناٹک کے بالا گہاٹ و پائین گہاٹ مین چہہ سو برس تک یکے بعد دیگرے اسی ڈہب سے سلطنت کرتے رہے۔ اہل اسلام کی تلوار سے نہایت خوفناک ہنتے تہے ہر حال مین مصالحہ پسند کرتے تہے۔ مقابل ہونا پسند نہین چاہتے تہے بیشمار زر و جواہر دیتے تہے۔ دکن مین اہل اسلام کی قوت و شوکت انہین راجاؤن کے زر و جواہر کی بدولت بڑہی۔ اور اہل اسلام مال و دولت سے مالا مال ہوتے رہے۔ آخر راجگان دکن کی ریاستین انہین اہل اسلام کے معرکون مین برباد و تباہ ہو گئین۔ راجگان متاخرین بہی مسلمانون کی ہمسایگی کی بدولت سخت دلیر و شوخ ہو گئے تہے جنگ و جدال کی لئے ذرہ ذرہ بانون پر کہڑے ہو جاتے تہے۔ قدیمی عہد و پیمان کو بالائے طاق رکہدیتے تہے۔ بزرگان سلف کی پیروی مصالحہ مین نہین کرتے تہے۔ حد قول و قرار سے بڑہجاتے تہے۔ جبراً اہل اسلام بہی مقابل ہو جاتے تہے۔ اہل اسلام مقابلہ مین اگرچہ تہوڑے ہوتے تہے مگر جی توڑ کے لڑتے تہے۔ ایسے جمتے تہے کہ مر کے اوٹہتے یا کامیاب ہو جاتے سمجہتے تہے کہ اگر شکست پائینگے تو یہان سے کہان جائینگے پہلے ہی اپنے وجود کو نیست و نابود سمجہہ کے لڑتے تہے اس استقلال کی برکت سے اکثر کامیاب ہوتے تہے۔ ہندو بزدلی کرکے بہاگ جاتے تہے۔ برباد و تباہ ہو جاتے تہے۔ تاریخ

[1] مقولہ مولف ۱۲

نظامی کے مولف نے لکھا کہ ہنود کا معرکہ سے بہاگ جانا بزدلی نہین سمجھنا چاہیے بلکہ اُن کا
بہاگنا حکمت عملی و دانائی سے خالی نہین تہا۔ وہ بہاگنے مین رعایا و فوج کی جانون کی
حفاظت کرتے تہے اور مذہباً و اعتقاداً خون ریزی سے پرہیز کرتے تہے۔ خونریزی انکے
نزدیک گناہ عظیم ہے۔ اور جانون کی حفاظت ثواب بزرگ ہے۔ تم کلامہ۔

نظامی کا قول منصفانہ تعریف کے لائق ہے جو کچھہ لکھا درست و بجا ہے۔ یہہ راجہ فقراد و تیس برس تک
سلطنت کرکے فوت ہوا۔ دنیا مین نیک نام چہوڑ گیا۔ خاص و عام راجہ کو اوتار سمجھتے تہے
اطاعت و فرمانبرداری مین سرمو فرق نہین کرتے تہے۔ اولاد مین صرف ایک پوتا یعنے فرزند زادہ
مسمی پرتاب رائل وارث ریاست چہوڑ گیا۔ یہہ پرتاب رائل ثانی ہے۔

پرتاب رائل نبیرہ ہری چند رائل

وزرا و امرا کے اتفاق سے دادا کا جانشین ہوا۔ یہ راجہ دلیر و ہوشمند تہا۔ فن سپاہگری مین
استاد شمار کیا جاتا تہا۔ سلطنت کے انتظام و بندوبست مین مصروف ہوا۔ آبا و اجداد کے
خلاف تہا۔ لشکر و آلات حرب و ضرب سے زیادہ دلچسپی رکہتا تہا۔ لشکر و آلات جنگ توپ
و تفنگ فراہم کرنے لگا۔ اطراف و جوانب کے راجپوتون و مسلمانون کو فوج مین بہرتی کرنے لگا
دکن مین یہی پہلا راجہ ہے جس نے فوج مین اہل اسلام کو نوکر رکہا۔ اس سے قبل راجگان دکن کے
پاس کوئی فرد اہل اسلام سے نوکر نہین ہوا تہا۔ اور بیشمار ہاتی و گہوڑے عربی و ترکی فراہم
کئے تہے۔ راجگان مذکور کی طرح رائل بہی حضرت بابا سید فخر الدین قدس سرہ کا معتقد تہا
ہرسال درگاہ پر زر نقد و غلاف زرین نذر بہیجتا تہا۔ صلح کل کے طریقہ پر چلتا تہا حکمرانی

حکمت عملی سے کرتا تہا۔ احکام البلاد کے مولف نے لکہا کہ بہمنیہ سلاطین سے ایک بادشاہ نے پرتاب رائل پر لشکرکشی کی۔ رائل بہی جنگ کے لئے مستعد ہوا۔ فریقین مین مقابلہ کا میدان گرم ہوا۔ بہمنی کو کامیابی ہوئی۔ کل بالاگہاٹ بہمنی کے تصرف مین آیا۔ پہر چہتری و بہمنی مین چند سال تک باہم جنگ و جدال کا سلسلہ جاری رہا آخر پرتاب دس سال سلطنت کرکے فوت ہوا۔ لاولد تہا کارپردازون نے اُس کے ہمشیرہ زادے کو تخت نشین کیا۔ مدت سلطنت دس سال

دیو رائل ہمشیرہ زادہ پرتاب رائل

راجۂ مرحوم کی اولاد مین کوئی لڑکا نہین تہا۔ وزرا نے اُسکے ہمشیرہ زادہ راجہ کو مسند نشین کیا راجہ ہوشیار اور ہونہار معلوم ہوتا تہا۔ وزرا نے ملک کا انتظام و فوج کا اہتمام راجہ کی رائے پر رکہا چند روز کے بعد ایک افسر سلاطین دہلی کے طرف سے مع فوج کثیر آیا اور امیران دکن اُس کے ساتہہ ہوے۔ تمام نے ملکرانی گندی پر حملہ کیا فیما بین سخت مقابلہ ہوا۔ راجہ شکست کہا کے فرار ہوگیا۔ اہل اسلام کامیاب ہوئے۔ اہل اصنام نے نذرانہ زر و جواہر۔ تحائف نفائس و ہاتی و گہوڑے دیکے صلح کرلی۔ اور اہل اسلام کے خراج گزار بنگئے۔ احکام البلاد کے مولف نے سلاطین دہلی کے افسر کا نام و سنہ نہین لکہا۔ لیکن تاریخ نظامی کے مولف نظام الدین احمد دادا سلطان عبداللہ قطب شاہ نے لکہا کہ ملک کافور نے انی گندی پر حملہ کیا تہا۔ راجہ نے نذرانہ و پیشکش زر و جواہر بیشمار دیکے صلح کرلی تہی۔ اور خراجگزار و فرمان بردار بنگیا تہا۔ الخ

مولف کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ احکام البلاد کے مولف کے قول افسر سلاطین دہلی الخ سے ملک کافور ہی مقصود معہود ہوگا۔ خراجگزاری کے معاہدہ کے بعد دکن کے امیران صدہ مع سفیر بادشاہ دہلی

راجہ کے پاس آمد و رفت کرتے تہے۔ راجہ تعظیم و توقیر کر کے نذرانہ و پیشکش چڑہا ہوا دیکر روانہ کرتا تہا
بیالیس برس تک یہی دستور جاری رہا۔ آخر دیورائے فوت ہوا۔ مدت سلطنت بیالیس سال
احکام البلاد کے مولف نے لکہا کہ محققین نذرانہ و پیشکش لینے کے لئے سلاطین دہلی کے طرف سے
آتے تہے اور بادشاہ کی مخملی پاپوش ہمراہ لاتے تہے۔ راجہ پاپوش کی تعظیم کر کے حسب قرار داد
نذرانہ و پیشکش دیکے محصّلین کو دہلی روانہ کر دیتا تہا الخ میرے نزدیک احکام البلاد کے مولف کی
روایت اعتبار کے لائق نہیں ہے۔ شاید مولف نے تعصبًا و اہانتًا لکہا ہو گا۔ مولف مذکور کے
سوا کسی مورخ نے اس روایت کو نہیں لکہا ہے۔

ویر بہدر رائل بن دیو رائل اول

ویر بہدر آبائی دستور کے موافق تخت نشین ہوا۔ حکومت و ریاست کے انتظام کی باگ اپنے ہاتہہ میں
لی۔ رائے عالم آرا سے ملک کا انتظام کرنے لگا۔ عادل و باذل تہا۔ داد و دہش میں غفلت
نہیں کرتا تہا۔ حکمرانی و ملک کشائی کا شائق تہا۔ سلاطین سلام سے مصالحہ رکہتا تہا۔ سالآنہ
نذرانہ و پیشکش بہیجتا تہا۔ انی گندی کا اکثر شمالی و جنوبی جانب اسی کا آباد کیا ہوا ہے
تمام بالاگہاٹ و پائین گہاٹ کرناٹک میں عہدے دار لائق مقرر کئے۔ اور بیشمار فوج
جمع کر لی۔ اور اسباب کا ارادہ کر رہا تہا کہ اہل اسلام کو دکن کی سرزمین سے نکالے۔ لیکن
یکایک بسال دہم جلوس مرض سکتہ میں فوت ہوا۔ جی کی آرزو جی ہی میں لے گیا۔

نرسمہا رائل بن ویر بہدر رائل

باپ کے بعد مسند نشین ہوا۔ ہوشیار و فہیم۔ رحیم و حلیم تہا۔ بہادری و دلیری میں بے نظیر شمار کیا جاتا تہا

ملک کو عدالت و انصاف سے سیراب و شاداب کیا تجارت و زراعت کی اشاعت پسند کرتا تہا
تجارت و زراعت کی ترقی عروج پر تہی۔ ملک کی آبادی مین بہت کوشش کرتا تہا
زمیندارون کی اعانت و مدد کرتا تہا۔ اُنکو زر نقد شاہی خزانہ سے نقاوی دیتا تہا۔ سہولت
و آسانی کے ساتہہ تقاوی کی رقم اقساط سے لیتا تہا۔ اُنکے مال و اسباب مین دست اندازی
نہین کرتا تہا۔ رعایا خوشحالی و آزادی سے زندگی بسر کرتی تہی۔ اس راجہ نے اکثر قلعے و شہر
تعمیر کرائے۔ صوبہ نیلور کو دارالسلطنت بنایا تہا۔ ورنگل و دیبر سنگار گنڈہ و کندپلی و سیکاکول
وغیرہ صوبجات آباد کیے۔ ان گنڈی کے شمالی و جنوبی جانب کی آبادی کی تکمیل اسکی یادگار
ہے یہہ راجہ نیک نیت و رعیت پرور نہایت سپاہ دوست و لشکر نواز۔ لیکن اولاد نہو نیکی
وجہ سے اکثر غمگین رہتا تہا۔ آخر خدا کی عنایت سے دو رانیان حاملہ ہوئین۔ دونون سے فرزند
نرینہ پیدا ہوئے۔ فرزندون کے تولد کی بہت خوشی منائی۔ امرا و وزرا فقرا و براہمہ کو انعام
و صلات سے سرفراز فرمایا۔ ایک کا نام کشن رائل دوسرے کا نام ویر نرسمہا رائل رکہا۔ اولاد کو
دیکہہ کے اُسکا دل باغ باغ ہوتا تہا۔ اونکی تربیت مین دلدہی کرنے لگا۔ نشو و نما کے بعد
تعلیم کا عمدہ انتظام کیا۔ سپاہگری و ملک گیری کے فنون بہی سکہلائے۔ عالم شباب مین
دونون لائق ہوئے۔ لیکن کشن رائے دانائی و بہادری مین بیمثل تہا۔ باپ اسکو زیادہ
چاہتا تہا اور اسی سے زیادہ محبت رکہتا تہا۔ دوسرا لڑکا اور اُسکی مان راجہ کی حالت
دیکہہ کے رنجیدہ و کشیدہ دل ہوتے تہے۔ اور تدبیر کرنے لگے کہ کشن کو ہلاک کرنا چاہیے
لیکن کشن کا اقبال یاور تہا۔ روز بروز ترقی کر رہا تہا۔ حاسدین کو موقع نہین ملتا تہا

اُس زمانہ مین راجہ کی حکمرانی ترقی کے اوج پر عروج کر رہی تہی۔ قوت و قدرت بہی روز افزون تہی۔ سلاطین بہمنیہ سے اتفاق رکہتا تہا۔ سالانہ نذر و پیشکش بہیجتا تہا۔ ضرورت کیوقت فوج و لشکر سے بہی اعانت کرتا تہا۔

کشن رائے کی سوتیلی مان و بہائی قابو جو رہتے تہے کہ کشن رائے کو قتل کرین۔ ایک رات راجہ اتفاق سے رانی مخالفہ کی خوابگاہ مین آیا۔ سر سے دستار نکالکے چوکی پر رکہی اور بستر پر لیٹ گیا۔ اور مُہر دستی بہی دستار پر رکہدی۔ رانی دیکہہ ہی تہی۔ راجہ کے سوتے ہی رانی نے چالاکی سے مہر اٹہالی۔ اور ایک سادے کاغذ پر چسپان کر دی۔ پہر مُہر کو بدستور دستار پر رکہدی۔ صبح اُسی مہر کردہ کاغذ پر ایک جعلی خط رامنا وزیر کے نام لکہا۔ خط کا مضمون یہہ تہا۔ کہ کشن رائے کو جلد قتل کرے اور اُسکی آنکہین میرے پاس بہیجے الخ۔ رامنا وزیر خط کا مضمون دیکہتے ہی حواس باختہ ہوگیا۔ عاقل و دور اندیش تہا۔ سمجہہ گیا کہ یہہ رانی صاحبہ کی شرارت ہے۔ کشن رائے کو اپنے گہر لاکے پوشیدہ رکہا۔ اور ایک ہرن کی آنکہین نکال کے رانی صاحبہ کے پاس بہیجدین۔ رانی صاحبہ مطمئن و خوش ہوگئی۔ دوسری صبح کیوقت تمام راجہ کے درشن گاہ مین حاضر ہوئے لیکن راجہ کی آنکہین کشن کے دیدار سے روشن نہین ہوئین۔ وزیر سے کشن کی غیر حاضری کا سبب دریافت کیا۔ وزیر نے شب گزشتہ کا خط پیش کر دیا۔ راجہ خط دیکہتے ہی گہبرایا۔ جوش غضب سے اُسکے دل و دماغ سے شعلے بہڑکنے لگے حسرت و غم سے سر پر خاک اوڑانے لگا۔ تمام دولتخانہ مین کہرام مچگیا۔ راجہ کا عشرتکدہ ماتمکدہ ہوگیا۔ راجہ نے کثرت رنج و غم سے کہانا پینا ترک کر دیا۔ چاہتا تہا کہ رانی کو قتل کرے

لیکن عورت سمجھہ کے خاموش ہو گیا۔ اُسوقت راجہ کا سنہ جلوس پندرہوان سال تھا۔ کشن کے
غم مین فرمان روائی سے بیزار تہا۔ بامر لاچاری دوسرے لڑکے کو ولیعہد کیا۔ اور خود نے گوشہ نشینی
اختیار کی لیکن بادشاہی مہر اور کارپردازون کی بحالی برطرفی اپنے اختیار مین رکھی۔ وزیر اور
ارکان دولت ملکی و دیوانی کام انجام دیتے تہے۔ بادشاہی مُہر احکامات و فرامین پر راجہ کے حضور
مین لگائی جاتی تہی۔ اسیطرح بارہ برس گذر گئے۔ جب راجہ قریب المرگ ہوا۔ اُسوقت اُسنا وزیر
کو بلایا۔ اور افسوس کرکے کہا کاش اگر کشن رائل زندہ ہوتا تو کیا ہی خوب ہوتا۔ وزیر نے کہا
مہاراج آپ جسکی دستگیری کرین وہی کشن ہو سکتا ہے۔ جب آپ چاہین وہ غیب سے پیدا ہو سکتا ہے
پس راجہ وزیر کی تقریر سے خوش ہوا۔ خیال کیا شاید کشن رائل زندہ ہوگا۔ پہر نہایت محبت
و خوشی سے وزیر کو حکم دیا کہ میرے یوسف گم گشتہ کو حاضر کر۔ وزیر نے حسب الحکم فخر خاندان یعنے
کشن رائل کو حاضر کیا۔ راجہ فرزند کے دیکھتے ہی بہت خوش ہوا۔ اور لخت جگر کی سر و آنکہین
چومین۔ اور ملکرانی کی مُہر اُسکے حوالہ کی۔ پہر کشن رائل اپنی والدہ سے ملا۔ مان بنور دیدہ کے
دیدار سے بہت خوش ہوئی۔ اُسکے دل مردہ مین از سر نو جان تازہ آئی۔ پہر کشن رائل کا باپ
چند روز کے بعد فوت ہوا۔ مدت سلطنت اٹہائیس سال۔

کشن رائے اول از بنائر شیو رائے

یہہ راجہ شیو رائے اول کی اولاد سے ہے۔ باپ کے فوت ہونیکے بعد تخت نشین ہوا۔
اسکا دار السلطنت بیجانگر تہا۔ یہہ راجہ اولی العزمی و جوانمردی دلیری و بہادری مین بے نظیر تہا
تخت نشینی کے بعد ملک کی آبادی و وسعت مین بہت کوشش کی۔ چند ہی روز مین بیجانگر کے

اطراف شرقی و غربی کو کامل آباد کر دیا تھا۔ قدیم کی جو عمارتین تھین اونکی تعمیر و ترمیم ازسر نو کر دی تھی۔ عمارات قدیمہ کی داغ دوزی و ترمیم ایسی کی کہ وہ مثل عمارات جدیدہ معلوم ہوتی تھین۔ اسی راجہ نے بیجانگر مین متعدد عمارتین بنا کی تھین۔ دکن کے اطراف بلاد و قصبات مین اکثر چشمے و کنٹے اسکی یادگار ہین۔ اور اسکی سلطنت دکن مین ترقی و عروج کر رہی تھی تجارت و زراعت و حرفت کا بازار گرم تھا۔ اکثر راجگان دکن اُس کے خراج گزار تھے۔ بعض بنادر و بلاد کے حکام اگرچہ خراج نہین دیتے تھے لیکن اُسکو اپنا سرپرست و بزرگ مانتے تھے۔ خوشی و غمی مین اُسکے ہمرکاب رہتے تھے۔ یہہ راجہ علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی کے آخر عہد مین تخت نشین ہوا تھا بہمنی کا مخالف نہین تھا۔ بلکہ مصالحہ رکھتا تھا۔ تحائف نفائس دوستانہ بھیجتا تھا حسن گنگوئے بہمنی نے تا بہ زندگی اُسپر دست اندازی نہین کی۔ بہمنی کے فرزند محمد شاہ کے عہد مین نزاع و خلاف واقع ہوا۔ فرشتہ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ بہمنی کو کسیقدر خراج و پیشکش صلحاً بھیجا تھا۔ اور بہمنیہ سے دوستانہ تعلق رکھتا تھا۔ حسن گنگو کے بعد پیشکش و خراج کو موقوف کر دیا تھا۔ بلکہ بلاد مفتوحہ مقبوضہ لینے پر متوجہ ہوا تھا۔ اور سن لیا تھا کہ محمد شاہ نے تمام خزائن زر و جواہر والدہ کے ہمراہ ملکہ معظمہ روانہ کر دئے۔ خزانہ خالی ہے کیا ایسی حالت مین بہمنی مقابلہ کر سکیگا۔ بناءً علیہ محمد شاہ بہی مستعد ہوا۔ باہم چند جنگ کے بعد صلح ہو گئی۔ پہر محمد شاہ کی زندگی تک کبہی فساد نہین ہوا۔ جنگ و صلح کا ذکر محمد شاہ کے حال مین ذکر ہو چکا ہے اعادہ کی ضرورت نہین۔ جب ۷۷۶ھ مین محمد شاہ نے اس دار فانی سے بہشت برین رحلت کی۔ مجاہد شاہ جو بمصداق الولد سر لابیہ چاہتا تھا کہ ممالک مفتوحہ کا دائرہ وسیع ہو جائے

تخت پر جلوس کرتے ہی کشن رائے کو لکہا کہ آپکے ہمارے درمیان حد معین ہونی چاہیے۔ مابہ النزاع
کو درمیان سے اُٹہانا چاہیے۔ مجاہد کا سفیر جب راجہ کے دربار میں پہنچا۔ اور بہمنی کا پیغام عرض کیا
راجہ پیغام سے ناخوش ہوا۔ نامہ شاہی کا جواب خلاف رائے بہمنی لکہا۔ اور درخواست کی جو بلاد
و قصبات رود کشنا کے کنارے آپکے بزرگون نے جبراً ہم سے چہین لئے ہین۔ مناسب ہے کہ آپ
اُن تمام کو ہمارے ملازمین کے تفویض کرین۔ اور ہمارے چند زنجیر فیل و اسباب شاہی جو آپکے
تصرف مین ہین مسترد کر دیجئے۔ مجاہد سفیر کے پہنچتے ہی راجہ کے جواب سے ناخوش ہوا۔ چاہتا تہا
کہ بیجانگر مین برق و باد کی طرح پہنچے۔ اور راجہ کی گوشمالی بجا لائے۔ فی الفور حکم دیا کہ برار و بیدر
و دولت آباد کی فوجین سوار و پیادہ طلب کرین۔ حسب الحکم صفدر خان سیستانی برار سے و اعظم
ہمایون دولت آباد سے خان محمد بیدر سے مع عساکر حاضر ہوئے۔ آلات حرب و آدات ضرب
فراہم کرکے برق و رعد کی طرح گرجتا و چمکتا بیجانگر روانہ ہوا۔ اولاً چلتے ہوئے راستے مین سُنا کہ
راجہ ادہونی مین سکونت پذیر ہے۔ آپ ہی فوج جرار ہمراہ لیکر راجہ کے مقابلہ مین قایم ہو گیا۔
باوجود جمعیت قلیل راجہ سے لڑائی کرنے لگا۔ آخر لڑائی کا خاتمہ صلح پر ہوا۔ پہر راجہ نے کبہی
خلاف نہین کیا محمود شاہ اول کے زمانہ تک زندہ رہا۔ عمر رسیدہ تہا۔ اُسکے فوت ہونیکے بعد دیو رائے
ثانی مسند نشین ہوا۔ فیروز شاہ بہمنی۔ و احمد شاہ و علاء الدین بن احمد شاہ بہمنی کے آخر عہد مین فوت ہوا

دیو رائے بن کشن رائے اول

یہ راجہ دلیری و بہادری مین معروف تہا۔ عدل و انصاف و اخلاق و اوصاف محمودہ سے موصوف
تہا۔ رعایا کی دادرسی مین مصروف رہتا تہا۔ زراعت و تجارت کی ترقی چاہتا تہا۔ بلاد و امصار کے

تجار واردین کے جان و مال کی بڑہی حفاظت کرتا تہا۔ اور اُن کے مال و اسباب کو بڑی قدر و قیمت سے خرید تا تہا۔ تاجرین کو قیمت اشیا مین بہلائے دیتا تہا۔ علاوہ انعام و اکرام سے بہی سرفراز کرتا تہا
راجہ کے انعام و اکرام کی شہرت نے بلاد و امصار کے تاجرون کے لئے بیجانگر مین آمد و رفت کا راستہ کشادہ کردیا۔ عرب و عجم کے تجار جوق جوق آنے لگے۔ بلاد بعیدہ کی اشیائے نفائس یہان لاتے تہے اور یہان سے ہیرے جواہر و ہتہیار فولادی و پارچہائے ریشمی لیجاتے تہے۔ راجہ کے عہد مین تجارت کا بازار گرم تہا۔ اس راجہ کے عہد مین میرزا شاہرخ بن امیر تیمور گورگان کا سفیر عبدالرزاق سمرقندی ۸۴۷ ہجری مین بیجانگر آیا۔ اُس نے بیجانگر کے حالات اپنے سفرنامہ مین مفصل قلمبند کئے ہین چنانچہ اسکا ذکر ہوچکا ہے اب یہان عادہ کرنا تحصیل حاصل ہے۔ سفیر کی تحریر سے بیجانگر کی ترقی کا عروج معلوم ہوتا ہے۔ اور راجہ کے حسن اخلاق و علو شان کی عظمت بہی نمایان ہوتی ہے۔

یہہ راجہ فیروزشاہ و احمد شاہ و علاء الدین بن احمد شاہ کا معاصر تہا۔ فیروزشاہ سے متعدد جنگ کئے کبہی غالب کبہی مغلوب آخر باہم صلح ہوگئی تہی۔ اسی راجہ نے اپنی دختر نیک اختر کی شادی فیروز شاہ سے کردی تہی۔ جہیز مین بیشمار زر و جواہر دیا تہا۔ شادی و لڑائیون کی تفصیل فیروزشاہ کے حال مین ذکر کی جائیگی۔ اسی راجہ کے عہد مین بیجانگر مین کثرت سے اہل اسلام فوج مین بہرتی کئے گئے۔ چنانچہ فرشتہ نے لکہا کہ دیو راے نے براہمہ معتمدین سے دریافت کیا۔ کہ ہمارا ملک باعتبار طول و عرض و محاصل شاہان بہمنیہ کے ملک سے زیادہ ہے۔ اسیطرح ہماری فوج و جمعیت سوار و پیادہ بہی بہ نسبت بہمنیہ بہت زیادہ ہے کیا وجہ ہے کہ اہل اسلام اکثر اوقات غالب ہوتے ہین۔ اور ہم مغلوب۔ اور ہم اُن کے خراجگزار ہوتے ہین؟ بعض براہمہ نے عرض کی کہ خدا تعالے نے

اہل اسلام کو اہل اصنام پر زیادہ تسلط و غلبہ عطا کیا ہے۔ ہماری کتابون مین اسطرح لکھا ہوا ہے
اسلئے اکثر اوقات اہل اصنام مغلوب ہوتے ہین۔ بعض نے کہا یہہ جہ نہین ہے بلکہ واقع مین یہہ ہے
کہ اہل اسلام مین دو چیزین ایسی ہین کہ اونکی فتح کا سبب ہوتی ہین۔ ایک یہہ ہے کہ اُن کے گہوڑے
تیز و چالاک ہوتے ہین۔ اور ہمارے گہوڑے اُنکا عکس یعنی کمزور و لاغر اندام۔ دوسرے یہہ ہے کہ
بہمنیہ کے لشکر مین تیر انداز زیادہ ہین اور ہمارے لشکر مین کم۔ دیورائے کو برہمن وم کی رائے پسند
آئی حکم دیا کہ اہل اسلام کو فوج مین بہرتی کرنا چاہیئے۔ اور اُنکو جاگیر و انعام عطا کرنا اور اُنکی تالیف
قلوب کے لئے مسجد بہی تعمیر کرنی چاہیئے۔ اور اُنکو آداب و ارکان اسلام کے ادا کرنے مین کوئی مانع و مزاحم
نہوے۔ اور قرآن شریف دربار مین میرے سامنے تعظیم کے ساتہہ رحل پر رکہین۔ تا اہل اسلام
اُسکو سلام کرین۔ کیونکہ اُسوقت اہل اسلام ہندو کو سلام کرنا عار و ننگ سمجہتے تہے۔ دیورائے
نے یہہ تجویز اس غرض سے کی تہی کہ اُنکی عار و ننگ باقی نہین رہیگی۔ وہ سمجہینگے کہ ہم قرآن شریف
کو سلام کرتے ہین۔ اس حیلہ سے بادشاہی سلام بہی ادا ہوجائیگا۔ ع چہ خوش بود کہ برآید
بیک کرشمہ دو کار۔ پہر راجہ نے ہندوؤن کو حکم دیا و تاکید کی کہ اہل اسلام سے تیر اندازی سیکہین
نظامی نے لکہا کہ حسب الحکم مسلمانون سے تیر اندازی سیکہنے لگے بیجانگر مین متعدد تعلیم خانے مقرر
کئے گئے چند مدت مین اکثر ہنود اس فن مین کامل ہوگئے۔ دیورائے اور اُسکے ارکان دولت
باہم تدبیرین کرنے لگے کہ فوج کو بڑہانا چاہیئے۔ فی الحال دو لاکہہ سوار و اٹہارہ ہزار پیادہ ہین۔
آیندہ ستر ہزار سوار و تین لاکہہ پیادہ بڑہانا چاہیئے۔ تدبیر و شورہ کے بعد معززین نے دس ہزار سوار
مسلمان و ساٹہہ ہزار ہندو تیر انداز اور تین لاکہہ پیادہ ترتیب دیکے دیورائے کے ملاحظہ مین لائے

دیورائے فوج سوار و پیادہ کو دیکھہ کے بہت خوش ہوا۔ شاہان بہمنیہ کے ممالک کی تسخیر کا عزم جزم کیا۔ سنہ ۸۴۷ھ
مین تنگبہدرہ سے عبور کرکے قلعہ مدگل کو مسخر کرلیا۔ اور اپنے لڑکون کو رائچور و بنکاپور کے قلعون پر
مامور کرکے خود کشنا کے کنارے قیام پذیر ہوا۔ ساگر و بیجاپور تک ظلم و بیدادی کی آگ مشتعل کردی
تمام رعایا برباد و تباہ ہوگئی۔ اور زراعت پامال و خراب تجارت و صنعت کا بازار سرد ہوگیا۔ ملک مین
قحط سالی کے آثار نمایان ہوگئے۔ غلہ و رسد کی نایابی سے ہزارہا آدمی و مواشی ہلاک ہوئے۔ آخر چند
لڑائیون کے بعد باہم صلح ہوگئی۔ راجہ نے خراج گزاری قبول کی۔ پھر راجہ نے تابزندگی اطاعت
و خراجگزاری کے دائرہ سے قدم باہر نہین رکھا۔ فریقین مین پھر کبھی مخالفت نہین ہوئی۔ یہہ آخری
صلح علاءالدین بن احمد شاہ سے ہوئی تھی۔ پھر راجہ سنہ ہجری مین فوت ہوا مدت سلطنت ۲۰
سال۔ اولاد مین ایک لڑکا تھا۔

اجیر رائے بن دیورائے

باپ کے مرنے کے بعد حسب دستور قدیم تخت نشین ہوا۔ امرائے دولت و ارکان سلطنت و براہمہ صاحب حکمت
کو انعام و صلات سے سرفراز فرمایا۔ باپ کی طرح صاحب عزم عالی ہمت تھا۔ داد و دہش مین مشہور تھا
فقرا دوست غربا نواز تھا۔ اسباب شاہی کو نہایت تزک و شان سے رکھتا تھا۔ سپاہ و حشم و جماعت
خدم کے ساتھہ حسن سلوک کرتا تھا۔ امرا و رعایا کی دلداری کو اپنے نفس پر ترجیح دیتا تھا۔ اور کہتا تھا
کہ میری سلطنت و حکمرانی انہین امرا و رعایا کی بدولت ہے۔ نہین تو مین بھی انہین افراد سے
ایک فرد ہون۔ ہمیشہ غرور و تکبر سے دور رہتا تھا۔ زمیندارون سے حسن اخلاق سے ملتا تھا۔
ان کے ساتھہ ایسا ملجاتا تھا کہ منجملہ ایک فرد کی طرح معلوم ہوتا تھا۔ زمیندار راجہ کی عنایات

عنایات دیکھہ کے نہایت خوش ہوتے تہے - او صدق دل سے راجہ کے جان نثار و خیر خواہ بنتے تہے - روزانہ راجہ کے درشن و زندوت کو عبادت سمجھہ کے بجالاتے تہے - مذہب کا پابند تہا براہمہ کی خدمت و بندگی کو بجاے پرستندگی سمجہتا تہا - انکی نصیحتون کو گوش جان سے سنتا تہا - جہان تک ہوسکتا تعمیل کرتا تہا - اُسکے عہد مین براہمہ و فقرا کی بڑی عزت و آبرو ہوتی تہی - براہمہ و فقرا آسودہ حال تہے - دولت و مال سے مالا مال تہے - اگر ہم فقرا و براہمہ کو بحیثیت مال و دولت امرا کے زمرہ مین شریک کرین تو بیجا نہوگا - یہہ راجہ سلاطین بہمنیہ کا خراجگزار رہا - جنگ و جدال سے پرہیز کرتا تہا ہر وقت صلح کو پسند کرتا تہا - مگر ایک مرتبہ براہمہ کی ترغیب سے خلاف کیا تہا - یعنے سنہ ٨٧٧ ہجری مین پرکیتہ راے قلعدار بلگوان کو اسبات پر آمادہ کیا تہا کہ بندر گوہ مقبوضہ بہمنیہ پر فوج کشی کرے - راے پرکیتہ نے فوج کشی کا عزم کیا - محمد شاہ اس خبر کے سنتے ہی شکار کرتے ہوے مع فوج جرار بلگوان بہیج گیا راے پرکیتہ قلعہ مین محصور ہوکے مدافعت کرنے لگا - محمد شاہ بہمنی خواجہ محمد گاوان کی حسن تدبیر سے قتل و خونریزی کے بعد بیرونی حصار پر قبضہ کرکے اندرونی حصار کے محاصرہ مین مصروف ہوا - ایسی حالتمین راے پرکیتہ تبدیل لباس کرکے بہمنی کے خیمہ مین حاضر ہوا - اور کہا کہ مین راے پرکیتہ ہون معاف فرمائین یا قتل - بہمنی نے نہایت فیاضی و رحمدلی سے اُسکا قصور معاف کرکے امرا کے زمرہ مین شریک فرمایا - اچیر راے نے تا زندگی اس خلاف کے سوا کبہی خلاف نہین کیا تا دم العمر بہمنی کا خراج گذار رہا - آخر راجہ تقریباً سنہ ٩٠٥ ہجری مین فوت ہوا

کشن راے دوم بن اچیر راے

مدت سلطنت ٣٨ سال

کشن راے باپ کے مرنیکے بعد حسب دستور قدیم مسند نشین ہوا - ملکی و دیوانی انتظام کا اہتمام عمدہ طرح سے کرنے لگا - لشکر و آلات حرب و آدوات ضرب جمع کرنا شروع کیا - تہوڑی ہی مدت مین ملک گیری و ملک کشائی کی قوت و قدرت کامل حاصل کرلی - بہمنیہ سلاطین کے مقابلہ کے لئے مستعد ہوگیا

محمود شاہ بہمنی ثانی کا معاصر تہا فریقین مین متعدد معرکے واقع ہوے کبہی محمود شاہ بہمنی غالب
کبہی مغلوب کبہی راجہ اسکا عکس ہوتا تہا۔ آخر رائچور کی لڑائی مین بادشاہ گہوڑے سے گرا۔ اور بادشاہ
کے سر پر ضرب آئی۔ بہمنیہ لشکر مین تفرقہ واقع ہوا ایسی حالت اضطراری مین ملک بریدنے موقع پاکے
کشن رائل سے صلح کرلی۔ اور مع بادشاہ بیدر مین چلا آیا مختارانہ حکومت کرنے لگا۔ بہمنی بادشاہ
اُسکے ہاتہہ مین کاٹ کے پتلے کی طرح تہا۔ نام کا بادشاہ تہا۔ واقع مین برید بادشاہ تہا۔ بہمنی راتدن
عیش و عشرت مین مست رہتا تہا۔ اسی راجہ کے عہد مین طوائف الملوکی قائم ہوئی۔ بہمنیہ کا ہر ایک
صوبہ خود مختار بادشاہ بنگیا۔ یوسف عادلشاہ نے بیجاپور مین اور قطب الملک نے گولکنڈہ مین
عماد الملک نے برار مین اور ملک بریدنے بیدر مین جلوس فرمایا۔ تمام والی بیجانگر سے مصالحہ رکہتے تہے
لیکن اُس سے بیخوف نہین رہتے تہے۔ اسیطرح راجہ بہی مسلمانون سے بیفکر نہین رہتا تہا۔
احکام البلاد کے مولف نے لکہا کہ کشن رائے نے بہمنیہ کی سلطنت تقسیم ہونیکے بعد سالانہ نذرانہ و پیشکش
موقوف کردیا۔ کشن رائے کی حکومت و رفعت کی شہرت دکن کے بلاد و قصبات مین شایع ہو گئی۔
راجگان و جاگیرداران دکن راجہ کو مہاراج سمجہنے لگے۔ اسی عظمت و شوکت کے ساتہہ پچیس برس تک
سلطنت کرتا رہا۔ بہ نسبت سابق فوج و لشکر کی تعداد بڑہ گئی تہی۔ چار لاکہہ پیادہ و سوار تہے
اور تین ہزار ہاتی جنگی۔ مخالفین کی خوب تنبیہ کرتا تہا۔ دکن مین کوئی اسکا مقابل نہین ہوسکتا تہا
آخر عارضہ سرطان سے ۹۰۸ہجری مین فوت ہوا۔ مدت سلطنت پچیس سال بقول بعض
۹۰۵ہجری۔ اولاد مین صرف ایک لڑکا مسمی سداشیوراج ایکسالہ طفل وارث چہوڑ گیا
اراکین دولت نے کشن رائے کے بہائی اچہوت راج کو تخت نشین کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اچہوت راج

کشن رائے کا بھائی دوسری ماں سے ہوگا۔ یا اُسکے بنی اعمام و ذوی الارحام سے ہوگا۔ اُسکا کوئی حقیقی بھائی نہین تھا۔ مدت سلطنت پچیس سال۔

اچھوت راج برادر کشن رائے ثانی

اچھوت راج ارکین دولت کے اتفاق سے تخت نشین ہوا برادر و پدر کی طرح ملک کا انتظام کرنے لگا۔ انتظام مین کچھہ تغیر و تبدل نہین کیا۔ ہوشیار و چالاک تھا۔ سلاطین اسلام طوائف الملوک سے بیخوف نہین بیٹھا تھا۔ فوج و سپاہ کی درستی و آلات حرب و ضرب کے فراہم کرنے مین سستی جائز نہین کہتا تھا لیکن راجہ کی وہ شان نہین تھی جو کشن رائے کو حاصل تھی۔ اسی زمانہ مین قاسم برید نے راجہ حال سے مخالفت شروع کی۔ راجہ کے حدود مین دست اندازی کرنے لگا۔ اور فوج کثیر جمع کر کے راجہ کے ملک پر حملہ کرنیکے لئے مستعد ہوا۔ اور قطب شاہ و عادلشاہ و عماد شاہ و نظام الملک بحری کو بھی اپنا رفیق بنایا۔ تمام نے باہم اتفاق کر کے راجہ کے ملک پر حملہ کیا۔ راجہ بھی حملہ کی خبر سنکے جنگ و مقابلہ کے لئے میدان مین برآمد ہوا۔ دار السلطنت کو کارپردازون کے حوالہ کیا۔ فریقین کا مقابلہ کوہیر کے اطراف مین ہوا۔ شدت کے ساتھہ لڑائی کی آگ مشتعل ہوی۔ طرفین کے سپاہ مجروح و مقتول ہوے صبح سے سہ پہر تک جنگ کا ہنگامہ گرم رہا۔ اسوقت تک فریقین برابر تھے۔ آخر کار یک راجہ ضرب تیر سے مقتول ہوگیا۔ راجہ کے قتل ہوتے ہی لشکر مین کھلبلی پڑی تمام نے گریز و فرار کا راستہ اختیار کیا۔ طوائف الملوک نے فراریون کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ اس کامیابی کے بعد تمام طوائف الملوک نے اپنے اپنے مستقر مین مراجعت کی۔ یہہ واقعہ تقریباً ۸۱۱ ہجری بقول بعض ۸۵۲ ہجری مین واقع ہوا۔

رام راج داماد کشن رائے کا ذکر

احکام البلاد کے مولف نے لکھا کہ چہوت راج کے بعد رام راج داماد کشن رائے حکمرانی کی مسند پر جلوہ افروز ہوا۔ بظاہر کشن رائے کے لڑکے مسمی سدا شیوراج کو تخت نشین کیا اور آپ نیابتاً وزارۃً ملکی و دیوانی مہمات کا انتظام کرنے لگا۔ ہوشیار و تجربہ کار عمر رسیدہ زمانہ کا گرم و سرد چشیدہ تہا۔ عقیل و فہیم دور اندیش و عاقبت بین۔ دلیر و بہادر جفاکش و محنتی تہا۔ عادل و خوش خلق تہا۔ ملک کی آبادی و رعایا کی آسائش زراعت و تجارت کی افزائش چاہتا تہا۔ ملک کی حفاظت و شاہی فوج کو پسند کرتا تہا۔ وزارت کی حالت مین لشکر سوار و پیادہ کو ساز و سامان و اسلحہ حرب و ضرب سے آراستہ کیا۔ اکثر قلعجات و مکانات قدیمہ کی ایسی تعمیر و ترمیم کی کہ دیکہنے مین جدید معلوم ہوتے تہے۔ اور اطراف و جوانب کے قصبات و دیہات مین بہی چہوٹی چہوٹی گڑہیان بنا دین۔ اور ہر ایک قصبہ و گانون مین ایک ایک ٹہانہ دار اور چند چوکیدار مقرر کر دئے۔ تاکہ رعایا کے جان و مال کی پوری حفاظت کرین۔ اور اپنے اعزہ و اقارب کو حسب لیاقت خدمات و عہدون پر مقرر کیا۔ ایک بہائی مسمی ینکنادری کو امیر الامرا و سپہ سالار اور دوسرے بہائی مسمی تلمراج کو اپنا معتمد کیا۔ اور تیسرے بہائی مسمی گوبندراج کو ادہونی و مدکل و رائچور وغیرہ کے قلعجات پر معین فرمایا۔ اور کرناٹک پائین گہاٹ و بالا گہاٹ کے حکام و راجاؤن مین تغیر و تبدل و عزل و نصب کیا۔ تغیر و تبدل و عزل و نصب سے راجہ کی غرض یہہ تہی۔ کہ ملک کا انتظام عمدہ طرح سے ہو۔ ہر طرف عدل و انصاف سے کام لیا جائے راجہ جو کچہہ کرتا تہا بمقتضائے حال کرتا تہا۔ اصحاب غرض اس کارروائی سے ناخوش ہوتے تہے۔ وزیر دلیر کچہہ پروا نہین کرتا تہا۔ جو کچہہ مقتضائے حال کے موافق ہوتا تہا۔ کئے جاتا تہا۔ تاریخ نظامی کے مولف نے لکہا کہ اہل اسلام سے

باطناً خلاف رکہتا تہا۔ اور مذہبی تعصب سے اُنکو حقیر سمجہتا تہا۔ اور مالؔ و دولتؔ و فوج و جمعیت کی کثرت پرناز بہی کرتا تہا۔ اور سمجہتا تہا کہ یہہ مسلمان اگرچہ مالؔ و دولتؔ و فوج و جمعیت مین کمتر ہین۔ لیکن مارنے مرنے سے نہین ڈرتے بیخوف و خطر جی توڑکر میدان جنگ مین حملے لڑتے ہین۔ انہین جب موقع ملیگا تو ہماری ریاست برباد کرینگے۔ اور ہماری جان و مال کو ہلاک و تلف کرینگے۔ بناءً علیہ اہل اسلام کے ساتہہ ظاہراً ہمدردی کرتا تہا۔ اور طوائف الملوک جو باہم جنگ و جدال کرتے تہے۔ جو ضعیف اُس سے اعانت چاہتا تہا مع جمعیت آتا۔ اور اس ضمن مین سلاطین اسلام کے ملک کو برباد و تلف کردیتا تہا۔ اور ہمدردی و اعانت کا اظہار کردیتا تہا۔ اہل اسلام باہم یکے با دیگر حسد و رشک مین مدہوش تہے۔ راجہ کی کارروائی سے آگاہ نہین ہوتے تہے۔ بے سمجہے باہم جنگ و جدال کرتے تہے۔ فریقین سے لاکہون مسلمان ہلاک ہوتے تہے اور رعایا و ملک بہی برباد و تباہ ہوتا تہا۔ آخر اس حسد و رشک کا نتیجہ یہہ ہوتا تہا کہ فریقین ضعیف و کمزور ہوجاتے تہے۔ اسی باہمی نااتفاقی نے بہمنیہ سلطنت کو برباد کردیا۔ اور جو بہمنیہ زمانہ مین سلطنت کو قوت و زور آوری حاصل تہی وہ سب جاتی رہی۔ اور خود طوائف الملوک بہی تہوڑی ہی مدت مین نیست و نابود ہوگئے۔ اُنکا نام و نشان تک باقی نہین رہا۔ جبتک سلاطین بہمنیہ کی قوت و شوکت تہی کوئی دکن کا ارادہ نہین کرتا تہا۔ اسیطرح طوائف الملوک مین بہی جب تک اتفاق رہا۔ سلاطین تیموریہ کو مداخلت کا موقع نہین ملا۔ آخر باہمی نااتفاقی و خانہ جنگی کی بدولت دکن تیموریہ سلاطین کے قبضہ مین آیا۔

رام راج کی ہمدردی

اہل اسلام سے جو شاہزادے یا امیرزادے یا کوئی عہدہ دار دی عزت و سپاہی صاحب ہمت بیجا بگڑجاتے تو

راجہ اونکی خاطر و مدارات کرتا۔ اور مہمانی و خاطرداری مین کوتاہی نہین کرتا تہا۔ اپنی بات مین عزت و آبرو سے رکہتا تہا۔ اور انکے لئے وظائف مقرر کردیتا تہا۔ جوکوئی نوکری کی درخواست کرتا۔ اسکو حسب لیاقت خدمت و عہدہ پر مقرر کرلیتا تہا۔ چنانچہ ابراہیم قطب شاہ اپنے بہائی کے خوف سے بیجانگر گیا رامراج نے مہمان عزیز کو عظمت و اعزاز کے ساتہہ معزز مکان مین اوتارا۔ اور اسکے لئے وظیفہ و جاگیر مقرر کردی۔ ابراہیم مع مصاحبین و خدم و حشم چند سال تک بیجانگر مین رہا آخر اپنے بہائی جمشید قلی قطب شاہ کے انتقال کے بعد آیا۔ اور بادشاہ ہوا۔ راجہ نے ابراہیم کو رخصت کے وقت کہا کہ اگر جمعیت و مال کی ضرورت ہو تو اسوقت دس ہزار پیادہ و سوار ہمرکاب لیجائے ابراہیم نے کہا اسوقت ضرورت نہین ہے۔ اسیطرح علی عادلشاہ جب مخالفین کی فوج کشی کی وجہ سے بغرض استعانت رامراج کے پاس گیا تب رامراج نے عادلشاہ کی خیر مقدم مین تمام بیجانگر کے کوچہ و بازار کو آرائش و زیبائش سے رشک گلزار بنا دیا تہا۔ دو ڈہائی منزل تک راستہ مین زمین پر فرش زرین بچہایا گیا تہا۔ اور اطراف مین آرائش شگوفون و گلون سے کئے تہے۔ جابجا رنگ برنگ کی جہنڈیان آویزان کئے تہے۔ دو میل تک راجہ استقبال کے لئے آیا۔ عادلشاہ سے ملا معانقہ و مصافحہ کیا۔ اور پیشانی کا بوسہ لیا علی عادلشاہ نے بہی تعظیم و تکریم سے آداب تسلیم ادا کی۔ راجہ کیطرف سے ہنود کی رسم کے موافق موتی اور ہون و پرتاب علی عادلشاہ پر تصدق و نثار کئے گئے۔ عادلشاہ رامراج کو باپ کہتا تہا جب رامراج ملاقات سے فارغ ہوا۔ تب علی عادلشاہ سے کہا کہ آپکی والدہ یعنی رانی صاحبہ آپکے انتظار مین مشتاق دیدار ہے۔ دولتخانہ مین چلئے۔ علی عادلشاہ دولتخانہ مین گیا۔ دروازہ مین قدم رکہتے ہی رانی صاحبہ کے طرف سے دو خوان مروارید و ہون و پرتاب سے بہرے ہوئے عادلشاہ پر

تصدق کئے۔ رانی صاحبہ نے علی عادلشاہ کو تسلی و دلاسا دی اعانت و امداد کا وعدہ کیا۔ دیر تک
محبت و الفت سے باہم مکالمہ کرتے رہے۔ علی عادلشاہ نے راجہ و رانی کو جواہر و مروارید کے مالے
نذر دئے۔ رام راج نے بھی عادلشاہ کو جواہر و ہار قیمتی عطا کئے۔
رام راج نے قطب شاہ و علی عادلشاہ کے ساتھہ حسن سلوک کر کے سمجھا کہ بیجاپور و تلنگانہ میرے قبضہ میں ہے
دونون کے ملک کا مین ہی مختار رئیس ہون۔

وظیفہ پرورشی سپاہ کا ذکر

نظامی کے مولف نے لکھا کہ رام راج راجگان بیجانگر مین نہایت ہوشیار و تجربہ کار تھا۔ ملکی انتظام
مین ملکہ کامل رکھتا تھا ہمیشہ حفظ ما تقدم کا لحاظ کرتا تھا۔ دور اندیش و عاقبت بین تھا۔ زمانہ
حال مین استقبال کا بندوبست کرتا تھا۔ رعایا کے آسائش کے اسباب مہیا کرنے مین خزانہ وقف
کر دیتا تھا۔ مال و دولت کی اُسکی نظر مین کچھہ وقعت نہین تھی سیر چشم و فیاض تھا۔ شاہی کر و فر کو
بہت پسند کرتا تھا۔ دربار و فوج کی شان شاہانہ تجمل و طمطراق کے ساتھہ رکھتا تھا منجملہ اُسکی سیر چشمی
و فیاضی کی تصدیق وظیفہ پرورشی سپاہ کے ایجاد سے ہوتی ہے۔ پرورشی سپاہ کا وظیفہ کیا تھا؟
راجہ نے ترغیباً سپاہ کیلئے مقرر کیا تھا یعنے جو سپاہ غنیم کے مقابلہ مین جائینگے۔ خود راجہ اُن کے
عیال و اطفال کے نان و نفقہ کا کفیل ہوگا۔ ماہ بماہ ہر ایک گھر کو غلہ مایحتاج پہنچتا رہیگا۔ سپاہ کو
اطمینان سے جان نثاری کرنی چاہیے۔ اس وظیفہ کی ایجاد سے تمام بہادران بیدر و دلاوران
کنہڑ راجہ پر جان و مال فدا کرتے تہے۔ غنیم کے مقابلہ مین ایسے جم کر لڑتے تہے کہ مر کے اُٹھتے تہے
یا کامیابی کے ساتھہ سرخرو و سرفراز ہوتے تہے۔ رام راج نے اس وظیفہ کو تا مرگ ہر ایک غنیم کے

مقابلہ کے وقت برابر جاری کہا۔ سپاہ کے عیال و اطفال کی خبر گیری پورے طرح سے رکہتا تہا۔ ہر ایک
سپاہ کے گہر کو غلہ و مایحتاج بہیجتا تہا۔ کبہی اس وظیفہ مین کوتاہی نہین کی۔ بعد مین کسی راجہ نے اس
وظیفہ کے جاری کرنے مین رامراج کی پیروی نہین کی۔ لیکن احکام البلاد کے مولف نے لکہا کہ بسونت نائک
بن ہمپا نائک راجہ ہرپن پلی نے وظیفہ پرورشی مین سری رام راج کی پیروی کی تہی یعنے نائک نے
بہی یہہ وظیفہ اپنے سپاہ کے لئے مقرر کیا تہا۔ معلوم نہین بعد مین یہہ وظیفہ دوسرے راجاؤن نے
جاری کیا یا نہین۔ سری رامراج کا یہہ وظیفہ ترغیبی تعریف و تحسین کے لائق ہے۔ شیران دولت
و وزیران سلطنت سپاہ کی دل افزائی و دلاوری کے لئے اس قسم کی باتین ایجاد کرتے ہین۔
فرشتہ نے لکہا کہ سری رامراج نے اہل اسلام کے مقابلہ کیوقت کشنا کے کنارے زر و جواہر و ہون
و فنم کے تودے لگا دئے تہے۔ اور حلقہائے طلائی و انگشتری ہائے مرصع جواہر سے طشت پر کر کے
رکہ دئے تہے۔ اور سپاہ کے گوش گزار کر دیا تہا۔ جو کوئی غنیم کے سپاہ و افسر کا سر کاٹ کے لائیگا تو
ایک تودہ زر یا بدرہ زر یا انگشتری الماس و جفت حلقہ طلائی لے لے۔ اس ترغیبی صلہ کی امید و خوشی
مین کنہڑے و تلنگے خوشی خوشی جانین فدا کرتے تہے۔ اور میدان جنگ مین دلیری و بہادری سے
جولانی کرتے تہے۔ چونکہ فتح و شکست اختیاری امر نہین ہے کبہی فیروز اور کبہی منہزم ہوتے تہے۔

رام راج کا پنوکنڈہ کو دار السلطنت بنانا

انہین ایام مین رام راج نے پنوکنڈہ کو دار السلطنت قرار دیا۔ اسوقت تمراج بن سری جنگل راج
ناظم جنگلپیٹ کرناٹک حسب الطلب راجہ کی ملاقات کے لئے شہر سے برآمد ہوا نکلنے وقت قلعہ سے
باہر ایک خیمہ قائم کیا تہا۔ خیمہ گر گیا تہا۔ منجمین نے اسکو فال بد سمجہا۔ اور سفر سے مانع ہوے۔ اور بعض

براہمہ نے بہی سفر کی ممانعت کی۔ تمراج باز نہین رہا۔ ایکہزار سوار و پانسو پیادہ سے بیجانگر مین داخل ہوا۔ راستہ مین ایک خرگوش شکار کیا۔ خرگوش زخمی سیدہا اوسکے سامنے دوڑ کر آیا۔ اِس امر کو بہی شگون بد سمجہے۔ نقارہ بجاتے ہوے مع فوج قلعہ مین داخل ہوا۔ راجہ کے خاص محل تک پہنچ گیا۔ رام راج نقارہ کی آواز سے گہبرایا۔ کوٹہی پر چڑہ کر تمراج کو مع فوج دیکہا۔ غضبناک ہوا حاضرین سے پوچہا کہ یہہ کون بے ادب ہے۔ عرض کیا گیا کہ یہہ تمراج ناظم چنگل پیٹہ ہے۔ راجہ اندر سے برآمد ہوا۔ ناظم سے ملا قلعہ مین اوتارا۔ دوسرے دن مہمانی و ضیافت کر کے وزرا سے پوشیدہ مشورہ کیا کہ ایسے دلیر سفاک و بہادر بیباک کا ریاست مین رکہنا مناسب نہین۔ مبادا کہین خیال فاسد کرے تو اسکا دفع کرنا مشکل ہوگا۔ وزرا نے راجہ کی رائے سے اتفاق کیا۔ بحفظ ما تقدم ناظم بیگناہ کے قتل پر مستعد ہوا دوسرے روز بہ بہانہ ضیافت و مصلحت ملکی مجلس مین بلایا۔ وہ بیچارہ اجل رسیدہ مع چند سوار اندر آیا اندر داخل ہوتے ہی دربانون نے قلعہ کے دروازے بند کئے۔ پہر چند سلحدارون نے اُسپر حملہ کیا۔ تمراج ناظم یہہ حالت دیکہتے ہی فوراً گہوڑے پر سوار ہوا۔ خوب مقابلہ کیا۔ تمام قلعدارون کو زیر و زبر کیا۔ پہر راجہ کے محل کیطرف متوجہ ہوا۔ وہان مجمع کثیر تہا۔ وہان بہی دیر تک خوب دلیری سے لڑا آخر ناظم مع چند مصاحبین خاص مقتول ہوا۔ رام راج کے اس ظلم و ستم سے تمام اطراف و جوانب کے راجاؤن مین بیدلی پہیلی۔ اور سب نے باہم اتفاق کر کے عادلشاہ و قطب شاہ و نظام شاہ سے استعانت کی کہ راجہ ظالم کو نیست و نابود کرین۔ میرے نزدیک یہہ روایت اعتبار کے لائق نہین ہے مولف نے غلط فہمی سے سنی سنائی بات پر اعتبار کر کے لکہدیا ہوگا کیونکہ مولف مذکور کے سوا کسی نے اس روایت کو نقل نہین کیا والعلم عند اللہ۔

رام راج کا سلاطین اسلام کے ممالک مین آنا

سوء اتفاق سے انہین ایام مین رام راج بہ بہانہ اعانت علی عادلشاہ مع فوج کثیر سلاطین اسلام کے ممالک مین آیا۔ احمدنگر وغیرہ کے مساجد منہدم کرنے لگا۔ اور مسلمانون کی خونریزی شروع کی اور اپنے بہائی بینکنادری راج کو مع جگدیو راج وعین الملک کنعانی وظیفہ خوار کو حیدرآباد و تلنگانہ کی خرابی کیلئے مقرر کیا۔ بینکنادری نے قطب شاہی چند قلعے مسخر کر لئے۔ رام راج کے غلبہ سے سلاطین اسلام مین تزلزل واقع ہوا۔ ہر طرف فتنہ و شر برپا ہو گیا۔ عادلشاہی حدود مین بہی قیامت قائم ہو گئی۔ رعایا پراگندہ حال ہو رہی تہی۔ کشت و خونریزی کا بازار گرم ہو رہا تہا کہ قطب شاہ و نظام شاہ نے راجہ کو بیشمار زر نقد و جواہر دیکے صلح کر لی۔ اور راجہ کو مع فوج واپس کیا۔ مسلمانون کا اتفاق رام راج کی ہلاکی و بہادری اس رستخیز و ستیز کے بعد تمام سلاطین اسلام نے اس بات کا پختہ ارادہ کیا کہ رام راج کو سلطنت سے نکالین جسطرح ہو اُسکا استیصال کرین ہر ایک جنگ و جدال کے سامان و آلات حرب و آدات ضرب فراہم کرنے لگا۔ اور اس بات کی بہی کوشش شروع کی کہ تمام سلاطین اسلام باہم اتفاق کرین۔ اولاً اس میدان مین نظام شاہ نے قدم رکہا۔ مولانا عنایت اللہ کو مع نامۂ محبت و تحائف نفائس قطب شاہ کی خدمت مین بہیجا۔ اور اس بات کی ترغیب دی کہ رام راج کو نیست و نابود کرنا چاہئے۔ قطب شاہ نے نظام شاہ سے اتفاق کیا۔ اور نظام شاہ کی رائے پر آفرین کہی۔ اور اپنے طرف سے سید مصطفی خان وکیل السلطنت کو مع تحائف ہمراہ سفیر نظام شاہ علی عادلشاہ کی خدمت مین بہیجا۔ دونون سلاطین کے سفیر علی عادلشاہ کے حضور مین پہنچے۔ عادلشاہ کو سفیرون نے سمجہایا منایا۔ جو مخالفت فیما بین تہی اُسکو دور کیا

علی عادلشاہ مجلس اتفاق مین شریک ہوا۔ اور اس اتفاق پر اپنی خوشی و خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ اور سلاطین نے باہمی اتفاق کو خویشی و قرابت سے مستحکم کیا یہہ امر قرار پایا کہ حسین نظام شاہ کی بیٹی چاند بی بی علی عادلشاہ کے نکاح مین دیجائے۔ اور نظام شاہ قلعہ شولاپور کو جہیز مین عطا کرے۔ اور بی بی ہدیہ سلطانہ خواہر علی عادلشاہ مرتضی مین حسین نظام شاہ سے منسوب کیجائے۔ اور حیات بیگم ہمشیر کلان عادلشاہ ابراہیم قطب شاہ کے نکاح مین دین۔ بحث و تکرار کے بعد یہہ خویشی و قرابت باہمی منظور ہوئی۔ باہم شادیون کے رسوم ادا کئے گئے۔ محبت و اتحاد کا تعلق قرابت و خویشی سے مستحکم و مضبوط کیا گیا۔

سلاطین اسلام کا باہم ملکے بیجانگر پر حملہ کرنا

نظامی و احکام البلاد کے مولفین نے لکھا کہ قرابت کی رسم ادا ہونیکے بعد یہہ تینون بادشاہون نے کالے چبوترہ پر راجہ سے مقابلہ و معاملہ کی بابت باہم مشورہ کیا۔ پھر تینون سلاطین ۹۷۲ سنہ ہجری مین مع افواج قاہرہ بیجانگر پر حملہ آور ہوئے۔ منازل و مسافات طے کرتے ہوئے کشنا کے کنارے پہنچے۔ رام راج نے یکنادری راج کو چالیس ہزار سوار و ایک لاکہہ پیادہ دیکر اہل اسلام کے مقابلہ کیلئے بہیجا۔ اور کنم راج برادر ستی کو بہی مع تیس ہزار سوار و ساٹہہ ہزار پیادہ و ہزار فیل جنگی روانہ کیا۔ اور خود راجہ بہی مع جمعیت و خزائن زر و جواہر آیا۔ کشنا کے ایک کنارے اہل اسلام اور دوسرے کنارے پر اہل اصنام قائم تہے۔ دس روز تک طرفین کے سپاہ مستعد جنگ باہم مقابلہ کیلئے کہڑے ہوتے کشنا کے حائل ہونے سے لڑائی موقوف تہی۔ اہل اسلام اس فکر مین تہے کہ دریا سے عبور کرین۔ مگر عبور کے لئے وہان کشتی تہی نہ تونبے نہ ٹوکرے۔ اور جو اُترنیکے مقام تہے۔ اُنپر ہنود کے پہرے

اور چوکیاں قائم تہیں کسیکو اوترنے نہیں دیتے تہے۔ آخر دس روز گذرنیکے بعد اہل اسلام نے دریا سے اُترنیکا موقع و محل حاصل کرلیا۔ لشکر سے صرف پندرہ ہزار غنیم کے مقابلہ کیلئے رکہے باقی تمام سپاہ و سوار دریا سے اوتر گئے۔ غنیم یعنے رامراج اہل اسلام کے اوترنے سے بیخبر و غافل تہا اہل اسلام اوترتے ہی پشت کے جانب سے غنیم کی فوج پر حملہ کئے۔ غنیم کی فوج کے افسر و عہدے دار واقف ہوئے۔ افسوس کرکے مقابلہ کے لئے مستعد ہوے۔ پہر سلاطین نے باہم ایسا قرار دیا کہ نظام شاہ مع چوبیس ہزار سوار و پندرہ ہزار پیادہ رام راج پر حملہ کرے۔ اور قطب شاہ مع پندرہ ہزار سوار و بیس ہزار پیدل ینکنادری راج سے مقابلہ کرے۔ اور عادلشاہ مع تیس ہزار سوار و بیس ہزار پیادہ کینم راج سے۔ پہر آہل اسلام و اہل صنام باہم خوب لڑے کشت و خون کا بازار گرم ہوا زمین و زمان میں تزلزل پیدا ہوا۔ جدال و قتال کی آگ باہم بیس روز تک بہڑکتی رہی۔ طرفین سے سپاہ مقتول و مجروح ہوتے رہے۔ آخر بیس روز کے بعد شہر جمادی الاول کی بیس تاریخ سنہ ۹۷۲ ہجری مین مطابق سنہ ۲۲ جلوس رامراج۔ وینکنادری راج و کینم راج میدان معرکہ مین مقتول ہوے۔ اولاً رام راج کو گرفتار کرکے لائے۔ رام راج کو حسین نظام الملک کے پاس بہیجے۔ نظام الملک اسکے قتل کی بابت امرا سے مشورہ کرنیوالا تہا کہ اسی حالت مین نظام الملک کے ایک مصاحب و زیر نے کہا کہ آپ اس قتل مین دیر نہ کیجئے۔ اعلٰے عادلشاہ آرہا ہے۔ آپ واقف ہین کہ علی عادلشاہ رامراج کو باپ کہتا ہے۔ اگر وہ یہان پہنچ کے رام راج کو طلب کریگا تو آپ کو رامراج اُس کے سپرد کرنا ہوگا۔ رام راج کی رہائی کے بعد معلوم نہین کیا فتنہ و فساد برپا ہوگا۔ حسین نظام شاہ نے اوسیوقت اُسکا سرتن سے جدا کیا۔ اور نیزہ پر آویزان کیا۔ راجہ کا سر دیکہتے ہی تمام فوج فراری ہوی

راجہ کے تمام خزائن و جواہر و ہاتی و گہوڑے اور خیمے ڈیرے اہل اسلام کے ہاتہہ آئے۔ رامراج کے قتل کے بعد تینون سلاطین اہل اسلام بیجانگر کے طرف متوجہ ہوئے۔ اہل اسلام کے سپاہ و پیادونے حسب الحکم شہر کو لوٹا۔ قلعجات و بتخانون کو مسمار کر دئے۔ ہنود نے احمدنگر مین جو کچہہ کیا تہا مسلمانون نے پورا اُسکا معاوضہ لیا تینون سلاطین بیجانگر مین چار یا پنج مہینے تک قیام پذیر رہے۔ سیر و شکار مین بسر کرتے تہے۔ پہر قطب شاہ نے نظام شاہ و عادلشاہ کی صلح سے یلتمراج برادر خورد رامراج بشرط اطاعت اہل اسلام تنگبہدرہ کے جنوبی شہرون کی حکومت پر مقرر کیا۔ اور ہر ایک نے اپنی اپنی ریاست مین مراجعت کی۔

یلتمراج برادر رام راج کی حکومت

یلتمراج[*] برادر رام راج۔ بہائی سے ناخوش ہوکے قطب شاہ کی پناہ مین زندگی بسر کرتا تہا۔ جب دکن کے سلاطین طوائف الملوک نے رام راج سے مقابلہ و مقاتلہ کرکے اُسکو قتل کیا۔ اور تمام ملک بیجانگر پر قابض و متصرف ہوگئے۔ مصلحۃً سلاطین طوائف الملوک نے قطب شاہ کی سفارش سے یلتمراج کو بشرط اطاعت سلاطین اسلام مسند نشین کیا۔ یلتمراج ایسے عہد مین کہ بیجانگر برباد و تباہ ہوچکا تہا و اسباب سلطنت و شوکت تاراج و برباد ہوچکے تہے۔ ہر طرف ویرانہ تہا۔ اطراف و جوانب کے بلاد و قصبات خراب بیچراغ افتادہ تہے بجائے برادر مقتول موروثی ملک پر رونق افزا ہوکے ملک کے انتظام و آبادی بلاد مین مصروف ہوا۔ اور عدل و انصاف کا طریقہ اختیار کیا۔ اور رعایا کی ہمدردی کو اپنا رفیق بنایا۔ فرار شدہ رعایا کو اطراف و جوانب سے بلواکے شہر و قصبہ مین اعزاز سے رکہنے لگا۔ اور اُن کے ساتہہ حسن سلوک و

[*] از احکام البلاد ۱۲

وہمدردی کرنے لگا۔ راتدن ملک کی آبادی ورعایا کی ہمدردی مین بسر کرتا تہا۔

بلیتمراج کی اعانت سے مرتضی نظام الملک کا مسندنشین ہونا

چند مدت کے بعد حسین نظام شاہ اس دار فانی سے عالم جاودانی روانہ ہوا۔ اور اُسکا فرزند مرتضی نظام شاہ پدر بزرگوار کا جانشین ہوا۔ لیکن مرتضی صغیر سن تہا۔ انہین ایام مین علی عادلشاہ داماد حسین نظام شاہ نے بمقتضائے طمع دنیوی قرابتداری کا لحاظ نکرکے نظام شاہ کی ریاست کی تسخیر کا عزم بالجزم کیا۔ بیشمار فوج سوار و پیادہ ہمراہ لیکر احمدنگر پر حملہ آور ہوا۔ نظام شاہی بلاد و قصبات مین تاخت و تاراج کا بازار گرم کیا۔ اور مصمم ارادہ کرلیا کہ قلعہ کا محاصرہ کرے۔ مرتضی نظام شاہ صغرسنی کی وجہ سے مقابلہ کی تاب نلاکے برار کیطرف فرار ہوا۔ اور تفاؤل خان وزیر عماد شاہ کی پناہ مین پہنچا۔ اور برار سے قطب شاہ کی خدمت مین ایک عرضداشت بہیجی اور اپنے حال سے آگاہ کیا۔ اعانت و مدد کی درخواست کی قطب شاہ نے بلیتمراج کو اپنے ساتہہ متفق کرکے مرتضی نظام شاہ کی اعانت کیلئے علی عادلشاہ سے مقابلہ کیا۔ آخر راجہ و قطب شاہ نے عادلشاہ کو شکست دی اور مرتضی کو احمدنگر مین مسندنشین کیا۔ اور خود ہر ایک اپنی اپنی ریاست مین چلا گیا۔

الغرض بلیتمراج مدت تک سلطنت کرتا رہا۔ اور طوائف الملوک اہل اسلام باہم لڑتے رہے۔ اور بلیتمراج بے خوف و خطر حکمرانی کرتا رہا۔ آخر تیس برس سلطنت کرکے فوت ہوا سنہ ۱۰۰۲ سال ہجری

سریمل راج بن بلیتمراج

باپ کے مرنیکے بعد تخت نشین ہوا سلاطین اسلام کی اجازت سے حکمرانی کرتا تہا۔ اسلام کا مطیع و تابعدار تہا۔ ستائیس برس حکومت کرکے فوت ہوا۔ سالانہ خراج صرف قطب شاہ کو دیتا تہا

عیش و عشرت کا آشفتہ اور اہل اسلام کا مطیع و فرمان بردار تہا۔ کبہی سرکشی نہین کی۔ آخر فوت ہوا۔ یہہ واقعہ ۱۰۲۵ سنہ ہجری مین ہوا۔

وینکٹ نرسمبہراج بن سریمل راج

وینکٹ نرسمبہراج باپ کے بعد تخت نشین ہوا۔ اور اُس نے تخت نشینی کے بعد اپنے بہائی رنگ رائل کو پنوکنڈہ کی حکومت عطا کی۔ اُسکی ریاست و حکومت کو دس سال نہین گذرے تہے کہ ابو الحسن تانا شاہ قطب شاہی اور سکندر عادلشاہ نے باہم عہد و پیمان کرکے بلاد کرناٹک پر چڑہائی کی۔ مع افواج بیشمار کرناٹک مین فروکش ہوئے۔ قطب شاہ کے طرف سے میر جملہ امیر کبیر مع قبول خان و حمید خان و لشکر بیشمار پایان گہاٹ کرناٹک کے طرف روانہ ہوے۔ اور رندولہ خان و شہنواز خان وغیرہ امرائے عادلشاہی مع عساکر نصرت مآثر ۱۰۳۵ سنہ ہجری مین بالاگہاٹ کی طرف حملہ آور ہوے نہایت کوشش و جانفشانی سے تہوڑی مدت مین اکثر راجگان و پالیکاران کرناٹک کو بزور شمشیر مسخر کئے اُسوقت صرف تین صوبے ایک بیجانگر دوسرا گنگاوتی تیسرا ادروجی وینکٹ نرسمبہراج کے قبضہ مین رہگئے تہے۔ اسلام کے سلاطین نے تینون صوبے نرسمبہراج کو بطریق التمغا صرف مایحتاج کے لئے عطا کئے تہے۔ اور وہان سے جنوبی کرناٹک کے قلعون کی طرف متوجہ ہوے چندہی روز مین قلعجات کو مسخر کرکے پنوکنڈہ مین آئے۔ رنگ رائل نے جو وہان حکمرانی کرتا تہا اطاعت و فرمان برداری سے سرکشی کی۔ قلعہ کا محاصرہ کیا گیا۔ گہبرایا فی الفور قلعہ کے دوسرے دروازہ سے مع کستوری نائڑ داماد و دیگر تابعین و متعلقین نکل کر فرار کا راستہ اختیار کیا چندرگیری مین سکونت پذیر ہوا۔

عطیۂ التمغائے عالمگیری کا ذکر

احکام البلاد کے مولف نے لکہا کہ جب عالمگیر نے سنہ ۱۰۹۷ ہجری مین بیجاپور کو فتح کیا۔ اور داؤد خان پنی کو ذوالفقار خان امیرالامرا ابن اسد خان مدارالمہام کی نیابت مین کرناٹک کے انتظام کیلئے بہیجا۔ اُسوقت پنی نے حسب الحکم بادشاہ تینون[۱] محال مذکورہ راجہ پر بدستور جاگیر التمغا بحال رکہے اور نذرانہ وپیشکش وغیرہ سے مرفوع القلم فرمایا۔ اُسوقت سے اب تک محال مذکور راجہ کی اولاد کے قبضہ مین ہین راجہ کی اولاد مین حکام یکے بعد دیگرے مسند نشین ہوتے ہین۔ اور سلاطین اسلام کی اطاعت کا دم مارتے ہین۔ سلاطین اسلام اُنسے سالانہ نذرانہ اور زمینداروں سے پیشکش لیتے رہے ہین۔ بیجانگر کے چہبریوں سے پیشکش کی بابت کوئی معترض نہین ہوتا تہا۔ آخر وہان کا راجہ تمراج ہوا۔ نامبردہ پہیر مرد زمانہ دیدہ وسن رسیدہ تہا مع فرزندان کملاپور مین سکونت پذیر تہا۔ حیدر علیخان کے زمانہ مین تکبر وغرور سے سر اُٹہایا اور ہاتہہ پاؤن ہلانے لگا۔ انہین ایام مین حیدر علیخان نے بالاگہاٹ کی تسخیر اور انگریزون سے صلح کے بعد سنہ ۱۱۸۵ ہجری مین کملاپور کے طرف لشکر کشی کی راجہ کو ملاقات کے لئے بلایا۔ بیماری کا بہانہ کر کے حاضر نہین ہوا۔ اور اپنے لڑکے کو مع زر نقد وتحائف خدمت مین بہیجکے امن کا خواستگار ہوا۔ حیدر علیخان نے اُسکے بزرگان سلف کی قدامت پر نظر کر کے نقد وجنس نذر کو معاف فرمایا۔ اور خلعت مع سند بحالی ہر سہ محال عطا کی پہر وہان سے روانہ ہوا۔ راجہ کا لڑکا خوشحال آیا۔ سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین جب ٹیپو سلطان مرہٹہ کی لڑائی سے فارغ ہوکے بیجانگر کے طرف متوجہ ہوا۔ تمراجہ جو مرہٹہ کے ساتہہ ملا ہوا تہا۔ سلطان کے خوف سے مع احمال و اثقال کچندر گڈہ کی طرف فرار ہوا۔ تینون محال سرکار مین داخل ہوئے

[۱] یعنے گنگاوتی۔ بیجانگر۔ دروجی ۱۲

الہ وردی بیگ خان ببر جنگ وہان کی صوبہ داری پر مقرر ہوا ۔ چند روز مامور رہا۔ سلطان کی شہادت کے بعد سنہ ۱۲۱۳ ہجری مین تیمراج فوج بیشمار فراہم کرکے محالات مذکورہ پر متصرف وقابض ہوا ۔ قدیم زمانہ کی طرح فراغت سے حکومت کرنے لگا ۔ کوئی مانع ومزاحم نہین ہوا اتبک نہین راجگان بیجانگر کے باقیات الصالحات انی گندی وغیرہ بلاد مین موجود ہین ۔ بزرگان سلف کے یادگار ہین ۔ سیرت وصورت اخلاق ومروت مین متقدمین کے ہمقدم ہین ۔ اگرچہ قلیل المعاش وضعیف الحال ہین ۔ لیکن ہمدردی وکرم کے میدان مین مقدم ہین بزرگان سلف کے صفات محمودہ واوصاف حمیدہ سے موصوف ہین ۔ ہمدردی وحسن سلوک اُنکا خمیر ہے مہمان نوازی وغربا پروری اُنکی میراث ہے ۔ باوجود بیسر وسامانی وپریشانی وحیرانی رعایا وقوم کی ہمدردی قدم ودرم وقلم سے کرتے ہین ۔ جسقدر ہو سکتا ہے کار خیر مین تقصیر نہین کرتے کیا کرین مجبور ہین بزرگان سلف کی شان امارت وکروفر سلطنت ومال ودولت کی کثرت کہان ؟ فی زمانا انکا جزء ہزار بلکہ جزء لاکھہ بہی نہین ہے ۔

راجہ صاحب حال جناب سری رنگ رائلو بیجانگر کے راجگان سلف کے خلف الصدق ہین ۔ نہایت ہی شریف ونیک محض وفرشتہ سیرت ہین ۔ اخلاق واشفاق مین مجسم خاکساری وملنساری مین اپنے ہمسرن مین مقدم ہین ۔ راجہ صاحب کی شان جود وکرم قدرتی موروثی عطیہ ہے بقدر قدرت عطیہ کا اظہار کرتے رہتے ہین ۔ علاوہ جود وکرم آپکے اخلاق محمودہ واشفاق پسندیدہ ایسے ہین کہ ہر ایک فرد بشر غلام درم ناخریدہ وبندۂ گرویدہ ہو جاتا ہے ۔ اور ہر ایک آپکی خاکساری وملنساری وضع دیکھہ کے مسخر ہو جاتا ہے ۔ مولف فقیر نے راجگان بیجانگر کے حالات واوصاف

تاریخون کے صفحون مین دیکہے۔ اور راجایان سلف کے سیرت و صورت کے خاکے عقل کے صفحہ پر کہینچے۔ اور اُن کے طرز رفتار و گفتار۔ اور اُن کے عدل و انصاف سے کماحقہ آگاہی حاصل کی۔ میری یہہ تمام آگاہی ظنی تہی۔ لیکن فی الحال راجہ صاحب حال جو راجگان سلف کے یادگار ہین ان کے دیکہنے سے میری آگاہی ظنی یقینی ہوگئی۔ اور راجگان سلف کے حالات جو سُنی سنائی باتین اور مورخین کی بناوٹین معلوم ہوتی تہین تو اُنکو راجہ صاحب حال کے اخلاق و شمائل و سیر فضائل نے مطابق کردیا۔ اور میرے نزدیک مورخین کی راست بازی اور واقع نگارون کی راست بیانی کی تصدیق ہوگئی۔

راجہ صاحب حال کی آمدنی اسقدر کافی نہین ہے کہ اُنکو اپنے حوصلۂ فیاضی و ملکہ ہمدردی کے اظہار کا کامل اقتدار حاصل ہووے۔ لیکن باوجود قلت آمدنی اخراجات کثیرہ و خیرات وافرہ کے متحمل ہوتے ہین۔ اپنی قوم و غیر قوم کے کارہائے خیر مین دلیری کرتے ہین۔ اپنے ذاتی کام پر کار خیر کو ترجیح دیتے ہین۔ اعزہ و غیر اعزہ خواہ قریب ہو یا بعید ہو ہر ایک کو حسن سلوک سے ممنون منت و مسرور ہون احسان فرماتے ہین۔ راجہ صاحب کی مہمان نوازی عام ہے۔ آپکا مستقر حکومت انا گندی سیاحین و مسافرین کا خانقاہ و فرودگاہ ہے۔ اکثر مہمانون کی آمد و رفت رہتی ہے۔ کوئی مہینہ یا ہفتہ خالی نہین گذرتا کہ آپکے دولت خانہ پر مہمان نہو۔ اس لئے کہ بیجانگر دکن کے بلاد مین مشہور و معروف ہے۔ اور قدیم زمانہ مین زر و جواہر کا معدن شمار کیا جاتا تہا الماس و جواہر کی تجارت کا بندرگاہ مانا جاتا تہا۔ عجائب عمارات و قلعجات کیوجہ سے اُسکی شہرت عالمگیر تہی۔ اکثر مورخین و سیاحین نے اُسکے حالات مختلف زبانون مین مقتضائے

حال کے موافق قلم بند کئے ہین۔ اور کئے جاتے ہین۔ جن لوگون کو تاریخی واقعات سے دلچسپی ہوتی ہے اتبک اُس اُجڑے شہر مین آتے ہین۔ عمارات ویران شدہ کے کہنڈر ور سوم مندرسیہ کو حیرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین۔ اولاً خیال کے صفحہ پر اُسکا فوٹو کہینچ لیتے ہین۔ پہر اُسی فوٹو کا عکس کتاب کے صفحون مین نقش کرتے ہین۔ پس ہر ایک وارد و صادر راجہ صاحب کا مہمان بنتا ہے۔ راجہ صاحب بخیال ماموری بزرگان سلف اپنی آمدنی قلیل کا بڑا حصہ مہمان نوازی مین صرف کر دیتے ہین۔ اور بزرگان مسافر بجان پرورند ؛. کے مصداق ہوتے ہین۔ اسیطرح اکثر آپ کے دولتخانہ پر براہمہ و پوجاریون کا ہجوم سنیاسیون و جوگیون کی دہوم رہتی ہے۔ آپ ہر ایک کی حاجت روائی کرتے ہین۔ ہر تہیدست کو خالی ہاتہہ نہین جانے دیتے۔ اب مین بیجانگر کے راجاؤن کے مختصر حالات کو اس دعا پر ختم کرتا ہون کہ اللہ تعالی راجہ صاحب جال صاحب الجود والکرم کی معاش قلیل مین برکت کثیر عطا کرے تاکہ راجہ صاحب مہمان نوازی و براہمہ کی کارسازی کے بار سے سبکدوش ہین آمین۔ میری اس دعا و تحریر کو دیکھکے مورخین کہین گے کہ مولوی صاحب کی دعا و تحریر تملق و خوشامد سے خالی نہین ہے۔ بعض متعصبین میری تکفیر کا فتوی دینگے۔ لیکن واقع مین میری تحریر تملقانہ نہین ہے۔ مین نے واقع کو مطابق واقع کیا۔ مجہے معترضین کے شور و غوغا کی پروا نہین۔

وفات محمد شاہ بہمنی

جب محمد شاہ بہمنی بیجانگر و تلنگانہ کے معرکون سے فارغ ہوا۔ اور تمام زمینداران دکن کو اطاعت گزار و فرمان بردار پایا۔ تب ایک لخت لشکرکشی موقوف کردی۔ عیش و عشرت مین مشغول ہوا

ممالک مفتوحہ مین سالانہ دورہ کرتا تہا اکثر اوقات شکار مین گزارتا تہا۔ اُسوقت دکن مین امن وامان تہا۔ تمام خورد و بزرگ دکن بادشاہ کے سایۂ عدالت گستر مین آرام سے زندگی بسر کرتے تہے اور بادشاہ کے وجود کو نعمت عظمیٰ و دولت کبریٰ سمجہتے تہے۔ آخر ۷۷۶ہجری مین بعارضۂ بخار بیمار ہوا۔ حکمائے یونانی و مصری معالجہ کرتے تہے مگر مفید نہین ہوتا تہا۔ مرض بڑہتا جاتا تہا حرارت غریزی روز بروز گہٹتی جاتی تہی۔ ایکروز ملک سیف الدین غوری و امیر الامرا بہادر خان و سید شریف سمرقندی و شیخ سراج جنیدی وغیرہم کو بلایا۔ تمام سے نہایت حسرت و افسوس سے باتین کرنے لگا اور اُسوقت مجاہد شاہ کو بلایا۔ وصیت کی۔ اُسکو ولی عہد کیا۔ تمام نے بادشاہ کو تسلی و دلاسا دیا۔ کہ آپ انشاء اللہ تعالی عنقریب شفا پائین گے۔ بادشاہ نے کہا اب ہمارا آخر وقت ہے اُسروز تمام رخصت ہوئے۔ دوروز کے بعد بتاریخ نہم ذیقعدہ ۷۷۶ہجری جہان ناپائدار سے عالم البقا کو رخصت ہوا۔ اہل جہان کو رنج وغم مین مبتلا کیا۔ بادشاہ کی رحلت کی خبر ہوتے ہی شہر مین واویلا کا شور وغل ہونے لگا۔ صغیر و کبیر آہ وزاری کرنے لگے۔ امراو وزرا سپاہ و حشم تمام جمع ہوے۔ ملک سیف الدین وکیل السلطنت نے تجہیز و تکفین کرکے اُسکے پدر بزرگوار علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی کے پہلو مین دفن کئے

نظم

خوشا بادشاہے کہ چون او گذشت — ازو باز ماندہ چنین سرگزشت
در ایام دولت بود دوست کام — بہنگام رحلت بود نیکنام

اولاد - پسر - دختر
مجاہد شاہ — روح پرور آغا

مدت سلطنت سترہ سال نو مہینے پانچ روز۔ عمر ۴۵ سال۔

جلوس مجاہد شاہ بن محمد شاہ بہمنی

حسب دستور سلاطین بہمنیہ محمد شاہ بہمنی مرحوم کے فاتحہ کے بعد دربار عام منعقد ہوا۔ امرا و وزرا و سپاہ و مشایخ و علما جمع ہوئے۔ ملک سیف الدین غوری نے حضرت شیخ سراج جنیدی سے شاہزادہ مجاہد شاہ کے تخت نشینی کی تحریک کی شیخ نے مسند سے اُٹھہ کے شاہزادہ کو تخت نشین فرمایا۔ اور ایک شمشیر آبدار مرصع کمر مین دست مبارک سے باندہی۔ وزرا و امرا نے نذرین دکہلائین مبارکبادی کی بلند آواز ہوئی۔ بادشاہ نے تخت نشینی کے بعد علما و مشایخ و فقرا کو انعام و عطیۂ جاگیرات سے سرفراز فرمایا اور وزرا و امرا و سپاہ کو بہی خطابات و صلات سے ممتاز کیا۔ انتظام مملکت مین مشغول ہوا انتظام سابق مین کچہہ تغیر و تبدل نہین کیا۔ ہر ایک کام مین والد مرحوم کی پیروی کرنے لگا۔ ملک سیف الدین غوری وزیر اعظم کے مشورے بغیر کوئی کام نہین کرتا تہا۔ چندروز کے بعد دولت آباد مین آیا حضرت شیخ برہان الدین غریب قدس سرہ العزیز کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اور حضرت شیخ زین الدین کا مرید ہوا۔ پہر دولت آباد سے دار السلطنت مین مراجعت کی۔ اور مسند عالی خان محمد سے متوہم و بدگمان تہا اس لئے خان محمد کو خدمت سے معزول کیا۔ اور اعظم ہمایون کو دولت آباد کا طرفدار فرمایا۔

کشن رائے والی بیجانگر کو سرحد کی بابتہ تحریر کرنیکا ذکر

چونکہ مجاہد شاہ بمصداق الولد سر لابیہ ملک کشائی و ملک گیری کا شایق تہا۔ چاہتا تہا کہ سلطنت کا دائرہ وسیع ہو جائے۔ اور بہمنیہ سلاطین کی سلطنت کا آفتاب تمام ممالک کو روشن کرے بناءً علیہ کشن رائے والی بیجانگر کو لکہا کہ جو قلعجات و بلاد مابین رود کشنا و تنگبہدرہ آپکے اور ہمارے درمیان مشترک ہین اشتراک کی وجہ سے ہمیشہ فریقین مین نزاع و فساد برپا ہوتا رہتا ہے پس

پس مناسب یہ ہے کہ ہم تنگبھدرہ کو باہم سرحد قرار دین۔ سیت بندرایشور کے کنارہ تک آپ کے قبضہ
مین ہے اور دوسرے جانب شرقاً و غرباً ہمارے قبضہ مین۔ اس حدبندی کی صورت مین بنکاپور کا
قلعہ اور شہر ہمارے ملازمین کے تفویض کرین تا مابہ النزاع فیمابین سے زائل ہو جائے۔ اور مخالفت
مرافقت سے مُبدّل ہو جائے۔ کشن رائے نے جواب مین لکھا کہ زمانہ قدیم سے رائچور و مدکل کے قلعے و بلاد
کشنا کے کنارہ تک رایان بیجانگر کے قبضہ مین تھے۔ مناسب ہے کہ آپ کشنا کو سرحد قرار دیکے قلعجات
مذکورہ ہمارے ملازمین کے تفویض کرین۔ اور جو ہاتی کہ آپکے والد محمد شاہ بہمنی نے لیگئے ہین واپس کرین
تا کہ فیمابین کی کدورت صفائی سے مُبدّل ہو جائے۔ مجاہد شاہ رائے کے اس جواب سے جوش غضب سے
بھڑکا۔ اور لشکر و فوج کے فراہم کرنے مین مصروف ہوا۔ اور دار السلطنت و تمام ممالک محروسہ کو ملک نائب
سیف الدین غوری کے حوالہ کیا۔ بیجانگر کی چڑھائی کا عزم بالجزم کرکے صوبجات کی جمعیت کو بلایا۔ دولت آباد
و بیدر و برار کی فوجین حاضر ہوئین۔ بادشاہ پانسو ہاتی و تمام خزانہ ہمراہ لیکر شکار کرتے ہوے تنگبھدرہ سے
عبور کرکے قلعہ ادہونی پر پہنچا۔ ادہونی کا قلعہ دکن کے قلعون مین عدیم المثل ہے اسکے مسخر کرنے مین
مشغول ہوا۔ صفدر خان سیستانی کو مع پیادہ برار قلعہ کے محاصرہ پر مقرر کیا۔ اور امیر الامرا بہادر خان
واعظم ہمایون کو مع جمعیت مقدمۃ الجیش فرمایا۔ اور بہمنی نے سنا کہ کشن رائے پرگنہ کنگاوتی مین
کنارہ تنگبھدرہ پر قیام پذیر ہے۔ اسلئے خود بادشاہ مع جمعیت سوار و پیادہ آہستہ آہستہ اسکی طرف
متوجہ ہوا۔ کشن رائے بادشاہی فوج کے قریب ہونے اور بادشاہ کی آمد سے خبردار ہوکر جنگ و مقابلہ کیلیے
مستعد ہوا۔ اسی اثنا مین بعض زمینداروں نے حضور مین گذارش کی کہ یہان کی جھاڑی مین ایک شیر
عظیم الجثہ قوی ہیکل مردم خوار سکونت پذیر ہے۔ اطراف جوانب کے باشندے اس موذی کے خوف سے

آمد و رفت نہین کر سکتے ہین۔ مجاہد شاہ شکار دوست تہا فی الفور بذات خود جہاڑی کیطرف پہنچتے ہی حکم دیا کہ کوئی شخص بدون اجازت جہاڑی مین قدم نر کہے۔ پہر آپ مع ساتہہ نفر پیادہ جہاڑی مین داخل ہوا۔ شیر انکو دیکہتے ہی نعرہ مار کے ان کیطرف متوجہ ہوا۔ بہمنی نے ہمراہیون کو آلات جارحہ کے سر کرنے مین منع کیا۔ اور خود شیر کے مقابلہ مین آیا۔ اور کمان سے ایک تیر ایسا مارا کہ اُسکے پہلو پر پہنچا اور اُسکا کام تمام کیا یعنی شیر زمین پر گرا اور جگہہ سے نہین ہلا **نظم**

کمان از کمین گاہ بازو کشید	بیک تیر پہلوش از ہم درید
سران سپہ از یسار و یمین	زبان بر کشادند بر آفرین
کہ گیتی ندیدہ چو تو شہریار	پس از رستم و بعد اسفندیار

شیر کے مارے جانے کی خبر مشہور ہوئی۔ مجاہد شاہ کی دلیری و بہادری کا آوازہ آویزۂ ناہید و فلک ہوا اس خبر کے شایع ہونے سے بیجانگر والون کے دلون پر بادشاہ کا رعب و خوف ایسا غالب ہوا کہ باوجود کثرت فوج و سپاہ بغیر مقابلہ و مقاتلہ فرار ہوئے۔ بیجانگر کے جنوبی جانب جنگل و جہاڑی مین پناہ لی۔ مجاہد شاہ نے سپاہ کو تاخت و تاراج کا حکم دیا اور خود راجہ کے تعاقب مین روانہ ہوا۔ راجہ جنگل و پہاڑ مین بہٹکنے لگا۔ رفتہ رفتہ سیت بن رامیشر مین پہنچا۔ مجاہد شاہ بہی تعاقب مین برابر راجہ کے قدم بقدم جاتا تہا۔ راستہ مین جہاڑیون کو قطع کر کے راستہ کشادہ کرتا تہا۔ ساتہہ مہینہ تک راجہ آگے تعاقب مین رہا۔ کش رائے جا بجا جاتا تہا حیران و پریشان پہرتا تہا۔ مگر مجاہد کے مقابلہ مین نہین آتا تہا۔ مجاہد شاہ سے مصاحبین و مقربین نے عرض کیا اس تعاقب سے کچہہ فائدہ حاصل نہین ہوگا۔ ترک کرنا چاہیے۔ مجاہد نے کسیکی نہین سُنی

بدستور تعاقب مین جارہا- آخر کشن رائے کے لشکر مین بیماری واقع ہوئی- راجہ کے عیال و اطفال بہی مرض مین مبتلا ہوئے- اطبانے کہا کہ یہان کی آب و ہوا خراب ہوگئی ہے- یہان سے بیجانگر چلنا مناسب ہے- راجہ مع فوج بیجانگر آیا- اور رستون کا پورا انتظام کیا- تمام امرا و سپاہ کو شہر مین لایا اور خود راجہ قلعہ مین پناہ پذیر ہوا- مجاہد شاہ نے تمام فوج کو کشن رائے کے تعاقب مین بیجانگر روانہ کیا- خود مع امیر الامرا بہادر خان و پانچ ہزار سوار سیت بند رامیشور کیطرف سیر و تفریح کیلئے گیا- وہان پہنچ کے مسجد علائی کی جو علاء الدین خلجی کی بنائی ہوی تہی تعمیر و ترمیم کردی اور وہان کے اکثر بتخانے توڑے- یہہ سلاطین بہمنیہ کا پہلا بادشاہ ہے جو اس مقام تک آیا- اور یہان کے بتخانے منہدم کئے- پہر فی الفور بیجانگر مین پہنچا-

بیجانگر کا معرکہ اور بہمنی کی مراجعت کا ذکر

شہر بیجانگر مین داخل ہونیکے دو رستہ تہے ایک تنگ دوسرا کشادہ- رستہ کشادہ مین اکثر دمدمے و مورچے قائم کئے تہے- اور سپاہ بہی مدافعت کیلئے مستعد تہی- دوسرا رستہ تنگ سودرہ نام سے مشہور تہا- مجاہد شاہ نے لشکرگاہ بیرون شہر مقرر کیا- اور خود مع سوار و پیادہ شہر مین داخل ہوا- اور سودرہ پر داؤد خان کو مع چہہ ہزار سوار رکہا اور تاکید کی کہ یہان سے کہین نہین جانا- کشن رائے بادشاہ کی جرات و دلاوری کی خبر سنکے لحظہ بلحظہ سوار و پیادے مدافعت کیلئے بہیجتا تہا- مجاہد شاہ بیجانگر والون سے مقابلہ کرتا ہوا راجہ کیطرف جاتا تہا- رفتہ رفتہ اُس مقام تک پہنچ گیا کہ راجہ کے اور مجاہد کے درمیان حد فاصل قلعہ کی خندق رہگئی تہی- کشن رائے کی سپاہ مدافعت کئے جاتی تہی- بہمنی مع جمعیت سرعت کے ساتہہ بڑہتا جاتا تہا

بڑہتے بڑہتے اُس تالاب کے کنارے تک جو قلعہ کی خندق کا کام دیتا تہا پہنچ گیا۔ اب راجہ کے
اور مجاہد کے درمیان یہی تالاب ہی حد فاصل رہگیا تہا۔ راجہ کے پیادہ میدان مین ثابت قدمی
سے جمے ہوے تہے۔ بزن و بکش کی داد دے رہے تہے اور اوس تالاب کے کنارے پہاڑ پر
ایک بتخانہ نظر آیا جسکا نام شیر رنگ تہا۔ شیر رنگ کنہڑی زبان مین عنبر چہ مرصع کو کہتے ہین
اور یہ بتخانہ جواہر سے مرصع تہا اسلئے مسمی بشیر رنگ گیا تہا۔ مجاہد شاہ بتخانہ مین آیا
اور اُسکو توڑکے خاک مین ملایا اور بتخانہ کے تمام زر و جواہر پر قابض و متصرف ہوا۔ دلاوران
بہادرہ و بہادران کنہڑ بتخانہ کی خرابی دیکہہ آگ بگولا ہو گئے شور و غوغا کرنے لگے مذہبی
جوش و خروش اُن کے رگ و پی مین جولانی کرنے لگا۔ مارنے مرنے پر مستعد ہو گئے۔ کشن رائے
کو سوار کر کے تمام فدویانہ میدان جنگ مین آئے۔ مجاہد شاہ بہی فوج جرار کو آراستہ و مرتب کرکے
مستعد ہوا۔ فریقین کے مقابل ہونے سے اول مجاہد شاہ نے اپنا چتر محمود افغان سلحدار کے
حوالہ کیا اور خود آگے بڑہکے مخالفین کی فوج کے تماشے مین مشغول ہوا۔ یکایک ایک ہندو نے
بادشاہ کو شبرنگ نام گہوڑے کی وجہ سے پہچان لیا۔ عزم بالجزم کیا کہ بادشاہ کو بتخانہ کے
انتقام مین قتل کر کے اپنے ملک و قوم مین سرفرازی حاصل کرے بہیڑ مین گہس کے بادشاہ کے
قریب پہنچ گیا۔ چاہا کہ بادشاہ کو ہلاک کرے یکایک بادشاہ واقف ہو گیا۔ فوراً محمود کو اشارہ
کیا۔ محمود برق کی طرح اُسپر حملہ آور ہوا۔ مگر محمود کا گہوڑا مارا گیا۔ اور وہ پیادہ ہو گیا۔ قریب تہا
کہ وہ ہندو محمود کو قتل کرے۔ مجاہد شاہ سرعت کے ساتہہ محمود کے پاس پہنچ گیا ہندو نے
چالاکی و چستی سے مجاہد پر تلوار کا ہاتہہ ایسا مارا کہ اگر بادشاہ کے سر پر خود نہوتا تو سر ریزہ ریزہ

ہوجاتا۔ ناظرین نے سمجھا کہ بادشاہ مارا گیا۔ مگر مجاہد شاہ نے ایک ہاتھ تلوار کا ایسا مارا کہ اُسکو پارہ پارہ کردیا۔ اور محمود کو مقتول کے گھوڑے پر سوار کرکے خراماں خراماں اپنے لشکر مین آیا کشن رائے کے سپاہ کنارہ سے عبور کرکے آئے بہمنیہ سلاطین سے مقابلہ کرنے لگے حسب الحکم بہمنی امیرالامرا بہادر خان و اعظم ہمایون مخالفین سے خوب لڑے اور مقرب خان نے پیش قدمی کرکے ایسے گولے برسائے کہ راجہ کی فوج فرار ہوگئی۔ ابہی اہل اسلام فارغ نہین ہوے تھے کہ کشن رائے کا بہائی مع آٹھہ ہزار سوار و چہہ لاکہہ پیادہ بیجانگر پہنچا اور بہمنی فوج سے لڑنے لگا اور کشن رائے بہی سپاہ بقیۃ السیف کو فراہم کرکے جنگ مین شریک ہوا۔ فریقین مین باہم متواتر حملے ہوئے فریقین کے سپاہ باہم مردانگی و بہادری کی داد دیتے رہے طرفین سے بیشمار قتل ہوے۔ بہمنی امرا سے بہی اکثر مثلاً مقرب خان وغیرہ مقتول ہوے۔ اس معرکہ مین خود مجاہد شاہ شریک تہا خوب قتل کرتا تہا۔ جدہر رخ کرتا تہا اُدہر کشتون کے تودے لگا دیتا تہا۔ نظم

جہان پہلوان خسرو شیر دل ہمی ساخت از خون شان خاک گل
بشبرنگ انگہ کہ دادی عنان ہمی کشتے ہندو بزخم سنان

اس قتل و خونریزی کا سلسلہ صبح سے سہ پہر تک برابر جاری رہا۔ طرفین کے سپاہ و افسر معرکہ مین جمے ہوے تہے کسیکے پیر نہین اکہڑے تہے۔ پس داؤد خان نے جو دہنہ سورہ پر محافظ تہا سنا کہ صبح سے ابتک لڑائی ہو رہی ہے۔ مخالفین مغلوب نہین ہوے ہین۔ اور ہنود کی کمک کیلئے جوق جوق فوج آرہی ہے بے تاب ہوکر دہنہ کو خالی چہوڑ کے مع جمعیت چہہ ہزار سوار معرکہ مین آیا۔ اور لڑائی مین مشغول ہوا خوب لڑا کہ تین مرتبہ گہوڑے کے زخمی ہونے سے پیادہ ہوا

تیر و نیزہ و شمشیر سے مخالفین کو ہلاک کر رہا تہا کہ مجاہد شاہ نے اُسکو دیکہا نہایت بیقرار ہوا۔ اُسوقت کچہہ نہین کہا جب مسلمانون کو فتح و فیروزی ہو گئی۔ اور ہندو بہاگ گئے تب داؤد خان کو اپنے پاس بلایا۔ گالی دیکر کہا آپنے یہہ کیا بیجا حرکت کی کہ دہنہ کو خالی چہوڑ دیا۔ اگر وہ مخالفین کے ہاتہہ آجائے تو کوئی مسلمان یہانسے جانبر نہوگا۔ فوراً دہنہ کی محافظت کیلئے جمعیت بہیجدی اور خود آپ کنارہ دریا پر فروکش ہوا۔ دریا کے دوسرے جانب کشن لرئے قائم تہا۔ اور لشکر فراہم کرنیکی فکر کر رہا تہا۔ کہ سپاہ ہنود نے دہنہ مذکورہ کو مسلمانون سے چہین لیا۔ محافظین مدافعت سے عاجز ہوئے۔ یہہ خبر سنتے ہی مجاہد شاہ دہنہ پر آیا۔ ہنود گہبرائے پس پا ہوے۔ پہر بادشاہ اپنی تمام فوج شہر سے باہر نکال لایا۔ نہین تو کوئی جانبر نہ ہوتا۔ مجاہد شاہ نے بیجانگر کی چڑہائی مین ایسے نمایان کام کئے کہ محال و غیر ممکن معلوم ہوتے تہے۔ اسکار نمایان کی تصدیق و تحسین بزرگ مطابق واقع کر سکتا ہے جس نے بیجانگر اور اُسکے دشوار گذار گہاٹیون و جنگل کی سیر کی ہوگی یا متقدمین کی تاریخین اُسکے مطالعہ مین گذری ہون گی۔ اُس زمانہ مین بیجانگر کی حکومت کشنا سے بندر رامیشور تک شمالاً چہہ سو میل اور شرقاً و غرباً ڈیڑہ سو میل تہی۔ اور تمام ملک سرحد تلنگانہ سے دریائے عمان تک بیجانگر کے حکومت مین تہا۔ جنگل و کثرت جہاڑی اور جابجا قلعون کے قائم ہونے سے نہایت دشوار گذار تہا۔ اور وہان صد ہا برس کے خزائن جمع تہے اور راجگان سیلان و ملیبار و دیگر بنادر اُسکے مددگار تہے۔ دوستانہ تحائف و نفائس بہنچتے تہے تلنگانہ کا بڑا حصہ اُسکے تصرف مین تہا۔ اور بندر گووہ و قلعہ بلگام بہی رائے بیجانگر کے تخت مین تہے۔ اور راجہ کی فوج نو لاکہہ سے زیادہ تہی۔ اور وہان کے تمام باشندے ایک ہی قوم ہندو بہت دلیر

وبہادر ہوتے تہے ۔ میدان معرکہ مین شادان و رقص کنان داخل ہوکے لڑتے تہے ۔ لیکن فرشتہ لکھتا ہے کہ آخر معرکہ مین ثابت قدم نہین رہتے تہے ۔ اور مسلمانون کے مقابلہ مین نہین ٹہیرتے ۔ الخ فرشتہ نے انکو مسلمانون کے مقابلہ مین بزدل قرار دیا ۔ اور بہگوڑے بنایا ۔ اس لیئے کہ اہل اسلام کے نزدیک مقابلہ مین ثابت قدم رہنا بہادری و دلیری ہے ۔ اور بہاگنا بزدلی ہے اور ہنود مین بیدرو کنہڑ و مرہٹہ کے نزدیک بلحاظ حفظ جان معرکہ سے بہاگنا اور جان کو بچانا بہادری ہے ۔ مگر راجپوت اس امر مین ہنود سے مستثنے ہین ۔ وے معرکہ سے بہاگنا پسند نہین کرتے بہاگنے کو نہایت ہی ذلت سمجہتے ہین ۔ پس فرشتہ کا انکو بزدل سمجہنا غلط فہمی سے خالی نہین ہے پس مجاہد شاہ نے غور و فکر کے بعد سمجہا کہ بیجانگر کا فتح ہونا آسانی سے ممکن نہین ہے اس مقام سے مراجعت کرنا مناسب ہے ۔ اور اپنے والد کے اس عہدنامہ کی وجہ سے جو ہنود کی قتل کی بابتہ کیا تہا کسی ہندو کو قتل نہین کیا لیکن ستر ہزار مرد و عورت و لڑکے و لڑکیان اسیر کر کے لے آیا ۔

قلعہ ادہونی کا محاصرہ

بہمنی کی فوج پہلے ہی سے قلعہ کا محاصرہ کئے ہوے پڑی تہی ۔ اور آپ بہی مع جمعیت آیا کہ اُسکی تسخیر کے درپے ہوا ۔ نو مہینہ تک قلعہ گیری مین اوقات قلیل البقا کو صرف کرتا رہا ۔ آخر موسم گرما مین اہل قلعہ نے پانی کی قلت سے عزم کیا تہا کہ قلعہ اہل اسلام کے حوالہ کرین ۔ کہ یکایک پانی برس گیا پس وہ اپنے ارادہ سے منحرف ہوئے ۔ اور بہمنی کے لشکر مین غلہ و رسد کی قلت اور بیماری پیچش کی کثرت واقع ہوئی ۔ اور تمام لوگ درازی محاصرہ سے گہبرا گئے تہے ۔ ملک سیف الدین غوری وکیل السلطنت یہہ کیفیت سنکر حسب الاجازت بہ بہانہ سیر و تفرج بادشاہ کے پاس مع جمعیت حاضر ہوا

اور تنہائی مین بادشاہ کو سمجہایا کہ فی الحال قلعہ کی فتح مشکل معلوم ہوتی ہے۔ اس قلعہ کے عوض جس کے اطراف مین پندرہ قلعہ ہین قلعجات دوابہ کو بندر گووہ و بلگام سے بنکاپور تک فتح کرے۔ پہر اس قلعہ کیطرف متوجہ ہونا چاہئے۔ مجاہد شاہ مراجعت پر راضی ہو گیا۔ اور ملک سیف الدین غوری نے بیجانگر کے رائے سے صلح کرلی۔ اور مجاہد شاہ کو محاصرہ سے اُٹہایا۔ اور خود گلبرگہ آیا۔

مجاہد شاہ کے قتل کے اسباب

ملحقات کے مولف نے قتل کے اسباب سے لکہا کہ ایک خانمحمد کا معزول کرنا۔ دوسرا اپنے عم بزرگوار کو ایک غلطی پر گالیان دیا۔ خانمحمد کو تخت پر جلوس کرتے ہی بدگمانی کی وجہ سے معزول کیا۔ اور اور عم بزرگوار کو دہنہ سودرہ کے ترک کرنے پر سخت و سست کہا۔ یہہ دونون عزیز قریب معزز و مکرم تہے دہنہ کا قصہ مختصر یہہ ہے کہ داؤد شاہ کا سودرہ سے برخاست کرکے جنگ مین شامل ہونا۔ دو امر پر مشتمل ہے۔ ایک برادر زادہ کی ہمدردی دوسرے غلط فہمی۔ ہمدردی کی تصدیق اُسکی خونریزی اور مخالفین کی سرکوبی سے ثابت ہوتی ہے۔ غلط فہمی یہ ہے کہ سودرہ کی محافظت بغیر انتظام کئے ہوے چہوڑ گیا تہا۔ واقعی بقول مجاہد شاہ اگر ہنود وا پر قابض ہو جاتے۔ اور اُنکا قبضہ پورا ہو جاتا۔ اور مسلمانون کو شہر سے نکلنا غیر ممکن ہو جاتا۔ ہزارہا جانین معرضہ تلف مین آجاتین لیکن تائید آلہی سے ہنود کا قبضہ کامل نہوا تہا کہ مسلمانون کو کامیابی ہو گئی۔ اکثر جانین بچگئین پس ایسی حالت مین مناسب نہین تہا کہ مجاہد شاہ عم بزرگوار کو دشنام و سخت کلام سے ذلیل و ناخوش کرے بلکہ ایسے موقع مین درگذر کرکے ملائم الفاظ مین ہدایت کرنی چاہئے تہا۔ لیکن جو امر شدنی ہوتا ہے ضرور واقع ہوتا ہے۔ بادشاہ کی سخت کلامی سے داؤد شاہ کے دل مین

کدورت پیدا ہوگئی۔ اسیطرح خانمحمد کے دل مین عزل کے سبب کینہ متمکن ہوگیا تہا۔ مسعود بن مبارک تنبولدار اول ہی سے باپکے قصاص کی فکر مین تہا۔ پس تینون مخالفین بادشاہ کے قتل کے درپے تہے۔ چنانچہ قتل کا واقعہ مذکور ہوتا ہے۔

بادشاہ مخالفین کی کدورت سے نچنت وبیفکر تہا۔ اور حکما کے قول ؎ دشمن نتوان حقیر وبیچارہ شمرد کو بہول گیا تہا۔ اور اپنی زبان کو سخت کلامی سے نہین روکتا تہا۔ مجاہد شاہ مین اگر عیب تہا تو یہی تہا۔ یہی ایک عیب ایسا ہے کہ انسان کی نیکنامی کو بدنامی کے دہبہ سے معیوب کردیتا ہے۔ عموماً خلائق وخصوصاً سلاطین وحکام پر واجب ہے کہ سخت کلامی سے دور رہین اور عوام الناس کی غلط فہمیون وخطاؤن سے درگذر کرین اس زبان درازی وسخت کلامی کی وجہ سے دنیا مین ہزارہا جانین ہلاک ہوئین۔ جیسا کہ مجاہد شاہ کا واقعہ ہوا۔ طوالت کی وجہ سے دیگر نظائر وتماثیل قلم انداز کئے گئے

مجاہد شاہ کا قتل

مجاہد شاہ محاصرہ سے برخاست کرکے دریائے تنگبہدرہ سے اُتر آیا۔ اور مدگل کے اطراف مین پہنچ گیا۔ لشکر کو وہان چہوڑ کے خود مع چارسو خاصہ خیل کے ساتہہ سیر شکار مین مشغول ہوا۔ اور غافل تہا کہ فلک شعبدہ باز کونسی بازی تازہ نمود کرتا ہے۔ اور کونسا معرکہ پیش لاتا ہے۔ چارسو مین۔ خانمحمد واعظم ہمایون وصفدر خان سیستانی ہمرکاب تہے۔ مجاہد شاہ شکار کے شوق مین قلعہ رائچور تک چلا گیا۔ صفدر خان واعظم ہمایون ہروقت بادشاہ کی حفاظت مین سرگرم رہتے تہے۔ کیا رات کیا دن کیا جنگل وکیا مکان سایہ کی طرح بادشاہ کے ہمراہ بسر کرتے تہے۔ داؤد خان گالی کہانی اور خانمحمد معزولی۔ اور مسعود خان تنبولدار اپنے باپکے قتل سے رنجیدہ خاطر وقابو جو تہے۔ راتدن اسی گہات مین

رہتے تہے کہ مجاہد شاہ کو قتل کرین۔ اور مجاہد شاہ مخالفین سے بیفکر تہا۔ جوانی کی جولانی وقوت پہلوانی کے جوش مین کسیکی پروا نہین کرتا تہا۔ پہر اپنے خاص مصاحبین محافظین صفدر خان واعظم ہمایون کو اسپنے اپنے مستقر حکومت پر روانہ کیا۔ دونون طوعاً وکرہاً روانہ ہوے۔ بادشاہ سے بڑی غفلت ہوی کہ اپنے خاص محافظین کو رخصت کیا۔ غفلت کیا تہی۔ بادشاہ کی قضا آئی تہی جب تک محافظین تہے مخالفین کا داؤن نہ چلا۔ پہر بادشاہ نے شکارگاہ سے لشکر مین مراجعت نہین کی۔ وہین سے مع جماعت ہمراہی گلبرگہ روانہ ہوا۔ رستہ مین ایکروز کشنا کے کنارے مچہلی کے شکار کے لئے قیام پذیر ہوا۔ ایکروز کی گرمی کیوجہ سے آشوب چشم ہو گیا۔ رات کو خیمہ مین آرام سے بستر پر لیٹ گیا۔ صرف ایک خواجہ سرا و غلام حبشی چپی کرنے لگے۔ مخالفین کو اچہا موقع ملا۔ میدان خالی دیکہہ کے بہ بہانہ چوکی وپہرہ آئے۔ جب دوپہر رات گذر گئی اور سب لوگ سو گئے۔ داؤد خان نے خان محمد کو مع چند نفر دروازہ پر مقرر کرکے خود مع مسعود خان سراپردہ مین گیا دیکہا کہ مجاہد شاہ خواب مین آرام کر رہا ہے۔ خواجہ و حبشی بچہ مالش مین مشغول ہین۔ خواجہ سرا داؤد خان کے ہاتہہ مین خنجر دیکہتے ہی چلایا۔ مجاہد شاہ بیدار ہو گیا۔ آنکہین چرک آلودہ و دہند ہو گئین تہین ہرچند کہ کہولنا چاہا نہ کہولین۔ ایسی حالت مین داؤد خان نے خنجر اسکے پیٹ پر ایسا مارا کہ آنتین نکل پڑین۔ باوجود زخم کاری وبستگی چشم ہاتہہ بڑہایا۔ اتفاقاً داؤد خان کا ہاتہہ مع خنجر اسکے ہاتہہ مین آگیا۔ اپنے طرف کہینچا۔ اور حبشی بچہ مسعود خان کو لپٹ گیا۔ مسعود نے ایک ضرب شمشیر سے غلام کو گرایا۔ اور دوسرے وار مین مجاہد کا کام تمام کردیا **نظم**

اجل خانۂ تن بپرداختش　　پس از تخت بر تختہ انداختش

جہان کار زینگونہ بسیار کرد   زمانہ نخستین چنین کار کرد
یکے را ز زر بر سر افسر نہد   یکے را بخاک سیہ در نہد

یہہ واقعہ ۷ ذیحجہ ۷۷۹ھ ہجری مین واقع ہوا۔ مجاہد شاہ کی مدت سلطنت تین سال
لاولد تہا۔ مدت عمر ۲۲ سال

مجاہد شاہ کے تعلیم و تربیت کا ذکر

ملحقات کے مولف نے لکہا کہ محمد شاہ بہمنی مرحوم نے اپنے لخت جگر کی تعلیم و تربیت کا عمدہ اہتمام
کیا تہا۔ اساتذہ لائق و اتالیق فائق مقرر کئے تہے۔ ابتدا مین فارسی و ترکی شروع کرائی۔
تہوڑے زمانہ تک ابتدائی کتب پڑہتا رہا جب مفردات الفاظ و مرکبات فقرات ازبر کر چکا تب
چند اہل فارس و اہل ترک شاہزادے کی خدمت مین مقرر کئے اور تاکید کی کہ وقتاً فوقتاً شاہزادہ سے
زبان فارسی و ترکی مین گفتگو کرتے رہین۔ حسب الحکم اساتذہ و اتالیق زبانون مذکورہ مین مکالمہ
کرتے تہے۔ شاہزادہ چند روز کی مشق مین فارسی و ترکی مین بے تکلف اہل زبان کی طرح ترک و عجم
سے مکالمہ کرتا تہا۔ سامعین و ناظرین ہندی و ترکی مین فرق نہین کر سکتے تہے۔ فارسی کی بہی
یہی کیفیت تہی۔ بجز اس قول کے کہ شاہزادہ ہندی المولد نہین ہے۔ غرض شاہزادہ نے فارسی
و ترکی زبان مین ایسی مہارت کاملہ حاصل کی تہی کہ دونون زبانون مین مافی الضمیر کو بامحاورہ
عبارت مین لکہہ سکتا تہا۔ اور علوم و فنون مین اگرچہ عالم فاضل و ماہر کامل نہین تہا لیکن
بقدر ضرورت کتب درسیہ مین تعلیم پائی تہی۔ فن سپاہگری مین استاد تہا۔ تیر اندازی و شمشیر زنی
و نشانہ زنی و سواری و چوگان بازی وغیرہا مین بے نظیر تہا تنومند و زور آور ایسا تہا کہ بلا ناموس

دگردان زورآور اُسکے مقابلہ مین عاجز ہوتے تہے۔ دلیری وبہادری کے میدان مین رستم وسہراب سے
کم نہین تہا۔ شان وشوکت شاہانہ ورعب داب ستمانہ رکہتا تہا۔ مزاج مین چالاکی وجولانی
جوش زن تہی۔ الوالعزم تہا جس بات کا عزم بالجزم کرتا تہا۔ اسکی تکمیل مین ہمہ تن مصروف رہتا تہا
تا وقتیکہ کام مین کامیابی حاصل نکرے بیچین وبیقرار رہوتا تہا۔ کام تمام کرکے سکون وقرار کرتا تہا
فرشتہ نے شاہزادے کی تنومندی وتناوری کی حکایت جو لکہی ہے اُس سے شاہزادے کی قوت
وزورآوری کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ حکایت یہہ ہے کہ شاہزادہ نے ابتدائے شباب چودہ یا پندرہ برس
کی عمر مین ایکمرتبہ خزانہ شاہی کا دروازہ توڑدا بقول بعض کہلواکے گئے بدرے اشرفیون وہونون کے
اٹہا لائے بطور مساعدت اپنے ہم عمر دوستون کو عطا کردئے۔ جب بادشاہ کو اسبات کی خبر ہوئی۔
تب بادشاہ نے مبارک تنبول دار کو بہیجا کہ شاہزادہ کو حاضر کرے۔ مبارک حسب الحکم شاہزادہ کے
پاس آیا اور عرض کیا کہ آپ کو حضور بادشاہ یاد فرماتے ہین چلئے۔ شاہزادہ طلبی کی وجہ سے بیخبر تہا۔
فوراً والد ماجد کی خدمت مین حاضر ہوا۔ محمد شاہ پہلے ہی سے غضبناک ہورہا تہا۔ شاہزادے کے
پہنچتے ہی جوش غضب مین شاہزادے کو چند چابک ایسے مارے کہ جسم نازک پر نشان پڑگئے۔ شاہزادہ
پاس ادب کرکے خاموش ہوکے محلسرا مین آیا۔ اور والدہ ماجدہ سے مبارک کی شکایت کی
کہ نامبارک مبارک نے مجکو اس امر سے آگاہ نہین کیا۔ کہ بادشاہ آپ پر خفا ہین۔ نہین تو مین
آپ سے معافی قصور کی سفارش کراتا۔ اور اُسوقت نہ جاتا۔ جب غصہ فرو ہوتا تب جاکے
معافی چاہتا اور عذر کرتا۔ ملکہ نے لخت جگر کو ایسا جواب پسندیدہ دیا۔ کہ اگر ہم اس جواب کو سنہری
حرفون مین لکہہ کے محل کے محراب طاق پر آویزان کرکے روزانہ اسکو دیکہہ دیکہہ کے سبق لین تو

ہمارے لئے مفید ہے۔ جواب یہہ ہے۔ اے جان بابا۔ اے لخت جگر اس معاملہ مین مبارک کا کچھہ قصور نہین ہے۔ اُسنے آپکے والد کے حکم کی تعمیل کی۔ کیا یہ کام اُسکا بیجا ہے؟ ہرگز نہین۔ مجاہد شاہ والدہ کے فرمانے سے خاموش ہو گیا۔ مگر مبارک کیطرف سے دلمین کشیدہ و رنجیدہ رہا۔ اور اس انتظار مین تہا کہ مبارک سے بدلا لون۔ ایک ہفتہ کے بعد مبارک سے کہا۔ مین چاہتا ہون کہ آپ تنومند و زور آور پہلوان ہین اور مین سنتا ہون کہ آپ اکثر پہلوانون کو کشتی مین پچہاڑتے ہین۔ آئیے ہم اور آپ باہم کشتی لڑین۔ دیکہین کون غالب ہوتا ہے اور کون مغلوب۔ مبارک شاہزادہ کے رنج و غصہ سے بیخبر تہا اور زور آوری کے زعم مین مغرور تہا۔ ناد انستہ کشتی پر راضی ہو گیا۔ دونو باہم کشتی لڑنے لگے شاہزادے نے ایک ہی حملہ مین مبارک کو زمین سے اٹہا کر ایسا پچہاڑا کہ اُسکی گردن ٹوٹ گئی۔ اور اُسیوقت اُسکی روح قالب عنصری سے پرواز کر گئی۔ فرشتہ نے لکہا کہ ابتدائے شعور بلکہ عالم خورد سالی سے ہتیار و آلات حرب کا شائق تہا بہادران تجربہ کار سے محبت والفت رکہتا تہا۔ اُسکی مجلس مین بہادران دلاور کا مجمع رہتا تہا اُسکی مجلس مین کبہی خنجر و شمشیر کبہی کمان و تیر کا تذکرہ ہوتا تہا۔ ملحقات کے مولف نے لکہا کہ علم دوست بہی تہا۔ علما و فضلا کی جد و پدر کی طرح قدر کرتا تہا۔ علما ہی اُسکی محفل کے رونق تہے۔ اکثر اوقات اُن سے مسائل دینی استفسار کرتا تہا جو کچہہ فرماتے تہے گوش دل سے سنتا تہا۔ بہمن نامہ کے مولف نے سپاہگری کی بابت لکہا ہے

زگہوارہ چون پائے بیرون نہاد   بہ تیر و کمان دست و بازو کشاد

مجاہد شاہ کے عہد مین رعایا کی حالت

چون کہ مجاہد شاہ اپنے جد و پدر کا ہم خیال و ہمقدم تہا۔ تخت نشین ہوتے ہی ہی ضوابط د مراسم

قائم رکہے جو دائر و سائر تہے۔ ضوابط و قوانین سابقہ مین کچہہ تغیر و تبدل نہین کیا۔ بدستور محمد شاہی عہد کی شان نمایان تہی سلطنت کے تمام مہمات ملک سیف الدین غوری وکیل السلطنت کے تفویض کیا تہا۔ وزیر با تدبیر نہایت ہی عقیل و فہیم و تجربہ کار تہا۔ صلح کل کے طریقہ پر چلتا تہا۔ اہل اسلام و اہل اصنام کے ساتہہ حسن سلوک کرتا تہا۔ رعایا خوشحال تہی۔ کوئی کسی پر بیجا ظلم نہین کر سکتا تہا وزیر و بادشاہ ہر وقت رعایا کی آسائش چاہتے تہے۔ ملحقات کے مولف نے لکہا کہ مجاہد شاہ کے عہد مین بارش کی کمی سے دکن مین قحط کے آثار نمایان ہو گئے تہے۔ وزیر و بادشاہ کے حسن انتظام سے قحط سالی کے آثار خلائق پر موثر نہین ہوئے۔ قحط تہا لیکن کوئی قحط کا نام نہین لیتا تہا۔ جا بجا لنگر خانے قائم کر دئے تہے۔ غربا و فقرا کو صبح و شام کہانا ملتا تہا۔ اور سپاہ کیلئے وظیفہ پرورش اطفال و عیال مقرر کئے تہے۔ سپاہ و غیر سپاہ وزیر و بادشاہ کے شکر گزار تہے۔ بادشاہ کے سپاہ دوست و ہنر پرور ہونے سے اطراف و جوانب کے سپاہ و نامور و ہنرور دار السلطنت گلبرگہ مین جمع ہو گئے تہے۔ شہر مین متعدد تعلیم خانے قائم کر دئے تہے۔ سپاہان تجربہ کار سے جوانان ہوشیار و طفلان ہونہار فن سپاہگری سیکہتے تہے۔ ورزش و محنت سے تنومند و زور آور بنتے تہے۔ بادشاہ انہین تعلیم خانون کے تربیت یافتہ سپاہ کو خدمات مناسب پر مقرر کرتا تہا۔ اور سپاہ لائق عہدہائے جلیلہ پر مامور کئے جاتے تہے۔ مشائخ و علماء کی بڑی قدر و عزت کرتا تہا اور حسن ارادت و نیک عقیدت سے ملتا تہا۔

داؤد شاہ بن علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی کا جلوس

داؤد شاہ بن علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی سترہ تاریخ ماہ ذیحجہ ٧٧٩ھ ہجری اپنے برادر زادہ

مجاہد شاہ کو قتل کرکے امرائے ہمراہی کے مشورہ سے تخت نشین ہوا۔ ہمراہی تمام مصاحبون کو
انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا۔ اور نہایت اخلاق و مروت سے تمام کی تالیف قلوب کی۔ امرا
و سپاہ نے خوشی و ناخوشی سے بیعت کی۔ سب نے حسب دستور بہمنیہ نذرین پیش کین۔ علی الصباح
برادرزادہ کا جنازہ گلبرگہ روانہ کیا۔ اور خود مع سپاہ اسی مقام شکارگاہ مین تین دن تک مقیم رہا
بعدازان شان و شوکت و تجمل و صولت کے ساتہہ دارالسلطنت گلبرگہ مین آیا۔ مجاہد شاہ کے
قتل کی خبر سے تمام ممالک دکن مین کہل بلی واقع ہوئی۔ ہر طرف فتنہ و فساد کی صورتین پیدا ہوگئین
صفدر خان سیستانی صوبہ برار و اعظم ہمایون صوبہ دولت آباد جو بیجاپور مین پہنچے تہے۔ اس خبر کے
سنتے ہی رنجیدہ و غمگین ہوئے۔ دارالسلطنت گلبرگہ مین مبارکباد کے لئے نہین آئے۔ بیجاپور سے
ہاتی اور گہوڑے ہمراہ لیکر اپنے اپنے صوبہ مین چلے گئے۔ اور داؤد شاہ کی خدمت مین عرضداشتین
بہیجدین جب آپ یاد فرمائینگے۔ اسوقت حاضر ہون گے۔ اب ہم بوجہ ماندگی سفر اپنے اپنے
علاقون مین جاتے ہین۔ اور اسی خبر کے سنتے ہی بیجانگر کی فوج سرحدی کشنا کے کنارے تک
حملہ کرکے رائچور کے قلعہ پر قابض و متصرف ہوئی۔ اور گلبرگہ مین دو فریق ہوگئے ایک فریق چاہتا تہا
کہ داؤد شاہ تخت نشین رہے۔ اور دوسرے فریق کی خواہش تہی کہ محمود شاہ علاء الدین حسن
گنگوئے بہمنی کا چہوٹا بیٹا تخت نشین کیا جائے۔ دونو فریق مین اختلاف شدید واقع ہوا۔
قریب تہا کہ فریقین مین کشت و خون کا میدان گرم ہو جائے۔ داؤد شاہ کے مخالفین کہتے تہے
کہ قاتل مقتول کا وارث و جانشین نہین ہوسکتا ہے۔ لیکن ملک سیف الدین غوری جو عقیل
و ہوشیار و تجربہ کار تہا۔ دفع فساد کے لئے بارگاہ کل یعنی دربار عام مین کہڑا ہوگیا۔ سب کو

عبرت انگیز و مصلحت آمیز نصائح و پند سے سمجہایا۔ اور فرمایا کہ یہہ اختلاف مملکت و سلطنت کی
خرابی و بربادی کا مقدمہ ہے۔ دنیا مین اکثر حکومتین انہین خانہ جنگیون کی بدولت برباد و تباہ ہوگئین
اب داؤد شاہ تخت نشین ہو چکا ہے۔ اور لقب شاہی اختیار کرلیا ہے۔ ایسی حالت مین میرے نزدیک
مناسب و بہتر یہی ہے کہ ہم سب بالاتفاق اُسکی اطاعت و بیعت کرین۔ اور اُسکو بادشاہ مانین۔
سیف الدین کی تقریر سے تمام حاضرین دربار خاموش ہوگئے۔ اور جہگڑے و فساد سے باز آئے
لیکن مجاہد شاہ کی ہمشیرہ روح پرور آغا نے نانا کی تقریر و رائے سے اتفاق نہین کیا۔ ملک سیف الدین
نے خوب سمجہایا منایا۔ لیکن شاہزادی کی بیقراری و اضطرابی مین کمی نہین ہوئی۔ جب داؤد شاہ
دربار مین آیا تب ملک سیف الدین نے مع امرا اُسکا استقبال کیا۔ اور اُسکو تخت فیروزہ پر بٹہایا
اور وزارت سے استعفا دیکر علیحدہ ہوگیا۔ داؤد شاہ خود مہمات سلطنت کو انجام دینے لگا۔
کل امرا و سپاہ کیا ہندو کیا مسلمان سب نے اُسکی اطاعت قبول کرلی۔ اور تمام نے مبارکباد ی
کی رسم ادا کی۔ مگر روح پرور نے مبارکباد نہ دی۔ داؤد شاہ ہر وقت برادرزادی کی شوخی و
دلیری کی پروا نکرکے ملائمت و ملاطفت سے پیش آتا تہا۔ اور اُسکی تالیف و دلدہی مین کوشش
کرتا تہا۔ لیکن روح پرور کے نزدیک چچا کی کچہہ وقعت و عظمت نہین تہی۔ چچا کو حقارت سے
دیکہتی تہی۔ بہمنیہ خاندان مین روح پرور بہت ہی معزز مانی جاتی تہی۔ حرم سرا کے تمام خورد
و بزرگ اُسکی تعظیم و تکریم کرتے تہے۔ اس لئے داؤد شاہ اُسکی نامناسب باتون سے درگذر کرتا تہا
اور اُسکو عورت سمجہہ کے بیفکر تہا۔ اور دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد کا مضمون بہول کے
اُس کے رنج و غم سے کچہہ پروا نہین کرتا تہا۔

داؤد شاہ کے قتل کا ذکر

روح پرور آغا نہایت دلیر و ہوشیار تہی - عورت تہی لیکن ہمت و جوانمردی مین مردون سے
کم نہ تہی - راتدن مجاہد شاہ کے رنج و غم مین بسر کرتی تہی - اور اسی گہات مین رہتی تہی کہ
چچا کو بہائی کے قصاص مین قتل کرون - اُسے اس خیال مین نہ رات چین تہا نہ دن آرام - یہانتک
اُسنے کہ ایک شخص باگہ نام کو جو دلیری و تنومندی مین مشہور تہا - مجاہد شاہ کے مصاحبون مین شریک
تہا مجاہد شاہ کے قصاص کی ترغیب دی - باگہ روح پرور کی ترغیب سے اپنے ولی نعمت کے قصاص
لینے کے لئے مستعد ہوا - اور جان نثاری کیلئے قائم ہو گیا - اتفاقاً جمعہ کے روز ۱۲ تاریخ محرم سنہ ۷۸۰ ہجری
داؤد شاہ مع مسند عالی خان محمد جامع مسجد مین نماز کے لئے گیا - باگہ بہی مسجد مین آیا - داؤد شاہ
کے عقب مین بیٹہہ گیا - جب نمازی سجدہ مین گئے تب باگہ نے موقع پاکے چستی و چالاکی سے داؤد شاہ پر
حالت سجدہ مین تلوار کا ایک وار ایسا مارا کہ اُسکا کام تمام کر دیا - داؤد کے قتل ہوتے ہی مسجد مین
قیامت برپا ہو گئی - باگہ بہاگنے کی فکر مین تہا کہ خان محمد مسند عالی نے تلوار کے ایک ہی وار مین
اُسکا سر تن سے جدا کر دیا - داؤد شاہ نے صرف ایک مہینہ پچیس دن سلطنت کی - زمانہ نے مہلت
نہ دی - نہین تو سلطنت عمدہ طرح سے کرتا - زمانہ دیدہ و علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی کا تربیت
یافتہ تہا - اولاد مقتول - محمد سنجر خان - فیروز خان - احمد خان - دو دختر

داؤد شاہ کے قتل کے بعد تقرر بادشاہ کی بابت خلاف کا ذکر

داؤد شاہ کے قتل کے بعد مسند عالی خان محمد و روح پرور آغا بادشاہ کے مقرر کرنے مین خلاف
کرنے لگے - مسند عالی چاہتا تہا کہ محمد سنجر خان بن داؤد شاہ کو تخت نشین کرے - اور روح پرور آغا

چاہتی تھی کہ محمود شاہ بن علاء الدین حسن تخت نشین کیا جائے۔ اس اختلاف مین دو فریق ہو گئے قریب تھا کہ باہم دونون فریق مین جنگ شروع ہو جائے اور طرفین مین کشت و خون کا بازار گرم ہووے۔ روح پرور آغا نے جو صاحب ہمت و جرأت تھی فی الفور قلعہ کا دروازہ بند کر دیا۔ اور برجون پر توپین چڑہا دین۔ اور کہا محال و غیر ممکن ہے کہ مسند عالی قاتل ظالم کے بیٹے کو بادشاہ بنائین۔ جب تک زندہ ہون بہہ امر ہونے نہ دونگی۔ اکثر امرائے سلطنت روح پرور آغا کے ہمراہ ہوئے اُسوقت محمد سنجر و محمود شاہ دونون قلعہ مین روح پرور کے پاس تھے۔ اس عورت مردانہ صفت نے چستی و چالاکی سے محمد سنجر کو نظر بند کر کے نہایت حفاظت سے رکہا۔ ایسا نہو کہ مسند عالی سنجر کو قلعہ سے لیجائے۔ مسند عالی خانمحمد مع چند ارکان دولت ملک سیف الدین غوری معزول کی خدمت مین آیا۔ اور محمد سنجر شاہ کی تخت نشینی کی بابت گفتگو کی۔ وکیل السلطنت معزول نے جو جہان دیدہ و کار آزمودہ اور زمانہ کے نشیب و فراز سے واقف تھا مسند عالی کو نہایت سہولت و نرمی سے کہا کہ اسوقت محمود شاہ و سنجر شاہ دونون قلعہ مین روح پرور کے پاس ہین۔ اکثر امرا روح پرور کی رائے سے اتفاق کرتے ہین۔ اور مخالفت نہین چاہتے ہین مین ایسی حالت مین مناسب جانتا ہون کہ منازعت کو دور کرین۔ اور آپ ہم سب ملکے روح پرور کے پاس چلین اور سلطنت کا معاملہ روح پرور کی رائے پر چھوڑنا چاہیئے۔ وہ جیسا کرے اُسکو ماننا چاہیئے۔ مسند عالی نے مدار المہام کی تقریر سنی اور دل مین خیال کیا کہ تمام ارکان دولت کیا ہندو کیا مسلمان سب وکیل السلطنت کے کہنے سے سرمو خلاف نہین کرتے ہین۔ بامر مجبوری پسند کیا۔ پہر تمام ارکان دولت کیا ہندو کیا مسلمان سب وکیل السلطنت کے کہنے سے سرمو

خلاف نہین کرتے ہین۔ بامر مجبوری پسند کیا۔ پہر تمام ارکان دولت وکیل السلطنت کے ہمراہ روح پرور آغا
کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ روح پرور آغا اگرچہ عورت تہی مگر ملکی انتظام مین مردون سے سبقت لیگئی تہی
ہوشیاری و چالاکی مین مردانہ صفت رکہتی تہی۔ مسند عالی وغیرہ کے پہنچنے سے پہلے ہی سنجر شاہ کی
آنکہون مین سلائی پہیردی۔ اُس بیچارہ مظلوم کو اندہا کرکے بادشاہی کے قابل نہین رکہا تہا۔

محمود شاہ کی تخت نشینی

مسند عالی خان محمد وکیل السلطنت و روح پرور آغا سے تقرر بادشاہ کی بابت باہم گفتگو دیر تک
ہوتی رہی آخر روح پرور نے باتّفاق جملہ ارکان دولت محمود شاہ بہمنی بن علاء الدین حسن گنگوئے
بہمنی کو تخت نشین کیا۔ تمام امرا و وزرا نے حسب دستور نذرین دین اور اسلامی کی توپین فیر کی گئین
اور مبارکبادی کے شادیانے بجوائے گئے۔ دربار مین امرائے ذیل تہے۔

ملک سیف الدین غوری	بہادر خان افغان	صفدر خان سیستانی	اعظم ہمایون
وکیل السلطنت	امیر الامرا	طرفدار برار	طرفدار تلنگانہ

میر فضل اللہ انجو شاگرد علامہ سعد الدین تفتازانی	ملا محمد قاسم مشہدی
صدر	میر سامان

بہاء الدین ولد رمضان دولت آبادی	خواجہ مقرب ولد بہاء الدین دولت آبادی
حاکم ساغر	مقرب

محمد ولد بہاء الدین دولت آبادی	سید محمد المخاطب بہ کالا پہاڑ	یوسف ازدر
مقرب	امیر صدہ	سرلشکر

محمود شاہی دربار کا ذکر

تخت نشینی کے بعد محمود شاہ بہمنی نے دوسرے دن ایک دربار عام منعقد کیا۔ دربار مین عام و خاص
امرا و وزرا و مشائخ و قضاۃ و معززین ریاست حاضر ہوئے۔ بادشاہ نہایت خوشی کیساتہہ
تمام سے مخاطب ہوا۔ امرا و مشائخ و وزرا و قضاۃ و معززین ریاست کو حسب درجہ انعام و خطاب سے
سرفراز فرمایا۔ اور ملک سیف الدین غوری کو باطرز تمام وزارت کی خلعت عطا کی اور دار السلطنت کی
طرفداری بہی مقرر کی۔ اور مسند عالی خان محمد کو جو بانی فتنہ و فساد تہا ساغر کے قلعہ مین قید کیا۔
اور وہ اُسی قید خانہ مین چند عرصہ کے بعد فوت ہوگیا۔ اور مسعود خان بن مبارک تنبولدار خاصہ کو
جو مجاہد شاہ کے قتل مین شریک تہا گرفتار کرکے اولاً اُسکے ہاتہہ پاؤن قطع کرائے پہر اُسکو دار پر کہینچا
اور اسیطرح دوسرے مفسدین کو بہی سزائین دین بلکہ بعض کو خارج البلد کیا۔

محمود شاہ کا عدل و انصاف

محمود شاہ ملکی انتظام مین بہت غور و فکر کرتا تہا۔ مہمات دیوانی کو ملک سیف الدین غوری کے
مشورہ سے انجام دیتا تہا وکیل السلطنت کے مشورہ بغیر کوئی کام نہین کرتا تہا۔ اسی وجہ سے اُسکے
عہد مین ہر طرف امن و امان۔ عیش و عشرت کا سامان تہا۔ تمام رعایا خوشحال مال و دولت سے مالا مال
تہی۔ شرع محمدی کا پابند تہا۔ عدالت کا قانون شرع تہی۔ قاضی۔ محتسب۔ و صدر عدالت
وغیرہ حکام شرعی احکام کے اجرا مین تاخیر جائز نہین رکہتے تہے۔ اور فیصلہ مسائل کے امضا مین
توقف نہین ہوتا تہا۔ بادشاہ کبہی کبہی حکام کی عدالت مین عین اجلاس کیوقت جاتا تہا
مدعی و مدعی علیہ کے اظہارات سنتا تہا۔ اور حاکم کے فیصلہ کو غور سے دیکہتا تہا۔ محمد قاسم

فرشتہ نے لکھا کہ اسی بادشاہ کے عہد مین ایک عورت زنا کی جرم مین گرفتار ہوئی۔ فاحشہ چار شخصون سے
تعلق رکھتی تھی۔ حد شرعی کے لئے دارالقضا مین بھیجی گئی۔ قاضی نے عمل شنیعہ کی بابت سوال
کیا۔ اوس نے جوابدیا۔ اے قاضی مجھے معلوم نہین تھا کہ یہہ فعل حرام ہے۔ میرا گمان تھا جیسا کہ
مردون کو چار عورتون کی اجازت ہے اُسیطرح عورت کے لئے بھی چار کے ساتھہ عقد کرنیکی اجازت
ہوگی۔ مین اس غلط فہمی و شبہ کے وجہ سے اس فعل حرام مین مبتلا ہوئی ہون۔ اب حرام سے آگاہ
ہوئی ہون۔ آیندہ کبھی ایسا نہین کرونگی معاف فرمائے اُس مکّارہ نے اس حیلہ سے رہائی پائی۔
ملحقات کے مولف نے لکھا کہ قاضی صاحب عورت کا جواب سنکے متفکر ہوے کہ کیا حکم کرنا چاہیے
اُسوقت محمود شاہ نے فرمایا۔ قاضی صاحب الحدود تندر بالشبہات عورت کو رہا کرنا چاہیے
قاضی صاحب نے زن مکّارہ کو چھوڑدیا۔ یہہ نقل ہمنیہ سلاطین کے عدالت کے بیان مین مذکور ہوچکی ہے
یہان بھی محمود شاہ کے وجہ سے مکرر اعادہ کیا گیا۔

محمود شاہ کے خصائل و شمائل کا ذکر

ملحقات کے مولف نے لکھا کہ سلیم النفس خوش اخلاق عادل کم آزار پابند شرع منصف مزاج تھا۔ خط
خوب لکھتا تھا۔ قرآن شریف با قرارت مصری لہجہ مین پڑھتا تھا۔ ناظم و ناثر تھا۔ کبھی کبھی اشعار
موزون کرتا تھا۔ جیسا کہ حدائق السلاطین کے مولف نے محمود شاہ کے چند اشعار لکھے ہین وہ یہہ ہین

نظم

آنجا کہ لطف دوست دہد منصب مراد — بخت سیاہ و طالع میمون برابر است
عاقبت درسینہ کار خون فاسد می کند — ولہ زخصتے ایدل کہ از الماس نشتر می خورم

خضر بدسود است در بیع متاع عافیت   میروم این جنس را از جائے دیگر میخرم

علوم متداولہ سے باخبر تہا۔ فارسی و عربی مین مہارت کامل رکہتا تہا۔ اہل زبان کے ساتہہ دونون زبانون مین بامحاورہ تکلم کرتا تہا۔ اُسکے زمانہ مین بہت سے شعراء عرب و عجم سے آئے ہین۔ انعام و صِلات سے سرفراز ہوے ہین۔ نظامی کے مولف نے لکہا کہ بادشاہ کے عہد مین ایک شاعر گلبرگہ مین آیا ملا فضل اللہ انجو کے توسل سے باریاب ہوا۔ ایک قصیدہ مدحیہ پیش کیا۔ ایکہزار تنگہ طلائی جائزہ پایا۔ اعزاز کے ساتہہ وطن مالوفہ روانہ ہوا۔ مولف مذکور نے شاعر کا نام اور قصیدہ نہین لکہا۔ اور فرشتہ نے بہی شاعر کا ذکر لکہا لیکن شاعر کا نام و قصیدہ کے اشعار نہین لکہے۔

لسان الغیب خواجہ حافظ شیرازی قدس سرہ کی آمد کا ذکر

چونکہ بادشاہ کی سخاوت و سخن پروری قدر شناسی کی شہرت عالمگیر ہوئی۔ اور آوازۂ قدر دانی خلائق کے گوش گزار ہوا۔ اکثر علما و شعرا ممالک بعیدہ عرب و عجم و ترک سے بادشاہ کے پاس آنے لگے۔ حضرت خواجہ بہی سفر دکن کے عازم ہوئے لیکن ایسے موانع واقع ہوے کہ خواجہ کا ارادہ مرتبۂ قوہ سے وجود مین نہین آیا۔ پس یہہ خبر فضل اللہ انجو کو معلوم ہوئی۔ بقدر ضرورت زاد و راحلہ شیراز مین حضرت کے پاس بہیجکے تشریف آوری کی درخواست کی۔ آپ تشریف لائیے۔ ملک دکن کو قدوم میمنت لزوم سے رشک فردوس برین فرمائیے۔ والی ملک و اہل ملک آپکے دیدار فیض آثار سے مشرف ہونگے پہر آپ کو کامیابی و فیروزی کے ساتہہ وطن مالوفہ شیراز روانہ کرینگے۔ خواجہ میر فضل اللہ انجو کی توجہ و مہربانی سے نہایت ہی خوش ہوے۔ میر نے جو کچہہ زاد راہ بہیجا تہا۔ اس مین سے اپنے ہمشیرزادون اور بیواؤن کو تقسیم کیا۔ اور کچہہ قرضخواہون کو بہی دیا۔ پہر سفر ہند کا سامان فراہم کرکے شیراز سے

برآمد ہوئے۔ جب مقام لار مین پہنچے۔ یہان آپ کو ایک دوست ملا۔ جسکا تمام مال و اسباب چورون نے
لوٹ لیا تہا۔ مفلس و بے سر و سامان تہا۔ آپنے براہ ہمدردی جو کچہہ زاد راہ پاس تہا اُسکو دیدیا۔ اور
خود تہیدست ہو گئے۔ اُسوقت حسن اتفاق سے خواجہ زین العابدین ہمدانی و خواجہ محمد گازرونی
سوداگران معتبر جو عازم ہند تہے آپ سے ملے حُسن اخلاق سے زاد راہ کے کفیل ہوے۔ آپ کو لار سے
بندر ہرمز مین لائے۔ اور آپ محمود شاہی کشتی مین سوار ہوے۔ ابہی کشتی روانہ نہین ہوئی تہی۔ کہ
طوفانی ہوائین چلنے لگین دریا موجزن ہونے لگا۔ آپ گہبرائے۔ اور اس بہانہ سے اُتر گئے کہ ہرمز
کے بعض احباب سے ملکے آتا ہون۔ جب کشتی سے اُتر چکے اُسوقت ایک غزل لکہہ کے میر فضل اللہ
انجو کے پاس بہیجدی۔ اور خود شیراز واپس چلے گئے۔ غزل یہہ ہے۔ **غزل**

دمے با غم بسر بردن جہان یکسر نمی ارزد ❊ بمے بفروش دلق ما کزین بہتر نمی ارزد
بکوئے میفروشانش بجامی بر نمی گیرند ❊ زہے سجادۂ تقوی کہ یک ساغر نمی ارزد
رقیبم سرزنشہا کرد کز این خاک در بگذر ❊ چہ افتاد این سر ما را کہ خاک در نمی ارزد
بس آسان می نمود اول غم دریا ببوئے زر ❊ غلط کردم کہ یک موجش بصد من زر نمی ارزد
شکوہ تاج سلطانی کہ بیم جان درو درج است ❊ کلاہ دلکش است اما بترک سر نمی ارزد
بشو این نفس دل تنگی کہ در بازار یکرنگی ❊ بلمعہائے گوناگون مے احمر نمی ارزد
چو حافظ در قناعت کوش و ز دنیائے دون بگذر ❊ کہ یک جو منت دونان جہان یکسر نمی ارزد

جب یہہ غزل میر فضل اللہ انجو کے پاس پہنچی۔ تذکرۂ ایک روز دربار مین محمود شاہ بہمنی کی خدمتمین
خواجہ کی تشریف آوری ہرمز تک اور وہان سے مراجعت کرنا شیراز۔ اور غزل کا بہیجنا مفصل بیان کیا

محمود نے فرمایا جب خواجہ ہماری مجلس کے ارادہ سے ہر مرتبہ آئے تو اب ہم پر واجب و لازم ہے کہ خواجہ کو اپنے فیض و کرم سے محروم نہ رکھین۔ ملا محمد شہدی کو کہ فضلائے بہمنیہ سے تھا ہزار تنگہ طلائی جسکے ساڑے چار ہزار سکہ شاہی ہوتے ہین مع دیگر تحائف نفائس ہند دیکر خواجہ کی خدمت مین شیراز روانہ کیا۔ کسی مورخ نے روپیہ پہنچنے کا حال نہین لکھا۔ شاید پہنچا ہوگا۔ یہہ بادشاہ سلطنت سے قبل قیمتی لباس پر تکلف پہنتا تھا۔ تخت نشینی کے بعد تکلف و تجمل کو ترک کر دیا۔ صرف سفید لباس سادہ کپڑون سے بناکے زیب بدن کرتا تھا۔ اور خزانہ شاہی سے بقدر مایحتاج لیتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ خزانہ شاہی کا روپیہ ذاتی زیب و زینت مین صرف کرنا خیانت ہے۔ ایک وقت بادشاہ کے عہد مین قحط سالی واقع ہوی۔ بادشاہ نے رعایا کے ساتھہ ایسی ہمدردی کی کہ عام و خاص کو قحط سالی کا اثر ذرہ برابر معلوم نہین ہوا۔ عوام الناس بدستور آسائش سے بسر کرتے تھے۔ یعنے بادشاہ دس ہزار بیل خاص سرکاری گجرات و مالوہ و برار بھیجکے غلہ منگواتا تھا۔ اور رعایا کے ہاتھہ ارزان قیمت مین فروخت کراتا تھا۔ قحط کے زمانہ مین رعایا کو غلہ کثرت سے بقیمت ارزان ملتا تھا۔ نایابی غلہ کی کوئی شکایت نہین کرتا تھا۔ یتیمون کے لئے گلبرگہ و بیدر۔ و قندھار و ایلچپور برار و دولت آباد و جنیر وغیرہ مین محمد شاہ کی طرح مدارس جاری کئے تھے۔ وظائف مدد اوقاف سے مقرر کئے۔ اور بڑے بڑے شہرون و قصبات مین محدثین و واعظین معین کئے کہ اہل اسلام کو دینی مسائل و اوامر و نواہی کی تعلیم کرتے رہین۔ اور وعظ و نصیحت کے ذریعہ سے اُنکو منہیات سے باز رکھین۔ اور اسلام کی اشاعت مین بھی کوشش کرتے رہین۔ اور اندھون معذورین کیلئے وظائف مقرر کرد ئے تھے۔ اور اُن کی پرورش و خبرگیری عمدہ طرح سے کرتا تھا۔ اکثر بدمعاش

حرام خور عمداً تکلفاً اندہے بنجاتے تہے - اور وظیفہ خوارون کی طبقہ مین شریک ہو جاتے تہے -
بادشاہ پروا نہین کرتا تہا - فقرا دوست و غربا نواز تہا - ساکین فقرا سے نیاز مندانہ ملتا تہا - اور
اُنکی خاطرداری و خبرگیری کو واجب جانتا تہا - حضرت قطب ربانی شیخ محمد سراج جنیدی کی
خدمت مین اکثر اوقات آمدورفت کرتا تہا - حسن ارادت و عقیدت سے ملتا تہا - مرض الموت مین
حضرت کی عیادت کیلئے چند مرتبہ گیا تہا - حضرت ہر وقت بادشاہ کے دیدار سے محظوظ ہوتے تہے
دعائے خیر دیتے تہے - کہتے ہین کہ اُنہین ایام مین حضرت شیخ کا انتقال ہوا - بہت افسوس و
رنج کیا - تین روز تک علاالتون مین تعطیل کردی - اور اسیطرح نوبت نوازی بہی بند کردی تہی
سوم کے روز خود حضرت کی فاتحہ مین شریک ہوا چادر و پہول چڑہانیکے لئے قبر پر آیا - فاتحہ پڑہ کے
مساکین و غربا پر بہت خیرات کی -

نظامی کے مولف نے لکہا کہ محمود شاہ نے قحط سالی کے زمانہ مین اکثر بنجارے مقرر کئے تہے -
دس بارہ ہزار بیل مالوے و گجراتی جمع کئے تہے - اور اس کام کیلئے بنجارے مقرر کئے تہے اور ان کے
معرفت سے غلہ برار و گجرات و مالوہ سے خرید کے منگواتا تہا - اور رعایا کے ہاتہ ارزان قیمت مین
فروخت کراتا تہا - رعایا بادشاہ کی توجہ و عنایت سے خوشحال تہی - خلایق پر قحط کا کچہہ اثر
نہین ہوا تہا - کامل ایک سال تک غلہ کی آمدورفت کا سلسلہ جاری رہا - جب بارش آئی اور
مینہہ خوب برسا - جابجا تخم ریزی شروع ہوگئی - اُسوقت غلہ کی آمدورفت کا سلسلہ بند کیا گیا
نظام الدین احمد کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ دکن مین بنجارے قدیم سے بود و باش کرتے ہین -
بعض مورخین کا قول کہ بنجارے جہانگیر کے زمانہ سے دکن مین آئے الخ - پایۂ اعتبار سے ساقط ہے

مولف تاریخ خانی ۱۲

اگر یہہ کہتے کہ جہانگیر کے عہد سے عالمگیر کے عہد تک دکن مین سد بجارون کے توسل سے پہنچتی تہی تو بجا ہوتا۔ اس بادشاہ باخدا نے اُنیس سال نو مہینے چوبیس دن سلطنت کی مگر مدت العمر کہین لشکر کشی نہین کی۔ عیش و آرام سے حکمرانی کرتا رہا۔ اس مدت حکمرانی مین بنی آدم سے ایک فرد کے قتل کا روادار نہین ہوا۔ ملک مین امن و امان تہا۔ اہل دکن اُسکو ارسطو کہتے تہے۔ واقعہ مین مرد باخدا و پیشوائے حکما تہا

نظم

چو آن شاہ دولت جہان برگرفت	بشاہنشہی چتر بر سر گرفت
بسے سالہا در جہان کام یافت	براو رنگ بے رزم آرام یافت

بہاء الدین تہانہ دار ساغر کی بغاوت

ملحقات کے مولف و فرشتہ نے لکہا کہ اس بادشاہ باخدا کے آخر عہد مین سوء اتفاق و غلط فہمی صاحبان اغراض کی بدگوئی سے چند مہینے فتنہ و فساد کی آگ بہڑکتی رہی آخر بہادران بہمنی کے آبدار تلوارون کے پانی سے بجہہ گئی۔ وہ واقعہ یہہ ہے۔ کہ بہاء الدین ولد رمضان دولت آبادی بادشاہ کی توجہ و عنایت سے ساغر کی تہانہ داری حکومت پر سرفراز ہوا۔ اور اُسکے دونون فرزند ایک محمود دیگر خواجہ بادشاہ کے مصاحب و مقرب ہوے۔ مسند امارت پر پہنچ گئے۔ روز بروز اُن کی شان و شوکت بڑہنے لگی۔ حاسدین رشک و حسد کرنے لگے۔ اور اُن کے شکایت شروع کی۔ آخر دونون بہائیون کو خیانت سے متہم کئے۔ باوجود اتہام محمد شاہ نے اُن کی نسبت کسیکی نہین سنی۔ اور خیانت کی نسبت کو جہوٹ قرار دیا۔ اور فرمایا کہ حاسدین کی باتین غرض سے خالی نہین ہین لیکن محمود و خواجہ نے متوہم ہو کے بغاوت کا نشان بلند کیا۔ مع ہزار سوار ساغر روانہ ہوئے

اور باپ سے ملے ۔ وہ بیچارہ پیر سال خوردہ بدولت فرزندان باغی ہوا ۔ باہم ملکے سوار و پیادہ فراہم کرنے لگے
دو مرتبہ بادشاہی لشکر سے مقابل ہوے ۔ فیروز و کامیاب رہے ۔ بادشاہی فوج کو شکست دیکے تمام
سامان جنگ و آلات توپ و تفنگ لوٹ لئے ۔ بادشاہ بہمنی نے تیسرے مرتبہ یوسف اژدر غلام ترکی کو
سپاہ سالار کرکے باغیون کی مدافعت کیلئے بہیجا ۔ یوسف مع فوج جرار ساغر روانہ ہوا ۔ پہنچتے ہی
قلعہ کا محاصرہ کیا ۔ دو مہینہ تک محاصرہ مین جما رہا ۔ اکثر اوقات خواجہ مع سپاہ قلعہ سے برآمد ہوکے
بہمنی سپاہ سے مردانہ جنگ کرتا تہا ۔ رستمانہ نشان دکہلاتا تہا ۔ کبہی اسکا بہائی محمد بہی آ کے
اسیطرح مردی و مردانگی کی داد دیتا تہا ۔ اکثر دونون بہائی بہمنی لشکر پر غالب ہوتے تہے ہر چند کہ
یوسف اژدر کوشش کرتا تہا ۔ مفید نہین ہوتی تہی ۔ آخر ایکدن سید محمد الملقب بہ کالا پہاڑ
جو منصبداران جدید سے تہا اور بادشاہی بہادرون کے طبقہ مین شریک تہا عین معرکہ مین محمد سے مقابل
ہوا ۔ دونون باہم ایک دوسرے پر تلوار کے وار چلاتے تہے ۔ لڑتے لڑتے ایسے مقام پر پہنچے کہ وہان
کوئی محمد کی مدد کو نہ پہنچ سکا ۔ اُسکا ایک ہاتہ سید محمد کالا پہاڑ کی ضرب شمشیر سے منقطع ہو گیا ۔
باوجود زخم شدید گہوڑے سے نہین اوترا ۔ بدستور گہوڑے کی پیٹہ پر جما رہا ۔ جب یہ خبر قلعہ مین
خواجہ کو پہنچی اُسیوقت بہائی کی مدد کیلئے میدان جنگ مین آیا ۔ قریب شام فیما بین خوب جنگ
ہوا ۔ دونون فریق برابر رہے ۔ پہر علیحدہ علیحدہ ہو گئے ۔ دونون بہائی راتکو خندق کے کنارے
مع جمعیت فروکش ہوے ۔ اور زمانہ کی نیرنگی و شعبدہ بازی سے غافل ہوئے ۔ محصورین قلعہ نے
فرصت پاکے یوسف کے پاس پیغام بہیجا کہ ہم بادشاہ کے خیرخواہ ہین ۔ بلحاظ ضرورت مخالفین
کے ہمراہ ہو گئے تہے ۔ آج کی رات قلعہ دونون بہائیون سے خالی ہے ۔ ہم فلان وقت بہار الدین کا

سرکاٹ کے فلان دروازہ کو کہول دینگے ۔ آپ وقت کے منتظر رہین دروازہ کہلتے ہی قلعہ مین داخل
ہو جائے ۔ خلاصہ کلام یوسف نے دو سو سپاہی نامی مسلح بہیجدئے ۔ اور کہدیا اگر محصورین قلعہ
بہاء الدین کا سر کاٹ کے آپ کے پاس بہیجین تو اُسوقت آپ تمام قلعہ مین داخل ہو جائین اور قلعہ
کو تصرف مین لائین ۔ نہین تو قلعہ مین داخل ہو کے مراجعت کرین ۔ جب سپاہ جائے معینہ پر
پہنچ گئے ۔ تب اہل قلعہ نے بہاء الدین کا سر تن سے جدا کر کے پائین قلعہ پہینکدیا ۔ سپاہ بہمنی اطمینان
کے ساتہہ قلعہ مین داخل ہو گئے ۔ اور خوشی کامیابی کا نقارہ بجوائے ۔ نقارہ کی آواز سنتے ہی
محمد و خواجہ کی فوج مین تفرقہ واقع ہو گیا ۔ تمام فرار ہو گئے ۔ صرف صبح نکلنے تک چند سپاہ
رہ گئے تہے ۔ فرار کا راستہ بند تہا ۔ دونون بہائی یوسف کی جمعیت پر ایک ہی دفعہ حملہ آور ہوئے
خوب لڑے جوانمردی بہادری کی داد دئے ۔ آخر دونون بہائی مقتول ہو گئے ۔ دونون کے
قتل ہوتے ہی لڑائی کا خاتمہ ہو گیا ۔ اس فتح کے بعد محمود شاہ تہوڑی ہی مدت زندہ رہا ۔ اس جنگ
اور اُن مقتولین پر بہت افسوس کرتا تہا ۔ اور کہتا تہا کہ غلط فہمی سے بلکہ تقدیر سے ہلاک ہوئے
یہہ بادشاہ نہایت ہی مستقل مزاج تہا ۔ دنیا کی خوشی و غمی کو برابر سمجہتا تہا ۔ خوشی کیوقت زیادہ
خوش نہین ہوتا تہا اور نہ غمی کو دیکہہ کے پریشان ہوتا ۔ متقی و پرہیزگار تہا ۔ صوم و صلوٰۃ کا پابند
اکثر علما و فضلا کے ساتہہ مجالست کرتا تہا ۔ اُسکے مجلس مین مسائل فقیہ و احادیث نبویہ کا
تذکرہ رہتا تہا ۔ اور دیگر علوم و فنون کے بہی چرچے ہوتے تہے علما کی بڑی قدر کرتا تہا اُسکے
عہد مین مسافت بعیدہ سے اہل علم دکن مین جمع ہو گئے تہے مثلاً مولانا میر فضل اللہ انجو شاگرد
علامہ تفتازانی و ملا محمد بدخشانی و ملا محمد قاسم مشہدی ملا محمد اسحق سرہندی و ملا احمد فردینی

وغیرہم بادشاہ کے مصاحبین مین داخل تھے فرشتہ نے لکھا کہ اس بادشاہ نے صرف ایک ہی بی بی سے نکاح کیا تہا۔ بجز اُس بی بی کے عمر بہر دوسری عورت سے نکاح نہین کیا۔ مگر ایک آدہ مملوکہ تہی۔ چنانچہ بعض مورخین نے لکہا کہ غیاث الدین بی بی زادہ تہا و شمس الدین مملوکہ کے بطن سے تہا۔ اور بعض نے لکہا کہ غیاث الدین ایک بیگم سے تہا۔ اور شمس الدین دیگر بیگم سے۔ بہرحال بادشاہ حریص و شہوت پرست و عیاش نہین تہا۔ ملحقات کے مولف نے لکہا کہ بہمنیہ سلاطین مین علاء الدین حسن و محمد شاہ بہمنی یعنی پدر و پسر اس صفت سے موصوف تہے کہ دونون نے مدت العمر بجز ایک بی بی دوسری عورت نہین کی۔ پاکیزہ طینت و پسندیدہ سیرت تہے۔ انتہی کلامہ

محمود شاہ بہمنی اول کی وفات

محمد شاہ بہمنی بہاء الدین ٹہانہ دار ساغر کے معرکہ سے کامیابی ہونیکے بعد چند ہی روز زندہ رہا پہر بعارضۂ تپ محرقہ بیمار ہوا۔ اطبا یونانی و مصری نے ہرچند کہ معالجہ کیا۔ لیکن کسیکا علاج مفید نہین ہوا۔ آخر بتاریخ بست و یکم ماہ رجب ۷۹۹ھ ہجری اس جہان فانی سے عالم بقا کو روانہ ہوا۔ بہمنیہ خاندان کے تمام صغیر و کبیر اور شہر کے امیر و فقیر کو نہایت ہی رنج و غم ہوا۔ فرشتہ نے لکہا کہ جب تک بادشاہ مرحوم کو فرزند نرینہ نہین پیدا ہوا تہا۔ اُسوقت تک فیروز خان و احمد خان برادرزادگان کو بجائے فرزندان سمجہتا تہا۔ اور دونون بہایون سے اپنے لڑکیاں منسوب کی تہین۔ کبہی کبہی زبان مبارک سے کہتا تہا کہ فیروز خان فرزند رشید ہے۔ خاندان بہمنیہ کا روشن چراغ ہے۔ ہماری خاندان مین اس سے بہتر ہوا ہے نہ ہوگا۔ اور بعض اوقات فیروز کو اپنے ساتہہ تخت پر بیٹہا کے کہتا تہا کہ یہہ میرا ولی عہد ہے پس چند مدت کے بعد خدائے تعالی نے اُسکو فرزند عطا کیا۔ رحلت کیوقت اپنے فرزند غیاث الدین

نام کو ولیعہد کیا۔ فیروزخان و احمدخان کو وصیت کی کہ آپ دونون بہائی اُسکی اطاعت مین رہین چنانچہ حسب الوصیت دونون بہائیون نے غیاث الدین کی فرمان برداری مین سرمو تقصیر نہین کی۔ اخلاص و صدق دل سے مطیع و فرمان بردار ہوئے۔

پہر تمام امرائے اہل سیف و القلم و اہل شہر خاص و عام بہمنی کے دولتخانہ پر جمع ہوئے۔ تجہیز و تکفین کرکے علاء الدین حسن کے گنبد کے قریب دفن کئے۔ جنازہ کے ساتہہ خلائق کا ازدحام تہا تقریباً دس ہزار سے زیادہ افراد ہون گے۔ کیا صغیر و کبیر کیا جوان و پیر بادشاہ کے اخلاق حمیدہ و محاسن برگزیدہ یاد کرکے روتے تہے۔ ہزارہا فقرا و معذورین چلاتے تہے۔ ہائے ہمارے سرپرست کا سایہ ہمارے سرون سے اُٹہہ گیا۔ بادشاہ کی مدت سلطنت ۱۹ سال و نو ماہ بیس روز۔ **اولاد**

۲ پسر۔ غیاث الدین بانوزادہ۔ شمس الدین ملوکہ زادہ ۲ دختر ایک منسوب بفیروزخان۔ دوسری منسوب بہ احمد خان بانوزادہ

ملک سیف الدین غوری کی وفات

وکیل السلطنت سلاطین بہمنیہ ملک سیف الدین غوری جو خاندان بہمنیہ کا رکن اعظم تہا۔ نہایت ہی خردمند و بہمنیہ خاندان کا خیرخواہ۔ اُسکے عہد وزارت مین بہمنیہ سلاطین پر صدہا صدمے اور مخالفین کے حملے ہوئے۔ لیکن وزیر باتدبیر نے دانائی و ہوشمندی سے اُسکو صدمات و حملات سے بچایا۔ محمود شاہ کے مرنے سے اول ہی بیمار تہا۔ کئی روز سے بیماری کا سلسلہ جاری تہا۔ اطبا علاج کئے جاتے تہے لیکن مرض مین تخفیف نہین ہوتی تہی۔ زندگی کے مراحل سے ایکسو ساٹہہ مرحلہ طے کرچکا تہا یعنے ایک سو ساٹہہ برس کی عمر کو پہنچ چکا تہا۔ محمد شاہ کی رحلت کے دوسرے ہی دن اس دار ناپایدار سے بہشت برین روانہ ہوا۔ وزیر باتدبیر کے انتقال سے بہی لوگون کے دلون پر رنج و غم کا صدمہ

واقع ہوا۔ تاریخ واقعہ ۲۲ ماہ رجب ۷۹۹ھ ہجری حسب الوصیت علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی کے گنبد کے قریب دفن کیا گیا۔ اُسکی قبر کے اطراف مین سنگین چبوترہ چونہ و گچ سے تعمیر کروئے۔ مدفن دارالسلطنت گلبرگہ مین ہے۔

یہہ وکیل السلطنت بہمنیہ خاندان کا سچا خیر خواہ و علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی کا رفیق و اقتدار تہا۔ ملکۂ جہان زوجۂ علاء الدین حسن اُسکی حقیقی ہمشیرہ تہی۔ اور محمد شاہ بہمنی اول سے اُسکی دختر نیک اختر منسوب تہی۔ اور مجاہد شاہ کی زوجہ اُسکی پوتی تہی۔ سلاطین بہمنیہ اُسکا بہت اعزاز و اکرام کرتے تہے عام و خاص کے نزدیک بہی معزز تہا۔ رعایا برایا کے ساتہہ نہایت حسن خلاق سے بتتا تہا۔ اُسکو دنیا مین ایسی قبولیت عامہ حاصل تہی کہ ہر ایک فرد انسان اُسکو مربّی و مالک مانتا تہا۔ لوگون کا اُسکو اپنا سرپرست تسلیم کرنا ازروئے حکومت و خدمت وزارت تہا بلکہ ازروئے محبت خلائق کے قلوب اُسکے طرف جہکے جاتے تہے۔ اُسکے اخلاق حمیدہ کی کشش سے خلائق کے قلوب اُس کے دائرۂ اطاعت مین کہنچے ہوے آتے تہے۔ مین نے اس وزیر ہوشمند کی لائف محبوب الخمن تذکرہ وزرا و امرائے دکن مین پوری لکہی ہے۔ انشاء اللہ تعالی عنقریب مین یہہ تذکرہ بہی زیور طبع سے آراستہ ہوکے ناظرین کے محفل مین جلوہ افروز ہوگا۔

غیاث الدین بن محمود شاہ کا جلوس

غیاث الدین بہمنی باپ کے فاتحہ سوم کے بعد تخت نشین ہوا۔ اُسوقت بادشاہ کی عمر ۱۷ برس کی تہی۔ شباب کا عالم تہا۔ باپ کی طرح سلطنت کا انتظام کرنے لگا۔ نہایت عقیل و فہیم تہا علم و فضل کے زیور سے آراستہ مروت و اخلاق کے پیرایہ سے پیراستہ تہا۔ ہونہار معلوم ہوتا تہا

ارکان دولت سمجھتے تھے کہ یہہ بادشاہ اپنے بزرگان سلف کی طرح حکومت و سلطنت کریگا۔ تمام بادشاہ کے جلوس سے خوشحال تھے۔ تخت نشینی کے بعد ارکان دولت کو انعام و اکرام۔ صلات و خدات سے سرفراز فرمایا۔ احمد بیگ قزوینی کو جو جامع علوم و فنون تھا بجائے ملک سیف الدین غوری مرحوم وکیل السلطنت محمد خان بن اعظم ہمایون کو سرنوبتی۔ اور صلابتخان سیستانی کو بجائے صفدر خان سیستانی مرحوم مجلس عالی برار۔ اور میر فضل اللہ انجو کو صدر۔ میر غیاث الدین بن میر فضل اللہ انجو کو مفتی۔ تغلچین غلام ترک کہ اپنے زعم مین وزارت کا مدعی تھا۔ وزارت کی خدمت احمد بیگ پر مقرر ہوتے ہی ناخوش ہوا۔ اور بادشاہ کے ہلاکی کا عزم کیا۔ ہر وقت گھات مین رہتا تھا۔ بادشاہ ہر وقت کیا حاضر کیا غائب دربار مین کہتا تھا کہ عقلا کے نزدیک یہہ بات نہایت ہی مکروہ و ناز یبا ہے کہ مین غلامون کو عہدہاے جلیلہ پر مقرر کرکے خلائق پر جنمین اکثر اولاد رسول صلعم شریک ہین حاکم بناؤن۔ اور اپنے آباؤ اجداد کا طریقہ ترک کرون۔ تغلچین محمود شاہی غلامون مین امیر بزرگ ہوگیا تھا۔ اُسکے اعوان و انصار اکثر امارت کے مرتبہ کو پہنچ گئے تھے۔ بادشاہ کے کلمات حقارت آمیز سے بہت ناخوش ہوتا تھا مگر اُسکو ایسا موقع نہین میسر آتا تھا کہ بادشاہ کا کام تمام کرے۔ مگر تغلچین کی ایک لڑکی پری تمثال صاحب حسن و جمال تھی عالمہ فاضلہ اور علم موسیقی مین بہی کاملہ تھی۔ بادشاہ بھی اُسکے حسن و جمال و فضل و کمال کی شہرت سنکے غائبانہ فریفتہ محبت ہوگیا تھا۔ ہر وقت اُسکی محبت کا اظہار کرتا تھا۔ ایکروز تغلچین نے اپنے مکان پر بادشاہ کی دعوت کا سامان مہیا کیا۔ اور بادشاہ سے درخواست کی کہ آپ غریبخانہ پر قدم رنجہ فرمائے۔ بادشاہ نے اس گمان و خیال سے کہ شاید اُس پری تمثال کو پیشکش کریگا دعوت قبول کی نہایت شوق و خوشی سے تغلچین کے گھر آیا۔ تغلچین نے مہمانداری عمدہ طرح سے کی

مجلس دعوت مین شراب کا دور چلنے لگا۔ جب بادشاہ شراب کی نشہ مین مست ہوا۔ تب تغلچین نے التماس کی کہ مجلس برخواست کرین خواجہ سراؤن سے کہا کہ مجلس مین کوئی آدمی نامحرم باقی نرہے۔ بادشاہ تو پری تمثال کے دیدار کا سراپا مشتاق تہا۔ سمجہا کہ تغلچین اپنی پری تمثال کو پیش کرتا ہے۔ نعا فلانہ مصاحبین وملازمین کو حکم دیا کہ تمام باہر چلے جائین۔ حسب الحکم تمام باہر چلے گئے۔ اب مجلس مین صرف تنہا بادشاہ رہگیا۔ تغلچین نے وقت کو غنیمت سمجہکے فی الفور طرب نام خواجہ سرا کو اشارہ کیا کہ بادشاہ کو اور چند شراب کے پیالے پلاکے بیہوش کرے۔ طرب نے چند پیالے پلائے۔ بادشاہ مست و متوالا ہوا اور تغلچین خود حرم سرا مین گیا۔ اور کہدیا کہ ابہی لڑکی لاتا ہون۔ بادشاہ مستی مین بہت خوش ہوا۔ منتظر بیٹہا کہ اب پری تمثال سے وصال ہوتا ہے۔ ایک ساعت گزرتے ہی تغلچین گہر سے باہر آیا۔ فوراً ایک خنجر کہینچکے بادشاہ پر حملہ کیا۔ بادشاہ باوجود مستی مدافعت کے لئے کہڑا ہوگیا لیکن قائم ہوتے ہی ٹہوکر کہاکے گرا۔ پہر اُٹہکے افتان خیزان زینہ پر پہنچا۔ ارادہ کیا کہ زینہ سے نیچے کود پڑے۔ تغلچین سفاک نے چالاکی سے تعاقب کیا یہانتک کہ بادشاہ کو بال پکڑکے باتفاق خواجہ سرا بادشاہ کے ہاتہہ باندہکے فی الفور خنجر کی نوک سے اُسکی دو آنکہین نکالین۔ اور اپنے دو تین مصاحبون کو مسلح کرکے مع خواجہ سرا لحظہ بلحظہ باہر بہیجتا تہا اور بادشاہ کے مصاحبین جو باہر کہڑے ہوئے تہے بہ بہانہ طلب بادشاہ اندر لاکے قتل کرتا جاتا تہا۔ اسی طرح چوبیس آدمی قتل کئے پہر بادشاہ کے چہوٹے بہائی شمس الدین کو غیاث الدین کے نام سے بلایا۔ قلعہ مین شمس الدین کے پہنچتے ہی تغلچین مع امرا استقبال کے لئے آیا۔ اور سلطنت کی مبارک باد دیکے قلعہ مین تخت نشین کیا اور اپنے متعلقین کو جاگیرات و مناصب سے سرفراز فرمایا۔ اور غیاث الدین نابینا کو ساغر کے قلعہ مین بہیجکے

مقید کردیا۔ یہہ واقعہ ۷ تاریخ ماہ رمضان ۷۹۹ھ ہجری مین واقع ہوا۔ غیاث الدین نے صرف ایک مہینہ بیس روز سلطنت کی۔

شمس الدین بن محمود شاہ بہمنی کا جلوس

شمس الدین بہمنی پندرہ برس کی عمر مین برادر غیاث الدین معزول و مقید کے بعد تغلچین غلام ترک کی مدد سے ۷۹۹ھ ہجری مین تخت نشین ہوا۔ اور تغلچین غلام کو وکیل السلطنت کی خدمت سے سرفراز و میر جملگی کے منصب سے ممتاز فرمایا۔ اور دوسرے ارکان دولت کو بہی خطابات دئے۔ بادشاہ کی والدہ ماجدہ مخدومہ جہان کے لقب سے مشہور ہوئی۔ تغلچین کے شکرگزاری مین ہر وقت فرزند دلبند کو نصیحت کرتی تہی کہ تغلچین کی رائے سے کبہی خلاف نہین کرنا چاہیئے۔ اُسکی کوشش و مدد سے تجکو بادشاہی رتبہ حاصل ہوا ہے۔ اور اُسکی نسبت کوئی شکایت کرے تو ہرگز نہین سننا چاہیئے وہ آپکا خیرخواہ ہے۔ تغلچین وقتاً فوقتاً مخدومہ جہان کی خدمت مین تحائف بہیجکے اپنی خیرخواہی اُن کے دلنشین کرتا تہا۔ اور بادشاہ کے بنی عم فیروز خان و احمد خان فرزندان داؤد شاہ امرا کے طبقہ مین تہے۔ ظاہراً بادشاہ جدید کے مطیع و تابعدار تہے۔ غیاث الدین نابینائے مظلوم کے انتقام کی فکر مین رہتے تہے۔ غیاث الدین کی دونون بہنین حقیقی فیروز خان و احمد خان سے منسوب تہین راتدن اپنے شوہرون کو بہائی کے انتقام کیلئے ترغیب دیتی تہین۔ پس دونون بہائی تغلچین کی مدافعت مین سرگرم تہے۔ اور تغلچین دونون کے مافی الضمیر سے واقف ہو گیا تہا۔ اسلئے ہر وقت سلطان شمس الدین کی خدمت مین دونون کی شکایت کرتا تہا۔ اور چاہتا تہا کہ بادشاہ سے دونون کے قید کا حکم حاصل کرے۔ لیکن سلطان شمس الدین باوجود کمسنی اُسکی باتون پر یقین

نہین کرتا تہا۔ آخر غلام نے تنہائی مین مخدومہ جہان کے گوش گزار کیا۔ کہ اگر آپ دو تین روز مین
ان دونون بہائیون کا بندوبست نہ کرینگے تو آپکے فرزند کو تخت سے اوتارینگے۔ اور آپکو متہم
کرتے ہین کہ وزیر سے میل جول رکہتی ہے فتنہ و فساد برپا کرینگے۔ پس مخدومہ جہان و تغلچین نے باہم ملکے
اسباب پر اتفاق کیا کہ دونون بہائیون کو قتل کرنا چاہئیے۔ اور شمس الدین کو بہی غیر واقعہ شکایتین کرکے
قتل کے لئے راضی کر لیا دونون بہائی اس خبر کے سنتے ہی پریشان ہوے بامرلا چاری ساغر کیطرف
چلدئے۔ وہان کا حاکم سدہو نام سلاطین بہمنیہ کے غلامون مین سے تہا دونون بہائیون کو اعزاز
واکرام کے ساتہہ قلعہ مین اوتارا۔ مہمانون کی مہمانی و خاطرداری عظمت و شان کے ساتہہ ادا کی۔
تائید و مدد کے لئے مستعد و کمربستہ ہوا تہوڑی ہی مدت مین شاہی سامان فراہم کردیا۔ اور کہا کہ مین
آپکے ساتہہ ہمرکاب ہونگا۔ جان و مال سے کوتاہی نہین کرونگا۔ اولاً دونو بہائیون نے مشورہ کرکے
سلطان شمس الدین کو لکہا کہ ہم دولت و ریاست کو نہین چاہتے ہین۔ ہماری غرض صرف یہہ ہے
کہ ہم تغلچین نمک حرام کو سزائے واجب دین۔ کیونکہ اُسنے ہمارے بہائی غیاث کو نابینا کیا۔ اور بہمنیہ
خاندان مین فتنہ و فساد برپا کردیا۔ اگر آپ اُسکو سزا دیکر ریاست سے خارج کرینگے تو ہم صدق دل سے
آپکی اطاعت کرینگے۔ اور آپ کو بادشاہ مانین گے۔ نہین تو ہم سے جہانتک ممکن ہوگا کوتاہی نہین کرینگے
جب دونون بہائیون کا مراسلہ شمس الدین کے پاس پہنچا۔ تغلچین مضمون کے دیکہتے ہی غضبناک
ہوا۔ مخدومہ جہان نے سلطان شمس الدین کی رائے سے ایسا سخت جواب لکہا کہ دونون بہائی جواب کے
دیکہتے ہی آگ ببولا ہوگئے۔ سدہو کی معرفت سے تین ہزار سوار و پیدل بہرتی کرکے دارالریاست
گلبرگہ پر حملہ آور ہوئے۔ دونون بہائی اس خیال مین تہے کہ بہمنی امرا تغلچین کی بدمزاجی سے

ناخوش ہین ہمارے ساتھہ ہو جائینگے۔ مگر جب دریائے بہیورہ یا تبواندی سے اوترے اور کنارے پر ٹہیر گئے۔ دارالسلطنت سے کوئی امیر نہین آیا۔ اُسوقت دونون نے کہا ؎

خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم۔ اب کوئی اور تدبیر کرنی چاہئے۔ جس سے کامیابی ہو جائے۔ پس اوس مقام متبرک مین فیروز خان تخت نشین ہوا۔ اور چتر شاہی سر پر لگایا۔ اور احمد خان کو امیرالامرا و سدہو کو سر نوبت اور میر فضل اللہ انجو کو وکیل السلطنت اور دوسرے امراکو بہی حسب لیاقت مناصب و مراتب عطا کئے۔ پہر سب وہان سے روانہ ہوے۔ گلبرگہ کے قریب پہنچ گئے۔ تغلچین نے امرا و سپاہ پر بہت سا مال و زر تقسیم کر دیا۔ اور سلطان شمس الدین کو مع جمعیت لیکر مقابلہ کیلئے آیا۔ فرودگاہ کے اطراف مین طرفین کی فوجین جمع ہوئین باہم خوب لڑائی کا میدان گرم ہوا۔ طرفین کے سپاہ مقتول ہوئے۔ فیروز خان و احمد خان کو شکست ہوئی۔ اور شاہی فوج کو کامیابی ہو گئی دونو بہائی شکست کہا کے ساغر مین واپس چلے آئے۔ اس کامیابی کے بعد تغلچین کا زور و استقلال بڑہ گیا اراذل و اسافل کا بازار گرم ہوا۔ امرا کو حقارت سے دیکہنے لگا۔ اُسکی بدمزاجی سے لوگون کے دلون مین نفرت پیدا ہو گئی۔ بناءً علیہ اکثر اہالی شہر و ارکان دولت نے پوشیدہ فیروز خان کے پاس پیغام بہیجا کہ اگر آپ سلطان شمس الدین سے عہد نامہ لیکر حسن آباد گلبرگہ تشریف لائین تو یہان آنے کے بعد کوئی صورت بہتر ہو جائیگی۔ پس فیروز خان نے شمس الدین کے پاس میر غیاث الدین ولد میر فضل اللہ انجو و سید کمال الدین طویل النفد کو بہیجکر لکہا کہ آپ ہمارا قصور معاف فرمائے یہ خطا جو ہم سے واقع ہوی ہے بعض اصحاب غرض کے بہکانے سے ہوئی ہے ہم اپنے کئے سے پشیمان ہین۔ اگر آپ امان نامہ بہیجینگے تو ہم دارالسلطنت مین آکے آپکے سایہ عاطفت مین زندگی

بسر کرینگے۔ مخدومہ جہان و تغلچین اسی فکر مین تہے کہ دونو بہائیون کو قابو مین لائین۔ معذرت نامہ
سے بہت خوش ہوئے۔ اُسیوقت امان نامہ نہایت ملاطفت کے ساتہہ لکہہ کے بہیجدیا۔ دونون بہائی
امان نامہ دیکہہ کے متفکر ہوئے۔ جائین یا نہ جائین۔ اسی اثنا مین ایک دیوانہ کشمیری آیا۔ اور چلایا
اے فیروز خان روز افزون مین تجہے گلبرگہ لیجانے کیلئے آیا ہون۔ اور وہان تجہکو بادشاہ بناؤن
دونون بہائی مجذوب کے قول کو نیک فال سمجہہ کے اُسیوقت گلبرگہ چلے آئے۔ بادشاہ نے دونون کو
خلعت و نوازش سے سرفراز فرمایا۔ تغلچین اور فیروز خان باہم مخالف تہے۔ دونون باہم ہوشیاری
سے بسر کرتے تہے۔ ہر ایک دوسرے کے گہات مین رہتا تہا۔ آخر دو ہفتہ کے بعد بتاریخ تیس صفر
سنہ ہجری فیروز خان مع بارہ سوار مسلح قلعہ مین آیا۔ اور حسب قرارداد اُسکے بعد ایک ایک دو دو
ہو کر تین سو جوان دلاور قلعہ مین جمع ہوگئے۔ اسی اثنا مین فیروز خان نے احمد خان کو بلایا۔ وہ
فی الفور بجلی کی طرح آن پہنچا۔ پہر فیروز خان نے تغلچین سے کہا کہ دو تین دوست آئے ہین۔ وہ
بادشاہ کی قدم بوسی چاہتے ہین اگر اجازت ہو تو اُنکو بلالون۔ تغلچین نے بادشاہ سے اجازت
دلائی۔ فیروز خان نے احمد خان کو بہیجا کہ اُن دو تین صاحبون کو جو سلام کیلئے آئے ہین لے آؤ
احمد خان فی الفور باہر آیا۔ اور بارہ سلحدارون کو دروازہ کے قریب لے آیا۔ دربان اون کو
ہتیاربند دیکہہ کے داخل ہونے سے مانع ہوئے۔ احمد خان اُسیوقت دربانون کو قتل کرکے اندر آیا
اور تغلچین کے بیٹے کو بہی قتل کیا۔ اور اہل قلعہ حجرون اور گوشون مین چہپ گئے۔ پہر وہ تین سو
سوار جو باہر منتظر کہڑے ہوئے تہے اندر آئے تغلچین کے تمام حشم و خدم کو قتل کیا۔ اس رستخیز
بیچا مین شمس الدین بہاگ کے تہ خانہ مین پناہ گیر ہوا پہر فیروز خان کے حکم سے سلطان شمس الدین

و تغلچین مقید کئے گئے۔ فیروز خان کے سلحداروں نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ تمام مہمات سے فارغ ہونیکے بعد فیروز خان نے ارکان دولت و معززین سلطنت کو بلایا۔ ایک دربار عام منعقد کر کے تخت فیروزہ پر جلوہ فرمایا۔ اور تبرکاً دیوانہ کشمیری کے قول روز افزون کو اپنا لقب قرار دیا۔ اور علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی کی تلوار اپنی کمر میں باندہی پھر طمینان کے بعد شمس الدین کو مکحول کر کے قلعہ بیدر میں بہیجدیا۔ اور غیاث الدین کو ساغر سے بلاکے تغلچین کو اُسکے سپرد کیا۔ اور کہا اپنا انتقام لیجئے۔ غیاث الدین نے اُسکو تلوار کے ایک وار سے قتل کیا۔ چند روز کے بعد محمود و جہان و سلطان شمس الدین نے فیروز شاہ سے مکہ معظمہ جانیکی اجازت لی۔ بندر سورت سے جہاز میں سوار ہوکے مکہ روانہ ہوگئے۔ تا بہ زندگی وہین رہے۔ فیروز شاہ سالانہ پنجہزار اشرفی و تحائف اُن کے لئے بہیجتا رہا۔ یہانتک کہ آخر شمس الدین ۸۱۶ھ ہجری مین مدینہ منورہ میں فوت ہوا اور وہین مدفون کیا گیا۔ مدت سلطنت ۵۷ دن۔ مدت عمر ۱۳ سال۔

سلطان فیروز شاہ بہمنی کا دربار

تحفۃ السلاطین و ملحقات کے مولفین نے لکہا کہ فیروز شاہ نے فتنہ و فساد کے فرو ہونے کے بعد بتاریخ یکم ماہ ربیع الاول ۸۰۰ھ ہجری دربار عام منعقد فرمایا۔ دربار مین امرا و سپاہ و معززین ریاست مثلاً علما و مشایخ و جاگیرداران و غیرہم شریک تھے۔ تمام نے نہایت مسرت و خوشی سے نذرین پیش کین اور جلوس میمنت مانوس کی مبارکبادی ادا کی۔ اور تمام نے صدق دل سے بادشاہ کی اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا۔ دربار مین ہر طرف سے خوشی کے نعرے بلند آوازہ ہوئے بادشاہ بہمنی نے خدا کا شکریہ ادا کر کے سب کی اطاعت و شکر گزاری کی نسبت اپنی خوشی

ظاہر کی - اور فرمایا کہ انسانیت و آدمیت کی یہی علامت ہے - کہ ظالم بادشاہ کے قبضہ سے نکل کر سلطان عادل کے سایہ مین آئین - اور اُسکی اعانت و اطاعت مین جان و مال سے دریغ نکرین پھر امرا و غیر امرا کو حسب مراتب انعام و خلعت و خطاب و خدمت سے سرفراز فرمایا - معززین دربار مندرجۂ ذیل تھے تمام بادشاہ کی عنایت و مرحمت سے خوشحال تھے -

فہرست امرائے دربار

مولانا میر فضل اللہ انجو شیرازی - مولانا لطف اللہ سبزواری - خانخانان احمد حسان -
وکیل السلطنت | نائب وکیل السلطنت | امیر الامرا

راجہ سدہو حاکم ساغر - قاضی محمد سراج حسن آبادی - مولانا تقی الدین داماد میر فضل اللہ انجو
سپہ سالار | امیر صدہ | میر سامان

مولانا میر غیاث الدین بن میر فضل اللہ انجو - میر شجاعت خان - میر دلاور خان - رستم خان
صدر | امیر صدہ | امیر صدہ | امیر صدہ

بہادر خان - شمس الدین محمد انجو صدر جہان داماد بادشاہ - محمد صلابت خان بن صفدر خان سیستانی
امیر صدہ | طرفدار دولت آباد | طرفدار برار

ملا اسحق سرہندی - ملا داؤد بیدری - مولانا حسن گیلانی مہندس - مولانا سید محمد گازرونی
مصاحب بادشاہ | مورخ کتابدار | مصاحب | مصاحب

تیر خان خواہرزادہ - ہشیار عین الملک - بیدار نظام الملک - محمد منہاج جنیدی - شاہ کمال کشمیری -
سلحدار | طرفدار | سلحدار | بزرگ دعاگو

سید محمد بن مولانا عین الدین بیجاپوری - اور ان امرا کے علاوہ بہت مشائخ و قضاۃ و علما و شعرا و حکما دربار شہنشاہ بارگاہ مین حاضر تہے -

فیروز شاہی عدالت

فیروز شاہ نے ملکی انتظام کا سلسلہ بدستور سابق جاری رکہا - ملکی و فوجداری کا مدار قوانین شرعیہ پر تہا صدور و قضاۃ و مفتیین و محتسبین اس کام کو انجام دیتے تہے - مگران محکمات کے علاوہ ایک دفتر شاہی نام سے ہوتا تہا - اور یہہ دفتر وکیل السلطنت کے تفویض رہتا تہا - عدالتہائے سلطنت کے فیصلے جو اہم ہوتے تہے شاہی دفتر مین بہیجے جاتے تہے - وکیل السلطنت انکی جانچ پڑتال کرکے بادشاہ کے ملاحظہ مین گزرانتا تہا - بادشاہ کی دستخط کے بعد تعمیل کا حکم نافذ کیا جاتا تہا - اور جو فیصلجات معمولی ہوتے تہے - وہ بہیجے جاتے تہے -

مجالست بادشاہ باہمنشینان الوالعلم والعلم

طبقات کے مولف نے لکہا کہ فیروز شاہ بہمنی بظاہر بادشاہ و بباطن فقیر تہا - متشرع و متدین صوم و صلوۃ کا پابند تہا - ہر روز ربع جزء قرآن شریف لکہتا تہا - جب قرآن شریف ختم ہوتا تو اسکو وقف کرکے مساجد و خوانق مین بہیجدیتا تہا - عبادت خالق و عدالت خلائق سے فارغ ہوکے شب و روز مجلس خاص منعقد کرتا تہا - اسمین علما و مشائخ و شعرا و ظرفا و ندما شریک ہوتے تہے بادشاہ ہر ایک سے بے تکلف ملتا تہا - شگفتہ جبین و خندان رو رہتا تہا - مرتبہ شاہی کا لحاظ نکرکے جماعت مذکورہ کے ساتہہ برادرانہ سلوک کرتا تہا - اور تمام حاضرین مجلس سے کہتا تہا جب مین عدالت مین تخت پر جلوس کرتا ہون تو اسوقت بادشاہی شان مین ہوتا ہون - بامر لاچاری خلاف تو کیسا ،

شاہانہ سلوک کرتا ہون۔ تاکہ سلطنت کی شان و شوکت خلائق کے دلون مین باقی رہے۔ اور سلطنت کے انتظام مین خلل نہ آئے۔ اور جب مین عدالت سے فارغ ہوکے آپکے ساتھہ مجالست کرتا ہون تو اسوقت مین اپنی ذات کو ایسا سمجھتا ہون کہ مین بہی تمام مین ایک فرد ہون۔ نہ مین حاکم ہون نہ آپ محکوم ہین آپ باہم جسطرح مکالمہ کرتے ہین۔ اور بے تکلفانہ بسر کرتے ہین۔ اُسیطرح میرے ساتہہ بہی سلوک کرتے رہین۔ اور تمام حاضرین سے کہدیا کہ اس مجلس مین کوئی کاروبار دنیوی کی باتین نکرے۔ اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کرے۔ ان دو امر کے سوا جو چاہے کرے۔ جسکو جو چیز مطلوب ہو خوان سالار سے طلب کرے۔ کہانے پینے کے تمام سامان مہیا ہین۔ کسی قسم کی ممانعت نہین ہے تمام حاضرین جلسہ جو چاہتے تہے کہاتے پیتے تہے کوئی مانع و مزاحم نہین ہوتا تہا۔ جلسۂ رات کے دو دو پہر تک رہتا تہا۔ کوئی رات مباحثہ و مذاکرہ کا ایسا سلسلہ بڑہجاتا تہا کہ سحر ہو جاتی تہی۔

مولینا محمد اسحٰق سرہندی کا اعتراض

مولینا محمد اسحٰق سرہندی نے جو فیروز شاہ کا مقرب و مصاحب تہا۔ بادشاہ کے اُس قول سے کہ آپ تمام حاضرین میرے ساتہہ بے تکلفانہ باتین کرین اور بادشاہی شان و شوکت کا لحاظ نکرین الخ کے خلاف کیا۔ اور عرض کیا کہ محکوم کو حاکم کے خلاف اگرچہ واقع کے مطابق ہو کہنا شوخی و گستاخی پر محمول کیا جاتا ہے۔ مصاحبین و ندما کا فرض منصبی ہے کہ بادشاہ سے مقتضائے حال کے موافق گفتگو کرین۔ چنانچہ ابوریحان بیرونی مہندس و منجم کا واقعہ جو محمود غزنوی کی خدمت مین ہوا ہے میرے کلام کا مؤید ہے۔ فیروز شاہ نے مولانا سے پوچہا کہ بیرونی کے واقع کی شرح مفصل بیان کیجئے۔ مولینا نے کہا کہ حکیم ابوریحان بیرونی مشاہیر منجمین و مہندسین سے تہا۔ اُس کے

نجوم و ہندسہ کی شہرت خوارزم و بخارا و بلخ و سمرقند و غزنین وغیرہ ممالک مین مشہور ہو گئی تہی
تمام اُسکی نجوم دانی کو تسلیم کرتے تہے کوئی اُسکے کلام کا منکر نہین تہا۔ اسی فضل و کمال کی وجہ سے
بیرونی سلطان محمود کے مقربین کے زمرہ مین شریک تہا۔ بے تکلفانہ بادشاہ سے ملتا تہا۔ اور
آزادانہ رہتا تہا۔ اور اپنی لیاقت و فضیلت کے مقابلہ مین سلطنت کو حقیر سمجہتا تہا۔ اکثر اوقات بادشاہ
سے بے پروائی کرتا تہا۔ اسوجہ سے بادشاہ مکدر خاطر ہوتا تہا۔ اور چاہتا تہا کہ بیرونی کو عاجز
کرے۔ اور نجومی خبرون مین کاذب بنائے۔ چنانچہ ایکروز محمود غزنین کے قلعہ مین بالاخانہ مین
بیٹہا ہوا تہا کہ ابوریحان بیرونی آیا۔ اور آداب شاہی ادا کیا۔ بادشاہ اسیوقت اُسکی طرف متوجہ
ہوا۔ اور اس سے کہا کہ بتلائے مین اسوقت قلعہ کے چار دروازون مین کونسے دروازہ سے برآمد ہونگا
بیرونی نے اُسیوقت اصطرلاب منگوایا۔ اور اسمین ارتفاع و طلوع کو درست کرکے ایک کاغذ لکہدیا
اور کاغذ کو لفافہ مین بند کرکے بادشاہ کے مسند کے نیچے رکہدیا۔ پہر بادشاہ نے حکم دیا کہ قلعہ کی دیوار
شرقی جانب سے شق کرین۔ حسب الحکم دیوار توڑی گئی۔ اور بادشاہ اُس شگاف سے برآمد ہوا۔
اور اپنے دل مین ٹہان لیا تہا کہ بیرونی چارون دروازون مین سے کوئی ایک دروازہ اختیار
کریگا۔ برآمد ہوتے ہی بیرونی کا کاغذ لکہا ہوا منگواکے دیکہا۔ لکہا ہوا تہا کہ بادشاہ چارون دروازون سے
برآمد نہین ہوگا قلعہ کے جانب شرقی سے دیوار توڑکے برآمد ہوگا۔ محمود کشیدہ و رنجیدہ ہوا۔
اور فوراً حکم دیا کہ بیرونی کو قلعہ کے بالاحصار سے زمین پر پہینکدین۔ مگر صیغۂ راز مین سمجہا دیا کہ پایۂ
قلعہ جال آویزان کردیا جائے تاکہ بیرونی اولاً جال پر گرکے آہستگی سے زمین پر پہنچے۔ اور
اُسکو کچہہ اذیت و تکلیف نہ پہنچے۔ پس بیرونی زمین پر پہینکا گیا۔ جال کے ذریعہ سے زمین پر صحیح سالم

پہنچا۔ بادشاہ نے بیرونی سے کہا کہ آپنے کیا یہہ واقعہ بہی دیکہا تہا بیرونی نے ہیبا کا نہ جواب دیا
ہان دیکہا تہا۔ غلام کے ہاتہہ سے جنتری و تقویم لیکے بادشاہ کو دی کہ ملاحظہ فرمائے۔ دیکہا بیرونی
نے اُسی روز کی تاریخ مین لکہا تہا۔ کہ آج بادشاہ مجکو مکان بلند سے نیچے گرائیگا۔ لیکن مین زمین پر
صحیح سالم پہنچونگا۔ بیرونی کی یہہ تقریر و نجومی خبر بادشاہ کو پسند نہ آئی۔ پہر حکم دیا کہ اسکو مقید کرین
بیچارہ حکیم چہہ مہینہ تک قید خانہ مین پڑا رہا۔ کوئی پرسان حال نہین ہوا۔ اتفاقاً ایکروز
بیرونی کا غلام بازار مین جا رہا تہا کہ ایک فال بین نے اسکو بلایا۔ اور کہا کہ مین نے تیرے زائچہ
مین چند چیزین دیکہی ہین۔ کچہہ نذرانہ دے تو مین بیان کرتا ہون غلام نے دو درم دئے۔ فال بین
نے کہا کہ تیرا مالک سرکار جو قید خانہ مین ہے آج سے تین روز تک مین رہا ہو جائیگا۔ محنت
و رنج سے نجات پائیگا۔ اور خلعت و انعام سے سرفراز ہوگا۔ غلام نے بیرونی کے پاس آکے یہہ خوشخبری
سنائی۔ بیرونی مسکرایا اور غلام سے کہا۔ افسوس تو مجہہ جیسے نجومی کا غلام ہوکے بازاری آدمی
کے قول پر اعتبار کرتا ہے۔ اتفاقاً تیسرے دن حسن میمندی نے شکارگاہ مین موقع پاکے
بادشاہ سے علم نجوم کا تذکرہ شروع کیا۔ اور عرض کیا کہ بیچارہ حکیم ابوریحان منجم ناحق قید خانہ
مین پڑا ہوا ہے باوجود اینکہ بیچارہ نے آپکے دونون سوالات کے ایسے جوابات صحیح و درست بتلائے
کہ انعام و خلعت سے سرفراز ہونیکے لائق تہا۔ لیکن بجائے خلعت و انعام قید خانہ مین بہیجا گیا
سلطان محمود نے میمندی سے کہا بیشک البیرونی علم نجوم مین بے نظیر ہے۔ لیکن اداب شاہی سے
واقف نہین ہے۔ مقربین سلاطین پر واجب و لازم ہے کہ بادشاہون کے مزاج و طبع سے واقف
ہونوین تا کہ کلام انکے مقتضائے حال کے موافق کہین۔ سلاطین واقع مین کودکان نوخیز کے مانند ہین

تاوقتیکہ کلام اُن کے موافق طبع نہو خوش نہین ہوتے ہین - اور انعام و اکرام سے سرفراز نہین کرتے
محمود نے کہا ہیمندری اگر اُس روز بہیرونی کے دو علم نجومی سے ایک حکم خطا ہوتا تو بہتر ہوتا - پہر
اُسی دن ہیمندری کی تحریک سے بہیرونی کو رہا فرمایا - بہیرونی قید خانہ سے رہا ہو کے دربار مین آرہا تہا
کہ راستہ مین فال بین کو دیکہہ کے غرور سے باز آیا - دربار مین داخل ہوتے ہی خلعت و ہزار دینار و اسپ
و کنیزک سے سرفراز ہوا - پہر محمود نے بہیرونی سے عذر خواہی کرکے فرمایا کہ سلاطین کی خدمت کی شرائط
سے ہے کہ ان کے موافق طبع کہنا چاہیے - اگر آپ میری خوشنودی چاہتے ہین تو میری مرضی کے موافق
کہین نہ اپنے علم و فضل کے موافق نظم

سخن بہ کہ با صاحب تاج و تخت   بگویند سختہ نگویند سخت
سخن کان برابرو در آرد گرہ   اگر آفرینست ناگفتہ بہ

فیروز شاہ بہمنی تلائے سرہندی کی تقریر سنکے فرمانے لگا - کہ جو بادشاہ کامل العقل ہوگا - ہرگز اس قسم کی
باتون کا مرتکب نہوگا - اور علما و ندما و ظرفا کی آزادی مین دست اندازی نہین کریگا - مولٰنا اس قسم کی
باتین اُنہین بادشاہون سے واقع ہوتی ہین جو علم و فضل کے زیور سے معرا ہوتے ہین معاذ اللہ خدا
ایسا نکرے کہ اس قسم کی صفت میری طبیعت مین متمکن ہوجائے -

فیروز شاہ بہمنی کا بلحاظ غرض نفسانی راگ و متعہ کی حلت پر عمل کرنا

یہہ بادشاہ سُنی المذہب تہا - ظاہرا کوئی کام خلاف شرع نہین کرتا تہا - بعض مورخین نے لکہا ہے کہ پوشیدہ
شراب و کباب کا استعمال کرتا تہا - سرود و رباب کا بہی شوق رکہتا تہا - کبہی کبہی گانا بہی سنتا تہا - راگ
سننے مین صوفیہ کرام کی پیروی کرتا تہا - اگر علمائے وقت راگ و سماع کی بابت اعتراض کرتے تو کہتا کہ

مین نے راگ کو بطور لہو لعب اختیار نہین کیا بلکہ راگ سننے سے میری یہہ غرض ہے کہ مین تہوڑی دیر کاروبار دنیا سے غافل ہو جاؤن۔ اور میرے دل کو سرور و سرور حاصل ہو جائے۔ تکبر و غرور میرے پاس نہ آئے اور یہہ بہی کہتا تہا کہ سماع کی حلت و حرمت مین علمائے دین نے اختلاف کیا ہے۔ بعض نے جایز و حلال کہا ہے۔ بعض نے حرام و نا جائز لکہا ہے۔ اور بعض نے جواز کو مشروط بالشرائط کہا ہے۔ اور بعض صوفیہ نے مطلق۔ مطلق و مقید کی شرح کتب فقہیہ مین مذکور ہے۔ اسلئے یہان اُس سے بحث نہین کیجاتی ہے۔ بہرحال بہمنی نے جواز کی جانب اختیار کرلی تہی۔ بادشاہ کو شرابخواری سے منسوب کرنا مورخین کی زیادتی معلوم ہوتی ہے۔ متعہ کے جواز کو اختیار کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ بادشاہ عیش پسند و زن دوست تہا۔ مگر بلحاظ پابندی شرع صراحتہً عیاشی نہین کرسکتا تہا۔ علما سے کثرت ازدواج کی بابت حیلہ شرعی دہونڈتا تہا۔ بعض علمانے ہدایت کی کہ آپ چار عورتون سے نکاح کرلیجئے چند روز کے بعد ان کو طلاق دیکے جدا کردیجئے۔ پہر دوسری چار عورتین نکاح کرلیجئے۔ بطور سابق انکو بہی طلاق دیکے رخصت کیجئے اسیطرح جواز اگئے جائے۔ بادشاہ نے اس ہدایت کو پسند نہین کیا۔ اور مولانا فضل اللہ انجو سے کہا کہ آپ کوئی صورت نکالئے کہ میری خواہش پوری ہوجائے اُسنے بادشاہ کا منشا دیکہہ کے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین متعہ جائز تہا۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ثانی نے اُس کو موقوف کردیا ہے۔ اب بہی فرقۂ امامیہ مین جاری و مباح ہے اگر آپ متعہ پر عمل کرین تو آپکی خواہش پوری ہوگی کوئی دقت نہ رہیگی۔ اِسبات پر علمائے سنت جماعت نے بہت شور و غل کیا۔ باہم بحث و تکرار کرنے لگے۔ آخر بخاری شریف مین متعہ کی حدیثین دیکہی گئین۔ آخر بحث و تکرار کے بعد بہمنی نے متعہ کے جواز کو اپنی ضرورت کیلئے اختیار کرلیا۔ ملحقات کے مولف نے لکہا کہ

ایک ہی دن مین متعدد عورتون سے متعہ کیا۔ مگر فرشتہ نے لکھا کہ ایک ہی دن مین آٹھ سو عورتون سے متعہ کیا الخ فرشتہ کا قول مبالغہ آمیز ہے۔ راستی کے پایہ سے ساقط ہے۔ اور سلسلہ آصفیہ کے مولف نے لکھا کہ فیروز شاہ بہمنی نے متعہ کی حلت پر عمل کر کے دکن مین شیعہ مذہب کے رواج کا زینہ قایم کر دیا انتہیٰ کلامہ۔ میرے نزدیک مولف کا قول ضعف سے خالی نہین ہے۔ اسلئے کہ سلاطین بہمنیہ پکے سُنّی تھے۔ فیروز شاہ کا متعہ کی حلت کو بضرورت نفسانی تسلیم کرنے سے مذہب شیعہ کے رواج کا زینہ قائم ہونا لازم نہین آتا ہے۔ اسلئے کہ اُس عہد مین مذہب شیعہ کی عرب و عجم مین کامل اشاعت نہین ہوئی تھی۔ اگر شیعہ تھے تو عالم تقیہ مین تھے۔ افغانستان و ہند مین کوئی بجز مذہب سُنّی حنفی نہین جانتا تھا۔ بہمنیہ زمانہ مین شیعہ نادر الوجود تھے۔ اگر ہونگے بھی تو عالم تقیہ مین ہونگے۔ فیروز شاہ بادشاہ پکا سُنی تھا۔ سادات و مشائخ کرام سے حُسن اعتقاد رکھتا تھا۔ بہمنیہ سلاطین مین یہی پہلا بادشاہ ہے کہ سادات کو اپنی لڑکیان دین۔ اور سادات کی لڑکیان اپنے لڑکون سے منسوب کین۔ میر فضل اللہ انجو کی لڑکی اپنے لڑکے حسن خان سے منسوب کی تھی۔ اور اپنی لڑکی صدر جہان کے لڑکے میر شمس الدین انجو کو دی تھی اور اُسکو دولت آباد کا طرفدار بنایا تھا۔ بعض مورخین نے فیروز شاہ کو سادات کی تعظیم و توقیر اور اون سے قرابت مصاہرت کا رشتہ قائم کرنے سے مائل بشیعہ قرار دیا۔ انکا قرار دینا درست نہین ہے اسلئے کہ سادات کی تعظیم و مصاہرت سے مائل شیعہ ہونا لازم نہین ہے اسلئے کہ عموماً اہل اسلام سادات کی تعظیم کرتے ہین۔ اور خصوصاً سُنّی سادات کی بزرگی مانتے ہین سُنّی شیعہ مین مصاہرت بھی ہوتی ہے۔ باوجود مصاہرت شیعہ اپنے طریقہ پر اور سُنی اپنے عقیدہ پر رہتا ہے۔ پس فیروز شاہ کو مائل شیعہ کہنا واقع کے خلاف ہے۔

المراد بہ مولف سلسلہ آصفیہ ۱۲

کتبخانہ بہمنیہ کا ذکر

ملّا محمد قندہاری ورتحفۃ السلاطین کے مولفین نے لکہا کہ سلاطین بہمنیہ علم وفضل کے زیور سے آراستہ تہے علوم وفنون کے شائق تہے ۔منجملہ سامان شاہی ایک کتبخانہ بہی تہا۔ اُسمین نوادر کتب مجتمع تہین بلحاظ تعداد کتابین کم تہین لیکن ندرۃ وقیمۃ جواہر کا خزانہ تہین ۔جب فیروز شاہ بہمنی جو عالم فاضل وعلامۂ کامل تہا ۔جب تخت نشین ہوا تب سے عجائب وغرائب کتب کے جمع ہونے سے کتبخانہ عجائب خانہ بنگیا ۔ فیروز شاہ علم دوست تہا نوادر کتب کا فریفتہ تہا۔ عرب وعجم سے نفائس ونوادر کتب منگوا کے کتبخانہ مین داخل کئے جاتا تہا ۔ ملتقطات کے مولف نے لکہا کہ فیروز شاہ کے زمانہ مین کتبخانہ نوادر کتب سے معمور ہوگیا تہا ۔ درجۂ کمال کو پہنچ گیا تہا ۔یعنی ہر علم کی کتابین مجتمع ہوگئی تہین ۔ پہر بادشاہ کے بعد جیسا کہ بہمنیہ سلطنت مین زوال ہوتا گیا اُسیطرح کتبخانہ واسباب شاہی کا بہی زوال ہوتا گیا ۔ فی زماننا ہمکو کتبخانہ کی تصدیق اُن کتب قدیمہ ومصاحف شریفہ کے دستیاب ہونے سے ہوتی ہے چنانچہ بہمنیہ کے کتبخانہ کا ایک قرآن شریف خوش خط مُطلّا ومُذہّب زرافشانی کاغذ خان بالیغ ہے گز طولاً تختی پر لکہا ہوا جسکی ایک سطر طلائی روشنائی سے اور دوسری سطر لاجوردی سے اور اعراب بہی اسیطرح سے لکہے ہوے ہین ۔ اور آخر مین کتبہ الشیخ عبدالقادر الجیلانی رح کی مرقوم ہے یعنے اسکو شیخ عبدالقادر جیلانی نے لکہا ۔ یہہ قرآن شریف لائق زیارت خاص حضرت محبوب سبحانی الشیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے دست مبارک کا لکہا ہوا ہے ۔ جبتک سلاطین بہمنیہ کا زمانہ عروج پر تہا تب تک تمام سامان شاہی بہی رونق پر تہے ۔ سلاطین بہمنیہ قرآن مجید کو متبرک جانتے تہے اور فخر کرتے تہے کہ حضرت کے دست مبارک کا یادگار ہے یہ قرآن شریف بہمنیہ کی سلطنت منقرض ہونیکے بعد

فتح اللہ عماد الملک صوبہ برار کے ہاتھہ آیا تہا۔ برار کے قلعہ گاویل گڈہ مین نہایت عظمت و شان سے
رکہا ہوا تہا۔ ماہ ربیع الثانی مین لوگ اسکی زیارت سے مشرف ہوتے تہے۔ عماد شاہی سلطنت کے
برباد ہونیکے بعد مدت تک قلعہ مین ویسا ہی عالم گمنامی مین محفوظ رہا۔ جب گاویل گڈہ کا قلعہ
مرہٹون کے قبضہ مین آیا۔ مرہٹون نے اُسکو ضائع نہین کیا۔ بدستور جہان تہا وہین پڑا رہا
آخر نواب صلابت خان بن اسمعیل خان پنی صوبہ دار برار ملازم سرکار عالی نظام کے قبضہ مین آیا
نوابنے قرآن شریف کو گاویل گڈہ سے بلدہ ایلچپور مین لاکے عظمت و حفاظت سے رکہا۔
نواب مذکور کے فوت ہونے کے بعد نواب غلام حسن خان کے قبضہ مین آیا۔ اُسوقت عالیجناب
نواب ابو الخیر خان شمس الامرا بہادر جد امجد نواب سر آسمان جاہ بہادر کو معلوم ہوا کہ صوبہ ایلچپور مین
قرآن شریف نادر الوجود موجود ہے۔ آپنے نواب حسن خان سے طلب کیا۔ خان موصوف نے حسب خواہش
نواب شمس الامرا بہادر قرآن شریف کو جمال محمد چاؤش علی غول کے ہمراہ مع دس ہاتہی بہیجدیا
نواب شمس الامرا بہادر قرآن شریف کی زیارت سے مشرف ہوے۔ اور اس نادر الوجود متبرک کو تبرکاً
اپنے کتبخانہ مین حفاظت و عظمت سے رکہا۔ ابتک موجود ہے۔ شائقین کو اگر دیکہنا مطلوب
ہو تو دیکہہ لین۔ اور اسطرح مولف فقیر نے لاہور مین سیبویہ کی الکتاب بہمنیہ کتبخانہ کی سردار
ٹہاکر سنگہ سندہانوالے کے پاس دیکہی تہی۔ مین نے کتاب کے حاصل کرنے مین بہت کوشش کی۔
لیکن میری کوشش مشکور نہین ہوئی۔ ہر چند کہ سردار سے طلب کیا لیکن سردار نے نہین دیا

فیروز شاہ بہمنی کی حکمت عملی

یہہ بادشاہ دور اندیش و عاقبت بین تہا۔ یہہ بادشاہ مثل جد بزرگوار علاء الدین حسن گنگو بہمنی

دور اندیش و عاقبت بین تہا۔ اور علم و فضل مین بے نظیر۔ راندن ترقی سلطنت و پایداری دولت کی
تجویزین سونچتا تہا۔ اُسوقت دکن مین بیجانگر کی سلطنت ترقی کے اوج پر عروج کر رہی تہی ۔
وہان دیورائے نام راجہ مسند حکومت پر قائم تہا۔ راجگان دکن و بنادر اُسکو مہاراج سمجھتے تہے۔ فیروز شاہ
دکن مین اسی راجہ کو اپنا حریف و مقابل سمجہتا تہا کبہی راجہ سے بیخوف نہین ہتا تہا۔ ہمیشہ مقابلہ کیلیے
آمادہ و مستعد۔ فوج و جمعیت کی تعداد بڑہاتا جاتا تہا۔ اور آلات حرب و سامان جنگ کے فراہم کرنےمین
کوتاہی نہین کرتا تہا۔ چنانچہ راجہ سے متعدد جنگ کیے کبہی غالب کبہی مغلوب ہوتا تہا۔ آخر ۸۰۹ ہجری
مین راجہ کو عاجز کر دیا۔ راجہ معرکہ و مقابلہ سے تنگ ہو گیا۔ طرفین سے بیشمار جانین معرض تلف مین
آئین مسلمانون کی نسبت ہندو زیادہ ہلاک ہوے۔ راجہ مغلوب ہو گیا۔ اور فیروز شاہ غالب۔ راجہ نے
سفیر بہیجکے معذرت کی اور مصالحہ کا خواہان ہوا چونکہ فیروز شاہ ابتدا ہی سے چاہتا تہا کہ بیجانگر کے
راجہ سے ایسا تعلق پیدا کرے کہ باہمی مخالفت دفع ہو جائے ۔ اور سمجہہ لیا تہا کہ اس قسم کا تعلق بدون
خویشی و قرابت ممکن نہین ہے۔ پس ہم کو راجاؤن کی بیٹیون سے شادی کرنی چاہئے۔ لیکن خلاف
مذہب کی وجہ سے ہندو اس قسم کے تعلق سے کوسون دور رہتے ہین اور اس امر کو باعث ننگ نام
و ناموس سمجہتے ہین ۔ فیروز شاہ نے دیکہا کہ اسوقت راجہ مغلوب ہو گیا ہے۔ اور صلح کا خواہان ہے
اگر شرائط صلح مین یہہ بہی ایک شرط کرنا چاہیے کہ راجہ اپنی لڑکی کی شادی بادشاہ سے کر دے
شاید راجہ بمقتضائے حال راضی ہو جائیگا ۔ پہر فیروز شاہ نے راجہ سے مندرجہ ذیل شرائط پر صلح
قبول کر لی ۔ راجہ نے بہی صلح کے تمام شرائط منظور کر لئے ۔ اور خوشی سے دختر نیک اختر کی
شادی فیروز شاہ سے کر دی۔ چنانچہ شادی کا ذکر آگے آئیگا ۔ یہی پہلا بادشاہ ہے کہ ہندو راجاؤن سے

لڑکی لینے کی رسم ایجاد کی۔ بعدین سلاطین تیموریہ نے اسی بادشاہ کی تقلید کی ہے۔ فیروزشاہ موجد ہے
سلاطین تیموریہ مقلد ہین۔ موجد مقدّم ہے۔ الفضل للمتقدم یعنے فضیلت مقدم کیلئے ہے
اسیطرح سنہ ۸۰۱ ہجری مین نرسنگ راجہ کہڑلہ برار کی لڑکی بہی لی تہی۔ چنانچہ اسکا بہی ذکر آئیگا۔ اور بہمنی
سلاطین مین یہی پہلا بادشاہ ہے کہ اُس نے تاج پوشی کی رسم ایجاد کی۔ سابق مین بجائے تاج دستار
استعمال کرتے تہے۔ فرشتہ و ملحقات کے مولفین نے لکہا کہ فیروزشاہ نے تاج دستار کا ایجاد کیا۔
اور تاج کو جواہر گران بہا سے مرصّع فرمایا۔ اور تخت فیروزہ جو رائے تلنگانہ کا پیشکش کیا ہوا تہا
اُسپر بہی کسیقدر زر و جواہر زیادہ کردئے۔ اس بادشاہ کے زمانہ مین تاج و تخت نورٌ علیٰ نور تہا۔
جلوس کیوقت بادشاہ کی شان و عظمت و تزک و شوکت دو چند معلوم ہوتی تہی۔ ناظرین و حاضرین
دربار کے زبان سے بے ساختہ یہہ کلمہ برآمد ہوتا تہا۔ ما اعظم شانہ و ما ارفع مکانہ

تحقیق مذہب کا شوق

مذاہب کے تحقیقات کا شائق تہا۔ ہر مذہب کے علما اسکے پاس موجود تہے۔ توریت و انجیل و ژند
و استا وغیرہ مذاہب کی کتابین پڑہا کرتا تہا۔ ہر مذہب کے اصول و فروع کو نظر غور سے دیکہتا تہا
اور پنڈتون سے بیدون کی باتین سنتا تہا۔ اور کہتا تہا کہ تمام مذاہب مین درویشی و حق شناسی کے
اصول متحد معلوم ہوتے ہین۔ لیکن فروع مین مختلف ہین۔ ہر ایک کے نزدیک ریاضت واجب و لازم
ہے۔ ریاضت کے طریقے بہی جداگانہ ہین۔ پنڈتونکی ریاضت تمام سے بڑہی ہوئی ہے۔ مجکو اسی
مذہب مین لطف و مزہ حاصل ہوتا ہے۔ یہی مذہب ایسا پاکیزہ ہے کہ اس طریقہ کی بدولت دل
پاک و صاف ہوتا ہے کینہ و حسد کے زنگ سے مصقل ہو جاتا ہے۔ اور ہمارا دین و اسلام تمام دنیا و ملک سے

درست و آسان ہے۔ ہماری عبادت و پرستش مین کسیطرح کا تکلف نہین ہے۔ ہماری عبادت سے معبود حقیقی کے سامنے نیازمندی و بندگی کی شان نمایان ہوتی ہے۔ ہماری عبادت مین نہ گانا ہے نہ باجے بجانا ہے۔ اور ہمارے دین مین ایسی ایسی باتین مفید ہین کہ دیگر مذاہب مین نہین ہین مثلاً کسی مذہب مین شراب کی حرمت اور اجنبی مردون سے عورتون کو روپوشی کا حکم نہین ہے۔ یہہ حکم ہمارے ہی مذہب مین ہے۔ اور یہہ بہی کہتا تہا کہ ہمارے دین کے مسائل حکمت و فلسفی اصول سے خالی نہین ہین اگر علمائے ظاہری غور و فکر سے کام لین تو شریعت و حکمت کو باہم مطابق پائین۔ بے سمجھے و نادانی سے شور و غل کرتے ہین ایک دوسری کی تکفیر کرتا ہے صاحب شریعت صاحب حکمت پر لعن و طعن کرتا ہے۔ ایسا ہی صاحب حکمت ناقص بہی جواب کی بہتر کی دیتا ہے۔ جو پختہ و کامل ہوتے ہین کبہی نہین لڑتے بلکہ تحقیق کے درپے رہتے ہین۔

رصد قائم کرنے کا ذکر

فیروزشاہ فلسفہ و حکمت خصوصاً علم ہئیت سے زیادہ رغبت و دلچسپی رکہتا تہا۔ علم ہئیت کے آلات و اصطرلابات و کرات و زیجات فراہم کئے تہے۔ عزم جزم کیا کہ دولت آباد مین رصدگاہ قائم کیجائے اس کام کیلئے مولنا سید محمد گازرونی و حکیم حسن گیلانی و مولنا لطف اللہ سبزہ واری و ملا اسحق سرہندی وغیرہم کو اس کام کیلئے مقرر کیا۔ رصد کا کام ۸۱۰ ہجری مین شروع ہوگیا تہا۔ لیکن یکایک سید حسن گیلانی جو اس کام کا صدر مہتمم تہا فوت ہوگیا۔ رصد کا کام ناتمام رہگیا۔ پہر گیلانی کا قائم مقام کوئی لائق و ماہر فن دستیاب نہین ہوا کہ رصد قائم کرے۔

فیروزشاہ کے درس و تدریس کا ذکر

فیروز شاہ بہمنی اپنے عم بزرگوار محمود شاہ اول کی توجہ و سرپرستی سے مولینا فضل اللہ انجو کی خدمت میں کتب درسیہ معقول و منقول بیس برس کی عمر میں پڑھ کے فارغ التحصیل ہو چکا تھا۔ فضائل علم و فن سے مزین ہو گیا تھا۔ علم طبعیات و الہیات و ریاضی میں علامۂ عصر تھا۔ علوم و فنون سے زیادہ دلچسپی رکھتا تھا اکثر اوقات درس و تدریس میں صرف کرتا تھا۔ اور علما سے مسائل حکمیہ میں بحث و تکرار۔ طلبائے منتہی کو درس سے سرفراز کرتا تھا۔ ہفتہ میں تین روز درس دیتا تھا۔ بروز شنبہ تفسیر زاہدی و مطول و بروز دوشنبہ ریاضی ہندسہ میں شرح تذکرہ و تحریر اقلیدس۔ بروز چارشنبہ کلام میں شرح مقاصد وغیرہ پڑھاتا تھا۔ اگر ان ایام میں کوئی دن ناغہ ہو جاتا تو رات میں طلبہ کو بلا کے پڑھا دیتا تھا خوش تقریر و خوش بیان تھا۔ طلبہ کو خوب سمجھاتا تھا۔ طلبہ بادشاہ کی تقریر سے بہت خوش ہوتے تھے۔ اگر کوئی طالب العلم کسی مسئلہ میں اعتراض کرتا تو اسکو ایسا سمجھاتا تھا کہ اسکی پوری تسلی کر دیتا تھا۔ طلبہ کے لئے وظائف مقرر کر دئے تھے۔ طلبہ کو بجز تحصیل علم کوئی کام نہین تھا اطمینان سے پڑھتے تھے۔

قدردانی علمائے زمانہ

فرشتہ و تحفۃ السلاطین کے مولفین نے لکھا کہ بادشاہ اکثر اہل کمال کی تلاش و ممالک کے عجائب کی جستجو میں رہتا تھا۔ بزرگان باکمال کے دیدار کا خواستگار و نوادر روزگار کا طلبگار۔ بنائً علیہ بندر گوہ و دابل وغیرہ کے اطراف میں جہازات بھیجتا تھا۔ اور حکم کرتا تھا کہ ہر ولایت کے تحائف و نفائس تلاش کر کے لائیں۔ اور کہتا تھا کہ ممالک کے تحائف و نفائس میں بہترین تحفہ انسان کامل ہے۔ پس بادشاہ پر واجب و لازم ہے کہ اپنی سلطنت میں غیر ممالک کے صاحبان سیف

و قلم جمع کرے اور اُن کے ساتھ مجالست و مشاورت کرتا رہے اور دیگر ممالک کے رسم و رواج سے واقفیت حاصل کرے۔ بادشاہوں کو غیر ممالک کے ارباب علم و فضل کے ذریعے تمام عالم کی سیر ہو جاتی ہے۔ پس بادشاہ کی خواہش و کشش سے دارالسلطنت گلبرگہ علما و صاحبان کمال کے مجمع سے دارالعلوم ہو گیا تھا۔ تمام بادشاہ کے فیض عام سے بہرہ ور ہوتے تھے۔ **نظم**

فیضِ نعمش چو چشمہ در جوش	صیتِ کرمش چو نغمہ در گوش
طبع کرمش چو مجمرِ انور	خلقِ نفسش چو عودِ مجمر
در انجمنِ عجم بساطش	در بادیۂ عرب سماطش
خلقش بہ بہار خوئے کردہ	طبعش ز نسیم گوئے بردہ
یک خندہ بہار از نگاہش	یک گوشہ سپہر از کلاہش
ہم عشق پسند ہم خرد دوست	او مغز و جہان و نہ فلک پوست

مجلس مناظرہ کا ذکر

مفرح القلوب کے مولف نے لکھا کہ فیروز شاہ بہمنی ہفتہ میں پنجشنبہ کی شب کو ایک خاص مجلس علمی مناظرہ کے لئے منعقد کرتا تھا۔ اس مجلس میں علمائے کامل و حکمائے فلاسفہ جمع ہوتے تھے۔ علوم قدیمہ و فنون دیرینہ کے اقسام میں کسی ایک علم و فن میں مناظرہ و مباحثہ ہوتا تھا۔ فیروز شاہ علما کی تقریریں سنتا رہتا تھا۔ کبھی معترض بنجاتا تھا۔ تمام علما بادشاہ کی تقریر سنکے اعتراض کا جواب ایسا کافی دیتے تھے کہ بادشاہ انصافاً تسلیم کر لیتا تھا۔ اور علما کے جواب کی داد دیتا تھا۔ علما بھی کبھی بادشاہ کی تقریر پر اعتراضات کرتے تھے۔ بادشاہ اعتراضات سے خوش ہوتا تھا۔ عالم فاضل تھا

علوم نظری و فلسفی و ہندسہ و ہیئت میں ماہر کامل تہا۔ اعتراضات کے جوابات براہین قاطعہ و دلائل ساطعہ کے ساتھہ دیتا تہا۔ تمام معترضین سلمنا و صدقنا کہتے تہے۔ یہہ جلسہ نصف شب بلکہ نصف سے زائد تک منعقد رہتا تہا۔ تمام آزادانہ بسر کرتے تہے باہم خندہ پیشانی و شگفتہ جبین رہتے تہے

فیروز شاہ بہمنی کا استفتا بابت تقسیم ممالک و جاگیر

مفرح القلوب کے مولف نے لکہا کہ فیروز شاہ بہمنی نے علما سے سوال کیا کہ سلاطین کی اولاد میں ممالک کی تقسیم ورثاً شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ ملا محمد گازرونی و ملا احمد قزوینی نے عرض کیا کہ ممالک کی تقسیم میراثاً جائز نہیں ہے۔ اسلئے کہ شارع نے مال و متاع کا اطلاق مملکت پر جائز نہیں رکہا۔ اور تقسیم میراثاً مال و متاع میں ہوتی ہے۔ پس ممالک کی تقسیم میراثاً جائز نہیں۔ اور دیگر علما نے کہا کہ ممالک کی تقسیم کا مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ لیکن علم جواز کی جانب مرجح ہے۔ اور قزوینی نے کہا کہ ممالک کو میراثاً تقسیم کرنے سے مملکت میں ضعف آ جاتا ہے۔ اور چند ہی روز میں مملکت منقرض ہو جاتی ہے۔ اسیطرح جاگیر کی تقسیم کی بابت بہی مختلف اقوال ہیں لیکن قول معتمد علیہ یہہ ہے کہ جاگیر کی زمین تقسیم نہ کی جائے اور اسکی آمدنی میں تقسیم میراثاً جائز ہے۔ مملکت و جاگیر میں یہی فرق ہے یعنے مملکت اور اُسکی آمدنی میں تقسیم جائز نہیں ہے۔ اور جاگیر میں بہی زمین کی تقسیم جائز نہیں۔ مگر اُسکی آمدنی میراثاً جاگیردار کے وارثوں پر تقسیم ہوتی ہے۔ اسلئے کہ جاگیر عطیہ سلطانی ہے۔ سلاطین نے معطی لہ کو اس غرض سے عطا کی کہ وہ جاگیر کی آمدنی اپنی ضرورت یا احتیاج میں صرف کرے۔ اور جاگیر میں مالکانہ تصرف نہ کرے۔ اگر وارثین جاگیر کی زمین تقسیم کرلیں گے تو جاگیر ضعیف و کمزور ہو جائیگی۔ اور چند ہی روز میں اُسکا خاتمہ ہو جائیگا۔ اور عطیہ جاگیر سے دوسری

یہہ غرض ہوتی ہے کہ جاگیر مورث اعلی کے اولاد مین ہمیشہ تک نسلاً بعد نسلٍ قائم رہے۔ تقسیم کی صورت مین سلاطین کی عطا کرنے سے جو غرض تہی وہ فوت ہو جاتی ہے۔ فیروزشاہ علما کے جوابات مختلف سنکے خاموش ہو گیا۔ اور تہوڑی دیر کے بعد فرمایا۔ کہ ہم دوسری مجلس مین اس سوال و جواب کا تصفیہ کرین گے۔ جدہر حق غالب ہوگا وہی اختیار کیا جائیگا۔ جلسہ برخاست ہوا۔

شعر و شاعری بادشاہ

حدائق السلاطین کے مولف نے لکہا کہ بہمنیہ سلاطین مین فیروزشاہ بے نظیر فرد تہا۔ علوم و فنون مین آپ ہی اپنا نظیر تہا۔ اکثر زبانون مین ملکۂ تامہ رکہتا تہا۔ اور ہر ایک زبان کے اہل زبان سے بیساختہ کلام کرتا تہا۔ سامعین و ناظرین دونون مین تمیز نہین کر سکتے تہے اور کہتے تہے کہ بادشاہ انہین کے افراد سے ایک فرد فرید ہے۔ طرفہ یہہ بات ہے کہ ہر ایک زبان کے اصول و فروع اصطلاحات و محاورات کو خوب جانتا تہا۔ خاص زبان عربی و فارسی و ترکی کی مملکت مین حکمرانی کرتا تہا۔ ہر ایک کے میدان نظم و نثر مین جولانی کرتا تہا۔ متقدمین شعرائے عرب و عجم کے اشعار بیشمار حافظہ کے خزانہ مین محفوظ رکہتا تہا۔ قوت حافظہ ایسی رکہتا تہا۔ جو بات ایک دفعہ سن لیتا تو اسکو کبہی نہین بہولتا تہا۔ وہ بات حافظہ کے صفحہ پر نقش کالحجر ہو جاتی تہی۔ سخندان و سخن فہم تہا۔ کبہی کبہی خوشی و سرور کے وقت مین آپ بہی شعر موزون کرتا تہا۔ اولاً اپنا تخلص عروجی قرار دیا۔ پہر شاہی زمانہ مین فیروزی رکہا۔ صاحب دیوان تہا۔ دیوان نادرالوجود ہے۔ مورخین و تذکرہ نویسون نے چیدہ چیدہ اشعار تمثیلاً لکہدئے ہین۔ یہان بہی ذیل مین گزارش کئے جاتے ہین۔ شیرین کلام و جادو بیان تہا اکثر اشعار کے مضامین سے جوش محبت و عشق معلوم ہوتا ہے

اشعار یہہ ہین نظم

بدان مثابہ ز غمِ دہر بر دلم تنگ است — کہ دل بلندت سودائے عشق در جنگ است

گلِ امید شگفت از نسیم وعدہ ولے — ز آفتابِ غمِ انتظار بیرنگ است

بقطع راہ محبت مخور فریبِ امید — کہ غایتِ ابدش ابتدائے فرسنگ است

بجز سرود محبت نکرد زمزمہ نائے — کہ ہرچہ خارج این پردہ تنگ آہنگ است

ولے بہ سینہ لبالب ز دوستی دارم — کہ پیش اہل جہان بے بہا تر از سنگ است

دماغِ طبع عروجی چہ دلکشا چمنی است — چمن مگو کہ آن آسمانِ فرہنگ است

کرشمہ جنبش آموزست مژگان دراز ش را — ولہ ستم کردست واجب ہر زبان تعلیم نازش را

محبت چاک بر دل میزند ہر گہ کہ در بزمی — بخود مخصوص می بینم تغافلہائے نازش را

مبادا آسیب نقصان یابد از سوز دلم زاری — بدل جا می دہم اندیشۂ زلفِ درازش را

نیابد لذتے زاہد ز وصلت از متاعِ خلد — ہمان بہتر کہ در دامن کنی اجر نمازش را

فیروزی قامت و رخسار آن خورشید تابان را — لب سبز و لالہ می سنجد کہ بیند امتیازش را

در آتش ہر زہ فکر زائل نکنی — ولہ اندیشہ بہر خیال مائل نہ کنی

این نقد خزینۂ دماغ است بکوش — تا صرف بحثہائے باطل نہ کنی

بادشاہ کی رحمدلی

مفرح القلوب کے مولف نے لکہا کہ فیروز شاہ صوفی مشرب غربا پرور فقرا نواز تہا۔ رقیق القلب ورحم دل تہا۔ ایک روز دولتخانہ کے ہشتی دریچہ مین بیٹہا ہوا تہا۔ رستہ کے گذرنیوالون کو دیکہہ رہا تہا

کہ ایک فقیر کشکول ہاتھہ مین لئے ہوے جارہا تہا۔ بادشاہ نے فقیر کو بلایا اور اُسکی کشکول یا جہولی
مین دیکہا کہ جوار کی روٹی کے چند ریزے ہین۔ دیکہکے بہت افسوس کیا کہ میری رعایا آسودہ
حال نہین ہے۔ کوئی بجز نان جوار نہین کہاتا۔ فوراً حکم دیا کہ کوئی فرد رعایا سے جوار کی زراعت
نکرے بجائے جوار گندم بویا جائے۔ اور فقرا و معذورین کیلئے متعدد لنگرخانے شہر کے
محلّون و کوچون مین قائم کردئے لنگرخانون سے فقراکو روزانہ گیہون کی روٹی و حلوا
دیا جاتا تہا۔ کبہی حلوہ کے عوض گوشت دیتے تہے۔ فقرا و معذورین فراغت سے بسر کرتے تہے
پہر حسب الحکم تمام ممالک مین گندم کی زراعت ہونے لگی۔ گندم کی اسقدر کثرت ہوئی کہ
تمام دکن مین گندم کا عام رواج ہوگیا۔ کیا امیر کیا فقیر گندم ہی کی روٹی چانول کی طرح
کہانے لگے۔ پہر ایکروز اول کی طرح فقراکے توشہ دانون کو دیکہا ہر ایک کے توشہ دان کو کلچہ
و حلوے سے معمور پایا۔ بہت خوش ہوا۔ اور خدا کا شکریہ ادا کیا۔ فیروزشاہ رحمدلی فطری
و ہمدردی جبلی سے موصوف تہا۔ اکثر موقعون مین رعایا کے ساتہہ ہمدردی و حسن سلوک کیا ہے
مورخین نے لکہا کہ رات کو بادشاہی ونیخانہ پر چار ہزار سوار و آٹہہ ہزار پیادہ و چارسو ہاتی حفاظت
کے لئے رہتے تہے۔ تمام رات جاگتے رہتے تہے۔ سرما و گرما مین برابر تکلیفین سہتے تہے۔ بامر لاچاری
تابعداری کے دائرہ سے قدم باہر نہین رکہتے تہے۔ ایک رات جاڑے کے موسم مین بادشاہ کے
دل مین خیال آیا کہ میری ایک جان کی آسائش کیلئے اسقدر جم غفیر و مجمع کثیر کو آرام سے محروم
رکہنا نہایت ہی بے رحمی ہے دیر تک افسوس کرتا رہا۔ اور خوف خدا سے ڈرنے لگا۔ اور کہنے لگا
واویلا واحسرتا ایسا نہو کہ خدا تعالے مجکو قیامت کے دن اس سختی و سنگدلی کے ارتکاب مین ماخوذ کرے

صبح بر آمد ہوتے ہی رات کی چوکیداری موقوف کردی۔ صرف گنتی کے افراد رکھ لئے اور انکو بھی حکم دیا
کہ ساعت گذرے بعد ایک ایک پہر بدلتا رہے۔ تمام سپاہ وافسران سپاہ نے بادشاہ کی ہمدردی
ورحمدلی کا شکریہ ادا کیا۔ مورخین نے محافظین وتنخانہ کی تعداد مین نہایت ہی مبالغہ کیا ہے
مبالغہ بھی ایسا کہ غلو کے مرتبہ کو پہنچ گیا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

مصیبت زدگان طغیانی کی ہمدردی

مفرح القلوب کے مولف نے لکہا کہ فیروزشاہ کے عہد مین سخت بارش ہوئی۔ ندی نالے زور سے
بہنے لگے۔ بیہورہ ندی مین جسکے کنارے پر فیروزشاہ نے ایک شہر بنام فیروزآباد بسایا تہا۔
طغیانی ایسی ہوئی کہ تین کوس تک سیلاب جاری ہوا۔ تقریباً اس طغیانی مین تین سو گانون خراب
وویران ہوگئے۔ اکثر آدمی مویشی ہلاک ہوئے۔ اور بادشاہ کا آباد کیا ہوا شہر خراب وندر سیلاب ہوا
بادشاہ عین طغیانی کی حالت مین مع عیال واطفال بالاحصار کے محل مین محصورین کی طرح
طغیانی کے کم ہونے تک بسر کرتا رہا۔ اور رجوع الی اللہ تہا۔ اور تمام عیال واطفال الحفیظ الحفیظ
پکارتے تہے۔ جب طغیانی کم ہوگئی۔ بادشاہی محل جو بالاحصار پر تہا صحیح سالم رہا۔ اور بادشاہ
مع عیال واطفال گرداب بلا سے کنارۂ نجات پر پہنچا۔ تمام سلامتی جان کا شکر بجالائے۔
طغیانی سے زراعت خراب ہوگئی تہی۔ زمینداروں کے گہر ویران واثاث البیت ومواشی برد وہلاک
ہوگئے تہے۔ نادار ومحتاج بنگئے تہے۔ بادشاہ نے مصیبت زدگان طغیانی کو ایک سال کا
محاصل معاف کردیا۔ اور شاہی خزانہ سے اسقدر اعانۃً زر تقاوی دیا کہ تمام گہر تعمیر کرکے
زراعت وتجارت کرنے لگے۔ اور بادشاہ کی اعانت کا شکریہ ادا کئے۔

فتوحات فیروزشاہ کا ذکر

تاریخ فرشتہ کے مولف نے لکہا کہ فیروزشاہ سلاطین بہمنیہ مین از روئے علم و فضل و شوکت و عظمت ممتاز تہا - اور میدان دلاوری و بہادری مین سرفراز تہا - خاندان بہمنیہ اُسکے وجود ذات والا کے وجود سے بلند آوازہ ہوئی - اور سلطنت و دولت نے رونق تازہ پائی - ملک کشائی و جہان گیری مین ہمہ تن مصروف رہتا تہا - مخالفین سے جدال و قتال مین کوتاہی نہین کرتا تہا - اپنے عہد دولت مین مخالفین سے چوبیس مرتبہ جدال و قتال کیا - اکثر اوقات غالب رہا - لیکن آخر کی لڑائی مین جو دیورائے والی بیجانگر سے ہوئی - اُسمین کامیاب نہین ہوا - اسی آخری لڑائی مین شکست پانے سے اُسکی دلاوری کی طاقت کمزور ہوگئی - اور ہمت کی کمر توٹ گئی - اسی رنج و غم کے صدمہ سے علیل ہوگیا - بیماری کا سلسلہ روز بروز بڑہتا گیا - بادشاہ کی قوت گہٹتی گئی - آخر اسی بیماری مین بہشت برین کو روانہ ہوا چنانچہ وفات کا ذکر آگے آئیگا - اسی بادشاہ کے عہد مین مملکت بہمنیہ کا دائرہ بہت وسیع ہوگیا تہا - مملکت تلنگانہ و کرناٹک کے بالاگہاٹ و پائین گہاٹ کا کچہہ حصہ تصرف مین آگیا تہا - فوج و خزانہ کی حالت بہی درست تہی - اور سامان شاہی بہی بیشمار تہے - گہوڑے و ہاتہیونکی کمی نہ تہی اسی قسم سے تمام کارخانجات مثلاً سلح خانہ و نوشتہ خانہ وغیرہ معمور تہے - اور آلات جنگ توپ و تفنگ شمار مین بیشمار تہے - باروت و گولون کے جابجا کوٹہے بہرے ہوئے تہے -

منجملہ چوبیس معرکون کے ایک یہ ہے کہ ۸۰۱ ہجری مین دیورائے والی بیجانگر مع جمعیت تیس ہزار سوار و نولاکہہ پیادہ کماندار و تفنگ انداز مدگل و رائچور کے مسخر کرنیکے لئے برآمد ہوا - جو قصبات و بلاد اسلام مین دوآب تہے - انکو تاخت و تاراج کرنے لگے - جب فیروزشاہ بہمنی کو دیورائے کے حملہ و تاخت

وتاراج کی خبر معلوم ہوئی۔ خبر کے سنتے ہی سراپردہ بیرون شہر بھیجدیا تاکہ نصب کیا جائے۔ بہمنیہ سلاطین کا دستور تہا جب بادشاہ کسی مہم کا ارادہ کرتا تہا تو سب سے اول سراپردہ شہر کے باہر قائم کیا جاتا تہا۔ سراپردہ نصب کرنے سے سب کو معلوم ہو جاتا تہا کہ بادشاہ کہین جانیوالا ہے پہر دار الخلافت گلبرگہ سے برآمد ہوکے بلدہ ساغر مین پہنچا۔ اور فوج ولشکر کا ملاحظہ فرمایا معلوم ہوا کہ بارہ ہزار سوار ہین۔ پس پہلے ہی فیروز شاہ نے ساغر کے زمیندار کو جو سفاک و بیباک تہا مع ساتہہ آٹہہ ہزار تلنگے و کنہڑے و کولی کو جو اُسکے ماتحت تہے۔ یہی تلنگے و کنہڑے اُس کی جمعیت و رعیت تہے جنگ کے وقت سپاہی غیر جنگ کے وقت زمیندار بنجاتے تہے۔ گرفتار کر کے قتل کیا۔ اور اسکے فتنہ وفساد سے مطمئن ہوگیا۔ پہر برار ودولت آباد کی جمعیت بہی پہنچ گئی۔ فیروز شاہ چاہتا تہا کہ دیورائے کی مدافعت کیلئے کوچ کرے کہ یکایک خبر آئی۔ کہ نرسنگہ والی کہڑلہ برارنے مانڈو و آسیر کے حکام کی حمایت و مدد اور بیجانگر کے راجہ کی تحریک سے برار مین ہنگامۂ فتنہ وفساد برپا کیا ہے۔ برار سے قلعۂ ماہور تک تاخت وتاراج سے تمام ملک برباد و خراب کر رہا ہے۔ اکثر اہل اسلام کو ذلیل وخوار کر رہا ہے ظلم وبیدادی کے لوازم سے کوئی دقیقہ گذاشت نہین کیا ہے تمام رعایا تباہ وبرباد ہو رہی ہے اسلئے بادشاہ نے فی الفور عزم بالجزم کیا کہ اس ظالم موذی کا خاتمہ ہی کرنا چاہئیے پس تمام لشکر برار ودولت آباد کو ظالم موذی کی مدافعت کیلئے مامور کیا اور خود مع جمعیت بارہ ہزار سوار دار السلطنت دیورائے کی تنبیہ کے لئے مستعد ہوکے روانہ ہوا۔ اُسوقت بارش کا موسم تہا۔ کشنا مین طغیانی زور شور سے تہی دیورائے کشنا کے کنارے پر ایک جانب مین ڈیرے وخیمے قائم کیا ہوا تہا۔ اور فیروز شاہی لشکر کشنا کے دوسرے جانب

پہنچ گیا۔ دونون کے درمیان کشنا حائل تہی اور دیورائے لشکر اسلام کو دریا کے عبور کرنے سے
مانع ہورہا تہا۔ جو گذرگاہین تہین وہان ہنود کی چوکیان قائم ہوگئی تہین۔ کوئی موقع ایسا
نہین رہا تہا کہ مسلمان وہان سے عبور کرین۔ فیروزشاہ بادشاہ اس امر مین متفکر و پریشان تہا
تمام ارکان دولت سے مشورہ کیا کسی نے جواب شافی نہین دیا مگر حاضرین مجلس سے ایک بزرگ نے جو قاضی سراج
نام سے شہرہ رکہتے تہے بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا کہ اگر آپ ارشاد کرین تو بندۂ سراج جو آپکے
دولتخواہی پر ثابت قدم ہے مع چند اپنے اقارب معتبر دریا سے عبور کرکے جاتا ہون جسطرح
ممکن ہوگا راتکو راجہ کی یا اُسکے لڑکے کی مجلس مین داخل ہونگا۔ راجہ یا راجہ کے لڑکے کا سر خنجر آبدار سے
قطع کرونگا۔ جب شور وغوغا بلند ہوگا۔ اور راجہ کے لشکر مین کہلبلی شایع ہوگی تب پانچ چہہ ہزار
سوار شاہی دریا سے اوترکے گذرگاہ کے گہاٹ کو ہنود کے تصرف سے نکالین۔ پہر اُسوقت خود
بادشاہ بہی اوتر آئے۔ اور مخالفین کو ہلاک کرے۔ فیروزشاہ نے قاضی سراج کی تجویز پسند کی۔ اور
فی الفور دو سو ٹوکرے چمڑے مین منڈہے ہوے تیار کئے۔ قاضی سراج مع ساتہ جوان یکدل
و رازدار بلباس جوگیان دریا سے عبور کرکے دیورائے کے لشکر مین داخل ہوا۔ ایک شرابخانہ مین
اوترکے ایک بازاری رنڈی کا عاشق بنا۔ اور دیوانگانہ حرکتین کرنے لگا۔ اتفاقاً اُسی شب
وہ پاتری زیور و لباس فاخرہ سے آراستہ ہوکے راجہ کی مجلس مین جانے لگی۔ قاضی صاحب عاشقانہ
بیقراری و اضطراری حالت مین پاتری کے پاس آئے۔ اور کہا اے محبوبۂ ستم پیشہ کہان جاتی
ہے؟ اور مجہہ دل سوختہ کو جدائی مین ہلاک کرتی ہے۔ پاتری نے کہا آج رائے زادہ نے
ایک جشن منعقد کیا ہے اور مجکو بلایا ہے مجلس مین جاتی ہون۔ قاضی نے کہا افسوس جدائی مین

میری زندگی محال ہے۔ مجھکو بہی ہمراہ لیچلو۔ پاتری نے کہا راجہ کی مجلس مین گوّیے قوال کے سوا
کوئی داخل نہین ہوسکتا آپ راگ سے واقف نہین ہین۔ قاضی نے کہا مین راگ و ساز سے واقف
ہون میرے پاس راگ کا تمام سامان موجود ہے اور بہی ایسے کمال رکہتا ہون کہ راجہ اُن کمالات کے
دیکہنے سے بہت محظوظ ہوگا۔ پاتری نے تمسخر سے کہا کہ یہہ مندل لیجیے بجائیے۔ قاضی نے
مندل بجایا اور اُسکے ساتہہ ہی ایسا گایا کہ پاتری حیران ہوگئی۔ اور کہا کہ آپ جیسے صاحب کمال
کو ہمراہ لیجانا میرے لئے باعث فخر ہے۔ بس قاضی صاحب مع ہمراہیان ہمراز پاتری کے ہمراہ
راجہ کی مجلس مین داخل ہوئے

نظم

بدید ند بزمے چو باغِ بہشت — سراپردۂ پرنیائی سرشت
ہمان رائے زادہ براورنگِ زر — سراسر برآمودہ دُرّ و گہر
زسر تا قدم زیورِ ہندوی — بہ بخشند ز دچشمہا را لوی
زہر دو طرف مہتران کنہر — بزیور درخشان کمر در کمر

مجلس مین بموجب رسم دکن طوائف جوق جوق رقص کرتی ہوئی آتی تہین اور اپنے
نازوانداز دکہاتی تہین۔ جب طوائف اپنے کمالات دکہا چکین۔ تب بازیگرون کی نوبت آئی
پاتری نے قاضی صاحب کو ایک مسخرہ کے توسّل سے اجازت حاصل کر کے مجلس مین داخل کیا
قاضی صاحب زنانہ لباس پہنکے نازوانداز کے ساتہہ خرامان آئے مندل نوازی و نقالی و مسخرگی
مین کٹار برہنہ لیکے ناچتے کودتے ہوئے رائے زادہ کے قریب آئے سرعت و تیزی کے ساتہہ
کٹارین رائے زادہ کے سینہ و پیٹہہ پر مارے۔ کٹار کے وار سے رائے زادہ کا کام تمام کیا۔

اور قاضی صاحب کے رفیق جو سراپردہ سے باہر کھڑے ہوئے تہے فوراً سراپردہ شق کرکے اندر آئے
چند ہندوؤن کو جو مست تہے چند زخم لگائے۔ چراغ و مشعل کو بجہا کے باہر چلدئے۔ اندہیری رات
تہی کسی گوشہ مین مخفی پڑے رہے۔ اور لشکر اسلام کے آنے اور اُترنے کے منتظر ہوئے نظم

جوانمرد قاضی چو غرندہ شیر　　سوئے رائے زادہ در آمد دلیر
ورا کُشت بر دیگران حملہ کرد　　دمار از ہنودان بر آورد گرد

اہل مجلس شراب کی نشہ مین مست اور عقل و ہوش سے بیخبر و بیہوش تہے۔ گہبرائے۔ شور و غل
مچائے۔ اور لشکر مین پریشانی واقع ہوئی۔ اور کہنے لگے کہ مسلمانون کا بادشاہ مع جمعیت بارہ ہزار
سوار دریا سے عبور کرکے آیا۔ دیو رائے اور اُسکے لڑکے کو قتل کیا۔ بعض کہتے تہے کہ اہل اسلام
کے پیادے کشنا سے اوتر آئے اور راجہ پر حملہ کئے۔ چونکہ اندہیری رات تہی۔ راجہ کا لشکر طولاً
و عرضاً پندرہ میل سے زیادہ مین پڑا ہوا تہا۔ امرا و سپاہ سے کوئی خیمے و ڈیرے سے باہر نہین آیا
یہانتک کہ تین چار ہزار مسلمان ٹوکرون مین بیٹہہ کے اُتر آئے۔ تلنگے و کنہڑے جو کنارہ پر
مسلمانون کی مدافعت و ممانعت کیلئے بیٹہے ہوئے تہے۔ مسلمانون کے اوترتے ہی فرار ہوئے
پہر صبح کیوقت فیروزشاہ مع لشکر بقیہ دلجمعی سے اُتر آیا۔ اور دیو رائے کے لشکر پر حملہ کیا۔ دیو رائے
لڑکے کے قتل ہونے سے ہوش و حواس باختہ ہو رہا تہا۔ اور اسکا لشکر بہی درہم برہم ہوگیا تہا
ایسی حالت مین فرزند کا جنازہ اٹہا کے آفتاب برآمد ہونے سے اول فرار کا رستہ اختیار کیا
فیروزشاہ بیشمار غنیمت حاصل کرکے راجہ کے تعاقب مین بیجانگر تک چلا گیا۔ رستہ مین
متعدد مرتبہ مقابلے ہوئے۔ فیروزشاہ ہر ایک مرتبہ میر فضل اللہ انجو کی حسن تدبیر سے فیروز و کامیاب ہوا

اس جنگ مین طرفین کے سپاہ کارآزمودہ بیشمار قتل ہوے آخر دیورائے بیجانگر کے قلعہ مین
پناہ گیر ہوگیا - اور جنگ کے میدان سے دست بردار ہوا - فیروزشاہ نے احمد خان خانخانان
و میر فضل اللہ انجو کو راجہ کے جنوبی ملک کے طرف روانہ کیا - اور حکم دیا کہ تاراج و برباد کرین - اور قاضی صاحب
کو منصب و جاگیر سے سرفراز فرمایا - اور خانخانان کے ہمراہی مین مقرر کیا - خانخانان نے حسب الحکم
تاخت و تاراج مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین کیا - اہل اصنام کا ملک و مال و دولت سے معمور تہا
مسلمانون نے خوب لوٹا - ہندو جان و مال سے ہلاک و برباد ہوئے - مسلمان ہندؤن کے
مال و دولت سے مالامال ہوگئے - بیشمار لڑکے و لڑکیان اسیر کرکے لائے - تقریباً ہنود براہمہ کے
لڑکے و لڑکیان دو ہزار تہے - براہمہ نے باہم اتفاق کرکے دیورائے کی خدمت مین عرض کیا
کہ ہم تمام رعایا جسقدر زر نقد چاہئے فراہم کرکے پیش کرتے ہین چاہئے کہ آپ برائے خدا ہمارے لئے
مسلمانون سے سفارش کیجئے کہ زر نقد لیکر ہمارے بچون کو رہا کرین - دیورائے نے تمام براہمہ کی
درخواست قبول کی - اور ارکان دولت کو اجازت دی کہ جسطرح ہوسکے مسلمانون کو زر نقد
بطور فدیہ دیکے قیدیون کو چہوڑائین - براہمہ و ارکان دولت فیروزشاہ کے پاس آئے اور میر فضل اللہ
انجو سے بحث و تکرار کے بعد یہہ قرار پایا کہ ہندو دس لاکہہ ہون خزانہ بہمنیہ مین داخل کرین اور
ایک لاکہہ ہون خواسعی میر کو دین - یہہ معاملہ طی ہونے کے بعد دیورائے نے گیارہ لاکہہ ہون میر فضل اللہ
انجو کے پاس بہیجدئے - اس رقم مین چہہ لاکہہ ہون براہمہ و رعایا نے اور پانچ لاکہہ دیورائے نے
دئے تہے - میر نے کل رقم بادشاہی خزانہ مین داخل کی - تحسین و آفرین سے سرفراز ہوا - پہر
طرفین سے قول و قرار ہوئے - کہ بموجب دستور قدیم باہم ایک دوسرے کے بلاد و قریات پر دست اندازی نکرے

صلح ہونیکے بعد فیروزشاہ نے تمام قیدیون کو رہا کیا۔ اور دارالسلطنت کیطرف مراجعت کی۔ پھر تنگبھدرا سے عبور کرکے فولاد خان بن صفدر خان سیستانی کو مابین دو آب کے بلاد و قریات کے ضبط کرنیکے لئے مقرر کیا۔ اور آپ سرعت و تیزی کے ساتھہ گلبرگہ مین آیا۔ امور سلطنت کے انتظام مین مشغول ہوا۔

نرسنگ راجہ کہرلہ و گونڈوانہ کی گوشمالی

فیروزشاہ بہمنی دیورائے والی بیجانگر کے معرکہ سے کامیاب ہو کے دارالسلطنتہ گلبرگہ مین آیا۔ خود بادشاہ و سپاہ متواتر معرکون سے تہک گئے تہے بناءً علیہ دو تین مہینے آرام و آسائش سے بسر کئے کسیطرف فوج کشی کا ارادہ نہین کیا۔ دو تین مہینے گذرنیکے بعد ۸۰۲ہ ہجری کے شروع مین عزم جزم کیا کہ نرسنگ والی کہرلہ کی گوشمالی و سرکوبی کرنی چاہیے۔ بناءً علیہ فوج جرار ہمراہ لیکر برار کی طرف شکار کرتا ہوا ماہور مین پہنچا۔ وہانکا مقدم جو نرسنگ کے بہکانے سے سرکش و باغی ہو گیا تہا اسوقت بعض مقربین کے توسل سے حاضر دربار ہوا۔ اور اپنی سرکشی و بغاوت کی معافی چاہی اور پیشکش بہی دیا۔ اور مع فرزندان ملازم رکاب ہوا۔ فیروزشاہ نے اُسکا قصور معاف کرکے خلعت خاص سے سرفراز فرمایا۔ بادشاہ ماہور مین ایک مہینہ پانچ روز تک قیام پذیر رہا۔ پھر وہان سے نرسنگ کیطرف روانہ ہوا۔ نرسنگ نے فیروزشاہ کے آنے سے قبل حکام خاندیس و مالوہ سے امداد و کمک طلب کی تہی۔ خاندیس و مالوہ سے امداد نہین آئی لیکن نرسنگ باوجود عدم امداد فیروزشاہ کے مقابلہ کے لئے مع جمعیت سوار و پیادہ کہرلہ سے دو منزل آگے بڑہکر آیا۔ بادشاہ اُسکے مقابلہ کیلئے چاہتا تہا خود سوار ہوئے لیکن خانخانان و میر فضل اللہ انجو نے عرض کیا کہ اگر یہ خدمت ہمکو دیجائے تو

ہم اُسکو سزائے واجب دینگے۔ بادشاہ نے دونون کو اس خدمت پر مامور کیا۔ دونون نے اولاً نرسنگہ کو
ایک خط لکہا کہ بادشاہ کی طاعت کرے اور بدستور خراج و پیشکش بہیجتا رہے ہرچند کہ سمجہایا نہین مانا
جنگ کے لئے مستعد ہوا۔ خانخانان و میر فضل اللہ انجو نے بہی فوج کو ترتیب دیکے حملہ کیا۔ طرفین مین
سخت جنگ ہوا شجاعت خان و دلاور خان و رستم خان و بہادر خان مقتول ہوئے اہل صنام
غالب و اہل اسلام متفرق ہونے لگے۔ خانخانان میمنہ مین و میر فضل اللہ انجو میسرہ مین حیران
و پریشان ہوئے۔ اسی اثنا مین ایک شخص نے میر فضل اللہ انجو سے کہا کہ خانخانان بہی مقتول ہو گیا
میر فضل اللہ نے اس امر کے اخفا مین سخت تاکید کی ایسا نہو کہ یہہ راز پوشیدہ فاش ہو جائے
پہر دو سو جوان ہمراہ لیکر آگے بڑہا۔ نقارۂ شادیانہ بجوایا۔ اور مشہور کیا کہ خود بادشاہ کمک
کیلئے آیا ہے۔ آخر یہہ خوشخبری سنکے جوانان پراگندہ فوج میر فضل اللہ انجو کے ساتہہ ہوئے
اور میر فضل اللہ نے مقابل کے لشکر کو شکست دی۔ جب میر کو معلوم ہوا کہ خانخانان کے قتل کی
خبر غلط تہی۔ تب خود خانخانان سے ملا۔ پہر دونون نے کونسل لائے بن نرسنگہ کو عین معرکہ مین اسیر
و دستگیر کر لیا۔ مخالفین میدان جنگ سے برآمد ہوئے۔ قلعہ کہرلہ کا راستہ اختیار کیا۔ میر و خانخانان
نے قلعہ تک تعاقب کیا۔ راہ مین کسی پر رحم نہین کیا۔ تخمیناً دس ہزار ہندو سوار و پیادہ قتل ہوئے
نرسنگہ بہزار محنت قلعہ مین داخل ہو گیا۔ اور قلعہ کا دروازہ بند کر دیا۔ اہل اسلام نے محاصرہ کیا
دو مہینے کے بعد اہل قلعہ عاجز و تنگ ہوگئے۔ الامان الامان کہنے لگے۔ خانخانان و میر فضل اللہ
انجو نے محصورین کو جواب دیا کہ ہم اس امر مین کچہہ اختیار نہین رکہتے اگر نرسنگہ خود فیروز شاہ کے
پاس جائے تو یہ صورت یعنی امان نامہ ملجائیگا۔ پس نرسنگہ مع خویش ایلچپور گیا۔ فیروز شاہ کے

دربار مین پہنچ کے نہایت منت و زاری کی اور کہا کہ ہم بندۂ درگاہ ہین - اپنی شوخی و دلیری کی معافی چاہتے ہین معاف فرمائے - اگر حکم ہو تو قلعہ خانخانان میر فضل اللہ کے سپرد کرینگے - یا اگر بادشاہ ہمکو خراج گزارون کے زمرہ مین شریک فرمائین تو ہم مثل آنا علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی ہر سال خراج مقررہ ادا کر کے تابعداری و فرمانبرداری کے طریقہ پر ثابت قدم رہین گے - فیروز شاہ نے نرسنگہ کو خلعت خاص و کلاہ زر دوزی عطا کی اور نرسنگہ نے اپنی دختر نیک اختر کو خوشی سے فیروز شاہ کی خدمت مین بھیجدیا - اور چالیس نامور ہاتی - اور پانچ من طلا اور پچاس من چاندی - اور بھی اکثر تحائف و نفائس پیش کئے - بادشاہ نے قلعہ سے محاصرہ برخاست کیا - اور قلعہ و ملک بشرط اطاعت اُسکے حوالہ کیا - نرسنگہ کو رخصت کر کے کامیابی و فیروزی کے ساتھ دار الخلافہ گلبرگہ مین آیا - یہ مہم میر فضل اللہ انجو کے نام سے منسوب ہوئی تھی - بادشاہ نے اسکے صلہ مین میر کو برار کی سرلشکری عطا کی

فیروز شاہ بہمنی کا امیر تیمور گورگان کی خدمت مین ایلچی کا بھیجنا

تحفۃ السلاطین و فرشتہ کی مولفین نے لکھا کہ ۸۰۱ ہجری مین شہرت ہوئی کہ امیر تیمور گورگان ہند مین دوبارہ تشریف لانے والے ہین - اور انکا ارادہ ہے کہ دہلی کی سلطنت اپنی اولاد بزرگ مین سے کسی ایک کے سپرد کرے اور شاہزادہ باقی تمام ہندوستان کو بزور شمشیر مسخر و مفتوح کرے اور اگر حاجت پڑے تو خود بھی بذات خاص پھر ہندوستان آئے - فیروز شاہ بہمنی نے ہوشیاری و عاقبت اندیشی و پیش بینی سے حسب مشورۂ وزرا امیر تقی الدین محمد داماد میر فضل اللہ انجو و مولانا لطف اللہ سبزواری کو مع تحائف نفائس و ہدایائے لائق امیر تیمور صاحب قران گورگان کی خدمت مین بھیجا - اور عرضداشت بھی جسمین اطاعت و بندگی و اخلاص و نیازمندی کا اظہار کیا تھا بھیجی سفرائے بہمنی

دریا و صحرا کی مسافت طے کر کے دار السلطنت سمرقند مین پہنچے۔ امیر تیمور کے بارگاہ مین شاہنشاہ جہان پناہ کی قدم بوسی سے مشرف ہوئے امیر تیمور کے دربار مین سفیرون کی بڑی تعظیم و تکریم ہوی چھہ مہینے تک امیر کی خدمت مین بطور مہمان رہے۔ اُس زمانہ مین دستور عام تھا کہ جس سفیر کے آنے سے بادشاہ خوش ہوتا تھا تو اُسکو زیادہ زمانہ تک مہمان رکھتا تھا۔ اور اُسکی خاطرداری و مدارات مین مبالغہ کرتا تھا جب سُفرائے بہمنی نے تحائف نفائس و پیشکش ہائے نوادر امیر تیمور کے ملاحظہ مین پیش کئے۔ اور تمام تحائف نے قبولیت کا درجہ پایا۔ تب مقربین کے ذریعہ سے عرض کیا کہ فیروز شاہ بہمنی منجملہ تابعداران سرکار ہے۔ اور اپنے کو آپکے خیر خواہون کے زمرہ مین شمار کرتا ہے۔ اور اُسکا عزم بالجزم ہے کہ جب آپ دار الخلافت دہلی تشریف لائین یا شاہزادون مین سے کوئی شاہزادہ عالی تبار مقرر ہوکے آئے تو اُسوقت از روئے عبودیت و بندگی کمربستہ ہوکے دکن سے دہلی مین حاضر ہوگا۔ و خدمت بندگی کے شرائط جان نثاری و پرستندگی کے مراسم بجا لائیگا۔ اور حضرت کی خاص عنایت سے سربلند ہوگا امیر تیمور صاحب قران سُفرا کی تقریر سنکے فیروز شاہ کے حُسن اخلاص سے بہت خوش ہوا۔ زیادہ خوش اسوجہ سے ہوا کہ باوجود بُعد مسافت فیروز شاہ عبودیت و نیازمندی کا اظہار کرتا ہے جوش خوشی سے فرمایا کہ ہم نے فیروز شاہ کو گجرات و دکن و مالوہ کی سلطنت عطا کی۔ لوازم شاہی یعنی چتر وغیرہ کے رکھنے کی اجازت دی۔ اور ایک فرمان اسی مضمون کا فیروز شاہ کے نام سے بھیجا۔ اور فرمان مین فیروز شاہ کو فرزند خیر خواہ لکھا۔ اور ایک کمر زرین و شمشیر مرصع و چار قبہ تلوکانہ اور ایک غلام ترکی۔ و چار اسپ نامی جنکا مثل کبھی دکن مین نہین آئے تھے بھیجا۔ اور ایلچیونکو انعام و اکرام کے ساتھہ روانہ کیا۔ پس گجرات و مالوہ و خاندیس کے بادشاہون کے دلون مین شک

وحسد وخوف پیدا ہوگیا۔ فیروزشاہ کی پیش بینی دیکھہ کے ڈرنے لگے اور اُسکی خدمت مین
سفیرون کو بہیجے۔ اور فرمایا کہ ہم اور آپ باہم بہائی ہین ہمکو لازم ہے کہ ہم باہم اتفاق سے
بسر کرین تا ہم شاہان دہلی کے صدمہ سے محفوظ رہین گے۔ اور ہمکو کوئی آفت ومصیبت نہ پہنچے گی
اور اسیطرح رائے بیجانگر سے آشنائی پیدا کرکے پوشیدہ پیغام بہیجا۔ کہ جب آپ کو کمک کی ضرورت
ہو مطلع کرین جہان تک ممکن ہوگا اعانت وامداد مین کوتاہی نہین کرینگے۔ اسیوجہ سے
بیجانگر کے راجہ نے فیروزشاہ سے خلاف شروع کردیا۔ اور تین چار سال کا خراج مقرری ادا نہین کیا
مالوہ وگجرات کے سلاطین اگرچہ ظاہراً نرمی کرتے تہے لیکن دل سے کشیدہ خاطر ہوکے پرخاش پر
مستعد رہتے تہے فیروزشاہ نے بلحاظ وقت باج وخراج کے طلب مین سختی نہین کی بلکہ درگذر کیا
لیکن گہات مین رہتا تہا آخر سُنار کی لڑکی پرتہال نے فتنۂ خوابیدہ کو بیدار کیا۔ فیروزشاہ
سُنار کی لڑکی کے محفوظ رکہنے کیلئے راجہ سے مقابلہ کے لئے قائم ہوا۔ فیروزشاہ کو اس ہمدردی کے
طفیل سے راجہ پر کامیابی وفیروزی حاصل ہوئی راجہ مطیع وفرمان بردار ہوگیا۔ چنانچہ
قریب مین اُسکا ذکر آتا ہے۔

پرتہال دختر زرگر کا ذکر

فرشتہ ودیگر مورخین نے لکہا کہ تعلقہ مدگل مین خدائے جلّ شانہ نے ایک زرگر مفلوک الحال
گمنام کو ایک لڑکی جمیلہ وحسینہ پری پیکر حور منظر عطا کی۔ اُسکا نام پرتہال کہا گیا۔ لڑکی
کیا تہی نقّاش قدرت کے کمال قدرت کا نمونہ تہی۔ اُسکے تناسب اعضا وآرائش چہرہ سے
فی احسن تقویم کا پورا اظہار ہوتا تہا۔ گویا مشاطۂ صنع ایزدی نے اولوالابصار وصاحبان دیدار کے

سیر و تماشے کیلئے اُسکے رخسارہ دل فریب کو زیب و زینت کے گلگونہ سے آراستہ کیا۔ اور صیقل گر ازل نے صاحبدلون کے نظارہ کیلئے اسکے رخسارہ کے آئینہ کو عنایت کے مصقلہ سے روشن کیا ہے آفتاب اُسکے جمال عالم آرا کے دیکھنے سے شرمندہ ہوتا تہا۔ اور مشک خطائی اُسکی زلف عنبرین سے غیرت کی آگ مین جلکر خاک سیاہ ہو جاتی تہی نظم

لب لعل نگین خاتم جم | دہان از حلقۂ انگشتری کم
زرنگ عارضش بروی ہوالعل | خم زلفش در آتش کردہ صد لعل
عذارش قبلۂ آتش پرستان | دہانش آرزوئے تنگدستان

باوجود حسن و جمال خوش آواز و شیرین گو بہی تہی ع گل بود و بسبزہ نیز آراستہ شد + جب لڑکی ہندؤن کے رسم و رواج کے موافق سن شادی کو پہنچی۔ اُسوقت اُسکے ماں باپنے چاہا کہ اپنے ابنائے جنس مین کسی لڑکے سے شادی کردین۔ لڑکی ماں باپکو شادی سے مانع ہوئی اور عرض کی کہ خدائے تعالی نے مجکو تمام دختران نوخیز مین ممتاز کیا ہے۔ وہی میرا چارہ ساز ہوگا۔ مجکو اُسیکی لطف و احسان پر چہوڑدو اور آپ اس خیال مین بیفائدہ رنج نہ سہین۔ والدین از روئے محبت خاموش ہوگئے۔ اور کہدیا لک الخیار یعنی تو اپنی ذات و نفس پر مختار ہے ہم اس معاملہ مین دست اندازی نہین کرتے ہین۔ اُنہین ایام مین ایک برہمن باشندۂ بیجانگر بنارس سے مراجعت کرکے آرہا تہا کہ راستہ مین اُسی گانون مین آیا۔ جہان زرگر رہتا تہا۔ اور زرگر کے ہی مکان پر فروکش ہوا زرگر کے تمام عیال و اطفال برہمن کی قدم بوسی سے مشرف ہوئے مگر زرگر کی لڑکی پرتہال برہمن ہی کی زیارت سے محروم رہی۔ زرگر نے برہمن سے لڑکی کے لئے درخواست کی کہ پنڈت جی دعائے خیر کیجیے

برہمن نے پوچھا لڑکی کہاں ہے؟ ماں باپ نے کہا پردہ مین ہے برہمن تعجب کرنے لگا۔ کیونکہ ہندوؤن کے نزدیک اجنبی مردون سے خاص براہمہ سے پردہ نہین کرتے ہین۔ برہمن نے پردہ نشینی کا سبب دریافت کیا۔ لڑکی کے والدین نے تمام حال بیان کیا۔ برہمن لڑکی کے دیدار کا مشتاق ہوا اور لڑکی کو باواز بلند پکارا کہ اے نور دیدہ تو میرے نزدیک فرزندان حقیقی سے ہزار مرتبہ بہتر ہے باہر آ۔ برہمن کے اصرار کے بعد لڑکی پردہ سے برآمد ہوکے برہمن کی پا بوسی سے سرفراز ہوئی۔ نہایت ادب سے کھڑی ہوگئی۔

نظم

جادو نگہے صنم فریبے — نگذاشتہ در جہان شکیبے

صد برہمنش بخون نشستہ — در بتکدہ بت بہ بت شکستہ

گلقند لبے بہ شکر خند — شورے نمک فگندہ در قند

بر خندہ نمک برات کردہ — در سحر نمک نبات کردہ

شیرین نمکین تکلم او — شیرین تر از ان تبسم او

شمشاد قدے بناز رستہ — صد رہ بہے و گلاب شستہ

در پردہ دیدہ جلوہ گاہش — در خانہ و پا بفرق ماہش

الماس نژاد غمزہ اش تیز — ہم دشنہ فشان و ہم نمک ریز

مالیدہ چو گل بجائے غازہ — صد صندل تر بخون تازہ

پیچیدہ بجعد عنبرین تار — از ہر خم مو ہزار زنار

وان طرہ وآن عذار مہوش — موئین دامے بدست آتش

آزا بہ زخم غمزہ دل سوخت | زابریشم طرّہ زخم را دوخت
چشمش کہ چو فتنہ مست خفتہ | صد دشنہ در آستین نہفتہ
از شرم فگندہ پردہ در پیش | در روز ندیدہ سایۂ خویش
در پردہ بصد ہزار بازی | در پردہ دری و پردہ سازی
جز آئینہ کس ندیدہ دستش | جز سرمہ ندیدہ چشم مستش
پیشانی غمزہ ناز در ناز | ابرو بکرشمہ راز در راز
بودند قبیلہ و تبارش | حیرت زدگان کاروبارش

برہمن لڑکی کے دیدار سے بہت ہی خوش ہوا۔ اور اُسکی خوبصورتی و خوش آوازی سے نہایت
ہی محظوظ ہوا۔ برہمن علم موسیقی مین اُستاد کامل تہا۔ لڑکی فن موسیقی کے طرف زیادہ مائل
تہی۔ برہمن ایک سال تک زرگر کے گہر پر مہمان رہا۔ اور لڑکی کو فن موسیقی سکہلایا۔ جب وہ
اس فن مین کاملہ ہوگئی تب برہمن وہان سے رخصت ہوکے بیجانگر مین آیا۔ بیجانگر مین
پرتہال کے حسن و جمال کا چرچا ہر ایک کے سامنے کرنے لگا تمام بیجانگر مین اُس پری پیکر کے حسن کی
شہرت ہوئی چنانچہ دیورائے نے بہی یہہ خبر سُنی۔ برہمن کو بلایا۔ اور پرتہال کا حال دریافت کیا
برہمن نے اُس ماہرو کی پوری حقیقت بیان کی۔ دیورائے اُسپر غائبانہ فریفتہ ہوگیا۔ برہمن کو
انعام و اکرام سے سرفراز کرکے زیور مُرصّع و زر نقد ہمراہ دیکر مدکل روانہ کیا اور برہمن سے
کہا جسطرح ممکن ہو لڑکی کے مان باپ کو زر نقد دیکر خوشنود اور لڑکی کو خطاب رانی کے وعدہ سے
راضی کرے۔ اور پدک مرصّع کو لڑکی کے گلے مین ڈالدے۔ اور بیجانگر کے تنجانونکی پوجا کے

بہانہ سے ہمراہ لاکے راجہ کے دربار مین پہنچائے ۔ برہمن نے اس کام کا بیڑہ لیکے روانہ ہوا منازل
و مراحل طے کرکے برتہال کے گانون مین پہنچا ۔ اُسکے باپ سے ملکے راجہ کا پیغام بیان کیا ۔ برتہال
کے والدین پیغام سے بہت خوش ہوئے ۔ پہر برہمن نے چاہا کہ پدک مرصع کو لڑکی کے گلے مین ڈالے
لڑکی نے قبول نہین کیا ۔ اور والدین سے کہا کہ بیجانگر کے راجاؤن کا دستور ہے جس عورت کو
رانیون مین داخل کرتے ہین پہر اُسکو گہر سے باہر نکلنے نہین دیتے نہ اُسکو والدین و قرابتدارون سے
ملنے دیتے ہین ۔ اگر آپ مجہہ سے بیزار ہین تو مجہکو بازار مین کمتر قیمت مین بیچ ڈالئے ۔ مین آپ سے
رنجیدہ نہونگی ۔ اور مین نہین چاہتی ہون کہ راجہ کے قیدخانہ مین مقید ہو جاؤن اور آپکے
دیدار سے محروم ہون ۔ والدین و برہمن زیادہ اصرار کرنے لگے ۔ تب لڑکی نے دلیرانہ کہا کہ مجہکو ہاتف
غیب نے بشارت دی ہے کہ مین اسلام سے مشرف ہون گی اور میری عسرت عشرت سے مبدل ہو جائیگی
آپ صبر کرکے لطیفہ غیبی کے امیدوار ہین ۔ اور آپکو بیجانگر کے زر و جواہر پر فریفتہ نہین ہونا چاہیے
اور مجہکو بلا مین مبتلا نہ کیجیے ۔ مان باپ خاموش ہو گئے ۔ اور برہمن نا امید ہوکے بیجانگر روانہ ہوا
دیورائے سے لڑکی کے والدین کی رضامندی اور اوسکے انکار کا قصہ بیان کیا ۔ دیورائے بیقراری
کی آگ سے بہڑکنے لگا ۔ زندگی سے بیزار سوز و گداز مین بسر کرنے لگا ۔ زندہ درگور کی طرح صبر و قرار سے
بیقرار ہو گیا

نظم

در عشق بجز گداختن نیست	این سوختن ست ساختن نیست
این عشق کہ ہست بیخود از خویش	نے شاہ شناسد نہ درویش
بالیست بصد بلند و پستی	ہان پائے نہ لغزدت ز مستی

اُسوقت مدگل بہمنیہ کے تصرّف مین تہا۔ پرتہال بہمنیہ کی عایا سے تہی۔ اور فولاد خان سیستانی اُس ضلع کا افسر و صوبہ تہا۔ دیورائے پرتہال کے عشق و طلب مین بیجانگر سے بہ بہانہ سیر و تفرج برآمد ہوا بیشمار فوج پیادہ و سوار ہمراہ لایا تنگبہدرہ کے کنارے پہنچا۔ دور اندیشی و ہوشیاری کی باگ ہاتہہ سے گم کرکے عہد و پیمان کے دفتر کو غرق آب کردیا۔ ہرچند براہمہ وندما مانع ہوے کسی کی نہین سُنی۔ اور پرتہال کے پکڑنے کیلئے پانچ ہزار سوار و پیادے پرتہال کے گانون پر بہیجے۔ پرتہال کے والدین دختر کے دینے پر راضی تہے۔ اگر دیورائے صیغہ راز مین اُسکے والدین کو اپنے آنیکی خبر اوّل ہی دیتا تو وہ گاؤن سے فرار ہوتے پرتہال آسانی سے دیورائے کے ہاتہہ آجاتی۔ دیورائے کے لشکر پہنچنے سے ایکروز اول ہی تمام گاؤن والے فرار ہو چکے تہے۔ اور پرتہال کے والدین بہی مع دختر وہان سے دور چلے گئے تہے۔ دیورائے کی سپاہ یہ حالت دیکہکر افسوس کرنے لگی۔ اور سرون پر خاک اُڑانے لگے۔ بیت

این ست ز بخت بد نمونہ فریاد ز بخت واژگونہ

ناامیدی سے واپس ہوئے۔ مراجعت کے وقت رستہ مین فیروزشاہ کی مملکت مین دست اندازی کرنے لگے۔ متعدد دیہات و قصبجات بہمنیہ لوٹ کے خاک سیاہ مین ملادئے۔ فولاد خان افسر نے تہوڑی سی فوج سے راجہ کی فوج کا تعاقب کیا۔ مگر تنگبہدرہ کے کنارے پر اُسکو شکست ہوگئی پہر ایک ہفتہ کے بعد فولاد خان نے لشکر فراہم کرکے دشمن کو شکست دی اور دو ہزار ہندو قتل کئے

فیروزشاہ کی چڑہائی دیورائے والی بیجانگر پر

وقایع نگارون کے ذریعہ سے فیروزشاہ کو معلوم ہوا کہ دیورائے نے خلاف عہد و پیمان ہمارے حدود مین

دست اندازی کی۔ اور ہمارے رعایا کے مال و دولت کو برباد کیا۔ بناءً علیہ حکم دیا کہ تمام اطراف کے سپاہ و سوار حاضر ہو جائین۔ حسب الحکم تمام اطراف کے سپاہ و سوار بیرون فیروز آباد جمع ہو گئے خیمہ و خرگاہ قائم کر دئے۔ فیروز شاہ اوائل زمستان ۸۰۹ھ ہجری مین فوج ہمراہ لیکر راجہ کے تعاقب مین بیجانگر تک چلا گیا ؎

زہے بگرفت از مہ تا بہ ماہی سپاہ دولت فیروز شاہی

یہانتک کہ بیجانگر مین فیروز شاہی فوج داخل ہو گئی۔ دیورائے قلعہ مین حصار نشین تہا۔ فیروز شاہ چاہتا تہا کہ شہر کو جبراً و قہراً مسخر و مفتوح کرے۔ دیورائے نے مدافعت کے لئے فوج بیدر و کنہڑ مستعد کر دئے۔ اہل اسلام جو شہر مین داخل ہو چکے تہے اُنکو شہر سے نکلنے نہین دیتے تہے اور انواع انواع کی تکلیفین پہنچاتے تہے۔ آخر تمام مسلمان شہر سے برآمد ہوے۔ دیورائے اندرون قلعہ سے برآمد ہو کے حصار کی پناہ مین قائم ہو کے تیر و تفنگ برسانے لگا۔ باہر سے اہل اسلام بہی تیر و تفنگ چلاتے تہے۔ دیر تک باہم لڑائی کا سلسلہ قائم رہا یہانتک کہ ایک تیر فیروز شاہ بہمنی کے بازو پر لگ گیا۔ فیروز شاہ زخم تیر سے بیتاب نہین ہوا۔ استقلال و ثابت قدمی سے بدستور میدان مین جما رہا۔ اور تیر کو اپنے ہاتہ سے نکالا۔ اور زخم پر سوار یکی حالت مین پٹی باندہ لی۔ اور زخم کو مخفی رکہا۔ اور مقربین کو اخفا کی بابت سخت تاکید کی۔ اور اسوقت احمد خان خانخانان کے مشورے سے بیجانگر کے محاصرہ و معرکہ سے برخاست کرکے ایک مسطح میدان مین قیام پذیر ہوا اور مجروحین کے زخمون پر مرہم و پٹی لگائی۔ جب زخمون سے آرام ہو گیا۔ اور مجروحین صحیح سالم ہو گئے۔ تب بیجانگر کی تسخیر کا ارادہ فسخ کرکے احمد خان خانخانان درمیان سدہ ہوسر نوبت کو

مع دس ہزار سوار بیجانگر کے ممالک کی جنوبی جانب کی تاخت و تاراج کے لئے مقرر کیا۔ اور میر فضل اللہ انجو شیرازی کو مع لشکر جرار قلعہ بنکاپور علاقہ کرناٹک کے محاصرہ کے لئے بہیجا۔ یہہ قلعہ کرناٹک کے مشاہیر قلعون سے تہا۔ اور خود بادشاہ با آلات جنگ توپ و تفنگ دیورائے کے مقابلہ مین جمارہا تاکہ دیورائے کی فوج کسی طرف جانے نہ پائے۔ اُسوقت فیروزشاہ و دیورائے کے درمیان آٹہہ مرتبہ باہم معرکے ہوئے۔ طرفین سے سپاہ مقتول و مجروح ہوتے رہے لیکن فیروزی فیروزشاہ کے شامل حال رہی۔ اسوجہ سے دیورائے عاجز ہوگیا۔ فیروزشاہ کے محاصرہ و مقابلہ کی مدت چار مہینہ ہوگئی تہی۔ اسی مدت مین احمد خان خانخانان نے کرناٹک کے بلاد و امصار کو تاخت و تاراج کرکے خراب و برباد کردیا۔ اور میر فضل اللہ انجو نے بہی قلعہ بنکاپور وغیرہ کو جبراً و قہراً مسخر کرلیا۔ حسب الحکم قلعہ میان سدہو سر نوبت کے سپرد کرکے بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا۔ اور احمد خان بہی اہل صنام کے اطفال یتامی دختر و پسر تقریباً ساٹہہ ستر ہزار و اموال و غنائم بیشمار ہمراہ لیکر بہائی کی خدمت مین مشرف ہوا۔ فیروزشاہ نے تمام سپاہ و سپہسالارون کو حسب مراتب انعام و صلات سے سرفراز فرمایا۔ تمام بادشاہ کی عنایت و نوازش سے خوشحال و خرسند ہوئے۔

جشن فیروزی و کامیابی کا ذکر

جب میر فضل اللہ انجو و احمد خانخانان کامیابی و فیروزی کے ساتہہ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ تب بادشاہ نے فیروزی و کامیابی کی خوشی مین ایک جشن بزرگ ترتیب دیا۔ جشن مین تمام ارکان دولت اہل السیف و القلم جمع ہوئے۔ تمام نے کشائش و فیروزی کی مبارکبادی مین نذرین پیش کین۔ بادشاہ نے جشن مین ہر ایک کو مناسب مناصب سے سرفراز و نوازش

وعنایت سے ممتاز فرمایا۔ اور تمام حاضرین سے مشورہ کیا۔ باہم گفت وشنید کے بعد یہہ قرار پایا
کہ احمد خان خانخانان دیورائے کے مقابلہ مین قائم رہے۔ اور بادشاہ مع میر فضل اللہ انجو وغیرہ دیگر امرا
قلعہ ادہونی کے تسخیر کے لئے روانہ ہوجائے۔ ادہونی کا قلعہ بیجانگر کے قلعون سے زیادہ سنگین ومستحکم
خیال کیا جاتا تہا۔ اس قلعہ کو شیورائے والی بیجانگر نے تعمیر کرایا تہا۔ وہان اکثر عمارتین و تالاب
وتہخانجات راجگان بیجانگر کے یادگار ہین۔ مین نے وہان کے عمارات کا مفصل حال محبوب نو وکہن
آثار دکن مین لکہا ہے۔ طبع ہونیکے بعد ناظرین کے ملاحظہ مین آئیگا۔

دیورائے کا صلح کرنا

دیورائے مسلمانون کے متواتر حملون سے تنگ ہوگیا تہا۔ بامرلاچاری شاہان گجرات وخاندیس سے
اعانت ومدد طلب کی۔ کوئی مدد کیلئے آمادہ ومستعد نہین ہوا۔ اسی اثنا مین رائے نے سُنا کہ
فیروز شاہ ادہونی پر حملہ آور ہوتا ہے اس خبر کے سنتے ہی ہوش وحواس باختہ ہوگیا۔ عالم سکتہ
ودریائے حیرت مین واقع ہوا۔ پس اہل دربار کے مشورہ سے چند معتمدین کو لشکر فیروزی مین بہیجا
معتمدین میر فضل اللہ انجو کے توسل سے بادشاہ کی قدم بوسی سے مشرف ہوئے۔ اور صلح کی
درخواست کی اولاً بادشاہ نے درخواست منظور نہین کی۔ پہر آخر مین میر فضل اللہ انجو کی سفارش
سے ان شرائط پر منظور ہوئی کہ دیورائے اپنی دختر نیک اختر بادشاہ کو عطا کرے۔ اور دس لاکہ
ہون اور پانچ من مروارید۔ اور پچاس ہاتی۔ اور دو ہزار کنیز غلام بطور پیشکش پیش کرے
اور بنکاپور کا قلعہ جہیز کے اسباب مین شمار کیا جائے تاکہ آیندہ فیمابین قلعہ کی بابت تنازع
واقع نہو۔ راجہ کے نزدیک زر وجواہر وغیرہ کا دینا آسان تہا۔ لیکن دختر کا دینا نہایت ہی سخت

اُس زمانہ تک کرناٹک کے راجاؤن نے اپنی لڑکی بجز ابنائے جنس کسیکو نہین دی تہی لیکن آخر
بامر لاچاری لڑکی دینے پر راضی ہوگیا۔ اور امر ناجائز کو بلحاظ ضرورت قبول کرلیا۔

فیروزشاہ کی شادی دیورائے والی بیجانگر کی دختر نیک اختر سے

طرفین سے شادی کے سامان فراہم ہونے لگے۔ دیورائے نے شادی کا سامان نہایت تجمل
و تزک سے مہیا کیا۔ کئی دن تک جشن شادی کا سلسلہ جاری رہا۔ طرفین سے شادی کے رسوم
ادا ہوتے تہے۔ کبھی اہل اصنام کے رسوم اپنا جوبن دکہاتے تہے۔ کبھی اہل اسلام کے مراسم جلوہ نما
ہوتے تہے۔ شادی کا جشن چالیس دن تک ہوتا رہا۔ شہر کے تمام کوچہ و بازار مین ناچ و تماشے
ہوتے تہے۔ فیروز شاہی لشکر سے جو بیجانگر تک تخمیناً اکیس میل کا فاصلہ تہا۔ راستہ مین دو طرفہ
دوکانون کا بازار قائم کیا گیا تہا۔ جابجا قوالون و نقالون کے ہجوم تہے قسم قسم کے تماشے ہو رہے
تہے۔ راگ و چنگ و مزمار و مردنگ کا آوازہ زمین سے آسمان تک پہنچ رہا تہا۔ راستہ کے دونون جانب
آرائش کی گئی تہی طرح طرح کاغذی شگوفون سے سجائے تہے۔ رنگ برنگ کی بیرقین آویزان
کئے تہے۔ بیجانگر سے لشکر تک تمام میدان رشک گلزار و نمونہ بہار معلوم ہوتا تہا۔ احمد خان خانخانان
و میر فضل اللہ انجو جو کچھہ سامان لازمۂ عروسی تہے بیجانگر لیگئے۔ یعنی زیور مرصع و لباسہائے
فاخرہ پہنچائے ایک ہفتہ تک راجہ کے پاس مہمان رہے۔ راجہ نے مہمانون کی مہمانی بڑی
شان و عظمت سے کی۔ مہمانون نے ناچ و رنگ و تماشہائے نوادر سے خوب لطف و مزہ
حاصل کیا مہمان ایک ہفتہ تک راجہ کے مہمان رہے۔ پہر راجہ نے دختر نیک اختر کو مع جہیز
بیشمار بادشاہ کے پاس لشکر مین بہیجدیا۔ خانخانان و میر انجو ایک ہفتہ کے بعد مع عروس

وسامان جہیز فیروزشاہ کی خدمت مین واپس آئے۔ بادشاہ عروس کے آنے سے بہت ہی خوش ہوا۔ صلح وشادی کی خوشی مین تمام اہل السیف والقلم کو انعامات تقسیم کئے۔ تمام نے مبارک بادی شادی کی خوشی سنائی۔ پہر دیورائے نے بتقاضائے اتحاد وخصوصیت بادشاہ سے ملاقات اور مکان پر تشریف آوری کی درخواست کی۔ بادشاہ نے راجہ کی درخواست منظور کی نہایت دلیری وجرءت کیساتہہ لشکر کا اہتمام وانتظام احمد خان کے تفویض کرکے مع عروس بیجانگر کے طرف متوجہ ہوا۔ دیورائے نے بادشاہ کی تشریف آوری کی خبر سنکے استقبال کے لوازم پورے ادا کئے۔ شہر کے دروازہ سے دارالامارت تک جو نو میل کا فاصلہ تہا مخمل واطلس ومشجر نفیسہ کو پا اندازی مین بچہا دیا دونون بادشاہ باہم گہوڑون پر سوار شہر مین داخل ہوئے۔ رستہ کے دونون جانب سے عورتین اور مرد پہول ہون سے بہرے ہوئے طبق فیروزشاہ پر نثار کرتے تہے۔ اور پہولون کے گلدستہ پہینکتے تہے۔ جسقدر بیجانگر کے باشندے زن ومرد تہے ہر ایک اپنی طاقت کے موافق تصدق کرتا تہا۔ جب دارالامارت کے میدان مین پہنچ گئے۔ اسوقت راجہ کے قرابتدار جوق جوق آنے لگے۔ تصدق ونثار کے رسوم ادا کرتے تہے۔ اور بادشاہ کے جلو مین پیادہ چلتے تہے۔ آخر بادشاہ وراجہ دارالامارت کے دروازہ پر پہنچ گئے۔ دونون گہوڑون سے اتر گئے اور ایک پالکی مرصع بجواہر دولتخانہ سرکار سے لائے اور اسپر فیروزشاہ کو سوار کرکے اسیطرح تجمل وشان کے ساتہہ اس مقام تک لائے۔ جو داماد وعروس کے لئے سجایا گیا تہا۔ اس مقام پر پہنچتے ہی دیورائے بادشاہ سے رخصت ہوکے محل مین چلا گیا۔ فیروزشاہ داماد راجہ مع عروس تین روز تک مہمان رہا راجہ نے مہمانی شاہانہ کی تیسرے دن فیروزشاہ نے مراجعت کا عزم کیا

دیورائے نے رخصت کے وقت شاہانہ تکلفات بجالائے۔ اور اسقدر تحائف نفائس وجواہر
نوادر پیشکش کیئے کہ اول کے پیشکش سے دوچند تہے۔ بادشاہ کے ساتہہ بطور مشایعت چار کوس تک
آیا۔ اور کنہڑی زبان مین بہت سی باتین اتحاد و محبت آمیز کرتا رہا۔ اور فیروز شاہ کو لشکرگاہ تک
نہین پہنچایا۔ پہنچنے سے اول ہی رخصت لیکر مراجعت کی۔ فیروز شاہ راجہ کی مراجعت سے ناخوش
ہوا۔ اور سمجہا کہ دیورائے کا دل محبت سے صاف نہین ہے۔ اور میر فضل اللہ انجو سے کہا کہ ہم سے
یہہ شرط تہی کہ لشکرگاہ مین پہنچا کے واپس ہوگا۔ انشاءاللہ تعالی راجہ سے اس خلاف کا انتقام
لونگا۔ جب دیورائے کو یہہ خبر معلوم ہوئی وہ بہی ناخوش ہوا۔ اسی بات پر دونون مین بجائے صفائی
کدورت پیدا ہوگئی۔ نسبت دامادی سے جو غرض تہی وہ حاصل نہ ہوئی۔

فیروز شاہ کا فیروزآباد مین داخل ہونا اور پرتہال کو طلب کرنا

فیروز شاہ بیجانگر سے مراجعت کرکے فیروزآباد مین آیا۔ اور مدگل کے حکام کو حکم بہیجا کہ پرتہال
اور اُس کے والدین کو حضور مین بہیجدو۔ حسب الحکم حکام نے بہیجدئے۔ بادشاہ نے پرتہال
کو دیکہتے ہی یہہ بیت پڑہی

می شنیدم کہ جان جانانی　　　چون بدیدم ہزار چندانی

بیساختہ زبان سے اُسکی تعریف و تحسین کی اور ازروئے انصاف کہا کہ مین مرد ضعیف ہون اور
یہہ لڑکی جوان ہے۔ شاہزادہ حسن خان سے اگر اسکی شادی کیجائے تو مناسب ہوگا۔ اُسکے
والدین کو زر نقد اور وہ گانون جسمین رہتے تہے عطا کرکے خوشدل کیا۔ اور پرتہال کو اپنی
پہوپہو کے سپرد کیا۔ اور حکم دیا کہ شادی کے سامان مہیا کرے۔ پس شاہزادیون کی طرح پرتہال کا عقد

حسن خان سے منعقد کیا گیا۔ حسن خان کی بی بیون مین داخل کی گئی۔ پر تہال اپنی علو ہمت واستقلالی کی برکت سے منزل مقصود کو پہنچی۔ جو کام استقلالی و ثابت قدمی سے کیا جاتا ہے اُس کام مین اکثر انسان کو کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

حضرت سید محمد الحسینی بندہ نواز گیسو دراز کا دہلی سے دکن مین آنا

سنہ ۸۱۵ ہجری مین وقایع نگارون کی تحریر سے فیروز آباد مین فیروز شاہ کو معلوم ہوا کہ دہلی سے ایک بزرگ سید عالیمقام عرش احترام حضرت سید محمد الحسینی گیسو دراز بندہ نواز دکن مین تشریف لائے ہین اور گلبرگہ کے اطراف مین پہنچ گئے ہین۔ ع

چراغے ز شمع نبی تافتہ　　　　که خورشید و مہ نور از و یافتہ

فیروز شاہ ہمیشہ اس قسم کے بزرگان اہل العلم والفضل کا خواہان رہتا تہا۔ اس بشارت سے بہت ہی خوش ہوا۔ فوراً فیروز آباد سے حسن آباد گلبرگہ مین آیا۔ تمام امرائے دولت و ارکان سلطنت اور اپنی اولاد کو حضرت کے استقبال کیلئے بہیجا۔ تمام حضرت کو اعزاز و اکرام کے ساتہہ شہر مین لائے خود بادشاہ بہی آپ کی قدمبوسی سے مشرف ہوا۔ اور آپکو معزز مکان مین اوتارا۔ آپ مع چند مریدین آرام سے رہے اور یاد الٰہی مین مصروف ہوئے۔ آپ صوفی باصفا تہے۔ معرفت الٰہی مین شب و روز محو رہتے تہے۔ فلسفی خیالات سے کوسون دور رہتے تہے۔ علمائے ظاہری و حکمائے فلسفی کے منازعات لفظی سے الگ رہتے تہے۔ فیروز شاہ حکیم طبیعت و فلسفی سیرت تہا۔ اکثر اوقات مسائل طبعی و نظری مین علما کے ساتہہ بحث و تکرار کرتا تہا۔ تصوف و صوفیت کا بہی مدعی تہا۔ اصطلاحات صوفیہ خوب جانتا تہا اور نکات صوفیہ کو شرح و بسط کے ساتہہ

بیان کرتا تہا۔ سامعین و طالبین اُسکی تقریر سے خوش ہو جاتے تہے۔ فرشتہ نے لکہا کہ فیروز شاہ نے
آپ کو علم ظاہری خصوصًا معقولات سے خالی پایا۔ اس لئے آپکے طرف زیادہ توجہ نہین کرتا تہا
واقع مین عدم توجہ کی وجہ یہہ تہی کہ پیر پرست نہین تہا۔ حکمت پسند و حکیم دوست تہا
لیکن احمد خان خانخانان برخلاف برادر حضرت سے زیادہ اعتقاد رکہتا تہا۔ آپکے لئے ایک خانقاہ
بنا کردی تہی۔ اکثر اوقات حضرت کی مجلس شریف مین حاضر ہوکے آپکے کلام صوفیانہ سے
محظوظ ہوتا تہا جب مجلس سماع منعقد ہوتی تہی تو خود مجلس مین حاضر ہوکے خانقاہ کے
فقرا و طلبا کے ساتہہ حسن سلوک و احسان کرتا تہا۔ حضرت گلبرگہ مین آرام سے زندگی بسر کرتے تہے
یہانتک کہ آخر ۸۱۰ہجری مین فیروز شاہ نے اپنے فرزند کلان حسن خان کو جو عیاش و خفیف العقل
تہا ولیعہد کیا۔ اور تاج و کمر شاہانہ و چتر سیاہ و سراپردہ و ہاتی و تخت وغیرہ سامان شاہی
عطا فرمایا۔ اور تمام ارکان سلطنت سے اُسکے لئے بیعت لی۔ اور حضرت بندہ نواز کے پاس بہی
ایک خادم بہیج کے حسن خان کے لئے دعائے خیر و فاتحہ کی درخواست کی۔ حضرت نے جواب کہلا بہیجا
کہ آپ نے اُسکو سلطنت عطا کردی ہے اب فقیر سے دعا و فاتحہ کی ضرورت نہین ہے۔ فیروز شاہ نے
دوبارہ آپکے پاس چند خادم بہیجے۔ دعا و فاتحہ کیلئے التماس کی۔ حضرت نے فرمایا کہ عالم بالا سے
تیرے بعد تاج شاہی احمد خان کے نام مقرر ہو چکا ہے۔ دوسرے کیلئے کوشش بیفائدہ ہے۔ فیروز شاہ
حضرت کے کلام سے بہت رنجیدہ و غمگین ہوا۔ اور رنج کے آثار ظاہر کئے۔ آپکے پاس پیغام بہیجا کہ آپکا
خانقاہ قلعہ کے نزدیک ہے۔ اور آپکے پاس خلائق کا ہجوم ہوتا ہے شور و غل سے ہم کو تکلیف ہوتی ہے
آپ شہر سے باہر چلے جائے۔ حضرت بامر لاچاری مع اہل و عیال حسن آباد گلبرگہ سے بر آمد ہوئے

شہر کے کنارہ پر اُس مقام مین فروکش ہوئے کہ فی الحال وہان آپ کا مرقد شریف ہے۔ آپ کے تمام مریدین جمع ہوگئے اور آپکے رہنے کیلئے ایک مکان عمدہ بنادیا۔ آپ وہان ایسے جمے کہ مرکر اُٹھے اہل دکن آپ سے حسن اعتقاد کامل رکہتے ہین۔ مین نے آپکا حال ابتدا سے انتہا تک محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن مین لکھا ہے۔ یہ تذکرہ ابہی مطبوع نہین ہوا زیر طبع ہے۔ تہوڑے زمانہ کے بعد طبع ہوکے ناظرین کے ملاحظہ مین گذریگا

فیروزشاہ کی چڑہائی گونڈوارہ پر

۸۰۱ھ ہجری مین فیروزشاہ بہ بہانہ شکار ولایت گونڈواڑہ مین گیا۔ وہان کا راجہ عالم غفلت مین تہا۔ سپاہ فیروزی نے تمام ملک گونڈواڑہ کو تاخت و تاراج کرکے برباد و خراب کردیا۔ بیشمار غنائم و تین سو ہاتی لیکر اپنے مستقر حکومت مین مراجعت کی۔ اس معرکہ مین اکثر ہندو مقتول ہوئے۔ اور متعدد مسلمان بہی مقتول و مجروح ہوئے۔ آخر گونڈواڑہ کے راجہ نے صلح کرلی۔ بہمنیہ کا خراج گزار بنگیا۔ اور ۸۰۲ھ ہجری مین رائے تلنگانہ کے پاس سفیر بہیجا چند سال کا خراج چڑہا ہوا طلب کیا۔ رائے تلنگانہ نے دیکہا کہ اسوقت اقبال فیروزی ترقی کے اوج پر عروج کررہا ہے۔ خلاف کرنا مصلحت کے خلاف ہے۔ سفیر کے پہنچتے ہی بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی یعنی ہر سون کا خراج چڑہا ہوا و ہٹون پر لادکے بادشاہ کی خدمت مین سفیر کے ہمراہ بہیجدیا۔ اور سفیر کو بہی انعام واکرام سے سرفراز فرمایا۔ فیروزشاہ راجہ کی اطاعت و فرمان برداری سے بہت خوش ہوا۔ پہر سنہ مذکورہ مین قلعہ پانکل عرف نلکنڈہ پر فوج کشی کی۔ یہ قلعہ دیورائے کے علاقہ مین تہا۔ فیروزشاہ نے راجہ کی خویشی و قرابت کو

بالائے طاق رکہا متواتر کوچ کرتے ہوئے قلعہ مذکور کے اطراف مین پہنچ گیا۔ محاصرہ کیا۔ کشائش کے لئے کوشش کرنے لگا۔ روزانہ محصورین سے مقابلہ توپ و تفنگ سے ہوتا تہا طرفین سے مجروح و مقتول ہوتے تہے تقریبًا دو سال تک محاصرہ رہا۔ جانبین برابر و ہم سنگ تہے بادشاہ ایسا عالی ہمت تہا کہ بدون کامیابی محاصرہ برخاست نہین کرتا تہا۔ لیکن اس قلعہ کی کشائش منظور ایزدی نہین تہی۔ یکایک لشکر فیروزی مین بیماری وبا واقع ہوئی۔ بیشمار آدمی و مواشی تلف ہوئے۔ اکثر سپاہ لشکری بہی صبح و شام فرار ہوکے اپنی اپنی جاگیرون مین جانے لگے

نظم

شہنشہ دران ناحیہ چند سال — تہی کرد گنجینہ از زر و مال

ز آب و ہوایش دران سال و ماہ — چہ اسپ و چہ آدم بسے شد تباہ

ز دشواری رنج آن کارزار — پراگندہ شد لشکر شہریار

ایسی حالت مین دیو رائے موقع پا کے بیشمار پیادہ و سوار تمام ممالک فراہم کر لئے اور راجگان دکن سے بہی مدد و کمک طلب کر کے فیروز شاہ پر حملہ آور ہوا۔ بادشاہ اگرچہ جانتا تہا کہ مین اسوقت راجہ کے مقابلہ مین برابر نہین ہون۔ لیکن بادشاہی شان و غیرت دامن گیر ہوئی۔ اور اس بات پر آمادہ کیا کہ حریف سے مقابلہ کرنا چاہئے۔ ہرچند کہ میر فضل اللہ انجو و دیگر امرا جنگ سے مانع ہوئے۔ بادشاہ نے کسیکی نہین سنی۔ بیدہڑک مخالف کی فوج پر حملہ کیا۔ میر فضل اللہ انجو لشکر اسلام کا سپہ سالار تہا مردانہ حملے کرتا تہا۔ مخالف کی فوج ہراول کو شکست دیکے انکی فوج میمنہ کی طرف متوجہ ہوا باہم اہل اصنام و اہل اسلام مین دار و گیر و زد و کوب کا بازار گرم ہو رہا تہا۔ اور طرفین کے سپاہ میدان مین

حملے لڑ رہے تھے۔ قریب تھا کہ اہل اسلام کو فیروزی کامیابی حاصل ہو جائے۔ اسی اثنا مین ایک کنٹرہ جو مدت سے میر فضل اللہ کے نوکرون مین تھا۔ پوشیدہ دیورائے سے مل گیا۔ اور راجہ کی ترغیب سے عین معرکۂ جنگ مین میر کے سر پر تلوار کا ایک ایسا وار مارا کہ میر کا کام تمام کر دیا۔ میر کے قتل ہوتے ہی۔ اکثر امرائے بہمنیہ بھی مقتول ہوئے۔ پس فیروز شاہ کو شکست حاصل ہوئی۔ اور لشکر مین پریشانی پھیلی۔ فیروز شاہ بمدد احمد خان مع چند مجروحین نجات کے کنارہ پر پہنچا۔ اہل اصنام نے مسلمانون کا قتل عام کیا۔ اسقدر اہل اسلام مقتول ہوے کہ مخالفین نے مقتولین کے سرون کے میدان جنگ مین جابجا تودہ تودہ جمع کر کے چبوترے بنادئے تھے۔ فیروز شاہ کا تعاقب کر کے اکثر ممالک بہمنیہ پر قابض ہو گئے۔ مسلمانون کے مساجد و خوانق کے توڑنے مین بھی کوتاہی نہین کی۔ برسون کے کینہ کو سینہ سے نکالا۔ فیروز شاہ عاجز و لاچار ہو گیا۔ پس میر غیاث الدین ولد میر فضل اللہ انجو کو گجرات بھیجا اور احمد شاہ گجراتی سے استعانت کی انہین ایام مین گجراتی تخت نشین ہوا تھا۔ مہمات سلطنت کا انتظام واقعی طور سے نہین کیا تھا اسلئے اعانت نہین کی۔ لیکن احمد خان خانخانان نے خزانہ کا دروازہ کھولدیا۔ اور لشکر فراہم کر کے دیورائے کو مملکت سے نکالا۔ اور گلبرگہ مین بھائی کی خدمت مین آیا۔ بیشمار نوازش و انعام سے سرفراز ہوا۔ بادشاہ کو اس آخری شکست نے نہایت ہی شکستہ دل و خستہ جان اور اسکی طاقت و دلاوری کی پشت کو خمیدہ کر دیا۔ اسی رنج مین بیمار ہو گیا **نظم**

بسے غصہ می خورد شوریدہ وار | بہ پیچید بر خویشتن چون روزگار

به تدبیر آن بود شاه جهان — که تا بر شد کینه از هندوان

پس از چندگاه آن کیانی نژاد — ز خستہ دلی سر ببالین نهاد

سلسلہ آصفیہ کے مولف نے فیروز شاہ کی شکست کی بابت لکھا کہ اس شکست کا سبب یہہ ہے کہ بادشاہ عیاشی کی وجہ سے انتظام نہین کرسکتا تھا۔ اور دوسرے ضعیف ہوگیا تھا الخ۔ سلسلہ آصفیہ کا قول اعتبار کے لائق نہین اسلئے کہ شکست کا سبب عیاشی نہین ہے نہ بادشاہ کی ضعیفی بلکہ واقع مین شکست کا سبب لشکر مین بیماری کا شایع ہونا اور اکثر سپاہ کا درازی مدت محاصرہ سے بیدل ہونا ہے

احمد خان کا گلبرگہ سے بہاگنا اور فیروز شاہ کا بیمار ہونا

فیروز شاہ اس آخری شکست کے کوفت و رنج مین ایسا مریض ہوگیا کہ ریاست کا انتظام نہین کرسکتا تھا مرض روز بروز بڑہتا جاتا تھا۔ حکماے مصری و یونانی کا علاج مفید نہین ہوتا تھا۔ بامر لاچاری ملک کا انتظام دو غلام ایک ہوشیار عین الملک دوسرا بیدار نظام الملک کے سپرد کیا۔ دونون غلام ہوشیار و تجربہ کار تھے۔ ملک کا انتظام عمدہ طرح سے کرتے تھے۔ دونون نے احمد خان خانخانان کے وضع و طرز سے سمجھا کہ سلطنت کا مدعی ہے۔ فیروز شاہ کی خدمت مین عرض کیا کہ شاہزادہ حسن خان کو دکن کی سلطنت اسوقت مقرر ہوگی۔ کہ دکن کا ملک احمد خان کی شوکت و صولت سے خالی ہوجائے احمد خان کے ہوتے ہوئے ممکن نہین کہ حسن خان کو سلطنت ملے۔ دونون کے کلام سننے سے بادشاہ کو حضرت سید محمد الحسینی بندہ نواز گیسو دراز کا کلام بہی یاد آگیا۔ عزم بالجزم کیا کہ فردا احمد خان کو مصلحت دنیویہ کیلئے اندہا کرے۔ احمد خان بہائی کے ارادہ سے واقف ہوگیا۔ بہاگنے اور حفظ جان کیلئے مستعد ہوا۔ رات کیوقت باتفاق فرزند علاء الدین حضرت قدس سرہ کے

مکان پر گیا۔ اور مشورہ کر کے فاتحہ خیر و دعا کی درخواست کی۔ حضرت نے اپنی دستار مبارک کے
دو ٹکڑے کئے خاص اپنے دست مبارک سے ایک ٹکڑا احمد خان کے سپرد و سرا علاء الدین کے
سر پر باندھ دیا۔ اور سلطنت کی مبارکبادی دی۔ اور فاتحہ خیر پڑھکے دسترخوان چن دیا۔ ما حضری
طعام پیش کیا۔ آپ اور دونوں پدر و پسر باہم ملکے ایک ہی طشت مین کہائے۔ حضرت سے رخصت
ہو کے گھر پر آئے تمام رات بھاگنے کی فکر مین بسر کئے۔ علی الصباح گجر کیوقت مع چار سو جوان
مسلح جو کار آزمودہ و جنگ دیدہ تھے ہمراہ لیکر گھر سے بر آمد ہوئے۔ رستہ مین حسن اتفاق سے
ایک سوداگر مسمی بہ خلف حسن بصری جو احمد خان کا یار غار تھا۔ دروازہ کے باہر کہڑا تہا۔ آگے
بڑھکے اُس طرز سے سلام کیا کہ بادشاہون کو کرتے ہین۔ احمد خان نے اُسکے سلام کو فال نیک
سمجھہ کے اُس سے کہا۔ جلد گھر چلے جاؤ۔ ایسا نہو کہ میری محبت کے سبب سے تجھہ پر کوئی مصیبت
نازل ہو جائے خلف حسن بصری نے کہا عیش و عشرت کیوقت آپکی رفاقت و مصاحبت
مین رہنا اور مصیبت و رنج کیوقت بیوفائی اختیار کرنا صاحبان وفا و مروت کے مذہب مین
پسندیدہ نہین ہے۔ مخدومی! جب تک میرے تن مین جان باقی رہیگی تب تک
ہرگز آپکے قدمون سے دوری اختیار نہین کرون گا۔ ٥

سرے کہ از تو بپیچد بریدہ باد چو زلف ۔ دلے کہ از تو بگردد سیاہ باد چو خال

اور عرض کیا جیسا کہ بادشاہون کو نوکر لائق کی ضرورت ہوتی ہے اُسیطرح بندگان حقیر
بہی بادشاہ کی نوکری کے محتاج رہتے ہین۔ اکثر اوقات سوئی سے وہ کام بر آمد ہوتا ہے
کہ نیزہ اُس کام مین عاجز ہوتا ہے جو کام قلمتراش سے ہوتا ہے۔ وہ کام شمشیر سے

نہین ہوسکتا ۔ اگر آپ مجکو خادمون کے زمرہ مین شریک فرمائین گے تو امیدوار ہوتا ہون
کہ اس خاکسار سے اکثر کار بستہ کشادہ ہون گے ؎

من ہیچو خاک و خارم و تو آفتاب و ابر   گلہا و لالہا ہمہ را تربیت کنی

خانخانان کو اُسکا اخلاص پسند آیا ۔ اُسکو ہمراہ لے لیا ۔ اور زبان سے کہا اگر مین بادشاہ ہونگا
تو میرا شریک و قسیم ہوگا ۔ پس وہان سے روانہ ہوکے خانان پور مین پہنچے وہان ایک مقام کیا ۔
اور دل مین ارادہ کیا اگر بادشاہ ہونگا تو قصبۂ مذکور کا نام رسول آباد رکھونگا ۔ اور اُسکو سادات
مکہ و مدینہ و کربلا و نجف اشرف وغیرہ پر وقف کردونگا ۔

احمد خان کا ہشیار و بیدار کو شکست دینا

صبح ہوتے ہی بیدار نظام الملک و ہشیار عین الملک خواب غفلت سے بیدار و ہشیار ہوئے ۔ احمد خان
کے فرار ہونیکی خبر سے پریشان و پراگندہ ہوکے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے ۔ تمام حقیقت
عرض کرکے تعاقب مین جانیکی رخصت حاصل کیے ۔ چار ہزار سوار اور چند ہاتی جنگی و نامی لیکر
احمد خان کے تعاقب مین روانہ ہوئے ۔ احمد خان نے بسبب قلت رفیقان و کثرت خصمان چاہا
کہ شہر مین داخل ہوکے بعض امرا و ارکان سلطنت کو اپنی رفاقت مین شریک کرے ۔ خلف حسن بصری اس
خیال سے مانع ہوا ۔ احمد خان نے سر پر سیاہ چتر جو منجملہ سامان شاہی سے ہے قایم کرکے حسن آباد گلبرگہ
و بیدر و کلیانی مین سفیر بھیجے ۔ بادشاہی ملازمین و شہر کے اوباش کو وعدہائے دل فریب سے
احمد خان کے پاس لا یا ۔ اور شہر کے اطراف مین جابجا گشت لگاتا تہا ۔ ابہی فیما بین جنگ
شروع نہین ہوا تہا کہ اسی اثنا مین دار الخلافت سے دوسری جمعیت ہشیار عین الملک و بیدار نظام الملک کی

اعانت و کمک کے لیے پہنچی۔ مخالفین نے چارون طرف سے احمد خان پر حملہ کیا۔ احمد خان کو گہیر لیے
احمد خان تنگ ہوئے رہا تہا۔ بادشاہی فوج آٹہہ ہزار تہی۔ اور احمد خان کے ہمراہ صرف ہزار سوار
تہے۔ اتفاق سے اُسوقت برار سے بنجارے دو ہزار بیل غلہ سے لدے ہوئے لاکے کلیانی کے
اطراف مین فروکش تہے۔ اسیطرح سوداگران لاہوری بہی سو گہوڑے لائے تہے۔ فتنہ و فساد کے
سبب سے کلیانی مین قیام پذیر تہے۔ خلف حسن بصری نے جو مقابلہ جنگ کی فکر مین تہا۔
احمد خان سے کہا کہ مقتضائے حال کے موافق چاہتا ہون کہ ہم اسوقت سوداگرون سے
گہوڑے خرید لین۔ اور بنجارون سے بیل مستعار مانگ لین۔ اور حسب رواج دکن رنگ رنگ
کی بیرقین نیزہ نی پر باندہ لین۔ پہر پیادو نکے ہاتہہ مین بیرقین دیکے بیلون و گہوڑون پر
سوار کرکے میدان جنگ مین لائین اور عین ہنگامہ جنگ مین مشہور کرین کہ امرائے جاگیردار
مع جمعیت امداد کیلئے آئے ہین شاید ہماری اس حکمت عملی سے ہشیار و بیدار کے دلون مین
خوف پیدا ہو جائے۔ اور وے فرار کا راستہ اختیار کرین۔ احمد خان نے خلف حسن بصری کی
تجویز پسند نہین کی۔ افواج شاہی قریب پہنچ گئی تہی اسلئے احمد خان قیام گاہ سے روانہ ہوا
مسافت طی کرتے ہوئے ایک درخت کے سایہ مین اُترا۔ حیران و پریشان تہا کہ عالم پریشانی مین
آنکہہ بند ہو گئی۔ یکایک عالم رویا مین دیکہا کہ ایک درویش تاج سبز دوازدہ ترک ہاتہہ مین تہام کر
احمد خان کے طرف آیا۔ احمد خان نے استقبال کرکے سلام کیا۔ فقیر نے مبارکباد دیکے
تاج اُسکے سر پر رکہا۔ کسی شاعر نے احمد شاہ ولی البہمنی کی بیعت شاہ نعمت اللہ ماہانی کی بابت کہا ہے

درد کن دست و خرقہ درماہان + تاج بخشند این چنین شاہان

از جہانگیری

اور کہا کہ یہہ تاج شاہی ہے ایک کامل بزرگ گوشہ نشین نے تیرے لئے بہیجا ہے۔ احمد خان
سنتے ہوے خواب سے اُٹہا۔ خلف حسن بصری سے خواب کا واقعہ بیان کیا۔ اور کہا ابتک مین
جنگ کے معاملہ مین متردد تہا۔ اب غیب سے بشارت ہوی ہے۔ جنگ کے لئے مستعد ہوتا ہون
پہلی آپنے جو تدبیر سوچی تہی اُسکو عمل مین لانا چاہئیے۔ پہر خلف حسن بصری آداب بجالاکے
مع دوسو سوار کلیانی مین پہنچا۔ شیرین زبانی و لطف بیانی سے گہوڑے سوداگرون سے اور بیل
بنجارون سے لئے۔ رات بہر مین بیرقین رنگین تیار کرکے تقسیم کردین۔ صبح کیوقت نقارہ بجاتے ہوے
جنگ کے لئے روانہ ہوئے۔ فوج کو میمنہ و میسرہ و قلب ترتیب دیکے آہستگی سے شاہی فوج کے
مقابلہ کیلئے کوچ کیا اور مشہور کیا کہ امرائے بہمنیہ جاگیر داران دکن احمد خان کے فیق بنگئے
دیکہو؟ دو تین کوس پر پہنچ گئے ہین۔ احمد خان کے سپاہ اس خبر و شہرت کے سننے سے دلیر
و مطمئن ہو گئے۔ اور جنگ کے لئے مستعد ہوئے۔ ہشیار عین الملک بیدار نظام الملک اگرچہ
اس کلام سے خوف زدہ ہو گئے تہے لیکن از روئے سپاہگری صف بندی کرکے میدان
جنگ مین آئے جب طرفین کی فوجین باہم مقابل ہو گئین اُسوقت خلف حسن بصری نے
سو گہوڑے افواج مزورہ کے سامنے قائم کرکے میدان کے ایک جانب سے نمودار کیا۔ ہشیار و بیدار
فوج مزورہ کو دیکہ کے یقیناً سمجہ گئے۔ کہ امرا و جاگیرداران بہمنیہ احمد خان کی امداد کیلئے
آئے بیقرار و متردد ہوئے ایسی حالت مین احمد خان نے ایکہزار سوار کے ساتہہ مخالفین
کے قلب پر حملہ کیا۔ ہشیار عین الملک بیدار نظام الملک نے دیکہا کہ امرائے میمنہ و میسرہ
بہاگ رہے ہین۔ خود بہی تہوڑی دیر کے بعد میدان معرکہ سے فرار ہوئے

چو شد روبرو ہردو قلب سپاہ — کشیدند شمشیر در رزمگاہ
دو لشکر در آمیخت با تیغ و تبر — بگردون بر آمد ز گیتی نفیر
چو فیروز شد خان خانان بجنگ — ز شادی برخسارہ آورد رنگ

احمد خان فتح وفیروزی سے محظوظ ہوکے فرار شدہ سپاہ کے تعاقب مین روانہ ہوا۔ غنائم سے اکثر گہوڑے وہاتی ہمدست ہوئے۔ گلبرگہ سے چند کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوا۔ گلبرگہ کے اکثر امرا احمد خان کے رفیق ہوگئے۔

فیروز شاہ کا احمد شاہ کے مقابلہ کیلئے گلبرگہ سے برآمد ہونا

فرشتہ وتحفۃ السلاطین ہومولفین نے لکہا کہ ہوشیار عین الملک وبیدار نظام الملک احمد شاہ کے مقابلہ سے بہاگ کر گلبرگہ مین آئے۔ اور احمد شاہ بہی اُن کے تعاقب مین حملہ کرتے ہوئے اور فراریونکا مال واسباب لوٹتے ہوے گلبرگہ کے قریب تک پہنچ گیا۔ اور چند کوس کے فاصلہ پر مع جمعیت فروکش ہوگیا۔ اکثر سپاہ فیروز شاہی احمد شاہ کے لشکر مین شامل ہوگئے۔ اور بعض امرا بہی ملحق ہوگئے فیروز شاہ بہمنی باوجود ضعف بیماری ہشیار عین الملک وبیدار نظام الملک کی ترغیب وتحریک سے حسن شاہ کو اپنا جانشین بناکے خود پالکی مین سوار ہوکے مع جمعیت تین ہزار سوار خاصہ خیل وتوپخانہ وفیلان جنگی احمد خان کی تنبیہ وسرکوبی کیلئے برآمد ہوا۔ احمد خان بہی اس خبر کے سنتے ہی مقابلہ کیلئے آگے بڑہا۔ گلبرگہ سے تین کوس کے فاصلہ پر طرفین کی فوج مین صف بندی شروع ہوئی۔ ابہی کشت وخون کا بازار گرم نہین ہوا تہا کہ یکایک فیروز شاہ غلبہ ضعف بیماری سے بیہوش ہوگیا۔ بیہوش ہوتے ہی لشکر مین شہرت ہوئی کہ فیروز شاہ فوت ہوگیا۔ اس خبر کے

شایع ہوتی ہے فیروزشاہی لشکر سے تمام خورد و بزرگ برآمد ہو کے احمد خان کے رفیق ہو گئے
ہوشیار و بیدار بادشاہ و لشکر کی حالت دیکھکے گھبرائے فوراً معرکہ سے بادشاہ کی پالکی اٹھا کے
قلعہ کی طرف لوٹ آئے جب قلعہ کے دروازہ مین پہنچے بادشاہ ہوش مین آیا۔ زمانہ کی شعبدہ بازی سے
تعجب کرنے لگا۔ احمد خان نے بھائی کا پاس ادب کر کے تعاقب نہین کیا۔ مگر میدان معرکہ سے
آکے قلعہ کے اطراف مین فروکش ہوا۔ ہوشیار عین الملک بیدار نظام الملک مع شاہزادہ حسن خان
قلعہ کے برج پر چڑھ کے توپ و تفنگ کے گولے برسانے لگے۔ اتفاقاً ایک توپ کا گولا احمد خان کے
خیمہ پر پہنچا اُسکے چند مقربین کو ہلاک کیا۔ احمد شاہ وہان سے برخاست کر کے قلعہ کے عقب
مین چلا گیا۔

احمد خان کا بادشاہ ہونا

تمام خاص و عام کے نزدیک آثار و علامات سے ثابت ہو رہا تھا کہ احمد خان تاج شاہی سے مشرف ہو گیا
وقت کا انتظار تھا۔ ہوشیار و بیدار مع شاہزادہ حسن خان اسبات کی کوشش و تدبیر کر رہے تھے
کہ احمد خان کو نیست و نابود کرین۔ لیکن تقدیر انکی تدبیر کی مخالف تھی۔ ہرچند کہ کوشش
کرتے تھے کامیاب نہین ہوتے تھے۔ احمد خان باوجود مخالفت برادر و برادرزادہ کا لحاظ ملحوظ
رکھتا تھا۔ نہین چاہتا تھا کہ ادب کے دائرہ سے قدم باہر رکھے۔ فیروزشاہ نے احمد خان کی حالت
دیکھکے شاہزادہ حسن خان سے کہا کہ ایجان بابا! بادشاہی لشکر و فوج سے ہوتی ہے۔ لیکن
جب لشکر و خلائق احمد خان کے طرف رجوع ہو جائین تو ایسی حالت مین میرے نزدیک
جنگ کرنا مناسب نہین ہے۔ پس مناسب یہی ہے کہ نزاع و فساد کو ترک کر کے آپکو اپنے عم بزرگوار کے

مطیع وفرمان بردار ہونا چاہیئے۔ نزاع وفساد سے بجز خرابی وتباہی کچہہ حاصل نہوگا۔ پس حسب الحکم
فیروز شاہ قلعہ کا دروازہ کہولدئے اور احمد خان خانخانان کو مع جملہ معتمدین قلعہ مین داخل
کرکے۔ فیروز شاہ کے پاس لیگئے۔ احمد خان بہائی کے قدمون پر سر رکہکے زار زار رونے لگا۔
اور عذر و معذرت کرنے لگا۔ اور یہہ دو بیتین پڑہین۔ **ابیات**

ازین سر نوشتہ ز سود و زیان　　فلک را بہانہ منم درمیان
ازینش ستاند بآنش دہد　　کند ہر چہ خواہد بما بر نہد

فیروز شاہ نے خوشی و مسرت کا اظہار کرکے الحمد للہ عزیزی! مین نے تجہکو اپنی زندگی مین
بادشاہ دیکہا واقع مین تو سلطنت کے لائق ہے لیکن محبت پدری نے مجکو اسبات پر آمادہ و مستعد
کیا تہا کہ مین اپنے فرزند حسن خان کو بادشاہ بناؤن اور اُسکو اپنا جانشین کرون۔ اب مین تجکو
خدا کے حوالے اور حسن خان کو تیرے سپرد کرتا ہون اُٹہہ مہمات سلطنت کا انتظام کر۔ اور مجہہ
مہمان چندروزہ کی خبرگیری کرتا رہ۔ پس احمد خان حسب الحکم برا اور اُسی روز کہ پانچوین تاریخ ماہ
شوال ۸۲۵ ہجری تہی تاج فیروز شاہی سر پر رکہا تخت فیروزہ پر جلوس فرمایا۔ اور ملقب بہ سلطان
احمد شاہ بہمنی ہوا۔ اور اپنے نام کا سکہ و خطبہ جاری کیا۔ امرا و وزرا نے حسب دستور مبارکبادی دی اُکی
نذرین دکہلائین۔ علماء و مشائخ و شعرا نے تہنیت مین اشعار برجستہ و جملات دعائیہ پڑہے۔ اُسوقت
بارگاہ کل مین آفرین و تحسین کا آوازہ زمین سے آسمان تک پہنچ گیا تمام حاضرین دربار سرور و سرور کی
نشہ مین مست تہے۔ اور زیادہ خوشی اسبات سے ہوئی کہ دونو بہائیون مین اتفاق ہوگیا۔ اور احمد شاہ
کا جلوس حسن اتفاق سے ہوا۔ خاص و عام احمد شاہ کے حسن اخلاق و محبت و پاس ادب نسبت برادر زادہ

وبرادر کو دیکہہ کے نہایت ہی خوشی مناتے تہے۔ اور فیروزشاہ کی دور اندیشی و انصاف پسندی کی بہی بے انتہا تعریف و توصیف کرتے تہے۔ اور کہتے تہے کہ فیروزشاہ نے انصافانہ وہوشمندانہ یہہ کام کیا کہ لخت جگر کی محبت کو بالائے طاق رکہا۔ شاہزادہ کی ولیعہدی منسوخ کر کے احمدشاہ کو تخت نشین فرمایا۔ اگر یہ کرتا تو لاکہوں اہل اسلام کی جانین ہلاک ہوتین۔ ملک و رعایا برباد وتباہ ہوتے۔ پہر احمدشاہ حسب الحکم برادر بزرگ فیروزشاہ مہمات سلطنت کے انتظام مین مشغول ہوا۔ اور بہائی کا معالجہ کرنے لگا۔ ہر روز صبح و شام برادر کی خدمت مین عیادت و سلام کیلئے حاضر ہوتا تہا تسلی و دلاسا دیتا تہا۔ فیروزشاہ احمدخان کو عدل و انصاف و حفاظت رعایا کی بابت نصیحت کرتا تہا۔ اور یہ بہی کہتا تہا کہ شاہزادہ حسن خان و دیگر اعزہ کو جو آپکے سپرد ہین حسن سلوک سے رکہنا چاہیئے۔

فیروزآباد کی آبادی و تعمیر کا ذکر

تحفۃ السلاطین کے مولف نے لکہا کہ گلبرگہ دار السلطنت مین بہمنیہ سلاطین کے عدل و انصاف کے سبب آبادی کثرت سے ہونے لگی۔ فیروزشاہ کے زمانہ مین بہت ہی بڑہ گئی تہی۔ زمین و مکان کی قیمت اُس درجہ کو پہنچی کہ ایک گز زمین ایک ہون کو میسر نہین آتی تہی۔ بیرون شہر بہی صدہا محلے آباد ہوگئے تہے۔ کثرت آبادی سے شہر و بیرون شہر کی آب و ہوا درست نہین رہتی تہی فیروزشاہ بہمنی کو مکانات دلکش و محلات فرح بخش کے بنانیکا زیادہ شوق تہا۔ تعمیر محلات کی ضرورت اس وجہ سے ہوتی تہی کہ فیروزشاہ زنان پری پیکر سے زیادہ رغبت رکہتا تہا۔ بناءً علیہ ایک شہر بہیورہ ندی کے کنارے آباد کیا۔ اُسکا نام فیروزآباد رکہا۔ اور اُسے اپنا تخت گاہ بنایا

اوسمین بازار و دوکانین نہایت ہی پاکیزہ و خوشنما و راستے کشادہ و دلکشا۔ اور گلیان فراخ و درست تعمیر کرایا۔ اور ایک قلعہ سنگین جسکا ایک حصہ ندی سے ملا ہوا تہا۔ نہایت ہی مضبوط گچ و سنگ سے بنایا۔ اور ندی سے نہر کاٹکے قلعہ مین لائی۔ اور ایسمین عمدہ عمدہ شاہانہ محلات عالیشان بنوائے۔ اور قلعہ مین بارگاہ گل و بارگاہ خاص بہی تیار کرایا۔ بارگاہ کی عمارت نہایت ہی بلند و فراخ تہی۔ اور محلات کو بیگمات پر تقسیم کیا تہا۔ ہر ایک محل بیگم کے نام سے مشہور ہوا بیگمات مندرجۂ ذیل تہین۔ اور ہر ایک بیگم کو تین تین خادمہ دیتا تہا محمود شاہ بہمنی کی دختر زوجۂ فیروز شاہ بہمنی ملقب بہ ملکہ جہان تہی۔ تمام بیگمات سے رتبہ مین زیادہ مانی جاتی تہی۔ تمام اُسکی تعظیم کرتے تہے۔ چونکہ ملکہ دکنی المولد تہی اسلئے اُسکا محل دکنی محل کہلاتا تہا۔ یہ محل تمام محلات سے بہتر و افضل تہا۔ ملکہ کی خدمت مین تین خادمہ سے زیادہ ہوتی تہین بادشاہ نے ملکہ کو خادمہ وغیرہا کی بابت مستثنےٰ رکہا تہا۔ ملکہ کی یہ عظمت خاندانی و آبائی تعلق کیوجہ سے تہی۔ دوم نمبر عربی محل کا تہا۔ بادشاہ عربی زبان سے زیادہ رغبت رکہتا تہا۔ عرب کی فصاحت وبلاغت سے بہت مانوس تہا۔ عربی محل مین نو خادمہ کہتا تہا۔ عربی محل مین ایسی عورت نہین جاسکتی تہی جو عربی زبان سے واقف نہو۔ تاکہ عربی زبان غیر کلام سے مخلوط نہو جائے۔ ایسا ہی فارسی محل کا حال فارسی محل کے لئے بہی نو خادمہ کی اجازت تہی۔ اور ترکی محل و چرکسی محل و روسی محل و گرجی محل۔ و خطائی محل۔ و افغانی محل۔ و بنگالی محل۔ و گجراتی محل۔ راجپوتی محل۔ و تلنگی محل و کنہڑی محل۔ و مرہٹی محل۔ وغیرہا کیلئے تین تین خادمہ تہین۔ بادشاہ یہ تمام زبانین جانتا تہا اور ہر ایک بیگم سے اُسی زبان مین تکلم کرتا تہا۔ محلات کی بیگمات سے ایسا تعلق و محبت رکہتا تہا

کہ ہر ایک کہتی تھی کہ بادشاہ مجھہ ہی کو زیادہ دوست رکھتا ہے۔ غرض یہہ تمام محلات قلعہ مین قطار در قطار تھے۔ بادشاہ نے اسبات کا ایک قانون مقرر کر دیا تھا۔ جب کوئی خادمہ یا بیگم فوت ہو جائے تو اسکا قائم مقام بعینہٖ قائم کرتا تھا۔ اس کام کیلئے عرب و عجم مین اُسکے وکلا و سفرا مقرر تھے ضرورت کیوقت مطلوبہ دستیاب کرکے حضور مین بھیجدیتے تھے۔ یہہ شہر کثرت باغات سے نمونہ کشمیر بنگیا تھا۔ بیرون شہر ندی کے کنارے کثرت باغات سے سیراب و شاداب تھا۔ فیروز شاہ اکثر اوقات فیروزآباد ہی مین رہتا تھا۔ یہ شہر اگرچہ بہت وسیع و فراخ نہین تھا۔ لیکن شہرت کے تمام صفات سے موصوف تھا۔ نہ بہت بڑا نہ بہت چھوٹا متوسط درجہ کا تھا۔ وہان کی آب و ہوا صاف و پاکیزہ تھی۔ بادشاہ کا قلعہ کے بالا حصار پر ندی کے جانب ایک مکان مسمّی تماشا منزل تھا۔ فیروز شاہ سیر و تفریح کیلئے اُسی تماشا منزل مین شام کیوقت رونق افروز ہوتا تھا۔ مکان خوشنما پر فضا اسم بامسمّیٰ تھا۔ یہی شہر فیروز شاہ کے زمانہ مین طغیانی کی وجہ سے غرق آب و نذر سیلاب ہوگیا تھا۔ چنانچہ طغیانی کا ذکر گذر چکا۔ یہان اعادہ کی ضرورت نہین طغیانی کے بعد بادشاہ کو ایسا موقع نہین ملا کہ دوبارہ شہر کو آباد کرتا۔ خراب و ویران ہوگیا۔ خرابی کے تھوڑے زمانہ کے بعد بادشاہ بھی عالم بقا کو روانہ ہوگیا۔ فیروزآباد ویران و خراب ہوا۔ پھر کسی نے اُسطرف توجہ نہین کی

تیاری حوض فیروز و گنبد کا ذکر

فیروز شاہ نے تخت نشین ہونیکے بعد گلبرگہ مین ایک حوض فیروز بنوایا تھا۔ حوض دہ در دہ تھا۔ اہل شہر حوض کے پانی سے مستفید ہوتے تھے۔ اسیطرح اپنے پیر شاہ کمال کا گنبد بلند بنوایا۔ اور اُسی گنبد کے قریب اپنے لئے بھی گنبد پختہ و سنگین تیار کرایا تھا جسب الوصیت وفات کے بعد اُسی گنبد مین

مدفون ہوا۔ حوض فیروز کا نام ونشان باقی نہین رہا۔ مگر دونون گنبد گلبرگہ مین موجود ہین۔
اور بلدہ ایلچپور برار مین قدیم بارگاہ کل کے سوا جدید بارگاہ کل بنوایا تہا۔ اور اُسکا نام ملکشا منزل
رکہا تہا۔ یہہ بارگاہ قلعہ مین تہا۔ امتداد زمانہ ورنگ آمیزی دور نے عمارت کو نیست و نابود کردیا
اور اُسکا نام ونشان باقی نہین چہوڑا۔ فی زماننا مکان و قلعہ کے کہنڈر افتادہ دکہلائی دیتے ہین
اسیطرح حسب الحکم قلعہ نرنالہ وگاویل گڈہ کی ازسرنو تعمیر و ترمیم کی گئی۔ علاوہ این اکثر تالاب و
مساجد بادشاہ کے یادگار ہین۔

مالگذاری وزمین وزراعت کا ذکر

بہمنیہ سلاطین کو مخالفین کی مدافعت سے ایسی مہلت نہین ملی کہ مالگذاری و زمین و زراعت کا انتظام کرین انکا
اکثر زمانہ مخالفین کی لڑائیون و معرکون مین گذرا۔ محاصل کا وہی طریقہ قدیم جو راجگان دیرینہ کا مروج
تہا جاری رکہا۔ ہان کمی بیشی ہوجاتی تہی۔ اسیطرح مفید عام کام مثلاً تالاب و نہرین اہل اسلام نے
بہت ہی کم کئے۔ دکن مین جسقدر تالاب و چشمے ہین اکثر راجگان سلف کے یادگار ہین۔ اس کام مین
اہل صنام اہل اسلام پر بڑہ گئے۔ اور اکثر قلعجات دکن بہی زبان حال سے کہہ رہے ہین کہ ہم راجگان سلف
کے آثار دیرینہ ہین۔ اور اُن کے نقش ونگار وکتبے گویا زبان قال سے بتلا رہے ہین کہ ہم متقدمین
کے یادگار قدیم ہین۔ سلاطین اسلام نے دکن مین بمقابلہ اہل صنام تعمیرات عمارات مین بہت کم
حصہ لیا ہے۔ لیکن اہل اسلام اہل صنام کے عمارات مفیدہ مثلاً تالابون وقلعون وغیرہ کی
تعمیر و ترمیم کرتے رہے۔ اور اُن کے یادگار قدیم کو زمانہ کے صدمات و حادثات سے محفوظ رکہا
اہل اسلام کا یہہ کام تعریف کے لائق ہے۔ اسیطرح اہل اسلام نے ہنود ذمیہ خراجگذار و رعایا برار کی

مذہب مین مداخلت نہین کی ۔ نہ اُن کے بتخانے توڑے ۔ ہان مخالفت و محاربہ کے وقت مین
بتون کو توڑے اور بتخانون کو نیست و نابود کئے اسیطرح ہنود نے بہی مقابلہ کیوقت مین مسلمانون کے
مساجد و منابر کے ساتہہ وہی سلوک کیا جو اہل اسلام نے کیا تہا ۔ ایسے نظائر بہت کم ملینگے کہ
اہل اسلام نے ہنود و یہود وغیرہ کے معابد ذمی و خراجگذار ہونیکے بعد منہدم و مسمار کئے ہین ۔ مورخین
اسلام و غیر اسلام نے کوتاہ بینی سے تعصبًا خلاف واقع بادشاہون کی تعریف و ثنا مین اس قسم کے فقرات
لکہہ دئے ہین کہ یہہ بادشاہ قاتل کفار و مکسّر اوثان و اصنام تہا ۔ حامی دین و اسلام
مورخین اسلام کے ان فقرات خوشامد آمیز و کلمات خصومت انگیز سے باہم ایسی عداوت و نفرت قائم
ہوگئی کہ باہم ایکدوسیرکو نفرت سے دیکہتے ہین ۔ مذہبًا ایک دوسیرکو گمراہ سمجہتا ہے ۔ اس مذہبی خلاف سے
دنیوی معاملات و تمدنی تعلقات مین باہم تزلزل و خلل پیدا ہوجاتا ہے ۔ اور دنیوی کاروبار
و تمدنی تعلقات کی عمارت متزلزل و مضمحل ہوجاتی ہے ۔ اسلام کے اصول و فروع نہایت درست
ہین ۔ اگر اہل اسلام اصول و فروع کے رستہ پر ثابت قدم و راسخ دم ہوجائین ۔ اور تعصب مذہبی کو
بالائے طاق رکہین تو کبہی مسلم و غیر مسلم مین باہم فتنہ و فساد برپا نہین ہوگا ۔ دنیا کے کارخانہ مین
تمدن کی کل برابر چلتی رہیگی ۔ دنیا مین فتنہ و فساد ہر مذہب کے علمائے ظاہری کی غلط فہمی سے
برپا ہوتا ہے ۔ یہہ حضرات دین و دنیا کے امور باہم ملا دیتے ہین ۔ اور مذہب کو تمدن مین شریک
کردیتے ہین ۔ اس سبب سے خلط ملط ہوکے نتیجہ خراب پیدا ہوتا ہے اگر علمائے ظاہری اسلام ہر ایک کو
یعنی دین و دنیا کو اپنی اپنی جا پر رکہتے تو کبہی خلل و باہم فتنہ و فساد نہوتا ۔ اسیطرح اہل اصنام
کو براہمہ و پنڈتون نے تعصب کے شکنجہ مین گرفتار کیا ہے جاہلان عقلا کے ہاتہہ مین کاٹ کے

پتلون کی مانند ہین کچھہ اختیار نہین رکھتے - برا ہمہ جس پہلو بٹھائین بیٹھہ جاتے ہین جس بات کی
ترغیب دین اُسکی طرف رجوع ہو جاتی ہین - بیچارے پتلون کی صلاح و فلاح انہین پیشواؤن کے
دست قدرت مین ہے ہمارے اسلام مین بہی اہل اسلام عُلما و مشایخ کے مقلد ہین - جو کچھہ یہہ بزرگ
فرماتے ہین اُن کے حکم کی تعمیل کرتے ہین خود بیچارے خیر و شر مین تمیز نہین کر سکتے - فی زمانا
علما و مشائخ ایسے ہین کہ مذہب و تمدن مین فرق نہین سمجھتے مذہب تمدن کو لازم ملزوم قرار دیتے
ہین - ان غلط فہمیون سے صدہا سلطنتین برباد و تباہ ہوگئین - اور اکثر خاندان بزرگان سلف
خاک مین مل گئے - خدا تعالے ہر مذہب کے مقلدین کو راہ راست پر لائے - اور اُنکو نیک ہدایت کرے
آمین ثم آمین - آجکل طرفین کے علما تعصب کے دریا مین غوطہ کہا رہے ہین - بلکہ یہہ کہنا چاہئے کہ
غرق ہو گئے - اُن کی نجات تعصب کے ترک کرنے مین ہے - جب تک تعصب ترک نہ کرین گے
نجات نہین پائینگے -

فیروز شاہ بہمنی کی وفات

فرشتہ و ملحقات وغیرہ کے مولفین نے لکھا کہ احمد شاہ کے جلوس کے بعد فیروز شاہ بہمنی دس روز تک
بیماری کی حالت مین صاحب فرش رہا - آخر پندرہ تاریخ ماہ شوال ۸۲۵ھ ہجری بہشت بریں روانہ ہوا
تمام پسماندون کو رنج و غم مین مبتلا کیا - احمد شاہ نے بہائی کی تجہیز و تکفین کی تیاری کی -
امرا و وزرا و تمام ارکان دولت رعایا و سپاہ جمع ہوئے - فرشتہ نے لکھا کہ مرحوم کا جنازہ شاہانہ
شان و عظمت کیساتھہ اُٹھا کے آبا و اجداد کے پہلو مین دفن کئے - الخ لیکن مفرح القلوب کے
مولف نے لکھا کہ فیروز شاہ کو حسب الوصیت اُسکے تیار کئے ہوئے گنبد مین جو شاہ کمال پیر کے

پہلو مین تیار کرایا تہا دفن کئے ۔ مؤرخ کا قول فرشتہ کے قول سے اصح وارجح ہے ۔ فیروز شاہ کی مدت سلطنت پچیس سال ساتہہ مہینے پندرہ دن ۔ مدت عمر ۶۵ سال بقول بعض ۷۰ سال یا ۶۲ سال مدفن دارالسلطنت گلبرگہ ۔ اولاد شاہزادہ حسن خان و چند لڑکیان تہے ۔ اور فرشتہ نے لکہا کہ بعض کتب سے معلوم ہوا کہ احمد شاہ نے اپنے ہمشیرزادہ شیر خان کی تحریک سے بہائی کا گلا گہونٹ دیا الخ میرے نزدیک فرشتہ کی یہ روایت اعتبار کی حد سے کوسون دور ہے ۔ احمد شاہ سراپا رحم و محبت تہا اور نہایت ہی رقیق القلب و صوفی المشرب تہا ممکن نہین کہ اس قسم کا فعل اُس سے صادر ہووے اس لئے کہ احمد شاہ کو بہائی کے جانب سے کسی قسم کا اندیشہ و خوف نہین تہا ۔ خود بہائی نے اُسکو اپنی زندگی مین بادشاہ بنا دیا تہا ۔ ہان اگر احمد خان تخت نشین نہ ہوتا تو یہہ گمان کہ قتل کیا ۔ عوام کے نزدیک یقین سے مبدّل ہو جاتا ۔ والعلم عنداللہ ۔ تاریخ نظامی کے مولف نے لکہا کہ فیروز شاہ بہمنی کے زمانہ مین سلطنت بہمنیہ کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا تہا ۔ قوت و طاقت بہت بڑہ گئی ۔ خزانہ شاہی آباد و سامان بادشاہی کثرت سے جمع ہو گیا تہا ۔ سوار و پیادہ کی تعداد بہی دو لاکہہ سے زیادہ تہی ۔ فیلخانہ مین فیلان جنگی تین سو سے زائد تہے علی ہذالقیاس اسپان ترکی و عربی و عراقی کے متعدد طویلے تہے ۔ اور شترخانہ مین اونٹ قطار در قطار تہے آلات حرب جنگ و سامان توپ و تفنگ یعنے گولون کے تودے پڑے ہوے اور باروت کے کوٹہے بہرے ہوئے تہے ۔ سلح خانہ و توشہ خانہ و آبدار خانہ وغیرہ کارخانجات بہی معمور تہے ۔ فیروز شاہ نے عمر بہر مین چوبیس مرتبہ مخالفین سے جنگ کیا اکثر مین کامیاب و فتح یاب ہوا سوائے صرف بیجانگر کے آخر حملہ مین شکست کہائی تہی ۔ اسی شکست کے صدمہ سے بیمار ہو گیا ۔ چاہتا تہا

تلافی مافات کرے لیکن بیماری نے ایسا عاجز کیا کہ کچھہ کر نہ سکا۔ آخر احمد شاہ نے دیورائے والی بیجانگر سے فیروز شاہ کا بدلا لیا۔ مدکل و رایچور وغیرہ کو دوبارہ تصرف مین لایا۔ فیروز شاہ بہمنی کے عہد مین مہاراجہ بیجانگر سے سالانہ خراج تینتیس لاکہہ تنکہ طلا لیا جاتا تہا۔ اور ملک کرناٹک پائین گہاٹ و بالا گہاٹ و تلنگانہ سے تا راجمندری بہمنیہ کے تصرف مین تہا۔ محمود شاہی کے مولف نے لکہا کہ فیروز شاہ نے خلف حسن بصری مخاوی کی معرفت سے تیس ہزار کے عربی و ترکی گہوڑے خرید کئے تہے۔ نصف رقم دی گئی تہی۔ اور نصف رقم باقی تہی انتہی کلامہ۔

سلطنت احمد شاہ بہمنی کا انتظام

نظامی کے مولف نے لکہا کہ احمد شاہ فرمان روائی کے آداب و ملک کشائی کے اصول سے واقف کامل تہا اور علم و فضل کی صفت سے موصوف تہا۔ فیروز شاہ کے ساتہہ متعدد معرکون مین شریک رہا۔ اور خود دست بشمشیر ہو کے مخالفین سے میدان جنگ مین مقابلہ کرتا تہا۔ تمام پائین گہاٹ و بالا گہاٹ کرناٹک و تلنگانہ و برار احمد خان ہی کی قوت بازو سے فتح ہوا تہا۔ تجربہ کار و ہوشیار و کار آزمودہ تہا تخت نشین ہونیکے بعد مہمات سلطنت کا انتظام شروع کیا۔ فیروز شاہی انتظام مین کچھہ تغیر نہین کیا مگر بعض خدمات قدیمہ پر جدید عہدہ دار مقرر کئے۔ اور امرا و وزرا و مشائخ و علما و فقرا و شعرا کو صلات و عطیۂ جاگیرات سے ممتاز فرمایا۔ تمام بادشاہ کے احسان و کرم کے شکر گذار ہوے بادشاہ کے دربار مین امرا و مشائخ و فقرائے ذیل حاضر رہتے تہے۔

اسمائے حاضرین دربار مع عہدہ و خدمت

خلف حسن بصری مخاوی ملک التجار۔ وکیل السلطنت ۔ ہوشیار عین الملک۔ امیر الامرا ۔ بیدار نظام الملک سپہ سالار دولت آباد

عبداللطیف مخاطب بخان اعظم - خواجہ بیگ المخاطب قلندرخان - عبداللہ خان کابلی
سرلشکر تلنگانہ داروغہ گلبرگہ - منصب دوصدی حاکم جنیر منصب صدی

خسرو بیگ اوزبک - خواجہ حسن اردستانی - عالم خان مہدوی - لودہی خان مہدوی
اتالیق شاہزادگان استاد تیر اندازی امیر صدہ امیر صدہ

دلاور خان مہدوی - سید حسن بدخشانی - میر فرخ بدخشانی - میر علی سیستانی -
امیر صدہ امیر صدہ امیر صدہ امیر صدہ

میر علی کرد - قاسم بیگ صف شکن - عبدالقادر بن محمد عیسیٰ بن محمود عماد الملک
امیر صدہ منصب پانصدی و جاگیردار کلہر سر سلحداران منصب دو صدی

مولانا عبدالغنی - مولانا نجم الدین - عبداللہ خان بن بہادر خان - شیخ حبیب اللہ جنیدی
صدر مفتی امیر صدہ مصاحب

میر شمس الدین قمی - خواجہ عماد الدین سمنانی - سیف اللہ حسن آبادی - عزیز خان
مصاحب مصاحب مصاحب مغرب

ملا شرف الدین مازندرانی - مجنون سلطان - شاہقلی سلطان - قراخان کرد
خوشنویس شاہزادہ چنگزی شاہزادہ چنگزی

رستم خان مازندرانی - بہادر خان اوزبک

احمد شاہ کے فتوحات کا ذکر

فرشتہ نے لکہا کہ سلطان احمد شاہ نے تمام اہل دربار و خاص و عام کو اپنے حسن اخلاق

واتفاق سے مطیع وفرمان بردار بنالیا۔ اور سرحد گجرات پر معتبر امرا روانہ کیئے۔ اور اُسطرف سے
مطمئن ہوکے عزم بالجزم کیا کہ دیورائے والیٔ بیجانگر سے فیروز شاہ کا انتقام لینا چاہیئے۔ اور اُس
شکست کے داغ کو مٹانا تاکہ لوگون کے دلون مین سلاطین بہمنیہ کی وقعت وعظمت قائم رہی سازوسامان
کی تیاری مین مشغول ہوا۔ اور آلات جنگ فراہم ہونے کے بعد مع چالیس ہزار سوار جرار ہمراہ لیکر
کرناٹک روانہ ہوا۔ دیورائے احمد شاہ کی خبر سنکے مقابلہ کے لئے مستعد ہوا۔ چونکہ اُسکو پہلا واقعہ یاد تہا
اسلئے جنگ کے تمام سامان مہیا کرلیئے۔ اور اطراف کی فوج بلاکے اور رائے ورنگل سے بہی امداد
وکمک طلب کی۔ جب اطراف کی فوجین آکے جمع ہوگئین تب مع جمعیت اہل اسلام کے نیست ونابود
کرنیکے لئے برآمد ہوا۔ اور تنگبہدرا کے کنارے مع جمعیت فروکش ہوا۔ تنگبہدرا کے کنارے کے
دوسرے جانب احمد شاہی مسافت طی کرکے آیا۔ اور دیورائے کے مقابل اوتر پڑا۔ چونکہ دیورائے کی
فوج مین تخمیناً دس لاکہہ پیادہ توپچی وکمانداز تہے۔ ہر رات چورون کی طرح آکے مسلمانون کے
لشکر مین خرابی وبربادی کرتے تہے۔ اکثر گہوڑے وآدمیون کو مار ڈالتے تہے۔ اس لئے
احمد شاہ نے حفاظت کیلئے دوہزار توپخانہ کے چہکڑے رومیون کی طرح لشکر کے اطراف مین
قائم کردئے تاکہ غنیمون کے چورون کو لشکر مین داخل ہونیکا موقع نہ ملے۔ یہہ چہکڑے ہی مسلمانون
کے دمدمے تہے۔ اور چالیس دن تک تنگبہدرہ کے کنارے طرفین کی فوجین پڑی رہین۔
دریا دونون مین حایل تہا۔ اس کنارہ پر دیورائے کے جسقدر گانون وشہر تہے اہل اسلام نے
تمام غارت کئے۔ اور بہت کوشش کرتے تہے کہ ہندو کنہڑ تنگ عاجز ہوکے دریا سے
عبور کرکے آئین اور مقابلہ کرین۔ لیکن اہل اسلام کی یہہ تدبیر کچہہ مفید نہوئی۔ آخر احمد شاہ نے

تمام امرا و اہل مناصب کو جمع کرکے لڑائی اور تنگبہدرا سے عبور کی بابت مشورہ کیا۔ پس تمام نے
قرآن کی قسم کہاکے اس بات پر اتفاق کیا کہ کل دریا سے عبور کرکے جنگ و جدال کا میدان
گرم کرنا چاہیے۔ لیکن جب یہہ خبر رائے کے لشکر مین منتشر ہوگئی۔ بناءً علیہ ورنگل کے راجہ نے
مغرب کیوقت بیجانگر کے راجہ کی رفاقت سے الگ ہو کے اپنے ملک کیطرف مراجعت کی۔
پہر قبل از صبح عالم خان و لودی خان و دلاور خان وغیرہ سرداران بہمنیہ مع دس ہزار جمعیت
دریائے تنگبہدرہ سے عبور کرکے دشمن پر حملہ آور ہوئے۔ قریب صبح رائے کے لشکر کے قریب
پہنچے۔ اُس روز بسبب اتفاق دیو رائے اپنے مقربین کیساتہہ سیر و تفریح کیلئے لشکر سے
برآمد ہو کے نیشکر کے باغ مین ایک کنارہ پر سویا ہوا تہا۔ اہل اسلام نیشکر کے باغ مین نیشکر
لوٹنے کے لئے گئے۔ دیو رائے اہل اسلام کو دیکہتے ہی سمجہا کہ میرے گرفتاری کیلئے آتے ہین
نہایت ہی بیقرار ہوا مضطربانہ نیشکر کے باغ مین چلا گیا۔ لشکریون نے گنّے کے باغ کو
ایسا لوٹا کہ اُسمین کہین سبزی کا نام و نشان باقی نہین رہا۔ یعنے تمام گنّے توڑ لئے چلتے وقت
چند سپاہیون نے دیو رائے کو دیکہا۔ باغبان سمجہکر اسکو پکڑ لیا۔ اور اُس کے سر پر گنّون کا گٹھہ لاد دیا
بیچارہ دیو رائے خاموش رہا کچہہ نہین بولا۔ زندگی کو غنیمت سمجہہ کے بوجہ سر پر اُٹھائے ہوئے
اُن کے ساتہہ گیا۔ تہوڑی دیر کے بعد شور و غل ہوا کہ احمد شاہ مع جمعیت دریا سے اُتر کے
آیا اور دیو رائے مفقود ہے ابہی تہوڑی رات باقی تہی کہ دیو رائے کی فوج متفرق ہوگئی۔ اہل
اسلام تاخت و تاراج مین مشغول ہوئے۔ اور گنّون سے زیادہ میٹہی چیزون کی جستجو کرنے لگے
دیو رائے نے فرصت پاکے فرار کا رستہ اختیار کیا۔ دوپہر کیوقت ایک اپنے امیر کے پاس پہنچ گیا

اور شاہی چتر سر پر رکھکے اپنی صورت دکہائی۔ پہر امرا و سپاہ اُسکے پاس جمع ہو گئے۔ لیکن پہر
دیورائے مقابلہ کیلئے نہین آیا۔ بامرلاچاری بیجانگر چلا گیا۔ اور وہان پناہ گیر ہوا۔ چونکہ اہل اسلام
بیجانگر کئی مرتبہ جا چکے تہے اُسکی مضبوطی و سنگینی دیکہہ چکے تہے۔ اسلئے احمد شاہ بیجانگر کیطرف
متوجہ نہین ہوا۔ بلکہ کرناٹک کے پائین گہاٹ و بالاگہاٹ پر حملہ کیا۔ اور تاخت و تاراج کا بازار گرم
کیا۔ اور محمد شاہی عہد و پیمان کو بالائے طاق رکہا۔ نہایت سختی و بیرحمی کا طریقہ اختیار کیا
جہان اہل اسلام پہنچتے تہے حسب الحکم قتل عام کرتے تہے۔ اور بتخانون کو توڑتے تہے اور گایون کو
ذبح کرتے تہے۔ وقایع نگارون و مخبرین کے ذریعہ سے معلوم ہوتا کہ بیس ہزار ہنود مقتول ہوے
تو بادشاہ ایک جشن عظیم الشان منعقد کرتا تہا۔ اور نہایت ہی خوشی مناتا تہا۔ اور خوشی کے
نقارے بجواتا۔ اور چار بتونکی مورتین حسن آباد گلبرگہ بہیجدین کہ حضرت سید محمد الحسینی گیسودراز
قدس سرہ کے آستانہ مبارک پر ڈالدین تاکہ زائرین کی پاانداز ہی مین لکد کوب ہوتے رہین۔
چونکہ اہل اصنام نے فیروز شاہ کی شکست کیوقت خلاف عہد اہل اسلام پر زیادہ سختیان و
بے رحمیان کی تہین اسلئے احمد شاہ نے بہی انتقاماً بلا لحاظ عہد و پیمان مسلمانونکے قتل و تباہی کا
خوب ہی بدلا لیا۔ ہندؤن کی تباہی و ہلاکی مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین رکہا۔ اگر ابتدا مین
اہل صنام مسلمانون کے ساتہہ خلاف عہد نکرتے تو اہل اسلام جنکی راستبازی اہل صنام کے
نزدیک مسلم ہے کبہی خلاف عہد نکرتے۔ فرشتہ نے لکہا کہ اسی تاخت و تاراج مین ایام
نوروز آئے۔ بادشاہ مع جمعیت ایک پرفضا حوض کے کنارہ پر فروکش ہوا۔ شکار دوست
تہا ایک روز شکار کیلئے لشکر سے برآمد ہوا۔ شکار کے شوق مین ایک ہرن کے پیچہے گہوڑا دوڑایا

لشکر سے چھہ کوس کے فاصلہ پر دور ہو گیا۔ ساتھہ کے رفقا جو دو سو تھے وہ بہی اِدہر اُودہر شکار کی
تلاش مین چلے گئے تھے۔ مخالفین کے پانچہزار سوار اسی تلاش مین باہم عہد و پیمان کرکے
پہر رہے تھے۔ اور اکثر گہات مین رہتے تھے اُنکو معلوم ہوا کہ بادشاہ شکار کے تعاقب مین تنہا ہے،
اس خبر کے سنتے ہی گہات سے برآمد ہوئے۔ اور بادشاہ کے تعاقب مین دوڑے۔ بادشاہ نے
پہچان لیا۔ بیقرار و پریشان ہوا۔ لیکن ہوشیار و تجربہ کار تہا استقلال و دلیری کے ساتھہ
اِدہر اُودہر دیکہنے لگا۔ دور سے ایک چار دیواری دیکہی جسکو کسی کسان و دہقان نے جانور باندہنے
کیلئے بنائی تہی اُسکی طرف تیزی سے متوجہ ہوا۔ چند کنی خدام بہی ہمرکاب تہے۔ ابہی
چار دیواری تک نہین پہنچے تہے کہ رستہ مین ایک نالہ آگیا۔ اور مخالفین بہی پہنچ گئے۔ باہم
تیرون سے جنگ شروع ہوا۔ ہمراہی خادم مقتول ہو گئے۔ قریب تہا کہ قتل یا گرفتار ہو جائے
کہ یکایک وہ دو سو رفیق تیرانداز جو شکار کے تعاقب مین چلے گئے تہے۔ اور ہنود سے
مقابلہ کرنے لگے۔ بادشاہ نالہ سے اُترکے برق و باد کی طرح چار دیواری مین پہنچ گیا۔ رفقا
بہی لڑتے ہوے چار دیواری مین آئے۔ اور وہان دمدمہ قائم کرکے مقابلہ کر رہے تہے۔ ہندو
پانچہزار تہے مسلمان دو سو سے بہی کم تہے۔ بیسر و سامان حیران و پریشان تہے۔ بس تیرانداز
مغل سید حسن بدخشی و میر فرخ بدخشی و میر علی سیستانی و میر علی کرد و عبید اللہ کابلی
و خسرو بیگ اوزبک و خواجہ حسن اردستانی و خواجہ بیگ قلندر و قاسم بیگ صف شکن
وغیرہم نے مقابلہ مین بہادری و مردانگی کی ایسی داد دی کہ تحسین و آفرین کے مستحق ہوے
اکثر تیرانداز مارے گئے۔ اور مخالفین نے دیوار توڑنا شروع کیا۔ جسقدر دیوار ٹوٹتی تہی اسیقدر

بادشاہ کا دل ٹوٹے جاتا تہا۔ بادشاہی لشکر مین ایک شخص عبدالقادر بن محمد عیسیٰ بن محمود
بن عماد الملک سرسلحداران تہا۔ دو صدی منصب رکہتا تہا۔ اُسنے خیال کیا کہ ہمارا بادشاہ
تنہا شکار کے لئے گیا ہے ملک بیگانہ ہے ایسا نہو کہ دشمن بادشاہ کو گہیر لے۔ اسلئے دو تین ہزار
سوار شاہی خاصہ خیل ہمراہ لیکر بادشاہ کی تلاش مین نکلا۔ دور سے یہہ ہنگامہ دیکہہ کے
دوڑ آیا۔ دیکہا کہ دشمنون نے بادشاہ کو گہیر لیا ہے۔ اب مارا جاتا ہے یا گرفتار ہو جاتا ہے
فی الفور مخالفین پر حملہ کیا۔ سخت جنگ کے بعد غالب ہوا۔ ہزار ہندو مقتول ہوے اور پانسو
مسلمان بہی۔ آخر بادشاہ نے عبدالقادر سرسلحدار کی ہوشیاری و مددگاری سے نجات پائی
ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت۔ بادشاہ عظیم الشان کا باوجود ہزارہا پیادگان
و سواران ایسی مصیبت و محنت مین مبتلا ہونا اور آخر اُسکا انجام بخیر ہونا عجائب و غرائب زمانہ
سے ہے۔ احمد شاہ نے اُسی روز اس خدمت کے صلہ مین عبدالقادر سرسلحداران کو برادر
جان بخش و یار حق گذار لقب اور خانجہان خطاب اور منصب دو ہزاری عطا کرکے برار کا
سرلشکر کیا۔ اور اُسکے بہائی عبداللطیف کو جس نے معرکہ مین کمال بہادری کا اظہار کیا تہا
خان اعظم خطاب و منصب دو ہزاری دیکے تلنگانہ کا سرلشکر بنایا۔ خان جہان عمر رسیدہ تہا
چالیس برس تک برار مین مستقل طور پر حکمرانی کرتا رہا۔ لیکن آخر فتح اللہ عماد الملک نے جو اُسکے
غلامون سے تہا اُسکو قتل کرکے برار کا بادشاہ ہوا۔ چنانچہ اُسکا ذکر طوائف الملوک دکن مین
آئیگا۔ اور اسیطرح احمد شاہ تیر اندازون کو خلعتہائے فاخرہ و خدمات لائقہ سے سرفراز
فرمایا۔ اور مناصب مناسب عطا کئے۔ عطا و کرم کے لوازم مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین کیا

سید حسن بدخشی و میر فرخ بدخشی و میر علی سیستانی ہر ایک کو منصب سہ صدی و خطاب خان سے
ممتاز کیا۔ اور قاسم بیگ صف شکن منصب پانصدی و جاگیر کلہر سے سرفراز ہوا۔ اور خواجہ بیگ نے
خطاب قلندر خان اور منصب دو صدی پاکے گلبرگہ کا داروغہ ہوا۔ اور میر علی کرد جسنے بیجانگر کے
ایک سپہ سالار کو قتل کیا تھا ملقب بکا فرکش ہوا۔ اور منصب ہزاری بھی پایا۔ اور عبید اللہ خان کابلی
منصب صدہ پاکے بلدہ جنیر کا حاکم ہوا اور خواجہ حسن ارد ستانی و خسرو بیگ اوزبک وغیرہ امیران
صدہ ہوئے۔ چونکہ تیر اندازی کی بدولت بادشاہ کی جان سلامت رہی اسلئے احمد شاہ نے خلف حسن بصری
کو حکم دیا کہ تین ہزار تیر انداز عراقی۔ و خراسانی و ماوراء النہری و رومی و عرب مقرر کرین اور تمام
امرا کو حکماً ترغیب دی کہ فن تیر اندازی سیکھنے مین کوشش کرین اور اپنی اولاد کو تیر اندازی سکھلائین
شاہزادون کو تیر اندازی سکھلانیکے لئے خواجہ حسن اردستانی و خسرو بیگ اوزبک مقرر کئے گئے۔
ان واقعات مذکورۂ بالا کے بعد احمد شاہ مع تمام جمعیت سوار و پیادہ کوچ کرکے بیجانگر مین داخل ہوا
اور قلعہ پر محاصرہ کیا۔ اور کامیابی و تسخیر کی تدبیر کرنے لگا۔ راجہ کو ایسا تنگ کیا کہ وہ لاچار ہوکے
صلح کا خواہان ہوا۔ احمد شاہ سے صلح ان شرائط پر قرار پائی کہ کئی سال کا خراج چڑھا ہوا ہاتیون پر لادکے
اپنے فرزند کے ہمراہ نقارہ و سرنا و نفیر وغیرہ باجے بجاتے ہوئے بھیجے۔ اس باجے سے راجہ کی اہانت
منظور تھی۔ بیچارے راجہ نے بامر مجبوری تمام شرائط قبول کین۔ تیس ہاتیون پر خراج لادکر اپنے
فرزند کے ہمراہ نقارے بجاتے ہوئے بھیجا۔ جب راجہ کا بیٹا آیا تو حسب الحکم امرا نے اسکا استقبال
کیا۔ اور بادشاہ نے اُسکو اپنے پاس بٹھایا۔ اور خلعت و کمر و خنجر مرصع اور بیس گھوڑے عراقی
و عربی۔ اور بیس گھوڑے ترکی و بدخشی اور پانچ ہاتی اور پانچ چیتے اور پانچ شکاری کتے اور

تین باز عطا کئے۔ بیجانگریون نے اس قسم کے گھوڑے وغیرہ کبھی نہین دیکھے تھے۔ صلح کے بعد بادشاہ نے وہان سے کوچ کیا۔ اور راجہ کے لڑکے کو کشنا کے کنارہ سے رخصت کیا۔

دکن کا قحط اور احمد شاہ کا ولی ہونا

جب احمد شاہ فیروزی و کامیابی کے ساتھہ دار السلطنت گلبرگہ مین آیا۔ اس سال مین قلت بارش کیوجہ سے ایسا سخت قحط واقع ہوا تھا کہ تمام تالاب نہرین سوکھہ گئین۔ باولیون کے پانی بھی خشک ہو گئے تھے۔ اکثر مواشی و جنگلی درندہ و چرندہ بے آبی کیوجہ سے مر گئے۔ بادشاہ نے خزانہ کا دروازہ کھولدیا۔ اور سپاہ کو اعانتہً دیا۔ اور انبار خانجات شاہی کے دروازے بھی کھولدئے غلہ غربا و مساکین پر تقسیم کردیا۔ مشکل سے یہہ سال تمام ہوا۔ اور دوسرے سال بھی قحط کے آثار نمود ہوئے احمد شاہ گھبرایا۔ علما و مشائخ کو نماز استسقا کیلئے بھیجا۔ مگر کچھہ اثر مؤثر نہین ہوا۔ لوگ مصائب مین مبتلا ہوئے۔ مویشی اور آدمی بھوک سے مرنے لگے۔ لوگ احمد شاہ کی سلطنت کو منحوس کہنے لگے۔ بادشاہ کو اسبات سے زیادہ رنج ہوا۔ ایکروز خود نماز استسقا کیلئے گیا۔ ایک بلند ٹیلہ پر چڑہ کے چند رکعت نماز ادا کی۔ اور نہایت عاجزی سے زمین پر سر رکھہ کے زاری کرنے لگا۔ اُسیوقت آسمان پر ابر آیا۔ اور مینہہ برسنے لگا۔ بادشاہ بہت ہی خوش ہوا۔ اور کہا مین آب رحمت سے نہین بھاگتا ہون تمام کے کپڑے پانی مین تر ہو گئے۔ لوگ گھبرا گئے۔ اور چلانے لگے۔ اے احمد شاہ ولی تیری ولایت معلوم ہو گئی۔ اب شہر کی طرف مراجعت کرتا کہ ہم تمام آرام پائین چنانچہ بادشاہ تر ہو گیا تھا۔ بھانہ جو تھا عین بارش مین دار السلطنت مین آیا۔ اُسوقت سے احمد شاہ ولی مشہور ہوا۔

ورنگل کے تسخیر کا ذکر

جب قحط رفع ہوگیا تب ۸۲۸ہ ہجری مین احمد شاہ نے ورنگل کے راجہ پر چڑہائی کی۔ اوّلاً گولکنڈہ
مین آیا۔ خان اعظم عبداللطیف کو وہان سے بطور ہراول ورنگل روانہ کیا۔ اور آپ ہی ایک مہینہ
بیس روز کے بعد روانہ ہوا۔ اثنائے راہ مین تہا کہ ورنگل کا فتح نامہ آیا۔ اُسمین لکہا ہوا تہا کہ جب
خان اعظم ورنگل کے اطراف پہنچا۔ اُسوقت رائے تلنگانہ نے لشکر فراہم کرکے مقابلہ کیا۔ طرفین مین
خوب خونریزی ہوئی جانبین کے سپاہ مجروح و مقتول ہوئے مگر آخر حملہ مین راجہ مع ساتہہ ہزار فوج
تلنگہ مقتول ہوا۔ اور ورنگل بہمنیہ بلا زحمت کے تصرف مین آیا۔ بادشاہ فتح نامہ کے مضمون سے بہت ہی
خوش ہوا۔ نہایت خوشی و فراغت سے ورنگل گیا۔ اور وہان کے تمام خزائن و دفائن پر جو راجہ کے
آبا و اجداد نے تغلق کے تاخت و تاراج سے بچاکے زمین کے گوشون مین محفوظ رکہا تہا۔ متصرف
ہوا۔ اور اس فتح کے صلہ مین عبداللطیف کو دس ہاتی بزرگ جنگی نامی۔ اور بیس ہاتی کو چک
اور ایک پدک مرصع اور چار تسبیح مروارید و چالیس ہزار ہون عنایت کرکے تلنگانہ کے دوسرے
شہرون کے تسخیر کیلئے مقرر فرمایا۔ عبداللطیف حسب الحکم دو چار مہینہ تک بلاد تلنگانہ مین پہرتا رہا۔
اس مدت مین اکثر بلاد تلنگانہ مسخر کرکے جا بجا تہانے قائم کرکے
بادشاہ کی ملازمت سے ورنگل مین مشرف ہوا۔ پہر دوبارہ بادشاہ نے عبداللطیف کو انعام و عطیات سے
سرفراز کرکے بعض وارثین تلنگانہ کے استیصال کیلئے مقرر فرمایا۔ وارثین تلنگانہ اکثر مستحکم قلعون
مین پناہ گزین تہے اور اہل اسلام سے مقابلہ کیلئے مستعد ہوتے تہے۔ اور بمدافعت کیلئے کہڑے ہوجاتے
تہے۔ اور خود بادشاہ نے فیروزی و کامیابی کے ساتہہ دار السلطنت مین مراجعت کی۔ اور عبداللطیف نے

تلنگانہ کے تمام قلعہ داروں و زمینداروں کو دو تین مہینہ میں نیست و نابود کر دیا۔ اور تلنگانہ کے تمام قلعوں و شہروں پر متصرف ہوگیا۔ راجگان تلنگ کی حکومت اسی تاریخ سے منقرض ہوگئی۔ بخلاف فرشتہ محمود شاہی کے مولف نے اس واقعہ کو ۸۲۵ھ ہجری میں لکھا ہے

قلعہ ماہور و کلم کی فتح و فیروزی کا ذکر

فرشتہ نے لکھا کہ احمد شاہ بہمنی نے بیجانگر و تلنگانہ کی کامیابی کے بعد چھہ مہینے دار السلطنت گلبرگہ میں آرام سے بسر کئے۔ کشائش و فیروزی کی خوشی میں متعدد جشن منعقد کئے۔ ہر ایک جشن میں سپاہ و سپاہ سالاروں کو انعام و صلات سے سرفراز کرتا رہا۔ پھر بقول فرشتہ ۸۲۹ھ ہجری و بقول تاریخ محمود شاہی ۸۲۶ھ ہجری میں قلعہ ماہور و کلم پر جو بہمنیہ سلاطین کے تصرف سے نکلکر ایک زمیندار کے قبضہ میں تھا حملہ کیا۔ زمیندار مقابلہ کی تاب نہ لاسکا صلح و امان کا خواہاں ہوا۔ احمد شاہ نے صلح و امان کا وعدہ کرکے قلعہ کو مسخر کرلیا۔ لیکن چونکہ زمیندار نے فیروز شاہ کے زمانہ میں بھی امان نامہ لیکے صلح کرلی تھی۔ پھر صلح کے بعد بغاوت کرتا تھا اور شرارت سے باز نہیں آتا تھا۔ بنائً علیہ احمد شاہ نے بخلاف شرع اسلام و عرف عام خلاف عہد اُسکو مع پانچ چھہ ہزار اہل اصنام قتل کرڈالا۔ اُن کے لڑکے اور لڑکیاں کو قید کرکے اسلام کے دائرہ میں داخل کر دیا۔ احمد شاہ نے زمیندار کی شرارت پر بہت ہی سختی و بیرحمی کی اور عمل ناجائز کو جائز قرار دیا۔ انصاف و داد کی پیشانی پر بدنامی کا دہبہ لگا دیا۔ خلاف وعدگی شاہانہ شان کے خلاف ہے۔ اور عہد شکنی اسلام کی راستبازی کو بدنام کرنیوالی ہے۔ افسوس احمد شاہ نے اپنے جد بزرگوار علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی کی بھی پیروی نہیں کی۔ دیکھو حسن کے مقولات و معمولات سے ہی کہ اگر کوئی شریر

سرکش مجھہ سے معافی مانگیں تو اُسکو معاف کرونگا۔ اگر وہ پھر شرارت کرے اور معافی چاہے تو پھر معاف کردونگا۔ اگر اسیطرح وہ معافی مانگتا رہیگا تو مین اُسکو معاف کرتا رہونگا۔ اور کبھی خلاف وعدہ نہین کرونگا۔ ایفاء وعدہ و عفو مین جو لطف و مزہ ہے انتقام و خلاف مین نہین ہے۔ اس قسم کے صفات سے بادشاہ کی عظمت و شان خلائق کے دلون مین مؤثر ہوتی ہے۔ اور بادشاہ کی محبت خاص و عام کے قلوب مین نقش کالحجر ہوجاتی ہے۔ یہی خاص و عام ضرورت کیوقت بادشاہ پر جان و مال فدا کرتے ہین۔ بادشاہ انہین سچے جان نثارون کی دلیری و بہادری سے کامیاب ہوتا ہے۔ انتہی کلامہ

اور کلم کے حصار کو بھی مسخر کرلیا۔ یہہ دونون مقام اور قلعے راجہ کے تصرف مین تھے۔ صلحًا دونون پر قابض ہوگیا۔ فرشتہ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف کلم مین الماس کی کان تھی۔ اور اسیر گونڈواڑہ کا راجہ متصرف تھا۔ اور محمود شاہی نے لکھا کہ دونون مقام یعنی ماہور و کلم مین الماس کی کان تھی۔ اور یہہ دونون کہانین راجہ کے قبضہ مین تھین۔ احمد شاہ بہمنی دونون مقام کے کہانون پر بھی قابض و متصرف ہوا۔ اور دونون مقام مین متعدد مساجد بنا دین۔ اور مساجد مین مُقری و موذن و خادم و روغن چراغ مقرر کردیا۔ اور بلدۂ ایلچپور برار مین تقریبًا ایک سال تک قیام پذیر ہوا قلعہ کاویل گڈہ و قلعہ نرنالہ برار کی تعمیر و ترمیم کی۔ اور قلعون مین آلات حرب و آدات ضرب بیشمار جمع کردئے۔ اور دیگر ضروری سامان کے بھی انبار لگادئے۔ اس سامان و آلات حرب کے فراہم کرنے سے یہہ غرض تھی کہ مملکت گجرات و خاندیس و مالوہ کو جو امیر تیمور گورگان نے سلطان فیروز شاہ کو عطا کیا تھا مسخر کرے۔ اور ان ممالک کے مسخر کرنے کے بعد بیجانگر کی تسخیر مین کوشش کرے

ہوشنگ شاہ والی ماندو کا حملہ اور شکست

تحفۃ السلاطین و فرشتہ کے مورخین نے لکھا کہ جب ہوشنگ والی شادی آباد ماندو احمد شاہ کے ارادہ
تسخیر مالوہ سے واقف ہوا تو اُسنے نرسنگہ والی کہرلہ کو جو بہمنیہ کا خراج گذار تہا اپنے ساتہہ
شریک ہونیکی ترغیب دی۔ نرسنگہ نے قبول نہین کیا۔ پہر ہوشنگ نے باتفاق والی خاندیس
دو دفعہ اُسپر فوج کشی کی۔ ہر ایک مرتبہ شکست پاکے بہزار خرابی و بربادی مراجعت کی۔ پس ہوشنگ شاہ
متواتر شکستون سے غضبناک ہوکر تیسرے مرتبہ امرائے معتمدین و افسران معتبرین کو روانہ کیا
امرا و افسرون نے نرسنگہ کے علاقہ کو تاخت و تاراج خراب و ویران کردیا۔ اور اُسکے بعض پرگنات
پر قابض و متصرف ہوگئے۔ نرسنگہ اُنکی مدافعت کے لئے فوج فراہم کرنے لگا۔ ہوشنگ نرسنگہ کی آمادگی
و مستعدی کی خبر سنکے خود حملہ آوری کیلئے مستعد ہوا۔ نرسنگہ نے بیتابانہ ۸۳۲ھ ہجری مین ایلچی مع
عرضداشت سلطان احمد شاہ کی خدمت مین بہیجا۔ اور عرض کیا کہ ہوشنگ شاہ والی مالوہ مع جمعیت
بیشمار اس خیرخواہ کی مملکت پر حملہ کرنیوالا ہے۔ مین سلطان فیروز شاہ کے زمانہ سے ابتک سلاطین بہمنیہ
کا حلقہ بگوش و تابعدار ہون۔ اور اطراف کے حکام جانتے ہین کہ مین بہمنیہ سلاطین کے خراج گزارون سے
ہون پس ایسی حالت سراسر مصیبت مین میری اعانت کیجئے اور جلد میری دادرسی فرمائے
سلطان احمد شاہ نے فوراً عبد القادر المخاطب بخانجہان حاکم برار کے نام فرمان واجب الاذعان
بہیجا۔ کہ فرمان پہنچتے ہی جمعیت فراہم کرکے نرسنگہ کی امداد و کمک کے لئے جائے۔ اور خود بہی ۸۳۳ھ ہجری
کے شروع مین مع چہہ ہزار سوار بہ بہانہ شکار روانہ ہوا۔ شکار کرتے ہوئے ایلچپور برار مین پہنچ گیا۔ ابہی
ہوشنگ شاہ اپنی مستقر حکومت سے برآمد نہین ہوا تہا۔ اسلئے بہمنی شکار مین مشغول و مصروف
رہا۔ اسی شکار کے شغل مین دو مہینہ گذر گئے۔ ہوشنگ نے بہمنی کے توقف کو بزدلی پر محمول کرکے

کہڑلہ پر حملہ کیا۔ تاخت و تاراج کے بعد قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اور سنجی کرنے لگا۔ سلطان احمد شاہ بہمنی خبر سُنکے کہڑلہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اسی اثنا مین ملا عبد الغنی صدر و ملا نجم الدین مفتی وغیرہ علمائے بہمنی سے کہا کہ آج تک شاہان بہمنیہ نے اہل اسلام سے جنگ نہین کیا ہے۔ اس بدنامی سے پرہیز کرنا چاہیے خاص صورت موجودہ مین کہین گے کہ کافر ہندو کی حمایت مین مسلمانون سے جنگ کرتے ہین۔ بادشاہ بہمنی اُس مقام تک پہنچ گیا تہا کہ ہوشنگ کی فوج سے بیس کوس کا فاصلہ تہا۔ بہمنی علما کے کلام سے متاثر ہوا۔ اور ہوشنگ سے لڑنا مناسب سمجہا ایک سفیر ہوشنگ شاہ کے پاس بہیجا۔ اور پیغام دیا کہ نرسنگہ ہمارا خراج گزار ہے بمقتضائے محبت اُس سے پرخاش نہ کیجئے۔ اور اپنے مستقر حکومت کو مراجعت فرمائے اور مین بہی حسب ہدایت علمائے دین کوچ کرتا ہون۔ ابہی بہمنی کا سفیر ہوشنگ کے لشکر مین نہین پہنچا تہا کہ اہل دکن نے کوچ کیا۔ ہوشنگ بادشاہ بہمنی کے پیغام سے ناخوش ہوا اور اس غرور مین تہا کہ احمد شاہ کی فوج پندرہ ہزار سے زیادہ نہین ہے اور میری فوج تیس ہزار سے زائد ہے۔ احمد شاہ کو عاجز و بزدل سمجہہ کے تعاقب مین روانہ ہوا۔ منزل بمنزل برابر تعاقب کئے جاتا تہا۔ احمد شاہ نے جب ہوشنگ کی زیادتی حد سے زیادہ دیکہی علما کو بلایا۔ اور اُنسے کہا جو کچہہ مجہہ پر واجب لازم تہا بجالایا۔ ذلت و ناموسی کو گوارا کیا۔ کلہہ کوچ کر کے فلان ندی یا نالہ کے کنارے قیام کرتا ہون جو مقابل ہوگا۔ اُس سے مقابلہ کرونگا۔ بمقتضائے حدیث جو کچہہ عذاب و عقاب و عتاب ہوگا مخالف و عاصی پر ہوگا۔ پس علما سے تجویز کر کے دوسرے دن فوج ترتیب دیا چار سو فیلان جنگی جا بجا نگاہ رکہا۔ میمنہ عبد القادر خانجہان۔ میسرہ عبد اللہ خان نبیرۂ اسمعیل مُخ۔ قلب شاہزادہ علاء الدین کے سپرد کیا۔ اور خود دس ہزار سوار انتخابی اور بارہ ہاتہی

ہمراہ لیکر دست چپ کے جانب گہاٹ مین بیٹہا۔ ہوشنگ شاہ غافلانہ روزانہ کے موافق بید بٹرک
تعاقب مین آیا۔ اُسوقت ہوشنگ کے ساتہہ سترہ ہزار سوار تہے لشکر کو ترتیب دینے وصف بندی
کی مہلت نہین ملی ناچار جنگ وجدال کا میدان گرم ہوا۔ بہادران مالوی ودکنی برسون سے
باہم جنگ ومقابلہ کے آرزومند تہے کشتہ خون مین اپنے اپنے ہنر وجوہر دکہلائے۔ زمین و
وآسمان سے اپنے ہنرون کے داد پائے

نظم

دو لشکر بصحرا کشیدند فوج — دو دریای آتش برآورده موج

شد از هر دو سو لشکر آراسته — قیامت ز روی زمین خاسته

نمودند شیرازن بفرد سوار — بمیدان یکی با یکی کارزار

چو راه هوا بسته شد بر عقاب — ز دیده نهان شد بروز آفتاب

طرفین سے سپاہ مالوی ودکنی ہاتہون مین تلوار وسپر لیکے باہم لڑنے لگے۔ اسقدر طرفین کے
سپاہ قتل ہوئے کہ میدان جنگ مین جابجا کشتون کے تودے دکہلائی دیتے تہے۔ جب
دار وگیر کا ہنگامہ گرم ہورہا تہا اُسوقت احمد شاہ بہمنی نے کمین گاہ سے برآمد ہوکے ہوشنگ شاہ
کے لشکر پر حملہ کیا۔ ہوشنگ کا لشکر مقابلہ کی تاب نلا کے میدان سے بہاگنے لگا۔ اہل دکن
نیزہ وتلوار ہاتہہ مین لیکر تعاقب کرنے لگے۔ تخمیناً دو ہزار سپاہ مالوی قتل ہوئے۔
دکنیون نے انکا مال واسباب لوٹ لیا۔ ہوشنگ کی ملکہ مع دو لڑکیان ودو سو ہاتی
دستگیر ہوئے۔ اور ایسی حالت مین نرسنگ خراج گزار بہمنی محاصرہ سے برآمد ہوکے فراریون کے
تعاقب مین روانہ ہوا۔ اور رستہ مین انکا مال واسباب غارت کیا۔ اس معرکہ مین اہل اسلام

واہل اصنام بہت قتل ہوے۔ سلطان احمد شاہ بہمنی نے بہت افسوس کیا۔ ہوشنگ کے عیال و اطفال
کو خلعت و انعام دیکے معتمدین کے ہمراہ عزّت و اکرام کے ساتھہ مالوہ روانہ کیا۔

سلطان احمد شاہ کا کہڑلہ مین جانا نرسنگہ کے مہمان ہونا

جب سلطان احمد شاہ بہمنی ہوشنگ کے معرکہ سے فتح و فیروزی کے ساتھہ کامیاب و فارغ البال ہوا
تب نرسنگہ خراجگزار بہمنیہ مع فرزندان بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ کی عنایت
و اعانت کا نہایت ہی شکریہ ادا کیا۔ اور بادشاہ کو کہڑلہ لیگیا۔ نہایت تکلّف و تجمّل سے بادشاہ کی
مہمانی کی اور نذرانہ و پیشکش لائق و تحائف نفائس پیش کئے۔ منجملہ تحائف و نذرانہ ایک سین
الماس و یاقوت و مروارید تہے۔ اور دوسرے امرا و سپاہ سالارون کو بہی تحائف و نفائس دئے
بادشاہ و امرا کی خاطرداری و مدارات مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔ اور انکی تعظیم
و تکریم کے لوازم پورے ادا کئے۔ بادشاہ دو تین روز کہڑلہ مین مہمان رہا۔ پہر دار السلطنت کیطرف
مراجعت کی نرسنگہ بطور مشایعت مع فرزندان بادشاہ کے ہمراہ قصبۂ ماہور تک آیا۔ بادشاہ نے
نرسنگہ اور اُسکے فرزندون کو خلعتہاے خاص سے سرفراز کرکے کہڑلہ روانہ کیا۔ نرسنگہ اور اُس کے
فرزند مدۃ العمر سلاطین بہمنیہ کے خراج گزار و فرمان بردار رہے۔ دیکہو احمد شاہ بہمنی نے انصافاً
اپنے ذمّی خراج گزار کی اعانت و حمایت مین کوتاہی نہین کی۔ ہوشنگ شاہ مسلمان کی
ہندو کے مقابلہ مین ذرہ برابر رعایت و جانبداری نہین کی۔ بیچارۂ ہندو کو مسلمان ظالم کے
ہاتہہ سے رہا کیا۔ اور ہندو کے جان و مال کی ازروئے معاہدہ حفاظت کی۔ اسلام کی راستبازی
و حُسن معاہدہ کی تصدیق کی۔ احمد شاہ صوفی مشرب تہا۔ اہل اسلام و اہل اصنام کیساتہہ

حسن سلوک سے پیش آتا تہا۔ فقرا دوست و مشائخ پرست تہا۔ سادات و علما کی بہت ہی عزت و آبرو کرتا تہا۔

احمد شاہ بہمنی کا حسن اعتقاد حضرت سید محمد الحسینی گیسو دراز پر

سلطان احمد شاہ بہمنی درویش دوست و پیر پرست تہا۔ سادات و علما و مشائخ کی تعظیم کرتا تہا حسن عقیدت و صدق ارادت سے ملتا تہا۔ سلاطین بہمنیہ پہلے شیخ سراج جنیدی کے مرید ہوا کرتے تہے۔ لیکن احمد شاہ آپکی بیعت کرکے حضرت کے مریدون مین شریک ہوا۔ اور آپ سے زیادہ اعتقاد اسوجہ سے تہا کہ آپ سے سلطنت کی خوشخبری بادشاہ ہونے سے پہلے ہی سُنی تہی۔ آخر آپکی خوشخبری واقع کے مطابق پائی۔ آپکی بہت عزت و آبرو کرتا تہا۔ اور اہل دکن بمصداق الناس علی دین ملوکہم جوق جوق آپ کے دائرہ ارادت مین داخل ہوتے تہے۔ اور آپ سے نہایت ہی اعتقاد رکہتے تہے۔ دکنیون کا اعتقاد حضرت کی نسبت اُس درجہ پر تہا کہ ایک شخص نے دکنی سے پوچہا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم زیادہ بزرگ ہین یا سید محمد گیسو دراز قُدِّس سرّہٗ۔ دکنی نے جواب دیا کہ ہمارے رسول اللہ اگرچہ پیغمبر خدا ہین لیکن سبحان اللہ ہمارے مخدوم سید محمد گیسو دراز چیز دیگر ہین۔ حضرات ناظرین اس جواب سے اہل دکن کا اعتقاد اُنکی اور ان کے اولاد کی نسبت قیاس کرسکتے ہین کہ کسقدر رہتا۔ احمد شاہ نے آپ کے خانقاہ و مریدین کے اخراجات کیلئے چند قصبات و دیہات سرکار گلبرگہ سے وقف کردئے تہے۔ اور ایک خانقاہ بزرگ فقرا کے لئے اور مکان پختہ آپ کے عیال و اطفال کے لئے بنا دیا تہا۔ فرشتہ نے لکہا کہ عادل شاہیہ زمانہ تک اکثر دیہات حضرت کی اولاد کے تصرف مین تہے۔ سلاطین بہمنیہ و طوائف الملوک کے بعد بہی تیموریہ سلاطین کے قبضہ مین آئے۔ تیموریہ سلاطین نے بہی مشائخ

وبزرگون کے ساتھہ وہی سلوک جاری رکہا جیسا کہ بہمنیہ کے زمانہ مین تہا۔لیکن تجدید سند عطا کرکے بدستور سابق وقدیم جاگیرات بحال رکہے۔بلکہ بہ نسبت سابق جدید مین اضافہ کیا۔تیموریہ سلاطین کے بعد ہمارے سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ نے بہی حضرت کے خاندان وباقیات الصالحات کے ساتھہ بدستور سلاطین پیشین وہی حسن سلوک وحسن اعتقاد جاری رکہا۔بلکہ سالانہ نذر ونیاز ومنت ومراد وبتقریب عرس شریف مین ہزار ہا روپیہ خرچ کئے جاتے ہین۔جب اعلیحضرت بندگانعالی وہان تشریف لیجاتے ہین تونہایت اخلاص وعقیدہ سے زیارت فرماتے ہین۔اور مزار شریف پر بہت نذرانہ چڑہاتے ہین۔اور سجادہ صاحب ومجاورین وخدام کو انعام سے سرفراز کرتے ہین۔ حضرت قدس سرہ کی کرامات صادقہ وکرشمات کاملہ سے ہے کہ سلاطین بہمنیہ کے زمانہ سے اب تک اہل دکن آپسے ویسا ہی اعتقاد رکہتے ہین اور آپکی کرامات صادقہ جاریہ کو صدق دل سے مانتے ہین اور حضرت سے انجام مرام کیلئے التجا کرتے ہین حسب اعتقاد فائز المرام ہوتے ہین۔آپکے جود فائض الجود سے گلبرگہ مجمع البرکہ ہوا۔اور دکن کے بلاد مین بزرگی وشرف کی صفت سے موصوف ہوا۔مثلاً عرف عام مین گلبرگہ شریف بولا جاتا ہے۔ہمنے آپکی سوانح عمری محبوب ذی المنن تذکرۂ اولیاء دکن مین شرح وبسط کے ساتھہ مفصل لکھی ہے۔یہان مجمل ومختصر پر اکتفا کیا۔تذکرہ زیر طبع ہے۔عنقریب تذکرہ طبع ہوکے شایع ہوگا۔ناظرین ملاحظہ سے محظوظ ہون گے۔

احمد شاہ کا بیدر مین آنا اور اُسکو آباد کرنا

فرشتہ نے لکہا کہ احمد شاہ ہوشنگ کے معرکہ سے مراجعت کرکے بارادۂ شکار مع فرزندان ومقربان بیدر مین آیا۔ایکروز شکار کی تلاش یا تعاقب شکار مین لشکر سے جدا ہوکے میدان صحرا مین طواف کرنے لگا

اور شکاری پرندون کو چھوڑ دیا۔ اور سیر و تماشا مین مشغول ہوا نظم

بنالیدن درآمد طبلک باز | درآمد مرغ صید افگن بپرواز
زیکسو جرّہ بازان سبک خیز | بخون صید کردہ پنجہا تیز
وزان سوے دگر شاہین بپرواز | ربودہ نقد جان از کبک دراز

سیر کرتے ہوے اُسی صحرا مین ایک میدان کشادہ دیکہا نہایت ہی سیراب و تازہ۔ اقسام کے شگوفون و گلون سے پیراستہ اور رنگ برنگ کے پودون سے پیراستہ تہا بیت

زہر سو چشمۂ چون آب حیوان | چراغ لالہ ہر جانب فروزان
شقائق رستہ و سبزہ دمیدہ | نسیم صبح جیب گل دریدہ

یکایک اُس صحرا مین ایک لومڑی دیکہی۔ اور شکاری کتّون کو اُسپر چھوڑ دیا۔ اور آپ سیر و تماشہ مین مشغول ہوا۔ لومڑی بہاگتی تہی۔ اور اپنی حفاظت کرتی تہی۔ کتّے تعاقب مین دوڑ رہے تہے لومڑی قابو مین نہین آتی تہی۔ آخر جب عاجز ہوی بمقتضاے بیت وقت ضرورت چو نماند گریز ؛ دست بگیرد سر شمشیر تیز۔ کتّون پر حملہ آور ہوئی۔ پس بادشاہ لومڑی کی دلیری دیکہہ کے تعجب کرنے لگا۔ اور اس اتفاقی بہادری کو سمجہا کہ یہان کی آب و ہوا کی تاثیر سے ہے عزم بالجزم کیا کہ یہان ایک شہر آباد کرکے دارالحکومت بنانا چاہیے۔ تمام مقربین سے مافی الضمیر بیان کیا

شہنشہ بہ پیران سخن بر کشاد | کہ اینک بر و بوم فرخ نہاد
بسازم من اینجا یکے خوب جاے | کہ باشد بہ شادی مرا رہنماے
برآرم یکے قلعہ از سنگلاخ | بود اندرو باغ و ایوان و کاخ

نشستن گہے بر فرازم چو ماہ — چنان کز بود در خور تاج و گاہ
یکے شہر سازم بدینجائے من — کہ خیرہ بماند درو انجمن

تمام مقربین نے بادشاہ کی رائے سے اتفاق کیا ؎

اے مبارک پے شہنشاہے کہ حاصل میکنند — اختران در آسمان از طلعتت نیک اختری

اور سب نے بالاتفاق کہا اے بادشاہ جو کچہہ آپکا خیال ہے درست و بجا ہے۔ یہہ مقام وسط دکن ہے اور یہان کی آب و ہوا بہ نسبت دیگر بلاد ہندوستان بہتر ہے۔

زمین بیدر کی کیفیت

فرشتہ نے لکھا کہ مین نے ہند کے اکثر شہر دیکھے۔ لیکن خوبی و لطافت مین کوئی شہر بیدر کا نظیر نظر نہین آیا بیدر کی زمین شنجرف کے مانند سرخ ہے۔ یہان بارش کا موسم بہترین موسم ہوتا ہے۔ ایام بارش مین کہین کیچ و دلدل نہین ہوتا ہے۔ شہر کے اطراف مین دس کوس تک زمین سرخ ہی ہے۔ اور اسمین چپیدگی نہین ہے۔ سیر و شکار و آمد و رفت مین مواشی و آدمیون کے پاؤن و سم گل آلود نہین ہوتے۔ بدن و کپڑون پر سرخی اثر کرتی ہے۔ اور یہان اکثر خراسان و عراق کے میوے پیدا ہوتے تہے۔ خواجہ محمود گاوان نے موجودہ میوون کو ترقی دی تہی۔ اور امرود و انگور و انجیر وغیرہ میوہ جات کے باغات کثرت سے لگائے تہے۔ اور بیدر کی زمین زرخیز مین صلاحیت دیکہہ کے زعفران کی بہی کاشت کی تہی۔ زعفران کثرت سے ہوتا تہا۔ لیکن خواجہ کے بعد کسی نے اس کام کی طرف توجہ نہین کی۔ اگر توجہ کرتے تو ملک و رعایا کے لئے مفید ہوتا۔ فی زماننا اگر اس نادر چیز کے کاشت کے طرف توجہ کیجائے تو فائدہ و ناموری سے خالی نہوگا۔ ہنود کی روایت سے

معلوم ہوتا ہے کہ یہہ شہر قدیم زمانہ مین راجایان دکن کا دار السلطنت تہا۔ یہانکا راجہ بہی بیجانگر کے راجہ کی طرح مہاراج مانا جاتا تہا دکن کے چہوٹے چہوٹے راجہ اُسکو خراج دیتے تہے۔ تمام تلنگانہ و مرہٹہ واڑہ اُسکے زیر حکم تہا۔ راجاؤن کے زمانہ مین بیدر کی تجارت و صنعت ترقی پذیر تہی۔ وہان کے راجاؤن سے راجہ بہیم سین نہایت دلیر و بہادر سخی و عادل تہا۔ راجہ نل مالوی اُسکی لڑکی مسماۃ دمن پر غائبانہ عاشق ہوا تہا۔ ہندوستان مین دونون کی عاشقی و معشوقی کا قصہ مشہور ہے۔ شیخ فیضی ملک الشعرائے اکبری نے حسب الحکم جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہند دونون کا قصہ فارسی زبان مین منظوم کیا۔ اور اُسکا نام نلدمن رکہا۔ فی زماننا مطبوع ہوگیا ہے۔ جسکو مطالعہ کا شوق ہو کتاب کو خرید کرکے دیکہے۔

بیدر کا وجہ تسمیہ

بیدر کے وجہ تسمیہ مین مورخین مختلف الاقوال ہین۔ بعض کا قول یہہ ہے کہ جس مقام مین شہر بیدر بسایا گیا۔ وہان بانس بن تہا۔ بانی شہر نے بانس بن کو قطع کرکے شہر بسایا تہا۔ اس تعلق کیوجہ سے اُسکا نام بیدر رکہا گیا۔ کثرت استعمال سے واو بار ہوحدہ سے بدل ہوکے بیدر ہوگیا۔ بعض کا قول یہہ ہے کہ شہر کے بانی کا نام بیدر تہا۔ اُسیکے نام سے شہر بیدر مشہور ہوا۔ قوم بیڈر جو بہادر و نڈر مشہور ہین اسی راجہ کے نسل سے ہین۔ اکثر قدیم عمارتین مثلاً تالاب و چشمے و بتخانہ راجگان قدیم کے یادگار ہین

قلعہ ارک و قصر دار الامارۃ بیدر کی تیاری

جب تمام مقربین و ارکان دولت نے بادشاہ کی رائے و تجویز سے اتفاق کیا۔ تو بادشاہ نے منجمین و مہندسین کو بلایا۔ اور ان سے دریافت کیا کہ بیدر کے حصار کے قریب شہر و دار الامارۃ بنانا۔

حسب تاثیرات نجوم درست ہے یا نہین؟ نظم

زاختر شناسان بپرسید شاہ | کہ گر سازم اینجا یکے جایگاہ
از و فرّ و بختم بہ سامان بود | و یا کار با جنگ سازان بود
بہ گفتند یکسر بہ شاہ گزین | کہ خوب ست و فرخندہ انجام این

جب منجمین سے معلوم ہوا کہ قلعہ و دار الامارہ کا بنانا مبارک و مسعود ہے۔ پس حسب الحکم بنائین بنہر ورانے قدیم حصار بید کے مقام مین دار الامارۃ و منازل و محلات شاہی کی بنا رکہی اور قلعہ و دار الامارہ کی تعمیر و ترمیم مین مشغول ہوے۔ تہوڑی ہی مدت مین تیار ہو گئے۔ پہر امرا و ارکان دولت نے بہی بادشاہی عمارت کی اطراف مین منازل و مساکن بنا لئے۔ اور شہر کا نام احمد آباد بید ررکہا۔ قلعہ چار سال کی مدت مین تیار ہوا۔ قلعہ کی عمارت نہایت ہی مستحکم و سنگین ہے۔ سیاہ پتہر و چونہ سے بنائی گئی ہے۔ قلعہ کا دور تخمیناً چار ہزار گز۔ اور بلندی حصار پندرہ پندرہ گز ہے۔ اور اُسکے اطراف مین تین خندقین بہی بنائی گئی ہین۔ اور قلعہ مین شاہی محلات قطار در قطار تہے۔ ایک خاص محل جسکا نام دار الامارۃ و تخت محل کے نام سے مشہور ہے۔ بادشاہ بہمنی نے یہہ محل اپنی نشست و دربار کیلئے بنایا تہا۔ شہر و عمارات کے تعمیر کے زمانہ مین شیخ آذری جو عالم فاضل شاعر کامل بادشاہ کے ہمرکاب تہا۔ بادشاہ کی مدح مین اور عمارت کی تعریف مین قصائد و اشعار لکہے۔ جائزہ وافر پایا۔ جب ۸۳۵ھ ہجری مین دار الامارۃ تیار ہو گیا تب شیخ آذری اسفرائنی نے اُسکی تعریف مین یہہ رباعی کہی ؎

حبذا قصر مشید کہ ز فرط عظمت | آسمان سدہ از پایۂ این درگاہ است
آسمان ہم نتوان گفت کہ ترک ادب است | قصر سلطان جہان احمد بہمن شاہ است

اور مُلّا شرف الدین مازندرانی خوشنویس جسنے شاہ نعمت اللہ ولی ماہانی کا مرید تھا اور خوش نویسی مین
مشہور تھا۔ رباعی کو خط جلی مین لکھا اور سنگتراشان تلنگی کے ہات سے ایک پتھر کی تختی پر
کندہ کراکے دروازہ پر لگا دئے۔ ایکروز اتفاقاً دروازہ پر بادشاہ کی نظر پڑی شاہزادہ سے پوچھا
کہ یہہ رباعی کسنے کہی شاہزادہ نے کہا۔ شیخ آذری نے کہی بادشاہ بہت خوش ہوا۔ چونکہ شیخ
مدت سے اجازت چاہتا تھا کہ وطن مالوفہ مراجعت کرے لیکن بادشاہ اجازت نہین دیتا تھا
پس شاہزادہ نے موقع پاکے حسب تحریک شیخ عرض کیا کہ شیخ بمقتضائے حب الوطن من الایمان
وطن مالوفہ جانا چاہتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اگر بادشاہ اجازت دے تو نصف ثواب حج اکبر جو مین نے
ادا کیا ہے پیشکش کرتا ہون۔ بادشاہ اس بات سے بہت ہی خوش ہوا۔ اور فرمایا کہ شیخ کو بلائین
اور خزانچی کو حکم دیا کہ چالیس ہزار تنکہ سفید کہ ہر ایک تنگہ مساوی ایک تولہ چاندی ہوتا ہے شیخ کیلئے
حاضر کرین۔ شیخ حسب الطلب دربار مین آیا۔ اور زر عطیہ کو دیکھا۔ کہا لا یحمل عطایا کم
الا مطایا کم یعنے کوئی نہین اٹھا سکتا تمہارے عطیات کو مگر تمہارے اونٹ و مواشی
بادشاہ مسکرایا اور فرمایا کہ اور بیس ہزار تنگہ خرچ راہ و کرایہ کیلئے حاضر کرین۔ اور اُسی مجلس مین
خلعت خاصہ و پنج غلام ہندی بھی عنایت کرکے مراجعت وطن کی اجازت دی۔ اور شیخ آذری
نے رخصت کیوقت اقرار و عہد کیا تھا۔ ما دام الحیات بہمن نامہ لکھنے مین کوتاہی نہین کریگا
جب تک زندہ رہا بہمن نامہ لکھتا رہا۔ ہر سال دار الخلافہ بھیجتا تھا۔ خلاصہ کلام بہمن نامہ ہمایون شاہ
تک تالیف کیا۔ آخر سنہ ۹۶۶ ہجری مین آذری نے عالم فانی سے عالم بقا رحلت کی۔ اُسکے
بعد ملا نظیری و ملا سامعی و دیگر شعرائے تا خاتمہ سلطنت بہمنیہ کتاب کو ختم کیا۔ فی زماننا بہمن نامہ

نادرالوجود ہے۔ میرے پاس اُسکا انتخاب تہا۔ موسی ندی کی طغیانی مین میرے کتب خانہ کے ساتہہ غرق آب وندر سیلاب ہوگیا۔

شاہزادہ علاء الدین بن احمد شاہ کی شادی

مفرح القلوب کے مولف نے لکہا کہ احمد شاہ نے حاکم مالوی کے جنگ سے فارغ ہونیکے بعد بلحاظ عاقبت اندیشی تدبیر کرنے لگا کہ حکام مالوہ سے اتحاد و موافقت ہو جائے۔ آیندہ کبھی لڑائی کی نوبت نہ آئے پس ارادہ کیا کہ اول نصیر خان فاروقی سے محبت و اتحاد کا سلسلہ قائم کرے۔ اور اُسکی لڑکی کو شاہزادہ علاء الدین سے خواستگاری کرے۔ پس عزیز خان نامی مقرب کو نصیر خان کے پاس بہیجا۔ اور شاہزادہ کیلیے اُسکی لڑکی کی خواستگاری کی۔ نصیر خان فاروقی ہمیشہ شاہان گجرات سے خائف رہتا تہا۔ اُسکو زیادہ خوف واندیشہ اسبات کا تہا کہ ایسا نہو کہ خاندیس ہاتہہ سے چلا جائے۔ احمد شاہ کے رشتہ قرابت کو نعمت عظمیٰ سمجہکر پیغام قبول کیا۔ جشن شادی منعقد کر کے شاہانہ شان کے ساتہہ عروس کو احمد شاہ کے پاس بہیجدیا۔ احمد شاہ نے عروس کو بیرون شہر ایک باغ مین رکہا شہر کو آرائش و زیبائش سے سجایا۔ دو مہینہ تک شادی کے جشن ہوتے رہے۔ پہر عروس کو شہر مین لائے۔ اور شاہزادہ علاء الدین سے نکاح کردیا

شاہزادہ علاء الدین کو ولیعہد اور دوسرے شاہزدون کو کاری عہدون پر مقرر کرنا

مفرح القلوب کے مولف نے لکہا کہ بادشاہ بمقتضائے ضعیفی کمزور ہوگیا تہا۔ از روئے دور اندیشی و عاقبت بینی سے خیال کیا کہ میرا زمانہ آخر ہے۔ اس دار ناپائدار سے انتقال ضرور ہے۔ ایسا بندوبست کرنا چاہئے کہ

میرے بعد شاہزادون مین خلاف و نفاق واقع نہو۔ اور تمام باہم اتفاق سے رہین تا کہ سلطنت
کی عمارت قائم و دائم رہے۔ پس علاء الدین نے شاہزادہ بزرگ کو ولیعہد کیا۔ اور شاہزادہ محمد خان
کو جو تمام شاہزادون سے کوچک تہا ولیعہد کے سپرد کیا۔ اور ولیعہد سے کہا ؎ سپردم بتو مایۂ
خویش را + تو دانی حساب کم و بیش را + اور نصیحت کی کہ اس نو رو بدہ کی تربیت و تعلیم عمدہ طرح سے
کرنی چاہیئے۔ جب یہ تعلیم سے فارغ ہوجائے اور عالم شباب مین قدم رکہے تب اُسکو حسب لیاقت
خدمت پر معین کرنا۔ اور شاہزادہ محمود خان کو رام گڈہ و ماہور و کلم علاقہ برار کی حکومت پر مامور فرمایا
اور شاہزادہ داؤد خان کو تلنگانہ کی حکومت پر مقرر کیا۔ اور سب سے موافقت اور ولیعہد قائم مقام بادشاہ
کی طاعت کی قسمین لین۔ پس علاء الدین نے حسب النصیحت عمل کیا۔ لیکن شاہزادون نے پوری تعمیل
نہین کی۔ علاء الدین رفیق القلب اور رحم دل تہا صلۃ الرحم کا زیادہ لحاظ رکہتا تہا۔ اعزہ و اقارب
و متعلقین خاندان بہمنیہ کے ساتہہ مدۃ العمر حسن سلوک کرتا رہا۔

فرشتہ نے لکہا کہ احمد شاہ نے ملک کو باہم شاہزادون پر تقسیم کیا۔ اور سب بہائیون کو سلطنت مین
شریک فرمایا الخ فرشتہ یا کاتبین یا ناقلین سے سہواً غلطی واقع ہوئی۔ اس لئے کہ احمد شاہ جاہل و لاعلم
نہین تہا۔ اور اس بات کو خوب جانتا تہا کہ مملکت شرعاً و عرفاً شاہزادون پر تقسیم نہین ہوسکتی ہے
چنانچہ اس مسئلہ پر فیروز شاہ کے عہد مین تصفیہ ہوچکا ہے اور عرفاً خاص و عام بہی جانتے ہین کہ دہ درویش
در گلیمے بخسپند + و دو بادشاہ در اقلیمے نمی گنجند۔ باوجود علم و دانش کیونکر بادشاہزادون کو شریک
سلطنت کرتا۔ اور بادشاہ کی غرض و غایت یہ تہی کہ میرے بعد باہم تمام بہائیون مین اتفاق رہے
تقسیم کی صورت مین بجائے اتفاق نفاق پیدا ہوتا اور ہر ایک مدعی سلطنت و وارث دولت بنتا

باہم کشت و خون کا بازار گرم ہوجاتا۔ واقع مین بادشاہ نے مملکت کی تقسیم نہین کی بلکہ شاہزادون کو خدمات وعہدون پر مثل غیرون کے مقرر کیا۔ اور شاہزادون سے کہا اے نور چشمان من ابرادر بزرگ جو ولی عہد و بادشاہ کا قایم مقام ہے۔ ہمیشہ اُسکی فرمان برداری مین رہو۔ تمام شاہزادون نے باپ کی نصیحت تسلیم کی۔ لیکن آخر اُسکی تعمیل نہین کی۔ جیسا کہ علاء الدین کے ذکر مین بیان آئیگا۔

خلف حسن بصری کو دولت آباد کا سپہ سالار مقرر کرکے کوکن روانہ کرنا

سنہ ۸۳۳ ہجری مین احمد شاہ نے خلف حسن بصری ملک التجار کو دولت آباد کا سپاہ سالار و دو ہزاری کرکے وہان روانہ کیا۔ ملک التجار حسب الحکم اپنے مستقر حکومت کو پہنچ کے مہمات ملک کے انتظام کو انجام دینے لگا۔ ابہی وہان کے انتظام سے فارغ نہین ہوا تہا کہ پہر آخر سنہ مذکورہ مین اُسکو عظمت و شان و شوکت و تجمل کیساتہہ کوکن جانیکے لئے حکم دیا اور ہدایت کی زمین کوکن کو جو دریائے عمان کے کنارے واقع ہے۔ باغیون و مفسدون کے وجود سے پاک و صاف کرے۔ اور راجگان مفسدین کو جو سرکشی و بغاوت پر آمادہ ہین نیست و نابود۔ خلف حسن بصری حسب الحکم کوکن گیا۔ اور وہان کے تمام سرکشون کو حکمت عملی و ملاطفت و نرمی سے راہ راست پر لایا۔ اور باغیون کو مطیع و فرمانبردار بنایا۔ اور ملک مین امن و امان قائم کردیا۔ فتنہ و فساد کا نام و نشان باقی نہین رکہا۔ اور راجاؤن و زمیندارون سے بیشمار نذرانے اور پیشکش وصول کرکے ہاتہیون اور اونٹون پر زر سرخ و سفید کے بدرے لادکے درگاہ بادشاہ مین بہیجدئے۔ سلطان احمد شاہ بہت خوش ہوا۔ اور خلف حسن بصری کو خلعت خاصہ و کمر و شمشیر مرصّع و دیگر تحائف و نفائس سے سرفراز فرمایا۔ اور علاوہ خلعت اُسکے ساتہہ ایسا حُسن سلوک کیا کہ اس سے قبل کسی ملازم کیساتہہ اس قسم کا سلوک نہین ہوا تہا۔ خلف حسن بصری

بادشاہ کی عنایت خاص سے نہایت ہی خوش و شکر گزار ہوا۔ بادشاہ کی نسبت اپنے اخلاص و اعتقاد کو درجۂ کمال پر پہونچایا۔ اور زیادتی اخلاص و اعتقاد کے اظہار کیلئے فی الفور جزیرۂ مہائم کو جو شاہان گجرات کے تصرّف و قبضہ مین تہا مسخر کیا۔

احمد شاہ گجراتی کے بیٹے ظفر خان کی چڑہائی استرداد مہائم کیلئے

محمود شاہی کے مولف نے لکہا کہ جب احمد شاہ والی گجرات کو معلوم ہوا کہ خلف حسن بصری سپاہ سالار بہمنی نے مہائم پر قبضہ کرکے اپنا تہانہ قائم کردیا۔ فوراً اپنے بیٹے خورد ظفر خان کو مع افتخار الملک مہائم کے استرداد کیلئے بہیجا۔ گجراتی کی جمعیت زائد تہی۔ اور مخلص الملک بندر دیو اکے کوتوال کو بہی مدد و کمک کے لئے لکہا۔ چنانچہ مخلص مع جہازات ستّرہ عدد دریا سے اور ظفر خان خشکی کیطرف سے تہانہ روانہ ہوے۔ اُسوقت تہانہ اہل دکن کے قبضہ مین تہا۔ افتخار الملک نے آکر محاصرہ کیا اور جہازون نے رسد روک دی اوّلاً حاکم تہانہ نے خوب مقابلہ کیا۔ آخر فرار ہو کے مہائم چلا آیا ملک افتخار مہائم مین تہا اُس نے ساحل کیطرف کانٹے لگادئے تہے۔ تاکہ کوئی آنے نہ پائے جب شاہزادہ ظفر خان مہائم مین آیا تب طرفین مین سخت معرکہ ہوا۔ دکنی مغلوب اور گجراتی غالب دکنی مہائم چہوڑ کر بہاگ گئے۔ احمد شاہ کو مدد کیلئے لکہا۔ احمد شاہ نے شاہزادہ محمد خان اور خواجہ جہان وزیر کو مع دس ہزار فوج جرّار کمک کے لئے بہیجا۔ شاہزادہ کے پہنچتے ہی خلف حسن بصری محاصرہ سے برآمد ہو کے شاہزادہ سے ملا مشورہ کے بعد دکنی تہانہ چہوڑ کے چلدئے۔ ظفر خان بہی دہان پہنچا۔ تہوڑی دیر باہم لڑائی ہوئی۔ طرفین سے دو ہزار آدمی قتل ہوئے۔ خلف حسن بصری کا بہائی حسین بن حسن جو سردار دلیر تہا گجراتیون کے ہاتہہ مین گرفتار ہو گیا۔ دکنی دو سردار ایک بہی

مارڈالے گئے۔ اس جنگ مین بہمنیون کو شکست فاحش ہوئی۔ اموال و اسباب بے حساب اور گہوڑے وہاتی بہی گجراتیون کے تصرّف مین آئے۔ ملک التجار چاکنہ مین اور محمد خان دولت آباد مین آئے۔ ظفر خان نے مہائم مین آکے اپنا انتظام کیا جو دکنی دریا مین بہاگ گئے تہے اُنکو گرفتار کرکے بہت سا مال غنیمت باپ کے پاس بہیجدیا۔ احمد شاہ بہمنی شکست کی خبر سنکے غضبناک ہوا۔ اور تمام لشکر فراہم کرکے گجرات روانہ ہوا۔ بگلانہ مین پہنچ کے وہان کے تمام علاقے خوب لوٹے۔ راجہ قلعہ مین محصور ہوگیا۔ شاہزادۂ محمد خان گجراتی نے سرحد گجرات سے باپ کو لکہا وہ فوراً نذربار مین آیا مگر یہ خبر سنکے کہ بہمنی ہیتول کے قلعہ کا محاصرہ چہوڑ کے چلا گیا۔ احمد آباد لوٹا۔ لیکن رستہ مین سُنا کہ محاصرہ کئے ہوے ہے اور ملک سعادت حاکم محصور ہے۔ اسلئے پہر واپس آیا۔ اور بہمنی کو کہلا بہیجا کہ اگر آپ محاصرہ سے دست بردار ہون گے تو آپکی اور ہماری دوستی مین فرق نہین آئیگا۔ احمد شاہ بہمنی نے امرا سے مشورہ کیا۔ اہل دکن نے جنگ کی ترغیب دی اور قلعہ کی کشائش مین جلدی کی۔ قلعہ مفتوح نہین ہوا۔ بیشمار آدمی مقتول ہوگئے۔ دونون بادشاہون کی فوجین ایک دوسرے کے مقابلہ مین مستعد کہڑی تہین۔ کوئی لڑنے مین سبقت نہین کرتا تہا۔ آخر طرفین سے علما و فضلا آئے اور نصیحت و وعظ سے طرفین کا غصّہ دور کیا اور باہم یہہ امر قرار پایا کہ قدیم سے جو کچہہ پرگنات تصرف مین ہین ہر ایک اُسی پر قانع رہے کوئی دوسرے کے ملک پر قبضہ نکرے پس علما کی نصیحت احمد شاہ کے دل پر موثّر ہوئی۔ اور سمجہا کہ طرفین سے اہل اسلام قتل ہوتے ہین کامیابی و ناکامیابی بخت و اتفاق و تقدیر کے متعلق ہے پس ایسی حالت مین کوچ کرکے چلے جانا بہتر ہے۔ فوراً رات کو وہان سے کوچ کرکے دارالسلطنت چلا آیا۔ مراجعت و ناکامیابی کا سبب

علما کی نصیحت تھی نہ احمد شاہ کی ضعیفی نہ دکن کے امرا کی سستی نہ دکھنیوں اور غربا کا حسد و فوج
کی بیدلی۔ جیسا کہ سلسلۂ آصفیہ کے مولف نے لکھا۔ دکنیون اور غربا پر حسد کی تخصیص خلاف تحقیق
ہے۔ حسد تو تمام اہل اسلام مین جزو لازم ہے۔ اہل اسلام کی کوئی سلطنت ایسی نہین ہوئی کہ
وہان ارکین سلطنت مین باہم حسد نہو۔ ہان تباہی و بربادی کے اسباب سے باہمی حسد بھی ایک سبب ہے
صرف اسلام مین تھوڑی مدت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حسد و بغض باہم شایع
نہین ہوا تھا۔ وہی زمانہ اسلام کی ترقی و عروج کا تھا۔ جو کچھہ ترقی ہوئی پھر آگے بڑھنے نہ پائی
اگر مسلمانون کی اتفاقی حالت و پابندی مذہب و ملت درست ہوتی تو تمام عالم دائرہ اسلام مین
داخل ہو جاتا۔

احمد شاہ بہمنی کا بادشاہ گجراتی سے مصالحہ کرنا

فرشتہ نے تاریخ الفی سے نقل کیا کہ احمد شاہ بہمنی جزیرۂ مہائم کی شکست سے نہایت رنجیدہ تھا
اور فکر کرتا تھا کہ گجراتیون سے تلافی مافات کرنا چاہئے۔ آخر جب ۸۳۵ھ ہجری مین سنا کہ محمود خان
گجراتی ولد حاکم گجرات ندربار مین قیام پذیر ہے۔ اس بات کو غنیمت جانکے اسپر فوج کشی کی
اور احمد شاہ گجراتی بھی فوج کشی کی خبر سنکے فی الفور آیا۔ بہمنی نے سنا کہ گجراتی آتا ہے فی الفور
وہان سے چار منزل کے فاصلہ پر مراجعت کی۔ اور گجراتی بھی واپس ہوئے۔ دررود تاپتی کے
کنارہ پر فرو کش ہوئے۔ جاسوسون نے خبر دی کہ دکنیون نے مراجعت کر کے قلعہ بیتول پر محاصرہ کیا ہے
پھر گجراتی قلعہ بیتول کی طرف متوجہ ہوا۔ دونون لشکر باہم ایک دوسرے کے مقابلہ کیلئے مستعد
ہوے۔ صبح سے شام تک دار و گیر کا ہنگامہ گرم رہا۔ طرفین صلح کے جویا تھے۔ آخر بغیر صلح ان کو

ہر ایک نے اپنے اپنے مستقر کو مراجعت کی۔

احمد شاہ کا ہمشیرزادہ شیر خان کو قصاصًا قتل کرنا فرشتے نے لکہا

احمد شاہ بہمنی نے ۸۳۵ ہجری مین اپنے ہمشیرہ زادہ شیر خان کو اس خیال سے قتل کیا کہ میرے فرزندونکا مخالف ہوگا اور اُنکی سلطنت مین خلل اندازی کریگا[1] اور مفرح القلوب کے مولف نے لکہا کہ احمد شاہ منصف مزاج تہا۔ انصاف مین کسی کی طرفداری نہین کرتا تہا۔ خواہ عزیز ہو یا غیر عزیز شیر خان کو قصاصًا معاملہ خون مین قتل کیا۔ مورخین محققین کے نزدیک مفرح القلوب کا قول احمد شاہ فرشتہ سیرت کی انصاف پسندی پر دلالت کرتا ہے یہی قول لائق اعتبار و صحیح معلوم ہوتا ہے۔ فرشتہ کا قول خلاف واقع ہے اسلئے کہ احمد شاہ کی انصاف پسندی کب اسبات کو پسند کریگی کہ اپنی ذاتی غرض و اولاد کیلئے ناحق و ناروا ایسے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو جائے۔ جو بزرگ دانشمند ہون گے مفرح کے قول کی تصدیق کرین گے۔ فرشتہ کے قول کو سہو و خطا پر محمول فرمائینگے۔

ہوشنگ شاہ مالوی کا حملہ اور بہمنی و مالوی مین باہم صلح کرنا

سنہ مذکورہ مین ہوشنگ شاہ مالوی نے سُنا کہ احمد شاہ نے گجراتیون کے مقابلے مین شکست پائی ہے اس لئے فرصت پاکے قلعہ کہڑلہ پر حملہ کیا۔ نرسنگہ حاکم کہڑلہ بہی مقابلہ کے لئے برآمد ہوا۔ اول ہی معرکہ مین نرسنگہ مقتول ہوگیا نرسنگہ کے قتل ہوتے ہی اُسکی فوج درہم برہم ہوگئی اور قلعہ کہڑلہ ہوشنگ کے قبضہ مین آگیا۔ احمد شاہ بہمنی بہی مالوی کے حملہ کی خبر سنکے اپنے خراجگزار کی اعانت و مدد کیلئے آیا مستعد تہا کہ ہوشنگ کو کہڑلہ سے خارج کرے۔ لیکن نصیر خان والی برہان پور نے باہم دونو بادشاہون مین صلح کرا دی اور دونون کو خونریزی سے بچایا۔ دیکہو اسلام کی راستبازی

[1] بقول فرشتہ ۱۲

وہمدردی کہ نرسنگہ کی حفاظت ومساعدت کیلئے احمد شاہ کا ہوشنگ شاہ مالوی اہل اسلام پر حملہ کرنا
اہل اسلام کی راستبازی ہمدردی کی پوری تصدیق کرتا ہے۔ دیکھو سلاطین اسلام اپنے عہد وپیمان
وقول اقرار مین کیسے راستباز ہوتے تھے۔ راستی کے میدان مین ایسے ثابت قدم بنے تھے کہ کبھی
لغزش وجنبش نہین کرتے تھے اگرچہ علما وفضلانے ابتدا مین بادشاہ کو نرسنگہ کی اعانت سے
ممانعت کی لیکن بادشاہ نے کسی کی نہین سُنی۔ ہان اسقدر علما کے قول کو سنا کہ ہوشنگ کو
سمجہائے کہ ہمارے خراج گزار کو نہ ستائین۔ اور ہم باہم صلح کر کے اپنے اپنے مستقر کو واپس چلے جائین
نرسنگہ کی زندگی تک باہم صلح نہین ہوئی تہی۔ نرسنگہ کے قتل کے بعد نصیر خان والی برہانپور نے
باہم دونون بادشاہون مین صلح کرادی اور دونون کو خونریزی سے بچا لیا۔ مصالحہ اسطرح
قرار پایا کہ کہرلہ ہوشنگ کے تصرف مین اور برار احمد شاہ کے قبضہ مین رہے۔ باہم عہد وپیمان ہوئے
پہر ہر ایک نے اپنے اپنے مستقر حکومت کو مراجعت کی اس معاہدہ کے بعد بادشاہ تلنگانہ گیا۔ اور
وہان کے زمینداران کو جنہون نے داؤد خان سے سرکشی کی تہی قتل کیا۔ پہر وہان سے مع الخیر
والعافیہ بیدر مراجعت کی۔ اطمینان سے بسر کرنے لگا۔ راتدن آسائش خلق ونفع عام کی
فکر مین رہتا تہا۔ رعایائے دکن بادشاہ کے عدل وانصاف سے خوش حال تہی کوئی سرکش
سرکشی نہین کر سکتا تہا۔

بادشاہ کی قدردانی نسبت علما وغربا

احمد شاہ بہی فیروز شاہ کی طرح علم وفضل کے زیور سے آراستہ تہا۔ صوفی مشرب علم دوست
ہمیشہ صاحبان علم وصاحبدلان کامل کا جویا رہتا تہا۔ علما وفقرا وسادات کی نہایت ہی

قدر کرتا تہا انعام واکرام سے سرفراز فرماتا تہا - جب بادشاہ کی قدردانی کی شہرت ممالک عالم مین عالمگیر ہوئی تب عرب وعجم سندہ وہند سے علما وفضلا حسن آباد گلبرگہ واحمدآباد بیدر مین آئے بادشاہ کے احسان وفضل سے کامیاب ہوئے - اکثر نے بادشاہ کے کثرت احسان کو دیکہہ کے وطن اصلی سے غربت اختیار کی اور گلبرگہ وبیدر کو اپنا اصلی وطن قرار دیا اور بعض مدت تک رہکے وطن مالوفہ کامیابی کے ساتہہ گئے - مثلاً محمد بن ابو بکر المخزومی الدمامینی جو ادیب کامل وعالم فاضل تہا اولاً عرب سے گجرات ہند مین آیا - وہان چند مہینے قیام پذیر رہا - علم ادب مین مہارت کامل رکہتا تہا - علمائے گجرات سے علوم وفنون مین بحث وتکرار کرتا رہا - گجراتی دمامینی کے مقابلہ مین عاجز ہوتے تہے آخر یہہ نوبت ہوئی کہ علما اُس سے مستفید ہوئے - اسیطرح اُسکی خدمت مین طلبا جوق جوق حاضر ہوتے تہے - نحو وادب وعروض اُس سے حاصل کرتے تہے - دمامینی نے گجرات مین احمد شاہ بہمنی کی تعریف سنی آستان بوسی کا عزم کیا - گجرات سے روانہ ہوکے دارالسلطنت حسن آباد گلبرگہ مین پہنچا - احمد شاہ بہمنی سے ملا - بادشاہ نے اُسکے ساتہہ حسن سلوک کیا - کتاب وافی جو نحو کی کتابون مین ایک متن متین ہے اُسکی شرح لکہی - اور اسکا نام منہل الصافی شرح وافی رکہا - اور شرح کو بہمنی کے نام سے معنون کیا - شرح کے دیباچہ مین حمد وثنا کے بعد احمد شاہ کی تعریف واقعی لکہی ہے - کتاب مذکور کتبخانہ آصفیہ مین موجود ہے جسے دیکہنا منظور ہو وہان دیکہلے - اسیطرح آذری شاعر بہی عجم سے ہند مین آیا - احمد شاہ بہمنی کی خدمت مین پہنچکے متعدد قصائد لکہہ کے پیش کئے - انعام زیادہ پایا - بادشاہ کی ملازمت مین سکونت پذیر ہوا - بادشاہ نے اسکو ملک الشعرائی کا خطاب عطا فرمایا - مدت تک بادشاہ کی ملازمت مین رہا - حسب الحکم

سلطان احمد شاہ بہمنی بہمن نامہ شروع کیا۔ جب سلطان کی داستان تک پہنچا تب کتاب کو ملاحظہ مین گزرانا۔ وطن جانے کی رخصت طلب کی بادشاہ نے کہا اے آذری! مجکو حضرت سید محمد گیسو دراز کے فوت ہونے سے سخت رنج و غم کا صدمہ ہو رہا ہے۔ لیکن آپکا وصال غم و رنج کا دافع ہے۔ سفر نہ جائے نہین تو مین آپکے فراق مین بہی مبتلا ہونگا۔ شیخ نے بادشاہ کی اسقدر توجہ و التفات دیکہہ کے ارادہ فسخ کیا۔ اور اپنے دل مین ٹہان لیا کہ ہند مین سکونت پذیر ہونا چاہیئے اور وطن مالوفہ سے اپنے عیال و اطفال کو طلب کرنا۔ اتفاقًا انہین ایام مین دار الامارہ کا قصر تیار ہو گیا۔ اسکی تعریف مین دو بیتین لکہی جیسا کہ قصر کے ذکر مین لکہا گیا بادشاہ بیتون کے دیکہنے سے خوش ہوا۔ شاہزادہ نے موقع دیکہہ کے بادشاہ کی خدمت مین عرضداشت کی۔ اُسکی سفارش سے وطن جانیکی اجازت ملی پس آذری ایران روانہ ہوا۔ تا بزندگی بہمن نامہ کو لکہتا رہا۔ اور یہان بہیجتا رہا۔ ہمایون شاہ کے زمانہ تک لکہا کیا ۸۶۶ ہجری مین فوت ہوا۔ اُسکے بعد ملا نظیری و ملا سامعی وغیرہ نے تا انقراض سلطنت بہمنیہ منظوم کیا۔ فی زماننا بہمن نامہ نادر الوجود ہے میرے پاس اسکا حصہ ناقص و ناتمام تہا۔ افسوس وہ بہی موسیٰ ندی کی طغیانی مین نذر سیلاب ہو گیا۔ فرشتہ و ماثر برہانی مین اُس کے چیدہ چیدہ اشعار ملتے ہین۔ اور بہی اکثر علما اُسکے عہد مین شہر بیدر مین جمع ہو گئے تہے۔ علما کی وجہ سے بیدر دار العلوم ہو گیا تہا۔ درر کامنہ کے مولف نے لکہا کہ محمد بن ابی ابکر المخزومی الدمامینی ہند مین فوت ہوا اور سید علی المدنی نے سلوۃ الغریب و اسوۃ اللبیب مین لکہا کہ ۸۳۱ ہجری مین شہر گلبرگہ مین فوت ہوا۔ اور بہمنیہ کے مقبرہ مین سلاطین بہمنیہ کے گنبدون کے قریب دفن کیا گیا

بیچارہ غریب غربت کی سختی و مسافرت کی مصیبت کہینچتا ہوا عرب سے ہند مین آیا چند مدت گجرات مین رہا اُسکو ایسی کامیابی نہین ہوئی کہ وطن مالوفہ مراجعت کرے بامید کامیابی گلبرگہ مین آیا احمدشاہ کی ملازمت مین باریاب ہوا - احمدشاہ نے اُسکی بڑی قدر کی انعام و صلہ سے سرفراز فرمایا منتظر تہا کہ بادشاہ سے رخصت لیکر وطن مالوفہ کوچ کرے یکایک ملک الموت نے موت کا نقارہ بجایا - یاس و حسرت کیساتہہ عالم غربت مین اس دارنا پایدار سے عالم بقا روانہ ہوا - مولانا محمد کازرونی و ملا احمد قزوینی و میر ابوالقاسم جرجانی و مولانا عبدالغنی مانڈوی - و مولانا نجم الدین و مولانا لطف اللہ سبزواری - و مولانا محمد تقی الدین - و مولانا غیاث الدین انجو وغیرہم بادشاہ کے عہد مین تہے - اُنمین سے بعض علمانے دولتین یعنی فیروزشاہی و احمدشاہی زمانہ مین ناموری پائی مدۃ العمر جاہ و جلال سے رہے دکن کو اپنا وطن بنا لیا - اور وطن اصلی کو غربت قرار دیا یہان ایسے جمے کہ مرکر اُٹہے - اور اُنکی آل و اولاد دکنی لقب سے ملقب ہوئے یہہ دکنی معزز شمار کئے جاتے تہے

سلاطین اسلام کی ترقی و تنزل کا ذکر

فیروزشاہ بہمنی ہمیشہ علما و حکما و شعرا کے ساتہہ مجالست کرتا تہا - اور مذاکرہ مین مسائل دقیقہ مین بحث و تکرار ہوتی تہی - ہر ایک مسئلہ کی تحقیق ہوا کرتی تہی - چنانچہ ایک جلسہ مین فیروزشاہ و احمدشاہ بہمنی نے علمائے افاضل حاضرین جلسہ سے استفسار کیا کہ سلاطین اسلام کی ترقی و تنزل کے کیا اسباب تہے بیان کیجئے - مجمع علما سے ملا احمد قزوینی جو فاضل متبحر تہا زوال کے اسباب مندرجۂ ذیل بیان کئے -

اے بادشاہ ! ابتدائے اسلام مین حکومت کی بنا قوم کے معززین کی رائے و شورے پر قائم ہوئی

اور بادشاہ خادم و رعیت مخدوم بموجب ارشاد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید القوم
خادمہم قرار داد ہوا۔ خلافت کے زمانہ تک اس شوریٰ پر عمل ہوتا رہا کسی ایک فرد مسلم نے اس قرار داد
سے انکار نہین کیا۔ خلافت منقرض ہونیکے بعد جب سلطنت و امارت کا زمانہ شروع ہوا۔ تو
اُسوقت سے شوریٰ کی عمارت منہدم ہوگئی۔ اور بادشاہ مخدوم و رعیت خادم قرار داد ہوا۔ اور شخصی
سلطنت کی بنا قائم ہوئی۔ اس شخصی سلطنت کے بانی و موجد امیر معاویہ رض ہوئے۔ انہین حضرت نے
اپنے فرزند یزید کو ولیعہد کیا۔ اسلام مین یزید ہی پہلا شخص ہے جو ولی عہد ہوا۔ اور امیر معاویہ پہلے ہی
امیر ہین جو ولیعہدی کے موجد ہوئے۔ بعد مین جو سلاطین ہوئے اور مسند سلطنت پر جلوس فرمائے انہون نے
اسی طریقہ کو اختیار کیا۔ پس اسی شخصی سلطنت نے مسلمانون کو برباد و تباہ کیا۔ اور مسلمانون کے عروج
کو تہوڑی ہی مدت مین نشیب پستی کو پہونچا دیا۔ اور ترقی نمایان کو روک دیا اور اُن کے اقبال روز افزون کو
ادبار سے مبدل کیا۔ اسلامی سلطنت و حکومت کے زوال کا یہی پہلا سبب ہے۔
دوسرا ۲ مسلمانون کے زوال کا سبب سلطنت مین طوائف الملوک کا قائم ہونا ہے
اس خانہ خراب نے اکثر سلاطین کے خاندان خراب کئے۔ اور باہم قتل و خونریزی کا بازار گرم کیا۔ بیشمار
اہل اسلام اسی فتنہ پر آشوب مین ملک ہستی سے عالم نیستی مین پہنچے۔ اسی کی بدولت سلطنت
قوی ضعیف و کمزور ہوگئی۔ آخر منقرض ہوگئی۔
تیسرا ۳ مسلمانون کے زوال کا سبب سلاطین کا عیش و عشرت مین مصروف ہونا ہے۔ سلاطین
راتدن لہو و لعب عیش و طرب مین مست و مدہوش رہتے تہے۔ ملک و رعایا کے حال سے بیخبر۔ وزرا
و کارپردازان سلطنت مختار کل ہوتے تہے۔ جو چاہتے تہے وہی با کانہ کرتے تہے۔ گویا واقع مین

وزرا مالک و بادشاہ سمجھے جاتے تھے۔ بادشاہ برائے نام ان کے ہاتھہ مین کاٹ کے پتلے کی طرح رہتا تھا
چوتھا سبب مسلمانون کے زوال کا سبب آپس کی خانہ جنگی نے ملک و دولت کو خاک مین ملایا۔ تاجدار
کو بے تاج کیا۔ اور اسی فریقین کی خانہ جنگی کی بدولت بیچارہ رعایا بھی برباد ہوتی تھی اور
جاہ و حشمت سے درجۂ ذلت و خواری کو پہنچتی تھی۔ اور اسی خانہ برانداز کے سبب سے اکثر اہل وطن
وطن سے بیوطن ہوئے۔
پانچوان سبب کارپردازون کی باہمی مخالفت اس مخالفت نے اکثر سلطنتون کو ایسا نیست و نابود کیا
کہ پھر دوبارہ قائم نہ ہونے پائین۔ اس لئے کہ سلطنت کے کارپرداز دو فریق باہم مخالف ہو جاتے ہین
ایک فریق جو کام کرتا ہے دوسرا فریق اسکے خلاف کرتا ہے۔ یہہ خلاف مہمات سلطنت کو درہم برہم
کر دیتا ہے۔ تمام مہمات بیکار رہتے ہین ظلم و تعدی کا بازار گرم ہوتا ہے۔ تھوڑی ہی مدت مین سلطنت
منقرض ہو جاتی ہے۔ سلطنت مین کوئی خلل و نقصان مثل نفاق کارپردازان نہین ہے۔
چھٹا سبب زوال سلاطین کی خودغرضی و خودپسندی۔ اس خودغرضی نے ملک و ملت کو نقصان
عظیم پہنچایا۔ دونون کو کمزور کر دیا کسی مین رونق نہین رہی۔ اکثر شاہان خودغرض بے اندیشہ
جو چاہتے تھے تو کرتے تھے۔ قانون و غیرقانون مین تمیز نہین کرتے تھے۔ جسے چاہا مار ڈالا
جسے چاہا سرفراز کیا۔ مقتول کے گناہ و خطا کا اندیشہ۔ و نہ سرفراز شدہ کی لیاقت و عدم
لیاقت کا پیمانہ تھا۔ بادشاہ کی ان حرکات سے ملازمین و غیرملازمین بیدل ہو جاتے ہین
خاص و عام کی بیدلی کا یہہ اثر ہوتا ہے کہ سلطنت منقرض ہو جاتی ہے۔
ساتوان سبب زوال تعصب مذہب ہے۔ تعصب نے اکثر سلطنتون کے تازہ و خندان باغات کو

جو آبادی وسیرابی کے گلون وشگوفون سے خندان وتازہ تھے ۔ خراب و برباد کردیا۔ جہان سرو وگل کا نشیمن تہا وہان زاغ وزغن کا مسکن بنا دیا۔ ہمارے اسلام مین تعصب نہین ہے۔ اسلام کے طریق مین افراط ہے نہ تفریط بلکہ ہر چیز مین توسیط ہے۔ بمصداق قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیر الامور اوسطہا ۔

آٹھوان سبب زوال سلاطین کا اسلام کے اصول پر قائم نہ رہنا ہے۔ اور اسلامی شعار کے پابند نہونا ہے ۔ علمائے دانشمند کے نزدیک یہی اعظم الاسباب ہے۔ اس نے مسلمانون کو دارین سے یعنی دین و دنیا سے برباد کیا۔ ادہر کار کہا نہ اُدہر کا۔ نہ ہم دین کے ہوئے نہ دنیا کے ہوے۔ خسر الدنیا والاخرہ رہے ۔

نوان سبب زوال سلاطین کا اعلیٰ خدمات پر جہلا کو مقرر کرنا ہے۔ یہہ بہی اعظم الاسباب سے کم نہین ہے کیونکہ جہلا کی وجہ سے رعایا پر قسم قسم کے ظلم وستم ہوتے ہین رعایا واویلا و وا حسرتا چلاتے ہین کوئی نہین سنتا بیچارے مصیبت زدہ لاچار ہوکے جلاوطن ہونا پسند کرتے ہین اور وطن پر غربت کو ترجیح دیتے ہین ۔غربت کی کربت کو وطن کی راحت پر اختیار کرتے ہین ملک خراب و ویران ہوجاتا ہے۔ اور سلطنت کی عمارت متزلزل ہوجاتی ہے۔ زمین زراعت افتادہ و بنجر ہوجاتی ہے۔ محاصل کی آمدنی کم ہوتی ہے۔ شاہی خزانے خالی ہوجاتے ہین رفتہ رفتہ سلطنت ہاتہہ سے چلی جاتی ہے ۔

دسوان سبب زوال سلطنت کا موروثی ہونا ہے۔ میراث کیوجہ سے اکثر شیر خوارہ بچے تخت نشین کئے جاتے ہین۔ عہدے دار صاحب اختیار واقتدار ہوتے ہین بادشاہ برائے نام ہوتا ہے

کارپردازون کے ہاتہہ مین گویا شطرنج کا مہرہ ہے۔ اُن کے ہاتہون مین بے بس ہوتا ہے اور تمام عہدے دار باہم مخالف ہونے مین ایک دوسرے کے حکم کی تعمیل نہین کرتا ہے۔ ہر ایک حکومت کا مدعی بنتا ہے انا ولاغیری کا دم مارتا ہے ہر ایک مختارانہ کام کرتا ہے کوئی قانون شاہی وشرع محمدی کا پابند نہین ہوتا ہے انہین باہمی اختلاف و عدم تعمیل حکم سے کسی کی نظر مین حکومت کی شان و عظمت باقی نہین رہتی۔ اور حکومت گویا متعدد اجزا پر منقسم ہوجاتی ہے انقسام سے سلطنت و حکومت کی طاقت اصلی باقی نہین رہتی۔ آہستہ آہستہ سلطنت جاتی رہتی ہے۔ شیر خوار بچہ بادشاہ برائے نام ہوتا تہا۔ مہرہ شطرنج کی طرح دست بدست گردان رہتا ہے۔ آخر کوئی نمک حرام موقع پاکے اُس کے نقش وجود کو ہستی کے صفحہ سے مٹا دیتا ہے اور خود بادشاہ بنجاتا ہے۔ اس قسم کے نظائر تواریخ مین بیشمار ہین طوالت کی وجہ سے قلم انداز کئے گئے۔

گیارہوان سبب زوال سلاطین کا اسلامی ہمدردی رعایا کی تالیف قلوبی کو ترک کرنا ہے رعایا کے ساتہہ قساوت قلبی سے ظلم برپا کرنے لگے۔ اور زمینداروں سے مال واجب یعنے محاصل زمین کی تحصیل مین سختی کرنے لگے۔ اُن کے مال و مواشی کو چہیننے لگے۔ اور رعایا کی حالت واجب الرحم ہوتی تہی۔ لیکن کوئی رحم نہین کرتا تہا۔ آخر رعایا خاندان و خانمان سے دست بردار ہوکے دور دراز کے ملک جابستے تہے۔ ملک خراب و ویران ہوجاتا تہا کمی رعایا وقلت زراعت سے سلطنت کمزور و ضعیف ہوکے ہاتہہ سے جاتی رہتی تہی۔ بادشاہ کے فرائض سے ہے کہ رعایا و زمینداروں کے ساتہہ ہمدردی کا شیوہ جاری رکہے۔ تاکہ ہمدردی و رعایت کی برکت سے

سلطنت قائم ودائم رہے۔

بارہوان سبب زوال یہہ ہے کہ اکثر اشخاص غیر مذاہب نفاقاً اسلام کے دائرہ مین آئے ظاہراً اسلام کے پیرو بنے مگر باطناً اسلام کے مخالف دشمن تہے۔ اسلام کی عمارت منہدم کرنا چاہتے تہے موقع پاکے اسلام مین فتنہ و فساد برپا کرتے تہے مسائل شرعیہ مین اختلاف پیدا کردیتے تہے اکثر روایات و احادیث موضوعات پیش کرکے عوام مین فتنہ و فساد کی آگ بہڑکا دیتے تہے عوام الناس اہل اسلام ان کے اقوال و افعال کے مقلد بنکے متفرق ہوجاتے تہے تاہم ایک دوسرے سے جنگ و جدال کرنے لگا۔ اس باہمی فساد و جنگ کا نتیجہ ہوا کہ اسلام کی قوت مجموعہ کمزور ہوگئی۔ اور شخص اسلام کے عضا مضمحل و سست ہوگئے۔ رفتہ رفتہ اس نا اتفاقی کا اثر ملک ملت پر موثر ہوا دونون اس فتنہ کی وجہ سے تباہ و برباد ہوئے۔ بعض مورخین نے لکہا کہ نفاق شقاق زوال سلطنت کے اعظم الاسباب سے ہے۔ رعایا کی تالیف و ہمدردی منجملہ اسباب ترقی ہے اختیار کرنا چاہئے۔

تیرہوان سبب زوال یہہ ہے کہ سلاطین اسلام نے کثرت سے عیاشی شروع کی ایک ایک بادشاہ ہزار ہزار بیگمات بلکہ زائد صرف مین رکہنے لگا۔ راتدن محلات و اہل حرم کے اہتمام و انتظام مین مبتلا ہوا۔ ملک و اہل ملک سے بیخبر شب و روز شراب عیش کی نشہ مین مست لا یعقل مثل مضغہ لا یعمل ہتا تہا۔ وزرائے خودغرض بندۂ حرص و ہوا حکمرانی کرتے تہے۔ جو چاہتے تہے کئے جاتے تہے۔ عدل و ظلم مین تمیز نہین کرتے تہے۔ رعایا ظلم کے شکنجہ مین پہنسی ہوی رہتی تہی۔ اور اور فریاد فریاد چلاتی تہی۔ تنگ ہوکے کہتی تہی خدایا عادل دادگر بہیج ہمکو ظالم کے پنجہ سے بچالے۔ آخر کوئی عادل غالب آتا۔ اور حکومت پر قابض ہوتا رعایا آرام سے بسر کرلیتی۔

پہر دوسرا بہی اُسی سلسلہ یعنی شخصی سلطنت کا مرید و خلیفہ ہوتا وہ بہی چند روز بعد عیاشون کا نشین جانشین ہوجاتا پس بمصداق ہمون آش در کاسہ عایا کے حق مین ظلم و ستم شروع ہوجاتا ہے۔ بادشاہون کا عیاشی مین مبتلا ہونا زوال سلطنت کا قوی باعث۔ سلاطین کو کثرت عیاشی سے پرہیز کرنا چاہیئے آخر ملا احمد قزوینی نے کہا اے بادشاہ جبتک سلطنت کے اصول جمہوری نہونگے کبہی سلطنت قائم نہین رہیگی۔ سلطنت کے استحکام و قیام کیلئے متعدد آرا کے موافق اصول و قوانین کا ہونا ضروری امر ہے بغیر اصول و آرا سلطنت کا چلنا دشوار ہے اگرچلی بہی تو شبے ماند شبے دیگر نمی ماند اعتبار کے لائق نہین۔

وفادار کتّے کا واقعہ

فرشتہ نے لکہا کہ احمد شاہ بہمنی کے زمانہ مین شہر بیدر مین ایک شخص کے پاس ایک کُتّا شکاری پلا ہوا سدہا ہوا تہا۔ وفاداری و حق شناسی مین مشہور تہا۔ اتفاقاً شخص مذکور کو ایک ضرورت ایسی پیش آئی کہ وہ زر نقد کا جویا ہوا۔ بلحاظ ضرورت اپنے پیالے کتے کو کسی دوست کے پاس رہن رکہہ کے اپنا مقصود حاصل کیا۔ مرتہن کُتّے کو ہمراہ لیکر قصبۂ گنجوتی کیطرف روانہ ہوا۔ لیکن راستہ مین یکایک مرتہن کا مخالف دشمن پیش آیا۔ قابو پاکے تلوار کہینچ کے چند زخم اُسپر لگائے۔ زخمی زخمون کے صدمہ سے بیہوش ہوکے زمین پر گر پڑا۔ ضارب سمجہا کہ اُسکا کام تمام ہوگیا۔ خوشی کرتے ہوئے روانہ ہوا کُتّا اس واقعہ سے واقف ہوکے اُسکے تعاقب مین دوڑا۔ اور اُسکے پاس پہنچکے اُسپر حملہ کرنے لگا۔ مخالف بہی تلوار سے اُسکی مدافعت کرنے لگا۔ دیرتک باہم سگ و آدم مین زد و کوب کا ہنگامہ گرم رہا۔ آخر کُتّے نے اُسکو پنجون اور دانتون سے مار ڈالا۔ پہر وہان سے مرتہن کے پاس آیا۔ اور اُسکو جان بلب پایا

اُسکے پائون پر سر رکہہ کے ملنے لگا - تہوڑی دیر کے بعد مرتہن کو افاقہ ہوا - دیکہا کہ کتّے نے
میرے دشمن کو مار ڈالا - کتّے کا بہت پیار کیا - گانون مین جاکے زخمون کا علاج کرنے لگا
چندروز تک معالجہ ہوتا رہا مگر زخم مندمل نہین ہوئے - مرتہن زندگی سے ناامید ہوگیا - روز بروز حال
بتّر ہونے لگا - پس مرتہن نے اپنے ہاتہہ سے ایک رقعہ بنام راہن لکہا کہ یہہ کتّا نہایت وفادار ہے
مجکو دشمن کے ہاتہہ سے بچایا - اور میرے دشمن کو ہلاک کیا - جو میرا قرض تجہپر واجب اللازم تہا - مین نے
اُسکو وصول پایا - کتّے کو خوشی سے آپکے پاس بہیجتا ہون - آپ اس کتّے کو ہزار دوستون سے
بہتر سمجہہ کے محفوظ رکہین - رقعہ کو کپڑے مین لپیٹ کے کتّے کی گردن مین آویزان کرکے اُسکو رخصت
کیا - کتّا وہان سے مالک کے پاس آیا جب مالک کی نظر کتّے پر پڑی اُسپر غصّہ سے چلایا - اور اُسکو
پاپوش اور لاٹہی سے مارا - کتّا بیتابانہ چلایا اور زمین پر گر گیا - تہوڑی دیر کے بعد مر گیا - پہر مالک
راہن نے اُسکے گردن مین ایک چیز بندہی ہوی دیکہی - اُسکو کہولکے دیکہا کہ مرتہن کا رقعہ ہے
اُسکا لکہا ہوا مضمون پڑہ کے افسوس و حسرت کرنے لگا - بیرون شہر کتّے کو دفن کیا - اور زر عطیہ
مرتہن سے اسکی قبر پر گنبد بزرگ بنا دیا - ابتک وہ گنبد موجود ہے - محمود شاہی کے مولف نے لکہا کہ
جب احمد شاہ بہمنی کے حضور مین مخبرین نے کتّے کی وفاداری کا قصّہ اور اسکے مرنیکا واقعہ بیان کیا -
بادشاہ کو بہت افسوس ہوا - اور کتّے کی وفاداری پر تعجب کرنے لگا - حکم دیا کہ کتّے کو بیرون شہر
عظمت کے ساتہہ دفن کرین - اور اُسپر ایک گنبد بزرگ بنا دین - تاکہ یہہ عجب واقعہ میرے زمانہ کا
دنیا مین یادگار رہے - اور گنبد و قبر کی تیاری کیلئے خزانہ شاہی سے زر نقد دیا گیا انتہی کلامہ
چونکہ یہہ قصّہ واقعی ہے اسکی راستی مین شک نہین - اور عجیب و غریب ہے اسلئے مین نے یہان ذکر کیا

تاکہ ناظرین کیلئے دلچسپی کا باعث ہو۔ فی زمانا انگریزی کتابون مین کتون کی وفاداری کی بیشمار نقلین موجود ہین۔ اور یورپ مین اس قسم کتے ہزار ہا ہوتے ہین۔ عجائب و غرائب کرتب کرتے ہین۔ اور اہل یورپ اُنکو تعلیم دیتے ہین اور سدہاتے ہین۔ قدر و نعمت سے فروخت ہوتے ہین۔

احمدشاہ کا حسن اعتقاد سادات و مشایخ پر

تاریخ نظامی کے مولف نے لکہا کہ احمد شاہ درویش دوست سادات پرست تہا۔ مشائخ و سادات سے حسن اعتقاد رکہتا تہا۔ اور علما و سادات کے ساتہہ حسن سلوک کرتا تہا۔ سید کے نام پر قربان ہوتا تہا اور انکی خدمت کو بجائے عبادت سمجہتا تہا۔ جو کوئی بادشاہ کے حضور مین کہتا کہ مین سید شریف زادہ ہون۔ صرف اُسکے قول کی تصدیق کرکے تعظیم و تکریم مین سبقت کرتا تہا۔ خواہ وہ واقع مین سید ہو یا مدعی سیادت ہو۔ اُسکی سیادت کے درپے نہین ہوتا تہا۔ اگر کوئی مصاحبین سے کہتا کہ فلان بار ہا ثابت شدہ شخص سید نہین ہے صرف تکلفاً آپکے حضور مین خلاف واقع سیادت کا اظہار کرکے سید بنا ہے بادشاہ بہمنی مصاحبین سے کہتا بیشک آپنے جو فلان شخص کی نسبت سیادت کی بابت کہا درست و بجا ہے۔ مین بہی جانتا ہون لیکن مین اس لحاظ سے مدعی سیادت کی تعظیم و تکریم کرتا ہون کہ مدعی نے خود کو انجاح مرام کے لئے بامر ضرورت حضرات سادات کی طرف منسوب کیا ہے گویا اس انتساب کو اپنی کامیابی کا ذریعہ بنایا ہے اور انتساب کو میرے نزدیک اپنی حاجت روائی کیلئے حضرات سادات کی سفارش لایا ہے۔ فرمائے کیا مین حضرات سادات کی سفارش کو رد کرون؟ مین ہرگز رد نہین کرونگا اور مدعی سیادت کو محروم نہین رکہونگا۔ تمام مصاحبین بادشاہ کے حسن جواب سے خاموش ہوجائے اور بادشاہ کے حسن اعتقاد کی تعریف و توصیف کرتے۔ فرشتہ نے بہی سادات کی تعظیم و توقیر کے نسبت

جو بہمنی کے زمانہ مین تہی لکہا کہ جب احمد شاہ بہمنی ۸۳۷ہجری مین کہرلہ براڑ و تلنگانہ کے مہمات سے
فارغ ہو کے دار السلطنت بیدر کے قریب بفاصلۂ ایک منزل مراجعت کر کے آیا۔ مقام مذکور مین
سیّد ناصر الدین کربلائی جسکو شیخ آذری نے سفارش کر کے بہیجا تہا آکے بادشاہ سے ملا۔ بادشاہ نے
عادت کے موافق سیّد کی تعظیم و توقیر کی۔ اور سیّد کو پانچ ہزار تنگہ سفید دئے اور تیس ہزار تنگہ
سفید کربلا کے سادات کو تقسیم کرنیکے لئے اُسکے ہمراہ بہیجے۔ سید اُسی دن کامیابی کے ساتہہ روانہ ہوا
بادشاہ نے سیّد کو عطیۂ مذکورہ کے علاوہ زاد و راحلہ بہی عطا کیا۔ سید گہوڑے پر سوار مع ملازمین و خدام
جا رہا تہا کہ راستے مین ایک امیر مسمی شیر ملک کے سامنے سے گذرا اور سید نے اُس زمانہ کے دستور و
رواج کے موافق عمل نہین کیا۔ دستور کیا تہا۔ دستور یہ تہا کہ اگر کوئی شخص عوام الناس سے امرا کے
سامنے گذرے تو اُسکو امرا کی تعظیم کرنی لازم تہی یعنے سلام و مجرا ادا کرے۔ مگر سیّد نے سلام و مجرا
ادا نہین کیا اور گہوڑے سے امیر کی تعظیم کے لئے نہین اُترا۔ بی ادبانہ آگے بڑہا۔ شیر ملک نے
اسکو گرفتار کیا اور جبراً گہوڑے سے اُتارا۔ ذلیل و خوار کیا۔ بیچارہ سیّد مظلوم احمد شاہ بہمنی کے
پاس آیا۔ شیر ملک کی تمام شکایت کی۔ بادشاہ کو شکایت سنکے بہت رنج ہوا اسوقت سیّد سے
کہا کہ اِس معاملہ کو خدا و رسول خدا کے سپرد کرو۔ خدا انتقام لیگا۔ بیچارہ سیّد خاموش ہو گیا۔ پہر
احمد شاہ فرودگاہ سے بیدر مین آیا۔ دوسرے روز دربار کیا۔ دربار مین تمام امرا و وزرا حاضر ہوئے۔
شیر ملک بہی آیا۔ بادشاہ کو شیر ملک کے دیکہتے ہی سیّد کی شکایت یاد آئی جوش غضب سے حکم دیا کہ
قصاب نام ہاتی کو لاؤ حسب الحکم ہاتی لائے فوراً شیر ملک کو ہاتی کے پاؤن سے بندہوا کے
مروا ڈالا۔ مشایخ کی بہت عزت کرتا تہا اور اُن سے ارادت صادقہ و عقیدت راسخہ سے

ملتا تہا۔ جب احمد شاہ نے شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی کی تعریف سنی تو شیخ حبیب اللہ جنیدی
و میر شمس الدین قمی کو مع تحائف حضرت کے پاس بہیجا۔ حضرت نے ملا قطب الدین کو دوازدہ ترک کا
تاج بہمنی کے پاس بہیجا۔ جب وہ سامنے آیا تو دیکہتے ہی کہا یہہ وہی بزرگ ہے جو میرے خواب کی تعبیر ہے
جسکو مین نے فیروز شاہ سے لڑتے وقت دیکہا تہا۔ اگر ان کے پاس دوازدہ ترک کا تاج ہے تو میرے
خواب کی پوری تعبیر یہی ہے۔ پہر قطب الدین نے وہ تاج نکالکر دیا۔ تو احمد شاہ نہایت ہی خوش ہوا
ملّا سے معانقہ کیا اور تاج کو سر پر رکہا۔ پہر احمد شاہ نے خواجہ عماد الدین سمنانی و سیف اللہ
حسن آبادی کو حضرت کے پاس بہیجا۔ اور ان کے بیٹے کو بلایا۔ چونکہ حضرت کو ایک ہی صاحبزادہ
مسمّی خلیل اللہ شاہ تہا اسلئے حضرت نے اپنے پوتے میر نور اللہ بن خلیل اللہ کو روانہ کیا جب
میر نور اللہ بندر چول مین پہنچے تو احمد شاہ نے آپ کی پیشوائی کے لئے سید محمد صدر و میر ابو القاسم
جرجانی کو بہیجا۔ جب دار السلطنت کے قریب پہنچ گئے تو خود بادشاہ مع امرا و فرزندان
استقبال کے لئے دار السلطنت سے برآمد ہوکے فرودگاہ پر آیا۔ اور صاحبزادہ سے ملاقات کی
اور ملاقات کے مقام پر ایک مسجد اور گانون آباد کیا۔ اُسکا نام نعمت آباد رکہا۔ اور میر نور اللہ کو
ملک المشایخ کا خطاب دیا اور اپنی دختر نیک اختر سے اُن کی شادی کردی۔ جب شاہ نعمت اللہ
ولی ۸۳۴ھ ہجری مین فوت ہوگئے تو شاہ خلیل اللہ بن نعمت اللہ مع دو فرزندان ایک شاہ
حبیب اللہ دیگر شاہ محب اللہ دکن مین آئے۔ احمد شاہ نے آپ کی بہت ہی تعظیم و تکریم کی اور
میر حبیب اللہ کی شادی اپنی دوسری بیٹی سے کردی۔ اور شاہ محب اللہ کو شاہزادہ علاء الدین
کی دختر نیک اختر سے منسوب کیا۔ غرض اس بادشاہ نے فقرا و مشایخ کے ساتہہ بیشمار سلوک کئے

دونون صاحبزادے اس تعلق کیوجہ سے امراکے طبقہ مین شریک ہوگئے۔ شاہ حبیب اللہ کو قصبہ بیڑ جاگیر دیا۔ آپنے ایک خانقاہ بیرون بیڑ تیار کرائی تہی ابتک آپکی یادگار موجود ہے۔ فرشتہ نے لکہا کہ یہہ خانقاہ آپکے بہائی شاہ محب اللہ کی بنائی ہوی ہے۔

احمدشاہ کی وفات

احمدشاہ بخار مین مبتلا ہوا۔ حکمائے یونانی و مصری معالجہ کرتے رہے۔ لیکن مرض الموت تہا کسیکا علاج مفید نہین ہوتا تہا۔ دوڈہائی مہینہ بخار کا سلسلہ جاری رہا۔ اسی مدت مین بادشاہ کی قوت جسمانی و حرارت غریزی تحلیل ہوگئی۔ بادشاہ نہایت ہی کمزور و ناتوان ہوگیا بیماری کے زمانہ مین اکثر علما و فقرا بادشاہ کی خدمت مین حاضر رہتے تہے احادیث و آیات قرآن کو سنتا تہا اور عقبیٰ کے زاد و راحلہ کی فکر کرتا تہا۔ دنیا کی ناپائیداری پر افسوس و ولیعہد و دیگر فرزندون کو نصائح و وصایا سے آگاہ کرتا تہا۔ اور باہم اتفاق کی نسبت بہت سمجہاتا۔ اور کہتا تہا اگر آپ سب باہم اتفاق سے رہین گے۔ اور ولیعہد کی اطاعت سے تجاوز نکرین گے تو سلطنت بہمنیہ قائم رہیگی۔ نہین تو سلطنت کا خاتمہ ہوجائیگا۔ آپ تمام بہائی خراب و پراگندہ ہونگے بقائے سلطنت مین تمام آسودہ حال رہین گے۔ آپ کو باہم جنگ و فساد نہین کرنا چاہئے جنگ و فساد مین طرفین سے اہل اسلام و اہل اصنام ہلاک ہون گے۔ نتیجہ درست نہوگا۔ تمام باپ کی نصیحتون کو سنتے تہے۔ نہایت خوشی و رضا سے تسلیم کرتے تہے۔ آخر بادشاہ بہمنی نے ۲ تاریخ ماہ رجب ۸۳۸ھ ہجری مین اس دارفانی سے عالم بقا کو رحلت کی۔ سلطنت کے بوجہ سے سبکدوش ہوا۔ تمام ملک مین گہر گہر رنج و غم ہونے لگا۔ خاص بہمنیہ خاندان مین قیامت کبریٰ قائم ہوگئی

ہر طرف شور و شین ہونے لگا۔ وارکان دولت و ارباب مملکت حسرت و افسوس کرنے لگے۔ رحلت کے بعد بادشاہ کی تجہیز و تکفین نہایت تکلف سے کر کے جنازہ کو بہمنیہ کے مقبرہ مین دفن کئے۔ تحفۃ السلاطین کے مولف نے لکہا کہ جنازہ کے ساتہہ خاص و عام کا ہجوم تہا۔ کوئی روتا تہا کوئی سر پر خاک اڑاتا تہا۔ تمام بادشاہ کے احسانات یاد کر کے شور و غل مچاتے تہے۔ اس بادشاہ نے بارہ سال کامل سلطنت کی۔ اسکے عہد مین رعایا و غیر رعایا آسودہ حال تہے۔ اولاد چار پسر علاء الدین۔ محمد خان۔ داؤد خان۔ محمود خان۔ تین دختر۔ ایک منسوب بمیر نور اللہ بن خلیل اللہ دیگر منسوب بشاہ حبیب اللہ۔ محمود شاہی کے مولف نے لکہا کہ یہہ بادشاہ اولوالعزم جوانمرد صاحب ہمت و دلیر تہا۔ مذہب و دین کا پابند تہا۔ سنی المذہب صوفی المشرب تہا و عدالت و انصاف مین بے نظیر تہا۔ رعایا کی نگہداشت عمدہ طرح سے کرتا تہا۔ ہر وقت علما و فقرا کا جویا اور صاحبان سیف و قلم کا خواہان رہتا تہا۔ واردین و صادرین کی بہت خاطر و مدارات کرتا تہا۔ غربا کیساتہہ حسن سلوک رکہتا تہا۔ اس کے عہد مین ممالک مختلفہ سے کثرت سے صاحبان علم و ہنر و بزرگان پسندیدہ سیر بیدر و دکن مین آئے۔ بادشاہ کے سایۂ عاطفت مین آرام سے تا بمرگ سکونت پذیر رہے مختلف ممالک کے بزرگون و عالمون کے جمع ہونے سے شہر بیدر دار العلوم و الفنون ہو گیا تہا۔

گنبد احمد شاہ بہمنی

شہر بیدر سے ایک کوس کے فاصلہ پر جانب شمال مشرق سلاطین بہمنیہ کے گنبد ہین۔ تمام گنبدون مین احمد شاہ ولی البہمنی کا گنبد نہایت بلند و رفیع الشان ہے گنبد طولاً و عرضاً بیس بیس گز ہے اندرون گنبد طلائی و نقش و نگار سے نمونہ گلزار و بہار معلوم ہوتا ہے۔ جا بجا سنہری حرفون مین

آیات کریمہ قرآن شریف لکہے ہوے ہین۔ چہت کا اندرونی حصہ نہایت خوش نما بنا ہوا ہے۔ سرکار بہمنیہ سے مقابر کے اعراس عود وگل و روشنی کیلئے مد و قف سے اراضی و جاگیرات مجاورین و حفاظ و خدام کیلئے مقرر تہین لیکن امتداد زمانہ و انقلابات روزگار سے نہ وہ جاگیرین رہین نہ وہ ماہواریں لیکن عالمگیری زمانہ مین انہین جاگیرات و اراضی و ماہوارون سے تہوڑا سا بہ نسبت سابق دہم یا بستم حصہ رہگیا تہا۔ لیکن آصف جاہی زمانہ سے سالانہ عرس وغیرہ کے لئے تخمیناً پانسو روپیہ سالانہ مجاورین و خدام کو ملتا ہے۔ عالیجناب آصف جاہ نظام الملک بہادر نے بہی عالمگیری مقررہ وظائف و اراضی کو بدستور بحال رکہا۔ علاوہ این جب ہان رونق افزا ہوتے تہے تب مجاورین کو استقدر نیاز و نذرانے دیتے تہے کہ مقررہ جائداد کی آمدنی سے زیادہ ہوتے تہے۔ اور مجاورین نیاز سے بے نیاز ہو جاتے تہے۔ احمد شاہ بہمنی کا گنبد بعد مین علاء الدین نے بنوایا چونکہ احمد شاہ بہمنی ولی مشہور تہا زندگی مین تمام اسکی ولایت کو مانتے تہے۔ مرنیکے بعد زندگی سے زیادہ اُسکی ولایت کی قدر کرنے لگے۔ اکثر اُسکی قبر سے استعانت کرتے تہے۔ اور اتبک بدستور کرتے ہین۔ اسکا عرس سالانہ بڑی عظمت و شان سے ہوتا ہے۔ عرس مین اہل اسلام و اہل اصنام دونون فریق کثرت سے جمع ہوتے ہین قبر پر عود و لوبان جلاتے ہین چادر اور پہول چڑہاتے ہین ایک جنگم ضلع گلبرگہ سے سو دیڑہ سو ہمراہیون کیساتہہ زمانہ عرس مین آتا ہے۔ جنگم کے انتظار مین عرس آغاز نہین ہوتا تاوقتیکہ جنگم نہ آئے۔ جنگم باجے کیساتہہ یہان آکے پہرون درگاہ مین سنگہ بجاتا ہے اور قبر پر پہول چڑہاتا ہے۔ چونکہ احمد شاہ صوفی المشرب فقرا دوست تہا لہذا صوفیان کرام و پنڈتان اہل اصنام کے نزدیک بادشاہ بہمنی کی بڑی عزت

وعظمت ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ احمد شاہ کو تائید الٰہی سے قبولیّت عامہ حاصل تہی۔ بادشاہ کے
حسن اخلاق و عدل پروری نے تمام جہان کو مسخر کر لیا تہا۔ ہندو مسلمان اسکو ولی مانتے تہے
اب تک اُس کے اخلاق و عدل کی کرامت باقی ہے۔ عجب نہین کہ آئندہ زمانہ تک باقی رہے۔
شاید جنگم کے بزرگان سلف کے ساتہہ احمد شاہ نے حُسن سلوک کیا ہوگا۔ اسکے شکر گزاری مین یا
جنگم قدیم کے جانشین بادشاہ مرحوم کی قبر پر آتے ہین نیازمندانہ تسلیم بجا لاتے ہین۔ بزرگان
سلف کی طرح حسن اعتقاد سے قبر پر پہولون کی چادر چڑہاتے ہین۔ اور سلسلہ قدیم بدستور جاری
رکہتے ہین ہمیشہ تک یہہ سلسلہ قائم رہیگا۔ ہندو مسلمان کا تعلق باہم مثل تعلق دانۂ تسبیح و زنار ہے
بایکدیگر لازم و ملزوم ہے۔ وجود تسبیح بغیر دانہ و زنار نہین ہے۔

فاتحہ سوم احمد شاہ بہمنی و جلوس سلطان علاء الدین بہمنی

نظامی کے مولف نے لکہا کہ بتاریخ یکم غرۂ شعبان ۸۳۸ہجری بتقریب فاتحہ سوم سلطان احمد شاہ بہمنی
تمام علما و مشائخ و قضاۃ و حُفاظ و شاہزادگان و اراکین دولت و ملازمین حشم و خدام مقبرۂ بہمنیہ
مین جمع ہوئے۔ دس بجے تک قرآن خوانی ہوتی رہی۔ ختم قرآن کے بعد حُفاظ و علما و مشائخ
وغیرہم نے فاتحہ پڑہی۔ سلطان مرحوم کیلئے دعا خیر چاہی۔ اُسوقت کی رسم کے موافق تمام حاضرین کو
شربت پلائے اور گلاب پاشی کئے اور ہر ایک کو پان کی گلوری اور پہولون کا گلدستہ و مٹہائی
دئے۔ پہر جلسہ برخاست ہوا۔ تمام وہان سے بارگاہ کل مین آئے۔ بارگاہ کل یعنے دربار عام
ریشمین فرش و مسانِد رنگین و پردہائے زرین سے آراستہ کیا گیا تہا۔ اور تخت فیروزہ وسط مین
رکہا گیا تہا۔ اور چتر سیاہ جلوہ نما تہا۔ تمام نے تاریخ مذکور مین سلطان علاء الدین کو تخت پر بٹہائے

سبارکبادی کی خوشی مین نقارے بجوائے اور سلامی کی توپین فیر کیئے اول علما و مشایخ نے نذرین دین۔ بعد ازان شاہزادون اور وزرا و امرا و غیرہم نے پیش کین۔ شعرا نے مدحیہ تہنیت مین قصائد سُنائے۔ بادشاہ نے علما و مشائخ و امرا و وزرا کو خلعتہائے فاخرہ و صلات وافرہ سے سرفراز فرمایا اور فقرا و معذورین کو عطائے کثیر سے ممتاز کیا۔ تمام حاضرین بادشاہ کے جلوس سے خوش ہو رہے تھے دربار مین ہر طرف سور و سرور تہا۔ اسکا ہر گوشہ و کنارہ نور علی نور تہا۔ نقیبون چوبدارون کی گلبانگ بارک اللہ بارک اللہ سے بارگاہ کل گونج رہا تہا۔ امرائے اسلام کے رخصت کے وقت نقبا کا چلانا بسم اللہ اور اہل اصنام کیوقت ہداک اللہ کہنا نہایت ہی خوب و مرغوب معلوم ہوتا تہا۔ بادشاہ بہمنی جلوس کے بعد انتظام ملک و سلطنت کیطرف متوجہ ہوا۔

انتظام سلطنت و تقسیم خدمات کا ذکر

سلطان بہمنی نے دوسرے روز دربار خاص منعقد کیا۔ اور شاہزادون و امرائے ذیل کو خدمات و جاگیرات سے سرفراز فرمایا۔ اور انتظام جاریہ مین کچہہ تغیر و تبدل نہین کیا۔ بدستور بحال رکہا۔ لیکن عہدہ دارون مین ایک کو دوسرے کی جگہ تبدیل کرکے مقرر کیا۔

شاہزادہ محمد خان	شاہزادہ داؤد خان	شاہزادہ محمود خان	دلاور خان غوری
جاگیر و حکومت رائچور	جاگیر و حکومت تلنگانہ	جاگیر و حکومت ماہور	وکیل السلطنت

خواجہ جہان استرابادی	عماد الملک غوری	قاسم بیگ صف شکن	قرا خان کرد
وزیر کل	امیر الامرا	ہزاری	ہزاری

علی خان سیستانی	میر علی کاذرشس	افتخار الملک ہمدانی	احمد یکہ تاز	خسرو اوزبک
سہ صدی	سہ صدی	ہزاری	دو صدی	سہ صدی

بہادر خان ۔ مجنون سلطان ۔ شاہ قلی سلطان ۔ رستم خان ۔ فخر الملک ترک

شحنہ فیل   پانصدی   سر لشکر دولت آباد ہزاری   پانصدی   حاکم نادیڑ

حسین خان ۔ فرخ الملک ۔ فخر الملک دہلوی ۔ سیف خان ۔ مشیر الملک دکنی

دوصدی   پانصد تہانہ دار   پانصدی   ہزاری   مقرب ہزاری

نظام الملک غوری ۔ داؤد خان ۔ حسن خان ۔ خلف حسن بصری ملک التجار ۔ مصطفی عرض گزار

مقرب ہزاری   امیر صدہ   جاگیردار بیڑ   سپاہ سالار   دوصدی

مولانا عبد الغنی ۔ ملا احمد قزوینی ۔ ملا محمد گازرونی ۔ قاضی محمد سراج ۔ ملا ابو القاسم جرجانی

صدر برار   مقرب صدر   مقرب   ہزاری   مقرب

اِن خدمات و عہدہائے مذکورہ کے علاوہ عہدے حسب ذیل تھے ۔

نظارت ۔ اشراف ۔ ٹیک چی یعنی تحصیلدار ۔ شقدار یعنے صوبہ دار ۔ باربک ۔ قورچی ۔ یعنی داروغہ سلح خانہ ۔ خوان سالار ۔ میر آخور ۔ محاسب ۔ قلعدار ۔ میر عمارت ۔ شحنہ فیل کوتوال دار السلطنت ۔ محتسب و مفتی ۔ یوزباشی وغیرہا ۔

بیجانگر پر فوج کشی کرنا

چونکہ علاء الدین عقیل و فہیم و مدبّر تھا ۔ امور سلطنت سے خوب ماہر تھا ۔ الو العزم و عالی ہمت و مستقل مزاج تھا ۔ مزاج مین چستی و چالاکی جولانی کر رہی تھی ۔ اور دلمین ہمت کا جوش تھا کہ مملکت کا دائرہ وسیع کرنا چاہئے ۔ اور راجگان سرکش کی سرکوبی و گوشمالی کرنی چاہئے ۔ تخت پر بیٹھتے ہی شاہزادہ محمد خان کو باتفاق خواجہ جہان استر آبادی و عماد الملک غوری مع فوج جرار کے بیجانگر سے

پنج سالہ خراج وصول کرنیکے لئے روانہ کیا۔ راجہ منحرف ہو گیا تہا۔ پانچ برس خراج نہین بہیجا تہا
اور بہیجنے مین حیلہ و بہانہ کرتا تہا۔ جب شاہزادہ نے ولایت کنہڑ مین پہنچ کے تاخت و تاراج کا
بازار گرم کیا۔ اور ہنود کے قتل و اسیر کرنیمین مشغول ہوا۔ راجہ مسلمانون کی غارت گری و قتل
و خونریزی کی خبر سنکے نہایت ہی گہبرایا۔ تردد کرنے لگا۔ براہمہ و ارکان دولت سے مدافعت اسلام
کی بابت مشورہ کیا۔ سبنے بالاتفاق یہی رائے دی کہ جہانتک ہو سکے مصالحہ کرنا چاہئے۔ نہین تو
یہ مسلمان ہمارا مال و دولت لوٹینگے اور ہمکو جان سے مار ڈالینگے۔ اور ہمارے عیال و اطفال کو
اسیر و دستگیر کرکے لیجائینگے۔ راجہ نے براہمہ کی رائے سے اتفاق کرکے فوراً شاہزادہ کی خدمت مین ایک
سفیر بہیجے اور معذرت کی بمعاوضہ خراج بیس ہاتہی۔ اور آٹہہ لاکہہ ہون نقد اور دوسو کنیز رقاصہ
ہنرور اور دیگر تحائف نفائس شاہزادہ کو دئے اور مصالحہ و معاہدہ کیا کہ آیندہ بدستور خراج سالانہ
بہیجتا رہونگا۔ آیندہ کبہی قصور نہین کرونگا۔ شاہزادہ نے صلح کرکے وہان سے رائچور کیطرف
مراجعت کی۔ خوشی و خرمی فیروزی و کامیابی کے ساتہہ قلعہ مدکل کے اطراف مین پہنچا۔

شاہزادہ محمد خان کی بغاوت

شاہزادہ محمد خان بیجانگر کی کامیابی سے بہت ہی خوش ہوا۔ اور سامان شاہی و زر نقد کے ملنے سے
خود مختار بادشاہ بننے کا دل مین خیال پیدا ہوا اور بعض صاحبان غرض و بدمعاشان خانہ برانداز
نے بہی بادشاہزادے کو اس خیال فاسد پر آمادہ و مستعد کیا۔ اور شاہزادہ کے خیال کی تائید مین
بیان کیا کہ بادشاہ مرحوم نے آپکو سلطنت مین شریک کیا ہے۔ سلطان علاء الدین کو چاہئے
کہ آپ کو مہمات سلطنت کے انتظام مین شریک کرے۔ یا سلطنت کو دو حصون پر تقسیم کرے

ایک حصہ پر خود حکومت کرے دوسرا حصہ آپکو دیوے - اب ہم خیر خواہون کے نزدیک مناسب یہہ ہے
کہ آپ یہین قیام کرکے نصف ممالک پر قبضہ کرین - شاہزادہ نے بدمعاشون کی رائے و تدبیر پر اعتماد
کرکے عماد الملک غوری و خواجہ جہان استرآبادی کو اس بات کی ترغیب دی کہ شاہزادہ کے خیال سے
اتفاق کرین - دونون بزرگون نے انکار کیا - بدمعاشون کی ہدایت سے دونون بزرگان کار آزمودہ
کو قتل کیا - اور بغاوت کا علم بلند کیا - بہت جمعیت بہرتی کرکے مدکل و رائچور و شولاپور و نلدرک
وغیرہ ملازمان شاہی سے چہین لیا - سلطان علاء الدین عماد الملک غوری و خواجہ کے قتل
و بغاوت کی خبر سنکے نہایت غمگین ہوا - کہا غوری ہمارے خاندان کا قدیم خیرخواہ و جان نثار تہا
مدۃ العمر ہمارے آبا و اجداد کی خدمت کرتا رہا - گویا وہ ہمارے لئے بجائے جد و پدر تہا ایسے بزرگ
خیرخواہ کا ناحق قتل کرنا بہتر نہوگا - اسکا نتیجہ خوب نہوگا - پس فوراً مع فوج جرار دار السلطنت سے
برآمد ہوا - دونون بہائیون مین سخت لڑائی ہوی - طرفین سے بیشمار بہادران لشکر کار آزمودہ
مقتول و مجروح ہوے - لیکن کامیابی و فیروزی علاء الدین کو حاصل ہوی - محمد خان شکست کہاکر
بہزار خرابی مع چند خاص مقربین فرار ہوا - جنگل و پہاڑی مین بہٹکنے لگا - اکثر امرائے فتنہ انگیز
اسیر و دستگیر ہوئے - اس کامیابی کے بعد سلطان نے دار السلطنت بیدر مین مراجعت کی - چونکہ علاء الدین
نہایت ہی رقیق القلب تہا تمام قیدیون کے گناہ سے درگذر کیا - قید و زنجیر سے تمام کو رہا فرمایا -
اور بہائی کو نصیحت آمیز خط لکہا - تسلی و دلاسا دیکے بلایا - شاہزادہ محمد خان بہائی کے بلانے سے
حاضر خدمت ہوا - علاء الدین نے بہائی کا قصور معاف کیا اور لطف و مراحم سے سرفراز فرمایا
اور شاہزادہ داؤد خان حاکم تلنگانہ کے فوت ہونے سے رائچور علاقہ تلنگانہ محمد خان کو جاگیر دیکے

مع سامان شاہی اسطرف روانہ کیا۔ محمد خان مدۃ العمر وہان حکمرانی کرتا رہا۔ عیش و عشرت مین
زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر وہان فوت ہو گیا۔

دلاور خان کی چڑہائی کوکن پر

تحفۃ السلاطین کے مولف نے لکھا کہ سلطان علاء الدین بہمنی نے ۸۴۰ھ ہجری مین دلاور خان
وکیل السلطنت کو عید نوروز مین خلعت فاخرہ سے سربلند کرکے راجگان کوکن کی سرکوبی کیلئے
روانہ کیا۔ اُس نے کوکن مین پہنچ کے راجگان رانیل و سنگیسر کو مطیع و فرمان بردار کیا۔ اور
خراج مقررہ وصول کرکے لے آیا۔ اور راے سنگیسر کی لڑکی بادشاہ کیلئے لایا۔ اور دار الخلافہ
احمد آباد مین مراجعت کی سلطان نے دلاور خان کی کامیابی اور اُسکی دلیری پر بہت خوشی منائی
اور راے کی لڑکی کو جو شکیلہ و جمیلہ و لائقہ و مُغنّیہ تہی نہایت خوشی سے حرم محترم مین داخل فرمایا
اور اُسکا نام زیبا چہر رکہا۔ اور زیبا چہر کے حسن جمال پر فریفتہ ہو گیا تہا۔ اکثر محبوبہ کے
دیدار جمال مین مسحور رہتا تہا۔ چند روز کے بعد بادشاہ کو وقایع نگارون کے ذریعہ سے معلوم ہوا
کہ دلاور خان وکیل السلطنت نے کوکن کے راجاؤن کی گوشمالی پورے طور سے نہین کی۔
راجاؤن سے بیشمار زر نقد رشوت لیا۔ اس لئے دلاور خان سے بادشاہ کے دل مین کدورت
پیدا ہوئی۔ دلاور خان بادشاہ کے رنجیدہ ہونے سے خبردار ہوا۔ اسیوقت استعفا دیدیا۔ وکالت
و وزارت کے بوجہ سے سبکدوش ہوا۔ سلطان نے وکالت کی خدمت ایک خواجہ سرا دستور الملک
کو عطا کی۔ دستور الملک نہایت ہی بدخلق و بدمزاج تہا۔ خلائق اُس سے تنگ تہی متکبر
و مغرور ایسا تہا امرا و شاہزادون کی پروا نہین کرتا تہا۔ ہرچند کہ اُسکی شکایت کرتے تہے

بادشاہ غرض پر محمول کرکے کسیکی نہین سنتا تہا۔ روز بروز اُسکا رتبہ بڑہتا جاتا تہا۔ ایک روز شاہزادہ ہمایون نے کسی کام کیلئے اُس سے کہا۔ اُس نے مستغنیانہ جواب دیا کہ مین اسوقت نہین کر سکتا ہون کسی دوسرے وقت کرونگا۔ شاہزادہ دو تین روز تک منتظر رہا۔ پہر اسکے پاس کہلا بہیجا کہ ابتک آپنے وہ کام پورا نہین کیا۔ اگر آپ اس کام کو کرینگے تو بہتر ہوگا۔ اسوقت بہی خواجہ سرا نے سخت جواب دیا کہ یہہ کام میرے متعلق ہے۔ آپکی مداخلت بیجا ہے آپ اس قسم کے امور مین مداخلت نہ کرین۔ شاہزادہ اُسکے جواب سے غضبناک ہوا اور ایک سلحدار کو حکم دیا کہ دستور الملک کو دیوا سے برامد ہوتے وقت قتل کرکے میرے ملازمین کے پاس چلا آ ہم تیری محافظت مین کوتاہی نہین کرینگے الحکم حسب سلحدار نے اُسکو مار ڈالا۔ جب شور و غل ہوا بادشاہ کو خبر دی۔ ہمایون باپ کے پاس سے باہر آیا تکلفاً تحقیقات کرکے حضور مین عرض کیا کہ دستور الملک نے ایک سپاہی کو گالیان دین اسلئے اُسکو مار ڈالا۔ قاتل میرے سپاہ کے پاس حوالات مین ہے جو کچہہ حضور کا حکم ہوگا عمل کیا جائیگا۔ یہہ سلحدار قدیمی خدمتگار ہے۔ علاء الدین شاہزادہ کی تقریر سے اصل واقعہ کو سمجہہ گیا۔ حکم دیا کہ اُسکو قید کرین۔ اور منصب وکالت میان من اللہ الحسینی کو جو حضرت سید محمد بندہ نواز گیسو دراز کے خاندان سے تہے عنایت فرمایا۔ فیروز شاہی امرا مین معزز شمار کئے جاتے تہے۔ نہایت دانشمند و مدبر و منتظم تہے۔

نصیر خان فاروقی کا حملہ برار پر اور علاء الدین کی فوج کشی

فرشتہ و طاہری کے مولفین نے لکہا کہ سلطان علاء الدین زیبا چہر کے حسن و جمال پر فریفتہ تہا شب و روز اُسکی محبت مین ڈوبا ہوا رہتا تہا اور اپنی اصلی زوجہ ملکہ مسماۃ آغا زینب بنت نصیر خان

فاروقی کی طرف کم التفات کرتا تہا - اس لئے وہ ناخوش ہو کے باپکے پاس برہانپور چلی گئی - اور
باپ سے شوہر کی کم التفاتی کی شکایت کی نصیر خان داماد سے نہایت ناخوش ہوا - اور عزم جزم
کیا کہ احمد شاہ گجراتی سے مدد لیکے برار کو بہمنیہ کے قبضہ سے نکالے پس گجراتی سے مدد طلب کر کے
۱۴۲۸ھ ہجری مین برار پر حملہ کیا - گونڈوانہ کا راجہ بہی نصیر خان کا مددگار ہو گیا - اور امرائے برار بہی فاروقی
کے طرفدار ہو گئے - قریب تہا کہ خواجہ جہان سرلشکر برار کو قید کرین خواجہ خبردار ہو کے فرار ہوا - اور قلعہ
نرنالہ مین پناہ لی - فاروقی برار پر قابض ہو گیا - خطبہ و سکہ اپنے نام کا جاری کیا - خواجہ جہان نے
قلعہ نرنالہ سے سلطان علاء الدین کی خدمت مین عریضہ بہیجا اور تمام حقیقت سے مطلع کیا - اور یہہ بہی
لکہا کہ میرے تعاقب مین براری گجراتی سوار آئے ہین اور قلعہ کا محاصرہ کئے ہین - آپ جلد تشریف
لائے یا فوج جرار بہیجئے - پس سلطان علاء الدین خواجہ جہان کے عریضہ سے واقف ہو کے امرا سے اس معاملہ
مین مشورہ لیا - امرائے دکنی و حبشی نے عرض کیا کہ بادشاہ ایسی تدبیر کرے کہ شاہان گجرات و راے
گونڈوانہ نصیر خان کی اعانت نہ کرین - بادشاہ امرا کی تقریر سے سمجہہ گیا کہ یہہ جانے سے منہ پہیرتے ہین
و در پردہ نصیر خان کے طرفدار معلوم ہوتے ہین - بناءً علیہ اسی مجلس شوری مین خلف حسن بصری
ملک التجار کو بلایا - اور اس مہم پر جانے کا حکم دیا - لیکن ملک التجار نے عرض کیا کہ دکنی امرا ہم غربا سے
رشک کرتے ہین - انکے رشک کیوجہ سے مجکو جزیرۂ مہائم مین شکست ہو چکی ہے اگر حضور مجہے
بہیجتے ہین تو میرے ہمراہ مغلان خاصہ خیل دیجئے تو یہ کام بخوبی انجام ہو گا - بادشاہ نے میان من اللہ
و خانزمان سے پوچہا کہ کیا کرنا چاہئے - دونون نے کہا اسوقت امتحاناً انہین کو روانہ کر دیجے
اگر کامیاب ہو گئے تو فہو المرام ورنہ بعد مین بادشاہ خود کوچ کرے ہم سب دکنی و غیر دکنی ہمرکاب ہونگے

اس لئے بادشاہ نے تین ہزار مغل تیرانداز خاصہ خیل اور عرب و ترک قاسم بیگ صف شکن۔ قراخان کرد۔ وعلی خان سیستانی و میر علی کافرکش وافتخار الملک ہمدانی و احمد یکہ تاز و رستم خان مازندرانی و حسین خان بدخشی و خسروخان اوزبک و بہادر خان اوزبک اور درویش شاہزادے چنگیزی مجنون سلطان و شاہ قلی سلطان وغیرہم ہمراہ کر کے روانہ کیا۔

خلف حسن بصری کا دولت آباد مین آنا اور خاندیس پر حملہ کرنا

حسب الحکم خلف حسن بصری مع جمعیت مغلان و عرب دار السلطنت سے روانہ ہو کے دولت آباد مین آیا۔ اور وہان کے امرائے حبشی و دکنی کو گجرات و مالوہ کے حدود پر محافظت کیلئے مقرر کردیا۔ اور ایک جماعت کو بہیجدیا۔ اور خود ساتہہ ہزار عرب ہمراہ لیکر کروفر کے ساتہہ برار روانہ ہوا۔ خان جہان فرصت پا کے قلعہ نرنالہ سے نکل کر خلف حسن بصری کی پیشوائی کیلئے دوڑا قصبہ مہکر مین ملاقات سے مشرف ہوا۔ خلف حسن نے خانجہان کو مع امرائے ایلچپور و بالاپور بہیجدیا اور حکم دیا کہ راے یان گونڈواڑہ کو نصیر خان کی مدد کیلئے آنے ندین۔ اور انکو روکین۔ اور آپ روہنکہیڑہ کے طرف روانہ ہوا۔ روہن کہیڑہ مین نصیر خان کی چہاونی تہی۔ خلف حسن بصری جب روہنکہیڑہ کے گہاٹ پر پہنچا تب وہان خاندیسیون سے مقابلہ ہوا سخت لڑائی ہوئی طرفین سے مقتول و مجروح ہوے نصیر خان شکست کہاکر برہانپور گیا۔ اور خلف حسن بہی تعاقب مین وہین پہنچا۔ نصیر خان قلعہ اسنگ مین پناہ گیر ہوا۔ گجرات سے مدد طلب کی۔ مدد نہ آئی۔ خلف نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ فاروقی مع جمعیت بارہ ہزار قلعہ سے برآمد ہو کے مقابلہ کیا باہم خوب لڑائی ہوئی۔ خاندیسی فرار ہوئے اکثر امرائے براری مقتول ہوئے۔ خلف حسن نے کامیابی و فیروزی کے ساتہہ مع ستر ہاتی

و توپخانہ خاندیسی دار السلطنت بیدر مراجعت کی۔

غربا کی ترقی اور دکہنیون کی عداوت کا ذکر

جب خلف حسن بصری فیروزی فتح کے ساتہہ واپس آیا۔ بادشاہ قدرشناس نے اسکی بڑی عزت افزائی کی شاہزادہ ہمایون کو مع امراء ارکان دولت چار کوس تک استقبال کیلئے بہیجا۔ نہایت عظمت و شان سے اسکو شہر مین لائے۔ خلعت خاص و چند شمشیر و کمر مرصع و عنبر چہ مرحمت فرمایا۔ اور دولت آباد روانہ کیا۔ اور دوسرے غربا کو مناصب و جاگیرات سے سرفراز کیا۔ اور شاہ قلی سلطان جنگری جسنے اس مہم مین نمایان کام کئے تہے۔ اسکو اپنی دختر دیکے دامادی سے ممتاز کیا۔ اور مقرر فرمایا کہ مجلس و سواری مین غربا دست راست مین اور دکنی دست چپ۔ اسی تاریخ سے دکنی و غربا مین عداوت قائم ہو گئی جبشی دکنیون کیساتہہ تہے۔ بس اس عداوت کی وجہ جو فریق قابو پاتا تہا دوسرے کو نیست و نابود کر دیتا تہا۔ اس بدبخت عداوت نے بہمنیہ سلطنت کو خراب برباد کر دیا۔ بادشاہی کل پردازون و امرا کی باہمی عداوت و سلطنت کو تباہ و برباد کر دیتی ہے۔

دیورائے والی بیجانگر کا حملہ بہمنیہ پر اور شکست

چونکہ دیورائے ہوشیار و تجربہ کار تہا۔ دل مین سوچتا تہا کیا وجہ ہے کہ باوجود کثرت فوج و ملک سلاطین بہمنیہ ہم پر غالب ہوتے ہین اور ہم ان کے خراجگزار ہوتے ہین۔ اس خیال کے تصفیہ کیلئے تمام امرائے دولت و براہمہ کو دربار مین بلایا اور دریافت کیا اور کہا کیا سبب ہے کہ ہمکو بہمنیہ کے مقابلہ مین شکست واقع ہوتی ہے ہم اُن سے مال و دولت و جاہ و حشم و ملک

و فوج مین بہت زیادہ ہین۔ براہمہ نے عرض کیا کہ ہماری کتب قدیمہ مین لکھا ہوا ہے کہ خدا تعالی نے
مسلمانون کو تیس ہزار برس تک ہندوون پر غلبہ دیا ہے اسلئے مسلمان ہم پر غالب ہوتے ہین
براہمہ و امرا کے دوسرے فریق نے کہا یہہ وجہ نہین ہے بلکہ غلبہ ہم پر اسوجہ سے ہوتا ہے کہ اُن کے
گھوڑے عمدہ و تناور۔ اور اُن کے سوار تیرانداز و تنومند۔ اور ہمارے گھوڑے لاغر و کمزور
اور سوار نیزہ باز۔ پس راے نے فریق ثانی کی راے سے اتفاق کیا۔ اور حکم دیا کہ اہل اسلام کو
نوکر رکھین اور انکو جاگیرات عطا کرین۔ اور ان کیلئے ایک مسجد بنائین۔ اُنکے رسوم اسلام
کے ادا کرنے مین کوئی مزاحم و مانع نہووے۔ حسب الحکم فوج مین مسلمان نوکر رکھے گئے۔ اور
ہندو مسلمانون سے تیراندازی سیکھنے لگے۔ دیوراے کی حسن تدبیر سے ہندو تیراندازی مین کامل
ہوئے۔ سابق مین دو لاکھہ سوار و آٹھہ ہزار پیادے تھے۔ اور جدید ستر ہزار سوار اور تین لاکھہ
پیادے اور نوکر رکھے اور سپاہ کی تنخواہ بہ نسبت سابق بڑھا دی۔ جب دس ہزار سوار مسلمان
و ستر ہزار سوار ہندو تیرانداز ہو گئے۔ تب دیوراے نے ممالک بہمنیہ کے تسخیر کا ارادہ کیا۔ یہی پہلا
راجہ ہے کہ مسلمانون کو نوکر رکھا۔ اور یہی پہلا وقت ہے کہ مسلمانون نے دکن مین ہندو
راجہ کی نوکری اختیار کی۔ مسلمان بڑی تزک و شان سے رہتے تھے۔ ہندوون کی نوکری کرنا عار
سمجھتے تھے۔ باوجود نوکری نہین چاہتے تھے کہ راجہ کو سلام کرین۔ دیوراے خوب جانتا تھا کہ اہل اسلام
ہم سے عار و ننگ کرتے ہین۔ لیکن بلحاظ ضرورت پروا نہین کرتا تھا۔ بالغرض سلام حکمت عملی
و دانائی سے دربار مین اپنے سامنے رحل پر نہایت عظمت و شان سے قرآن شریف کو رکھوایا
تاکہ جب مسلمان سلام کرین تو مسلمانون کے نزدیک قرآن شریف کو اور ہندوون کے نزدیک

راجہ کو سلام تصور کیا جائیگا ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار * اسی راجہ نے مسلمانون
کیلئے بیجانگر مین ایک مسجد بنا کردی تہی فی زماننا بیجانگر کے منہدمہ عمارات مین کہین مسجد کا
نشان و پتا نہین ملتا۔ شاید نیست و نابود ہو گئی۔ یا کہودی گئی ہوگی۔ پس دیورائے والی بیجانگر
سنہ ۷۴۷ ہجری مین نہایت کر و فر کے ساتہہ تنگبہدرہ عبور کرکے دوسرے کنارے پر آیا۔ قلعہ مدگل
متصرف ہو گیا۔ اور اپنے دونون لڑکون کو قلعہ رائیچور و بنکاپور بہیجدیا۔ اور خود کشنا کے کنارے
فروکش ہو گیا۔ ساغر اور بیجاپور تک تمام ملک تاراج و غارت کردیا۔ رعایا پر ظلم و ستم کئے سلطان
علاء الدین نے اس خبر کے سنتے ہی حکم دیا کہ طرفداران اربعہ مع جمعیت حاضر ہو جائین
الحسب الحکم تمام حاضر ہو گئے۔ خود بادشاہ مع پچاس ہزار سوار و ساٹہہ ہزار پیادہ و توپخانہ و اسباب
جنگ دشمن کیطرف روانہ ہوا۔ دیورائے نے دیکہا کہ خود بادشاہ مقابلہ کیلئے آرہا ہے تو فوراً وہان سے
قلعہ مدگل چلا گیا۔ اور فوج کو بادشاہ سے مقابلہ کرنیکے لئے رکہا۔ بہمنی مدگل کے قریب چہہ کوس فاصلہ پر
پہنچا۔ اور خلف حسن بصری کو مع فوج دولت آباد بنکاپور روانہ کیا۔ اور خانزمان سرلشکر بیجاپور
و خان اعظم سرلشکر برار و تلنگ کو دیورائے پر معین کیا۔ خلف حسن بصری نے رائیچور پہنچ کے دیورائے
کے بڑے لڑکے سے مقابلہ کیا۔ اسکو زخمی کرکے بہگا دیا۔ اور قلعہ بنکاپور کے طرف متوجہ ہوا۔ ابہی
نہین پہنچا تہا کہ دیورائے کا چہوٹا لڑکا محاصرہ چہوڑ کے باپ کے پاس چلا گیا۔ اس دو مہینے مین سپاہ
اسلام و سپاہ اہل اصنام مین تین مرتبہ جنگ ہوئے۔ طرفین سے بیشمار مقتول ہوئے۔ اول مرتبہ
اہل اصنام غالب و اہل اسلام مغلوب۔ دوم مرتبہ مسلمان غالب و ہندو مغلوب۔ مرتبہ سوم
مین دیورائے کا بڑا لڑکا زخمی خانزمان کی ضرب تیر سے مقتول ہو گیا۔ ہندو اسکی لاش کو

لیکر بھاگے اور قلعہ بنکاپور میں پہنچ گئے بیت

شتابند از کافران بیشمار   گریزان برفتند اندر حصار

مسلمانوں نے انکا تعاقب کیا۔ مگر تعاقب میں تلواریں مارتے ہوئے قلعہ تک پہنچ گئے۔ فخر الملک دہلوی اور اسکا بھائی تعاقب میں ایسے بڑھے کہ قلعہ میں داخل ہوگئے۔ ہنود نے دونوں کو دستگیر کرکے راجہ کے پاس لیگئے۔ راجہ نے دونوں کو قید کیا۔ اور بیٹے کے غم میں ماتمی لباس زیب بدن کیا سلطان علاء الدین نے دیورائے کے پاس پیغام بھیجا کہ یہہ دو بہادر جو آپکے پاس ہیں میں ہر ایک کو بجائے ہزارہ سمجھتا ہوں۔ اگر تم انکو قتل کروگے تو میں حسب دستور بہمنیہ ہر ایک کے عوض ایک لاکھ ہندوؤں کو قتل کرونگا۔ دیورائے نے بھی کہلا بھیجا کہ اگر بادشاہ اقرار و عہد کرے کہ آئندہ کبھی ہمارے ملک پر حملہ نکرے تو میں فخر الملک اور اسکے بھائی کو چھوڑ دیتا ہوں۔ اور چڑھا ہوا خراج بھی بھیجتا ہوں اور آئندہ بھی برابر بھیجتا رہونگا۔ اور کبھی طاعت کے دائرہ سے قدم باہر نہیں رکھونگا علاء الدین نے حسب خواہش راجہ عہدنامہ لکھکر بھیجدیا۔ دیورائے نے بھی فخر الملک دہلوی اور اسکے بھائی کو رہا کرکے مع چالیس ہاتھی اور قسم قسم کے تحائف و پیشکش اور کئی برس کا خراج بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ اور باہم مصالحہ قائم ہوگیا۔ بادشاہ بہمنی نے بھی راجہ کیلئے شاہانہ خلعت اور چند عربی گھوڑے با زین و لجام مرصع بھیجکے دار السلطنت مراجعت کی۔ دیورائے نے تا بزندگی بادشاہ سے کبھی خلاف عہد نہیں کیا۔ ہر سال خراج و پیشکش بھیجتا رہا۔

سلطان علاء الدین کا خلف حسن بصری کو قلعجات سواحل کی تسخیر کیلئے روانہ کرنا

سلطان علاء الدین نے عزم بالجزم کیا کوکن کے قلعوں کو مسخر کرنا چاہئے۔ پس خلف حسن بصری کو

نشئہ ہجری مین مع جمعیت ساتہہ ہزار سوار دکنی و تین ہزار سوار عرب روانہ کیا - وہ قلعہ چاکنہ مین جو جیز کے قریب ہے پہنچا - اور قلعہ کو اپنا مستقر بنایا اور قلعہ کی تعمیر و ترمیم عمدہ طرح کی بشکل جدید عمارت مستحکم و مضبوط ہوگیا - اور وہان وقتاً فوقتاً لشکر کوکن بہیجتا تہا - اور اطراف کے راجاؤن کو حلقہ بگوش بناتا تہا اور اکثر کامیاب فیروز ہوتا تہا - اسی کوکن کے حدود مین ایک قلعہ جو سرکہ نام راجہ کے تصرف مین تہا خود خلف حسن نے اسپر حملہ کیا - اور چند روز محاصرہ کرکے قلعہ کو جبراً فتح کرلیا - سرکہ کو اسیر کیا - اور اسے اسلام قبول کرنے مین مجبور کیا - سرکہ نے اسلام قبول کرنیکی بابت مکر و فریب سے عرض کیا - کہ میرے اور رائے سنگیسر کے درمیان محبت و ہمسری کا تعلق ہے اگر مین اسلام کے حلقہ [illegible] داخل ہو جاؤن اور رائے سنگیسر اپنے مستقر حکومت مین قیام پذیر ہے - آپکے واپس ہونے کے بعد تہیہ تعین و طعن کریگا - میرے قبائل و عشائر کو مجہہ سے منحرف کریگا - اور میرے ملک مین روئی پر متصرف ہوگا - اگر آپ اسطرف کا ارادہ کرین اور تہوڑی توجہ مین مسخر فرمائین - اور اس مفتوحہ ملک کو میرے سپرد کرین یا اسکا سر تن سے جدا فرمائین اور اسکا ملک کسی ایک امیر کے تفویض کرین - پس مین کلمہ توحید پڑہ کے شاہ اسلام کے غلامون مین شریک ہونگا - اور ہر سال خراج مقررہ خزانہ شاہی مین داخل کرتا رہونگا - اس واقعہ کے بعد اگر کوئی مفسد فساد و فتنہ کریگا یا مال واجب خراج کے ادا کرنے مین بہانہ و حیلہ پیش لائیگا مین اسکا جوابدہ ہونگا - خلف حسن بصری نے اس سے کہا کہ مین نے سنا ہے کہ سنگیسر کے دخول و خروج کا راستہ نہایت تنگ و دشوار ہے - وہان تک پہنچنا سخت مشکل ہے - سرکہ غدار نے کہا سرکار! مجہہ جیسا خیر خواہ مقدمۃ الجیش ہو تو راستہ دشوار نہوگا - اور ایسے راستہ سے لیجاؤنگا کہ وہان کے خارستان سے ایک کانٹا بہی کسی سوار کے دامن پر نہین پہنچیگا - بغیر رنج و مصیبت

منزل مقصود کو پہنچ جائینگے۔ چونکہ قلم تقدیر ملک التجار کی شہادت پر جاری ہو چکی تھی۔ اور اجل موعود کا بھی وقت قریب آگیا تھا۔ تو ملک التجار نے دشمن مخالف کے قول پر اعتماد کر کے سنہ ۸۵۰ ہجری میں روانہ ہوا۔ اکثر دکنیون وحبشیون نے ملک التجار کی رفاقت ترک کر دی جنگل وجھاڑی میں اُسکے ہمراہ نہین گئے۔ اور خلف حسن بصری سرکہ کو ہمراہ لئے ہوے مع جمعیت سوار جھاڑیون مین گذرنے لگا۔ سرکہ نے دو روز تک راہ فراخ طی کرایا۔ تمام خورد و بزرگ اُس سے خوش ہوے لیکن تیسرے دن اُس گمراہ نے ایسے رستہ مین پہنچایا کہ از ہول و شہر نزمادہ بود نہایت تنگ و دشوار گذار تھا۔ نظم

نہ خورشید کردے رسومش مساحت | نہ تقدیر کردے حدودش مقدر
گیاہش از درشتی چو دندان افعی | ہوائش ز عفونت چو کام غضنفر
ز آبش اجل رستہ و ز بادِ پیکان | ز خاکش خسک رستہ و ز خار خنجر
نشیبش ز الماس گسترده مفرش | فرازش ز آتش بپوشیده چادر
رہ پیچ پیچش چو زنار راہب | فرو بستہ ز اطراف محراب منبر

پس مسافت طی کر کے افتان خیزان ایسے جنگل خوفناک مین پہنچے کہ ہوا کا گذر وہان سے بمشکل ہوتا تھا۔ اُسکے تین طرفون مین پہاڑ ودرے واقع تھے۔ اور ایک طرف مین خلیج واقع تھا۔ جس رستہ سے کہ آئے تھے اُسکے سوا اور کوئی رستہ نہین تھا۔ خلف حسن اُنہین ایام مین خونی اسہال رکھتا تھا۔ رات دن مین چالیس مرتبہ بیت الخلا مین جاتا تھا ہر چند کہ کوشش کی کہ آدمی بترتیب قاعدہ باہم اکٹھا ہوتے لیکن ہماری کوشش مفید نہین ہوئی۔ اسلئے کہ لشکری

تہکے مانند سے مغرب تک آتے تہے۔ درختون کے نیچے جہان پہنچتے فروکش ہوجاتے تہے۔ دوسرے
یہہ ہے کہ اُس جنگل مین اسقدر جگہ نہین تہی۔ کہ دو آدمی ڈیرہ قائم کرکے رات بسر کرین۔ پس ایسی
حالت مین سرکہ موقع پاکے درون مین پوشیدہ ہوگیا اور سنگیسر کے راجہ کے پاس بہیجا کہ مین
آپکے لئے ایسا شکار لایا ہون کہ آیندہ آپ کو کبہی ایسا موقع نہین ملیگا۔ جسقدر ہو سکے
جلد کام تمام کرو۔ رائے سنگیسر تیس ہزار پیادہ توپچی کماندار و خنجر گزار لیکر آیا۔ سرکہ بہی مع
جمعیت اس سے ملگیا۔ جب نصف شب گذر چکی اکثر بہادران دلاور گہات مین سے برآمد
ہوے اندہیری رات مین ساتہہ آٹہہ ہزار آدمی کو درختون کے نزدیک بکریون کیطرح ذبح کر ڈالا
فوج مین ایک دو سہر کی واویلا کسی نے نہین سُنی۔ اور کوئی شخص کسیکی فریاد نہین سنتا تہا۔ پہر اہل
اصنام باہم اتفاق کرکے خلف حسن بصری پر حملہ آور ہوئے۔ آسانی سے ملک التجار اور دیگر
اُسکے ہمراہیون کو بہی قتل کیا۔ جنگل و جہاڑی مین جابجا کشتون کے تودے پڑے ہوے تہے سرکہ
نے فریب و دغا سے مسلمانون کا قتل عام کیا۔ اپنی قوم کے ساتہہ ہمدردی کی۔ ملک التجار سچا مسلمان
تہا۔ قول قرار مین پختہ کار و ہوشیار تہا۔ سرکہ غدار کے قول پر اعتماد کرکے بیچارے مسلمان کو
قتل کرایا۔ اور خود بہی اُن کے ساتہہ قتل ہوا سرکہ پہلا ہی مرہٹہ ہے کہ مسلمانون کو فریب
و دہوکہ دے کے کامیاب ہوا۔ نظم

شب تیرہ بود و گذرگاہ تنگ — کہ دشمن سوے جنگ بازید جنگ
درخشیدن تیغ افراشتہ — چراغ براہ اجل داشتہ
برون جستہ تیر از کمین کمان — شدہ مرگ را راہبر سوئے جان

جہانے شد آغشتہ در خاک و خون   یکے سر فگندہ دگر سرنگون
ازان جنگ جویان سوارے نماند   وزان سرکشان نا مدارے نماند
ہر آنکو نشد کشتہ بگریختہ   بہ یکبار از ہم فرو ریختہ
برفتہ بدان گون ہر کس کہ زیست   کہ بر زندگی شان بباید گریست

دکنی و غیر دکنی کا جہگڑا

خلف حسن کے قتل ہونے کے بعد جو لوگ جہاڑی کے گوشون مین ادہر اُدہر باقی رہگئے تہے اُن حبشیون و دکنیون سے جو ملک التجار کیساتہہ نہین گئے تہے آکر ملے - اور اپنی مصیبت کی کہانی سُنائی اور ملک التجار و دیگر سپاہ اسلام کے قتل کا واقعہ بیان کیا - ظاہراً ان کے حال پر افسوس کیا - اور باطناً دل مین خوش ہوئے - اور مصیبت زدگان ہمرکہ سے کہا کہ آپ جاگیرات مین جا کے سامان جنگ فراہم کر کے آو - جو دکنی حبشی تہے وہ روانہ ہوگئے - مگر غربا وہین جمے رہے - اور کہا ہم کہان جائین ہماری جاگیرین یہان سے بہت دور ہین ہم بدون حکم بادشاہ نہین جائین گے ہان بالفعل ہم قلعہ چاکنہ مین جاتے ہین وہان سے سامان مہیا کر کے آتے ہین - مگر اسی کے ساتہہ مغلون سے ایک مغل نے کہا کہ باہمی نفاق کیوجہ سے خلف حسن بصری کی جان ہلاک ہوئی ہم چاکنہ مین جا کے بادشاہ کو مطلع کرینگے - دکنی غربا کی تقریر سنکے گہبرائے حفظ ماتقدم کا خیال کر کے بادشاہ کی خدمت مین ایک معروضہ بہیجا اور اسمین لکہا کہ خلف حسن بصری ایک زمیندار سرکہ نام کے ورغلانے اور سیدون و مغلون کی ترغیب سے راے سنگیسر کے ملک کی جہاڑی و جنگل مین چلا گیا - ہر چند کہ ہم خیر خواہون نے جانے سے ممانعت کی مگر اُس اجل رسیدہ نے

اُسکی نہین سُنی آخر نوشتۂ تقدیر کرسیٔ ظہور پر جلوہ نما ہوا جو امر سند فی تہا وہ واقع ہوا -
اور عداوۃً یہہ بہی ایک فقرہ بڑہا دیا کہ خلف حسن کے واقعہ کے بعد ہم نے امرائے مغل و سادات
و خاصہ خیل کو سمجہایا کہ بمقتضائے خیرخواہی ہم کو چاہیے کہ ہم سرکردہ رائے سنگیسر سے انتقام لین لیکن
اُنہون نے ہماری بات نہین مانی سرکشی اختیار کی - قلعہ چاکنہ کو چلے گئے - ان کے اوضاع سے معلوم
ہوتا ہے کہ قلعہ چاکنہ پر قبضہ کر کے رایان کوکن سے ملجائین - اور بغاوت کا جہنڈہ بلند کرین - اُسوقت
بغاوت کا فرو کرنا مشکل ہوگا - یہہ عریضہ مشیر الملک دکنی کے ہاتہہ مین پہنچا جو سادات و مغلون کا
دشمن جانی تہا - بادشاہ کے ملاحظہ مین پیش کیا - اسوقت بادشاہ عین مستی مین تہا خلف
حسن بصری کے قتل اور غربائے مغل کی سرکشی بیان کی - سلطان بہت رنجیدہ ہوا - اور غلبۂ
غضب کے سبب معاملہ کی حقیقت کو نہین سمجہا - پس مشیر الملک دکنی و عماد الملک غوری کو
امرائے چاکنہ کے قتل کیلئے مقرر کیا دکنی حسب الحکم اسطرف متوجہ ہوے - سادات عرب و عجم
نے یہ خبر سنکے اتفاق کیا - اور قلعہ چاکنہ مین پناہ گیر ہوئے اور قصبہ چاکنہ کو مستحکم کر لیا - اور
ایک عرضداشت مشتمل اخلاص احمد آباد بیدر روانہ کی - آنکی عرضداشت راہ مین مشیر الملک
کے ہاتہہ مین پہنچ گئی - اُسنے پہاڑ کے پہینکدی - غربا عرضداشت کے تلف ہونے پر خبردار ہوئے
پہر اور دو عرضداشتین لکہہ کے ملازمین ہندی کے ہاتہہ سے روانہ کین - ملازمین بدبخت نے دونون
عرضداشتین مشیر الملک کو دیدین - اُسنے بدستور سابق دونون کو پارہ پارہ کر دیا - اور رستون کے
انتظام مین زیادہ اہتمام کیا - ایسا نہو کہ غربا یہان سے نکلکر دار السلطنت پہنچ جائین - ایسی
پریشانی حالت مین بیچارے غربا نہایت حیران ہوے بامر لاچاری راضی بقضا ہو تمام نے

باہم اتفاق کرکے غلہ و سامان قوت لایموت بقدر امکان قلعہ مین ذخیرہ کر لیا۔ اور دکنیون کی
کیلئے مستعد ہوگئے۔ جب یہہ خبر مشیر الملک کو معلوم ہوئی کہ غربا مقابلہ کیلئے مستعد ہورہے ہین
فوراً اُن امرا کو جو کوکن مین تہے اور اس فتنہ کے بانی تہے اپنی مدد کیلئے بلایا۔ اور جنیر وغیرہ مقامات
سے بیشمار سوار و پیادہ جمع کرکے قصبہ چاکنہ مین آیا۔ اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اور محاصرین کے تنگ کرنے
مین مشغول ہوا۔ تقریباً دو مہینے تک محاصرہ رہا باہم جنگ و جدال کی آگ مشتعل ہوتی رہی۔
اور متواتر دکنیون کی عرضداشتین بادشاہ کی خدمت مین پہنچتی تہین۔ کہ غربائے چاکنہ مخالفت
و بغاوت کے رستہ پر ثابت قدم و راسخ دم ہین۔ اور سلطان گجرات سے مدد طلب کی ہے۔ اور
چاہتے ہین کہ قلعہ گجراتی کے حوالہ کرین۔ یہہ عرضداشتین دفتری دکنیون کے توسل سے بادشاہ کے
ملاحظہ مین گذرتی تہین اور اُنکے جواب مین فرامین شاہی صادر ہوتے تہے کہ غریبان باغی کی
سرکوبی و گوشمالی مین کوتاہی نکرین۔ اُنکے استیصال مین توقف جائز نہین۔ اور اون کی
ایسی سیاست کرنی چاہئے کہ دوسرون کو عبرت ہو جائے۔ بیچارے غربا کی عرضیان بادشاہ کے
ملاحظہ مین نہین پہنچتی تہین۔ غریبان بے گناہ نے جب یہہ بات سُنی کہ بادشاہ کے حضور مین
ہماری عرضیان نہین پہنچتی ہین اور کوئی ہماری فریاد نہین سنتا ہے۔ اور غلہ و سامان
قوت بسری بہی کم ہوگیا ہے۔ چند غربا نے باہم اتفاق کرکے پختہ ارادہ کیا کہ عیال و اطفال کو
مع جمعیت جنگی قلعہ مین چہوڑکے قلعہ سے نکل کے احمد آباد بیدر چلنا چاہئے۔ تاکہ بادشاہ
سے بالمشافہ عرض حال کرین۔ جب مشیر الملک و نظام الملک وغیرہ دکنی غربا کے ارادہ پر واقف
ہوئے۔ باہم مشورے کرنے لگے کہ اگر غربا یہان سے فرار ہون گے تو ہمکو اُنپر پورا غلبہ نہین ہوگا

تا وقتیکہ ہمارے جانب سے ایک جم غفیر قتل نہو جائے۔ پس دکنیون نے ازروئے دغا و فریب
بیچارے غربا کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ آل رسول اللہ صلعم و اولاد علی کرم اللہ وجہہ سے ہین
اسلئے بادشاہ نے تمہاری خطا معاف کردی۔ آپ قلعہ خالی کردیجئے اور جہان چاہئے چلے جائیے
ہم حسب الحکم بادشاہ آپکو کسیطرح تکلیف نہین دینگے نہ آپکے جان و مال کو ضرر پہنچائینگے
بیچارے غربا دکنیون کے قول پر اعتماد کرکے قلعہ سے برآمد ہوئے۔ اور قلعہ دکنیون کے حوالے کیا۔ غربا کی
تعداد تخمیناً ڈہائی ہزار تہی جنمین بارہ سو سادات صحیح النسب تہے۔ باقی مغل تہے۔ یہہ مجمع کثیر بیرون
قلعہ فروکش ہوئے۔ اس فکر مین تہے سفر کا سامان فراہم کرکے یہان سے چلے جائین۔ مشیر الملک
نظام الملک قلعہ مین داخل ہوگئے۔ تین روز تک اپنے عہد و پیمان پر قائم رہے۔ بیچارے غربا کو نہین
ستائے۔ مگر چوتہے روز امرائے غربا کو ضیافت کے بہانہ سے قلعہ مین بلائے۔ تخمیناً دعوت مین
تین سو آدمی شریک تہے۔ اور قاسم بیگ صف شکن و احمد بیگ یکہ تاز وغیرہ شریک نہین تہے۔
جب دسترخوان چنا گیا۔ صاحبان دعوت تناول طعام مین مشغول ہوئے۔ حسب الحکم مشیر الملک
و نظام الملک دلاوران دکنی جو گہات مین تہے ہاتون مین ننگی تلوارین لئے ہوئے بارہ سو سادات
اور ایکہزار مغل مع عیال و اطفال مار ڈالے۔ اور ان کے مال و اسباب لوٹنے مین دست دراز کئے
اور ان کے عورتون و لڑکیون پر بہی دست اندازی کی۔ اس مقام مین تحفۃ السلاطین کے مولف نے
بخلاف فرشتہ لکہا ہے کہ صرف مردون کو قتل کئے۔ عیال و اطفال و معذورین کو مرفوع القلم
رکہا۔ ان کے ساتہہ کسی قسم کی مزاحمت نہین کی۔ بظاہر یہی روایت صحیح معلوم ہوتی ہے
اسلئے کہ بہمنیہ سلاطین کے آداب سے تہا کہ باغی کے عیال و اطفال کو بغاوت کے الزام مین ماخوذ نکرین

یامزاحمت پہنچائین مغلون کی جماعت سے صرف قاسم بیگ صف شکن و قراخان کرد و احمد بیگ
یکہ تاز وغیرہ معدود اشخاص باقی رہگئے تہے۔ دکنیون کے ہنگامۂ قتل عام سے واقف ہوکے مع
عیال و اطفال بیدر روانہ ہوئے۔ مشیر الملک نے تعاقب مین داؤد خان سپہ سالار کو مع جمعیت
دو ہزار سوار مقرر فرمایا۔ اور رعایا و جاگیردارون کے نام سے پروانے لکہے کہ یہہ مغل باغی ہین لیکن
بظاہر بادشاہ کے خیرخواہ بنتے ہین انکو جہان پائین قتل کرین۔ اور انکا مال و اسباب غارت کرین
قاسم بیگ مع تین سو دکنیون سے مقابلہ کرتے ہوے منزلین طی کئے ہوے جاتا تہا۔ رفتہ رفتہ
قصبۂ بیٹر مین پہنچا وہان حسن خان جاگیردار حاکم تہا۔ داؤد خان نے اسکو لکہا کہ مغل حرامخوار
و نمک حرام ہین آپ انکی مدافعت مین کوشش کرین۔ ہم انکے سر تن سے جدا کرکے بادشاہ کے
حضور مین بہیجین۔ قاسم بیگ اور حسن خان کے درمیان پہلے سے الفت و محبت کا تعلق تہا۔ قاسم بیگ
نے بیجانگر کی لڑائی مین حسن خان کے ساتہہ کچہہ احسان و حسن سلوک کیا تہا۔ حسن خان نے اسوقت
داؤد خان کو جواب دیا کہ یہہ حرامخوار ایسے ہین کہ گجرات کی سرحد مین پہنچ گئے۔ داؤد خان
حسن خان کی مدد سے ناامید ہوا۔ اور مع جمعیت ڈہائی ہزار قاسم بیگ کی فوج قلیل پر حملہ کیا
دکنی اور مغلون مین خوب جنگ ہوا۔ حملہ اول مین داؤد خان ضرب تیر سے مارا گیا۔ دکنیون نے
مغلون کو بہت تنگ کیا۔ حسن خان مع جمعیت معرکہ مین پہنچ گیا۔ قاسم بیگ کی محبت کے
سبب مغلون کی خوب مدد کی۔ آخر دکنی میدان معرکہ سے داؤد خان کی لاش لیکر چالنہ چلے گئے
اور قاسم بیگ بیرون بیٹر فروکش ہوا۔ باتفاق حسن خان ایک عرضداشت بادشاہ کے
حضور مین بہیجی۔ عرضداشت حضور بادشاہ کے ملاحظہ مین گذری فرمان طلب قاسم بیگ صادر ہوا

قاسم بیگ مع تمام مغلان بقیۃ السیف حضور مین پہنچے۔ بادشاہ نے تحقیقات شروع کی۔ معلوم ہوا کہ مصطفی خان سر آمد کار ملکی کو جو غریبون کی عرضداشتین پیش نہین کرتا تہا قتل کیا۔ اور شہر مین اسکی لاش کی تشہیر کرائی تاکہ عبرت کا باعث ہو۔ قاسم بیگ صف شکن کو بجائے خلف حسن بصری دولت آباد و جنیر کا سر لشکر کیا۔ اور قرا خان کرد و احمد بیگ یکہ تاز کو منصب ہزاری سے سرفراز فرمایا۔ اور غریبون کی تربیت و ترقی کیطرف متوجہ ہوا۔ اور دفتر ملکی مین اکثر مغلون کو عہدے ملے۔ مشیر الملک و نظام الملک کے مکانات مع سامان قرق کئے گئے اور انکو مع دیگر مفسدین باطوق و زنجیر پیادہ پا چاکنہ سے بیدر مین لائے۔ سخت سزائین دی گئین۔ محمود شاہی کے مولف نے لکہا کہ مشیر الملک و نظام الملک ابرص مین گرفتار ہو کے سنہ مذکورہ مین فوت ہو گئے۔ انکی اولاد بجائے شاہدان بازاری کوچہ و بازار مین گہومتے تہے یہہ بہٹ کار و ذلت سادات کشی کی بدولت نصیب ہوئی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

شیخ آذری مولف بہمن نامہ کا خط مشتمل بسفارش غربا

مقتل چاکنہ سے جو غربا باقی رہے تہے۔ اُنہون نے شیخ آذری کی خدمت مین ایک خط بہیجا۔ اور غربا کے قتل عام و دکنیون کی شکایت لکہی۔ اور شیخ سے اسبات کی درخواست کی کہ آپ ہمارے لئے سلطان علاء الدین کو خط لکہئے۔ اور ہماری سفارش کیجئے۔ پس آذری نے علاء الدین کو ایک خط نصیحت آمیز لکہا۔ اور سادات کے قتل کی بابت بہت ملامت کی اور ایسے درد انگیز نقرے لکہے کہ بہمنی خط کے مطالعہ سے روتا تہا اور افسوس کرتا تہا۔ بقیۃ السیف غربا کو معززہ خدمات پر مقرر کیا۔ اور اُن کو انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا۔ اکثر دکنیون کو خدمات سے

سعزول و بعض کو مقتول کیا۔ دربار مین غربا کو دست راست مین اور دکنیون کو دست چپ مین
بیام کی اجازت دی۔ یہہ واقعہ ۸۵۵ہجری مین ہوا۔ پہر بادشاہ نے آذری کے خط کا جواب خاص
پنے ہاتہہ سے لکہا اور اسکے لئے کئی ہزار ہن بہیجے۔ اور خود سلطنت کا انتظام کرنے لگا۔ اور
لینیون کو حقارت کی نظر سے دیکہتا تہا۔ مگر دونون فریق جو سلطنت کے دو قوی بازو تہے
ہم ایک دوسرے کا سخت مخالف ہوا۔ ایک دوسرے کو گرانا چاہتا تہا۔ ان دونون فریق کی
خالفت سے سلطنت مین ضعف بڑہتا جاتا تہا۔ اور رعایا پر بہی برا اثر موثر ہوتا تہا۔ آخر انہین
فسدون سے سلطنت بہمنیہ برباد و تباہ ہوگئی۔ چنانچہ عنقریب سلطنت بہمنیہ کی بربادی و
باہی کا ذکر آئیگا۔

سکندر خان کی بغاوت

رشتہ و دیگر مورخین نے لکہا کہ ۸۵۷ہجری مین سوء اتفاق سے بادشاہ بہمنی کے پیر مین ایک ضرب سخت
ی پیر زخمی ہوگیا۔ ہرچند معالجہ کرتے تہے مگر زخم مندمل نہین ہوتا تہا۔ زخم کی وجہ سے عاجز ہوگیا
ہا۔ اور گہر سے بہت ہی کم برآمد ہوتا تہا۔ اکثر اسکے فوت ہونیکی خبرین منتشر ہوجاتی تہین۔ مہمات
سلطنت مین کہلبلی پڑجاتی تہی۔ چنانچہ جلال خان داماد احمد شاہ بہمنی نے جو تلنگانہ مین حکمرانی
رتا تہا۔ بادشاہ کے مرنے کی خبر باور کرکے اکثر تلنگانہ کے بلاد پر متصرف ہوگیا۔ اور انہین ایام مین
ان اعظم صوبہ تلنگانہ بہی فوت ہوگیا۔ پس جلال خان نے میدان خالی دیکہہ کے اپنے فرزند سکندر خان
و جو احمد شاہ بہمنی کا نواسہ اور علاء الدین کا ہمشیرزادہ ہوتا تہا بادشاہ بنانا چاہا۔ اور اس مشورہ
ین تلنگانہ کے بہت سے امرا شریک کرلیا۔ تلنگانہ کے بلاد پر قبضہ کرنے لگا۔ سلطان علاء الدین

ہمشیرہ زادہ کی بغاوت کی خبر سنکے باوجود بیماری لشکرکشی کا حکم دیا۔ پہر جلال خان کو معلوم ہوا کہ بادشاہ زندہ ہے اور ہم پر فوج کشی کرنیوالا ہے پدر و پسر نے باہم ملکے مشورہ کیا۔ اور یہہ امر قرارداد ہوا کہ خود تلنگانہ مین رہے۔ اور سکندر خان ماہور کیطرف چلا جائے۔ اگر بادشاہ ایک طرف حملہ کرے تو دوسرے طرف خلل و فتنہ برپا کیا جائے۔ اور باہم ایک دوسرے کی مدد کرے پس سکندر خان ماہور گیا بہت جمعیت فراہم کرلیا۔ بادشاہ سے مقابلہ کیلئے مستعد ہوگیا۔ چونکہ علاءالدین بادشاہ رحیم و رقیق القلب تہا اور صلۂ الرحم کا زیادہ لحاظ کرتا تہا۔ بناءً علیہ ہمشیرزادہ کو متعدد خطوط نصیحت آمیز لکہے۔ لیکن کوئی نصیحت موثر نہین ہوئی۔ اور قولنامہ بہی بہیجا وہ بہی کارگر نہین ہوا۔ چونکہ سکندر خان پیشتر شاہزادہ محمد خان کی بغاوت مین بہی شریک تہا۔ بادشاہ سے ڈرتا تہا اس لئے اسکے قول و قرار پر اعتماد نہین کرتا تہا۔ اسی خوف و اندیشہ کی وجہ سے سلطان محمود خلجی والی مالوہ کو پیغام بہیجا کہ علاءالدین شاہ بیمار ہوکے فوت ہوگیا۔ مگر امرانے اسکی موت کو اپنے مقاصد و اغراض کیلئے پوشیدہ رکہا ہے۔ اور وہ چاہتے ہین کہ بزرگان مملکت و مستحقان دولت کو نیست و نابود کرین اگر آپ ایسے وقت یہان تشریف لائین تو تلنگانہ و برار آسانی سے آپکے تصرف مین آجائیگا۔

محمود خلجی کا حملہ اور واپس ہونا

چونکہ محمود شاہ خلجی والی مالوہ اُسوقت خاندیس و گجرات کے حکام کی نسبت زبردست و صاحب قدرت زیادہ تہا۔ بہادری و الوالعزمی مین بہی مشہور تہا۔ سکندر خان ہمشیرزادہ سلطان علاءالدین بہمنی کی تحریک و طلب سے فی الفور مع فوج جرار برآمد ہوا۔ اور مبارک خان فاروقی

حاکم برہان پور کو بہی اپنے ہمراہ لے لیا۔ اور سکندر خان محمود کی آمد سنکے مع اکہزار سوار چند منزل
استقبال کرکے اس سے ملا۔ سلطان علاء الدین اگرچہ بیماری کے سبب سے سخت تکلیف مین تہا۔ گہر سے
برآمد ہونا اسکے لئے ایک امر دشوار تہا۔ لیکن اولوالعزمی و ہمت سے خلجی کے مقابلہ کیلئے مستعد ہوا۔
پانچ کوس آگے روانہ کرکے خود مع لشکر بیجاپور و خاصہ خیل پالکی مین بیٹہہ کے خلجی کے مقابلہ کیلئے
جو ماہور کے جنگل و میدان مین فروکش تہا روانہ ہوا۔ جب محمود خلجی کو معلوم ہوا کہ سلطان علاء الدین
زندہ ہے اور مقابلہ کیلئے آرہا ہے۔ مقابلہ کو مناسب نہ سمجہہ کے راتکو کوچ کرکے چلا گیا۔ اور ایک
امیر کو سکندر خان کی مدد کیلئے چہوڑ گیا۔ اور امیر سے کہدیا کہ اگر سکندر خان دکنیون سے ملنے کا ارادہ
کرے تو فوراً اُس کو گرفتار کرلینا۔ اور اسکا تمام سامان شاہی مانڈو لے آنا۔ سکندر خان خلجی کے
ارادہ کو سمجہہ گیا۔ دو ہزار افاغنہ و راجپوت ہمراہ لیکر ملگنڈہ چلا گیا۔ اور مالوے سے علیحدہ ہوگیا
وہان پہنچ کے دیکہا کہ خواجہ محمود گاوان نے قلعہ پر محاصرہ کیا ہے۔ قلعہ مین داخل ہونا مشکل ہے
پس ہمت و دلیری کیساتہہ قلعہ مین باپ کے پاس پہنچ گیا۔ خواجہ سکندر خان کے داخل ہونے سے
بہت خوش ہوا اور محصورین پر سختی شروع کردی۔ محصورین عاجز و تنگ ہوگئے۔ آخر بامر لاچاری
باپ اور بیٹے نے بذریعہ خواجہ امان نامہ بادشاہ سے حاصل کیا۔ اور قلعہ کو خواجہ کے سپرد کردیا۔ اور
خواجہ کے ساتہہ دونون بادشاہ بہمنی کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ قصور کی معافی چاہے۔ بادشاہ
رحیم نے دونون کا قصور معاف کرکے بدستور ملگنڈہ جاگیر پر بحال فرمایا۔ اور فخر الملک ترک کو
ماہور کی حکومت عطا کی۔ اور فرخ الملک کو رائچور کی تہانہ داری پر مقرر کیا۔ اور خود مع جمعیت
دارالسلطنت مراجعت کی۔ یہہ واقعہ ۸۶۰ ہجری مین ہوا۔

سلطان علاء الدین بہمنی کا ہمایون کو ولیعہد کرنا اور مرض الموت مین مبتلا ہو کے فوت ہونا

علاء الدین تلنگانہ و خلجی کے مہم سے فارغ ہو کے دار السلطنت مین آیا۔ دو سال تک عیش و آرام کرتا رہا۔ پہر بیمار کا دور شروع ہوا۔ بادشاہ کو زندگی سے یاس ہو گیا۔ دربار عام فرمایا۔ شاہزادہ ہمایون کو ولیعہد کیا۔ امرا و اعیان دولت نے طوعاً و کرہاً قبول کیا۔ اور ولیعہد کو مندرجہ ذیل نصائح کئے نصائح یہہ ہین۔ اے جان بابا! ۔ دلیل قاطع کے بعد حکم کرنا چاہیئے۔ ارباب غرض کی باتون پر اعتماد نہین کرنا۔ صاحبان فسق و فجور کو ذلیل کرنا۔ غماز و چغل خور کی بات نہین سننا۔ تہوڑی خطا پر بیگناہ کو سزا نہین دینا۔ مہمات سلطنت کو صلاح و مشورہ سے کرنا۔ تالیف قلوب رعایا کا لحاظ۔ مال واجب کے مطالبہ مین رعایا سے مناقشہ نہین کرنا۔ رعایا کی آسائش مین کوشش کرنا مظلوم کی فریاد سے ڈرنا۔ ملازمین کو بیوجہ نہین نکالنا۔ ہمایون نے باپ کی نصیحتین تسلیم کین لیکن سلطنت کے زمانہ مین ایک پر بہی عمل نہین کیا۔ بلکہ ظالم کے لقب سے ملقب ہوا۔ چونکہ ہمایون تندمزاج و ظالم تہا لوگ اُس سے بیزار و متنفر تہے۔ چنانچہ موقع پر اُسکا ذکر آئیگا فرشتہ نے لکہا کہ علاء الدین بہمنی عالم فاضل فصیح بلیغ تہا۔ فارسی عربی خوب جانتا تہا۔ صوم و صلوۃ کا پابند تہا۔ کبہی جمعہ و عیدین مین مسجد جامع مین جاتا تہا۔ اور منبر پر چڑہ کے خطبہ پڑہتا تہا۔ اور خطبہ مین اپنا نام اِن القاب سے یاد کرتا تہا کہ ﴿السلطان العادل الکریم الحلیم الرؤف علی عباد اللہ الغنی علاء الدنیا و الدین علاء الدین بن اعظم السلاطین احمد شاہ بہمنی الخ﴾ ایک دفعہ جمعہ کے روز مسجد جامع مین ایک تاجر عرب

جس نے اپنے گہوڑے بادشاہی وزرا کے ہاتہہ فروخت کئے تہے - کارپردازان دیوانی رقم دینے مین حیلہ وبہانہ کرتے تہے - بیچارہ عرب عاجز وتنگ ہو گیا تہا - اور قلعہ چاکنہ کے قتل عام سے بہی واقف تہا منبر کے قریب بیٹہ گیا - جب بادشاہ نے السلطان العادل الکریم الحلیم الرؤف علے عباد اللہ الغنی علاء الدنیا والدین علاء الدین بن اعظم السلاطین احمد شاہ ولی بہمنی الخ کی عبارت پڑہی تب ہی عرب کہڑا ہوا اور کہا کہ لا واللہ لا عادل ولا کریم ولا حلیم ولا رؤف ایہا الظالم الکذاب تقتل الذریۃ الطاہرۃ وتتکلم بہذہ الکلمات علی منابر المسلمین - یعنی خدا کی قسم اے ظالم دروغ گو تو نہ عادل ہے نہ کریم - نہ بردبار نہ مہربان اولاد طاہرہ یعنی سادات کو قتل کرتا ہے اور منبرون پر ایسے کلمے بولتا ہے جو واقعہ کے خلاف ہین الخ کہ بادشاہ پر عرب کا کلام موثر ہوا بہت رویا - اُسیوقت گہوڑونکی قیمت ادا کی اور کہا جن لوگون نے مجہکو یزید کی طرح بدنام کیا ہے وہ لوگ خدا کے غضب سے رہائی نہین پائین گے - مسجد سے آکے محل مین داخل ہوا - پہر تا بمرگ گہر سے قدم باہر نہین رکہا - آخر اُسی درد پا کے صدمے سے ۸۶۲ ہجری مین اس دار ناپائیدار سے عالم بقا کو روانہ ہوا - تمام پسماندگان کو رنج وغم مین مبتلا کیا - پہر علما ومشائخ وارکان سلطنت جمع ہوے - بادشاہ کی تجہیز وتکفین کرکے بہمنیہ مقبرہ بیدر مین دفن کئے - مدت سلطنت ۲۳ سال ۹ مہینہ ۲۰ دن - مدت عمر ۳۸ سال - اولاد سہ پسر وسہ دختر -

علاء الدین کے شمائل وخصائل کا ذکر

سلطان علاء الدین علم فضل کے زیور سے آراستہ تہا - نیک سیرت وپاکیزہ طینت رحم دل

عدل گستر رعایا پرور تہا۔ مزاج مین چستی و چالاکی موجزن تہی۔ متشرّع و متدیّن تہا۔ ممالک محروسہ کے ہر ایک گانون و قصبہ مین قاضی و مفتی و محتسب مقرر کئے تہے۔ اور اُنکو سخت تاکید کی تہی کہ شرعی احکامات کے اجرا مین تغافل نکرین عوام الناس کو منہیات سے باز رکہین۔ شراب خواری کی سخت ممانعت کی تہی اگر کوئی شراب کے استعمال کا مرتکب ہوتا تو سخت سزا دیتا تہا۔ اس معاملہ مین سخت گیر تہا کسیکی رعایت نہین کرتا تہا۔ فرشتہ نے لکہا کہ ایک مرتبہ سید محمد الحسینی گیسو دراز کے پوتے نے ایک فاحشہ کے ساتہہ شراب پی اور اُسکو خوب مارا اور اُسکی چوٹیا کاٹ لی۔ کوتوال نے مخدوم زادہ کو گرفتار کرکے بادشاہ کو مطلع کیا۔ بادشاہ نے مخدوم زادہ کے پاؤن پر دو سو کوڑے مارے فاحشہ کو گدہے کی کہال اُڑہا کر تشہیر کرکے شہر بدر کر دیا۔ انصاف پسند تہا ظلم کا روادار نہین ہوتا تہا ظالمون کو سخت سزائین دیتا تہا۔ اور مظلومون کی ہمدردی مین کوتاہی نہین کرتا تہا قماربازون و بدمعاشون کا دشمن جانی تہا۔ کوتوال و تہانہ دارون کو تاکید شدید کی تہی کہ ان بدمعاشون کو تلاش کرتے رہو جہان ملین سزائین واجب دیتے رہو۔ جو ان افعال ناہنجار پر اصرار کرین اُنکو شہر بدر کر دین۔ دریوزہ گرون و گدایون کو کسب معاش کی ہدایت کرکے تاکید کرتا اُن کو دریوزہ گری و کوچہ گردی سے روکتا تہا۔ شہر مین مانگنے سے ممانعت کرتا تہا۔ اور اُنکو مجبور کرتا کہ محنت و مزدوری کرکے کمائین کہائین اگر بادشاہ کے حکم کی تعمیل نکرتے تو اُنکو قید کرکے شہر کی نالیان صاف کراتا۔ اور صیغۂ تعمیرات مین اُن سے کام لیتا۔ اور اکثرون کو شہر سے نکال دیتا تہا چاہتا تہا کہ دنیا مین تمام خوشحال و فارغبال رہین۔ اور مشائخ کو تاکید کرتا تہا کہ اہل اسلام کو مسائل دینیہ ضروریہ سکہلائین۔ اور افعال منہیات سے باز رکہین۔ اور

مریدون کو ایسی ہدایت کرین کہ وہ صراط مستقیم پر ثابت قدم رہین۔ اخلاق و آداب اسلام
مین پیر کے ہمقدم ہو جائین۔ پیری مریدی سے مقصود یہی ہوتا ہے کہ پیر مرشد مرید گمراہ
کو راہ راست پر لائے۔ گناہون مین ڈوبے ہوئے کو کنارۂ نجات پر پہنچائے۔ اور مرید کو چاہئے کہ
پیر مرشد کے حکم کی تعمیل کرے اور حسن عقیدت و صدق ارادت سے فرمودۂ پیر کو مانے۔ بزرگان
سلف و مشائخ متقدمین مدة العمر یہی کام کرتے رہے۔ دنیا و مافیہا سے الگ رہتے تھے سلاطین
وامرا سے بھاگتے تھے۔ بے پروانہ زندگی چندروزہ بسر کرتے تھے۔ راتدن عبادت الٰہی مین
گذارتے تھے مشائخ دنیا پرست بادشاہ کی سخت گیری سے تنگ ہوتے تھے۔ بادشاہ بھی اس قسم کی
مشائخ سے نفرت کرتا تھا جو اہل اللہ خدا دوست ہوتے تھے اُن سے نیازمندانہ ملتا تھا۔ اور
قدمون کو سر آنکھون پر رکھتا تھا۔ بعض خاصان خدا جسکی نسبت سفارش کرتے فوراً تعمیل کر دیتا تھا
رقیق القلب و رحم دل تھا انسان کے قتل کو پسند نہین کرتا تھا سخت سے سخت سزا حبس دوام تھا لیکن
قضات و حکام کے حکم سے قتل قصاص مین مداخلت نہین کرتا تھا۔ شرع کے موافق قضایا کے
فیصلے ہوتے تھے۔ آسائش خلائق کا خواہان رہتا تھا۔ مفید عام کام مین سبقت کرتا تھا۔ یہی پہلا
بادشاہ ہے کہ اسنے شہر بیدر مین رعایا مساکین و غربا کیلئے دار الشفا تعمیر کرائی تھی۔ اور دار الشفا
مین چند اطبائے یونانی و مصری ملازم رکھے تھے۔ اور دواخانہ کے اخراجات کیلئے چند دیہات
وقف کردئے تھے دیہات کی آمدنی بیمارون کی دوا و غذا و ملازمین کی تنخواہ مین صرف کیجاتی تھی
غربا و مساکین قوم ہندو و مسلم کو مفت دوا دیجاتی تھی اور غربائے بینوا و مساکین کم استطاعت
کو دار الشفا مین رکھتے تھے۔ اُنکو خوراک و پوشاک سرکار کے جانب سے ملتی تھی۔ غربا و فقرا و مساکین

آرام سے رہتے تہے۔ صحت کے بعد چلے جاتے تہے۔ علم و ہنر کا قدردان تہا۔ علما کی بڑی قدر کرتا تہا
اس کے زمانہ مین شہر بیدر دار العلوم والفنون ہوگیا تہا۔ سلاطین بہمنیہ کے زمانہ مین اکثر علمائے
کرام و اولیاء عظام دیار و امصار سے آتے تہے۔ سلاطین کی قدردانی و جوہر شناسی بکہہ کے یہین
سکونت پذیر ہو جاتے تہے۔ ہر ایک سلطان کے عہد مین علما و اہل اللہ کی آمد کا سلسلہ جاری ہا
چنانچہ سلطان علاء الدین کے عہد مین حضرت شیخ ابراہیم بن الشیخ فتح اللہ القادری الملتانی
شہر بیدر مین آئے اور بادشاہ سے جامع مسجد مین جمعہ کے دن ملے۔ اور اپنی مولفہ کتاب مسمّی
معارف العلوم جسکا دیباچہ سلطان کے نام سے معنون کیا تہا پیش کیا۔ بہمنی آپکی ملاقات سے بہت
خوش ہوا۔ آپکی مولفہ کتاب کو دیکہہ کے پسند فرمایا۔ اور کتاب کے ملاحظہ سے آپکے تبحر علم کی تصدیق
ہوئی۔ آپکو ایک خطبۂ عربی کی درخواست کی آپنے فوراً تیار کردیا۔ علاء الدین نے ایک فارسی شعر آپکو
دیا کہ اسکا عربی ترجمہ کر دیجئے کہ مین اسکو بہی خطبہ مین درج کرنا چاہتا ہون آپنے فوراً شعر کا ترجمہ کرکے
حوالہ کیا۔ شعر فارسی یہہ ہے۔

آنکہ پا از سر نخوت نہ نہادی بر خاک ‏ ‏ ‏ عاقبت خاک شدہ خلق برو می گذرند

عربی ترجمہ

اَلَّذِیْ لَا یَضَعُ قَدَمَہٗ عَلَی الرُّخَامِ ‏ ‏ ‏ صَارَ تُرَابًا یَمُرُّ عَلَیْہِ الْاَقْدَامُ

حضرت کی کتاب معارف العلوم میرے کتبخانہ مین تہی۔ ضخامت مین پانچ جز قلمی نسخہ نادر الوجود تہا
آپنے تمام علوم و فنون کی تعریفین کشف الظنون و معارف جرجانی کی طرح لکہی ہین۔ افسوس
اسباب کا ہے کہ یہہ نایاب نسخہ میرے کتبخانہ نوادر کے ساتہہ موسی ندی حیدرآباد کی طغیانی مین غرق آب

و نذر سلاب ہوگیا۔ بادشاہ آپکی لیاقت و فضیلت سے نہایت خوش ہوا۔ آپکو خلعت و جاگیر سے ممتاز کیا۔ آپ ہمیشہ بادشاہ کے پاس دربار مین آمد و رفت کرتے تہے۔ بادشاہ آپکی ملاقات سے خوش ہوتا تہا اور آپکی خدمت سے فیض حاصل کرتا تہا۔ مین نے حضرت کا حال محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن مین مشرح لکہا ہے۔ ابہی مطبوع نہین ہوا ہے عنقریب طبع ہوگا شائقین ملاحظہ سے مستفید ہونگے

سلطان بہمنی ملکی انتظام سے خوب واقف و ماہر تہا۔ ابتدا مین سلطنت کے مہمات جزئی و کلی مین مصروف رہتا تہا۔ ملک و سپاہ کی خبرگیری عمدہ طرح سے رکہتا تہا۔ احسان و عدل مین مشہور ہوگیا تہا۔ آخر مین عیش پسند و آرام طلب بنگیا تہا۔ ایکہزار عورتین شکیلہ و جمیلہ جمع کرلی تہین ان مستورات کے انتظام مین مشغول رہتا تہا۔ سلطنت کے مہمات وزرا و کارپردازون کے سپرد کردئے تہے نعمت آباد کے ندی کے کنارہ ایک باغ بہشت مثال اور ایک محل رشک فردوس تعمیر کرایا۔ اکثر اوقات باغ و محلات مین عیش و عشرت و آرام و لذت سے زندگی بسر کرتا تہا۔ راتدن محلات مین رہتا تہا دو چار مہینہ کے بعد بارگاہ کل یعنی دربار عام مین رونق افزا ہوتا تہا۔ اسوقت امرا و وزرا اور رعایا و فقرا کا سلام عام لیتا تہا۔ سلطنت کا انتظام جزء سے کل تک وزرا و کارپردازون کے اقتدار مین تہا۔ وزرا و کارپرداز مختلف ممالک کے تہے غرض نفسانی و خود پسندی سے باہم رشک و حسد کرتے تہے۔ مختلف پارٹیان ہوگئی تہین ایک پارٹی مدعی ہوتی تہی کہ ہم دکنی ملکی ہین اور دوسری پارٹی کو غیر ملکی و آفاقی کے لقب سے پکارتے تہے دونون پارٹیون کی وجہ سے سلطنت کی عمارت متزلزل ہورہی تہی۔ اور امارت کی قوت و قدرت تنزل پذیر تہی۔ غرض نفسانی مین ایسے مست تہے کہ کچہہ نہین سمجہتے تہے کہ اس اختلاف فضول کا نتیجہ کیا ہوگا واقع مین

ملکی و غیر ملکی کا جھگڑا فضول واقع کے خلاف تہا۔ دونون پارٹیون کے ارکین خود غیر ملکی ہی تہے۔ یہی حضرات فتنہ و فساد برپا کرتے تہے۔ بیچارے ملکی کون تہے؟ ملکی اصل مین یہان کے ہنود تلنگے و کنہڑے و کمٹی و نائڑو وغیرہ اور نو مسلم تہے۔ یہ بیچارے ایسے درجہ مین تہے کہ اُن کے مقابل مین قطعاً روشمار مین نہین ہوتے تہے۔ جھگڑے اور فساد سے الگ رہتے تہے۔ دکن مین ملکی و غیر ملکی کی تخم ریزی حضرات آفاقیون کی بدولت واقع ہوئی۔ اور ایسی جمی کہ نسلاً بعد نسلٍ ہوتی ہوئی پہلتی رہی۔ کسی نے اس خانہ برانداز کی استیصال کی تدبیر نہین کی۔ کون کرتا؟ کارپردازان سلطنت خود اس بلا مین مبتلا تہے۔ ہان بادشاہ کر سکتا تہا۔ لیکن بادشاہ عیش و عشرت مین ایسا مست و محو تہا کہ خودی سے بیخود تہا۔ اور کارپردازون کے ہاتہہ مین گویا کاٹ کا پتلا تہا جس پارٹی کا قابو چلتا اُسیکے قابو مین آجاتا۔ جس کے قابو مین بادشاہ ہوتا وہ پارٹی غالب ہوجاتی۔ انا ولا غیری کا دم بھرتی اور مغلوب پارٹی کے اقتدارات گہٹا دیتی پہر مغلوب غالب کے گرانیکی پیروی کرتا۔ اس اختلاف و فتنہ بیجا کا یہہ نتیجہ ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ سلطنت کمزور ہوکے منقرض ہو جاتی ہے۔ بینے زوال سلطنت کے اسباب مین کارپردازون کی نااتفاقی کو بہی اعظم الاسباب لکہا ہے۔ مدبران ملک کو چاہیے کہ ممالکِ قلوب کی سرحد سے نااتفاقی کو خارج اور اُسکے معاوضہ مین اتفاق و وفاق کو قائم کرین تاکہ سلطنت کو دوام و رعیت کو نفع عام حاصل ہووے۔ خدایا ہمارے دلون کو حسد کی تاریکی سے روشن اور ہماری باہمی نااتفاقی کو دور کر اور ہمکو دنیا مین غیرون کی نظرون مین ذلیل و خوار نکر۔

شاہزادۂ حسن خان کا جلوس اور ہمایون شاہ کا اسکو معزول کرکے تخت نشین ہونا

فرشتہ نے لکہا کہ جب علاء الدین فوت ہوا۔ تو سیف خان و ملو خان امرائے سرکار بہمنیہ نے اُسکے فوت ہونے کو

پوشیدہ رکہا کسیکو مطلع نہین کیا۔ شاہزادہ حسن خان کو جو ہمایون کا چھوٹا بہائی تہا تخت نشین
کیا۔ اکثر ارکان دولت جو ہمایون کی بدمزاجی سے ناخوش تہے وہ بہی تخت نشینی مین شریک ہوئے
شاہ حبیب اللہ بن شاہ خلیل اللہ بن شاہ نعمت اللہ داماد احمد شاہ بہمنی امیرانہ شان رکہتا تہا
درویشی سے متنفر تہا۔ حسن شاہ کی تخت نشینی سے بہت ہی خوش ہوا۔ اور امرا نے باہم تجویز کر کے
چند کارآزمودہ وہوشیار ہمایون کے قتل کیلئے روانہ کئے۔ ہمایون پہلے ہی سے ہوشیار و مستعد تہا
سکندر خان وغیرہ کو اپنا رفیق و معین بنا لیا اور اسّی سوار یا سو سوار ہمراہ لیکر دربار شاہی کے طرف
روانہ ہوا۔ راستہ مین مخالفین سے لڑتا ہوا دربار کے قریب پہنچ گیا۔ ہمایون کا رعب و داب تمام کے
دلون مین جما ہوا تہا۔ اور اُسکی سخت مزاجی سے گہبراتے و بید لرزان کیطرح کانپتے تہے۔ فیلبانون
و پردہ دارون وغیرہ حشم و خدم نے دیکہا کہ ہمایون دربار کے قریب آگیا ہے اور شہر کے لوٹیرے و غوغائی
بہاگ رہے ہین اور ہمایون تعاقب مین برق و باد کی طرح آرہا ہے تمام ہمایون کی خدمت مین آگئے
پس ہمایون مع جمعیت کثیر بارگاہ کل یعنی دربار عام مین داخل ہوا۔ حسن خان کو جو بہائی کے
خوف سے کانپ رہا تہا تخت فیروزہ سے اوتارا۔ اور اُسیوقت سید دلاور خان امیر الامرا کو ہاتی کے پیر مین
بندہوا کے قتل کرایا۔ اور شہر کے کوچہ و بازار مین پہرایا اور شاہ حبیب اللہ کو مقید کیا۔ اور ملو خان
لڑتے ہوئے شہر سے نکل کر کرناٹک کی سرحد مین پہنچ گیا۔ اور ہمایون شاہ اطمینان سے تخت نشین ہوگیا
والد ماجد کی وصیت کے موافق خواجہ محمود گاوان کو ملک التجار خطاب دیکر وکیل شاہی و طرفدار
بیجاپور کیا۔ اور ملک شاہ بزرگ زادہ چنگیزیہ کو خواجہ جہان خطاب دیکر طرفدار تلنگانہ کیا۔ اور
عماد الملک کے برادر زادہ کو نظام الملک خطاب و منصب ہزاری عطا کر کے تلنگانہ مین جاگیر بہی دی

سکندر خان کی بغاوت اور اُسکا خاتمہ

چونکہ سکندر خان بن جلال خان بخاری ہمایون شاہ سے محبت و اتحاد رکہتا تہا۔ اور ہمایون کا شاہزادگی
کے زمانہ مین مصاحب اور رفیق موافق تہا۔ اور اس مخالفت کے زمانہ مین مصاحبت و رفاقت کا حق
عمدہ طرح سے ادا کیا۔ منتظر و امیدوار تہا کہ ضرور حکومت تلنگانہ کی ملیگی۔ جب اُسکی مراد پوری
نہ ہوئی تو دلگیر و خستہ خاطر ہوا۔ اور یہان سے بدون حکم بادشاہ اپنے باپ کے پاس تلنگنڈہ چلا گیا
جلال خان نے بیٹے کی وجہ سے بغاوت کا علم بلند کیا۔ اور لشکر سوار و پیادہ فراہم کرنے لگا
سلطان ہمایون شاہ پسر پدر کی بغاوت کی خبر سنکے خانجہان حاکم برار کو جو دار الخلافہ مین مبارکباد
دینے کے لئے آیا تہا مخالفین کی مدافعت کے لئے مقرر فرمایا۔ سکندر خان نے جمعیت فراہم کرکے
تلنگانہ مین اُس سے خوب مقابلہ کیا۔ سکندر خان غالب و خانجہان مغلوب ہوا۔ ہمایون شاہ خود مع فوج
جرار تلنگنڈہ مین آیا۔ بیرون تلنگنڈہ فروکش ہوا۔ منتظر تہا کہ پدر و پسر مجہہ سے امان نامہ لیکر میری
خدمت مین حاضر ہو جائین گے۔ یکایک سکندر خان نے بادشاہی لشکر پر شبخون مارا۔ بامر لاچاری
ہمایون شاہ نے صبح کو قلعہ گیری کا سامان مہیا کیا۔ سکندر خان اپنی فوج افاغنہ و راجپوت پر
اعتماد رکہتا تہا۔ مع جمعیت آٹہہ ہزار سوار مقابلہ کے لئے آیا۔ ہمایون شاہ خوب جانتا تہا کہ
سکندر خان مرد دلیر و کار آزمودہ و تجربہ کار ہے۔ از روئے محبت و حکمت عملی اُسکے پاس پیغام
بہیجا کہ مجہے نہایت ہی افسوس ہوتا ہے کہ آپ جیسا بہادر و دلاور اپنے خداوند نعمت سے بغاوت کیکے
اور لڑائی مین مارا جائے ہین آپکا قصور معاف کرتا ہون اور آپکو دولت آباد یا برار کے علاقہ
مین جاگیر انعام عطا کرتا ہون آپ جہان چاہین وہان خوشی سے رہین اور آرام اطمینان سے زندگی

بسر کرین ۔ جنگ و جدل سے کچھہ حاصل نہوگا ۔ سکندر خان نے جواب کہلا بھیجا کہ آپ احمد شاہ کے
پوتے اور مین اُنکا نواسہ ہون ۔ ہم و آپ دونون سلطنت مین شریک ہین ۔ مجھے تلنگانہ
عطا کیجئے ۔ نہین تو مقابلہ کیلئے مستعد ہون ۔ پس ہمایون شاہ سکندر خان کے جواب سے سخت
ناخوش ہوا ۔ نہایت غضبناک ہو کے مقابلہ شروع کیا ۔ سکندر خان بہی مدافعت کرنے لگا ۔
طرفین کے سپاہ صبح سے شام تک لڑتے رہے ۔ دونون جانب کی سپاہ برابر رہی ۔ آخر محمود گاوان
نے دست راست سے اور خواجہ جہان ترک نے دست چپ سے سکندر خان کی فوج پر ایسا حملہ کیا کہ
کہ سکندر خان کے اکثر سپاہ مقتول ہوئے ۔ اس قتل و خونریزی مین ہمایون شاہ مع ایکہزار تیر انداز
و نیزہ گزار سکندر خان پر حملہ آور ہوا ۔ اور ایک مست ہاتی اُسپر ہلا کیا ۔ ہاتی نے سکندر خان کو سواری سے
زمین پر گرا دیا ۔ سکندر خان کے گرتے ہی فوج مین پریشانی پہیل گئی ۔ لوگ بہاگنے لگے ۔ اور اُسکی
فوج اُسپر سے گذر رہی تہی ۔ کسیکو خبر نہوی کہ یہہ سکندر کی لاش ہے گہوڑون کے سمون کی
ضرب سے لاش پاش پاش ہوگئی ۔ اُسکی تمام فوج میدان معرکہ سے بہاگ گئی ۔ کوئی فرد البشر
باقی نہین رہا خواجہ جہان ترک و محمود گاوان کی کوشش جمیلہ سے جلال خان گرفتار ہوا ۔
پس بادشاہ اس جہگڑے سے فارغ ہو کے ورنگل چلا گیا ۔ نظم

جوانان ز کینہ کشیدند تیغ — بقتل گریزندگان بیدریغ
چو خان سکندر در آمد ز زین — شد آلودہ خون تن نازنین
چنان کوفتہ پشت و پہلو و دوش — کہ مغزش برون آمد از راہ گوش
ہمین بود تا بود گردون سپہر — گہے کینہ در باز و گاہ مہر

دیورکنڈہ پر خواجہ جہان کی شکست

چونکہ تلنگانہ کے زمیندار سکندر خان کے ساتھہ بغاوت مین شریک تھے۔ بادشاہ بہمنی نے باغیون کی تنبیہ و تعذیب کے لئے خواجہ جہان ترک و نظام الملک غوری کو دیورکنڈہ روانہ کیا۔ وہان باغیون سے کئی مرتبہ معرکے ہوئے۔ اہل صنام ہر ایک معرکہ مین شکست ہی پاتے رہے لیکن باوجود متعدد شکستون کے جنگ سے باز نہین آتے تھے۔ آخر جب انمین مقابلہ کی تاب نہین رہی تب وہ قلعہ نشین ہو گئے۔ خواجہ جہان ترک نے اس پہاڑ پر فضا پر جو قلعہ سے ملا ہوا تھا خیمے اور ڈیرے قائم کرے اور قلعہ کے محاصرہ مین مشغول ہوا۔ اور محصورین کو تنگ کرنے لگا ؎

بنزدیک آن قلعۂ باشکوہ ۔۔۔ سراپردہ برزد بہ بالائے کوہ

شب و روز میبند سے کارزار ۔۔۔ ز بیرون آن قلعۂ استوار

محصورین امتداد محاصرہ سے گھبرائے۔ عاجز و تنگ ہو گئے۔ رائے اوڑیسہ و غیرہ راجگان دکن سے تائید و مدد طلب کی۔ راجاؤن نے بہت جمعیت مع چند فیلان جنگی امداد کے لئے بھیجدی اور اپنے آنیکی بھی خبر دی۔ تلنگے و کنہڑے راجاؤن کے آمد کی خبر سنکے بہت ہی خوش ہوئے اور مقابلہ کیلئے مستعد ہوئے۔ خواجہ جہان و نظام الملک غوری راجاؤن کی امداد و آمد کی خبر سے مکدر ہوئے باہم تدبیر کرنے لگے۔ نظام الملک نے خواجہ سے کہا کہ اہل صنام کے امدادی لشکر کے آنے سے پہلے ہی محاصرہ برخاست کرنا چاہیے گھاٹیون اور دورون مین سے نکل کر میدان ہموار مین ٹھیرنا چاہئے اور وہان سے لڑائی کرنا مناسب ہوگا۔ خواجہ جہان نے نظام الملک کی رائے سے اتفاق نہین کیا۔ اور کہا کہ اگر ہم محاصرہ سے برخاست کرکے کوچ کرینگے تو اہل صنام ہم کو کمزور سمجھہ کے

ہمارے تعاقب مین دلیری کرینگے پس میرے نزدیک محاصرہ کے مقام پر حملے لڑنا مناسب معلوم ہوتا ہے
نظام الملک خاموش ہوگیا۔ دوسرے دن راجگان اوڑیسہ وغیرہ مع جمعیت بیشمار آئے اور ملنگانہ
کے زمیندار بہی راجاؤن کے ساتہہ ہوگئے۔ اور محصورین قلعہ بہی برآمد ہوئے۔ تمام نے باہم متفق
ہوکے مسلمانون پر حملہ کیا۔ اہل اسلام سوار تہے۔ تنگ گہاٹیون مین نہین جاسکتے تہے
اہل اصنام نے اہل اسلام کے بیشمار سپاہ سوار قتل کئے۔ خواجہ جہان و نظام الملک معرکہ سے
نکل کراٹہتی کوس چلکر ورنگل مین آئے اور بادشاہ بہمنی سے ملے بادشاہ نے شکست کا سبب دریافت
کیا۔ خواجہ جہان نے عرض کیا کہ نظام الملک نے میدان مین مقابلہ پسند کیا۔ اور محاصرہ مین میری مدد
نہین کی۔ اسوجہ سے لشکر بہمنی کو شکست حاصل ہوئی۔ ہمایون نے اسیوقت نظام الملک غوری کو
مارڈالا۔ اور اُسکے عیال و اطفال محمود خلجی والی مالوہ کے پاس چلے گئے۔ بعض مورخین نے لکہا کہ
غوری مع عیال خلجی کے پاس چلا گیا۔ پہر ہمایون نے عزم جزم کیا کہ دیورکنڈہ پر حملہ کرے لیکن
یکایک خبر آئی کہ دارالسلطنت مین شاہزادہ حسن خان وغیرہ نے قید خانہ سے برآمد ہوکے بغاوت کا
ہنگامہ گرم کیا ہے۔ اور لوگ حسن خان کو تخت نشین کررہے ہین۔ اس خبر کے سنتے ہی ہمایون
برق وباد کی طرح ماہ جمادی الاخرہ ۸۶۴ھ ہجری مین دارالسلطنت آیا اور قتل و خونریزی کا
بازار گرم کیا۔ اور دیورکنڈہ کے مہم کو آیندہ پر رکہا۔ راجگان اوڑیسہ کی جانین محفوظ رہین

شاہزادہ حسن خان کی بغاوت

تحفۃ السلاطین کے مولف نے لکہا کہ شاہزادہ حسن خان و شاہزادہ یحیی خان و جلال خان بخاری
وشاہ حبیب اللہ وغیرہ معززین کو ہمایون نے دارالسلطنت کے قید خانہ مین قید رکہا تہا۔

شاہ حبیب اللہ اگرچہ سلاطین بہمنیہ کے تعلق سے امرا کے زمرہ مین شریک ہوگیا تہا لیکن ارادتمندون کو اپنے بزرگان سلف کی طرح مرید کرتا تہا۔ دارالسلطنت مین آپکے اکثر خاص و عام مرید تہے۔ حضرت مرشد کے قید ہونے سے رنجیدہ ہوتے تہے اور چاہتے تہے کہ حضرت کو رہا کرین۔ لیکن انکو موقع نہین ملتا تہا۔ جب بادشاہ تلنگڈہ کی طرف چلا گیا مریدون نے باہم اتفاق کرکے چاہا کہ حضرت کو قید خانہ سے نکالین۔ چند مرید یوسف ترک کچل کے پاس گئے۔ وہ بہی حضرت کا مرید اور بادشاہ علاءالدین بہمنی کا غلام دیرینہ تہا۔ حضرت کی رہائی کی بابت مشورہ کیا۔ یوسف اس کام کے لئے مستعد ہوا۔ اُس نے محافظین و کوتوال کو ملالیا۔ اور بارہ سوار و پچاس پیادے ہمراہ لیکر محلات شاہی کیطرف جہان قید خانہ تہا روانہ ہوا۔ اسوقت شہر و قید خانہ کا انتظام نہایت ہی عمدہ تہا۔ تخمیناً تین ہزار سوار و پیادہ محافظت کیلئے مقرر تہے۔ بدون اجازت قید خانہ مین جانا محال تہا لیکن محافظین عالم غفلت مین تہے۔ اپنے ذاتی کامون مین مصروف اور اکثر غیر حاضر تہے۔ یوسف ترک نے ایک فرمان التمغائی سلاطین بہمنیہ اول دروازے کے دربانون کو دکہلایا کہ فلان قیدی کے قتل کیلئے لایا ہون۔ دربانون نے رہا کیا۔ جب دوسرے دروازے پر پہنچا۔ وہان کے محافظین نے جعلی فرمان التمغائی کا اعتبار نکرکے کہا کہ کوتوال کا حکم لاؤ تو تمکو اجازت ملیگی۔ اسبات پر یوسف ترک نے افسر محافظین کو مار ڈالا شور و غل ہوا۔ تمام محافظین فرار ہوگئے۔ یوسف ترک قید خانہ مین پہنچ کے اوس مکان گیا جہان حبیب اللہ و شاہزادگان مقید تہے۔ فوراً شاہ حبیب اللہ کی زنجیر کاٹی۔ شاہزادہ حسن خان و یحیی خان و جلال خان بخاری نے نہایت تضرع و زاری سے التجا کی کہ خدا کے واسطے

ہماری بہی زنجیرین توڑکے ہم کو اپنے ہمراہ لیجائے یوسف نے قبول کرکے انکی زنجیرین بہی توڑدی
اور باقی تمام قیدیون کو بہی رہا کردیا۔ کل قیدیون کی تعداد تخمیناً سات ہزار تہی۔ یہہ تمام قیدی
یوسف کے ساتہہ ہوگئے۔ یوسف مع جمعیت تختگاہ کی طرف گیا۔ اور محافظین قلعہ کو مار کے باہر
نکالدیا اندرون و بیرون قلعہ و شہر شور و غل ہونے لگا۔ ایک پہر رات گذر چکی تہی۔ پہر اس ہنگامہ کی
خبر کوتوال کو معلوم ہوئی مع جمعیت مدافعت کے لئے آیا۔ یوسف کی جمعیت نے فدویانہ سلوک کیا۔
کوتوال کو پتہرو لاٹہیون سے مار کے بہگا دیا۔ اور اندہیری رات مین جسکو جدہر موقع ملا چلدیا لیکن
جلال خان بخاری پیر دیرینہ عمر رسیدہ ہشتاد سالہ تہا۔ و شاہزادہ یحیی خان جوان نوخیز اندہیری
رات مین کوتوال کے ہاتہہ مین گرفتار ہوگئے۔ نہایت خواری و زاری سے قتل ہوے۔ شاہ حبیب اللہ
و شاہزادہ حسن خان ایک حجام کے گہر مین پوشیدہ ہوکے قلندرانہ شہر سے برآمد ہوئے۔ اور یوسف
ترک بہی شاہزادہ کی رفاقت مین آیا۔ چہہ سات دن باغ کمٹہانہ مین سکونت پذیر ہوے۔ جب شاہزادہ
کے پاس تین ہزار سوار و پانچ ہزار پیادے جمع ہوگئے تب شاہزادہ و یوسف ترک مع جمعیت قلعہ کی
تسخیر کیلئے مستعد ہوئے اہل قلعہ نے مدافعت و ممانعت مین خوب کوشش کی۔ شاہزادہ قلعہ کی
تسخیر سے مایوس ہوکے قصبۂ بیڑ کیطرف روانہ ہوا۔ اور وہان پہنچ کے شاہزادہ حسن خان نے
جلوس فرمایا۔ یوسف ترک امیر الامرا اور شاہ حبیب اللہ وزیر و جملۃ الملک ہوئے۔ اور فوج فراہم
کرنے لگے۔ ہمایون بغاوت کی خبر سنکے ورنگل سے دار السلطنت مین آیا۔ اور اول محافظین
قلعہ و شہر کو جو تین ہزار سے زائد تہے تمام کو قتل کیا۔ اور کوتوال کو آہنین پنجرے مین بند کیا
ہر روز اس کے بدن سے ایک جزء کاٹتا تہا اسکو بجائے غذا کہلاتا تہا۔ اور شہر مین تشہیر کراتا تہا

آخر کو توال پنجرے مین مرگیا۔ پہر آٹہہ ہزار سوار و پیادہ شاہزادہ حسن خان کی مدافعت کے لئے مقرر
کئے چنانچہ بیٹر کے جنگل میدان مین قریب خانقاہ طرفین مین خوب جنگ واقع ہوا۔ شاہ حبیب اللہ
وزیر کی کوشش بلیغ سے شہزادہ حسن خان کو کامیابی فیروزی نصیب ہوئی۔ ہمایون نے نہایت
غصہ و غضب سے تمام سلحداروں کو مع خزائن و فیلان جنگی قصبہ بیٹر مدافعت کے لئے بہیجدیا۔ اور
سلحداروں کے عیال و اطفال کو قید کر کہا کہ آیندہ ایسا نہو کہ ہم سے منحرف ہوکے شہزادہ حسن خان سے
ملجائین شاہزادہ حسن خان اور ہمایون کی سپاہ کے درمیان خوب معرکے ہوئے۔ آخر حسن خان
مع جمعیت آٹہہ سو سوار و پیادہ بیجانگر روانہ ہوا۔ جب راہ مین بیجاپور کے اطراف مین پہنچا سراج خان
جنیدی حاکم بیجاپور نے مکر و فریب سے شاہزادہ کے پاس پیغام بہیجا کہ آپ اس مملکت کے مالک ہین
اور یہان کا طرفدار خواجہ محمود گاوان تلنگانہ کے مہم مین مصروف ہے یہہ مملکت خالی ہے اگر
آپ یہان تشریف رکہین تو مین عہد کرتا ہون کہ تمام بیجاپور و رائیچور کی رعایا آپکی فرمان بردار
رہیگی۔ شاہزادہ حسن خان حسب تجویز شاہ حبیب اللہ و یوسف ترک قلعہ بیجاپور مین داخل ہوا۔
سراج خان نے لوازم ضیافت مین خوب اپنی نیازمندی کا اظہار کیا۔ اور شام کے وقت مع خدم
وحشم بہ بہانہ سلام قلعہ مین آیا۔ اور شاہزادہ حسن خان کے فرودگاہ کا محاصرہ کیا۔ دوسرے دن
چاہا کہ دونون کو ہمایون کے پاس بہیجدے۔ شاہ حبیب اللہ نے مخالفین سے خوب مقابلہ کیا۔ آخر مقتول
ہوگیا۔ اور شاہزادہ حسن خان و یوسف ترک و دیگر ملازمین کو گرفتار کرکے دار السلطنت بہیجدیا
ہمایون نے سیاست کا بازار خوب گرم کیا۔ احمد آباد بیدر کے بازار و کوچون مین جا بجا سولیان
نصب کروین اور مست ہاتی و درندے اور دیگون و قرابون مین پانی و تیل جوش دئے گئے

اور خود تماشائی کی طرح محل شاہی کے دیوانخانہ مین بیٹھہ گیا۔ اول حسن خان کو شیر کے سامنے
ڈالا تاکہ شیر اُسکو مار ڈالے۔ اور پھر یوسف ترک اور اسکے احباب کی گردنین ماری گئین اور اُنکے عیال
و اطفال کو گھر سے لائے انکو ذلّت و خواری کے ساتھہ سخت سزائین دین۔ اور شاہزادہ کے
ملازمین کو قسم قسم کے تکالیف سے نیست و نابود کیا۔ بیچارے ملازمین تقریباً ساتھہ آٹھہ سو سے کم نہین تھے
اور جنگ و قتال کی باتون سے دور رہتے تھے یہہ واقعہ ماہ شعبان ۸۶۴ھ ہجری مین واقع ہوا۔ سیّد طاہر
استرآبادی نے شاہ حبیب اللہ غازی کی تاریخ شہادت بصنعت تخرجہ لکھی۔ یعنی اگر عدد روح
مادہ تاریخ کے مجموعہ سے خارج کئے جائین تو تاریخ شہادت باقی رہجائیگی . رباعی

بہ شعبان شہادت یافت در ہند — حبیب اللہ غازی طاب مثواہ
روان طاہرش تاریخ می جست — برآمد روح پاک نعمت اللہ
۸۶۴ ہجری

ہمایون کی وفات

ہمایون شاہ سلاطین بہمنیہ مین نہایت ہی تندمزاج و سفاک و ستمگار تھا۔ ابتدائے جلوس سے
وفات تک قتل و خونریزی مین مصروف رہا۔ ارکان دولت صاحب السیف و القلم پر انواع انواع
کے ظلم و ستم کرتا تھا۔ اور رعایا و حشم و خدم کو بھی اقسام اقسام کی اذیتین پہنچاتا تھا۔ اُس کے
بیجا ظلم و ستم سے جابجا بغاوت و فتنہ کی آگ مشتعل ہوتی تھی جسکا فرو کرنا اُسکو مشکل ہوتا تھا۔
ایک طرف فتنہ کی آگ بوجھاتا تھا۔ دوسری طرف مشتعل ہوجاتی تھی۔ اُسکی سلطنت کا زمانہ باغیون
کی تادیب و تعذیب مین گذرا۔ رات دن اُسکا یہی کام تھا کہ بنی آدم کو نیست و نابود کرے۔ تھوڑی
خطا پر سزا دیتا تھا۔ اراکین دولت و رعایائے مملکت اُسکی سلطنت سے بیزار تھے۔ ہر ایک فرد بشر

اسکی سلطنت پسند نہین کرتا تہا۔ بامر لاچاری اسکے حکم کی تعمیل ہوتی تہی۔ فرشتہ نے لکہا
کہ رعایا و کارپردازان ریاست اُسکے بیجا ظلم وستم سے تنگ عاجز ہو گئے تہے۔ چاہتے تہے خدایا
اس ننگ خاندان بہمنیہ کو نیست و نابود کر۔ اس قاتل سفاک بے باک کو صفحۂ ہستی سے اُٹھالے
تاکہ ہم غربا و مساکین کو اُسکے ظلم سے رہائی حاصل ہووے۔ ہم اُسکے شکنجۂ عذاب مین بے بس ہو رہے ہین
ایسا شقی و قسی القلب تہا کہ کسی پر رحم نہین کرتا تہا۔ اکثر بنی آدم کو ایسی سزائین دیتا تہا کہ تبقدمین
کے جابرہ نے بہی ایسی سزائین کم ایجاد کی ہونگی اکثر بنی آدم معتوب کے اعضا ایک ایک قطع
کرتا تہا اور وہی عضو مقطوعہ بجائے غذا مقطوع الاعضا کو کہلاتا تہا۔ اور کبہی ہاتی و شیر وغیرہ
درندون کے حوالہ کر دیتا تہا۔ حیوانات درندہ معتوب کو چیر پہاڑ ڈالتے تہے۔ اور کبہی دیغون کے
ابلتے پانی مین ڈالتا تہا۔ عیاشی و بدمعاشی مین مشہور تہا۔ رعایا کی ناکتخدا لڑکیان و نو عروسون
کو جبراً اپنے تصرف مین لاتا تہا۔ غربا و مساکین کی عزّت و آبرو خاک مین ملاتا تہا۔ انہین ذمائم
رزائل کیوجہ سے ظالم لقب سے ملقب ہوا۔ آخر مرض الموت مین مبتلا ہوا۔ بیماری کے زمانہ مین
شاہزادہ نظام شاہ ہشت سالہ کو ولیعہد کیا۔ اور خواجہ جہان ترک کو قید خانہ سے رہا کرکے وکیل السلطنت
اور خواجہ محمود گاوان ملک التجار کو وزیر مقرر فرمایا۔ اور وصیت کی شاہزادہ کی والدہ مع اتفاق
وزرا ریاست کا انتظام انجام دیتے رہین۔ اس وصیت کے بعد چند روز زندہ رہا۔ آخر ایک کنیزک
حبشیّہ کی ضرب لاٹہی سے فوت ہوا۔ اسکے مرنیکے مختلف روایتین ہین۔ تحفۃ السلاطین و سراج التواریخ
وغیرہ کے مولفین نے لکہی ہین۔ مین طوالت کی وجہ سے قلم انداز کرتا ہون۔ اور مین اسی قسم کی
روایتین کتاب مین درج کرنا پسند نہین کرتا ہون۔ ہان وہ روایت جو مفید عام ہو نقل کر دیتا ہون

ہمایون کی وفات بتاریخ ۲۸ ذیقعدہ ۸۶۵ھ ہجری مین واقع ہوئی بقول دیگر مورخین بماہ شوال ۸۶۵ھ ہجری مدۃ سلطنت تین سال چہہ ماہ چہہ دن مدۃ عمر سال اولاد تین پسر نظام خان۔ محمد خان احمد خان۔ دو دختر۔ شاہی سامان بدستور قائم تہا۔ فوج بہی اسیقدر تہی جو علاء الدین کے عہد مین تہی۔ خزانہ معمور تہا۔ زمین و زراعت کی حالت قدیم طرز پر تہی نہ اُسمین تفریط تہی نہ افراط۔ نہ اُسکے طرف کوئی توجہ کرتا تہا۔ سلاطین بہمنیہ کو مخالفین کی مدافعت سے ایسی فرصت نہین ملتی تہی کہ وے زراعت و زمین کا انتظام کرین۔ خواجہ محمود گاوان نے محمد شاہ ثانی کے عہد مین انتظام مملکت و اہتمام زمین و زراعت کی طرف کسیقدر توجہ کی تہی۔ جیساکہ اُسکا ذکر آگے آئیگا معترضین کہتے ہین کہ اہل اسلام زمین و زراعت کے انتظام سے ناواقف ہین الخ معترضین کا قول واقع کے خلاف ہے اس لئے کہ مسلمانون مین ہر فن کے تحصیل و تکمیل کی قوت کاملہ موجود ہے لیکن مسلمان اپنی قوت کاملہ سے کام نہین لیتے۔ اگر کام لیتے تو ضرور کامیاب ہوتے۔ دیکہو مسلمانون نے اسپین مین صنعت و حرفت و زراعت وغیرہ فنون کو کسقدر ترقی دی تہی۔ ابتک ان کے ایجادات یادگار موجود ہین اور مولانا نظیری شاعر نے جو ملک الشعرائی کے خطاب سے ممتاز تہا۔ اور قیدخانہ مین شاہ حبیب اللہ کا رفیق تہا۔ یوسف ترک کی کوشش سے رہائی پاکے گوشہ نشین ہوگیا تہا۔ ہمایون کے حق مین یہہ دو بیتین موزون کی ہے

ایظالم از آہِ دلِ شب خیز بترس	وز نفس بد شوم شر انگیز بترس
مژگانِ بدم آلودہ مظلومان بین	وز خنجر آبدار خونریز بترس

(خون[۱۲])

اور اُسکے وفات کی تاریخ بہی کہی ہے

ہمایون شاہ مُرد و رست عالم — تعالی اللہ زہے مرگ ہمایون
جہان پرذوق شد تاریخ فوتش — ہم از ذوق جہان آرید بیرون

نظام شاہ بہمنی بن ہمایون شاہ بہمنی کی تخت نشینی و انتظام کا ذکر

حسب دستور سلاطین بہمنیہ ہمایون کے فاتحہ سوم کے بعد بارگاہ کل یعنی دربار عام منعقد ہوا - ارکان سلطنت و امرائے دولت و معززین پایۂ تخت علمائے کرام و مشائخ واجب الاحترام دربار مین جمع ہوئے اور شاہزادۂ نظام شاہ خورد سال کو شاہ محب اللہ اور سید شریف نے جو سادات عظام سے تھے تیمناً و تبرکاً راست و چپ سے پکڑکر تخت فیروزہ پر بٹھایا - نظام شاہ کی عمر اسوقت ہشت سالہ تھی - اُسکی والدہ آغا نرگس بانو بنت فیروز شاہ بہمنی نہایت عقیلہ و فہیمہ تھی - علم و فضل کے زیور سے بھی آراستہ تھی - ملک کے انتظام و اہتمام کا ملکۂ کاملہ رکھتی تھی - حُسن اتفاق سے اُسکو دو کارپرداز عدیم النظیر ملگئے تھے ایک خواجہ محمود گاوان دوم خواجہ جہان ترک دونون تجربہ کار و ہوشیار زمانہ دیدہ و کار آزمودہ تھے - ملکہ نے حسب الوصیت شوہر خواجہ جہان ترک کو وکیل شاہی اور طرفدار تلنگانہ اور ملک التجار محمود گاوان کو جملۃ الملک وزیر کل و طرفدار بیجاپور مقرر فرمایا - ان دونون کے مشورے سے مہمات سلطنت کمال دانائی و عاقبت بینی سے انجام دیتی تھی کوئی کام دونون کے مشورے بغیر نہین کرتی تھی - اور نہ ان دونون کے سوا کسی دوسرے کو مشورے مین شریک نہین کرتی تھی - یہہ دونون امیر بلند حوصلہ و عالی خیال تھے ان کے قلوب رشک و حسد سے پاک و صاف تھے دونون اتفاق سے سلطنت کی خیرخواہی مین مصروف رہتے تھے - دونون ہر روز صبح کیوقت مخدومہ جہان کی خدمت مین حاضر ہوتے تھے -

مخدومہ جہان کی خدمت مین تمام امور سلطنت ماہ بانو کے توسل سے پیش کرکے حکم حاصل کرتے تھے
پھر حسب الحکم مخدومۂ جہان تعمیل ہوتی تھی۔ اور نظام شاہ کو ہر روز دربار مین تخت پر بٹھاتے تھے
خواجہ جہان ترک دست راست اور محمود گاوان دست چپ پر دست بستہ کھڑے رہتے تھے۔ اور
امور سلطنت بموجب فرمائش مخدومۂ جہان انجام کرتے تھے۔ مخدومہ جہان عورات دکن مین بلحاظ
بہادری و دلیری ایسی مشہور تھی جیساکہ چاند بی احمدنگری ہمت و جرات مین ہے۔ جب تک زندہ رہی
مہمات سلطنت کو اپنے دونون معتمدین کی مدد سے انجام دیتی رہی۔ مخدومہ کے عہد مین تمام رعایا خوشحال
و فارغ البال تھی۔ ظلم و ستم کا نام و نشان نہین تھا۔ مخدومہ جہان نے ہمایون کی بدنامی کو نیکنامی سے
تبدیل کردیا۔ لوگ ہمایون کے ظلم و ستم کو بھول گئے۔ مخدومہ جہان نظام شاہ و محمد شاہ دونون بیٹون
کے ایام بلوغت تک نیابتاً انتظام کرتے رہے۔ جب محمد شاہ نے عالم شباب مین قدم رکھا تب والدہ نے
مہمات سلطنت کا انتظام اسکے سپرد کیا۔ اور خود گوشہ گیر ہوی تھی۔

راجایان اوڑیسہ و اوریا کی چڑھائی

نظام شاہ خورد سال کے جلوس کے بعد گرد و نواح کے سلاطین نے سنا کہ سلاطین بہمنیہ کے تخت پر ایک بچہ
بیٹھا ہے تو ہر ایک کے دل مین یہہ خیال پیدا ہوا کہ حملہ کرنا چاہیے۔ بیجانگر کے راجہ نے قدیمی معاہدہ کا
لحاظ کرکے چڑھائی کا قصد نہین کیا۔ خاندیس کے سلاطین اپنے اپنے حکومتون کے حفاظت
و مخالفین کی مدافعت مین تھے۔ مگر اوڑیسہ و اوریا کے راجاؤن نے عزم کیا کہ مسلمانون کو دکن سے
نکال دینا چاہیے اور تلنگانہ کے زمینداروں نے انکو جوش مین لایا۔ اور اسلامی سلطنت کے برباد
کرنے پر آمادہ کیا پس دونون راجاؤن نے چڑھائی کی۔ راجمندری کے رستہ سے کولاس تک

تاخت و تاراج کرتے ہوئے آئے۔ مخدومہ جہان خواجہ جہان محمود گاوان باہم اتفاق کرکے مع جمعیت چالیس ہزار سوار مدافعت کے لئے روانہ ہوئے۔ اور نظام شاہ کو بھی شان و شوکت و تجمل و صولت کے ساتھہ مخالفین کے مقابلہ کیلئے ہمراہ لائے۔ بیدر سے دس کوس کے فاصلہ پر طرفین کے عساکر باہم ایک دوسرے کے مقابلہ میں فروکش ہوئے ابہی قتل و خون کا میدان گرم نہین ہوا تہا مسلمانون نے اطاعت و خراج گزاری کا پیغام بہیجا۔ ہنود نے انکار کیا۔ مسلمانون نے لڑائی شروع کی۔ شاہ محب اللہ مع مریدین جوش لشکر بہمنی کے ہمراہ تہا۔ میدان معرکہ مین صبح سے شام تک ایسا جلکے لڑتا رہا کہ رائے اوڑیسہ کو شکست ہوگئی اور اندہیری رات مین اہل صنام میدان معرکہ چہوڑ کے بہاگ گئے۔ خواجہ جہان نے رائے اوڑیسہ کا تعاقب کیا تعاقب کی حالت مین ہندو بیشمار مقتول ہوئے آخر ہندو مجبور ہوئے اور محمود گاوان کے پاس سفیر بہیجے اور صلح کے خواہان ہوئے۔ بہت نامہ و پیام و منت و زاری کے بعد پانچ لاکہہ ہن دیکر صلح کرلی اور اپنے ملک کو روانہ ہوئے۔

محمود شاہ خلجی کی چڑہائی اور اہل دکن کی شکست

ابہی ایک بلا سے نجات حاصل نہین ہوی تہی کہ دوسری بلا نازل ہوی۔ یعنی سلطان محمود خلجی والی مالوہ جو الوالعزم و صاحب حوصلہ تہا دکن کے حالات سنکے خاندیس کے راستہ سے تسخیر کے لئے برآمد ہوا۔ اور محمود کے حملے کی خبر سنکے رایان اوڑیسہ و اوریا و زمینداران تلنگانہ بہی سلاطین بہمنیہ کے حدود مین فوج کشی کرکے تاخت و تاراج کرنے لگے۔ اور ارکان دولت بہمنیہ نے بہی استقلال و ہمت کے ساتہہ مقابلہ و مدافعت کی تیاری کی۔ اپنے تمام ممالک محروسہ کی فوج طلب کرلی۔ اور بیشمار زر نقد خزانہ سے نکالکر فوج کے سامان و آلات جنگ کے فراہم کرنے مین صرف کیا۔ پس

خواجہ جہان و ملک التجار نے تلنگانہ کی فوج رائے اوڑیسہ کے مقابلہ کیلئے مقرر کیا۔ اور بیجاپور و
ودولت آباد و برار کی فوج کو نظام شاہ کے ہمرکاب کر مالوے کے مقابلہ مین قرار داد فرمایا
تمام ترتیب فوج کے بعد روانہ ہوے۔ قندہار کے قریب مقابلہ ہوا۔ ملک التجار دس ہزار سوار و چالیس
ہاتی کے ساتہہ میمنہ پر اور نظام الملک ترک اسی قدر فوج کے ساتہہ میسرہ پر اور خواجہ جہان اور سکندر خان
کے ساتہہ جو اسکا کوکا تہا گیارہ ہزار سوار اور ایکسو زنجیر فیل کے ساتہہ قلب مین کہڑے ہوے۔
محمود خلجی جو تجربہ کار جنگ آزمودہ زمانہ کا گرم و سرد چشیدہ تہا۔ اُس نے اپنا لشکر ایک مستحکم
و محفوظ مقام مین قائم کرکے احتیاطاً اُسکے اطراف مین ایک خندق کہدوادی تہی۔ اور جابجا
مورچے و دمدمے نصب کئے تہے۔ اور اپنی فوج کو ترتیب دیا۔ محمود خلجی نے اپنے بیٹے غیاث الدین
کو میمنہ مین قائم کیا اور مہتاب خان حاکم چندیری و ظہیر الملک کو میسرہ مین رکہا۔ اور خود محمود شاہ
خلجی فوج خاصہ کے ساتہہ قلب مین قائم ہوا۔ طرفین کی فوجین صف بستہ نقارہ جنگ کی صدا کے
منتظر ایک دوسرے کے مقابلہ مین کہڑی تہین۔ پس ملک التجار نے دلیری و بہادری کے ساتہہ
ہاتہہ مین شمشیر برہنہ لیکے مع جمعیت بیجاپور خلجی کے میسرہ پر حملہ کیا۔ اگرچہ ابتدا مین مہتاب خان
و ظہیر الملک نے نہایت دلاوری و جرات سے مقابلہ کیا مگر جب زیادہ سختی دیکہی تو مقابلہ کی تاب
نہ لاکے فرار کا راستہ اختیار کیا۔ بہاگتے ہی بہاگتے مارے گئے۔ نظام الملک ترک ایسی حالت
مین سلطان غیاث الدین سے مقابل ہوا۔ دونون مین خوب لڑائی ہوی۔ غیاث الدین دلاوری
و بہادری مین مشہور تہا اکثر معرکون مین ناموری حاصل کرچکا تہا۔ دونون ہنگامہ کارزار مین
لڑنے اور گرز و تلوارین چلانے لگے۔ نظام الملک کی تلوار ایسی بےموقع پڑی کہ پہل قبضے سے

الگ ہوکر زمین پر گرپڑا اگروہ کار آزمودہ سپاہی تہا اُس نے قبضے ہی کو پہینک کر سلطان علاءالدین
کے مُنہہ پر مارا۔ جو برابر اُسکی آنکہہ پر اس زور سے لگا کہ خون بہنے لگا۔ وہ گہوڑے پر سے گر پڑا
شہزادے کے ہمراہی سپاہی آگئے اور اسکو خیمہ گاہ مین لیگئے۔ دکنیون نے تعاقب کیا۔ اور فرودگاہ
پر پہونچکر مال اسباب کو لوٹ لیا۔ اور پچاس ہاتی گرفتار کئے۔ محمود خلجی اپنی فوج کی پریشانی
دیکہہ کے ہراسان ہوا قریب تہا کہ مراجعت کرے مگر مصاحبین نے اسکو روکا اور استقلال و ہمت سے
کام لینے کا مشورہ دیا ملک التجار و نظام الملک کے کارنمایان دیکہہ کے نظام شاہ کے دل مین جوش ہوا
اور اسنے ارادہ کیا کہ خود فوج خاصہ کیساتہہ محمود خلجی پر حملہ کرے۔ اسی اثنا مین خواجہ جہان ترک دس ہزار
سوارون و چند ہاتہیون کے ساتہہ آگے بڑہا۔ محمود شاہ نے بارہ ہزار سوارون کے ساتہہ اُسکا مقابلہ کیا
اور چونکہ خود کار آزمودہ شخص تہا اُس نے بہمنیہ فوج کو موج طوفانی کی طرح اپنے طرف بڑہتے دیکہا۔
اور فوراً کمان اُٹہائی اور سکندر خان غلام ترکی کے ہاتی کی پیشانی پر جو نظام شاہ کے قریب کہڑا تہا
ایسا تیر مارا کہ وہ دیوانہ وار ادہر اُدہر دوڑنے لگا۔ جس سے فوج دکن کو بہت صدمہ پہنچا۔
قریب تہا کہ نظام شاہ کو بہی ضرر پہنچے۔ کہ سکندر خان نے یا تو نادانی سے یا خواجہ جہان کی دشمنی سے
اپنی فوج کو حملہ کا حکم ندیا۔ اور ایسی سخت غلطی کی کہ جسکی وجہ سے اکثر کامیابی شکست سے مبدل ہوجاتی
ہے یعنے نظام شاہ کو میدان معرکہ سے اپنے ہمراہ لیکر میدان جنگ سے روگردان ہوئے۔ اور لشکر کے پیچھے
تہوڑے فاصلہ پر کہڑا رہا۔ لیکن جب فوج دکن نے امراو خاصہ خیل نے میدان جنگ کو بادشاہ کے
وجود اور بادشاہی نشان سے خالی پایا تو بمصداق **بیت**

سپاہ ار چہ باشد یکے کوہ قاف نماند بجا بے سر اندر مصاف

تمام نے فرار کا راستہ اختیار کیا۔ اور نظام شاہ کو جو خارج لشکر کھڑا ہوا تھا ہمراہ لیکر شہر بیدر مین آئے۔ پس خواجہ جہان نے بھی یہہ حالت دیکھکر حکمت و دانائی سے مع اسپان و فیلان شاہی محمدآباد بیدر کی راہ لی ویسا ہی ملک التجار محمود گاوان و دیگر امرائے دکنی و حبشی نے بھی قرار پر فرار کو ترجیح دیا۔ تمام افتان و خیزان بیدر مین پہنچ گئے۔ سکندر خان غلام ترکی خواجہ جہان کے پاس آیا۔ خواجہ نے سکندر کو اُس جرم مین کہ نظام شاہ کو معرکہ سے نکالا تھا قید کر دیا۔ تمام ترکی غلامونے مخدومہ جہان سے خواجہ کی شکایت کی کہ سکندر نے بادشاہ کو معرکہ سے بچا کر لایا۔ اور ذلت و خواری سے قیدخانہ مین بھیجا گیا۔ کیا یہہ خیرخواہی کا صلہ ہے۔ مخدومہ جہان نے غلامان ترکی سے کہا کہ اسوقت ایسا موقع نہین ہے کہ اس معاملہ مین گفتگو کرون۔ اسوقت خاموش رہنا مناسب ہے انشاءاللہ تعالی آیندہ اس بیادبی کی تلافی خواجہ سے کیجائیگی۔ پس خواجہ جہان اس ماجرا پر آگاہ ہوا۔ سکندر خان کو فوراً مخدومہ جہان کے پاس بھیجدیا۔ اور معافی چاہی۔

جب سلطان محمود خلجی نے سنا کہ خواجہ جہان و ملکہ مخدومہ جہان کے درمیان باطناً رنجش واقع ہوی ہے تو اُس نے عزم جزم کیا کہ اب بیدر کا مسخر کرنا کوئی امر مشکل نہین ہے اس لئے کہ بہمنیہ کی سلطنت مین خواجہ کا مثل کوئی دلیر و بہادر ایسا نہین ہے کہ مخالفین کی مدافعت کر سکے برق و باد کی طرح بیدر روانہ ہوا۔ مخدومہ جہان نے محمود کی آمدآمد کی خبر سنکے خیال کیا کہ اب یہان بھی امن کی صورت نہین ہے۔ پس حسب مشورۂ ملک التجار محمود گاوان خزانہ شاہی و عورات حرم و نظام شاہ کو ہمراہ لیکر فیروزآباد چلی گئی۔ اور احمدآباد بیدر کے قلعہ کو ملو خان دکنی کے تفویض کر دیا۔ محمود خلجی دلجمعی کے ساتھ آیا۔ شہر بیدر کا محاصرہ کیا۔ سترہ روز کے

محاصرہ مین شہر کو مسخر کرلیا۔ اور اکثر ممالک برار و بیڑ و دولت آباد وغیرہ پر بہی قابض ہوگیا اور رعایا کو مطیع و فرمان بردار بنالیا۔ چنانچہ لوگ سمجہہ گئے کہ بہمنیہ کی سلطنت سلسلۂ خلجیہ مین منتقل ہوگئی۔

محمود شاہ خلجی کی مراجعت

جب محمود شاہ خلجی کی آمد کی خبر دکن مین مشہور ہوئی تہی۔ اُسوقت ملک التجار محمود گاوان نے ملکۂ مخدومہ جہان کی اجازت سے نظام کے طرف سے ایک خط بطلب مدد محمود شاہ گجراتی کی خدمت مین بہیجا تہا۔ اس خط کا گجراتی کے دل پر بہہ اثر ہوا کہ وہ خود فوراً اسّی ہزار سوار ہمراہ لیکر سرحد دکن یعنی ندربار مین پہنچا۔ اُسوقت خواجہ جہان محمود خلجی کی مدافعت پر معین تہا۔ اسلئے ملکہ مخدومہ جہان نے محمود گاوان کو سپہ سالار کرکے مع جمعیت چہہ ہزار سوار محمود شاہ گجراتی کے استقبال کیلئے براہ بیڑ روانہ کیا۔ محمود شاہ گجراتی نے بیس ہزار سوار و چند امرے معتبر محمود گاوان کے ہمراہ کرکے دشمن کی مدافعت کا حکم دیا۔ اور محمود گاوان کے پاس اطراف دکن سے تخمیناً بیس ہزار سوار جمع ہوگئے تہے۔ پس محمود گاوان مع جملہ چالیس ہزار سوار دکنی و گجراتی دارالسلطنت احمد آباد بیدر روانہ ہوا۔ اور دارالسلطنت مین محمود شاہ خلجی قلعہ گیری کی تدبیرین اور ملو خان سے جنگ کررہا تہا کہ یکایک سنا کہ ملک التجار محمود گاوان جمعیت کثیر کے ساتہہ بیدر آرہا ہے تو وہ مقابلہ کو خطرناک سمجہہ کے مسلوب الحال بلاتوقف فوراً اپنے ملک مالوہ کی طرف روانہ ہوا۔ اب ملک التجار کہان جانے دیتا تہا ہر طرف سے اسکا تعاقب کیا۔ دس ہزار سوار برابر بہیجے کہ مالویون کی آمد و رفت کا راستہ مسدود کرین۔ اور خود مع دس ہزار سوار گجراتی مابین قندہار و بیڑ محمود خلجی کے

لشکر کے بیچ مین پہنچ گیا - چارون طرف سے گھیر لیا - اور ہر طرف سے رسد روکدی - مالوی سپاہ
قلت غلہ و رسد سے تنگ و عاجز و کثرت فاقون سے جان بلب ہونے لگے - آخر سلطان محمود
خلجی لاچار ہوگیا - بامر مجبوری ہمراہی ہاتیون کو اندہا کیا اور گران بہا سامان و اسباب شاہی
جلادیا - تمام بارگران سے سبکدوش و سبکروح ہوکے گونڈواڑہ کا رستہ اختیار کیا - ملک النجار
بہی تعاقب سے باز نہین رہا - اور دکنیون نے مالویون کا مال و اسباب لوٹ لیا - محمود خلجی نے
راجہ گونڈوانہ جو اسکے ہمرکاب تہا اُس سے کہا کہ ہم کو ایسے رستہ سے لیجا کہ مالوی سپاہ
دکنیون کے تاخت و تاراج سے محفوظ رہین - راجہ سلطان سے دل مین ناخوش تہا کہا اسطرف
کوئی ایسا کشادہ و وسیع رستہ نہین ہے کہ سوار و پیادے اس سے فراغت سے عبور کرین - مگر
ایک رستہ ہے وہ بہی ایسا ہے کہ وہان پانی کا نام و نشان نہین ؎

زمینے زگو گرد بے آب تر　　　ہوائے ز دوزخ جگر تاب تر

محمود خلجی نے بامر لاچاری اُسی رستہ کو اختیار کیا - اور کہا رستہ کی دشواری جان کی ہلاکی
سے زیادہ آسان ہے - فرشتہ نے لکہا کہ یہہ رستہ ایلچپور و انکوٹ برار کے سمت مین تہا - اول ہی روز
پانی کی قلّت و ہوا کی شدت حرارت سے پانچ چھہ ہزار آدمی بہوک و پیاس سے فوت ہوگئے
اور دوسرے روز پہاڑی گونڈون نے حملہ کئے - اکثرون کو مار ڈالے اور مال و اسباب لوٹ لئے
لوگ گونڈون سے پانی طلب کرتے تہے - مگر کہین نہین ملتا تہا - دو تنکہ نقرہ کو ایک گہونٹ
بہی میسر نہین آتا تہا - تیسرے دن سلطان محمود خلجی اس صحرائے خونخوار سے صحیح سالم
برآمد ہوا - اور اس مقدم رہبر کے قتل کا حکم دیا - اُس نے کہا مین نے اپنا بدلا لے لیا ہزارون کی

جانین ہلاک کین۔ اگر بادشاہ مجھے مار ڈالیگا تو کچھہ پروا نہین مین دوسرا جنم لونگا۔ اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ اہل گونڈوارہ تناسخ کے قائل ہین۔ جب محمود خلجی کے معرکہ سے فراغت
حاصل ہوئی تب نظام شاہ کے طرف سے محمود شاہ گجراتی کی خدمت مین خط شکریہ آمیز لکھا گیا
اور بیشمار تحائف و ہاتی و گھوڑے بہیجے گئے۔ پہر محمود شاہ گجراتی احمد آباد گجرات کو روانہ ہوا
اور نظام شاہ بہمنی بہی احمد آباد بیدر کو آیا خلجی نے جسقدر شہر کو برباد کیا تہا۔ از سر نو آباد کیا
جو عمارات جلوا کے تاراج و ویران کردیا تہا۔ اُن کو چند ہی روز مین درست کروا دیا۔
محمود شاہ خلجی کو اس شکست کا نہایت ہی صدمہ ہوا کہ ملک التجار محمود گاوان پر ایسا
غضبناک ہوا اور کثرت رنج سے عہد کیا تا وقتیکہ گاوان سے بدلا نہین لونگا۔ آرام سے
نہین رہونگا۔ اپنی دفع ندامت کیلئے دوسرے سال نوے ہزار فوج جرار ہمراہ لیکر دکن پر
حملہ آور ہوا۔ ادہر نظام شاہ بہی مع جمعیت مدافعت کے لئے مستعد ہوگیا۔ بطور سابق محمود شاہ
گجراتی کی خدمت مین بطلب امداد خط لکھا گیا۔ چنانچہ فی الفور گجراتی مدد کے لئے
آموجود ہوا۔ اس لئے محمود شاہ خلجی دولت آباد تک تاخت و تاراج کرتا ہوا بجلی کیطرح آیا تہا۔
لیکن گونڈوانہ کے راستہ سے بدون جنگ و جدال اپنے ملک کو واپس گیا۔ محمود شاہ گجراتی بہی
مالوی کی کیفیت سن کے راستہ ہی سے دارالسلطنت واپس چلا گیا۔ اور محمود شاہ خلجی کو
ایک خط نصیحت آمیز لکھا کہ آپ بیوجہ مسلمانان دکن کو ستاتے ہین اگر آپ آیندہ ایسا کام
کرینگے تو مین ضرور مالوہ پر حملہ کرونگا۔ اور آپکا تمام ملک تاراج کردونگا۔ محمود خلجی نے
اقرار کیا کہ آیندہ کبہی دکن پر حملہ نہین کرونگا۔ واقعی پہر کبہی خلجی نے تا بزندگی کوئی حملہ نہین کیا

نظام شاہ کی شادی و وفات

مخدومہ جہان نے حسب دستور شاہان بہمنیہ ایک لڑکی اپنی خاندان سے انتخاب کر کے لخت جگر کی شادی اُس لڑکی سے کردی۔ شادی مین بیشمار مال و دولت صرف کیا۔ تیرہ تاریخ ۸۶۷ھ ہجری کو شب زفاف تھی دولہ و دولہن باہم خوش و خرم تھے۔ معلوم نہین کیا بلائے ناگہانی واقع ہوئی کہ یکایک محل شاہی سے آواز آئی کہ نظام شاہ مرگیا۔ بادشاہی محل مین شور و غل ہونے لگا عشرتکدہ ماتم کدہ ہوگیا۔ اگرچہ مخدومہ جہان کا دل کثرت رنج و غم سے پارہ پارہ ہو رہا تھا۔ لیکن ملکہ مستقل مزاج و دلیر تھی دامن صبر و شکیب کو ہاتھہ مین تھام کر عالم سکوت مین ہوگئی۔ فوراً مرحوم کی تجہیز و تکفین کے لئے حکم دیا۔ حسب الحکم مرحوم کو امرا و علما و مشائخ نے تجہیز و تکفین کر کے بہمنیہ مقبرہ مین دفن کئے

محمد شاہ ثانی کی تخت نشینی و انتظام سلطنت کا ذکر*

حسب دستور سلاطین بہمنیہ سوم کے فاتحہ کے بعد مخدومہ جہان نے اپنے فرزند محمد خان نوسالہ کو تخت نشین کیا۔ اور چھوٹے بیٹے احمد خان کو جاگیر عطا کر کے بھائی کی خدمت مین رکھا۔ تخت نشینی کے بعد تمام امرا و وزرا نے نذرین پیش کین۔ اور ملکی انتظام کے لئے کونسل آف ایجنسی بسر پرستی ملکہ مخدومہ جہان بموجب سابق قائم ہوئی۔ مگر خواجہ جہان وکیل السلطنت نہایت عقیل و ہوشیار و تجربہ کار تھا۔ صاحب دبدبہ و زبردست تھا۔ جسقدر بہمنیہ سلطنت مین امرا تھے کوئی اسکے مقابلہ مین دم نہین مار سکتا تھا بحال و برقرار رکھنے کا پورا اختیار رکھتا تھا۔ جسے چاہتا معزول کر دیتا جسے چاہتا تھا مقرر کر لیتا۔ اور محمود گاوان کا مخالف تھا۔ اور جانتا تھا اگر مرد مقابل ہے تو یہی ایک فرد ہے بلحاظ حفظ ما تقدم ملک التجار گاوان کو دار السلطنت مین

ایک منٹ کیلئے ٹہیرنے نہین دیتا تہا اور ہمیشہ فوجون کی ہمراہ سرحد پر بہیجا رہتا تہا اُسکے
نخوت و غرور کا یہہ عالم تہا کہ بڑے بڑے امرا کو حقیر سمجہتا تہا - اپنی قوت و قدرت کے بڑہنیکے لئے
امرائے قدیم کی جاگیرین چہین کر امرائے جدید کو عطا کرنے لگا - اپنے استقلال کیلئے خزانہ
شاہی کو بیدریغ صرف کرنے لگا - مجلس کے ارکان بہی اسکے طرف توجہ نہین کرتے تہے - ملکۂ
مخدومۂ جہان تو محمود شاہ خلجی کے واقعہ کے زمانہ سے ہی اس سے بیزار و بددل تہی اب تو زیادہ بیزار
ہو گئی - اور دل مین سمجہا کہ کہین ایسا موقع پا کے نمک حرامی نکرے اِس الو العزم ملکہ نے
دل مین ٹہان لیا کہ خواجہ کا وجود سلطنت بہمنیہ کے حق مین مضر ہے - آخر ٨٧٠ھ ہجری مین
اپنے بیٹے محمد شاہ کو اسکے قتل پر مستعد کیا ایک روز خواجہ جہان حسب معمول دربار مین آیا - مگر
اُسوقت خلاف عادت دیکہا کہ نظام الملک چند سپاہی مسلح لئے ہوئے دیوانخانہ مین موجود ہے
اگرچہ اس حالت کے دیکہتے ہی فکرمند ہوا لیکن دربار سے بغیر کورنش نکلنا مشکل تہا - بامر لاچاری
معمولی امور مین مشغول ہوا - اسی اثنا مین محل سے دو عورتین برآمد ہوئین - مخدومہ جہان کیطرف سے
محمد شاہ سے باواز بلند کہا جو کام قرارداد ہے جلد پورا کیجئے - یہہ سنتے ہی محمد شاہ نے نظام الملک
ترک کو ارشاد فرمایا کہ اِس حرام خور کو فوراً قتل کر - نظام الملک تو بادشاہی حکم کا ہی منتظر تہا - فوراً
خواجہ جہان ترک کا ہاتہہ پکڑ کر دربار سے باہر لیگیا اور تلوار غلاف سے نکالکر اپنے ہی ہاتہہ سے
اسکا کام تمام کیا - بعض نے لکہا کہ عین دربار مین قتل کر دیا - مخدومہ جہان کے حُسن تدبیر سے
کوئی تازہ فتنہ و فساد پیدا نہین ہوا - خواجہ کے قتل ہوتے ہی ملک التجار محمود گاوان کے
عروج کا زمانہ آگیا - اُسوقت بہمنیہ سلطنت مین ملک التجار کے سوا کوئی ایسا شخص نہین تہا

جو مہمات سلطنت کو حسن تدبیر سے انجام دیکے اسلئے ملکہ مخدومہ جہان نے اُسکو خلعت خاص
وخطاب خواجہ جہان و منصب امیر الامرائی و وکالت شاہی عطا کرکے اسکا رتبہ سب سے اعلی کیا
بس ملک التجار محمود گاوان آزادانہ و خیر خواہانہ سلطنت و دولت کے انتظام مین مشغول ہوا
خواجہ کے عہد وزارت مین بہمنیہ سلطنت کا دائرہ بہت وسیع ہوگیا۔ اور اکثر ممالک مفتوحہ ہوئے
بادشاہی خزانہ و جواہر سے معمور ہوا۔ ملک مین آبادی بہ نسبت سابق بہت بڑہ گئی۔ رعایا
خوشحال تہی۔ ظلم وستم کا نام ونشان نہ تہا۔ اور بہی بہت سے کام مفید عام جو ملک التجار سے ہوے ہین
مین اس تاریخ مولفہ مین ہر ایک کو موقع و محل پر گزارش کرتا ہون۔ تاکہ شائقین خواجہ کے
کارہائے نمایان سے مستفید ہونوین۔

محمد شاہ ثانی کی تربیت و تعلیم اور اُس کے مختصر صفات کا ذکر

تحفۃ السلاطین کے مولف نے لکہا کہ خواجہ جہان وکیل السلطنت نے حسب تجویز ملکہ مخدومہ جہان
محمد شاہ کی تعلیم کیلئے صدر جہان شوشتری کو جو افضل العلما تہا مقرر فرمایا۔ شوشتری نے
محمد شاہ کو بہترین طریق سے تعلیم دی۔ بادشاہ نہایت ہی ذہین تہا۔ کتب علوم درسیہ و
کسب کمالات انسیہ مین مشغول ہوا۔ تہوڑی ہی مدت مین ذی استعداد و صاحب سواد ہوگیا۔
خط خوب لکہتا تہا۔ خوشنویسی مین خطاط مشہور تہا۔ تحریر و تقریر مین ادیب بلیغ و فصیح تہا
خاندان بہمنیہ مین فیروز شاہ کے بعد اس سے بہتر کوئی نہین ہوا ؎

ارسطو سخندان دیوان او　　　بلیناس طفل سبق خوان او

اسیطرح فنون سپاہگری مین بہی اُستاد شمار کیا جاتا تہا۔ بہادری و جرأت و ہمت و شوکت مین

بیمثل تہا۔ اکثر معرکون مین بذات خود شریک رہا ہے۔ اکثر مخالفین کے سر اپنے ہاتہہ سے کاٹے ہین
مزاج مین جیسی شعلہ زنی تہی۔ اولوالعزم و مستقل مزاج تہا۔ جس کام کا ارادہ کرتا تہا۔ اُس کی
تکمیل تک بے چین رہتا تہا۔ مہمات دیوانی کو ملاحظہ کرتا تہا۔ روزانہ وزرا و معتمدین دربار مین
حاضر ہوتے تہے اور امور سلطنت کو پیش کر کے بادشاہ کی دستخط لیتے تہے۔ بادشاہ کی پیشی مین
مہمات بزرگ پیش کئے جاتے تہے۔ اور معمولی مہمات خود وزرا سرانجام کرتے تہے۔ سلطنت بہمنیہ
اسی بادشاہ کے عہد مین کمال عروج کو پہنچ گئی تہی۔ اور مملکت کا دائرہ بہت وسیع ہوگیا تہا
اولوالعزم و عالی ہمت و بلند حوصلہ تہا۔ جدہر توجہ کرتا تہا اُدہر اقبال استقبال کیلئے آتا تہا۔
تقدیر بادشاہی تدبیر کے ساتہہ موافق ہوتی تہی۔ ظفر و فیروزی ہمرکاب رہتی تہی۔ حسن اتفاق سے
بادشاہ کو کارپردازان لائق وزیران فائق ملگئے تہے۔ خاص خواجہ محمود گاوان جامع العلوم
والفنون مدبر و منتظم ایسا فرد فرید دستیاب ہوا تہا کہ اُس نے مدۃ العمر خیرخواہانہ مہمات سلطنت
کا انتظام کیا۔ رعایا کے ساتہہ حسن سلوک جاری رکہا۔ کسی پر ظلم نہین کرتا تہا۔ اسکے وزارت کے
زمانہ مین ادنی سے اعلیٰ تک کل خوشحال و فارغ البال تہے۔ کوئی کسیکا شاکی نہین ہوتا تہا
بلکہ تمام باہمدیگر حسن اتفاق و خوش اخلاق سے رہتے تہے۔ بلکہ ایک دوسرے کا شکریہ ادا کرتا تہا۔
فی زماننا نہ وہ اخلاق ہین نہ وہ اتفاق ہے اگر ہم مین باہم اتفاق و اخلاق بزرگان سلف
ہوتے تو کیون ہم ایسی جودہ حالت خراب مین مبتلا ہوتے۔ اس بادشاہ بہمنی مین جو محمد شاہ
اول کا ہم نام ہے۔ ایسی صفتین ہین جیسی بادشاہ اول مین نہین۔ جبتک زندہ رہا عزت
و آبرو سے زندگی بسر کرتا رہا۔ سپاہ و رعایا کے حال پر مہربان تہا۔ اس بادشاہ کے مزاج مین

عجلت و سرعت زیادہ تہی - عاقبت بینی و دور اندیشی کم تہی جو کام کرنا چاہتا بے تحاشا کرتا -
آخر حسرت و افسوس کرتا - چنانچہ اس عجلت کی تصدیق خواجہ محمود گاوان کے قتل سے ہوتی ہے
بادشاہ نے اس معاملہ مین بڑی غفلت کی ایسے اپنے وزیر خیر خواہ جان نثار و وفادار کو صاحبان
غرض و رشک کے ورغلانے سے مار ڈالا - وزیر با تدبیر کے قتل ہوتے ہی سلطنت بہمنیہ مین زوال
شروع ہو گیا - خواجہ کا قتل واقعہ مین زوال کا مقدمہ تہا - پہر تقریباً ایک سال کے عرصہ مین
بادشاہ بہی حسرت و افسوس کرتے ہوئے فوت ہو گیا چنانچہ موقع پر بیان کیا جائیگا - اور
اس بادشاہ کے دل مین بہ نسبت رحم سختی زیادہ تہی - حسن گنگوئے بہمنی کے زمانہ سے براہمہ
کے ساتہہ حسن سلوک کیا جاتا تہا - اور براہمہ کے قتل سے پرہیز کیا جاتا تہا - حسن گنگوئے بہمنی نے
براہمہ کے قتل کی ممانعت اسوجہ سے کی تہی کہ گانگو پنڈت کے اس احسان کے شکریہ مین جو پنڈت نے
ابتدائے حال مین اُس کے ساتہہ کیا تہا - اولاد بہمنیہ نے اس ممانعت پر پوری تعمیل نہین کی - اسی
وجہ سے براہمہ و اہل اصنام کہتے ہین کہ بہمنیہ کی سلطنت مین زوال براہمہ کشی سے آیا - واقع مین زوال
حسب زعم ہنود نہین آیا بلکہ بادشاہون کی غفلت و محویت عیش و عشرت کی وجہ سے زوال آیا -
اسیطرح اکثر اہل اسلام کی سلطنتین غفلت سے برباد و تباہ ہو گئین - اللہم اہدنا الصراط المستقیم -

محمد شاہ کی شادی

چونکہ محمد شاہ سن رشد کو پہنچ گیا تہا - اور عالم شباب مین قدم رکہا تہا - بقول محمود شاہی
چودہوان سال عمر کے مراحل سے شروع ہوا تہا - ملکہ مخدومہ نے ارادہ کیا کہ اپنے لخت جگر کی
شادی کرنی چاہئے - پس خواجہ جہان محمود گاوان کی رائے و مدد سے شادی کا اہتمام نہایت

تزک و احتشام سے انجام دیا۔ حسب دستور بہمنیہ خاندان کی ایک لڑکی سے شادی کی۔ بیشمار زر
صرف کیا۔ امرا و وزرا و علما و مشایخ وغیرہم کو خلعتہائے فاخرہ و صلات وافرہ عطا کئے۔
تمام رعایا و ملازمین صاحبان سیف و قلم کو اقسام کے کہانے کہلائے۔ یہہ جشن تقریبًا ایک مہینہ
تک جاری رہا۔ مخدومہ جہان نے شادی سے فارغ ہوکے گوشہ گیری اختیار کی اور مہمات سلطنت
کو اپنے لخت جگر کے سپرد کیا۔ محمد شاہ ہوشیار و ہونہار تہا حسب الحکم والدہ مخدومہ جہان
امور سلطنت کی باگ اپنے ہاتہہ مین لی۔ مہمات کا انتظام بغیر رائے خواجہ نہین کرتا تہا۔ اور
بعض وقت مہم اہم مین مخدومہ جہان سے بہی مشورہ لیتا تہا۔

کوکن کی فتح

تحفۃ السلاطین کے مولفین نے لکہا کہ جب محمد شاہ نے مالوی کے مقابلہ سے فراغت پائی تب ۸۷۴ ہجری
مین ملک التجار محمود گاوان کو خلعت دیکے خلف حسن بصری کا انتقام لینے کیلئے کوکن روانہ کیا۔ خواجہ حسب الحکم
بہمنی نہایت عظمت و شوکت کے ساتہہ لشکر جنیر و بیجاپور و چاکنہ و کلہر و داہول جیول دہابہن
ہمراہ لیکر فتح کوکن کیطرف متوجہ ہوا۔ رائے کہلنہ و رائے سنگیسر بہت بڑے ذیشان راجہ تہے اور بحری
ڈاکوون کے سردار تہے۔ تین سو جنگی جہازون کا ایک بیڑا تہا۔ اور فوج بہی کم نہ تہی۔ اکثر مسلمان حاجیونکو
دریا مین لوٹ لیتے تہے۔ جب انکو خواجہ کے ارادے و حملے سے خبر ہوی تو انہون نے گہاٹ کی راہون
کو مسدود کر دیا۔ مگر خواجہ جو تجربہ کار و کار آزمودہ فرد تہا۔ اُس نے مسدودی راہ کی کچہہ پروا نہ کی۔
اور دلجمعی سے دامن کوہ مین قیام پذیر ہوا۔ اور آہستہ آہستہ اپنی حسن تدبیر سے۔ اُسپر قبضہ کر لیا
جب دیکہا کہ پہاڑی تنگ راستون مین سوارون کی فوج کام نہین دیسکتی ہے تو تمام لشکر ہمراہی پیادہ کیا

اور اُن کے بجائے سعید خان گیلانی کو لشکر و ابہول و کلہر کے ساتہہ اپنے پاس بلایا۔ اور چند ہی روز
مین پیادون کی فوج کثیر فراہم کرلی۔ قلعہ کہیلنا کے نزدیک جنگل و جہاڑی تہی جس سے فوج کا
گذرنا دشوار تہا۔ اسلئے جنگل کو جلا کے خاک سیاہ کیا اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔ پانچ مہینے محاصرہ مین
گذرے تہے کہ برسات کا موسم آگیا۔ اسلئے مع جاہ و حشم گہاٹ سے اُتر آیا اور گہاٹ کی حفاظت
کے لئے دس ہزار پیادے و توپچی و تیر انداز چہوڑ آیا۔ اور پرگنہ کہولاپور مین گہانس پہوس کے
جہونپڑے فوج کے آرام کیلئے ڈالکر رہنے لگا۔ لیکن محمود گاوان موسم کی سختی سے بیکار رہنا
پسند نہین کرتا تہا۔ اسنے بیکاری کے زمانہ مین بہی قلعہ راکنہ کو فتح کرلیا۔ پہر برسات کے بعد
گہاٹ پر چڑہائی کی۔ اور کئی مہینے کی کوشش و کشش مین اور ہزار حیلہ و تدبیر اور لاکہون
روپئے کے صرف کرنے سے قلعہ کہیلنہ کی فتح نصیب ہوئی۔ یہہ قلعہ ایسا سنگین و پختہ تہا
کہ اسوقت تک اہل اسلام کا سایہ اُسپر نہین پڑا تہا۔ پہر برسات کا موسم آگیا حسب دستور
سابق گہاٹ کی حفاظت پیادون کے سپرد کرکے سوارون کو ہمراہ لیکر نیچے اُتر آیا۔ پہر چار مہینے
کے بعد سنگیسر کے طرف گیا۔ بہت ہی آسانی سے فتح کرلیا۔ اور وہان کے زمیندارون سے خلف
حسن بصری کا انتقام لیا۔ اور وہان کا بندوبست اور رعایا کو فرمان بردار بنا کے بندر گوا
کے طرف بڑہا۔ جو راجہ بیجانگر کا مشہور بندر تہا۔ اور راجہ بحری فوج کا بہی مالک تہا۔ اکثر توپچی
جنگی جہاز اُسکے زیر حکومت تہے اسلئے خواجہ محمود گاوان نے بہی ایکسو بیس جہازونکا بیڑہ
تیار کرکے تری سے حملہ کرنیکے لئے بہیجا اور خود خشکی کیطرف سے بڑہا۔ ابہی راجہ بیجانگر کو خواجہ
محمود گاوان کے ارادے سے خبر نہوئی تہی کہ اسکی حفاظت و مدافعت کیلئے فوج بہیجتا۔ پس

خواجہ نے برق و باد کی طرح بندر پر قبضہ کر لیا - اس نمایان فتح کی خبر بلاد و امصار مین منتشر ہوگئی - اس فتح کی خبر سننے سے محمد شاہ اسقدر خوش ہوا کہ ایک ہفتہ تک طبل شادی محمد آباد بیدر مین بجوایا - جب اس کارنمایان کامیابی کے بعد خواجہ جہان محمد گاوان قلعہ گوا کی حفاظت کا بندوبست کرکے تین سال کے بعد فتح و نصرت کیا تہہ محمد آباد بیدر مین آیا تو محمد شاہ نے اسکی بہت تعظیم و توقیر کی - جوش خوشی مین خود بادشاہ خواجہ کے مکان پر ایک مہینہ تک مہمان رہا - اور اسکو خلعت خاص سے سرفراز فرمایا - اور ملکہ مخدومہ جہان نے اسکو بہائی کے لقب سے مخاطب کیا اور چند فقرے اسکے القاب مین بڑہائے گئے جس کے بعد وہ اسطرح پر مخاطب کیا جانے لگا - { حضرت مجلس کریم سید عظیم ہمایون اعظم صاحب السیف و القلم مخدوم جہانیان معتمد بارگاہ سلطان آصف جم نشان امیر الامرا ملک نائب مخدوم ملک التجار محمود گاوان المخاطب بہ خواجہ جہان } سلطان محمد شاہ نے خواجہ جہان کے غلام خوشقدم کی بہی قدر و منزلت کی جسنے اس تین برس مین خواجہ جہان کی بہت خدمت گزاری کی تہی - اور اسکو کشور خان کا خطاب دیکر امرائے کلان مین داخل کیا اور قلعہ گوا و بندوہ و گوندوا و کولہاپور کو اسکی جاگیر مین اضافہ کیا - یہ ایک ایسی عظیم الشان فتح تہی اور اسکا خواجہ محمود گاوان کے دل پر ایسا گہرا اثر ہوا کہ اسنے ایران و توران کے سلاطین و امرا کو فتح کی تفصیلی خبر لکہی - خواجہ کے خطوط ریاض الانشا مین موجود مین -

ہمبیر رائے اوڑیا کی امداد اور فتح راجمندری و کوندبیر

چونکہ رائے اوڑیا مرچکا تہا - اسنے ایک تبنی یعنی لیہ پالک بیٹا منگل رائے اور چچازاد بہائی

ہمیر نام چھوڑ گیا تھا۔ منگل رائے نے رائے اوریا کا جانشین ہوکے ہمیر کو شہر بدر کردیا۔ بناءً علیہ ہمیر نے محمد شاہ کی خدمت میں درخواست کی کہ اگر اسکو ملک کا مالک کیا جائے تو وہ ہمیشہ فرمان بردار و خراج گزار رہیگا۔ اس لئے محمد شاہ نے بمعرفت خواجہ محمود گاوان ملک حسن بحری غلام کو نظام الملک خطاب دیکر ہمیر کی مدد کے لئے روانہ فرمایا۔ ہمیر بھی مع اپنی فوج اس سے آکر ملگیا۔ اور لشکر کا مقدمہ الجیش بنا۔ تھوڑی لڑائی کے بعد ملک حسن کو کامیابی حاصل ہوئی منگل رائے شکست کھاکے فرار ہوگیا۔ ملک حسن نے ہمیر رائے کو ملک سے روتی کا مالک بناکے راجمہندری کو ندبیر پر حملہ آور ہوا اول ہی مقابلہ میں فتح کرلیا۔ اور محمد شاہ کے حکم سے امرائے معتبر کے سپرد کرکے مع غنائم بیشمار بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ محمود گاوان کی سفارش سے خلعت خاص سے سرفراز ہوکے تلنگانہ کی سر لشکری پائی۔ شاہان بہمنیہ خلعت خاص سوائے طرفداران رتبہ کے کسیکو نہیں دیتے تھے۔ جب ملک حسن تلنگانہ میں پہنچا تو اُس نے تمام ملک تلنگانہ میں ہندی النسل کے سوا کسیکو جاگیردار نہیں رکھا مغلوں و ترکوں سے مخالفت رکھتا تھا۔ جب خواجہ محمود گاوان نے دیکھا کہ اُسکی روش اور طرز سے مخالفت و بغاوت کے آثار پائے جاتے ہیں تو وہ اس سے ہوشیار رہنے لگا۔

ملک حسن اور ملک فتح اللہ کی اصلی حالت

ملک حسن نظام الملک احمدنگر کے نظام شاہی خاندان کا جد اعلیٰ ہے۔ اصل میں بہت ذات کا برہمن تھا۔ اُسکے اجداد پاتری علاقہ برار کے پٹواری تھے مگر قحط سالی کے زمانہ میں اپنا وطن چھوڑ کے بیجانگر چلا گیا تھا۔ وہاں گدائی یا ملازمت پر اپنی گذر اوقات کرتا تھا۔ جب احمد شاہ بہمنی نے بیجانگر پر حملہ کیا تو اُسوقت ملک حسن اسیروں میں گرفتار ہوکر آیا اُسکا نام

تیما بہٹ تہا اور اُسکے باپ کا نام بہریو۔ یا بہرو بہٹ تہا۔ مگر احمد شاہ نے تیما بہٹ کو جو حسین ونوعمر تہا اپنے غلامون مین شامل کرلیا اور اُسکا نام حسن رکہدیا۔ اور اپنے بیٹے کے ساتہہ مکتب مین شریک کیا ہمیشہ شاہزادون کی صحبت مین رہنے لگا۔ محمد شاہ اُسے حسن ابن بہریو کے بجائے بہ تغیر لہجہ حسن بحری کہا کرتا تہا۔ اس وجہ سے بحری مشہور ہوا۔ بعض نے لکہا کہ محمد شاہ اپنے شکار کے بحری جانورونکی خدمت قوش بیگی تفویض کی تہی۔ اس خدمت کی بمناسبت سے اُسکو بحری کہنے لگے۔ قوش بیگی کی خدمت پر مقرر ہونے سے اُسکو بادشاہ سے تقرب ہوگیا تہا بادشاہ نے اُسکو ہزاری منصب ونقارہ وماہی مراتب بہی عطا کیا تہا۔ اور اسیطرح فتح اللہ عماد الملک بہی اصل مین ہندوزادہ تہا۔ تحفۃ السلاطین کا مولف کہتا ہے کہ راجگان بیجانگر کی اولاد مین سے تہا یہہ احمد شاہ کے وقت مین قیدیون مین گرفتار ہوکے آیا تہا۔ خان جہان سپہ سالار براڑ کو بطور غلام دیدیا گیا تہا۔ خانجہان نے اسکی تعلیم وتربیت فرزندون کی طرح کی پڑہ لکہہ کے لائق ہوگیا۔ خانجہان نے اسکی لیاقت وحسن قابلیت دیکہہ کے اُسکو اپنا معتمد بنایا لیکن جب خانجہان فوت ہوگیا تو یہہ شاہان بہمنیہ کے غلامون مین شامل ہوگیا تہا۔ اور محمود گاوان کی عنایت سے عماد الملک خطاب پاکے برار کی سرلشکری پر مامور ہوگیا تہا۔

یوسف عادل خان کا سرلشکری دولت آباد پر مقرر ہونا اور ہنور وبہر اکہیڑہ اور لانجی کی فتح

فرشتہ نے لکہا کہ یوسف عادل خان سوائی جسکو خواجہ محمود گاوان مثل اپنے فرزندون کے سمجہتا تہا دوتین مہینہ کے بعد ۸۷۴ ہجری مین دولت آباد کی سرلشکری پر مقرر ہوا۔ اور دریا خان ودیگر

غلامان ترک جو مسند نشین امارت تھے اسکے تابع ہوئے۔ اور تمام امرائے ترک کی جاگیرین اسی تعلقہ بین عطا کی گئین۔ اور قاسم بیگ بن قاسم بیگ صف شکن و شاہ قلی سلطان چنگیزی و دیگر امرائے مغل بھی جمع جنیر و چاکنہ وغیرہ اضلاع کوکن مین جاگیرین رکھتے تھے تابع کئے گئے۔ اور یوسف عادل خان خواجہ کی عنایت و توجہ سے تمام طرفدارون مین معزز و ممتاز ہوا۔ سلطان محمد شاہ نے دیکھا کہ یوسف عادل خان ہونہار و ہوشیار ہے روز بروز اسکو دوسرے امرا پر ترقی دیتا جاتا تہا اور مہمات بزرگ کی کشائش کے لئے بھیجتا تہا۔ چنانچہ محمود خلجی کے ہنگامہ دار و گیر مین ایک مرہٹہ نے قلعہ انتور پر قبضہ کرلیا تہا۔ اور ویراکھڑہ پر ایک راجہ جبنک رائے نام حکمرانی کرتا تہا۔ محمد شاہ بہمنی نے یوسف عادل خان کو ویراکھڑہ کی تسخیر۔ اور قلعہ انتور کی رہائی کیلئے حکم دیا۔ اُسنے دولت آباد مین پہنچتے ہی قاسم بیگ صف شکن کو قلعہ انتور کے محاصرہ پر مقرر فرمایا۔ اور دریا خان برادر خواندہ کو ویراکھڑہ بھیجا۔ انتور کے قلعدار نے جنگ و جدال کے بعد امان جان کی درخواست بھیجی قاسم بیگ صف شکن خان نے اسکی درخواست قبول کی۔ قلعدار نے قلعہ حوالہ کردیا۔ اور خود وہان سے مع عیال و اطفال چلا گیا۔ خان موصوف نے قلعہ مین اپنا تہانہ دار مع چند سوار و پیادہ معین کیا۔ اور دریا خان نے ویراکھڑہ پر حملہ کیا۔ وہانکا راجہ پانچ چھہ مہینے تک مدافعت کرتا رہا آخر بامر لاچاری یوسف عادل خان کے پاس بذریعہ سفیر پیام بھیجا۔ کہ آپ میری خطا معاف فرمائین جو کچھہ میری ملک مین مال و زر ہے پیشکش کرکے جریدہ مع عیال و اطفال قلعہ سے نکل جاتا ہون

بزنہار خواہی کشادہ زبان	رسولے فرستاد برمرزبان
کہ ما بندگانیم و فرمان تراست	چہ باشد ہمہ خیر چون جان تراست

یوسف عادل خان نے بموجب شرط مذکور امان دیا اور اسکا قصور معاف فرمایا۔ اور دریا خان کو حکم دیا
کہ اہل قلعہ کے جان و ناموس کو کسیطرح کی مزاحمت نہ پہنچائین۔ اور انکو چھوڑدین۔ دریا خان حسب الحکم
سوار ہوکر باہر آیا۔ اور فرمایا کہ جینک راے مع عیال و اطفال قلعہ سے نکل کر چلا جائے۔ وہ بیچارہ
اپنا آبائی وطن و خزائن موروثی چھوڑکے چلا گیا۔ پھر یوسف عادل خان فی الفور قلعہ مین پہنچا قلعہ
کے تمام خزائن و تخت و نفائس پر متصرف ہوا۔ اور وہان کے زمینداروں کو نوازش و خلعت سے سرفراز
کرکے۔ قلعہ لانچی کے طرف متوجہ ہوا۔ اُسوقت لانچی کا راجہ فوت ہوچکا تہا۔ اُسکا لڑکا مسند نشین
ہوا تہا۔ مقابلہ کی تاب نہ لاکے امان خواہ ہوا۔ و مال و اسباب سپرد کردیا۔ یوسف عادل خان نے جو کچہہ
اسباب لائق سرکار تہا لے لیا۔ اور راجہ زادہ کو بہمنیہ امرا کے طبقہ مین شریک فرماکے قلعہ و ملک
اسکو بطور جاگیر التمغا دیا۔ جب یوسف عادل خان ان فتوحات کے بعد دار السلطنت بیدر مین آیا
اسقدر زر و جواہر و گہوڑے و ہاتی بادشاہ کی خدمت مین پیشکش کئے کہ راجہ چہندی کوندبہیر کے غنائم
اس کے مقابل مین چیز محقر معلوم ہوتے تہے۔ محمد شاہ بہمنی غنائم کے دیکہنے سے بہت خوش ہوا۔
اور خواجہ سے فرمایا کہ یوسف عادل خان کو اپنے مکان پر لیجائے اور ایک ہفتہ تک اعزاز و اکرام سے
ضیافت کیجئے۔ خواجہ نے قبول کرکے عرض کیا۔ کہ بغیر حضور اسکا ظہور کیونکر ہوگا۔ بادشاہ نے اس کا
مطلب سمجھ کر فرمایا ضیافت مشترکہ مین وہ لطف و مزہ نہین آتا جو ضیافت خاصہ مین ہے۔ آپ اول
ایک ہفتہ یوسف عادل خان کی دعوت کیجئے پہر ہمکو مکان پر لیجائے اور مہمانی کے لوازم ادا کیجئے۔ خواجہ
نے قبول کیا۔ یوسف عادل خان کو اپنے مکان پر لایا ایک ہفتہ تک نہایت تکلف سے دعوت کے
رسوم ادا کئے پہر باتفاق یوسف عادل خان بادشاہ کی مہمانی کی تیاری کی۔ مکان کو ایسا آراستہ کیا کہ

نگار خانۂ چین بنا دیا۔ آٹھوین روز محمد شاہ بہمنی خواجہ کے دولتخانہ پر مہمان گیا۔ برابر ایک
ہفتہ تک مہمان رہا۔ اس جلسۂ دعوت مین یوسف عادل خان کا اعزاز بہت بڑہ گیا۔
بادشاہ کا مقرب ہم پیالہ و ہم نوالہ ہو گیا۔ خواجہ نے بادشاہ کی مہمانی مین تکلفات رسمی سے
ایک دقیقہ فروگذاشت نہین فرمایا۔ اور رخصت کیوقت خواجہ نے اپنے تحائف و ہدایائے عالم
بادشاہ کی نذر گزرانے کہ ناظرین دکن اُن کے دیکہنے سے حیران ہو گئے۔ منجملہ تحائف پچاس سونیکے
طبق تہے جو اتنے بڑے تہے کہ ہر ایک بکرے کا کباب آجائے اور اُنکے سرپوش مرصع تہے اور
سو غلام چرکس و حبشی و دکنی تہے۔ جنہین اکثر لکہنے پڑہنے اور گانے بجانے سے واقف تہے اور سو
گہوڑے ترکی و عربی و عراقی تہے اور سو چینی کی رکابیان اور پیالے تہے۔ ایسے خوبصورت و نادر الوجود
تہے کہ بادشاہون کو بہی نصیب نہین۔ یہہ تحائف مذکورۃ الصدر بادشاہ کو دئے۔ اور اُن کے
علاوہ شاہزادہ و امرا کو بہی تحائف حسب حیثیت دئے۔ اسکے بعد جو کچہہ نقد و جنس گہر مین تہا
بادشاہ کے ملاحظہ مین گزرانا اور کہا یہہ جو کچہہ ہے تمام بادشاہ کا ہے۔ بادشاہ کی سلطنت ہی سے
حاصل ہوا ہے بادشاہ مالک و مختار ہے جسے چاہے عطا کرے۔ بادشاہ خواجہ کے حسن خلق و
حسن اخلاص سے بہت ہی خوش ہوا۔ لطف و کرم سے فرمایا۔ ہم نے تمام قبول کیا۔ اور پہر تجہہ ہی کو
بخشدیا۔ اس دعوت کے بعد بادشاہ کے نزدیک خواجہ کا حسن اعتبار اور یوسف عادل خان کی
بزرگی اس درجۂ اعلیٰ کو پہنچی کر اپنے اقران و امثال سے بڑہ گئے۔ مدعیان دکن رشک و حسد سے
پیچ و تاب کہانے لگے۔ اور خواجہ کی مخالفت و عداوت پر کمر بستہ ہوئے خواجہ مدعیان دکن
کی کچہہ پروا نہین کرتا تہا۔ مہمات ملکی سے نہین باز رہتا تہا۔

قلعہ بلگوان کی فتح

تحفۃ السلاطین و فرشتہ کے مولفین نے لکھا کہ ۸۷۵ہ ہجری مین دار السلطنت مین یہہ خبر پہنچی کہ رائے پرکیتہ حاکم بلگوان نے اجیرائے بن دیورائے والی بیجانگر کی تحریک سے بندر گوا پر حملہ آور ہونیکا ارادہ کیا ہے اور بنکاپور کا قلعہ دار بہی مع جمعیت امداد کے لئے آرہا ہے۔ محمد شاہ اس خبر کے سنتے ہی اپنا لشکر ہمراہ لیکر شکار کرتے ہوئے بلگوان عرف بلگام کے طرف پہنچا۔ وہانکا قلعہ نہایت ہی سنگین و مستحکم تہا۔ اُسکے اطراف مین خندق عمیق کہدی ہوئی تہی۔ بادشاہ نے پہنچتے ہی قلعہ کا محاصرہ کیا۔ راجہ پرکیتہ نے یہہ حالت دیکہکر خواجہ جہان محمود گاوان و دیگر امرا کے توسل سے عذر خواہی کی۔ لیکن چونکہ بادشاہ کو وہان کے سرکشون کی سرکوبی و گوشمالی مطلوب تہی اسلئے اسکی درخواست منظور نہین کی۔ اور آتش بازون کو بلا کے حکم دیا کہ اگر اپنی جان کی سلامتی چاہتے ہو تو دو ہفتہ مین قلعہ کی دیوارین منہدم کی جائین۔ اور خندق کے پاٹنے کا کام خواجہ جہان کے سپرد کیا تاکہ جس دن دیوارین زمین سے ملجائین اُسی دن خندق بہی بہری ہوئی رہے خواجہ نے خندق کو بہرنا شروع کیا۔ لیکن ہرچند کہ خندق کے بہرنے مین کوشش کرتا تہا۔ مگر کوشش مفید نہین ہوتی تہی۔ اسلئے کہ دن مین جسقدر بہری جاتی تہی محصورین رات کے وقت اُسکو صاف کر دیتے تہے۔ پس خواجہ نے قلعہ کے مقابلہ مین ایک دیوار بنا کے جا بجا مورچے قائم کئے۔ تاکہ اہل قلعہ خندق تک نہ آنے پائین۔ اور یوسف عادلخان اور فتح اللہ عماد الملک کے مورچون سے قلعہ کے برج کے نیچے تک سرنگ بنوا کر اُس مین بارُوت بہروائے۔ چونکہ دکن مین یہہ پہلا ہی موقع ہے کہ ایسا طریقہ اختیار کیا گیا۔ اس لئے پرکیتہ رائے

غفلت مین بیخبر بیٹہا ہواتہا کہ سرنگ کو شتابہ لگایا گیا۔ اور دفعتہً قلعہ کی دیوارین کئی مقامات سے زمین پیوستہ ہوگئین خندق تو پہلی ہی سے بہری ہوئی تہی فوج شاہی دوڑ پڑی اور قلعہ کے اندر داخل ہونیکی تدبیرین کرنے لگی۔ مگر محصورین نے جان توڑکر خوب مقابلہ کیا۔ اور فوج شاہی سے تقریبًا دو ہزار آدمی مارے گئے۔ آخر محمد شاہ نے خود سوار ہوکر سخت حملہ کیا اور بیرونی حصار پر قبضہ کرکے ارک قلعہ کے محاصرہ مین مشغول ہوا۔ رائے پرگیتہ پہلے ہی سے بددل و ہراسان ہورہاتہا۔ یہ حالت دیکھکر بہت ہی گہبرایا۔ تبدیل لباس کرکے قلعہ سے برآمد ہوا اور محمد شاہ بہمنی کے مورچے مین پہنچا۔ اور محافظین سے کہا کہ مجکو پرگیتہ نے بادشاہ کی خدمت مین بہیجا ہے۔ اور چند پیغام دئیے ہین۔ محافظین درگاہ نے بادشاہ کے حضور مین عرض کیا حکم ہوا کہ اسکو حاضر کرین۔ حاضر کیا گیا۔ زمین بوسی کرکے اور پگڑی گردن مین ڈالکے عرض کیا کہ مین رائے پرگیتہ ہون۔ مع فرزندان قدم بوسی کیلئے آیا ہون۔ بادشاہ مالک و مختار ہے اس گناہگار کو بخشے یا قتل کرے۔ پس سلطان محمد شاہ نے فیاضی و رحمدلی سے اسکا قصور معاف فرمایا اور اسکو امرا کے طبقہ مین شامل کرلیا۔ فرشتہ نے لکہا کہ بعض مورخین نے روایت کی ہے کہ جب رائے پرگیتہ نے دیکہا کہ حصار اول پر بہمنیہ کا قبضہ ہوگیا۔ اور مقربین کے ذریعہ سے بادشاہ نے اسکا قصور معاف نہین فرمایا تو بامر ناچاری قلعہ کے برج پر دست بستہ ہوکے نہایت عاجزی و زاری سے امان جان کا خواہان ہوا۔ بادشاہ نے اسکی عاجزی و انکساری پر رحم کرکے اس کے قصور سے درگذر کیا اور اسکو امرا کے زمرہ مین شریک فرمایا۔ اور اسکی تعظیم و تکریم مین کوتاہی نہین کی۔ بہرحال قلعہ اسیر و زفتح ہوا۔ بادشاہ خود سوار ہوکے قلعہ مین آیا۔ خدا کا شکر

ادا کیا۔ چونکہ اسوقت خود سر لشکر تہا اسلئے اپنا لقب لشکری رکہا۔ قلعہ بلگوان اور اسکا کل تعلقہ خواجہ کی جاگیر مین مقرر کرکے دارالسلطنت کے طرف مراجعت کی۔

مخدومۂ جہان کی وفات

مخدومہ جہان اس حملہ مین اپنے لخت جگر کے ہمراہ تہی۔ حقیقت مین یہہ عورت بڑی عالی ہمت و بلند حوصلہ تہی۔ اسی مخدومہ کی حُسن تدبیر سے سلطنت بہمنیہ محمد شاہی زمانہ مین رونق پذیر رہی۔ اور درجۂ عروج پر پہنچ گئی۔ اسی ملکہ نے خواجہ محمود گاوان کو سلطنت کا خیرخواہ بنایا۔ ابہی دارالسلطنت مین نہین پہنچے تہے کہ راستہ مین ملکۂ مخدومۂ جہان نے اس عالم فانی سے عالم بقا کی طرف انتقال کیا۔ محمد شاہ کو والدہ کے فوت ہونیکا بہت رنج وغم لاحق ہوا۔ لاش کو تکفین و تجہیز کرکے دارالسلطنت بیدر مین روانہ کیا۔ حسب الحکم بادشاہ سلاطین بہمنیہ کے مقبرہ مین دفن کئے۔ بعد مین محمد شاہ نے والدہ ماجدہ کا گنبد مستحکم و سنگین بنا کر دیا۔ چنانچہ ابتک موجود ہے۔ کسی شاعر نے مخدومہ جہان کی تاریخ کہی ہے۔ **ھوھذا**

دُرّۃُ التاج مریدالاوتار	اذا جاءت ندا ءباعثها
ملھم غیب قال فی التاریخ	ایدالله ملک وارثها

سنہ ۸۸۴ ہجری

محمد شاہ ثانی کا بیجاپور مین آنا اور قحط کا واقع ہونا اور خواجہ محمود گاوان کا ضیافت کرنا

محمد شاہ بلگوان کے فتح و والدۂ مخدومۂ جہان کے فوت ہونیکے بعد بلدۂ بیجاپور مین آیا۔ رفع تکلیف و دفع غم کے لئے حسب الالتماس خواجہ وہان قیام پذیر ہوا۔ سیر و شکار و عیش و آرام مین مشغول ہوا

خواجہ نے ضیافت کے لوازم و مہمانداری کی شرائط مین ایک دقیقہ فرو گذاشت نہین کیا۔ اسی کام مین ہمہ تن مصروف رہتا تہا۔ بادشاہ کو وہان کی آب و ہوا خوش آئی اکثر کالا باغ مین جو خواجہ کا آباد کیا ہوا تہا بسر کرتا تہا۔ اور مہمات سلطنت کو بہی مین انجام دیتا تہا۔ ارادہ کیا تہا کہ موسم برسات وہین بسر کرکے احمد آباد و بیدر روانہ ہوگا۔ سوئے اتفاق سے اس سال تمام دکن مین بارش نہین ہوئی۔ بارش و باران کی اسقدر قلت ہوئی کہ بیجاپور کے تمام کنوؤن کے بہی پانی خشک ہوگئے۔ اس لئے بادشاہ کو مجبوراً وہان سے کوچ کرنا لازم و واجب ہوا۔ پس مع جمعیت دار السلطنت مین آیا۔ تحفۃ السلاطین کے مولف نے لکہا کہ دار السلطنت مین پہنچ کے مصیبت زدگان قحط کے آرام کے لئے خزانہ شاہی کا دروازہ کہولدیا۔ ممالک محروسہ کے بلاد و قصبات مین لنگر خانے قائم کردئے۔ غربا و مساکین کو لنگر خانہ سے کہانا دیا جاتا تہا۔ باوجود امداد شاہ اکثر بلاد و قصبات و دیہات قلت پانی کی وجہ سے ویران و خراب ہوجاتے تہے۔ کوئی نہین رہسکتا تہا۔ اکثر فوت ہوجاتے تہے۔ اور وطن سے بیوطن ہوکے مالوہ گجرات چلے جاتے۔ یہہ قحط برابر دو سال تک رہا کہین تخم ریزی نہین ہوئی تہی جنگل و صحرا و باغات پر فضا مین کہین سبزی کا نام و نشان نظر نہین آتا تہا۔ درخت بے برگ و بے ثمر تہے۔ بہوک پیاس سے بیشمار آدمی مواشی ہلاک ہوگئے نظم

ازان پس جہان راگزید حال	کہ قطعاً نبارید باران دو سال
برآمد یکے ہائے وہوئے دہر	زمردم تہی ماند بازار و شہر

تیسرے سال سنہ ہجری مین خوب مینہہ برسا۔ ملک سرسبز ہوا۔ جو لوگ زندہ تہے کشت کاری مین مشغول ہوئے۔ جو لوگ جلاوطن ہوکے ممالک بعیدہ مین چلے گئے تہے واپس آئے۔ اپنے ویرانہ

مکانات کو آباد کئے۔ سلسلۂ آصفیہ کے مولف نے لکھا کہ محمد شاہ عیش و عشرت مین مصروف رہتا تہا رفع قحط کی تدبیر نہین کرتا تہا۔ الخ مولف مذکور کا قول واقع کے خلاف ہے اس لئے کہ صاحب تحفہ نے جو کچہہ لکہا ہے بالا مذکور ہو چکا ہے۔

اوریا اور اوڑیسہ کی فتح

فرشتہ نے لکہا کہ گوندبیر کا قلعدار ظالم و فاسق تہا۔ رعایا کی عزت و آبرو مین دست اندازی کرتا تہا۔ اس لئے رعایا نے بغاوت اختیار کی۔ اور قلعہ کو ظالم سے چہین لیا۔ اور ہمیر رائے کو جو محمد شاہ کا دست گرفتہ تہا دیدیا۔ ہمیر اوریا نے دیکہا کہ دکن مین قحط کے سبب سے تباہی و بربادی عالم گیر ہے۔ اور بادشاہی لشکر بہی پریشانی کے عالم مین ہے پس رائے اوڑیسہ کو لکہا کہ آپ ہمیشہ استرداد ملک تلنگانہ کی فکر مین رہتے ہین اسوقت استرداد کا موقع عمدہ ہے تشریف لائے۔ آسانی سے کامیابی ہو جائیگی۔ بمعاوضہ خوالسعی گندبیر آپکی نذر ہے اور تلنگانہ مجہے دلائے۔ رائے اوڑیسہ نے ہزار سوار اور ساتہہ آٹہہ ہزار پیادے اور جاجنگر کے راجاؤن کو ہمراہ لیکر تلنگانہ مین داخل ہوا اور راجمہندری پر حملہ کیا۔ نظام الملک بحری حاکم راجمہندری نے قلت سپاہ کے سبب مقابلہ نکر کے قلعہ نشین ہو گیا۔ اور ایک عریضہ جو حالات پر شامل تہا حضور مین بہیجدیا۔ جب محمد شاہ کو بحری کا عریضہ پہنچا اور حال معلوم ہوا فی الفور حسب تجویز خواجہ بذات خود اس مہم کے لئے مستعد ہوا۔ تمام سپاہ کو ایک سال کی تنخواہ تقسیم کر کے مع جمعیت راجمہندری پہنچا۔

تہمتن بشورید زان آگہی
بجنباند دیہیم شاہنشہی

بادشاہ کے پہنچتے ہی مخالفین گھبرائے۔ رائے اوڑیسہ چلدیا اور دریا پار اتر گیا۔ اور ہمبیر اوربا
قلعہ کندہبیر مین محصور کیا۔ ملک حسن نظام الملک بحری قلعہ سے برآمد ہو کے بادشاہ کی
خدمت مین حاضر ہوا۔ اسوقت ندی مین پانی بہت اور ندی کا پاٹ عریض ہو رہا تہا اور
نہ کشتیان اور اترنیکے سامان موجود تہے۔ نئی کشتیون اور ٹوکرون کے فکر مین تہے کہ رائے
اوڑیسہ کوچ کرکے دارالملک چلا گیا۔ محمد شاہ بادشاہ کو رائے اوڑیسہ کی شوخی و عہد شکنی سے
سخت غصہ و رنج تہا۔ پس شاہزادہ محمود خان کو خواجہ کے ساتہہ راجمہندری مین چہوڑا۔ اور خود
بیس ہزار سوار جرار ہمراہ لیکر ۸۸۲ ہجری مین دریا سے عبور کرکے اوڑیسہ پر حملہ آور ہوا۔ قتل و خونریزی کا
بازار گرم کیا۔ تاخت و تاراج مین کوتاہی نہین کی۔ رائے اوڑیسہ بنگالے کے حدود مین چلا گیا تہا
محمد شاہ فراغت سے چہہ مہینہ تک وہان رہا۔ اور رعایا سے جسقدر ممکن ہوا طوعاً و کرہاً بیشمار
زر نقد وصول کیا۔ اور ارادہ کیا کہ شاہزادہ و خواجہ کو بلاکے ملک اڑیسہ ان کے سپرد کرے۔
رائے اڑیسہ اس خبر کے سنتے ہی متواتر ایلچی مع تحائف و ہاتی بہیجے۔ اور معافی کا خواہان ہوا
اور اطاعت و خراجگزاری کا وعدہ کرکے پیغام بہیجا کہ مین عہد و شرط کرتا ہون کہ آیندہ کبہی
زمینداران تلنگانہ کی کمک نہین کرونگا اور آپکی فرمانبرداری سے منحرف نہین ہونگا۔
بادشاہ نے اسکی عذرخواہی قبول کی اور اسکے قصور سے درگذر کیا۔ اور اسکو کہلا بہیجا کہ بہیجے ہوئے
کے سوا وہ ہاتی جو خاص تمہاری والد کے ہین بہیجو تو تمہاری درخواست منظور ہوگی۔
راجہ اگرچہ خاص ہاتیون کو جان سے زیادہ عزیز سمجہتا تہا۔ لیکن بامر لاچاری انکو زرین جہولون
اور طلائی و نقرئی زنجیرون کے ساتہہ بہیجدیا۔ پہر بادشاہ نے اسکا قصور معاف فرمایا۔ اور اسکا

ملک اسکو دیدیا۔ اور وہان سے مراجعت کی۔ رستہ مین شکار مین مشغول ہوا۔ شکارگاہ کے اطراف مین ایک پہاڑ کی چوٹی پر ایک قلعہ دکہلائی دیا۔ مع مقربین اس کے دیکھنے کیلئے گیا۔ محافظین قلعہ سے پوچہا کہ یہہ قلعہ ہمیر اوریا سے تعلق رکہتا ہے یا نہین۔ اوڑیسہ کے آدمیون سے ایک نے کہا کہ یہ رائے اوڑیسہ کا ہے اس قلعہ کو کوئی فتح نہین کر سکتا ہے محمد شاہ خشمگین ہوا۔ اور پہاڑ کے دامن مین فروکش ہوگیا۔ دوسرے دن قلعہ کا محاصرہ کیا **نظم**

چہ گویم کہ آن قلعہ در برتری	کند با فلک دعوی ہمسری
زہوزونی قدو بالائے او	زدے تیر صد بوسہ برپائے او

قلعہ سے ایک جماعت برآمد ہوئی ممانعت و مدافعت کرنے لگے۔ اکثر مقتول و مجروح ہوئے رائے اوڑیسہ کو یہ خبر معلوم ہوئی چند سفیر بادشاہ کے پاس بہیجے اور پیغام کہلا بہیجا کہ یہہ لوگ صحرائی ہین انکی بیہودہ باتون پر غصہ نفرمائے اور قصور معاف فرمائے اور ایسا تصور کیجئے کہ قلعہ کو مسخر کر کے ایک سپاہی کو عطا فرمایا۔ بادشاہ کو رائے اوڑیسہ کا پیغام پسند آیا۔ ڈیڑہ مہینے کے محاصرہ سے دست بردار ہو کے کندہیر کیطرف کوچ کیا۔ پہنچتے ہی قلعہ کا محاصرہ کیا۔ پانچ چہہ مہینہ تک محاصرہ رہا۔ ہمیر اوریا نے مضطرب الحال ہو کے بذریعہ مصلحین بکوشش و مشقت امان جان چاہا بادشاہ نے قصور معاف کیا ہمیر اوریا نے قلعہ و شہر ملازمین بادشاہ کے سپرد کیا۔ بادشاہ قلعہ کے اندر سیر و تماشا کیلئے آیا وہان ایک بزرگ بتخانہ دیکہا اسکو توڑا۔ اور اسکے جائے پر ایک مسجد بنا کی اور منبر پر چڑہ کر خود اذان کہی اور اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا اور دوگانہ شکریہ ادا کیا۔ اور مستحقین کو زر نقد عطا کیا۔ اور خواجہ کی تحریک سے اپنے نام کا تکملہ لفظ غازی سے کیا۔ شاہان

بہنیہ مین یہی پہلا بادشاہ ہے کہ براہمہ کو قتل کیا۔ پہر بادشاہ تخمیناً تین سال تک ترک جہہندری اور اُسکے حدود مین رہا اور وہان کے سرحدون کا انتظام عمدہ طرح سے کیا اور تمام زمینداران سرکش کو نیست و نابود کردیا۔ آخر تلنگانہ کے انتظام سے فارغ ہوکے ولایت نرسنگہ کے تسخیر کا ارادہ کیا

خواجہ محمود گاوان کے انتظامات اور ضوابط اور امرا کی اس سے عداوت کا ذکر

چونکہ خواجہ محمود گاوان تجربہ کار و ہوشیار تہا۔ ہمیشہ سلطنت بہنیہ کی ترقی و خیرخواہی پر کمر بستہ رہتا تہا۔ انتظام مملکت کیلئے ایسی تدبیرین کرتا تہا کہ جس سے سلطنت کی بنیاد قائم و مستحکم رہے جب سلطان علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی فوت ہوا تو سلاطین بہنیہ کے قبضہ مین اسوقت صرف ملک مرہٹہ اور صوبہ تلنگانہ کا کسیقدر حصہ اور اضلاع رائچور و مدگل و کرناٹک و برار تہے۔ جب محمد شاہ اول تخت شاہی پر جلوہ افگن ہوا تو اُس نے سب سے پہلا یہ کام کیا کہ ملک کو چار صوبون مین جنکا نام اُس نے اطراف رکہا تہا تقسیم کیا۔ اور ہر صوبہ مین ایک طرفدار مقرر فرمایا۔ اکیس بیس برس کے عرصہ مین راجایان بیجانگر و تلنگانہ و کوکن و اوڑیسہ کے ممالک کا اکثر حصہ فتح ہوا۔ اور بیجانگر کے سوا کوئی مخالف سلطنت قرب جوار مین باقی نہین رہا۔ اسلئے ملک کی حدود بہت وسیع ہوگئین مگر باوجود اسکے قدیمی تقسیم قائم رہی جسمین وہ تمام نقص نمودار ہوگئے۔ جو کسی ایسے طریقہ مین پائے جاتے ہین جسکے نظر ثانی باوجود حالات کے بدلجانے کے نہ کی گئی ہو۔ اور ہر صوبہ کا طرفدار اسقدر قوی ہوگیا کہ اُسکو حد اعتدال پر رکہنا مشکل تہا۔ آخرکار خواجہ محمود گاوان نے ضوابط سیاست و اصول ریاست کے بموجب حکومت کو اسطرح تقسیم کرنا چاہئے کہ کسی ایک شخص کے ہاتہ مین زیادہ قوت جمع نہو اور بادشاہ کا ہاتہ سب پر غالب رہے۔ اسلئے

اُس نے بجائے چار اطراف کے آٹھہ صوبون مین تقسیم کیا جسکی تفصیل یہہ ہے -

تقسیم قدیم	تقسیم جدید
(۱) گلبرگہ	(۱) بیجاپور - جسمین رائچور و مدکل اور بہت سے اضلاع شریک کیے گئے -
(۲) دولت آباد	(۲) حسن آباد - جسمین اضلاع گلبرگہ و نلدرگ وشولاپور شامل ہے -
(۳) تلنگانہ	(۳) دولت آباد -
(۴) برار	(۴) جنیر - اسمین کوکن و گوا و بلگاون شریک ہین
	(۵) راجمندری - جسمین اضلاع نلگنڈہ واوریا شریک تھے -
	(۶) ورنگل
	(۷) گاویل
	(۸) ماہور

جب چار صوبون کی تقسیم آٹھہ پر ہوچکی تو اُنپر مندرجۂ ذیل صوبیدار مقرر ہوئے -

(۱) خواجہ محمود گاوان بیجاپور پر (۲) دستور دینار - حسن آباد پر

(۳) یوسف عادل خان دولت آباد پر (۴) فخر الملک ترک - جنیر پر

(۵) ملک حسن نظام الملک - راجمندری پر (۶) اعظم خان بن سکندر خان - ورنگل پر

(۷) فتح اللہ عماد الملک ۔ گاویل پر   (۸) خداوند خان حبشی ۔ ماہور پر

پھر خواجہ نے اس غرض سے کہ بادشاہ کا رعب و داب تمام صوبون پر قائم رہے اور حالات معلوم ہوتے رہین
ہر ایک صوبہ سے بعض بعض دیہات کو بادشاہ کے خاص اخراجات کیلئے مقرر کیا تاکہ تمام
ملک پر بادشاہی نگرانی قائم ہو جائے ۔ سلطان علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی کے زمانہ سے
یہ ایک بات چلی آتی تھی کہ جس سمت مین جتنے قلعے ہون وہ اُسی سمت کے طرفدار کی تحت مین
رہتے تھے ۔ وہ جسکو چاہتا تھا اپنے طرف سے قلعدار مقرر کر دیتا تھا ۔ اسکا یہ نتیجہ ہوتا تھا کہ طرفدارون
کی قدرت بیحد بڑھ جاتی تھی ۔ جب چاہتے بغاوت کرتے تھے ۔ خواجہ جہان نے اس طریقہ کو موقوف
کیا ۔ اور قرار دیا کہ صرف ایک قلعہ ہر لشکر سمت کے تحت مین رہے باقی قلعجات پر بادشاہ کی طرف سے
امرا و اہل مناصب قلعدار مقرر کئے جائین ۔ اور اُن کو اور اُن کے سپاہ کو شاہی خزانہ سے تنخواہ
ملا کرے ۔ ان لوگون کے مقرر کرنے سے نہ طرفدارون کی قوت مین کمی ہوئی بلکہ یہہ لوگ
انکے افعال کے نگران بھی بنتے تھے ۔ انتظام مالگذاری کے متعلق یہ بندوبست کیا
کہ مالکان اراضی کی حقیت کو مشخص کر کے رجسٹرون مین درج کیا ۔ اور دیہات و تعلقات
کی جمع بندی کو احاطہ تحریر مین لا کے ایسا درست طریقہ جاری کیا کہ جس سے رقم وصول شدہ
کی بھی آسانی سے تنقیح ہو سکے اور رعایا استحصال بیجا سے محفوظ رہے ۔ تاریخ ہندوستان
مین بندوبست مالگذاری کی یہ پہلی مثال ہے ۔ اور خواجہ جہان محمود گاوان کو یہ فضیلت
حاصل ہے کہ اُس نے سب سے پہلے ایک ایسے ضرورت کی طرف توجہ کی جسکا اثر ہندوستان
کی ۷۵ فی صدی مخلوق کی آرام و آسائش پر پڑتا ہے ۔ اور جسکو آجتک سلطنت کا

سب سے بڑا جزو سمجھا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ تمام دیہات کی حد بندی بھی کی یہہ سب سے ایسے
عمدہ انتظامات تھے کہ اُن کا اثر رعایا پر اچھا پڑا مگر طبقہ امرا مین عام ناراضی پھیل گئی۔
انتظام فوج۔ خواجہ محمود گاوان نے انتظام فوج کیطرف توجہ کی کیونکہ اُسکی اصلاح کی۔ اُس پُر
آشوب زمانہ مین جبکہ قوی دشمن سلطنت بہمنیہ کو ہر طرف سے گھیرے ہوے تھے بہت ضرورت تھی
علاء الدین حسن کانگوئے بہمنی کے زمانہ سے یہ طریقہ چلا آتا تھا کہ افواج کے کمانڈروں کے دو درجے
تھے ایک تو پانصدی۔ دوسرا ہزاری سر لشکران پانصدی کو ایک لاکھ ہن سالانہ ملتے تھے
اور امرائے ہزاری کو دو لاکھ ہن اور یہہ روپیہ یا تو نقد دیا جاتا تھا یا اُسکے معاوضہ مین جاگیر دیجاتی تھی
چونکہ سپاہی کی کوئی تنخواہ مقرر نہ تھی اور گنتی کا بھی کوئی قاعدہ یا ضابطہ نہین تھا اس لئے سر لشکر
نہ تو ٹھیک تعداد مین فوج رکھتے تھے اور نہ سپاہیون کو معقول تنخواہ دیتے تھے کہ وہ دل سے
سرکاری خدمتین بجالاتے خواجہ جہان نے سپاہی سے لیکر امرائے ہزاری تک کی تنخواہ مقرر کردی
اور زمانہ کی حالت کے لحاظ سے اسمین معتد بہ اضافہ کیا اور قرار دیا کہ امرائے پانصدی کو
ایک لاکھ ہن پچیس ہزار ہن اور ایک ہزاری کو دو لاکھ پچاس ہزار ہن ملا کرین۔ مگر
اسکے ساتھہ ہی حاضری کا ایسا طریقہ مقرر کیا کہ ایک سپاہی بھی تعداد مقررہ سے کم کہا جاتا
تو سر لشکر کی تنخواہ سے اسیقدر رقم وضع ہو جاتی تھی جو ایک بہت ضروری اصلاح تھی
اسکے علاوہ محمود گاوان فوج کے خوش رکھنے کی اور بھی تدبیرین کرتا رہتا تھا۔ اُسکو سپاہی
کے دل اُبھارنیکے ایسے ڈہنگ یاد تھے کہ اُسکا وار کبھی خالی نہین جاتا تھا۔ جب دکن مین
دو سالہ قحط واقع ہوا تھا۔ تو اُسوقت تمام ملک دکن ویران ہو گیا تھا۔ اور اُسی زمانہ مین

اوڑیسہ کے راجہ نے موقع پاکر بیشمار فوج کیساتھہ حملہ کیا تو شاہی فوج بددل و ہراسان ہو رہی تھی۔ خواجہ نے بادشاہ کو صلاح دی کہ تمام سپاہ کو ایک سال کی تنخواہ تقسیم کردی جائے۔ جس سے تمام سپاہ خوش ہوئے۔ رائے اوڑیسہ سے خوب مقابلہ کئے۔ اور اپنی جانون کو بادشاہ پر فدا کئے۔

گوندپور پلی سے کنجی اور مچھلی پٹن کے فتح

تحفۃ السلاطین و فرشتہ کے مولفین نے لکھا کہ جب محمد شاہ بلگوان کی فتح سے فارغ ہوا۔ تو اس نے عزم کیا۔ کہ ممالک نرسنگہ کو تسخیر کرنا چاہئے پس مع فوج جرار اسطرف روانہ ہوا۔ نرسنگہ ایک راجہ قوی ہیکل عظیم الجثہ تھا۔ مال و دولت بیشمار و پیادہ و سوار بیحساب رکھتا تھا۔ راجگان بیجانگر کا غلام یا نوکر تھا۔ بہادری و جرأت مین مشہور تھا۔ کرناٹک و تلنگانہ کے درمیان مستقر حکومت قرار دیا تھا۔ کنارہ دریا سے تا بہ مچھلی پٹن حکمرانی کرتا تھا۔ ضرب شمشیر سے اکثر ممالک بیجانگر پر متصرف ہو گیا تھا۔ بیجانگر کے ممالک مفتوحہ کو اپنے ممالک کا ضمیمہ کر دیا تھا۔ اور بہت سے قلعے بنا کئے۔ اور زمینداروں کو برانگیختہ کر کے سلاطین بہمنیہ کے حدود مین شور و غوغا مچاتا تھا۔ امرائے سرحدی اسکا مقابلہ نہین کر سکتے تھے ہمیشہ اسکی دست اندازی کی حضور مین شکایت لکھتے تھے سلطان محمود نے راستہ مسافت طے کرتے ہوئے پہاڑی پر ایک قلعہ سنگین و مستحکم بنا ہوا دیکھا کہ خراب و شکستہ ہو کے گمنامی کی تاریکی مین پڑا ہوا ہے۔ مقربین و بنائین سے اسکی حقیقت دریافت کی۔ معلوم ہوا کہ شاہان دہلی نے حدود کے ضبط کرنیکے لئے بنا کئے تھے۔ بادشاہ نے مقام مذکور مین قیام فرمایا۔ اور حکم کیا کہ بنائین اسکی تعمیر و ترمیم کرین۔ اور خواجہ محمود گاوان کو اس مہم کا اہتمام سپرد فرمایا۔ خواجہ نے قلعہ کی ترمیم و تعمیر مین ایسی کوشش کی کہ دو سال کا کام

چہہ مہینے کی مدت مین تمام کردیا اور قلعہ مین غلہ و آلات جنگ توپ کلان و خورد جمع کردئے
اور بہت سے سامان قلعداری فراہم کردئے ۔ اور معتمدین کے سپرد کرکے سلطان کو قلعہ پر لیگیا
اور تمام ذخیرہ جمع کیا ہوا ملاحظہ مین گزرانا۔ بادشاہ نے خواجہ کی بہت تعریف و تحسین کی
اور فرمایا کہ مجھپر خدا تعالی کی خاص عنایت ہے کہ ایک مجکو سلطنت عطا کی۔ دوسرے خواجہ
جیسا نوکر آیا۔ پس جو لباس پہنا ہوا تہا اوتارکے خواجہ کو پہنایا۔ اور خواجہ کا لباس خود
زیب بدن فرمایا۔ یہہ ایسی عنایت تہی کہ آجتک کسی بادشاہ نے نوکر کے ساتہہ نہین کی
یہہ خواجہ کے لئے مرتبہ کمال تہا۔ اور کمال مقدمہ زوال ہے۔ عنقریب اسکا اثر ظاہر ہوگا۔ اور
دوسرون کے لئے باعث عبرت ہوگا۔ القصہ بادشاہ نے دو تین ہزار سوار بسرکردگی ایک سپہ سالار
معتبر قلعہ کی محافظت کے لئے مقرر کرکے دلجمعی کے ساتہہ آگے بڑہا۔ اور راستہ مین جس گانون و
شہر مین پہنچا وہان لوازم قتل و غارت مین کوتاہی نہین کی۔ اور اہل شہر کو وطن سے بیوطن کیا
اسیطرح تاخت و تاراج کرتے ہوئے کوندپورپلی مین پہنچا۔ وہان معلوم ہوا کہ یہان سے دس منزل
کے فاصلہ پر ایک بتخانہ کنجی نام ہے۔ اسکے در و دیوار زر و جواہر سے آراستہ۔ اور نفائس
موتیون سے پیراستہ ہین۔ اور اسکی چہت بہی طلائی تختون سے بنی ہوئی ہے۔ اسوقت تک
شاہان اسلام سے کسینے اسکو نہین دیکہا بلکہ اسکا نام تک نہین سنا تہا۔ سلطان محمد شاہ نے
شاہزادہ محمود خان و خواجہ کو حکم دیا کہ آپ کوندپورپلی مین رہین اور خود مع چہہ ہزار سوار
خنجر گزار برق و باد کی طرح بتخانہ کیطرف روانہ ہوا۔ تحفۃ السلاطین و فرشتہ و لاری کے قول سے
معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ ایسا تیزی سے جاتا تہا کہ اسکی ہمراہی مین چالیس سوار سے زیادہ

نہین چل سکتے تہے۔ جب بادشاہ کنجی کے اطراف مین پہنچا صرف چالیس سوار ہمراہ تہے باقی لشکر پیچہے تہا۔ منجملہ چالیس سوار یوسف عادل خان و ملک حسن نظام الملک تعرش خان وغیرہم تہے۔ بادشاہ نے ان چالیس ہی سوارون سے بتخانہ پر حملہ کیا۔ چند ہندو قوی ہیکل دیو سیرت بتخانہ سے برآمد ہوئے اُنمین سے ایک ہندو تنومند دلاور تلوار ہندی ہاتہہ مین لئے ہوئے گہوڑے پر سوار آیا تہوڑی دیر ٹہیر کے غور سے دیکہا۔ محمد شاہ کو افسر سمجہہ کے اُسپر حملہ کیا۔ اور سپر سپر پر لیکر تلوار ماری محمد شاہ نے اسکے وار کو روکا اور اُسپر ایک وار کیا مگر کارگر نہین ہوا۔ پہر ہندو آیا چاہا کہ تلوار مارے بادشاہ نے چالاکی و تیزی سے ایسی ایک ضرب ماری کہ اسکے دو ٹکڑے کردئے۔ بیت

دو نیمہ بگردش بیک خم تیز　　　برآورد از ہندوان رستخیز

پہر دوسرا ایک ہندو دیو سیرت آیا۔ اور بادشاہ کی طرف متوجہ ہوا۔ چالیس سوار ہمراہیون مین سے ہر ایک ہنود سے مقابلہ کررہا تہا۔ کوئی بادشاہ کو دشمن کی مدافعت مین مدد نہین کرسکتا تہا ہر ایک اپنی جان کی حفاظت کررہا تہا۔ خود ہی بادشاہ اس دوسرے کی مدافعت مین مشغول ہوا۔ تہوڑی زد و کوب کے بعد اسکو بہی مار ڈالا۔ باقی ہندو بتخانہ مین چلے گئے۔ اسی اثنا مین بادشاہی فوج بہی آگئی۔ بادشاہ جبراً و قہراً مع فوج بتخانہ مین داخل ہوا۔ تاخت و تاراج و قتل و قید کا بازار گرم کیا۔ اہل اصنام فرار ہوگئے۔ بتخانہ و شہر فتح ہوگیا۔ نظم

ہمہ خانہ از گوہر و گنج پر　　　ز زرین بتان برآمودہ دُر
بہر یک صنم خانۂ دلپذیر　　　بچندان گہر کاید اندر ضمیر
صنم خانہا جملہ گشتہ خراب　　　غنیمت چنان کس ندیدہ بخواب

بجز زیور و گوہر و گنج دُر | نبی بر دکس ہیچ چیزے دگر

سلطان محمد شاہ تاخت و تاراج کے بعد شہر کنجی مین آیا۔ ایک ہفتہ تک آرام سے رہا۔ پہر مراجعت کا علم بلند کر کے بمشورۂ ملک حسن نظام الملک بحری و یوسف عادل خان و فخر الملک اکثر امرائے غریب کو مع لشکر دولت آباد و جنپر جو تقریباً پندرہ ہزار تہے کمال ساز و سامان کے ساتہہ نرسنگہ پر معین کیا۔ اور خود مچھلی پٹن مین جو نرسنگہ کے مملکت سے تہا گیا۔ اور اُس کے اطراف و جوانب کو مسخر کیا۔ اور اس کامیابی کے بعد کندر پور پلی کیطرف مراجعت کی۔ راجہ نرسنگہ اُسوقت نہ بیجانگر مین تہا نہ مچھلی پٹن مین۔ بلکہ کہین بیجانگر کے علاقہ مین ہوگا آخر مین بیجانگر کا راجہ ہوگیا تہا۔ چند ہی مدت رہا ہوگا۔ فرشتہ وغیرہ کتب اسلامیہ مین اسکا ذکر نہین آیا۔ اگر کہین ضمناً آیا ہے تو وہ مجمل ہے اس سے پورے حالات معلوم نہین ہوئے ہان اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ نرسنگہ نام راجہ تہا اُسنے کرناٹک و تلنگانہ و بیجانگر پر حکمرانی کی ہے

قتل خواجہ محمود گاوان

چونکہ خواجہ کے حسن انتظام و اہتمام سے روز بروز بادشاہ کے نزدیک اُسکی قدر و عزت اوج بلندی پر عروج کر رہی تہی۔ اسکے عروج و کمال کے ساتہہ ہی حاسدین کا حسد بہی بڑہ رہا تہا۔ راتدن قابو جو رہتے تہے۔ کہ خواجہ کو نیست و نابود کرین۔ افسر الحاسدین ملک نظام الملک بحری و ظریف الملک دکنی وغیرہ تہے۔ یہہ مفسدین اکثر اوقات غلامان مقربین حضور کو اسبات کی تحریک و ترغیب کرتے تہے کہ کبہی کبہی بادشاہ کی مجلس مین خواجہ کی بابت وحشت آمیز و فتنہ انگیز باتین ذکر کرتے رہین۔ اور تحایف نفائس و ہدایائے نوادر سے اُنکی دل افزائی کرتے تہے،

وہ نمک حرام وقتاً فوقتاً موقع پاکے خواجہ بزرگوار کی خیانت مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین کرتے
تہے۔ آخر بمقام کندرپوربلی خواجہ کو بہتان عظیم و اتہام کاذب مین گرفتار کرکے قتلگاہ مین پہنچائے
ناحق اس بزرگ بیگناہ کو قتل کرائے۔ فرشتہ و تحفۃ السلاطین و محمود شاہی کے مولفین نے
اس واقعہ کی تفصیل اسطرح لکہی ہے جب محمد شاہ بہمنی ثانی کے زمانہ مین سلطنت بہمنیہ کا دایرہ ایسا وسیع
ہوگیا تہا کہ دکن مین صرف بیجانگر کا علاقہ بہمنیہ سلاطین کے تصرف سے باقی رہگیا تہا۔ قریب تہا
کہ وہ بہی تصرف مین آجائے۔ مگر مشیت ایزدی موافق نہ تہی۔ تصرف کا ظہور نہین ہوا۔ خواجہ
محمود گاوان نے بلحاظ وسعت مملکت انتظام ملک و ضوابط قدیم مین تغیر و تبدل کیا۔ اور ایسی اصلاحین
کین جس سے بادشاہی حکومت قوی و مستحکم ہوگئی۔ اور امرا کے اقتدارات کمزور ہوگئے۔ اور اون کے اختیارات
باقی نہین رہے۔ اور ان کے خورد و برد کے مواقع ہاتہہ سے چلے گئے۔ تمام خواجہ کے جدید انتظام سے
ناخوش ہوئے۔ اور دشمن بنگئے۔ خواجہ حاسدین کی عداوت سے پروا نہین کرتا تہا رات دن دولت خواہی
مین گزارتا تہا۔ خواجہ کی اصلاحون سے سب سے زیادہ آشفتہ و افروختہ اسکا دست گرفتہ و تربیت
یافتہ ملک حسن نظام الملک بحری تہا۔ یہی احسان فراموش خواجہ کے قتل کا بانی تہا۔ فتنہ گری
و غداری مین استاد تہا۔ جب تک یوسف عادل خان متبنی خواجہ حضور شاہ مین رہا تب تک
حاسدین خواجہ کو کسی قسم کا ضرر نہین پہنچا سکتے تہے۔ لیکن جب یوسف عادل خان کو
بادشاہ نے نرسنگہ کے مہم پر بہیجدیا۔ اُسوقت حاسدین کو سازش و فتنہ انگیزی کا عمدہ
موقع ملا۔ پس نظام الملک نے ظریف الملک دکنی و مفتاح حبشی غلامان شاہی کو اسبات پر
آمادہ کیا۔ کہ خواجہ کے غلام حبشی سے جو اُسکا خاص مہردار تہا دوستی و محبت پیدا کرکے زر د جواہر

دیکے اُسکو بندۂ احسان بناکے ایکروز اُسکو جلسۂ دعوت مین بلایا - اور شراب و کباب کا ہنگامہ گرم کیا - اور اُسکو خوب شراب پلائی - عالم مستی و بیہوشی مین ایک سادہ کاغذ اسے دکہایا - اور کہا یہ ہمارے فلان دوست کی برأت ہے اکثر عہدے داران دیوانی کی مہرین اسپر ہوچکی ہین اگر خواجہ جہان کی مہر بہی اسپر آپ لگادین تو ایک بیچارے غریب کا کام برآمد ہوگا - اور ہم آپکے مرہون منت ہونگے غلام حبشی نشہ مین مست تہا بغیر اسکے کہ کاغذ کہولکر دیکہے یا پڑہے جس مقام پر ظریف الملک نے بتایا بے تکلف مہر لگادی - بدبخت غلام نے یہہ نہین سمجہا کہ یہ برأت نہین ہے بلکہ میرے آقا خواجہ کے موت کا پروانہ ہے - ظریف الملک و مفتاح حبشی نے دیکہا کہ تدبیر کارگر ہوئی فوراً رات کیوقت ملک حسن نظام الملک بحری کے پاس آئے - اور حقیقت بیان کئے - اور بحری کے مشورہ سے اس سادہ کاغذ پر خواجہ کیطرف سے مندرجہ ذیل مضمون رائے اوڑیسہ کے نام لکہکر بہیجا اور اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کیا - **ھو ھذا** -

محمد شاہ رات دن شرابخوری مین مصروف رہتا ہے - اور ہم تمام اسکے ظلم و ستم سے بیزار و بددل ہین اور ملک دکن آپکی ادنی توجہ مین مسخر ہوگا - کیونکہ سرحد راجمہندری پر کوئی سردار ہوشیار موجود نہین ہے - جسوقت آپ بغیر مزاحمت و مدافعت دکن مین داخل ہوجائینگے تو چونکہ اکثر امرا میرے کہنے سے باہر نہین ہین مین بہی ہر طرف سے مخالفت قائم کردونگا - بادشاہ کو دفع کرکے ہم باہم ملک دکن کو علی السویہ تقسیم کرلین گے

جب یہ خط جعلی تیار ہوچکا تو ظریف الملک و مفتاح حبشی نے ایسے وقت مین کہ ملک حسن نظام الملک بحری باریاب تہا اس مراسلہ کاذبہ کو بادشاہ کے ملاحظہ مین گذرانا - محمد شاہ خواجہ کی

پہر بہچانتا تہا دیکھتے ہی پریشان ہوا۔ اور ملک حسن نظام الملک نے موقع پاکے ایسی باتین
وحشت آمیز کہین کہ جنسے بادشاہ کی آتش غضب مشتعل ہوئی جوش غضب سے آگ ببولا ہوگیا
اور اختیار سے بے اختیار ہوگیا۔ بغیر اسبات کہ تحقیقات کرلے اور اسوقت کوئی ایسا نیک
محضر نہین تہا جو بادشاہ کے غصّہ کی آگ بجہائے نہ ملکہ مخدومہٴ جہان تہی۔ فوت ہو چکی تہی
اور امرائے غربا سے مثلاً یوسف عادل خان وغیرہ جو خواجہ کے جان نثار تہے موجود نہ تہے۔ خلاصہ کلام
بغیر سوچے سمجہے خواجہ کو بلایا۔ خواجہ کے رفقاء اسبات پر مطلع ہوئے اور خواجہ پر حقیقت حال ظاہر
کرکے مشورہ دیا کہ آپ آج برائے خدا دربار نجائین جسطرح ہوسکے ٹال دین۔ لیکن خواجہ بہی
بیگناہی کی نشہ مین ایسا مست تہا کہ اسنے کسیکی نہین سنی۔ اور یہ شعر جو اسکے وردزبان تہا۔
بیت چون شہید عشق در دنیا و عقبیٰ سرخروست ✚ خوش دمے باشد کہ مارا کشتہ رنگین بر بدن
اور جوش مین آکے کہنے لگا کہ یہ بال جو محمد شاہ کے باپ ہمایون شاہ کی خدمت گزاری مین سفید
ہوے ہین اگر محمد شاہ کے بدولت خون کے خضاب سے رنگین ہون تو موجب سرخروئی ہے۔
میرے کئے سے کیا ہوتا ہے جو قسمت مین لکہا ہے وہ حال مین پیش آئیگا۔ اور چند امرائے
جو خواجہ کے رفیق تہے کہلا بہیجا کہ حالت دگرگون ہے۔ ہزار سوار حاضر ہین اگر آپ گجرات کا
قصد فرمائین تو ہم ہمرکاب چلنے کو حاضر ہین۔ خواجہ جہان کو کب یقین ہوتا تہا۔ کہ
بادشاہ دم بہر مین میرے تمام عمر کی خدمات و وفاداری کو بہول جائیگا۔ اور اگر باور آیا تو
اُسنے اب آخری وقت مین جان چہپا کر بہاگنے کو اپنی شان کے خلاف سمجہا اس لئے اُسنے
ان کو جواب کہلا بہیجا کہ مجکو اس سرکار ابد پائیدار کی خدمت مین برسون گذر گئے اور اس کے

سایہ مین ایک عمر سے عیش و عشرت مین زندگی بسر کر رہا ہون اور کبھی مجھہ سے کوئی خطا ظاہر نہین ہوئی۔ ممکن نہین کہ بادشاہ صرف دشمنون کی تہمت پر بدون تحقیقات میری دغابازی کا یقین کرے۔ اور بلادریافت مجکو بیوفائی سے منسوب کرے اور بالفرض اگر سیاست کرے تو اسکے غصہ کی برداشت کرنا اس آخر وقت مین نمک حرامی سے بہتر ہے۔ پس اسیوقت دربار مین حاضر ہوا۔ سلطان محمد شاہ نے دیکھتے ہی خواجہ سے پوچھا اگر کوئی شخص اپنے مالک سے نمک حرامی کرے اور یہ نمک حرامی ثابت ہو جائے تو اُسکی کیا سزا ہے۔ خواجہ نے دلجمعی سے کہا کہ اگر ثابت ہو جائے تو ایسے بدبخت نمک حرام کی سزا بجز شمشیر آبدار کیا ہوگی؟ یہ سنکے بادشاہ نے خواجہ جہان کو وہ خط دکہایا۔ خواجہ نے دیکھکر آیت سبحانک ھذا بھتان عظیم پڑہکر کہا کہ بیشک یہ میری مہر ہے لیکن خط میرا نہین ہے۔ اور اپنی بیگناہی پر قسم کہائی قطعہ

بخدائے کہ جوہر امر شش — اہل معنی بخون دل سفتند
کہ چو بہتان یوسف و گرگ ست — انچہ از بندہ دشمنان گفتند

ہرچند کہ خواجہ نے اپنی بیگناہی کے بابت کہا مگر چونکہ بادشاہ اُسوقت شراب کی نشہ مین مست تہا اور مفسدین کے ورغلانے سے جوش و خروش مین تہا۔ خواجہ کی ایک بات نہین سُنی اور بغیر تحقیق و تفتیش بارگاہ سے برخاست کرکے جوہر نام حبشی و جلاد کو خواجہ کے قتل کا حکم دیا۔ اور خود فی الفور حرم سرا مین چلا گیا۔ خواجہ نے بادشاہ سے چلتے وقت کہا کہ میرا مار ڈالنا بظاہر نہایت ہی آسان ہے لیکن اس سے بادشاہ کی بدنامی ہوگی۔ اور دکن کا ملک خراب و ویران ہوگا۔ پس خواجہ کے قتل کی تیاری ہوئی۔ تمام در و دیوار سے یاس و حسرت کا عالم نظر آ رہا تہا

اور زمانہ زبان حال سے کہہ رہا تہا کہ آج وہ فرد فرید قتل کیا جاتا ہے جس نے اپنی زندگی کے اٹہتر مراحل سے پینتیس مرحلے سلاطین بہمنیہ کی خیرخواہی مین طی کئے۔ اور سلطنت بہمنیہ کی ترقی کو درجۂ عروج و کمال کو پہنچایا۔ نظام شاہ و محمد شاہ کو اپنی آغوش محبت مین پالا۔ اور انکی تعلیم و تربیت مین ہمہ تن مصروف رہا۔ جن مفتریون نے اسکو متہم کیا انکو بادشاہ سے منصب لائے اور گمنامی کے گوشہ سے میدان وجود مین لایا۔ درجۂ پستی سے رتبۂ بلند کو پہنچایا۔ نمک حرامان احسان فراموش نے خواجہ کے ساتہہ بجائے نیکی برائی کی۔ خسر الدنیا والآخرہ ہوے۔ جو کچہہ کیا برا کیا۔ قتل کے دن صفر کی پانچ تاریخ ۸۸۶ھ ہجری تہا۔ خواجہ نے یقیناً جانا کہ اب بجز موت کے چارہ نہین اور رہائی کی کوئی صورت نہین رہی۔ رو بقبلہ ہو کے کلمۂ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑہا۔ اور متوجہ الی اللہ ہوا۔ پس حبشی جلاد نے گردن پر ایک تلوار ماری۔ تلوار کا وار پڑتے ہی خواجہ کی زبان سے بے اختیار یہہ کلمہ نکلا الحمد للہ علے نعمۃ الشہادۃ اور اسی کلمہ کے ساتہہ ہی سر گردن سے جدا ہو کے زمین پر گر پڑا۔ قتل کیوقت اتفاقاً سعید خان گیلانی بہ کشش شامت دیوانخانے مین آیا جلادون نے اس غریب بیگناہ کو بہی بدون حکم بادشاہ مار ڈالا۔ خواجہ کے قتل کی تاریخ ملا عبد الکریم ہمدانی نے محمود شاہی مین لکہی قطعہ

شہید بیگناہ مخدوم مطلق   کہ عالم را ز جودش بود رونق
وگر خواہی تو تاریخ وفاتش   فرو خوان قصۂ قتل بناحق

ایضاً
سال فوتش گر کسے پرسد بگوئے   بیگنہ محمود گاوان شد شہید

اور سامعی نے جو خواجہ کا ندیم و ملازم تہا یہہ تاریخ کہی ۔

چون خواجہ جہان را ہر گز حرامخواری ۔ در دل نبود میکرد پیوستہ جانسپاری

گشت او شہید مغفور اے تحقیق ۔ تاریخ کشتن او جو از حلال خواری

محمد شاہ کا غصہ محمود گاوان کے قتل پر فرو نہین ہوا اُس نے تمام لشکر مین منادی کی جو شخص چاہے خواجہ جہان کے مال کو سوائے ہاتی و گہوڑون اور اسباب شاہی کے لوٹ لین ۔ یہہ بات سنکر جو امرا خواجہ کے تابع تہے ۔ فوجین جما کر کہڑے ہو گئے ۔ اسی اثنا مین معلوم ہوا کہ بادشاہ اُن کے بہی قتل کی فکر مین ہے اسلئے وہ سب فوراً فرار ہو گئے ۔ اکثر یوسف عادلخان کے پاس چلے گئے لشکری بازاری بدمعاش جو خواجہ کی عنایت سے پرورش پا رہے تہے ۔ ایک ساعت مین اُسکے تمام مال و اسباب کو لوٹ کر لیگئے قتل کے بعد بادشاہ کو اسبات کا خیال ہوا کہین ایسا نہو کہ خاص و عام بادشاہ پر قتل کا الزام لگائین ۔ اور بغاوت پر آمادہ ہو جائین اسلئے ایک فرمان جاری کیا اور اُسمین قتل کے وجوہ بیان کئے ۔ تاکہ کوئی بغاوت نہ اختیار کرے ۔ پہر بادشاہ نے خواجہ کی خانہ تلاشی کی ۔ خواجہ کے ملازمین پر مال و زر اندوختہ کے بتانے مین بہت سختی کی چنانچہ نظام الدین حسن گیلانی خواجہ کا دیوان گرفتار کیا گیا ۔ بادشاہ نے اس سے دریافت کیا کہ خواجہ کے نقود و جواہر کہان ہین ؟ حاضر کیجئے ۔ خزانچی نے حیران ہوکے عرض کیا اگر جان بخشی ہو تو عرض کرون ۔ بادشاہ نے فرمایا اگر تو کچہہ پوشیدہ نہ کہیگا تو خدا کی قسم تجکو عنایت خلعت سے سرفراز کرونگا ۔ خزانچی نے عرض کیا ۔ اے بادشاہ خواجہ کا خزانہ دو قسم پر منقسم تہا ایک قسم کا نام خزانہ شاہی تہا جس سے ہاتی و گہوڑون کا خرچ اور سپاہ کی تنخواہین

دیجاتی تہین۔ اس خزانہ مین صرف تین ہزار لاری۔ بقول بعض تین سولاری جو مساوی
پانچ یا چہہ آنہ ہوتی ہین۔ اور تین ہزار ہن موجود ہین۔ دوسہرا قسم جسکا نام خزانۂ درویشان تہا،
اس خزانہ سے خیرات و مفید عام کام کئے جاتے تہے۔ اس خزانہ مین اتین سولاری کا بدرہ
بند ہا ہوا مہر لگا ہوا حاضر ہے۔ اور زیادہ باز پرس پر عرض کیا کہ جب خواجہ کے پاس تعلقات
وصوبجات سے روپیہ آتا تہا تو شاہی ہاتی و گہوڑون اور سپاہیون کے خرچ کیلئے لیکر باقی خزانۂ
شاہی مین داخل کیا جاتا تہا۔ اور کچہہ بقدر قلیل فقرا و مساکین کو دیا جاتا تہا۔ خواجہ اسمین
سے اپنے ذاتی خرچ کیلئے ایک حبہ نہین لیتا تہا۔ اور جو چالیس ہزار لاری ایران سے ہمراہ لایا تہا۔
اُس سے مال و اسباب خریدتا تہا۔ اور اپنے ملازمین کے ہاتہہ بندرگاہون مین بہجواتا۔ اور فروخت کراتا تہا
جو نفع حاصل ہوتا اسمین سے روزانہ خرچ کے لئے بارہ لاری لیتا تہا۔ باقی اپنے اعزہ واحباب اور
مشائخ و فقرا کو دیتا تہا۔ اس تحقیقات پر بہی حاسدین نے کہا کہ شاید روپیہ بیدر مین ہوگا۔ پہر خواجہ کے
ملازمین بلائے گئے۔ میر فرش آیا۔ اور عرض کیا کہ بیدر مین نہ کوئی فرش ہے نہ مسند و تکیہ ہے
مگر چند بورئے مسجد و مدرسہ مین بچہے ہوے ہین۔ خواجہ کا فرش بوریا تہا۔ پہر باورچی طلب کیا گیا
اسنے اظہار کیا کہ خواجہ کا کہانا مٹی کی ہانڈی مین پکا کرتا تہا وہ ہانڈی یہان موجود ہے
کتب خانہ کے داروغہ نے کہا کہ کتب خانہ مین تین ہزار مجلدات موجود ہین مگر یہہ مال وقف ہے
طلبہ کے لئے مال وقف مین خواجہ کا کچہہ حق نہین ہے۔ بس تحقیقات و استفسارات و اظہارات
کے بعد محمد شاہ بہمنی کو معلوم ہوا کہ خواجہ منجملہ اہل اللہ تہا۔ مفسدین حاسدین کی فتنہ انگیزی
سے اُسکی قیمتی جان ہاتہون سے نکل گئی۔ ناحق کا لبد خاکی سے جدا کی گئی۔ بادشاہ اپنے

کردار ناہموار سے بہت ہی رنجیدہ و غمگین ہوا۔ اور حسرت و افسوس کر کے حرم سرا مین گیا۔ اور اپنی
ہمشیرہ حمیدہ بانو سے کہا کہ مجھہ سے بڑی حماقت ہوئی کہ مین نے ناحق خواجہ کو قتل کیا۔ پہر مرحوم
کا تابوت اعزاز و اکرام کے ساتہہ محمد آباد بیدر روانہ کیا۔ اور خواجہ جہان کے فاتحہ سوم مین شاہزادہ
محمود خان کو مع ارکان دولت و امرائے سلطنت بہیجا۔ اور اُس پختہ تالاب کے قریب جو اُس نے
رفاہ عام کیلئے بنوایا تہا دفن کیا گیا اور اسکی قبر پر ایک عالیشان مقبرہ بنایا گیا۔ فرشتہ نے لکہا
کہ اسکے معتقدین نے بنایا۔ وہ گنبذ اب تک موجود ہے۔ خواجہ جہان کے قتل کے بعد ہر طرف سے
شورش برپا ہو گئی۔ اور مخالفین قدیم بر آمد ہونے لگے۔ اور امرائے اولوالعزم و طرفداران عالی ہمم
خواجہ محمود گاوان کی مدۃ العمر کی خیرخواہی و خدمت گزاری کا صلہ دیکہہ کے خیرخواہی سلطنت سے
قطع نظر کر کے اپنی بہتری و بہبودی کی تدبیر کرنے لگے۔ پوشیدہ ہر ایک طرفدار مخالفت پر مستعد
ہوا۔ اور آزادانہ حکومت کے لئے کمر بستہ ہو گیا۔ مگر ابہی کسی نے علانیہ خودمختاری کا اظہار نہین
کیا۔ گویا یہ مخالفت باطنی طوائف الملوکی کا مقدمہ تہی۔ تہوڑی ہی مدت کے بعد اسکا ظہور
علانیہ اور سلطنت بہمنیہ کا خاتمہ ہو جائیگا۔ چنانچہ اسکا ذکر آگے آئیگا۔

خواجہ محمود کا خاندان اور اُس کے حالات و صفات کا ذکر

تاریخ فرشتہ و ماثر برہانی و حدائق السلاطین کے مولفین نے ملا عبد الکریم ہمدانی کی کتاب سے
جو خواجہ کی سوانح عمری پر شامل ہے نقل کیا ہے کہ خواجہ کے اجداد شاہان گیلان کے
وزرا کے طبقہ مین شریک تہے۔ اُنمین سے ایک شخص بدولت بختیاری رشت کی بادشاہی پر
پہنچا۔ اور اسکی حکومت شاہ طہماسب صفوی بادشاہ ایران کے عہد تک رہی۔ پہر صفوی کی

کوشش سے منقرض ہوگئی۔ انہیں شاہان بہمنیہ کی خاندان مین خواجہ محمود گاوان
قریۂ قاوان علاقہ گیلان مین پیدا ہوا۔ اور اسی وجہ سے عرف عام گاوان لقب سے ملقب
ہوا۔ اُسکے باپ کا نام خواجہ محمد تہا۔ اور اسکا عم بزرگوار خواجہ شمس الدین والی گیلان کا وزیر تہا
خواجہ کی تربیت و تعلیم عم بزرگوار و دیگر اعزہ کی نگرانی مین عمدہ طرح سے ہوئی۔ جب کسب کمال
و تحصیل علوم سے فارغ ہوا۔ تب اپنے چچا کی خدمت مین مہمات سلطنت کو انجام دینے لگا
چچا کی توجہ سے امور سلطنت مین بہت دخیل و کامل ہوگیا۔ چند سال کے بعد خواجہ مکہ معظمہ
چلا گیا۔ اور اسکے دو برس بعد اسکا چچا بہی ہجرت کر کے حرمین شریفین روانہ کیا گیا۔ اور اپنے
بیٹے خواجہ محمد کو اپنا قائم مقام کر گیا۔ خواجہ محمد ثانی ناتجربہ کار تہا۔ اسکی جانشینی سے اکثر
رشک و حسد کرنے لگے۔ چنانچہ حاجی محمد قندہاری جو محمود گاوان کا دست گرفتہ تہا سپہ سالاری
کے منصب پر پہنچا۔ اور شیخ علی نامی جو خواجہ ہی کے خاندان کا تربیت یافتہ تہا۔ درجۂ وزارت
پر فائز ہوا۔ اور یہہ دونون بزرگ امیر محمد والی گیلان پر ایسے حاوی ہوگئے کہ ان کے مقابلہ مین
کوئی نہین آسکتا تہا۔ اور ان کے اقتدارات و اختیارات اسقدر بڑہ گئے تہے جو چاہتے تہے سو
کرتے تہے کوئی اُنکا مانع و مزاحم نہین ہوتا تہا۔ ان دونون نے اسبات کا بیڑہ اُٹہایا کہ خواجہ کے
خاندان کو تباہ و برباد کرنا چاہئے تاکہ ہمارا استقلال کامل ہو جائے۔ خواجہ محمد یہ حالت دیکہکر
باپ کے پاس مکہ معظمہ روانہ ہوگیا۔ اور خواجہ محمود گاوان بہی حسب الحکم والدہ ماجدہ وطن سے
بیوطن ہوا۔ اگرچہ شاہان عراق و خراسان نے وزارت کی ترغیب دی مگر خواجہ کی عالی ہمتی نے
قبول نہ کر کے تجارت اختیار کی۔ اور تجارت کے ذریعہ سے ربع مسکون کی سیر و سیاحت کی۔

سیر و سیاحت مین علما و صلحا و مشائخ کی صحبت سے مستفید ہوتا تہا۔ اور ان کے فیض نظر سے مستفیض۔ اور تجارت مین بہی کوشش کرتا تہا۔ اور ہند کے صنایع عجیبہ و امرا و دولتمند و مشائخ کرام کے اوصاف سنتا تہا۔ سراپا مشتاق تہا کہ ہند کا سفر کرے۔ جب اسکی عمر چالیس برس سے زائد ہوئی اسوقت ہندوستان کا عزم کیا۔ دریا کے راستہ سے بندر دابہول مین آیا۔ اور وہان سے شاہ محب اللہ و دیگر مشائخ سے ملنے کیلئے احمد آباد بیدر مین آیا۔ بزرگان مشائخ کی ملاقات و زیارت سے فارغ ہوکے عزم کیا کہ بزرگان دہلی کی زیارت کیلئے کوچ کرے لیکن سلطان علاء الدین بہمنی مانع ہوا۔ اور خواجہ کو باصرار تمام امرا کے طبقہ مین شریک فرمایا اور ایک ہزاری منصب سے سرفراز کیا۔ تا بزندگی بہمنی خواجہ نے اکثر کارنمایان کئے۔ دو برس کے بعد سلطان علاء الدین نے اس دار فانی سے عالم بقا کے طرف رحلت کی۔ اور رحلت کے وقت ولیعہد ہمایون کو وصیت کر گیا کہ خواجہ کی قدردانی کرے۔ چنانچہ ہمایون نے تخت نشین ہونیکے بعد خواجہ محمود گاوان کو ملک التجار خطاب عطا کرکے وکیل السلطنت و طرفدار بیجاپور مقرر کیا۔ ہمایون کے عہد مین خواجہ سے بہت سے امور دولت درست ہوئے۔ ہمایون کے تمام عہد مین خواجہ صوبہ تلنگانہ مین لڑتا رہا۔ خدا نے اسکو ہمایون کے ظلم و ستم کے دیکہنے سے علیحدہ رکہا۔ اور نظام شاہ کے عہد مین خواجہ محمود گاوان جملۃ الملک وزیر کل ہوا۔ اور بیجاپور کی طرفداری سے بہی سرفراز۔ اور اس بادشاہ خوردسال کی زمانہ پرآشوب مین خواجہ نے بیشمار کارنمایان کئے۔ اور مخالفین کی مدافعت مین بہت ہی کوشش کی۔ اکثر اوقات غالب رہا۔ اور سلطان محمد شاہ بہمنی ثانی کے عہد مین خلعت خاص خطاب خواجہ جہان و منصب امیر الامرائی و وکالت امور شاہی سے

سرفراز ہوا۔ فرامین شاہی مین اسطرح پر لکھا جاتا تہا۔ مخدوم جہانیان معتمد درگاہ سلطان آصف جم نشان امیرالامرا ملک نائب مخدوم خواجہ جہان۔ اسی بادشاہ کے عہد مین اسکا عروج کمال کو پہنچ کے نشیب زوال مین ایسا گرا کہ صفحہ ہستی سے اسکا نام و نشان ہٹ گیا

خواجہ جامع العلوم و الفنون تہا۔ علوم عقلیہ و نقلیہ مین مہارت تامہ رکہتا تہا۔ ریاضی وطب مین بہی مشہور تہا۔ اور فن نظم و نثر مین و انشا و حساب مین بے نظیر اور خوش خطی مین خطاط صاحب تالیف و تصنیف تہا۔ اسکی تالیفات سے ایک کتاب مناظر الانشا ہے جسمین فن انشا کے اصول و فروع مشرح لکہے ہین۔ دوسرا رسالہ مسمی ریاض الانشا ہے جسمین اُسنے اپنے خطوط جمع کئے ہین۔ تیسرا اسکا دیوان اشعار ہے۔ دیوان کیا ہے وانواع مین خواجہ کے اشعار عربیہ و فارسیہ کا کشکول ہے فی زماننا نادرالوجود ہے۔ میرے کتبخانہ مین مناظر الانشا و ریاض الانشا دونون نسخے قدیمہ خوش خط موجود تہے۔ افسوس کہ موسی ندی حیدرآباد کی طغیانی مین نذر سیلاب ہو گئے۔ علم دوست و قدردان علم و ہنر تہا۔ علما و مشائخ کی بہت تعظیم و تکریم کرتا تہا۔ اور اس طبقہ کے بزرگون کو معزز و مکرم رکہتا تہا۔ اور طلبہ کو بجائے فرزندان سمجہتا تہا۔ اپنا تمام ذاتی مال و اسباب و کتبخانہ طلبہ کیلئے وقف کر دیا تہا۔ قوم کا ہمدرد و مصلح تہا قوم کی بہلائی کیلئے مدرسہ بیدر مین بنا کیا تہا۔ چنانچہ مدارس کے بیان مین اسکا ذکر آ چکا ہے۔ بظاہر امیر تہا لیکن بباطن فقیر کامل تہا۔ معاصرین علما و مشائخ و سلاطین و امرا سے مراسلت رکہتا تہا۔ اور ان کیلئے ہند کے تحائف و نفائس بہیجتا تہا۔ سلاطین و علما بہی اسکو خطوط بہیجتے تہے اور اُسکی تعریف مین اشعار آبدار لکہتے تہے۔ چنانچہ مولانا

عبدالرحمن جامی مولینا جلال الدین دوانی۔ وسلطان مراد والی ترک وسلطان شاہ مصر و گیلان۔ وسلطان حسین مرزا والی ہرات وغیرہ۔ خطوط وقصائد بہیجتے تہے۔ اور ملا عبدالکریم ہمدانی مولف محمود شاہی نے خواجہ کی سوانح عمری شرح وبسط کی ساتہہ لکہی ہے۔ کتاب نادر الوجود ہے۔ ملا خواجہ کے معتقدان خاص سے تہا۔ اور ملا شمس الدین جرجانی اسکا ندیم و ملازم اور سامعی و طاہر و نظیری وغیرہ شعرا اُسکے مصاحبون مین داخل تہے۔ ملا نظیری جو اُسوقت شعرا کے طبقہ مین مستند و مکرم تہا اسکو بادشاہ سے ملک الشعرا کا خطاب لوایا تہا۔ ملا جامی نے ایک قصیدہ خواجہ جہان کے اس خط کے جواب مین بہیجا تہا جسمین خواجہ نے مولینا کو لکہا تہا کہ آپ شہر بیدر مین تشریف لائے۔ بادشاہ دکن اور سب غربائے دکن کو اپنے دیدار فیض آثار سے سرفراز فرمائے۔ ہم سب قدوم میمنت لزوم کے مشتاق ہین۔ قصیدہ مذکورہ بہی انہی اشعار آبدار مین ہے مین قصیدہ سے چند اشعار شائقین کے ملاحظہ کے لئے ذیل مین لکہتا ہون۔ اسکا مطلع یہ ہے

مرحبا اے قاصد ملک معانی مرحبا — الصلا کز جان و دل نزل تو کردم الصلا
نامۂ سربستہ آوردی اگرچون ورقہ اش — سر نشکافی برمشام جان زند بوے وفا
غنچۂ نشگفتہ ست از گلشن فضل وہنر — در بہارستان دانش یافتہ نشو ونما
نغمۂ سنجیدہ ست از خوان یغما آمدہ — تا شود جان و دل حکمت شناسان را غذا
بود موسی را عصا پیش ازین در کف کہ خورد — سحرہائے ساحران چون شد بمعجز اژدہا
گشتہ بر انواع سحر این مع طی گویا کہ ہست — در کف دانشوران یک شبر ماندزان عصا
الف او را گر کنی نشر از بدیع نظم و نثر — پرز صنعت یابیش از ابتدا تا انتہا

از بیاض فرجهٔ او بین السطور او بود — نہر سیمین را زہر سو خاستہ مشکین گیا

سوئے معراج حقائق عقل و جانرا سلّم است — شکل ترتیب سطورش کامده سلّم نما

نظم و نثرش بین کہ پنداری بر چرخ کرد — عقد پروین را در اثنائے بنات النعش جا

فقرہائے نثر او قوت دہ پشت ہنر — نکتہائے نظم او روشن گر شمع ضیا

خواستم گیرم دوات از سیاہی از ظلام — خامہ از تیر دہ بیاض از صفحهٔ شمس الضحیٰ

تا جواب آن کنم انشا دبیر عقل گفت — بر مدار از چہرهٔ اندیشہ جلباب حیا

در ضرورت باشد اینمعنی طریق شعر گیر — نا روائے غیر شاعر نسبت شاعر را روا

چون دبیر عقل زد بہر من این سنجیده رائے — سر زد از خاطر بوفق رائش این مطلع مرا

مولینا نے اصل مقصود کو اسطرح ادا کیا ہے ۔

جز تو نبود قاصدے نے قاصد آنرا اے صبا — خیز و بگذر سوئے آن مقصود جانہا قاصدا

بعد تبلیغ سلام از بندهٔ جامی عرض کن — گر مجال گفت و گو باشد در آنحضرت ترا

کارزوئے من بدیدارت بسے کامل ترست — ز آرزوئے عاشق مفلس بوصل کیمیا

تشنہ را در بادیہ روزے کہ باشد از سموم — گرم چون اخگر زمین سوزنده چو آتش ہوا

میل دل دانی چہ سان باشد سوئے آب روان — شوق من افزون بود سوئے تو اے بحر عطا

غرق بحر شوقم ار صد بیت نویسم شرح آن — نیست آن جز جنبشی دستی بقصد آشنا

نیست در شہر شما از بہر زائران — شہر پے در راچسان در بست بر رویم قضا

از گران جانی نیارم سوئت آمد ورنہ ہست — جذب شوق از پیش روئے دفع اضداد از قفا

ہست جنبانیدن از جا کوہ آہنین محال | گرچہ گرد باد صرصر بار با آہن ربا
شد فضائے ملک ہستی بر دلم چون نائے تنگ | میرسد ہر دم نفیرم بر فلک زین تنگنا

سلطان حسین مرزا والی ہرات خواجہ کے حسن اخلاق و حسن اوصاف سے اسقدر خوش تہا اور چاہتا تہا کہ خواجہ میرے دربار کا ایک رکن اعظم ہو جائے۔ بناءً علیہ مولینا سید کاظم کو ہرات سے برسم سفارت قندہار و لاہور کی راہ سے خواجہ کی خدمت مین بہیجا۔ اور خواجہ کو اپنے پاس بلایا خواجہ نے محمد شاہ کی خدمت مین سید کاظم کے آنے کا سبب بیان کر کے رخصت طلب کی بادشاہ بہمنی نے رخصت نہین دی۔ آخر خواجہ نے سید کاظم کو اعزاز و اکرام کے ساتہہ روانہ کیا اور بادشاہ ہرات کیلئے تحائف نفائس تیار کے ہمراہ بہیجے۔ اور ایک معذرت نامہ بہی بہیجا لیکن سید کاظم شیراز مین پہنچکر فوت ہوگیا۔ اور خواجہ کے تحائف بہی راہ ہی مین فوت ہوگئے چونکہ مین نے خواجہ کے حالات محبوب انجمن تذکرہ امرا و وزرائے دکن مین مفصل لکہے ہین اسلئے یہان مجمل پر اکتفا کیا۔

امرا کی سرکشی اور محمد شاہ کی وفات

محمد شاہ بہمنی نے خواجہ کے فاتحہ سوم کے بعد ارادہ کیا کہ وہان سے دار السلطنت کیطرف مراجعت کرے۔ رات کو یکایک فتح اللہ عماد الملک و خداوند خان حبشی برار و ماہور کی جمعیت ہمراہ لیکر آئے اور بادشاہی لشکر و فرود گاہ سے تین چار کوس کے فاصلے پر فروکش ہو۔ بادشاہ نے اُن سے بلا طلب آنیکا سبب دریافت کیا۔ تو کہلا بہیجا کہ خواجہ جیسے خیر خواہ کو حاسدین بارگاہ نے متہم کر کے قتل کرایا۔ پس کسی دن ہمکو بہی قتل کرانا انکی نزدیک دشوار نہو گا۔

بادشاہ نے جواب سنکے خفیہ پیغام بہیجا کہ آپ یہان آئیے باہم مشورہ کرکے خواجہ کے مخالفین سے انتقام لیا جائیگا۔ دونون نے آنے سے انکار کیا۔ اور پیغام بہیجا کہ جب یوسف عادل خان حاضر ہوگا تو ہم اُسکے اتفاق سے خدمت مین حاضر ہونگے۔ بناءً علیہ یوسف عادل خان طلب کیا گیا۔ وہ سرعت کیساتہہ بجلی کی طرح کوندپور ہلی مین حاضر ہوا اور عماد الملک کے ڈیرے مین فروکش ہوا۔ اور بادشاہ کو اس حکمت عملی سے کہا اور چند ایسے سوالات کئے کہ بادشاہ نادم ہوا۔ اور اپنے تمام مقاصد حسب دلخواہ بادشاہ سے طے کرلئے۔ بامرلاچاری بیجاپور وغیرہ کا تمام علاقہ جو خواجہ کی حکومت مین تہا یوسف عادل خان کو عطا کرکے وہانکا طرفدار اُسکو بنایا اور امرائے مغل و ترک کی جاگیرات بہی وہان مقرر کردین۔ اور یہ مغل و ترک یوسف عادل خان کے تابع ہوئے۔ ملک حسن نظام الملک بحری نائب و پیشوا ہوا۔ اور نظام الملک دکنی سے دولت آباد کی طرفداری پائی۔ اور فتح اللہ عماد الملک و خداوند خان حبشی بدستور اپنے اپنے عہدون پر بحال رہے۔ قوام الملک کبیر و قوام الملک صغیر ترکی غلام راجمہندری اور ورنگل کے طرفدار ہوے۔ پہر بادشاہ بہمنی مع لشکر بیدر روانہ ہوا۔ اُسوقت تمام لشکر محمد شاہ کا تہا لیکن واقع مین لشکر کے دو فریق تہے۔ ایک فریق کے افراد ملک حسن نظام الملک بحری کے بنا تہے جاہ و حشمت کی ترقی کی امید پر بادشاہ کے مطیع و فرمان بردار تہے۔ دوسرے فریق کے افراد یوسف عادل خان و فتح اللہ عماد الملک و خداوند خان حبشی کے ساتہہ خواجہ کے قتل کے سبب بادشاہ سے بدگمان ہو رہے تہے۔ بظاہر مطیع لیکن بباطن بادشاہ سے دور رہتے تہے۔ جب بادشاہ دارالخلافہ بیدر مین پہنچا۔ تو فریق دوم خلاف معمول شہر مین فروکش نہین ہوئے شہر سے

فاصلے پر اوترے۔ بادشاہ اونکی قوت غالبہ دیکھکے خاموش رہتا تھا۔ اور جانتا تھا کہ
انسے مقابلہ کرنا امر دشوار ہے۔ پس مصلحۃً اُنکو اپنے تعلقات مین جانیکی اجازت دی
مگر اُن سے غافل نہین تھا۔ اسی فکر مین کہ انکی قوت و قدرت کو ضعیف کرے بناءً علیہ
ملک حسن نظام الملک کو بجائے خواجہ محمود گاوان مقرر کیا۔ اور سلطنت کے تمام مہمات اُس کے
سپرد کر دیئے اور وکیل السلطنت و وزیر و میر جملگی و اشراف و نظارت کل خدمتین اُسی کے
حوالے کی گئین۔ اس سبب سے امرائے ترک و مغل بادشاہ سے زیادہ بددل ہوئے۔ یہہ امرا اگرچہ
خواجہ کے آوردے تھے۔ مگر انمین باہم اتفاق نہین تھا۔ بادشاہ سے بغاوت بھی نہین کر سکتے
تھے۔ اس تردد و پریشانی مین چند مہینے گذر گئے۔ پس محمد شاہ نے ایک تدبیر سوچی بظاہر
بلگوان کی سیر کا ارادہ کیا اور باطن مین یہ خیال کیا کہ یوسف عادل خان کو اس تقریب
سیر مین بلاکے۔ اسکا کام تمام کرنا چاہئے۔ بناء علیہ یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک
و خداوند خان حبشی کو بلایا۔ حسب الحکم تمام آئے مگر ہوشیاری سے بادشاہ کے دہوکے
مین نہین آئے کوچ کیوقت بادشاہ کو دور سے سلام کر لیتے تھے۔ اور شام کو بادشاہی فرودگاہ
سے کسیقدر فاصلے پر فروکش ہوتے تھے۔ بادشاہ انکی سرکشی سے جوش غصہ سے پیچ و تاب
کہاتا تھا۔ لیکن کچھہ کر نہین سکتا تھا۔ اور ایک ساعت مین خواجہ کو یاد کر کے اُسکے قتل پر
افسوس کرتا تھا۔ اور اپنے کردار ناہموار پر پشیمان ہوتا تھا۔ بامر مجبوری صبر کر کے ناخوش رہتا تھا
آخر جب بادشاہ بلگوان مین پہنچا شہر و قلعہ کی سیر مین مصروف ہوا اور امرا کو بندر گوا و کوکن
کی سیر کی ترغیب دی کسی نے قبول نہین کیا نہایت رنجیدہ ہو کے مراجعت کا ارادہ کیا۔

اُسوقت خبر پہنچی کہ بیجانگر کے راجہ نے فوج جرار بندر گوا پر مقرر کیا ہے۔ اور گوا کی واپسی کی
فکر کر رہے ہین۔ محمد شاہ نے حالت پریشانی مین یوسف عادل خان کو اُسکے مقابلہ
کے لئے حکم دیا۔ اور خود فیروز آباد آیا۔ اور فتح اللہ عماد الملک و خداوند خان حبشی بادشاہ
کو پریشان دیکھہ کے بغیر اجازت اپنے اپنے علاقہ مین چلے گئے۔ بادشاہ دو تین مہینے تک فیروز آباد
مین عالم سکوت مین پڑا رہا۔ ظاہر مین عیش و عشرت کرتا تہا۔ لیکن باطنا رنج و پریشانی
کیوجہ سے روز بروز گہٹتا جاتا تہا۔ رفتہ رفتہ نہایت کمزور و ناتوان ہو گیا۔ اور زندگی سے
مایوس ہو رہا تہا۔ کہ ایکروز شاہزادہ محمود خان کو بلایا اور اپنا ولیعہد کر کے نظام الملک
کو اسکا وکیل السلطنت مقرر کیا۔ اور علما و مشائخ و قضاۃ سے محضر پر مہرین کرائین کہ
شاہزادے سے مخالفت نکرین مگر ان محضرون کو کون مانتا ہے۔ اور کون اسپر تعمیل کرتا ہے۔ محمد شاہ
سلطنت کی حالت دیکھہ کے کہتا تہا کہ اب سلطنت بہمنیہ کا خاتمہ قریب ہے۔ مجہے امید نہین کہ
یہ امرائے سرکش میرے بعد شاہزادے کی اطاعت کرین۔ اب میرے سامنے ہی بغاوت
پر آمادہ ہین تو بعد مین کیا یہ امر شاہزادے کا حکم مانین گے۔ اسی تارنج و فکر مین بادشاہ کا
ضعف بڑہتا گیا۔ اور روح تحلیل ہوتی گئی۔ پہر فیروز آباد سے دار السلطنت احمد آباد بیدر مین
آیا۔ بیدر کی آب و ہوا کی خوبی و درستی سے بادشاہ کو صحت حاصل ہوئی۔ بیت

روز نشاط آمد و بگذشت شام غم ۔۔۔ باز اعتدال یافت مزاج شہنشہی

ابہی اسیقدر نقاہت و کمزوری باقی تہی۔ کہ شراب ہندی یعنی نیرہ کثرت سے استعمال کیا
اور فراغت سے سو گیا۔ شراب کی حرارت نے دل پر غلبہ کیا خواب سے مضطربانہ اُٹہا

سخت بخار آ گیا۔ شرف جہان طبیب نے عرق بید مشک ور ٹھنڈا پانی پلایا۔ عرق کے
استعمال سے مزاج درست ہوا۔ جب حکیم اپنے مکان کو چلا گیا تو بادشاہ نے اس غلط مثل
مشہور کے بموجب کہ شراب کے بیمار کا علاج شراب ہے۔ مصاحبین کی تجویز سے چند پیالے نوش کئے
شراب کے پیتے ہی مزاج اعتدال کے راستہ سے منحرف ہوا۔ عالم سکرات مین پہنچ گیا۔ اور موت کے
آثار نمود ہوگئے۔ بیہوشی و غفلت سے کبھی آنکھ کھلتی کبھی بند ہو جاتی تھی۔ جب آنکھ کھلتی
اور ہوش مین آتا تو کہتا کہ خواجہ مجھکو قتل کرتا ہے۔ چونکہ اسکو خواجہ کے قتل سے ایسی ندامت
تھی کہ ہمیشہ رنج و افسوس کرتا تھا۔ خاص اس حالت مین اُسی بیجا قتل کے خیال مین
جان کندنی کو خواجہ ہی کیطرف منسوب کرکے چلاتا تھا کہ خواجہ مجھکو قتل کرتا ہے۔ خواجہ کے
قتل کو ایک سال گذر چکا تھا کہ غرہ ماہ صفر ۸۸۷ھ ہجری کو محمد شاہ بہمنی ثانی نے عین
عالم شباب مین اس جہان فانی سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ تمام خاص و عام کو رنج و غم
لاحق ہوا۔ حسب دستور بہمنیہ امرا و علما و مشائخ و سپاہ و حشم و جملہ ملازمین و خادم جمع ہوے
تجہیز و تکفین کرکے بادشاہ کو مقبرہ بہمنیہ مین دفن کئے۔ یہہ بادشاہ نہایت اولوالعزم و صاحب ہمت
و جرأت تھا اسی کے عہد مین سلطنت بہمنیہ درجۂ کمال کو پہنچ گئی تھی۔ بمصداق ہر کمالے را
زوال لازم ست۔ اور اسی کے فوت ہوتے ہی زوال سلطنت شروع ہوگیا۔ بعض مورخین کا
قول ہے کہ زوال کا شروع نہین کہنا چاہئے بلکہ یہ کہنا کہ سلطنت بہمنیہ کا خاتمہ ہوگیا۔ بظاہر
اگرچہ چند روز سلطنت برائے نام رہیگی۔ لیکن اسکا عدم و وجود مساوی ہے۔ سامعی شاعر نے
اسکی رحلت کی تاریخ کہی ہے۔ وہ یہہ ہے

قطعہ تاریخ رحلت

شہنشاہ جہان شاہ محمد | کہ در بحر فنا ناگہ فرو شد
دکن چون شد خراب از رفتن او | خرابی دکن تاریخ او شد

مدت سلطنت بیس ۲۰ سال۔ ومدۃ عمر انتیس ۲۹ سال۔ اولاد۔ صرف ایک فرزند محمود خان ولیعہد تہا
مفتاح القلوب کے مولف نے لکہا کہ محمد شاہ ثانی بہمنی بادشاہ اولوالعزم وصاحب ہمت تہا
حسن اتفاق سے اسکو خواجہ محمود گاوان ایسا وزیر باتدبیر روشن ضمیر خیرخواہ سلطنت بہمنیہ
دستیاب ہوا تہا کہ اُس نے اپنے حسن انتظام سے سلطنت بہمنیہ کو درجہ کمال کو پہنچا دیا تہا
تمام مملکت کو قوانین و ضوابط سے منضبط کر دیا تہا۔ اور مملکت مین بہت سے وسائل
ترقی محاصل قائم کئے تہے۔ مداخل و مخارج کو اعتدال کے طریق پر رکہا تہا۔ نہ اس مین
افراط تہا نہ تفریط۔ اور اسی وزیر باتدبیر کی تجربہ کاری وہوشیاری سے سلاطین بہمنیہ کی
سلطنت کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا تہا۔ اور فتوحات کثیرہ حاصل ہوئی تہین۔ یہہ انقلاب
ہوا کہ کمال عروج کو زوال شروع ہوا۔ یعنی وزیر خیرخواہ ناحق قتل کیا گیا۔ وزیر کا قتل
کیا تہا واقع مین خرابی دکن کا مقدمہ تہا۔ جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے۔ چونکہ بادشاہ
وزیر شہید ہی کا تربیت یافتہ تہا۔ ملک کو سنبہالتا رہا۔ اور اپنے رعب و داب سے کام لیتا رہا
وزیر شہید کے بعد ایک سال تک امور سلطنت کو انجام دیتا رہا۔ ہر وقت زوال سلطنت
وخرابی مملکت کی مدافعت مین سرگرم رہتا تہا۔ پس بیک عالم جوانی مین اس عالم فانی سے
ملک بقا کی طرف روانہ ہوا۔ بادشاہ کے مرتے ہی اگرچہ سلطنت منقرض نہین ہوئی لیکن

برائے نام ایک مدت تک قائم رہی۔ جب بادشاہ ہوئے وہ وزرا کے ہاتھ مین گویا کاٹھ کے پتلے تھے۔ کچھ نہین کر سکتے تھے۔ اگر کوئی ہاتھ پاؤن ہلانا چاہتا تو وزرا اُنکو معذور کر دیتے تھے اور اسی بادشاہِ مرحوم کے بعد دکن مین طوائف الملوکی عمارت کی بنا قائم ہو گئی۔ لیکن کامل نہین ہوئی تھی۔ چنانچہ عنقریب اُسکا بیان آئیگا۔ انتہی کلامہ۔

محمود شاہ ثانی کا جلوس

تاریخ نظامی کے مولف نے لکھا کہ محمد شاہ مرحوم کے فاتحہ سوم کے بعد حسب دستور سلاطین بہمنیہ شاہزادہ محمود شاہ ثانی ولیعہد کو جسکی عمر بارہ برس کی تھی امرائے دولت و مشائخ و قضاۃ مملکت نے بارگاہ کل یعنی دربار عام مین جمع ہو کے تخت نشین کیا۔ اُسوقت امرا مین ملک حسن نظام الملک بحری۔ و قوام الملک کبیر و صغیر و قاسم برید وغیرہ دربار مین حاضر تھے۔ تمام حاضرین نے بادشاہ کی خدمت مین نذرین گزرانی۔ اور خوشی سے مبارکباد دی۔ فرشتہ نے لکھا بادشاہ کا جلوس اسطرح ہوا کہ بارگاہ کل مین تخت فیروزہ کو رکھا۔ اور تخت کے دست راست و دست چپ مین نقرئی دو کرسیان بھی رکھی گئین۔ پھر شاہ محب اللہ و سید حبیب اللہ نے جو افضل المشائخ تھے فاتحہ خیر پڑھ کے شاہزادے کے سر پر تاج رکھا۔ اور اسکا دست راست و چپ پکڑ کے تخت فیروزہ پر بٹھایا۔ اور خود دونون بزرگ کرسیون پر بیٹھ گئے۔ شاہ محب اللہ جانب راست و سید حبیب جانب چپ تھے۔ امرا نے مبارکباد دی۔ اور تسلیم و کورنش سے مشرف ہوے۔ اسی مجلس مین کسی امیر نے کہا کہ یوسف عادل خان و دریا خان و فخر الملک وغیرہ امیران ترک وغیرہ اِسوقت دربار مین حاضر نہین ہین۔ ان امرا کی غیر حاضری مین بادشاہ کو تخت نشین کرنا

مناسب نہین تہا۔ ملک حسن بحری نے جواب دیا کہ مہمات سلطنت کو معطل رکہنا باعث
فساد ہوتا ہے بناء علیہ جلوس کیا گیا۔ جب امرائے ترک آئینگے اُسوقت پہر دربار عام کیا جائیگا
اور مناصب و خطابات دئے جائینگے۔ ملا عبد الکریم ہمدانی نے جو دربار مین حاضر تہا اپنی
تاریخ مین لکہا کہ ارباب علم و ہنر دربار مین اس قسم کی گفتگو کو فال بد سمجہتے ہین اسطرح کی
باتین کرنا بادشاہون کے خلاف شان ہے۔ آخر اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ بادشاہ کی سلطنت
اگرچہ زمانہ دراز تک رہی لیکن تمام مدت سلطنت جنگ و جدال و فتنہ و قتال مین گذر گئی انتہی کلامہ
جب امرانے دیکہا کہ بادشاہ کم سن ہے زمانہ کے نشیب و فراز سے بیخبر۔ پس ہر ایک امیر خود مختار
و آزاد بننے کی فکر کرنے لگا۔ بادشاہ شاہانہ شان و عظمت سے بالکل مُعرا۔ اور آداب سلطنت
و آئین حکومت سے مبرا تہا۔ عیش و عشرت کا فریفتہ و لہو لعب کا شیفتہ تہا۔ اُسوقت دکن مین
امرائے دولت و ارکان سلطنت اہل اسلام سے چار قسم مغل و ترک حبشی و دکنی۔ اور اہل اصنام
سے بعض اہل قلم و بعض اہل علم تہے یہ پانچوان قسم تہا۔ ان پانچون قسم کے ملنے سے سوسائٹی
ہیچ میل کے لقب سے ملقب تہی۔ اُسوقت پانچوان قسم اہل اسلام کے نزدیک معتبر شمار نہین کیا جاتا تہا
بیچارے ہنود حلقہ بگوش و فرمان بردار تہے۔ مگر فارسی تواریخ مین کسی مورخ نے بجز مفتاح القلوب
پانچوین قسم کو نہین لکہا۔ شاید عدم اعتبار کی وجہ سے اُن کے وجود کو بجائے عدم سمجہہ کے
قلم انداز کیا ہوگا۔ مجہے مفتاح القلوب کی تحریر کی تصدیق اسبات سے ہوتی ہے۔ کہ علاء الدین
حسن گنگوئے بہمنی گانگو پنڈت کے احسان و حسن سلوک کے معاوضہ مین ہنود کے ساتہہ
بہت رعایت کرتا تہا۔ چنانچہ سلطنت بہمنیہ کا صدر محاسب پنڈت ہی تہا۔ پنڈت کبو جہ سے

دفتر محاسبی مین اکثر ہنود ہی ملازم تہے۔ اور راجگان خراجگزار مثلاً کولاس کا راجہ اور
کہڑلہ کا حاکم نرسنگہ۔ ونرائن حاکم بدکل وغیرہ ضرورت کیوقت مع جمعیت و نذرانہ
وپیشکش بادشاہ کی خدمت مین کمک امداد کیلئے حاضر ہوتے تہے۔ خیرخواہانہ غنیم کے
مقابلہ مین جان نثاری ودلیری کی داد دیتے تہے۔ دیکھو ابتدائے سلطنت کے زمانہ مین کولاس کے
راجہ نے ملک سرتیز کے معرکہ مین علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی کی کمک وتائید مین پندرہ ہزار
فوج جرار پیادہ وسوار بہیجدیا تہا۔ راجہ ہی کی تائید سے حسن گنگوئے بہمنی کو ملک سرتیز پر
کامیابی فیروزی حاصل ہوئی تہی۔ اور یہی کامیابی حسن کے لئے بادشاہی کا مقدمہ تہی۔
اسیطرح جب احمد شاہ بہمنی نے ہوشنگ کی مدافعت کیلئے برار مین فوج کشی کی تو کہڑلہ کا حاکم
نرسنگہ مع جمعیت احمد شاہ کا ہمرکاب رہا۔ سلاطین بہمنیہ کا خراج گزار و فرمان بردار تہا۔
احمد شاہ بہمنی اسی کی درخواست پر ہوشنگ کی مدافعت کیلئے گیا تہا۔ ہوشنگ نے اسکو
قلعہ مین محصور کرلیا تہا۔ احمد شاہ کے پہنچتے ہی محاصرہ سے برخاست کرکے چلدیا بہمنی نے
اسکا تعاقب کیا۔ تعاقب مین سپاہ بہمنیہ نے ہوشنگ کا مال واسباب شاہی خوب ہی لوٹا
تمام سپاہ مالامال ہوے۔ چنانچہ اس معرکہ کا پورا ذکر ہوچکا ہے۔ اگر شائقین کو دیکھنا مطلوب
ہو تو احمد شاہ کے ذکر مین دیکہین۔ اہل اسلام کے چار قسم دو فریق بنگئے تہے۔ دکنی وحبشی
ایک فریق۔ مغل و ترک دوسرا فریق واقع مین یہ اہل اسلام کل آفاقی و غریب الدیار تہے
جو دکنی کہلاتے تہے وہ بہی غرباء الدیار تہے۔ انکا مسقط الراس ملک دکن ہی تہا۔ یہہ تمام غرض
نفسانی کی وجہ سے باہم ہمیشہ جنگ وفساد کا بازار گرم کرتے تہے۔ کبہی ایک غالب دوسرا مغلوب کبہی

سنہ از فرشتہ ۱۲

اسکا عکس ہوتا تہا۔ لیکن طرفین باہم برابر تہے دونون فریق کے باہم برابر ہونیکی وجہ سے
محمود شاہ تخت و تاج کا مالک ہوگیا۔ چونکہ تمام کے نزدیک اُسکا وجود و عدم مساوی تہا۔
کسینے اُسکی تخت نشینی کی بابت خلاف نہین کیا۔ بلکہ ہر ایک فریق نے بادشاہ کو اپنے
ترقی اقتدار و اختیار کا ذریعہ بنایا تہا۔ جسکا تقرب بادشاہ سے زیادہ ہوتا تہا۔ وہ فریق غالب
مانا جاتا تہا۔ فریق غالب بادشاہ کے توسل سے فریق مغلوب کو زیادہ ذلیل و خوار کر دیتا تہا
بیچارے اہل اصنام مسلمانون کے دونون فریق سے الگ رہتے تہے۔ جنگ و جدال مین کسی
فریق کے شریک نہین ہوتے تہے۔ شاید اسیوجہ سے مورخین اسلام نے اہل اصنام کے ذکر سے
اغماض کیا۔ مسلمانون ہی کی خانہ جنگیون سے صفحات کتاب کو سیاہ کیا۔ سلاطین بہمنیہ اگرچہ
ہنود کے نوکر رکہنے مین دریغ نہین کرتے تہے۔ لیکن اُنسے اندیشہ و خوف کرتے تہے کہ شاید وقت پر
منحرف ہو جائین۔ اور اُن کو معتبر نہین سمجہتے تہے اور شاہان دکن کو ہمیشہ بیجانگر اور دیگر راجگان
اوریا و اوڑیسہ و گونڈوانہ سے جنگ و جدال کا اتفاق پڑتا تہا۔ بناءً علیہ بمقتضائے حال اسبات
کی ضرورت ہوئی کہ زیادہ فوج اہل اسلام سے ہو اکثر نو وارد عجم و عرب و حبش و ترک فوجون مین
بہرتی کئے جاتے تہے۔ اور انکو اعلی مناصب پر ترقی دیتے تہے۔ سلاطین دکن کی قدر دانی
کی شہرت سنکے سپاہ پیشہ لوگون کے گروہ کے گروہ چلے آتے تہے۔ اور بُعد مسافت وطن اور
عیش و آرام دکن کیوجہ سے ترک وطن کرکے دکن ہی مین سکونت پذیر ہو جاتے تہے۔ اور
چند مدت رہ کے نو واردین کے مقابلہ مین مدعی ہوتے تہے کہ ہم دکنی ہین۔ اور نو واردین کو
آفاقی و غریب الدیار کہتے تہے۔ جبتک سلطنت بہمنیہ مین سلاطین اولوالعزم و مستقل مزاج

و مدبر و عاقل ہوتے رہے۔ اور حسن اتفاق سے وزرا و ارکان دولت بہی لائق و منتظم و خرد مند خیر خواہانہ کام کرتے رہے تو سلطنت عظمت و شان کے ساتہہ قائم رہی۔ جب سلاطین سلف کے قائم مقام کم سن بچے یا نوجوان عیش پسند و آرام طلب جانشین کئے گئے تب ہی سے سلطنت کی عظمت و شان کمزور و مضمحل ہونے لگی۔ اور امرائے ذی اقتدار خود مختار بادشاہ بننے لگے۔ جیسا کہ صاحب ترجمہ یعنے محمود شاہ ثانی شراب و کباب کا شائق تہا۔ راتدن رقص و سرود مین مست رہتا تہا۔ اور محبوبان نازنین کی صحبت مین مشغول ہوتا تہا۔ اسکو دنیا و مافیہا سے کچہہ غرض نہین تہی۔ نہ اُسکو سلطنت و رعایا کی رعایت کی پروا تہی۔ وہ صراحی و پیالے کا خواستگار تہا۔ بادشاہ کی ایسی حالت دیکہکر امرائے ذی اقتدار مخالفت کرنے لگے آخر تمام طرفداران دکن خود مختار بادشاہ بنگئے۔ اور دکن مین طوائف الملوکی قائم ہوگئی چنانچہ طوائف الملوک کا ذکر حصہ دوم محبوب الوطن تذکرۂ سلاطین دکن مین مفصل آئیگا حصہ دوم ابہی مطبوع نہین ہوا ہے۔ عنقریب مین طبع ہوگا۔

امرائے ترک و مغل اور دکہنی حبشیون کا باہم اتفاق و مناصب کی تقسیم

فرشتہ و محمود شاہی کے مولفین نے لکہا کہ جب یوسف عادل خان کو یہہ خبر معلوم ہوئی کہ کہ محمد شاہ ثانی فوت ہوگیا۔ اور اُسکا فرزند محمود شاہ ولیعہد تخت نشین ہوا ہے تو وہ اور تمام امرائے مغل و ترک و دکہنی جو معرکہ کوکن مین اُسکے ہمراہ تہے باہم ایکدل ہوکے نہایت تزک و تجمل کے ساتہہ جلوس کی مبارکبادی کے لئے دار الخلافہ احمد آباد بیدر مین آئے۔ اور احتیاطاً شہر کے باہر فروکش ہوئے۔ پہر یوسف عادلخان و دریا خان و فخر الملک و تغرش خان و ملو خان

ولد قاسم بیگ صف شکن واثر درخان و غضنفر خان مع ہزار جوان انتخابی و کارآزمودہ
مغل و ترک شہر مین داخل ہوئے۔ جب قلعہ ارک مین جانے لگے اُسوقت خلاف رسم دو سو
آدمی مسلّح بخیال غدر ملک حسن نظام الملک بحری ہمراہ لیگئے۔ پس یوسف عادل خان کو
وہان معلوم ہوا کہ نظام الملک بحری نے پانسو جوان مسلّح میری مدافعت کیلئے اول ہی سے
قلعہ مین مستعد رکہا ہے۔ یوسف عادل خان و دیگر امرا یہہ حالت دیکہکر مراجعت کو مناسب
نہ سمجہکر متوکلاً علی اللہ تلوارین ہاتہہ مین لیکے مردانہ وار دارالامارہ کے طرف گئے۔ ملک
حسن نظام الملک بحری وامیر قاسم برید استقبال کیلئے آئے۔ اور بادشاہ کے سلام کیلئے
تخت فیروزہ کے قریب لیگئے۔ یوسف عادل خان مبارکباد اداکرکے بدستور قدیم تمام سے
اول کہڑا ہوگیا۔ اور نظام الملک عادل خان کے بازو مین تہا۔ اور نظام الملک کے بعد اُسکے
فرزند ملک احمد کا درجہ تہا بلحاظ شبہہ غدر دریا خان ملک احمد کے درجہ مین کہڑا ہوگیا
پدر و پسر مین فاصلہ واقع ہوا۔ دریا خان نے خلاف قاعدہ اسلئے اختیار کیا تہا کہ اگر
ملک حسن بحری یوسف عادل خان پر دست اندازی کرے تو خود دریا خان یوسف کی مدد کرے
اور دونون باہم ملکر اولاً ملک حسن نظام الملک ملک احمد کا کام تمام کرین بعد ازان جو کچہہ
ہونا ہے ہوگا۔ ملک احمد دریا خان کی دلیری سے رنجیدہ ہوا۔ اور چاہا کہ دریا خان کو درمیان سے
ہٹائے۔ ملک حسن نے اسکو منع کیا۔ اور فوراً بادشاہ سے فتنہ و فساد کے فرو ہونے کے لئے
عرض کیا۔ بادشاہ نے اُسیوقت یوسف عادل خان و غیرہ امرا کو خلعتہائے معمولی دیکر
رخصت کیا۔ چونکہ یوسف عادل خان کو غدر و دغا کا اندیشہ تہا۔ بناءً علیہ ملک حسن کا

ہاتھہ پکڑ لیا۔ اور باتون کے بہانہ سے قلعہ کے باہر تک لے آیا۔ جب اپنے لشکر پیادہ و سوار مین پہنچ گیا۔ تب دوستانہ باہم گفتگو کرکے نہایت تواضع و تکلف کے ساتھہ ایک دوسرے سے جدا ہوا۔ یوسف عادل خان اُنہین ہزار جوان کار آزمودہ کے ساتھہ شہر مین فروکش ہوا۔ اور دریا خان کو حکم دیا کہ بیرون شہر لشکر مین احتیاط سے رہین۔ اور ہوشیاری مین غفلت نکرین۔ جب ملک حسن نظام الملک کو اپنے ارادہ مین کامیابی نہ ہوئی۔ دوسری تدبیر کرنے لگا چاہتا تھا کہ جسطرح ہو یوسف عادل خان کا کام تمام کیا جائے۔ اسلئے دوسرے دن قوام الملک کبیر و صغیر کو ہمراہ لیکر یوسف عادل خان کے فرودگاہ پر گیا۔ اور اس سے کہا کہ جیسے ہم شہر مین بادشاہ کے قریب بیٹھے ہین۔ اسیطرح آپ برابر امرائے ترک و مغل بھی شہر مین رہین تاکہ ہر صبح دربار مین جاکے باہم مشورے سے مہمات سلطنت کو انجام دیا کرین۔ اور باہم اتفاق و محبت سے ایسے رہین کہ ہمارا دوست آپکا دوست اور ہمارا دشمن آپکا دشمن ہو یوسف عادل خان نے جواب دیا کہ آپ جو کچھہ دوستی و محبت کی بابت فرماتے ہین وہ میرا عین مدعا ہے لیکن مین ایک سپاہی آدمی ہون اور مہمات ملکی و مالی سے بیخبر ہون ہر روز دربار مین میرا آنا مناسب نہین معلوم ہوتا ہے پس جسطرح محمد شاہ مرحوم نے معین کردیا ہے۔ اور وصیت کرگیا ہے آپ اسیطرح امور سلطنت کو انجام دیتے رہین اور ہم اپنے کامون مین مشغول رہین۔ اور امرائے ترک کا شہر سے باہر رہنا مناسب و بہتر ہے اس لئے کہ یہہ قوم جاہل ہین اگر شہر مین رہین مبادا ان کے اور دکنی و حبشیون کے درمیان بحث و تکرار کا اتفاق ہو جائے تو فتنہ برپا ہو جائیگا۔ اور کشت و خون کا بازار

گرم ہوگا۔ دیر تک نظام الملک و یوسف عادل خان اسی معاملہ مین گفتگو کرتے رہے۔ پہر باہم
مشورہ کرکے ایسا قرارداد ہوا کہ ملک حسن نظام الملک بدستور سابق صرف وکیل السلطنت
رہے اور باقی عہدے جو وکالت کے ضمیمہ تہے مثلاً وزارت و امیر جملگی و بخشی گری و ناظری
وغیرہا دوسرون کو دیئے جائین۔ پس حسب مشورہ وزارت کل قوام الملک کبیر سرلشکر
ورنگل کو و بخشی گری قوام الملک صغیر سرلشکر راجمہندری کو دیگئی۔ اور نظارت دلاور خان
حبشی کو عطا کی گئی۔ قاسم بیگ منصب سرنوبت سے اور فرہاد الملک کوتوالی بلدہ سے
سرفراز ہوئے۔ اور اسیطرح دیگر عہدے بہی امراکو دئے گئے۔ پہر تقسیم مناصب خدمات کے بعد
سلطان محمود شاہ کے پاس آئے۔ بادشاہ نے ہر ایک کو خلعت سے سرفراز فرمایا۔ پس
یوسف عادل خان دربار سے فرودگاہ پر آیا۔ اور مہمات سلطنت مین کچہہ مداخلت نہین کی
دو تین مہینے تک مغل و ترک دکنی و حبشی عاج و آبنوس کے مہرون کی طرح باہم اتفاق
سے رہے۔ مدت مذکورہ مین کبہی فتنہ و فساد برپا نہین ہوا۔

محمد شاہ کے عہد مین سرلشکران مندرجۂ ذیل تہے

(۱) سرلشکر بیجاپور ۔ یوسف عادل خان
(۲) سرلشکر حسن آباد گلبرگہ ۔ دستور دینار حبشی
(۳) سرلشکر دولت آباد ۔ نظام الملک دکنی
(۴) سرلشکر جنیر ۔ ملک حسن نظام الملک بحری
(۵) سرلشکر راجمہندری ۔ قوام الملک صغیر

(۶) سرلشکر ورنگل ۔ قوام الملک کبیر ۔ عادل خان دکنی وہان نیابتاً کام کرتا تھا ۔
(۷) سرلشکر گاویل برار ۔ فتح اللہ عماد الملک ۔ علاء الدین اُسکا بیٹا وہان نیابتاً کام کرتا تھا
(۸) سرلشکر ماہور برار ۔ خداوند خان حبشی

دکنیون و ترکون کا باہم جنگ و جدال کرنا

تقسیم مناصب و خدمات کے بعد تین چار مہینے تک مغل و ترک دکنی و حبشی باہم شیر و شکر کی طرح اتفاق سے رہے کچھہ فتنہ و فساد نہین ہوا ۔ لیکن ملک حسن نظام الملک بحری و قوام الملک کبیر نے عہد شکنی کی اور یوسف عادل خان کے ہلاک کرنے پر کمر بستہ ہوئے قوام الملک اگرچہ ترک تھا لیکن یوسف عادل خان سے عداوت رکھتا تھا دونون نے باہم ملکے عزم جزم کیا کہ یوسف عادل خان ترک کو قتل کرکے عادل خان دکنی کو اسکا قائم مقام کرنا چاہئے ۔ پس اس غرض کے پورا کرنیکے لئے عادلخان دکنی و فتح اللہ عماد الملک کے نام سے فرامین طلب بھیجے کہ باتفاق امرا و لشکر بادشاہ کے جلوس کی مبارکبادی کیلئے دارالخلافہ مین آئین ۔ پس عادلخان دکنی و عماد الملک مع جمعیت سوار و پیادہ آئے اور بیرون شہر فروکش ہوئے ۔ بادشاہ کی خدمت مین جریدہ حاضر ہوکے نذرانہ و پیشکش گزرانا ۔ خلعت پاکے خوشی سے لوٹ آئے ۔ ابہی دو تین ہفتے نہین گذرے تھے کہ ملک حسن نظام الملک نے قوام الملک کبیر سے کہا کہ مین آج امرائے دکنی کے توسل سے یوسف عادل خان کو قتل کراتا ہون تاکہ ہم اُسکے خدشہ سے نچنت ہو جائین ۔ جو امرا اُسکے رفیق ہین اُنکو تہا نجات پر بہیجدیتا ہون ۔ اور آپ قتل کے دن مکان ہین رہئے

باہر نہ نکلین تاکہ آپ پر کوئی الزام نہ آئے۔ اس نادان ترک نے ملک حسن کی بات قبول کر لی اور اصل حقیقت کو نہین سمجہا۔ اس کام کے لئے عادل خان دکنی سے کہا کہ ترکون کو قتل کر۔ اگر تو قوام الملک یا یوسف عادل خان کو قتل کریگا تو تجکو انکی سرلشکری دونگا فرہاد الملک غدر سے واقف ہو گیا۔ فوراً قوام الملک کبیر کو کہلا بہیجا کہ ملک حسن آپ اور تمام ترکون کے قتل کرنے پر مستعد ہے بظاہر آپ سے یوسف عادل خان کی مدافعت کا بہانہ کیا ہے پس ایسی حالت مین امرائے ترک کو خانہ نشین ہونا دانائی و خرد مندی سے دور معلوم ہوتا ہے۔ قوام الملک کبیر یوسف عادل خان کی عداوت کی وجہ سے ملک حسن نظام الملک کے قول پر اعتقاد تمام رکہتا تہا۔ کوتوال کی بات نہین سُنی۔ ملک حسن نے عادل خان دکنی و فتح اللہ عماد الملک سے کہلا بہیجا کہ آپ اپنے اپنے لشکرون کو ہمراہ لیکر آئین۔ اور بادشاہ کے ملاحظہ مین گزرانین۔ پہر رخصت ہو کر اپنے اپنے علاقون مین چلے جائین اور ملک حسن نے بادشاہ کو قلعہ ارک کے برج پر بٹہایا اور اول ہی بادشاہ کو ترکون کی سرکشی و بغاوت سے آگاہ کر دیا تہا۔ جب عادل خان دکنی و فتح اللہ عماد الملک مع جمعیت دربار مین آئے۔ محمود شاہ نے دونون سردارون کو بلا کے کہا۔ کہ ترک سرکش ہو گئے ہین انکو معقول سزا دینی چاہئے۔ فتح اللہ عماد الملک یوسف عادل خان کا دوست تہا۔ اس لئے ملک حسن نے اُسکو دربار مین روک لیا۔ اور دونون لشکر عادل خان دکنی کی ماتحتی مین یوسف عادل خان کے لشکر پر حملہ آور ہوئے۔ عادلخان دکنی نے قوام الملک کبیر کو قتل کر کے فرہاد الملک کوتوال کو قید کر لیا۔ اور شہر کے دروازے بند کر کے ترکون کے قتل مین مشغول ہوا

مگر تغرش خان و قدم خان ترک لڑتے ہوئے شہر کے دروازہ تک پہنچ گئے - اور دریا خان
جو شہر کا غوغا سنکے دس ہزار فوج سے دروازہ پر آگیا تہا - اُسکو دروازہ توڑکے اندر لے آئے
شہر مین فریقین مین بیس روز متواتر لڑائی جاری رہی - ایک طرف ملک احمد اور
دوسرے طرف یوسف عادل خان سردار تہے - طرفین کے تین چار ہزار آدمی مارے گئے
معاملہ باہم فیصلہ نہین ہوتا تہا - آخر علما و صلحا صلح کی بابت ہدایت کرنے لگے - اِس
جنگ مین ترکون کے بہت افسر مارے گئے تہے - اسلئے یوسف عادل خان نے حسب ہدایت
علما صلح کرلی - چند روز کے بعد بیجاپور چلا گیا - اب ملک حسن نظام الملک بحری کو اقتدار
کامل حاصل ہوگیا - کسیکا خوف و خطر باقی نہین رہا - اپنے فرزند ملک احمد کو بیٹر و دہارور کے
پرگنات جاگیر مین عطا کئے اور فخر الملک دکنی کو جو خواجہ محمود گاوان کا غلام زادہ تہا
منصب ہزاری و خطاب خواجہ جہان سے سرفراز فرمایا - اور اُسکے لڑکون کو بہی مناصب
مناسب دئے - اور فتح اللہ عماد الملک کو منصب وزارت و میر جملگی سے ممتاز کیا - اور اُسکے
بیٹے علاء الدین کو نیابتاً سر لشکری برار پر بہیجا - اور عادلخان دکنی کو سرشکر ورنگل کیا - اور
قاسم برید سر نوبت کو کوتوالی شہر پر مقرر فرمایا - اور قوام الملک صغیر کو راجمہندری روانہ کیا
دلاور خان اور ملک حسن نظام الملک بحری کی باہم ناتفاقی - اور ملک احمد کا جنیر پر تقرر
قوام الملک کبیر وغیرہ ترکون کے قتل کے بعد ملک حسن نظام الملک بحری و فتح اللہ عماد الملک
سلطان محمود شاہ کی والدہ مخدومۂ جہان کے مشورے سے چار سال تک اطمینان و دلجمعی سے
مہمات سلطنت کو انجام دیتے رہے - کوئی مزاحمت و مداخلت نہین کرتا تہا - نظام الملک

سفید و سیاہ کا مختار کل تھا۔ جو چاہتا تھا کرتا تھا۔ فتح اللہ عماد الملک بھی اس کے اطاعت کے دائرہ سے قدم باہر نہیں رکھہ سکتا تھا۔ مگر دلاور خان حبشی اپنی بے اختیاری سے تنگ ہو گیا تھا۔ اُس نے عالم تنہائی مین محمود شاہ کو سمجھایا کہ نظام الملک و عماد الملک آپکی والدہ کے مشورے سے امور سلطنت کا انتظام کرتے ہین اور آپکو لڑکا سمجھتے ہین۔ حالانکہ آپ عاقل بالغ ہین مہمات سلطنت آپکی صلاح سے کرنا چاہیئے۔ بادشاہ عقل و شعور کے زیور سے معرا تھا۔ دوسرون کی رائے پر چلتا تھا۔ حکم دیا کہ تو اُن کو قتل کر۔ اتفاقاً وہ دونون ایک رات سلطان کی والدہ مخدومہ جہان کے پاس جاکے مراجعت کر رہے تھے کہ یکایک دلاور خان اور اُسکے ایک رفیق نے رستہ مین اُنکو گھیر لیا۔ مگر وہ دونون مسلح تھے۔ تلوارین وغیرہ ہتیار پاس رکھتے تھے اور شمشیر بازی مین استاد کامل تھے۔ دلاور خان کی دلاوری ان کے مقابلہ مین کارگر نہین ہوئی کسیقدر باہم زد و کوب کا بازار گرم ہوا۔ نظام الملک کو ایک آدہ زخم لگا مگر زخم کاری نہین تھا۔ دونون ہنگامہ دار و گیر سے صحیح سالم نکل گئے اور بیرون شہر جاکے اپنے لشکر کو جمع کیا۔ اور قاسم برید کو بھی آگاہ کر دیا کہ بادشاہ تیرے قتل کا بھی ارادہ رکھتا ہے۔ اپنی جان کی حفاظت مین مستعد رہ۔ قاسم برید نے فوراً قلعہ ارک کے دروازے بند کر دیئے اور مردمان بیرونی کو بادشاہ کے پاس جانے سے ممانعت کر دی محمود شاہ اس واقعہ کے وقوع سے نہایت پریشان اور اپنے حکم سے پشیمان ہوا بیت

طریق عشق پر آشوب و آفت است اے دل | بیفتد آنکہ درین راہ باشتاب رود

بامر لاچاری نظام الملک کے پاس چند آدمی بھیجے اور معذرت کی۔ ملک حسن نظام الملک

و فتح اللہ عماد الملک نے بادشاہ کے عذر کو اس شرط پر منظور کیا کہ دلاور خان قتل کیا جائے
مگر دلاور خان اس کیفیت کے سنتے ہی مع جمعیت فرار ہوا۔ چند روز کے بعد برہانپور مین
پہنچ گیا۔ ملک حسن نظام الملک اور اسکا بیٹا ملک احمد شہر مین آگئے۔ لیکن فتح اللہ عماد الملک
وزارت سے دست بردار ہو کے سرلشکری برار پر چلا گیا۔ پہر ملک حسن نے اپنے استحکام کی
تدبیر کی دو دکنی شخص ایک ملک حیدر دوسرا ملک اشرف جو دونون باہم حقیقی بہائی تہے
ابتدا مین خواجہ محمود گاوان کے ماتحتی مین نوکر تہے۔ آخر سلحدارون کے طبقہ مین پہنچ گئے تہے
اب محمود شاہ کے عہد مین ملک حسن نظام الملک کے ہمرکاب تہے۔ ملک حسن نے دونون کو درجۂ
امارت پر پہنچا دیا۔ اور فخر الملک دکنی کو بہی اپنے سایۂ عاطفت مین لے لیا۔ ان تینون سے
اسبات پر حلف لی کہ وہ ملک احمد اسکے فرزند سے دغابازی نکرین۔ جب عہد و پیمان ہو چکے
تب ملک حیدر کو دولت آباد کی سرلشکری عطا کی۔ اور ملک اشرف کو بہی جاگیر دیکے اُس کے
تابع کیا۔ اور فخر الملک کو پرینڈہ و شولاپور دیکے وہان روانہ فرمایا۔ پرینڈہ کے علاقے مین
گیارہ محال تہے انکو پیٹہ کہا کرتے تہے اُنکا محاصل چہہ لاکہہ ہون تہا۔ پہر زین خان
برادر فخر الملک دکنی نے محمود شاہ کی خدمت مین درخواست بہیجی کہ پیٹہ سے نصف حصہ
اُسکو عطا کیا جائے۔ چنانچہ محمود شاہ نے ساڑہے پانچ پیٹہ شولاپور کے زین خان کو
عطا کیا۔ مگر فخر الملک نے بجز شولاپور کوئی علاقہ زین خان کو نہین دیا۔ دو تین مہینہ
کے بعد بادشاہ سے ملک حسن نے اجازت لی اور اپنے بیٹے ملک احمد کو سوہانی اور اپنا
مال و اسباب دیکر نیابت جنیر کو بہیجدیا۔ یہہ واقعہ ۸۹۱ ہجری مین واقع ہوا۔ اسی اثنا مین

عادل خان دکنی کا انتقال ہوگیا۔ قوام الملک صغیر نے راجمہندری سے آکے ورنگل پر قبضہ کیا۔ چونکہ یہہ معاملہ بزرگ تہا۔ بناءً علیہ ملک حسن نے محمود شاہ سے کہا کہ شہر بیدر کی حفاظت دلپسند خان کے حوالے کیجیئے اور خود بادشاہ مع فوج ورنگل کو قوام الملک کی مدافعت کیلئے روانہ ہوا۔ قوام الملک صغیر مین ایسے طاقت کہان جو ملک حسن کی شاہی فوج سے مقابلہ کرے۔ اس لئے وہ سنتے ہی راجمہندری روانہ ہوگیا۔ اور محمود شاہ کو کہلا بہیجا کہ مین اس غرض سے آیا تہا۔ کہ ملک حسن کی خبر لون۔ مین آپکا تابعدار ہون۔ محمود شاہ ملک حسن سے اسقدر خائف تہا کہ قوام الملک صغیر کو کچہہ جواب نہین بہیجا بلکہ یہہ خط ملک حسن کے پاس بہیجدیا۔

ملک حسن کی بغاوت اور دلپسند خان کے ہاتہہ سے اسکا قتل

جب خواجہ محمود گاوان کے غلام کشور خان کو بندر گوا وغیرہ جاگیر مین دیا گیا تہا تو اُس نے نجم الدین گیلانی کو اپنا نائب مقرر کرکے وہان بہیجدیا تہا۔ اور خود بیدر مین رہتا تہا جب نجم الدین فوت ہوگیا تو بہادر گیلانی کوتوال گوا اُسکا جانشین ہوا۔ اور بندر گوا سے بندر دابل وکولاپور وکلہر وپنالہ تک متصرف ہوگیا۔ اور یوسف عادل خان کی تحریک سے بندر چیول وغیرہ پر بہی قابض ہوا۔ اور ملک احمد کی جاگیر مین تاخت وتاراج کرنے لگا۔ اسیطرح زین الدین علی عباس جاگیردار چاکنہ بہی ملک احمد کی اطاعت سے منحرف ہوا۔ ملک احمد نے تمام حالات والد ماجد کو لکہے اور دریافت کیا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ ملک حسن نظام الملک نے لکہا کہ فی الحال زین الدین کی مدافعت کیجئے۔ اور ملک جید وفخر الملک دکنی کو ملک احمد کی

امداد کیلئے لکھا - زین الدین نے بھی یوسف عادل خان سے مدد طلب کی - یوسف عادل خان نے
پانچ چھہ ہزار سوار امداد کیلئے بھیجے - اور سواروں کو ہدایت کی کہ اندا پور کے قریب او تر ین
جب ملک احمد زین الدین پر حملہ کرے تو اسکی مدافعت کرین - محمود شاہ اور اُسکے تمام
مقربین ملک حسن کے غلبہ سے ناخوش تھے - جب سنا کہ یوسف عادل خان نے ملک احمد پر
فوج بھیجی ہے بہت ہی خوش ہوے - ملک حسن تمام کی نظرون مین حقیر معلوم ہونے لگا - قاسم برید
و دستور دینار حبشی نے بادشاہ سے اُسکی شکایت کی - محمود شاہ نے اُنسے کہدیا کہ اگر موقع
ملے تو اُسے مار ڈالو لیکن یہ خبر ملک حسن کو معلوم ہو گئی - وہ فوراً آدھی رات کو لشکر سے
بھاگ گیا - اُسکا فرار ہونا مقام رنگل سے ہوا تھا - سوئے اتفاق و تصرف خزانہ کے طمع سے
بجائے جنیر شہر بیدر مین پہنچا - ارادہ کیا کہ دل پسند خان کے ذریعہ سے بادشاہی خزانہ پر
متصرف ہو جائے - دل پسند خان نے اسکی اطاعت کی - اور اسکو شہر مین بلا لیا - اور
ملک حسن نے ملک احمد کو جنیر سے بلایا اور خزانہ کو صرف کر کے محمود شاہ کے مقابلہ کیلئے
فوج بھرتی کرنے لگا اور بغاوت پر آمادہ ہو گیا - محمود شاہ بھی فوراً بیدر آیا - ملک حسن نے
چاہا کہ خزانہ لیکر ملک احمد کے پاس چلا جائے مگر دل پسند خان نے اسکو حکمت عملی سے
روک لیا - اور بادشاہ کی خدمت مین پوشیدہ کہلا بھیجا کہ مین آپکا تابعدار ہون - مین نے
ملک حسن کو آپکے انتظار مین روک رکھا ہے - محمود شاہ نے پیغام بھیجا کہ اگر تو خیر خواہ
صادق ہے تو اسکا سر کاٹ کے بھیجدے - دل پسند خان نے ملک حسن کے احسانات
کو بالائے طاق رکھا اور پانسو جوان ہمراہ لیکر اُسکے پاس قلعہ مین گیا اور اُس سے

کہا کہ مجکو آپ سے چند باتین ضروری کہنی ہین۔ ملک حسن اسکو اپنا خیرخواہ سمجہہ کے ایک خاص کمرے مین لیگیا۔ دل پسند خان جوان قوی ہیکل تہا۔ اور ملک حسن ضعیف۔ دل پسند خان نے پکڑ کے اسکا گلا گہونٹ دیا۔ اور سر کاٹ کے ہاتہہ مین لیکر باہر آیا۔ اور یہ کہنے لگا جو اپنے مالک کے ساتہہ نمک حرامی کرے اُسکی یہ سزا ہے۔ پہر بادشاہ کے پاس اسکا سر بہیجدیا۔ پہر بادشاہ شہر مین آیا۔ مغلون اور ترکون کو اپنا دوست و خیرخواہ بنایا اب مغلون و ترکون کا عروج شروع ہوا۔ یہی تمام مہمات سلطنت کے مدار علیہ و معتمد ہوئے۔ لیکن بمقتضائے جوانی بدستور سابق شراب و کباب و سماع سرود و رباب مین مشغول ہوگیا۔ شب و روز لہو لعب و عیش و طرب مین بسر کرنے لگا۔ دنیا و ما فیہا سے بیخبر۔ انتظام ملک کی کچہہ پروا نہین کرتا تہا۔ اور خزانہ شاہی کو عیش و عشرت کے ساز و سامان مین بیجا صرف کرتا تہا۔ چند ہی روز مین خزانہ خالی ہوگیا۔ آخر یہ نوبت ہوئی کہ تخت فیروزہ کے جواہر شراب و کباب کے لئے فروخت ہونے لگے۔ سلاطین ماضیہ نے تخت فیروزہ مین جو جواہرات زیادہ کئے تہے۔ اور اس تخت مبارک کو درفش کاویانی کے طرح مرصع بنائے تہے اس بادشاہ ننگ خاندان نے اُن جواہرات کو اکہیڑ اکہیڑ کر صراحی و پیالہ مین لگائے۔ اور تنبور و ستار و مزمار کو مرصع کیا۔

ملک احمد کی مستقل حکومت

مفتاح القلوب کے مولف نے لکہا کہ ملک احمد باپ کی زندگی مین جنیر کی سرلشکری پر مامور ہوکے آیا تہا۔ اپنے دل مین عزم جزم کیا تہا کہ خود مستقل حاکم بنجائے۔ ابتدائے شباب مین سرلشکری

راجمہندری مین نیابتًا رہکر اکثر معرکون مین کامیاب و فیروز ہوتا رہا۔ تجربہ کار و ہوشیار
ہوگیا تہا۔ استقلال و آزادی و خودمختاری کو پسند کرتا تہا۔ لیکن وقت کا منتظر تہا۔
پس اولًا اپنی جاگیر بیٹر وغیرہ کیطرف متوجہ ہوا۔ لیکن وہان خواجہ محمود گاوان کیطرف سے
مرہٹے قابض و متصرف تہے۔ اور وہ حکام کی طاعت نہین کرتے تہے۔ جب ملک احمد
اُن سے ملک کی نسبت استفسار کرنے لگا تو انہون نے جواب دیا کہ جب تک بادشاہ خود
امور سلطنت کا انتظام نہین کریگا تب تک ہم آپکی طاعت نہین کرینگے۔ بناءً علیہ
ملک احمد نے اُنپر حملہ کیا۔ اگرچہ بیٹر کا قلعہ سنگین و مضبوط تہا لیکن جبرًا اُسکو فتح کرلیا
قلعہ مین پانچ برس کا محاصل جمع تہا وہ تمام اسکے قبضہ مین آیا۔ محاصل کے حاصل
ہونے سے اُسکی قوت بڑہ گئی۔ اُس نے جدید بہت سے امیر و سپاہ فراہم کرلئے اور کوکن
کے تمام قلعجات پورندہر۔ تورپ۔ جوند۔ لہاگر۔ تنکی۔ بروتی۔ جیون۔ گردرک۔
مرنجن۔ ماہولی وغیرہا۔ غرض کوکن کا اکثر حصہ قبضہ مین آگیا۔ اب وہ دندا راجپوری
کی تسخیر کے لئے مستعد ہوا کہ یکایک باپ کے قتل کی خبر پہنچی۔ فورًا جنیر کیطرف مراجعت
کی۔ باپ کی تعزیت سے فارغ ہوکے نظام الملک خطاب کو اپنے نام کا جزو قرار دیا۔ اور
ملک کے انتظام کیطرف کامل توجہ کی۔ اور سپاہ و رعایا کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دینے لگا
باپ کے قتل ہونے سے نہایت غصہ و افسوس کرتا تہا۔ اور بادشاہ سے منحرف ہوگیا
جنیر اور جاگیرات مین آزادانہ حکومت کرنے لگا۔ بادشاہ بہمنی کی اطاعت سے منکر ہوا
مگر ابہی اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری نہین کیا تہا۔

محمود شاہ کے قتل کیلئے دکنی حبشیون کا سازش کرنا اور آخر انہین کا قتل ہونا

دل پسند خان کو ملک حسن کے قتل کرنے سے یہہ امید تہی کہ مین ملک حسن کا قائم مقام ہوجاؤنگا
اور بادشاہ میری بہت قدر کریگا۔ لیکن اسکے امید کے خلاف ہوا۔ یعنے مغل و ترک کی قدر بڑہگئی
دکنی معرض زوال مین رہے۔ اسوجہ سے دکنی اور حبشیون کے دلون مین حسد و بغض کی آگ
مشتعل ہوئی۔ دل پسند خان نے اسبات کی بہت کوشش کی کہ بادشاہ دکنی اور حبشیونکو
اول کی طرح عہدہائے جلیلہ پر مامور کرے لیکن اُسکی کوشش مفید نہین ہوئی۔ آخر دکنیون
اور حبشیون نے باہم ملکے صلاح کی کہ بادشاہ کو قتل کرکے کسی اور شخص کو خاندان بہمنیہ سے
تخت نشین کرین۔ پس دکنیون نے قلعہ ارک کے تمام ملازمین و خادمین کو اس سازش مین شریک
کرلیا۔ چنانچہ فیلبان و کوتوال و پردہ دار و دربان وغیرہم کل متفق ہوگئے۔ صلاح و مشورے
کے بعد اکیس ۲۱ تاریخ ماہ ذیقعدہ ۸۹۲ھ ہجری کی رات کو ایک ہزار دکنی حبشی مسلح قلعہ مین داخل
ہوگئے۔ اور مغل و ترک کیلئے اندر سے دروازے بند کردئیے۔ براہ راست بادشاہ کے پاس
پہنچ گئے۔ اُسوقت محمود شاہ اپنے مقربین جلسہ کے ساتہہ عیش و عشرت مین مصروف تہا
بلحاظ حفظ جان شاہ برج پر چڑہ گیا۔ اسی فرار مین عزیز خان ترک اور دیگر چار غلام ترکی اور
حسن علیخان سبزواری اور سید مرزائے مشہدی الملقب بلّو خان مارے گئے۔
تاریخ نظامی و قطب شاہی کے مولفین نے لکہا کہ اس ہنگامہ فساد مین سلطان قلی مع دس
سلحدارون کے موجود تہا۔ اُسکے پانچ سلحدار باغیون کے مقابلہ مین مقتول ہوئے۔ اور
سلطان محمود شاہ کی جان بچ گئی۔ وہ شاہ برج پر پہنچ گیا۔ تمام قلعہ پر باغیون کا قبضہ ہوگیا

صرف ایک شاہ برج اور بادشاہ کا خاص حرم سرا باقی رہگیا۔ شاہ برج پر محمود شاہ کے ساتھہ
سلطان قلی اور چند مغل و ترک تھے جو بادشاہ کے ساتھہ ہم کاسہ و ہم پیالہ و ہم نوالہ رہتے تھے
انہین ترک و مغل سے ایک شخص قلعہ سے نکل کر چلا گیا۔ اور مغلون و ترکون کو خبر دی۔
فرہاد خان۔ قاسم برید۔ شیر خان اردستانی۔ محمود خان گیلانی۔ و کشور خان غلام خواجہ تین
چار سو ترکش بند ہمراہ لیکر قلعہ مین آئے۔ دروازے بند تھے بذریعہ کمند شاہ برج پر چڑھے
صرف آٹھہ آدمی تھے کہ اُنہون نے نعرے مارنا شروع کئے۔ دکنی سمجھے کہ تمام ترک قلعہ مین
پہنچ گئے۔ بزدلی کرکے فرار ہوگئے۔ چند آدمی قلعہ سے نکلے کہ دروازے پر اُنکو پچیس[٢٥] سلحدار
سبزواری ملے۔ آپسمین خوب لڑائی ہوئی۔ دکنی بہاگتے بہاگتے دروازے کے اندر داخل
ہوئے چاہا کہ دروازہ بند کرین۔ مگر سلحدارون نے بند کرنے نہین دیا۔ کشور خان یہہ خبر سنکے
مع ایک سو آدمی آیا۔ اور دروازے پر قبضہ کرلیا۔ اُسوقت بہی مغل و ترک بہت مارے گئے
آدہی رات تک شور و غوغا ہوتا رہا۔ جب آدہی رات کو چاند نکل آیا تب شاہی ملازمین
و خادمین غریبون کو غالب دیکھہ کے مغلون و ترکون کے طرفدار ہوگئے۔ دکنیون کو مارنے لگے
اور اُن کے گہرون کو جلادئے۔ پہر بادشاہ نے جہانگیر خان ترک کو جو ملک الموت کے لقب سے
مشہور تہا قلعے کے دروازہ پر مقرر کیا۔ اور خانجہان ترک کو شہر و بازار کی حفاظت پر
مامور فرمایا۔ اور اُن کے نوکرون کو شاہی اصطبل کے گہوڑے عطا کئے۔ صبح ہوتے ہی بادشاہ
تخت پر بیٹہا۔ اور دکنیون و حبشیون کے قتل عام کا حکم دیا۔ تین دن تک برابر قتل ہوتا رہا
ہزارون بندگان خدا بیگناہ قتل کئے گئے۔ وہی بیچارے بچ گئے۔ جو معرکہ سے فرار ہوگئے تھے

کسیکی مجال نہ تھی کہ بادشاہ سے سفارش کرے۔ آخر تیسرے دن شاہ محب اللہ کی اولاد سے
کسی بزرگ نے نہایت عاجزی سے شفاعت کی۔ تب قتل موقوف ہوا۔ اس قتل عام
مین ہزارہا جانین تلف ہوئین۔ پہر محمود شاہ نے اس آفت آسمانی سے محفوظ رہنے کی
خوشی مین ایک جشن عالیشان منعقد کیا۔ چار روز تک شہر کے کوچہ و بازار مین روشنی
ہوتی رہی۔ ناچ و رنگ خوب ہوئے۔ عراقی و خراسانی و دہلوی و لاہوری و دکنی۔ گوتے
اور سازندے جمع ہوئے تہے۔ اور لولیان ہند و عجم بہی موجود تہین۔ اور شاہ برج کے قریب
جسکو وہ اپنے لئے مبارک خیال کرتا تہا۔ ایک ایسا محل عالیشان تعمیر کرایا جسکی صفت مین
اشعار ذیل کا مضمون صادق آتا ہے۔ اشعار یہہ ہین

نظم

این گلستان ست یا صحن ارم یا بوستان | این شبستان ست یا بیت الحرم یا آسمان
آسمانست این و لیکن آسمانے برقرار | بوستان ست و لیکن بوستانے بیخزان
چون سموات البروج و چون ارم ذات العماد | چون جنان ذات السرور و چون حرم ذات الامان

مکان عالیشان کے تیار ہونے کے بعد صبح سے شام تک اسی عشرت منزل مین عیش و نشاط
کے جلسے کرتا تہا۔ جب بادشاہ عیش پسند کی عیاشی و خوش باشی کی شہرت ہوئی تو ہندو
ستان سے ارباب نشاط دکن مین آئے اور بادشاہ کے دربار مین جمع ہوئے۔ اور اسیطرح قصہ خوان
و شعرا و ندما بہی بادشاہ کے مصاحب ہم نوالہ و ہم پیالہ ہوئے۔ احمد آباد بیدر رشک ایران
و توران ہوا۔ دار الخلافہ کے خورد و بزرگ نے بمصداق الناس علے دین ملوکھم
اسی شغل کو اختیار کیا۔ جب حکام اطراف نے بادشاہ کی حالت حسب دلخواہ دیکہی ہر ایک

اپنے اقتدار و اختیار کو بڑہانے لگا۔ حکام کے اقتدارات اسقدر بڑہ گئے جو کوئی انسے موافق ہوا معزز ہو گیا۔ جس نے خلاف کیا معزول ہو گیا۔ تہوڑے زمانہ مین مملکت تلنگانہ و احمد آباد بیدر کے کوئی ملک بادشاہ کے تصرف مین نہین رہا۔ تمام ممالک کے صوبہ دار خود مختار ہو گئے لیکن تمام بجز ملک احمد بحری ظاہراً بادشاہ کی اطاعت کرتے تہے۔ اُنکی اطاعت یہہ تہی کہ جب بادشاہ طرفدارون کو کسی مہم کے لئے بلائے تو مع جمعیت آتے اور بادشاہ کی رفاقت مین رہتے۔ جب بادشاہ مراجعت کا قصد کرتا تو بادشاہ سے رخصت ہو کے اپنی اپنی ولایت مین چلے جاتے۔ اور زمانہ سفر مین بادشاہ کی مجلس مین حاضر نہین ہوتے تہے۔ ملک احمد بحری نے اکثر بادشاہی لشکر کو شکست دی۔ کسی سفر مین بادشاہ کا ہمرکاب نہین ہوا اور شہر احمد نگر کی بنا رکہی۔ اور شاہانہ طرز اختیار کیا۔ اور یوسف عادل خان و فتح اللہ عماد الملک کے پاس سفیر بہیجا اور خطبہ و سکہ وغیرہ لوازم شاہی کی بابت کہلا بہیجا کہ ہم آپ باہم اتفاق کر کے بادشاہی کا اظہار کرین اور پردہ سے برآمد ہو کے ظاہراً شاہی نوبت بجائین۔ بناءً علیہ تینون حضرات نے ۸۹۵ھ ہجری مین محمود شاہ کا نام خطبہ سے نکال کے اپنا نام درج کیا۔

قاسم برید کا خود مختار ہونا

۸۹۷ھ ہجری مین قاسم برید ترک سرنوبت نے منصب وکالت اور دار السلطنت کی طرفداری حاصل کر کے قصبہ قندہار و اوسہ و اودگیر و کلیانہ کو اپنی جاگیر مین مقرر کیا۔ اور چاہا کہ حسب قدرت قلعجات ان پرگنات مین ہین انکو بہی اپنے تصرف مین لائے۔ لیکن بادشاہی

قلعداروں نے قلعوں کے دینے مین انکار کیا۔ برید نے قلعداروں کے انکار
کو سمجہا کہ یہہ انکار بادشاہی کی تحریک سے ہوا ہے۔ پس بادشاہ کی اطاعت سے منحرف ہوا۔ اور
قلعجات کی تسخیر پر متوجہ ہوا محمود شاہ نے اسکی مدافعت کیلئے لشکر مقرر کیا۔ برید نے بادشاہی
لشکر کو شکست دی۔ اور قریب تہا کہ بادشاہ کو بیدر سے خارج کرے۔ یکایک دلاور خان
حبشی جو نظام الملک بحری کے خوف سے ۸۹۱ سنہ ہجری مین برہانپور چلا گیا تہا اُسوقت ۸۹۷ سنہ ہجری
مین مع جمعیت بیشمار دار الخلافہ مین آیا۔ حسب الحکم بادشاہ قاسم برید کی مدافعت مین مشغول ہوا
قاسم برید کو ایسی شکست کہ وہ گولکنڈہ کیطرف فرار ہو گیا دلاور خان حبشی اُسکے تعاقب مین
دوڑا ارادہ کیا کہ اسکی فوج کو درہم برہم کرے۔ اسی اثنا مین کولاس کے اطراف مین دلاور خان
کا ہاتی مست سرکشی کرنے لگا۔ فیلبان کے ہاتہہ سے رہا ہو کے اکثر سپاہیوں کو ہلاک کیا
کسی کے قابو مین نہین آتا تہا۔ اسلئے دلاور خان اپنے ہاتہہ مین نیزہ لیکر ہاتی
کے طرف متوجہ ہوا۔ ہاتی نے اُسپر حملہ کیا۔ تمام لشکری فرار ہوئے۔ دلاور خان ہاتی کے
سونڈ مین گرفتار ہو کے ہلاک ہوا۔ یہہ واقعہ ۸۹۷ سنہ ہجری مین واقع ہوا۔ قاسم برید نے
دلاور خان کے واقعہ پر مطلع ہو کے دار السلطنت مین مراجعت کی۔ اور اُسکے تمام
شاہی اسباب پر قابض ہوا۔ اور تکبر کرنے لگا۔ محمود شاہ گہبرایا۔ بمقتضائے وقت حسب دستور
دکن اُسکے عفو گناہ و منصب وکالت کا قولنامہ اُسکے پاس بہیجا۔ قاسم برید مع جمعیت
دار الخلافہ مین آیا۔ مسند وکالت و میر جملگی پر ایسا جما اور ایسا مستقل ہوا کہ سلطان محمود
برائے نام بادشاہ رہا۔ مورخین برید کی سلطنت کی ابتدا اسی سال سے شمار کرتے ہین

روز بروز اُسکا استقلال بڑہتا گیا۔

رائے بیجانگر اور بہادر گیلانی کا حملہ قاسم برید کی ترغیب سے بیجاپور پر

نظامی کے مولف نے لکہا کہ قاسم برید طرفداران سلطنت بہمنیہ مین یوسف عادل خان کو بلحاظ جرأت وکثرت جمعیت مغل و ترک اپنا مرد مقابل سمجہتا تہا۔ اور اسکو یہی کہٹکا لگا رہتا تہا۔ کہ بجز عادل خان میری مستقل حکومت وخود مختاری مین مانع ومزاحم نہین ہوگا۔ بناءً علیہ اس بات پر مستعد ہوا کہ عادل خان کی قوت کو کمزور کرنا چاہیے پس رائے بیجانگر کو لکہا کہ فی الحال یوسف عادل خان نے بادشاہ سے بغاوت کرکے اپنے نام کا خطبہ وسکہ جاری کیا ہے اگر آپ مدد کرکے اسکو دفع کرین تو رائچور و مدکل کا کل تعلقہ آپ کو دیا جائیگا۔ اُسوقت مین راجہ خورد سال تہا مگر اسکا وزیر تیمراج ہوشیار و مختار تہا۔ وزیر تجربہ کار کی توجہ سے بیجانگر کی حالت بہ نسبت سابق درست ہوگئی تہی۔ بدستور قدیم قوت پیدا ہوگئی تہی۔ تیمراج نے حسب تحریک قاسم برید فوج جرار یوسف عادل شاہ کے ملک پر بہیجدی۔ راجہ کا لشکر تاخت و تاراج کے بعد رائچور و مدکل پر متصرف ہوگیا۔ اور بہادر گیلانی حاکم گوا بہی اس زمانہ مین حکمرانی وملک کشائی مین ترقی کررہا تہا بندر دابل و کلہر و پنالہ و کولاپور و بلگوان و مرج وغیرہ اُسکے قبضہ مین تہے۔ اسکی فوج تخمیناً بارہ ہزار سوار و پیادے بیشمار تہے۔ جزیرہ جہائم جو شاہان گجرات کے قبضہ مین تہا اُسپر بہی قابض ہوگیا تہا۔ جب محمود شاہ بیکرہ گجراتی نے اسکی مدافعت کے لئے کمال خان و صفدر خان کو براہ دریا روانہ کیا تو ان کو شکست دیکر مقید کرلیا۔ اور تمام

اسباب شاہی لوٹ لیا۔ وہ احمد نظام الملک بحری و یوسف عادل خان کو اپنے مقابلہ مین حقیر سمجہتا تہا۔ قاسم برید نے اسکوبہی یوسف عادل خان کے برخلاف ورغلایا۔ بہادر گیلانی حیلہ و اشارہ کا منتظر تہا فوراً یوسف عادل خان کے قلعہ جام کہنڈی پر حملہ کیا۔ تہوڑی ہی کوشش و کشمکش مین قابض ہوگیا۔ اور ارادہ کیا کہ یوسف عادل خان کو بیجاپور سے خارج کرے یوسف عادل خان کو اسقدر طاقت نہین تہی کہ بیجانگر کے راجہ و بہادر گیلانی سے مقابلہ کرسکے اس لئے یوسف عادلخان بہت مضطرب الحال ہوا۔ اور اسکے مصاحبین نے یقین کیا کہ اب یوسف عادلخان کی تباہی کا وقت آگیا ہے حفظ جان کا لحاظ کرنا چاہیئے جسطرح ممکن ہو فرار کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔ یوسف نے متوکلاً علی اللہ مصاحبین کی رائے سے اتفاق نہین کیا۔ اپنی حسن تدبیر سے والی بیجانگر کو وہ علاقہ جو ان کے لشکر نے فتح کرلیا تہا اُن کے سپرد کردیا۔ بیجانگر والے ملک مفتوحہ پر قابض ہوکے اپنے ملک کو واپس ہوگئے۔ اور بہادر گیلانی کو جبراً بزور شمشیر اپنے ملک سے نکالا لیکن قلعہ جام کہنڈی کو چہوڑدیا۔ اور اطمینان سے بدستور حکمرانی مین مشغول ہوا۔

ملک احمد نظام الملک کا حملہ ملک اشرف سرلشکر دولت آباد پر

مآثر برہانی کے مولف نے لکہا کہ ملک احمد نظام الملک بحری نے ۸۹۶ ہجری مین زندراجپوری کی تسخیر کے لئے کوکن پر حملہ کیا۔ دس بارہ مہینے تک محاصرہ کرکے اسکو فتح کرلیا۔ پہر عزم جزم کیا کہ دولت آباد کو بہی قبضہ کرنا چاہیئے۔ لیکن اسکا لینا مشکل تہا اسلئے کہ ملک اشرف و ملک وحید نے وہان کا انتظام عمدہ طرح سے کیا تہا مخالف کے مدافعت کیلئے جو سامان و آلات جنگ

فراہم کرلئے تھے۔ دولت آباد کے مرہٹہ و رہزنون کا پورا استیصال کردیا تھا۔ جلد سلطان پور و نندربار مین بگلانہ تک کوئی سرکشی نہین کرتا تھا۔ سب رعایا خوشی و آرام سے زندگی بسر کرتے تھے۔ تمام رعایا خوش اور ملک آباد تھا۔ ملک اشرف و ملک وحید دونون بھائی ملک حسن کے احسانات یاد کرکے احمد نظام الملک سے دوستانہ برتاوار کہتے تھے۔ اسی وجہ سے احمد نظام الملک نے دندا راجپوری کے فتح کے بعد اپنی بہن بی بی زینب کو ملک وحید سے منسوب کردی ایک ہی سال مین اُس سے ایک بیٹا پیدا ہوا۔ لیکن جب ملک اشرف نے دیکھا کہ ملک وحید و احمد نظام الملک مین دوستانہ بڑہ گیا ہے ممکن نہین کہ ملک وحید کے بعد یہہ حکومت مجکو ملے اسلئے اُس نے اپنے بھائی کو ملازمین کے توسل سے قتل کرایا۔ اور اُسکے بعد نظام الملک کے ہمشیرزادے کو زہر دیدیا۔ پس اسکو احمد نظام الملک سے انتقام کا اندیشہ ہوا تو احتیاطاً اُس نے حکّام خاندیس و برار سے دوستی پیدا کرلی۔ اور محمود شاہ بیکرہ گجراتی کے پاس تحائف و عرائض بھیجے۔ جب بی بی زینب جنیر مین اپنے بھائی کے پاس آئی اور اس نے اپنے شوہر مقتول کے انتقام کے لئے شور و غل مچائی۔ تو احمد نظام الملک۔ فوج ہمراہ لیکر دولت آباد مین آیا اور حملہ کی تیاری کی اور قصبۂ ٹیکا پور کے قریب باغ نظام مین فرودکش ہوا۔ یہہ واقعہ ۸۹۹ھ ہجری مین واقع ہوا ہے۔

یوسف عادل خان کا حملہ قاسم برید پر

فرشتہ و نظامی کے مولفین نے لکھا کہ جب یوسف عادل خان نے بیجا نگر و بہادر گیلانی کے معاملہ سے فراغت حاصل ہونیکے بعد قاسم برید سے انتقام لینے کی فکر کی خود مع جمعیت

آٹھہ ہزار سوار مغل و ترک بیدر کے طرف روانہ ہوا۔ قاسم برید نے بہی مدافعت و مقابلہ کی تیاری
کی۔ اور احمد نظام الملک کے پاس تاج الدین دکہنی اور دیوداس پنڈت کو بہیجکر امداد
و کمک طلب کی اور لکہا کہ اگر آپ اسوقت یوسف عادل خان کی مدافعت مین میری
مدد کرینگے تو مین آپکا ممنون منت و مرہون احسان ہونگا۔ اور دولت آباد کے محاصرہ مین
آپکو کامل مدد دونگا۔ نظام الملک خواجہ جہان حاکم پرینڈا کو ہمراہ لیکر قاسم برید کی مدد
کے لئے روانہ ہوا۔ اور دولت آباد کے ارادہ کو فسخ کیا۔ بیدر سے پانچ کوس کے فاصلہ پر
فریقین کا مقابلہ ہوا۔ قاسم برید اس معرکہ مین محمود شاہ کو ہمراہ لایا تہا۔ قلب مین
بادشاہ اور میمنہ پر احمد نظام الملک اور میسرہ پر خواجہ جہان اور اُسکا بہائی ثابت قدمی
کے ساتہہ جنگ و جدال کی داد دیرہے تہے۔ اور امیر برید بن قاسم برید ایک ہزار سوار
ہمراہ لیکر مدد کیلئے مستعد کہڑا تہا۔ یوسف عادل خان کی صف بندی بہی اسطرح تہی کہ
میمنہ پر دریا خان۔ اور میسرہ پر فخر الملک ترک اور غضنفر بیگ برادر رضاعی یوسف عادلخان
ایک ہزار مغل تیر انداز لئے ہوئے امداد کیلئے الگ کہڑا ہوا تہا۔ باہم جنگ شروع ہوا۔
یوسف عادلخان و دریا خان نے مخالف کو شکست دی مگر نظام الملک بحری نے یوسف عادلخان
کے میسرہ کو بہت نقصان پہونچایا فخر الملک خانجہان زخمی ہوکے فرار ہوگیا۔ یوسف عادلخان
نے چاہا کہ نظام الملک سے مقابلہ کرے لیکن غضنفر بیگ نے منع کیا کہ ہمارا مقصود قاسم برید کو
شکست دینا تہا وہ مقصود حاصل ہوگیا۔ اب لڑنا بیفائدہ ہے۔ پہر یوسف عادلخان اور
نظام الملک مین باہم پیغام وسلام ہوئے اور دونون اپنے اپنے ملکون کو لوٹ گئے۔ علی بارہ کے

مولف نے لکھا کہ یہہ لڑائی نلدرک کے اطراف مین ہوئی تھی اور احمد نظام الملک لڑائی مین
موجود نہین تہا۔ بلکہ خواجہ جہان اس کے طرف سے امداد کے لئے آیا تہا۔ قاسم برید کو فتح ہوئی
اور یوسف عادل خان کو شکست۔ آخر یوسف عادل خان نے احمد نظام الملک و بہادر گیلانی سے
صلح کرلی تہی۔ انتہی کلامہ

محمود شاہ والی گجرات کا محمود شاہ بہمنی کو بہادر گیلانی کی شکایت لکھنا

فرشتہ نے لکھا کہ سنہ ۸۹۹ ہجری مین سلطان محمود شاہ گجراتی نے سید ہاشم تبریزی کو سفارۃً
محمود شاہ بہمنی کی خدمت مین مع ایک خط بہیجا۔ اور خط کا مضمون یہہ تہا کہ بہادر گیلانی نے
جو آپکے امرا کے طبقہ مین ہے اور دریا کے کنارہ کو تفرقہ مین رکہتا ہے۔ سوداگران گجرات کے جو بیس
جہاز مال و اسباب سے بہرے ہوئے لوٹ لیا۔ اور یاقوت خان حبشی کو مع دوسو جہاز جزیرہ مہائم پر
بہیجا۔ اور تمام جزیرہ کو تاخت و تاراج سے ویران و برباد کیا۔ اور رعایا کو بہت ستایا۔ اور اب
چاہتا ہے کہ دریا کے رستہ سے بندر سورت پر جو ہمارے قبضہ مین ہے حملہ کرے۔ اگر مین لشکر گجرات
کو اسکی سرکوبی و گوشمالی کے لئے خشکی کے رستہ سے بہیجتا ہون تو آپکا ملک رستہ مین ہے لشکر گجرات
کے گذرنے سے ملک دکن مین خرابی و پائمالی واقع ہوگی۔ بجز خرابی بہادر تک پہنچنا ممکن نہین ہے
اور اگر دریا کے رستہ سے بہیجون تو فوج جرار کا بہیجنا دشوار ہے۔ اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ
آپ اُسکی مدافعت مین کوشش کرین۔ اگر آپ اسکی مدافعت نکر سکین تو مجکو مطلع فرمائیے کہ
مین کسی اپنے معتمد سپہ سالار کو بہیجکر اسکو نیست و نابود کرون۔ سلطان محمود شاہ بہمنی سلطان
گجراتی کے پیغام سے بہت رنجیدہ ہوا۔ اور جوش غضب سے قاسم برید کو ہمراہ لیکر بہادر گیلانی کی

مدافعت کیلئے فوج کشی کی۔ اور طرفداران دکن سے استمداد کی۔ یوسف عادل خان نے بسر کردگی
کمال خان دکنی پانچ ہزار سوار بہیجدئے۔ اور ملک احمد نظام الملک نے بہی بسر کردگی مبارز خان
بن خواجہ جہان ترک پانچ ہزار سوار روانہ کئے۔ اور اسیطرح فتح اللہ عماد الملک نے بہی ایک
سردار کے ساتہہ تہوڑے لشکر کے ساتہہ کمک کی۔ سلطان محمود شاہ بہمنی نے بہادر گیلانی
کے نام سے ایک فرمان بہیجا۔ اور اسمین لکہا کہ کمال خان و صفدر خان امرائے گجرات کو
مع مال و اسباب ہمارے پاس بہیجدو۔ جب بہادر گیلانی کو معلوم ہوا کہ بادشاہ کا خدمتگار
فرمان لئے ہوئے آتا ہے تو راہداروں کو حکم دیا کہ اُسکو قصبۂ مرج سے آگے بڑہنے ندین۔

محمود شاہ بہمنی کا بہادر گیلانی پر فوج کشی کر کے اُسے قتل کرنا

جب محمود شاہ بہمنی کو بہادر کی سرکشی معلوم ہوئی۔ اور لشکر کمک بہی جمع ہو گیا۔ تو فوراً
بادشاہ اسکی مدافعت کیلئے روانہ ہوا منازل طی کرتے ہوئے قلعہ جام کہنڈی مین پہنچا
اور قلعہ کی فتح کے لئے قطب الملک کنی طرفدار تلنگ کو مامور فرمایا۔ قطب الملک نے حسب الحکم
قلعہ کا محاصرہ کیا۔ بہادر گیلانی کے سپاہ جو قلعہ مین تہے برج پر چڑہکے مقابلہ کرنے لگے۔ یکایک
محصورین قلعہ کا ایک تیر قطب الملک دکنی کے سینہ پر لگا کارگر ہوا۔ اُسیوقت فوت ہوگیا
محمود شاہ نے مقتول کا تابوت نہایت توقیر کے ساتہہ دار السلطنت بیدر بہیجدیا۔ اور اسکا لقب قلی
خواص خان ہمدانی کو قطب الملک خطاب دیکر قصبۂ کونکیر و ورکی وغیرہ پرگنات تلنگانہ سے
جاگیر مین عطا کئے۔ چند روز کے محاصرہ مین اہل قلعہ نے بوعدہ امان قلعہ محمود شاہ بہمنی کے
حوالہ کر دیا۔ بادشاہ نے قلعہ یوسف عادل شاہ کے سردار کمال خان کے سپرد کیا اور قلعہ منکلیر کیطرف

متوجہ ہوا۔ بہادر گیلانی قلعہ مین سکونت پذیر تہا۔ ابہی بادشاہی لشکر قلعہ مین نہین پہنچا تہا
کہ بہادر وہان سے فرار ہو گیا۔ بادشاہ نے اس قلعہ کو تین روز مین فتح کر لیا۔ مگر یہان کے
اکثر محصورین بہاگ کے قلعہ مرچ مین قیام پذیر ہو گئے تہے۔ محمود شاہ قلعہ مرچ مین پہنچا
قلعہ والے باہر نکل آئے لڑائی خوب لڑکے قلعہ مین داخل ہو گئے۔ قاسم برید نے قلعہ کا محاصرہ
کیا۔ اور یہہ صلاح قرارداد ہوئی۔ کہ نقب لگا کر قلعہ کا پانی خندق مین سے آئین تاکہ اہل قلعہ
قلت پانی سے تنگ و عاجز ہو جائین۔ اور قلعہ کے برجون کے مقابلہ مین باہر بہی برج
قائم کرین۔ تاکہ اہل قلعہ پر تیر برسائین قلعدارون نے بشرط امان قلعہ دیدیا۔ بادشاہ بہمنی نے
اہل قلعہ کو حسب وعدہ امان دیا۔ اور قاسم برید نے سپاہ مغل و ترک کے گہوڑے اور ہتیار چہین لیے۔ اور بادشاہ
کے طرف سے حکم سنایا جو شخص نوکری کرے اسکو حسب حیثیت تنخواہ جاگیر عطا کیجائیگی۔ اور جو
شخص بہادر کے پاس جائے اسکو جانے کی اجازت دو۔ بہادر کے سپاہی بادشاہی حکم سنکے بولے
کہ ہم کس منہ سے بہادر کے پاس جائین قلعہ و ہتیار و گہوڑے آپکو دیدئے اس جانے سے ہمارا مرنا
بہتر ہے ہمین آپ قتل کرائے۔ سلطان محمود شاہ بہمنی کو انکا اخلاص بہت پسند آیا
حکم دیا کہ تمام کو گہوڑے و ہتیار دیکے بہادر گیلانی کے پاس روانہ کرین پہر بادشاہ بہمنی مرچ سے مع
جمعیت پارہ مین گیا۔ اُسوقت مین بہادر گیلانی کے دوستون نے جو محمود شاہ کے لشکر مین
تہے بہادر کو لکہا کہ بادشاہ تجہپر مہربان ہے۔ اگر تو پیشکش بہیجکے معذرت کریگا تو بادشاہ یہ ملک
تجہہی کو دیکر مراجعت کریگا۔ اسنے انہین نصیحت پر عمل کیا۔ خواجہ نعمت اللہ کو بادشاہ کی
خدمت مین بہیجا و عذر خواہی کی حسن اتفاق سے جس روز کہ نعمت اللہ وہان پہنچا اُسیدن

ستائیسوین رجب سنہ مذکور مین بادشاہ کو فرزند سعادتمند پیدا ہوا اُسکا نام احمد کہا گیا
بادشاہ نے میلاد فرزند کی بہت خوشی منائی - اور ولادت کو خواجہ نعمت اللہ کے قدوم
میمنت لزوم سے منسوب کیا - اور اس بہانہ سے بہادر گیلانی کا قصور معاف کیا - خواجہ نعمت اللہ
نے بہادر کو لکہا کہ جلد چلے آؤ - بادشاہ نے آپ کی درخواست منظور کرلی ہے - بادشاہ بہمنی و
قاسم برید کو یہہ منظور نہین تہا کہ بہادر کو تباہ کرین کیونکہ وہ جانتے تہے کہ بہادر کے تباہ
کرنے مین ہمکو کچہہ فائدہ نہوگا - اور ہمارے نئے عہدے دار مقرر کئے ہوئے اس ملک کو
جو دار الخلافہ سے فاصلہ پر ہے احمد نظام الملک یوسف عادل خان جیسے زبردست
ہمسایون سے نہین بچا سکتے - مگر بہادر نادان بادشاہ کی معافی کو کمزوری پر محمول کر کے
بادشاہ کے پاس نہین آیا - اسلئے محمود شاہ مقام پایزہ سے کلہر گیا - یہان بہادر گیلانی نے
ایک قلعہ سنگین بنایا تہا - محمود شاہ اس قلعہ پر بہی قابض ہو گیا - جب ملا شمس الدین
طارمی نے جو بہادر کے طرف سے بندر دابل کا حاکم تہا - سُنا کہ بادشاہ بہمنی بہادر کے قلعون و
شہرون پر قابض ہو رہا ہے تو محمود شاہ کی خدمت مین حاضر ہوگیا - اب بہادر کی بہادری دلیری سے
بیدل ہوا - اور قلعہ پنالہ مین پناہ لینے گیا - محمود شاہ نے خیال کیا کہ قلعہ پنالہ کی کشائش
مین دیر ہوگی بنائے علیہ کہولا پور کے طرف متوجہ ہوا - کہ وہان سے بندر دابل کی سیر کرے
بہادر نے پنالہ کو چہوڑ دیا اور کہولا پور مین آیا کہ بادشاہ کو روکے لیکن خوف زدہ ہو کے
فرار ہو گیا - اُسوقت ہمراہیون نے اسکی حالت دیکہکر اسکی رفاقت ترک کی - فراریون
مین سے چند آدمی بادشاہ کے ملازم ہو گئے - اور بعض یوسف عادل خان کے پاس چلے گئے

پہر بادشاہ بہمنی نے قاسم برید و خواجہ جہان دکنی حاکم پرینڈہ اور عین الملک و مینا خان
سر لشکر نظام الملک کو قلعہ پنالہ کے ضبط کرنے کیلئے بہیجا تاکہ وہ پہر پنالہ مین نہ پہنچے۔ بارش
شروع ہونیکی وجہ سے کہولاپور مین سکونت پذیر ہوا۔ اب بہادر کی کمر توٹ گئی۔
عاجز و لاچار ہوگیا۔ پہر خواجہ نعمت اللہ تبریزی اور خواجہ مجد الدین کو مع عرضداشت
بہیجا کہ اگر قولنامہ بمہر خاص و بدستخط قاسم برید بہیجے تو مین خدمت اقدس مین حاضر ہوتا ہون
واقع مین محمود شاہ و قاسم برید کو ملک گیری مقصود نہین تہی فوراً قولنامہ بہیجا۔ اور زیادہ
اطمینان کے لئے خواجہ کے ہمراہ مشرف العمل صدر جہان و زین الدین حسن قاضی کو بہی روانہ کیا
ہمراہان بزرگ ایک نالہ پر ٹہیر گئے۔ خواجہ نعمت اللہ نے جاکر بہادر سے سب کیفیت بیان کی
مگر اُسکی رائے راہ راست سے منحرف ہوگئی۔ اور قطب الملک و قدم خان نے اسکو سمجہایا مگر اُس نے
انکی تعظیم و تکریم مین کوتاہی نہین کی مگر اُنکی نصیحت نہین سُنی۔ صدر جہان اور قاضی نے بہی
اُسکو سمجہایا مگر اسکو قاسم برید سے زیادہ خوف تہا۔ خوف کے سبب دربار مین نہین آیا۔ بلکہ
کہلا بہیجا اگر بادشاہ مرج کو چلا جائے اور خواجہ پنالہ سے برخاست کرے تو مین حاضر ہوتا ہون
محمود شاہ نے اسکی دورنگی حالت دیکہہ کے خواجہ جہان کو اسکی تنبیہ کیلئے مقرر کیا۔ اور
قطب الملک کو پنالہ کی طرف بہیجا۔ تاکہ بہادر وہان داخل نہ ہوئے۔ پس بہادر دو ہزار سوار
و دو ہزار پیادے اور آلات حرب و ضرب جمع کرکے خواجہ کا مقابل ہوا نہایت سخت لڑائی
ہوئی۔ عین معرکہ جنگ مین ایک تیر بہادر کے پہلو پر لگا اور وہ فوراً مر گیا۔ زین خان
یا مینا خان نے اسکو نیزہ مارکر زمین سے گرایا اور خواجہ نے اسکا سر تن سے جدا کرکے

کاٹ ڈالا اور بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے خواجہ پر بڑی عنایت کی اور اسکے صلہ مین خلعت خاصہ وغیرہ و کمر مرصع و اسپ تازی اور ایک ہاتی دیکر اسکے خطاب مین لفظ مخدوم کا زیادہ کردیا۔ پہر بادشاہ پنالہ مین آیا اور ملک الیاس المخاطب عین الملک کنعانی کو بندر گوا اسلیئے بہیجا کہ ملک سعید بہادر کے بہائی کو تسلی و دلاسا دیکے بہادر کے تمام مال و اسباب شاہی کیساتہہ بادشاہ کی خدمت مین لائے اب محمود شاہ نے بہادر گیلانی کی تمام جاگیرات کو عین الملک کنعانی کے تفویض کیا۔ اور حکومت بہی اسیکے حوالہ کی اور خود بادشاہ مع قاسم برید بندر دابل گیا۔ اور دریا کی سیر کرکے دار السلطنت مراجعت کی۔

مراجعت محمود شاہ بہ بیدر براہ بیجاپور اور گجراتی سفیرون کی رخصت

جب محمود شاہ ثانی بہادر گیلانی کے معرکہ سے فیروزی و کامیابی کے ساتہہ فارغ ہوا تب دار السلطنت بیدر کیطرف مراجعت کا ارادہ کیا۔ مع جمعیت و اسباب شاہی قلعہ پنالہ و دابل سے روانہ ہوا۔ جب[1] راستہ مین بیجاپور کے قریب پہنچا تو یوسف عادل خان نے غضنفر آغا کو مع دیگر امرائے دولت بادشاہ کی خدمت مین بہیجا۔ اور بیجاپور مین تشریف آوری کی درخواست کی۔ بادشاہ نے عادل خان کی درخواست خوشی سے منظور کی۔ قاسم برید کے مشورے و صلاح سے لشکر کو بیدر روانہ کردیا۔ اور آپ چند مصاحبین خاصہ خیل کے ساتہہ بیجاپور مین آیا یوسف عادلخان نے نہایت اعزاز و اکرام کے ساتہہ استقبال کیا۔ اور بادشاہ کو قلعہ ارک مین اوتارا اور وہان وہ محل خاص بادشاہ کے لئے مقرر کیا جسکا نام گگن محل تہا۔ بادشاہ کی دعوت شاہانہ نہایت عظمت و شان سے کی اور بیشمار تحائف نفائس پیش کئے۔ اور بقول فرشتہ بادشاہ بہمنی کو

[1] بقول تاریخ بیجاپور ۱۲

خواجہ محمود گاوان کے کالا باغ مین اعزاز واکرام سے اوتارا۔ محمود شاہ نے تحائف سے صرف
ایک ہاتی انتخاب کرلیا۔ اور باقی تحائف واپس کرکے خفیہ پیغام بہیجا کہ اگر مین یہہ تحائف لیجاونگا
تو قاسم برید اپنے تصرف مین لائیگا۔ بناءً علیہ آپ ماننا اپنے پاس کہین۔ اور مجہکو قاسم برید کے
ہاتہہ سے رہا کیجئے۔ بعد ازان میرے پاس روانہ کرنا۔ یوسف عادل خان نے جواب مین کہلا بہیجا کہ
یہہ کام بغیر کمک احمد نظام الملک و فتح اللہ عماد الملک ممکن نہین ہے۔ آپ دار الخلافہ
تشریف لیجائیے مین دونون کو متفق کرکے اسکا بندوبست کرونگا۔ بادشاہ بہت خوش ہوا
اور عادلشاہ نے خفیہ محمود شاہ کو پانچ ہزار ہون نذرانہ دئیے۔ قطب الملک ہمدانی و قاسم برید کو بہی
تحائف دیکے رخصت کیا۔ پس محمود شاہ بہمنی دو ہفتہ کے بعد بیدر مین پہنچا۔ اور قاسم برید کی
صلاح سے محمود شاہ گجراتی کے سفیرون کو عربی گہوڑے اور زر نقد مرحمت کرکے رخصت کیا
اور گجراتی کے لئے پانچ من موتی بوزن دہلوی و پانچ ہاتی و ایک خنجر مرصع برسم سوغات بہیجا
اور کمال خان وغیرہ ملازمین گجراتی کو جو بہادر کے قیدخانہ مین تہے مع بیس جہازات
غارت کردہ بہادر روانہ کیا۔

دستور دینار کی سرکشی اور اُسکا انجام

فرشتہ نے لکہا کہ دستور دینار خواجہ سرا حبشی مدت سے حسن آباد گلبرگہ کا سرلشکر تہا۔ دریائے
بہیورہ و تلنگانہ کے درمیان گلبرگہ و ساغر و ادگیر والند و گنجوٹی وغیرہ پرگنات پر
حکمرانی کرتا تہا۔ اور ان تمام علاقون پر قابض و متصرف تہا۔ اور قطب الملک کی طرفدار
ورنگل کے فوت ہونیکے بعد ملک تلنگانہ بہی اسکے سپرد کیا گیا تہا۔ اب دستور دینار کی قوت

و قدرت بہت ہی بڑہ گئی بجیاں باطل مدعی سلطنت ہوا۔ مگر محمود شاہ نے سلطان قلی
مخاطب خواص کو کوکن سے آتے ہی سنہ ۹۰۱ ہجری مین تلنگانہ کا طرفدار کیا۔ اور گولکنڈہ و
ورنگل کو جاگیر مین عطا فرمایا۔ اب دستور دینار کے پاس صرف گلبرگہ ہی رہا۔ چونکہ بہادر کی بغاوت
کے وقت اکثر منصبدار اُسکے ساتہہ ہوگئے تہے۔ اور اہل مناصب کی مدد سے اُسکی قدرت
بہت بڑہ گئی تہی۔ اسلئے بادشاہ کی خدمت مین یہہ مقدمہ پیش ہوا کہ اہل مناصب کیوجہ سے
امرائے دولت بغاوت پر مستعد ہوجاتے ہین۔ بناءً علیہ قاسم برید نے دستور دینار کی قوت
گہٹانے کیلئے گلبرگہ کے تمام اہل مناصب کو دستور دینار سے علیحدہ کرکے شاہی خاصہ خیل مین
شریک کردیا۔ اُس زمانہ سے کبہی اہل مناصب امرا کے طبقہ مین داخل نہین کئے گئے۔ شاہی
لشکر مین سلحدارون کیطرح رہتے تہے جو اہل مناصب سلحدارون مین شامل ہوتے تہے وہ بستی سے
پانصدی تک کے تہے۔ اُنکو سرگروہ و حوالدار بہی کہتے تہے۔ باقی پانصدی سے زائد امرا مین شمار
کئے جاتے تہے۔ فرشتہ نے لکہا کہ سید اشرف کہ عمر دراز یرینہ تہا مدت تک محمود شاہ بہمنی کی
خدمت مین رہا ہوا تہا مین نے اسکی زبانی سنا کہ سلطنت بہمنیہ مین بستی سے پانصدی تک
کو منصبدار کہتے تہے اور پانصدی سے زائد کو امرا مین سمجہتے تہے۔ انتہی کلامہ۔
فرشتہ کے روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ بہمنیہ سلطنت مین اہل مناصب کا درجہ بستی سے شروع
ہوتا تہا۔ اُسکا انتہا ڈہائی ہزار تک تہا۔ بعض کا قول کہ صدی سے شروع ہوتا تہا انتہا دو ہزار
تک الخ۔ فرشتہ کی روایت سے رد ہوتا ہے۔ علاء الدین حسن گنگوئے بہمنی کے زمانہ سے
محمود شاہ ثانی کے زمانہ تک کل اہل مناصب امرا کے زمرہ مین شریک رہتے تہے۔ بستی سے لیکر

ڈہائی ہزار تک امیر کہلاتے تہے۔ محمود شاہ کے عہد مین پانصدی سے زائد کو امیر کہتے تہے اس سے
کم منصبدار کو سرگروہ یا حوالدار اطلاق کرتے تہے۔ غرض دستور دینار کو گلبرگہ سے اہل مناصب کو
ہٹانا نہایت ہی ناگوار معلوم ہوا۔ عزیز الملک دکنی کے اتفاق سے بغاوت کا علم بلند کیا
ساتہہ آٹہہ ہزار حبشی و دکنی سوار و پیادہ فراہم کرکے مستعد جنگ ہوا۔ ماثر برہانی کے مولف نے
لکہا کہ دستور دینار نے جمعیت جمع کرنیکے بعد ملک احمد کو لکہا کہ یوسف عادل شاہ کی مدد سے
فتح اللہ عماد الملک صاحب خطبہ و سکہ ہوگیا۔ اگر آپ میری مدد کرین تو مین بہی صاحب سکہ
و خطبہ ہو جاؤنگا۔ چونکہ ملک حسن نظام الملک بحری دستور دینار کو اپنا فرزند سمجہتا تہا۔ بناءً علیہ
ملک احمد نے اسکی اعانت و مددگری منظور کی۔ پہر دستور دینار نے ان قصبات پر جنکا تعلق
دار الخلافہ سے تہا قبضہ کرلیا۔ اور قاسم برید کے دوستون کو وہان سے نکالدیا۔ اور اپنا خطبہ و سکہ
جاری کیا نعم کلامہ۔ بادشاہ نے دستور دینار کی سرکشی دیکہہ کے بمشورۂ قاسم برید یوسف عادل شاہ
سے استمداد کی۔ یوسف عادل شاہ اپنی قوت و طاقت پر اعتماد تمام رکہتا تہا۔ اور چاہتا تہا
کہ جسطرح ممکن ہو دستور دینار کے ملک پر قبضہ کرے۔ فوراً غضنفر بیگ آغا کو مع دیگر امرائے
معتبر روانہ کیا۔ اور بادشاہ کی خدمت مین لکہا کہ مین خود اسوجہ سے حاضر نہین ہوا کہ اگر مین
آتا تو ملک احمد بہی جانب مخالف کی امداد کیلئے آتا اور باہم جنگ و خونریزی کا بازار گرم ہوتا
اسی اثنا مین خبر آئی کہ خواجہ جہان ملک احمد کے حکم سے فوج لیکر دستور دینار کی مدد کیلئے آیا ہے
اور ملک احمد تیاری مین مصروف ہے اسلئے یوسف عادل شاہ بہی غضنفر بیگ کے ساتہہ
شامل ہوگیا۔ اور قاسم برید مع بادشاہ دستور دینار پر حملہ آور ہوا۔ دستور دینار حبشی و عزیز الملک

باتفاق تمام امرائے دکنی و حبشی قصبۂ جہندری کے قریب بادشاہ کے مقابل ہوئے ہ بیت

دو لشکر بہم بر کشیدند کوس　　　چو شطرنج از عاج و از آبنوس

محمود شاہ نے لڑائی کے وقت یوسف عادل شاہ و فخر الملک دکنی کو میمنہ پر اور قاسم برید اور اُسکے فرزند جہانگیر خان کو میسرہ پر مقرر فرمایا۔ اور قطب الملک ہمدانی کو مدد کیلئے رکہا دستور دینار کے پاس آٹہہ ہزار سوار و پیادہ ذاتی اور امدادی خواجہ جہان کے بارہ ہزار سوار تہے۔ فریقین مین سخت جنگ واقع ہوا۔ محمود شاہ کے میمنہ و میسرہ نے مخالف کے میمنہ و میسرہ کو پراگندہ و منتشر کر دیا۔ لیکن دستور دینار نے قلب لشکر پر حملہ کیا۔ بادشاہی لشکر کو تہوڑا سا نقصان پہنچایا پس ایسی حالت مین یکایک قطب الملک اپنی فوج لیکر آیا۔ اور دستور کی فوج مین کہلبلی مچا دی قتل و خونریزی کے بعد باغیون کو شکست ہوئی۔ دستور دینار زندہ گرفتار ہو گیا۔ قاسم برید نے بادشاہ سے اُسکے قتل کا حکم حاصل کیا۔ مگر یوسف عادل شاہ نے دیکہا کہ دستور کے قتل مین قاسم برید کو فائدہ ہوگا۔ اور اس کے ملک پر قابض ہو جائیگا۔ برید کی قوت بڑہ جائیگی۔ تو یوسف عادلشاہ نے بادشاہ سے سفارش کی کہ دستور دینار کا قصور معاف کیا جائے۔ اور ملک بدستور اوسپر بحال رہے بادشاہ نے معاف کیا۔ ملک بہی بدستور اُسکو عطا کیا۔ اس تدبیر سے دو فائدے ہوئے ایک قاسم برید کی قوت نہین بڑہی۔ اور ملک احمد سے کچہہ تنازع نہین ہوا۔ چونکہ بعض بُغات جمع باغی معرکہ سے بہاگ کے قلعہ ساغر مین متمکن و متحصن ہو گئے تہے۔ اسلئے بادشاہ وہان پہنچا۔ اور قلعہ کو محاصرہ کیا۔ بادشاہی سپاہ نے حملہ اول مین اولین قلعہ کو فتح کر لیا محصورین گہبرائے۔ چند روز کے بعد خواہان امن ہوئے۔ بوعدہ امن قلعہ بادشاہ کے حوالے کر دیا

بادشاہ نے قلعہ یوسف عادل خان کے سپرد کیا اور خود مع جمعیت دار الخلافہ کیطرف مراجعت کی

قاسم برید کے قبضہ سے محمود شاہ کی آزادی

فرشتہ وتحفۃ الملوک کے مولفین نے لکہا کہ سنہ ۹۰۲ ہجری مین یوسف نام غلام دکنی و تفرش خان دکنی و میرزا شمس الدین نعمت اللّٰہی وغیرہم نے باہم اتفاق کیا کہ قاسم برید کو قتل کرین تاکہ ہم کو اُسکے ظلم سے نجات ملے اور بادشاہ بہی اُسکے تسلط سے آزادی پائے۔ لیکن یہہ راز واقع ہونے سے اول فاش ہوگیا۔ قاسم برید نے فوراً واقعہ ہونے سے اول میرزا شمس الدین ویوسف غلام وغیرہم تمام کو قتل کیا۔ اور اُن شرکا کے قتل مین بہی کوشش کرنے لگا بادشاہ خود اس فتنہ کی آگ کو فرو کرنیکے لئے سوار ہوا۔ اور ترکون سے بہت ہی رنجیدہ ہوا ایک مہینہ تک اُنکا سلام نہین لیا۔ آخر بسفارش شاہ محب اللہ انکا قصور طوعاً وکرہاً معاف کیا۔ اور خود بدستور سابق غفلت و بیخبری کے عالم مین یعنے شراب و کباب و نغمہ چنگ ورباب مین مشغول ہوا۔ اس حالت سے اُسکی شان وشوکت ادنی و اعلی کے قلوب سے جاتی رہی

شاہزادے احمد خان کی خواستگاری یوسف عادل خان کی دختر بی بی ستی سے اور عادلخان کا گلبرگہ پر حملہ کرنا

فرشتہ نے لکہا کہ سنہ ۹۰۳ ہجری مین محمود شاہ نے ارادہ کیا کہ اپنے فرزند احمد چار سالہ کی نسبت یوسف عادلخان کی دختر بی بی ستی سے کرے بناءً علیہ معتمدین کے توسل سے خواستگاری کی۔ یوسف عادلخان نے قبول کیا۔ طرفین کے سفیرون کے توسل سے ایسا قرارداد ہوا کہ شادی کا جشن حسن آباد گلبرگہ مین منعقد کیا جائے اور عقد خوانی کے رسوم ادا کئے جائین

اس قرارداد کے بعد بادشاہ و یوسف عادل خان گلبرگہ مین آئے۔ اور جشن کی تیاری مین مصروف ہوئے۔ شہر گلبرگہ آرائش سے سجایا گیا۔ قطب الملک گولکنڈہ سے اور قاسم برید اوسہ سے اور فخر الملک پرینڈہ سے آئے اور جشن مین شریک ہوئے۔ مولوی عبد السمیع قاضی عسکر نے نکاح پڑہا اور یہہ قرارداد ہوا کہ جب لڑکی دس برس کی ہو جاے تو شاہزادہ کے پاس بہیجدی جائے۔ اس تقریب سے محمود شاہ کی غرض یہہ تہی کہ مجکو یوسف خان کی عانت سے قاسم برید کے شکنجہ سے آزادی ملے اور یوسف عادل خان کا مقصو یہہ تہا کہ گلبرگہ و النددو گنجوٹی و کلیان ہاتہہ آجائے۔ اور میری اور بادشاہ کی ولایت مین فاصلہ نرہے۔ اور دستور دینار کا ارادہ یہہ تہا کہ کنارۂ بہیورہ ندی تک عادل خان کا قبضہ رہے۔ اور حسن آباد گلبرگہ و انگیر تا حد تلنگانہ میرے قبضہ مین رہے۔ چنانچہ یوسف عادل خان نے محمود شاہ سے کہا کہ اگر آپ قاسم برید سے خلاصی چاہتے ہین تو گلبرگہ مجہے عطا کیجئے۔ مین یہان اپنی فوج رکہونگا۔ موقع کیوقت جلد دار الخلافہ مین پہنچکے قاسم برید کا کام تمام کردون گا۔ محمود شاہ نے کہا بہت اچہا۔ یوسف عادل شاہ نے دستور دینار سے گلبرگہ وغیرہ کی بابت تنازع شروع کردیا۔ باہم زدوکوب کی نوبت پہنچی۔ دستور دینار قاسم برید کے پاس پناہ پذیر ہوا۔ قاسم برید و یوسف عادل شاہ مین عداوت پیدا ہوی۔ اور قطب الملک ہمدانی ہم مذہب ہونیکی وجہ سے یوسف عادل شاہ کا طرفدار ہوگیا۔ قاسم برید گہبرایا امر اے جایگیر خواجہ جہان و دستور دینار النددرروانہ ہوے۔ یوسف عادل خان و ملک قطب الملک و ملک الیاس عین الملک جشن شادی کو موقوف کرکے اونکے تعاقب مین گئے۔ اور بادشاہ کو بہی ہمراہ لئے بزم کو رزم سے بدل ئے۔ گنجوٹی کے میدان مین سخت لڑائی ہوئی۔ مگر الیاس عین الملک

مقتول ہوا۔ اور یوسف عادل شاہ کو کامیابی حاصل ہوئی۔ قاسم برید وغیرہ شکست کہا کے فرار ہو گئے۔ بادشاہ نے عادل شاہ کی سفارش سے میان محمد بن ملک الیاس کو اسکی جگہہ حاکم گوا مقرر کر دیا۔ اور اسکو باپ کا عین الملک خطاب بہی دیا۔ اب یوسف عادل شاہ کا رتبہ زیادہ ہو گیا۔ بادشاہ کے نزدیک اُسکی عظمت اُس درجہ پہنچ گئی کہ بادشاہ اُسکے سامنے تخت پر نہین بیٹھتا تہا پہر بادشاہ و عادل شاہ اپنے اپنے مستقر حکومت کو روانہ ہوئے۔ اور یوسف عادل شاہ نے قاسم برید کی سرکوبی آئندہ سال پر رکہی۔ قاسم برید موقع پاکے بادشاہ کی خدمت مین آیا اور عذر خواہ ہوا۔ اور بدستور سابق خدمت وکالت پر مقرر ہو گیا۔ اُسوقت بادشاہ کو ایسا مجبور کیا کہ وہ قاسم برید کے بغیر اجازت پانی بہی نہین پی سکتا تہا۔

یوسف عادل شاہ کی چڑہائی دستور دینار پر

فرشتہ و تحفۃ الملوک کے موٴلفین نے لکہا ۹۰۲ھ ہجری مین یوسف عادل شاہ نے دستور دینار پر حملہ کیا۔ دستور دینار مقابلہ کی تاب نہ لا کے قاسم برید کی تجویز و صلاح سے ملک احمد نظام الملک بحری کے پاس چلا گیا۔ ملک احمد اُسکی مدد کیلئے مستعد ہو کے مع فوج جرار برق باد کی طرح یوسف عادل شاہ پر حملہ آور ہوا۔ عادل شاہ مقابلہ نہین کر سکا باام مجبوری دار السلطنت بیدر مین بہاگ کے آیا۔ محمود شاہ نے ملک احمد نظام الملک بحری کے پاس بذریعہ سفیر کہلا بہیجا کہ آپ یوسف عادل شاہ کے ملک مین دست اندازی نہ کرین۔ اس لئے ملک احمد نے بادشاہی ادب کا لحاظ کر کے یوسف عادل شاہ کے ملک سے کنارہ کشی کی۔ اور بادشاہ کی خدمت مین ایک عرضداشت بہیجی اسکا مضمون یہہ تہا کہ دستور دینار مقطع احسن آباد

گلبرگہ ہے اور خاندان بہمنیہ کا غلام دیرینہ و نمک خوار ہے۔ یوسف عادل شاہ ہمیشہ اُسکے ساتھہ مناز عت
کرتا ہے اگر بادشاہ یوسف عادل شاہ کو فرمائے کہ اس قدیم نمک خوار کو نہ ستائے۔ اور فتنہ و فساد کا بازار
گرم نکرے تو عین بندہ نوازی و ذرہ پروری ہوگی۔ پس بادشاہ نے یوسف عادل شاہ کو حملہ کرنے سے
باز رکھا۔ عادل شاہ حسب الحکم بادشاہ اُسوقت حملہ سے دست بردار ہوا۔

قاسم برید کی وفات اور یوسف عادلشاہ کا گلبرگہ وغیرہ کو فتح کرنا

قاسم برید سنہ ۹۱۰ ہجری مین فوت ہوا امیر برید اسکا فرزند باپ کا جانشین ہوا۔ اس نے محمود شاہ کو اپنے
باپ سے بھی زیادہ تنگ و عاجز کیا خود مہمات سلطنت کو انجام دیتا تھا۔ بادشاہ کو ملکی معاملات سے
مطلقًا بیدخل رکھا تھا۔ اور یوسف عادل شاہ نے اگرچہ بادشاہ کے حکم سے بظاہر دستور دینار سے
مخاصمت ترک کردی تھی۔ لیکن باطنًا موقع کا منتظر تھا کہ دستور دینار کے ملک کو مُسخر کرے
فرشتہ نے لکھا کہ یوسف عادل شاہ نے اگرچہ بادشاہ کے حکم سے ظاہرًا دستور دینار کی مخاصمت
ترک کردی تھی لیکن باطنًا موقع کا منتظر تھا کہ دستور دینار کے ملک پر قبضہ کرے۔ اسی خیال
و انتظار مین دو چار سال گذر گئے۔ جب سنہ ۹۱۰ ہجری مین قاسم برید نے اس دار فانی سے
ملک جاودانی کی طرف رحلت کی۔ اور ملک احمد نظام الملک اپنے ملکی انتظامات مین مصروف
ہوا۔ یہی دونون دستور دینار کے مددگار تھے پس یوسف عادل شاہ نے دیکھا کہ یہہ موقع
مغتنمات سے ہے فورًا میان محمد خلف اکبر عین الملک کو گوا سے بلایا۔ وہ مع جمعیت چھہ ہزار
سوار آیا۔ عادل شاہ نے اُسکو ہمراہ لیکر گلبرگہ پر حملہ کیا۔ دستور دینار بھی مقابلہ کے لئے
قائم ہوا۔ اور امیر برید سے امداد کی درخواست کی کہ آپ اپنے والد مرحوم کی طرح میری مدد کیجے

نہین تو آج عادل شاہ میرا ملک مسخر کرتا ہے۔ اسیطرح کل آپکا بہی ملک چہین لیگا۔ امیر برید فوراً اُسکی مدد کیلئے آیا۔ اور خواجہ جہان حاکم پرینڈہ بہی اپنے بہائی زین خان اعانت کیلئے پانچ ہزار سوار لایا۔ فریقین چار پانچ کوس کے فاصلہ پر فروکش رہے۔ یوسف عادل شاہ نے اولاً غضنفر بیگ کو دو ہزار تیر انداز و دو ہزار نیزہ باز کے ساتہہ بہیجا۔ غضنفر بیگ نے دستور دینار کو اطاعت و فرمان برداری کی نصیحت کی۔ لیکن اُسکی نصیحت کارگر نہین ہوئی۔ جواب خلاف پایا فریقین مین جنگ شروع ہوا۔ جنگ کا ابتدا جانبین کے ہراولون سے ہو رہا تہا۔ کہ آخر مین یوسف عادل شاہ و دستور دینار آگئے۔ عادلشاہی کے میمنہ پر غضنفر بیگ اور میسرہ پر حیدر بیگ تہا۔ اور میرزا جہانگیر قمی مقدمۃ الجیش تہا۔ دستور دینار کی صف بندی ہندوستانیون کی طرح ہوئی۔ اور اُنکے اطراف مین توپ و تفنگ و بان ضربزن کے چہکڑے لگائے گئے تہے۔ طرفین سے میدان جنگ خوب گرم ہوا۔ جانبین کے بہادرون نے بہادری و دلاوری کی خوب داد دی۔ آخر دستور دینار مارا گیا۔ اور عادلشاہی امرا سے غضنفر بیگ بہی مقتول ہو گیا۔ دستور کے قتل ہوتے ہی اُسکی فوج مین کہلبلی پڑی۔ یوسف عادل شاہ کو کامیابی و فیروزی حاصل ہوئی۔ دستور کا تمام ملک یوسف کے قبضے مین آگیا۔ اور یوسف عادلشاہ کی قوت و قدرت بہت بڑہ گئی۔

یوسف عادل شاہ کا مذہب شیعہ کو جاری کرنا

یوسف عادل شاہ سنیون کی اولاد سے تہا۔ ابتدا مین سنت جماعت کے طریقہ پر قائم تہا۔ بعض مورخین نے لکہا کہ ترکی الاصل سنی المذہب تہا۔ اور اسکے اکثر امرا سنی حنفی المذہب تہے[1]

[1] موءلف تاریخ طاہری ۱۲

مگر یہ امرائے حنفی المذہب فاغنہ یا ترا کمہ تہے۔ اور امرا کے طبقہ مین عجمی علما و فضلا بہی جمع
ہوگئے تہے۔ علمائے عجمی تقیۃً سنیون کے ساتہہ شیر و شکر کی طرح ملے ہوئے ہتے تہے عجب نہین
کہ علمائے عجمی کی صحبت کی وجہ سے ترک مذہب کیا ہوگا۔ جبتک سنیونکا زور شور تہا بظاہر
کوئی شیعہ اپنے مذہب کا اظہار نہین کرسکتا تہا۔ تمام عالم سکوت و گمنامی مین ہتے تہے
جب سلاطین بہمنیہ کی سلطنت مین تنزل و ضعف شروع ہوا۔ اور امرائے غربا کی قوت
و قدرت بڑہگئی۔ اور امرا اغراض نفسانی کی وجہ سے خودمختار بادشاہ بننے کی کوشش کرنے لگے
چنانچہ سنہ ۹۰۸ ہجری مین یوسف عادلشاہ نے امرائے شیعہ مذہب کے مشورے سے چاہا کہ شیعہ
مذہب کو علانیہ طور سے رائج کرے۔ ارباب مشورہ نے عادلشاہ سے کہا کہ ابہی علانیہ رواج کا موقع
نہین ہے اسلئے ابہی آپ خودمختار بادشاہ بنے ہین۔ اور اصل وارث ملک محمود شاہ بہمنی زندہ
موجود ہے۔ اور دیگر صوبے مثلاً ملک احمد نظام الملک بحری و فتح اللہ عماد الملک و قاسم برید
اور دیگر امرا و ارکان دولت سنی ہین۔ اور آپکی فوج مین بہی اکثر سردار سنی حنفی المذہب مین
ایسا نہو کہ کوئی فتنہ برپا ہو جائے۔ جسکا تدارک نہایت ہی مشکل ہو جائے۔ اسوقت یوسف عادلشاہ
نے خیرخواہون کی رائے سے اتفاق کرکے شیعہ مذہب کو علانیہ طور سے ظاہر نہین کیا۔
فرشتہ نے لکہا کہ جب سنہ ۹۱ ہجری مین قاسم برید فوت ہوا۔ اور دستور دینار کا ملک
یوسف عادلشاہ کے قبضہ مین آگیا۔ اور احمد نظام الملک دولت آباد و بگلانہ وغیرہ کی
کشائش مین مصروف تہا۔ فتح اللہ عماد الملک خداوندخان حبشی کی وجہ سے مستقر حکومت
سے کہین جا نہین سکتا تہا۔ اور قطب الملک ہمدانی سرلشکر تلنگانہ شیعہ مذہب تہا

تو یوسف عادل شاہ نے مدافعین و مزاحمین سے میدان کو خالی پاکے ۵ ماہ ذی الحجہ سنہ مذکورہ
مین بروز جمعہ بیجاپور کی جامع مسجد مین مذہب شیعہ کا خطبہ پڑہوایا۔ اور خطبہ سے اصحاب
کبار کے نام خارج کرائے۔ یہہ پہلا ہی مرتبہ ہے کہ ہندوستان مین شیعہ مذہب کا خطبہ پڑہا گیا
اہل دکن عادل شاہ سے متنفر ہوئے۔ یوسف عادل شاہ نے فتنہ و فساد کے خوف سے ایک حکم
ایسا سخت صادر کیا تہا کہ کوئی جہال شیعہ سے کہین کوچہ و بازار مین مذہب شیعہ کا تذکرہ نہ کرے
اور معاذ اللہ کسیکو برا کہے۔ اس حکم کی تعمیل کامل طور سے ہوئی کسیکی جرأت نہین ہوتی تہی
کہ صراحتہً یا کنایتہً اصحاب ثلثہ کی نسبت حقارت کا لفظ زبان سے نکالے۔ اور امرائے سنی المذہب
سے کہدیا۔ لکم دینکم ولی دین آپ خوشی سے جاگیرات یا شہر مین رہین اپنے مذہب کے موافق
اذان دیتے رہین اور نماز پڑہتے رہین۔ کوئی آپکا مزاحم نہوگا۔ اور خفیہ مخبر مقرر کردے
جو کوئی مفسد پاتا تو فوراً اسکو سزا دیتا۔ یا شہر بدر کردیتا تہا۔

محمد شاہ بہمنی کی فوج کشی یوسف عادل شاہ پر امیر برید کی تحریک سے اور اس کا انجام

مرأت الصفا کے مولف نے لکہا کہ یوسف عادل شاہ کے مذہب شیعہ کو جاری کرنے سے
اہل دکن اس سے سخت متنفر ہوئے۔ اگرچہ بادشاہ امرائے سنی کی تالیف قلوب کرتا تہا۔
اور جہال شیعہ کو تبرا و لعن سے سخت ممانعت کردی تہی۔ لیکن امرائے سنی المذہب
دلون مین رنجیدہ و ناخوش تہے۔ چاہتے تہے کہ مخالفت کا بازار گرم کرین مگر بعض عقلا کے
فرمانے سے دم بخود رہتے تہے۔ پہلے ان کی نظرون مین بادشاہ کی عزت، وعظمت تہی تبدیل

مذہب سے وہ عظمت و عزت باقی نہیں رہی۔ بظاہر کمزور ہونیکی وجہ سے طوعاً و کرہاً فرمان برداری کے دائرہ سے قدم باہر نہیں رکھتے تھے۔ اور اپنے مذہب حنفی کے طریقہ پر ثابت قدم تھے بدستور اپنی نماز و اذان ادا کرتے تھے کوئی مانع و مزاحم نہیں ہوتا تھا۔ اسیطرح اہل شیعہ بھی اپنی اذان و صلوٰۃ علانیہ ادا کرتے تھے کوئی سنی مزاحمت نہیں کرتا تھا۔ فرشتہ نے لکھا کہ قاسم برید کی تحریک سے محمود شاہ بہمنی نے قطب الملک ہمدانی و فتح اللہ عماد الملک و خداوند خان حبشی کو لکھا کہ فی زمانا یوسف عادل شاہ نے ہماری اطاعت کے دائرہ سے قدم باہر رکھا ہے اور مخالفت کا علم بلند کیا ہے اور بلاد اسلام میں رسوم مبتدعہ روافض جاری کئے ہیں آپ فوراً اپنی اپنی فوجیں ہمراہ لیکر بارگاہ میں حاضر ہو جائیں اور ہر ایک فرمان پر بخط نستعلیق اپنے ہاتھ سے یہہ بیت لکھی **بیت**

باسباب شوکت چنان غرہ شد   که خورشید در چشم او ذرہ شد

حسب الحکم قطب الملک ہمدانی اگرچہ شیعہ تھا مگر مصلحتاً بیجاپوری ہم مذہب کا لحاظ نکر کے مع جمعیت و امرائے تلنگ حاضر ہو گیا۔ اور فتح اللہ عماد الملک و خداوند خان حبشی حاضر نہیں ہوے غیر حاضری کا عذر معقول کہلا بھیجا۔ برید دونوں سنیوں کے نہ آنے اور قطب الملک ہمدانی کے آنے سے مضطرب الحال ہوا۔ اور خیال کیا کہ اگر قطب الملک و یوسف عادل شاہ ہم مذہبی کے سبب باہم ملجائیں تو سخت مشکل کا سامنا ہوگا۔ اور اسکا دفع کرنا محال ہوگا۔ پس ملک احمد نظام الملک کے پاس سفیر بھیجکے مدد کا طالب ہوا۔ ملک احمد نظام الملک و فخر الملک خواجہ جہان وزیر خان برادر خواجہ مع جمعیت مدد کیلئے احمد آباد بیدر میں آئے۔ دس بارہ ہزار فوج

و توپخانہ زبردست ہمراہ لائے۔ یوسف عادلشاہ نے جنگ کرنا مناسب نہین سمجھا۔ اسلئے
کہ مذہبی پیرایہ مین بیشمار سنیون سے مقابلہ کرنا ممکن نہین ہے۔ سُنّی المذہب یہان بیشمار
ہین ہوش و حواس باختہ ہوکے ساغر و گلبرگہ و النّدکو دریا خان و فخرالملک ترک کے سپرد کیا
اور اپنے فرزند اسمعیل عادل شاہ کو جو شیرخوار بچہ تہا کمال خان سرنوبت دکنی و دیگر امرائے
معتمد کے ہمراہ بیجاپور روانہ کیا۔ اور تمام خزانہ و اسباب شاہی بہی اُنکے ہمراہ کردیا۔ اور
خود مع جمعیت پانچ ہزار سوار برار روانہ ہوا۔ راستہ مین دولت آباد و بیڑ کو تاخت و تاراج
کرنے لگا۔ ملک احمد نظام الملک اپنے ملک کی تباہی دیکہہ کے محمود شاہ کے پاس آگیا۔ بادشاہ
و امیر برید و ملک احمد نظام الملک و فخرالملک دکنی و قطب الملک ہمدانی اُسکے تعاقب مین
روانہ ہوئے۔ تعاقب کرتے ہوے کاویل گڈہ مین جو عماد الملک کا دارالحکومت تہا پہنچے
فتح اللہ عماد الملک نے دیکہا کہ اگر مین اسوقت یوسف عادل شاہ کی حمایت و اعانت کرتا ہون
تو میری بہی خرابی ہوتی ہے بناءعلیہ اُسنے یوسف عادل شاہ سے کہا کہ مین اسوقت ظاہرا آپکی
مدد نہین کرسکتا ہون کیونکہ بادشاہ بذات خاص ہمراہ ہے بادشاہ سے مقابلہ کرنا خلاف
ادب معلوم ہوتا ہے پس اسوقت آپ مجہہ سے ناخوش ہوکے برہانپور چلے جائے۔ اور وہان
چند روز قیام کیجئے۔ مین اور قطب الملک باہم اتفاق سے ایسی تدبیر کرینگے کہ آپکے لئے
بہتر ہوگی۔ یوسف عادل خان فتح اللہ کی رائے سے اتفاق کرکے بظاہر رنجیدہ برہانپور
چلا گیا۔ اور بیجاپور کو حکم بہیجدیا کہ وہان سنیّون کا خطبہ چاریاری پڑہا جائے۔ اور اثنا عشری
کا خطبہ موقوف کیا جائے۔ پس فتح اللہ عماد الملک نے ملک احمد نظام الملک و قطب الملک

ہمدانی کے پاس سفیر بھیجا اور دونونکو پیغام دیا کہ امیر برید چاہتا ہے کہ مذہب کے پیرو یوسف عادلشاہ کو
تباہ کرے اور بیجاپور پر قابض ہو جائے جب وہ کامیاب ہوگا تو وہ ہمکو دکن سے جلاوطن کر دیگا۔ پس میری یہ رائے ہے کہ آپ
اپنے اپنے مستقر حکومت کو مراجعت کرین آپکے جانیکے بعد مین بادشاہ کو سمجہا کر واپس لونگا۔ ملک احمد نظام الملک
وقطب الملک ہمدانی نے فتح اللہ عماد الملک کی رائے پر عمل کر کے رات کو بغیر اجازت بادشاہ اپنے اپنے ملک کو روانہ
ہوگئے۔ علی الصباح فتح اللہ نے بادشاہ کی خدمت مین عریضہ بھیجا کہ آپ دار السلطنت چلے جائیے۔ اور یوسف
عادلشاہ کا قصور معاف کیجیے۔ محمود شاہ نے امیر برید کے ورغلانے سے فتح اللہ عماد الملک کی درخواست منظور نہین کی
اور ارادہ کیا کہ بیجاپور پر لشکرکشی کرے اور یوسف عادلشاہ کے تصرف سے ملک کو نکالے۔ یوسف عادلشاہ ملک احمد نظام الملک بحری
وقطب الملک ہمدانی کی مراجعت کی خبر سنکے بجلی کی طرح برہانپور سے فتح اللہ عماد الملک کے پاس آیا
دونون باہم اتفاق کرکے بادشاہی لشکر پر حملہ آور ہوئے۔ امیر برید مقابلہ کی تاب نہ لاکے تمام احمال
واثقال و اسباب شاہی چھوڑکے مع بادشاہ احمدآباد بیدر گیا۔ یوسف عادل شاہ نے بادشاہی لشکر کو
غارت کیا۔ اور فتح اللہ سے رخصت ہوکے بیجاپور آیا۔ اگرچہ خطبہ اثنا عشری جاری کیا۔ لیکن
تبرا کی سخت ممانعت کی۔ اور امرائے سنیون کی بہت خاطر و مدارات کرنے لگا۔ تاکہ فتنہ و فساد
نہووے۔ مثلاً عین الملک کنعانی و کمال خان و فخر الملک ترک کا رتبہ جو سنی المذہب تھے زیادہ کیا
اور خطابات و جاگیرات سے بھی سرفراز فرمایا یہ امرا بادشاہ کی عنایت سے خوش ہوگئے۔ اور مذہب
کی بابت شور و غل نہین کیا۔ پھر سنہ ۹۱۶ ہجری مین فتح اللہ عماد الملک و فخر الملک دکنی بمرگ
طبعی فوت ہوئے اور اون کے خلاف بجائے اسلاف جانشین ہوئے۔ طوائف الملوک کا ذکر
اس جلد اول کے حصۂ دوم مین مفصل آئیگا۔

محمود شاہ بہمنی کے پاس شاہ اسمعیل صفوی بادشاہ ایران کے سفیر کا آنا

بساتین السلاطین کے مولف نے لکھا جب اسمعیل صفوی ایران کا بادشاہ ہوا۔ تب اُس نے مذہب شیعہ کی اشاعت مین بہت کوشش کی اور چاہتا تہا کہ تمام جہان مین مذہب شیعہ رائج ہو جائے۔ بناءً علیہ تمام ممالک کے اطراف و اکناف مین سفیر بہیجے۔ اور شاہان اسلام سے محبت و اتحاد کا رابطہ مضبوط کیا۔ اتحاد و دوستی سے اُسکی غرض یہ تہی کہ تمام کو حکمت عملی سے شیعہ بنائے۔ چنانچہ اس کے سفیر گجرات و دکن کے بادشاہون کے پاس بہی آئے تہے اور سب نے انکی بہت خاطر و مدارات کی تہی مگر جو سفیر کہ محمود شاہ بہمنی کے پاس آیا تہا۔ اُسکو امیر برید نے بسبب مخالفت مذہب دو سال تک مہمان رکہا۔ اور سفیر گوشۂ گمنامی مین پڑا رہا۔ سفیر نے اسمعیل عادلشاہ کو اپنی رخصت کی بابت لکہا۔ اسمعیل نے امیر برید کو سختی سے لکہا کہ سفیر کو جلد رخصت کیجیے۔ امیر برید نے فوراً سفیر کو رخصت کیا۔ وہ بیدر سے بیجاپور روانہ ہوا۔ اسمعیل عادلشاہ سفیر سے شہر اسدپور مین عظمت و شان کے ساتہہ ملا۔ اور نبدر وابل مع ایک خط رخصت کیا۔ تب اسمعیل صفوی کو یہان کے حالات سے خبر ہوئی تو اُس نے ابراہیم ترکان کو اسمعیل عادلشاہ کے پاس بہیجا۔ جسکا عنوان و نامہ یہہ تہا مجد السلطنۃ والحشمۃ والشوکتہ والاقبال۔ اسمعیل عادل شاہ۔ اسمعیل عادل لفظ شاہ کا ملنے سے بہت خوش ہوا۔ اور فرمایا کہ اب شاہی ہمارے خاندان مین آئے۔ سفیر کی نہایت ہی تعظیم و تکریم کی اور مہمانداری کے رسوم ادا کئے۔ اور حکم دیا کہ جمعہ و عیدین مین منابر پر شاہ اسمعیل صفوی کیلئے دعا کرتے رہین۔ علی عادل شاہ کے زمانہ تک دعا کا سلسلہ جاری رہا اور آخر سنہ ۹۳۰ ہجری مین شاہ اسمعیل صفوی فوت ہو گیا۔ اگر زندہ رہتا تو تمام دنیا مین شیعہ مذہب کو رواج دیتا۔ یہہ بادشاہ شیعہ ہی نہین بلکہ شیعہ گر تہا

سلطان قلی قطب شاہ کا خود مختار بادشاہ ہونا

فرشتہ نے لکہا کہ ۹۱۸ھ ہجری مین قطب الملک ہمدانی نے بہی یوسف عادل شاہ کی طرح بادشاہ کا نام خطبہ سے نکالا۔ اور بادشاہی کرنے لگا۔ اور اپنا لقب قطب شاہ قرار دیا۔ اور سلاطین ایران کی طرح قوانین وضوابط جاری کئے۔ اور دن مین پانچ مرتبے نوبت بجواتا تہا۔ نوبت نوازی مین محمد شاہ بہمنی اول کی پیروی کی۔ دکن مین محمد شاہ ہی پہلا بادشاہ ہے کہ ہند مین نوبت نوازی کو رائج کیا۔ اور قطب شاہ بادشاہ کے وجود کو محض نابود سمجہتا تہا۔ لیکن اُسکے احسانات کو فراموش نہین کیا تہا۔ بمعاوضۂ حقوق سابقہ تحائف نفائس اور پانچہزار ہون ماہانہ پوشیدہ بادشاہ کے لئے بہیجتا تہا۔ تاکہ امیر برید اسمین دست اندازی نکرے۔

امیر برید کا اسمعیل عادلشاہ پر حملہ و شکست

فرشتہ نے لکہا کہ ۹۱۰ھ ہجری مین امیر برید نے دستور دینار کے متبنیٰ جہانگیر خان کو دستور الممالک خطاب دیکر حسن آباد گلبرگہ اسکی جاگیر مین مقرر کیا۔ اُس نے دکنی و حبشی مرزا فراہم کرکے تمام ممالک کا انتظام اور قلعون کا محاصرہ کیا اسمعیل عادلشاہ نے سنا کہ امیر برید نے گلبرگہ وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔ فی الفور مرزا جہانگیر ترک کو مع جمعیت گلبرگہ روانہ کیا۔ مرزا نے وہان پہنچ کے امیر برید کے چارسو سپاہی جنمین برید کا بہائی بہی تہا قتل کیا۔ اور قلعون کا محاصرہ اُٹہا دیا۔ اس سبب سے امیر برید جوش غصہ سے آگ ببولا ہوا اور ارادہ کیا کہ بیجاپور کو مسخر کرنا چاہئے۔ بناءً علیہ برہان الملک بحری و قطب الملک ہمدانی سے مدد طلب کی و خزانہ بہمنیہ کا دروازہ کہولدیا۔ بیشمار زر و جواہر صرف کرکے بیس ہزار پیادہ و سوار فراہم کرلئے پہر محمود شاہ کو ہمراہ لیکر ندی بہورہ عبور کرکے بیجاپور پر حملہ آور ہوا

اسمعیل عادلشاہ بہی فوج کو آراستہ کرکے بیجاپور مین دشمن کا انتظام کرتا رہا۔ بیجاپور سے بلحاظ ادب
محمود شاہ برآمد نہین ہوا تہا۔ جب امیر برید تاخت و تاراج کرتے ہوئے بیجاپور کے قریب
قصبۂ اللہ پور مین پہنچا اور اُسکا محاصرہ کیا۔ تب اسمعیل عادل خان لشکر آراستہ کے ساتہہ
بیجاپور سے برآمد ہوا۔ بارہ ہزار سوار سے مقابلہ کیا۔ امیر برید کو شکست حاصل ہوئی۔ بحال ابتر
میدان جنگ سے فرار ہوا۔ اور ایسا ہوش و حواس باختہ ہوگیا تہا کہ اسکو بادشاہ کی بہی خبر نہ تہی
کہ کہان ہے۔ محمود شاہ مع شاہزادہ احمد خان اس ہنگامہ دار و گیر مین لشکر سے جدا ہوگیا۔ اور
گہوڑے سے گر پڑا۔ گہوڑا مجروح ہوگیا۔ اور بادشاہ کو بہی ضرب سے صدمہ پہنچا۔ بادشاہ مع شاہزادہ
عین معرکہ مین پڑا ہوا تہا۔ اسمعیل کے سوارون نے بادشاہ کو گہیر لیا اسمعیل نے بادشاہ کی بڑی تعظیم
و تکریم کی اور سواری کے لئے گہوڑے بہیجے۔ اور چاہا کہ بادشاہ کو مع شاہزادہ بیجاپور لیجائے
اور امیر برید کے پنجہ سے رہا کرے۔ بادشاہ نے ندامت سے بیجاپور جانا قبول نہین کیا۔ قصبۂ اللہ پور
مین چند روز مقیم رہا۔ مرزا لطف اللہ بن شاہ محب اللہ کی صلاح سے معالجہ مین مشغول ہوا۔
مرزا نے بیمارداری عمدہ طرح سے کی بادشاہ کو صحت حاصل ہوگئی۔ اسمعیل عادل خان نے بادشاہ کی
خاطرداری مین کوتاہی نہین کی۔ چند روز کے بعد بادشاہ مع اسمعیل عادل خان حسن آباد گلبرگہ
مین آیا۔ اور اسمعیل سے اسکی ہمشیرہ بی بی ستی جو شاہزادہ احمد کی منکوحہ تہی طلب کی۔ اسمعیل نے
گلبرگہ مین ایک جشن عظیم منعقد فرمایا۔ اور شادی کے رسوم دوبارہ خوب شان و تجمل سے ادا کرکے
بی بی ستی کو شاہزادے کے سپرد کی۔ پہر محمود شاہ چار پانچ ہزار مغل اسمعیل عادل خان سے ہمراہ لیکر
احمد آباد بیدر روانہ ہوا۔ امیر برید بادشاہ کے ساتہہ فوج دیکہہ کے شہر بیدر سے برآمد ہوکے قلعہ اوسہ

چلا گیا۔ محمود شاہ فراغت سے دار السلطنت پہنچ گیا۔ اور عیش و عشرت مین مصروف ہوا۔ اسمعیل عادل خان کے مرنے سنا کہ امیر برید برہان نظام الملک بحری سے مدد طلب کر کے مع فوج جرار بیدر پر آتا ہے۔ توقف کرنا مناسب نہ سمجہکے فوراً واپس ہوئے۔ فوج کے جاتے ہی امیر برید شہر مین داخل ہو گیا اور بطریق سابق بادشاہ کی نگہداشت کرنے لگا۔ اور اسوجہ سے کہ بادشاہ اور اسمعیل مین قرابتداری کا تعلق ہو گیا ہے۔ ہوشیاری و نگہداری مین زیادہ اہتمام رکہتا تہا۔ اور زیادہ سخت گیری کرتا تہا محمود شاہ رقص و سرود کی مستی مین سخت گیری کی کچہہ پروا نہین کرتا تہا۔ بامرنا چاری سہتا تہا جاتا تہا۔

محمود شاہ کا برار کو فرار ہونا اور علاء الدین عماد الملک کی مدد سے امیر برید پر حملہ اور شکست

امیر برید نے دیکہا کہ محمود شاہ اور اسمعیل عادل خان کے درمیان قرابت کا رشتہ مستحکم ہو گیا ہے ایسا نہو کہ بادشاہ فرار ہو کے بیجاپور چلا جائے۔ اور فتنہ و فساد کی آگ باہم مشتعل ہو جائے۔ اس لئے محمود شاہ کی حفاظت خوب کرنے لگا۔ شہر کے چارون طرف ناکے و ٹہانے قائم کر دئے۔ تمام بیجاپور کے راستے مسدود کئے۔ جب محمود شاہ امیر برید کی روک ٹوک سے عاجز و تنگ ہو گیا۔ تو مع چند مصاحبین و سواران خاصہ خیل بیدر سے فرار ہوا۔ برار کا راستہ اختیار کیا۔ علاء الدین عماد الملک کے پاس پہنچا اور اُس سے اعانت طلب کی۔ عماد الملک نے بادشاہ کی خاطرداری و مہمانی خوب کی۔ اور بادشاہ کو مستعد جنگ کیا۔ اور فوج و سامان شاہی سے کمک کر کے امیر برید کے مقابلہ کیلئے آمادہ فرمایا اور خود بہی ہمرکاب ہوا۔ جب بادشاہ مع فوج براری دار السلطنت مین پہنچا۔ امیر برید قلعہ نشین ہو گیا۔ اور برہان نظام شاہ سے مدد طلب کی برہان نظام شاہ نے خواجہ جہان حاکم پرینڈہ کو

مع فوج مدد کے لئے بہیجا۔ خواجہ جہان کے پہنچتے ہی امیر برید قلعہ سے برآمد ہوا۔ دونون طرف سے صف بندی ہوئی۔ طرفین مستعد جنگ تہے۔ اسوقت بادشاہ غسل مین مشغول تہا۔ عماد الملک نے اپنے ایک معتمد کو بادشاہ کے پاس بہیجا کہ آپ جلد تشریف لائے۔ ابہی لڑائی شروع ہوتی ہے تاکہ آپ کو دیکہکر فوج کی ہمت وجرأت میدان معرکہ مین جولانی کرے۔ اور انکی دلیری وقوت بڑہے اور اسوقت عماد الملک کے معتمد کو معلوم ہوا کہ بادشاہ حمام مین ہے۔ بے تحاشا معتمد کے منہ سے نکلا کہ ایسے نازنین بادشاہ سے کیا ہوسکتا ہے جو ایسے معرکہ کیوقت مین فضول کامون مین مصروف ہورہا ہے بیت

ہر کہ با جہل کاہلی پیوست　　　　پایش از کار رفت وکار از دست

محمود شاہ کو یہہ بات سنکے غیرت وشرم نہ آئی بلکہ غصّہ آیا۔ فوراً حمام سے نکل کے گہوڑے پر سوار ہوکے میدان مین آیا۔ لشکر مین پہنچتے ہی گہوڑا کوداتا ہوا عین جنگ کے وقت علاء الدین عماد الملک کے لشکر سے نکل کر امیر برید کے پاس چلا گیا۔ علاء الدین بادشاہ کی حرکت بیجا دیکہہ عالم سکتہ مین حیران رہا بجز مراجعت کوئی تدبیر نہ سوجہی۔ عماد الملک وسپاہ برار بادشاہ کی نادانی پر نفرین کرتے ہوئے برار چلے آئے۔ پہر امیر برید نے بادشاہ کو ایسا شکنجۂ قید مین کہینچا کہ زندہ درگور تہا۔ قلعہ مین تمام اپنے آدمی محافظ مقرر کئے کہ آیندہ کبہی بادشاہ کو فرار کا رستہ نہ ملے۔ اور تمام علاقجات شاہی پر قابض ومتصرف ہوگیا۔ صرف ایک کمٹہانہ بادشاہ کے قبضہ مین رکہا۔ یہ قصبہ بیدر سے دو تین کوس کے فاصلہ پر تہا۔ اور خود برید قندہار اور اوسہ مین رہتا تہا۔ کبہی کبہی بادشاہ کے پاس آتا تہا اور بادشاہ کو دیکہتا تہا مگر کبہی بادشاہ اُس سے خرچ کی تنگی وتہیدستی کی شکایت کرتا تو کہتا تہا کہ

وزرانے تمام ممالک غصب کر لیا ہے۔ جو کچھہ میرے قبضہ مین ہے اُسکی آمدنی خیل و حشم و کارخانجات کے صرف کے لئے کافی نہین ہوتی ہے اور میرے پاس کچھہ باقی نہین رہتا۔ شاہی خزانہ خالی ہے۔ بادشاہ جواب سنکے خاموش ہو جاتا تہا۔ بے بس تہا کچھہ کر نہین سکتا تہا۔ بے بسی و بیکسی کثرت عیش کیوجہ سے ہوئی تہی شراب کباب و نغمہ سرود و رباب نے ناکارہ و بیکارہ بنا دیا تہا۔ شراب خانہ خراب سے ہر ایک فرد بشر کو پرہیز و اجتناب کرنا چاہئے۔ فرشتہ نے لکہا کہ محمود شاہ اور اُسکا فرزند احمدشاہ دونون کم حوصلہ و پست فطرت و خفیف العقل آرام طلب و عیش دوست تہے۔ شراب و ساقی و دارالسلطنت و قصر شاہی پر قانع تہے۔ انکو مہمات سلطنت سے کچھہ تعلق نہین تہا۔ برائے نام بادشاہ تہے۔

ماہور کا علاقہ علاء الدین کے تفویض ہونا

جب خداوندخان حبشی حاکم ماہور فوت ہو گیا۔ تو اُسکا بڑا بیٹا باپ کا قائم مقام ہوا۔ اُس نے دیکہا کہ اطراف کے تمام امرائے بہمنیہ خودمختار حکمرانی کر رہے ہین۔ اور اپنا ملک بڑہا رہے ہین تو اُس نے بہی سنہ ۹۲۳ ہجری مین امیر برید کے علاقہ پر حملہ کر کے قندہار و ادگیر کے پرگنات پر تاخت و تاراج کا بازار گرم کیا۔ امیر برید نے بادشاہ کو ہمراہ لیکر اُسپر فوج کشی کی۔ ماہور کے قریب فریقین مین سخت معرکہ ہوا۔ خداوندخان کا بیٹا و پوتا شہزہ خان دونون مارے گئے امیر برید فیروز و کامیاب ہوا۔ مگر خداوندخان کے فرزند دوم غالب خان نے علاء الدین عماد الملک سے کمک طلب کی۔ علاء الدین مع جمعیت امداد کے لئے آیا۔ امیر برید گہبرایا محمد شاہ نے یہہ فیصلہ کر دیا کہ ماہور کا علاقہ غالب خان کو دیا جائے۔ اور وہ علاء الدین کے

تابع رہے۔ علاء الدین و غالب خان بادشاہ کے فیصلہ سے راضی ہو گئے۔ امیر برید نے
مع بادشاہ دار السلطنت مراجعت کی۔

سلطان قلی کا ایلگندل و ملنگور کو قوام الملک صغیر سے واپس لینا

قطب شاہیہ کلان کے مولف خورشاہ نے لکھا کہ قوام الملک بندا مین راجمہندری کی سرلشکری پر
مامور تہا۔ وہ بیس ہزار پیادہ و سوار کی جمعیت رکہتا تہا۔ آخر وہ تلنگانہ مین ایلگندل کے
علاقہ پر مامور ہوا۔ اور ہندو راجاؤن سے اتفاق رکہتا تہا۔ راجمہندری کے اکثر پرگنات راجاؤن
کے تفویض کر دئے تہے۔ جب سلطان قلی دیورکنڈہ کے مہمات مین مصروف تہا تو اسوقت
قوام الملک نے سلطان قلی کے بعض علاقہ پر دست اندازی کی تہی۔ جب سلطان انتظامات
ومہمات سے فارغ ہوکے آیا تب قیام الملک کو لکہا کہ آپنے مسلمان ہوتے ہوے ہمارے ملک پر
چڑہائی کی۔ اور اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ کا کچہہ لحاظ و پاس نہین کیا۔ یہ آپکے شان کے
لائق نہ تہا کہ میری عدم موجودگی مین میرے ملک پر تاخت و تاراج کرین۔ اب آپکو چاہئے کہ
مافات کی تلافی کیجئے تاکہ باہم دوستی مین فرق نہ آئے۔ قوام الملک نے ملک مقبوضہ کے
دینے سے انکار کیا۔ پہر سنہ ۹۲۳ ہجری مین سلطان قلی نے ایلگندل پر چڑہائی کی۔ قوام الملک بہی
مقابلہ کے لئے برآمد ہوا۔ طرفین مین خوب لڑائی ہوی۔ سلطان قلی کامیاب ہوا۔ قوام الملک
شکست کہاکے ایلگندل مین پناہ گیر ہوا۔ سلطان قلی تعاقب مین وہان بہی پہنچا۔ قوام الملک
وہان سے فرار ہوکے علاء الدین کے پاس برار چلا گیا۔ پس ایلگندل کا علاقہ سلطان قلی
کے قبضہ مین آگیا۔

محمود شاہ ثانی بہمنی کی وفات

امرائے دولت و ارکان سلطنت کے نزدیک محمود شاہ بہمنی کا وجود و عدم مساوی ہی تہا۔ امرائے ریاست شاہانہ حکمرانی کرتے تہے۔ باوجود انقلابات زمانہ ستائیس برس بیس روز برائے نام بادشاہ رہا۔ آخر بتاریخ ۴ ماہ ذیحجہ سنہ ۹۲۴ ہجری مین اس دار فنا سے دار البقا روانہ ہوا۔ ایکسو اٹہتر ۱۷۸ برس کے بعد سلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔ محمود شاہ بہمنی ثانی کی نسبت مورخین نے لکہا کہ وہ بادشاہ پست فطرت و خفیف العقل تہا۔ عیش دوست و آرام طلب تہا۔ رات دن شراب و کباب و نغمہ رباب مین مشغول رہتا تہا۔ اسکو بجز عیش و نشاط دنیا و ما فیہا سے کچہہ تعلق نہین تہا برائے نام بادشاہ تہا۔ اسکے عہد مین دکن مین طوائف الملوکی قائم ہوی۔ یعنے امرائے دولت و صوبجات سلطنت نے دیکہا کہ بادشاہ عیش و طرب لہو لعب مین مصروف ہے۔ اور مہمات سلطنت و ما فیہا سے بے پرواہے تو تمام خود مختار بادشاہ بنگئے۔ اور شاہانہ حکمرانی کرنے لگے۔ جب تک سلاطین بہمنیہ سے وارثین مملکت برائے نام بادشاہ رہے تو شاہان طوائف الملوک بلحاظ حقوق سوابق ظاہراً بادشاہ کی تعظیم و تکریم مین کوتاہی نہین کرتے تہے۔ اگر کسی مہم اہم کے لئے بادشاہ یاد کرتا تو فوراً مع جمعیت حاضر ہوتے تہے۔ شاہی ادب کا لحاظ رکہتے تہے۔ کبہی کبہی نذرانہ و پیشکش مع تحائف و نفائس بہیجتے تہے۔ چنانچہ سلطان قلی قطب الملک محمود شاہ بہمنی کی خدمت مین ماہانہ پانچہزار ہون بہیجتا تہا۔ بادشاہ کی زندگی تک بہیجتا رہا بادشاہ کے فوت ہوتے ہی موقوف کردیا۔ محمود شاہ کا فرزند احمد شاہ بمصداق الولد سر لابیہ باپ کا ہمقدم و ہم خیال تہا

احمد شاہ بن محمود شاہ ثانی کی تخت نشینی

امیر برید جو محمود شاہ ثانی مرحوم کا وکیل السلطنت تہا۔ بادشاہ پر ایسا حاوی تہا کہ تمام سفید و سیاہ کا مالک مختار تہا۔ بادشاہ برائے نام اُسکے قابو مین قیدی کیطرح تہا۔ بقدر ضرورت بادشاہ کو ماہانہ خرچ دیتا تہا۔ بادشاہ تا مرگ تنگی مین بسر کرتا رہا۔ قطب الملک ہمدانی ماہانہ پانچہزار ہون بہیجتا تہا۔ اس سے صرف مایحتاج مین کسیقدر تائید ہوتی تہی۔ بادشاہ کے صرف کے لئے پنج ہینٹہ اور دو تین تعلقے باقی رہگئے تہے۔ اُنپر امیر برید قابض و متصرف تہا۔ تین چار ہزار سوار سے زیادہ جمعیت بہی باقی نہین رہی تہی۔ امیر برید نے سوچا کہ اگر مین بہی دیگر امرائے بہمنیہ کیطرح بادشاہ بنون تو مجکو عادلشاہ قطب شاہ معزول کرکے خارج البلد کر دینگے۔ ہان بہمنیہ خاندان سے اگر کوئی شخص تخت نشین کیا جائیگا تو میری حکومت بادشاہ کی موجودگی مین باقی رہیگی۔ کوئی مانع و مزاحم نہین ہوگا پس امیر برید نے احمد شاہ کو تخت نشین کیا۔ اور جو کچہہ باپ کے عیاشی کا سامان تہا مثلاً آلات نغمہ و سرور و صراحی و پیالہ اُسکے حوالہ کر دیا۔ اور بادشاہ کی محافظت کے لئے چند آدمی ہوشیار مقرر کئے اور اُنکو ہدایت کر دی کہ بادشاہ کسی سے ملاقات نہ کرے۔ امیر برید نے بادشاہ کے صرف مایحتاج کے لئے جو مقرر کیا تہا وہ کافی نہین تہا۔ اور محمود شاہ کے لئے قطب الملک جو ماہانہ بہیجتا تہا وہ بہی موقوف ہوگیا تہا۔ بادشاہ کو خرچ کی تنگی ہونے لگی تب اُس نے بہمنیہ تاج مرصع کے جواہر توڑ توڑ کے فروخت کئے۔ اور شراب و کباب مین صرف کئے۔ امیر برید نے اکثر جواہر شراب فروشون سے جبراً چہین لئے۔ اور بعض خریدارون نے بیجانگر کے راجہ کے ہاتہہ بیچ ڈالے احمد شاہ نے اسمعیل عادل شاہ کو لکہا کہ مین نہایت تنگ ہون میری امداد کیجیے۔ اسمعیل نے ایک سفیر مع تحائف نفائس احمد شاہ کے پاس بہیجا اور صیغۂ راز مین چند باتین ایلچی کے

زبانی کہلا بھیجین۔ ایلچی کے پہنچنے سے اول ہی سنہ ۹۲۷ ہجری کے آغاز مین یکایک فوت ہوگیا
بعض مورخین کا قول ہے کہ اُسکو زہر دیا گیا۔ مدت سلطنت دو سال۔ اِسکے عہد مین کوئی
واقعہ لائق تحریر نہین گذرا۔

نوایت کی تحقیق

نوایت کی تحقیق مین رسائل فارسی کے موءلفین نے نہایت ہی غلطی کی ہے۔ تحقیق کے راستہ سے
منزلون دور رہے۔ تاویلات لاطائل سے رسائل کے صفحون کو سیاہ کئے۔ غلطی کے گڑھے
مین اُسوجہ سے گرے کہ اہل لغات نے نوایت کا مفرد نوتی بمعنی ملاح لکھا جو بزرگ اس قبیلہ سے
منسوب تھے نوتی کی نسبت سے عار و ننگ کرنے لگے اور لفظ مین تغیر و تاویل کرکے نوایت کا مفرد نائت
بالثاء المثناہ الفوقانیہ قرار دیا۔ اور بعض نے جمع و مفرد مین بجائے تاء مثناہ فوقانیہ طاء مہملہ
نقل کیا۔ اور کہا کہ نائط عرب کے قبائل مین ایک قبیلہ گذرا ہے۔ اور اس قبیلہ کو اپنے زعم مین قریش کا
ایک شعبہ بنایا۔ اور رسائل غیر معتبرہ کے حوالے دیے۔ اور ارباب رسائل نے اپنا منقول عنہ تاریخ
طبری و رسائل سیوطی وغیرہا کو لکھدیا۔ اور ناقل نے رسائل کی نقل کو منقول عنہ سے تصحیح نہین
کی۔ لیکن منقول عنہ اور عرب کی تواریخ و کتب قبائل مین اُسکا پتا نہین ملتا۔ فقیر موءلف نے
نوایتہ و نائتہ و نائط کی تحقیق مین اکثر تواریخ عرب و کتب انساب قبائل و لغات کی ورق گردانی
کی۔ کئی راتین اور دن اسی جستجو مین صرف کئے۔ الحمد للہ کہ آخر میری راتون کی دیدہ ریزی
اور دنون کی جانکاہی منزل تحقیق کو پہنچی۔ مین اس تحقیق کو عطیہ الٰہی سمجھتا ہون۔ اب
ناظرین با انصاف سے اس تحقیق کی داد چاہتا ہون۔ جو بزرگ منصف مزاج ہونگے۔ داد دینگے

یا اصلاح کے زیور سے مزین فرمائینگے۔ اور جو تاریخ دانی سے واقف و ماہر نہون گے۔ کج فہمی سے
شور و غل کرینگے۔ اور مجھکو نشانۂ ملامت بنائینگے۔ مین کسیکا مقابل نہین بنتا ہون۔ نہ اس
تحقیق پر ناز کرتا ہون۔ میری غرض فائدہ عام ہے۔ چنانچہ مین نے اپنی اس لغۃ تاریخ مین
اسیطرح اکثر عجائب و غرائب باتین محققانہ لکھی ہین کہ ناظرین فی زماننا تواریخ جدید التالیف
مین نہین پائینگے۔ اب مین بنو نایتہ و بنو ناعط کی تحقیق شروع کرتا ہون۔ هو هذا

بنو نوائت و بنو ناعط کی تحقیق

لسان العرب کے مولف نے لکھا کہ نوتی بمعنی ناخدا و ملاح یہ اہل شام کے لغات سے ہے اسکی جمع نواتی ہے
جیسا کہ علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کانہ قلع داری عنجۃ نوتیۃ اور لفظ نوتی بلحاظ معنی
نات ینوت سے ماخوذ ہے اور وہ بمعنی مائل ہوتا ہے یعنی جہک جانا جیسا کہ عرب کہتے ہین
هو نات اذا تمایل من الناس گویا کہ نوتی بمعنی ملاح جہکاتا ہے کشتی کو ایکطرف سے
دوسرے طرف۔ ایسا ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول مین ہے تری الاعین تفیض
من الدمع مع انہم کانوا نواتین ای ملاحین۔ انتہی کلامہ

حضرت رضی اللہ عنہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ نوتی اصل مین نوتین بالنون ہوگا۔ کثرت
استعمال معرب ہونیکی وجہ سے تخفیفاً نوتی ہوگیا ہوگا۔ حضرت نے اُسکی جمع باعتبار اصل
نواتین فرمایا۔ مگر اہل لغات عرب کے نزدیک نوتی کی جمع نواتی ہے۔ پہر کثرت استعمال سے
قلب مکانی کرکے نوابت کہنے لگے۔ جو بزرگ لغات عرب۔ اور عرب کے نحو صرف کے قواعد سے
ماہر نہین تہے اُن بزرگون نے نوابت کا مفرد نابت کو قرار دیا۔ اور نوتی کو اسکا مفرد نہین مانا ہے

واقع مین اسکا مفرد نوتی ہی ہے۔ بعض نے نائت بالتار المثناة الفوقانیہ کو بالطار المہملہ
یعنی نائط لکہا۔ اور اُسکی جمع نوائط بتائی۔ بدون شواہد و دلائل مدعی ہوے کہ نائط عرب کے
قبائل مین ایک قبیلہ یا بطن قبیلہ ہے حالانکہ عرب کی کتب انساب و تواریخ و قبائل مین
اس قبیلہ کا پتا نہین۔ نہ ملک عرب مین اسکا کوئی یادگار رہے۔ جیسا کہ مدعی کا دعوی غلط ہے
ویسا ہی نائط بالطار المہملہ کا املا بہی غلط ہے۔ فرشتہ نے ملیبار کے بیان مین لکہا کہ راجگان
بندر گوا و دابل وجیول وغیرہ نے بطور حکام ملیبار اُن مسلمانون کو جو عرب سے تجارۃً آئے
اُن کو دریا کے کنارون پر سکونت کی اجازت دی اور اُنکو مخاطب بنوایتہ یعنے خداوند کیا الخ
سہو کاتب سے بجائے ناخدا خداوند لکہا گیا۔ یا اہل نوایتہ نے فرشتہ کی عبارت مین تحریف کرکے
بجائے ناخدا خداوند لکہدیا ہوگا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

نایت و نائط کے لفظ مین تغیر کی ضرورت

لفظ مین تغیر کی ضرورت اس وجہ سے ہوئی کہ اسکے ماخذ نوتی سے گریز ہوا اسلئے کہ ہند و دکن مین
اکثر بنو نوایت بیاوری بخت و اقبال درجہ جاہ و جلال و مرتبہ عظمت و کمال پر پہنچے۔ اور خلائق
کی نظرون مین معزز و ممتاز ہوئے۔ اعزاز و امتیاز کی حالت مین اپنی نسبت لفظ نوتی سے
مکروہ و معیوب سمجہنے لگے۔ اور اس نسبت سے نفرت کرنے لگے۔ اس فرقہ مین جو بزرگ علما کے
طبقہ مین شمار کئے جاتے تہے واقع مین وہ عرب کی تواریخ و کتب انساب و قبائل سے بیخبر تہے۔ اُن
بزرگون نے چند رسائل فارسی زبان مین بنو نوایت کی تحقیق مین لکہے۔ اور اُن رسائل مین
نقل کیا کہ تاریخ طبری وغیرہ رسائل سیوطی مین مذکور ہے کہ بنو نائط عرب مین ایک قبیلہ سادات

قریش سے تہا۔ اُس قبیلہ کے چند افراد حجاج ثقفی کے ظلم سے جلاوطن ہوکے ہند مین آئے کوکن
ودکن مین سکونت پذیر ہوے۔ تمّ کلامہم۔
منقول عنہ تاریخ طبری ورسائل سیوطی مین بنو نائط کا کہین ذکر نہین ہے جیسا کہ مذکور ہوا
معلوم نہین کہ مولفین رسائل کے نزدیک تاریخ طبری سے کونسی تاریخ مراد ہے فی زماننا مطبوعہ تاریخ
طبری جو مطبع لیدن مین طبع ہوئی ہے۔ اسمین بنو نائط کا نام ونشان نہین ہے۔ بعض نے
لکہا کہ جب عرب سے سوداگر ہند مین آئے اور یہان سکونت پذیر ہوے تو اہل ہند انکو کہتے تہے
کہ یہہ لوگ نا یتہ یعنی نوآئے ہوئے ہین۔ پہر عرب نائتہ کو معرب کرکے نائط بالطاء المہملہ کہنے لگے
عقل سلیم اس تصنع وتکلف کو قبول نہین کرتی یہہ تاویل نہایت ہی ضعیف ہے۔ اس لئے کہ عرب
مین نائتہ کا اصلی حقیقی لفظ موجود ہوتے ہوئے تاویلاً مجازی لفظ کو اختیار کرنا اور حقیقی کو
ترک کرنا درست نہین۔ بلاغت وفصاحت کے خلاف ہے۔

بنو ناعطہ

سبائک الذہب فی انساب العرب کے مولف نے لکہا کہ بصرہ کے پہاڑ مسمیٰ بہ ناعط کی چوٹی پر ربیعہ بن
مرثد جو بنی ہمدان کا ایک بطن ہے بود وباش کرتا تہا۔ بود وباشی کی وجہ سے ربیعہ بن مرثد
ملقب بہ ناعط ہوا۔ اور بعض کا قول یہ ہے کہ اس قبیلہ کا جد اعلیٰ پہاڑ مذکور پر سکونت کیوجہ سے
بنام ناعط مشہور ہوا ہے۔ اُسکی اولاد بنو ناعط لقب سے ملقب ہوئی۔ یہہ قبیلہ غیر قریش ہے انتہی کلامہ
اور تاریخ اُسنی سے بہی نقل کیا کہ بنو ناعط۔ ربیعہ بن مرثد کی اولاد کو کہتے ہین۔ ربیعہ ایک
پہاڑ پر جسکا نام ناعط تہا سکونت پذیر ہوا۔ اور سکونت کیوجہ سے ملقب بہ ناعط ہو گیا تہا۔ پس

بنو ناعط ایک بطن ہے بطون ہمدان سے - اور کتاب الاشتقاق مین ابن درید الازدی نے لکھا کہ
قبائل عرب سے بنو ناعط ایک قبیلہ ہے - ناعط ایک پہاڑ کا نام ہے نہ ناعط اُنکا باپ ہے نہ ماں؟
بود و باش کیوجہ سے ناعط کیطرف منسوب ہوئے - بنو ناعط کے قبیلہ سے حمرۃ ذوالمشعار بن ایفع
زمانہ جاہلیت مین نامور و شریف گذرا ہے - مشعار بوزن مفعال ایک صنع کا نام ہے جو حمرۃ
کی ملک مین تہا - انتہی کلامہ

لسان العرب کے مولف نے لکھا کہ ناعط بوزن صاحب ایک قلعہ کا نام ہے جو ملک یمن مین پہاڑ کی
چوٹی پر واقع ہے - اور اس قلعہ مین ملوک حمیر بود و باش کرتے تہے - اور یہہ بہی لکھا کہ ناعط
ایک پہاڑ کا نام ہے - اور ناعط ایک بطن ہے قبیلہ ہمدان سے اور بقول بعض ناعط ایک قلعہ کا
نام ہے جو قبیلہ ہمدان کے علاقہ مین تہا - چونکہ اس قبیلہ کے بطون سے مرثد بن ربیعہ نے قلعہ مذکورہ
مین سکونت اختیار کی تہی - سکونت و تعلق کیوجہ سے اسکا عرف عام ناعط ہو گیا تہا
اسلئے اسکی اولاد بنو ناعط مشہور ہوئی - چنانچہ لبید شاعر اہل قلعہ کی تباہی و بربادی پر
افسوس کر کے کہتا ہے - ؎

وافنی بنات الدهر ارباب ناعط — بمستمع دون السماء والمنظر
واعوض بالدومی من راس حصنه — وانزلنا بالاسباب رب المشقر

انتہی کلامہ — المراد به اکیدر صاحب دومة الجندل

تاریخ خافیخانی کی جلد سوم قلمی و رسالہ تحقیق مولفہ ملا احمد نایتہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا مین
عرب سے نوائتی - نوایت یعنی ملاحین جہازرانی کی خدمت پر معین ہو کے ہند مین آئے ملیبار

وکوکن و دکن کے بلاد مین سکونت پذیر ہوئے۔ اور یہان ملاحی پیشہ کو ترک کر دیا۔ اور دوسرے پیشے اختیار کئے کسی نے تجارت پسند کی کسی نے سلاطین و راجاؤن کی نوکری۔ اگرچہ نوایت نے یہان اپنے اصلی خدمت کو ترک کر دیا لیکن بدستور اپنے اصلی خدمت کے لقب سے ملقب رہے بلکہ پیشون کے سبب سے اونکے الگ الگ القاب معین و مستعمل ہو گئے۔ جس نے نمک کی تجارت کی وہ لونیا مشہور ہو گیا۔

پھر ان عربون مین دیگر قبائل عرب بھی آ کے شامل ہوتے گئے۔ یہہ واردین واقع مین بنو نوایت سے نہین تھے لیکن لوگ انکو بھی نوایت سے شمار کرنے لگے۔ اسیطرح حجاج ثقفی کے زمانہ مین بھی اُس ظالم سفاک کے خوف سے سادات و غیر سادات کثرت سے آئے بنو ناعط و بنو نوایتہ کے زمرہ مین شریک ہو گئے۔ بمصداق ع ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد ؂ انمین ملنے سے بنو نوایت ہی لقب سے مشہور ہوئے پھر ملیبار و کوکن و دکن مین عرب سے ایک جہاز آیا۔ اُسمین متفرق قبائل کے افراد تھے جب اُنکا جہاز دریا کے کنارے دکھائی دیا۔ تو لوگون نے اُنکو پکارا وہ لبیک لبیک کہنے لگے۔ بناءً علیہ وہ لبّے لقب سے مشہور ہوئے۔ لیکن یہ غربائے عرب بھی بنو نوایت مین شیر و شکر کی طرح ملگئے اور اپنے جدی لقب و نسب سے ظاہرا الگ ہو گئے۔ نوایت کے ساتھہ لاحق ہونے سے نوایت کا ایک فریق بنگئے۔ فقیر مولف کو کسی کتاب و رسائل سے یہہ بات معلوم نہین ہوئی کہ اس فریق مین عرب کے افراد کونسے کونسے قبائل و بطون سے ہین۔ نہ مجکو ایسا موقع ملا کہ اس فریق کے کسی بزرگ معتبر سے تحقیق کرون۔ جسقدر معلوم ہوا گزارش کر دیا۔ اور عرب سے بنو ناعط سے جنکا ذکر صدر مین مذکور ہو چکا ہے متعدد افراد ہند مین آئے اور بنو نوایت مین مل جل کے

رہنے لگے ۔ وہ بھی بنو نوایت کہلائے ۔ اصلی بنو نا عطہ و بنو نایت قریب المخارج کی وجہ سے
دونو تلفظ و رسم الخط مین ایک ہی ہوگئے ۔ دونون مین فرق کرنا امر دشوار ہے ۔ ہان جنکے پاس
نسب نامہ محفوظ ہوگا وہ ممیز ہون گے والا فلا ۔ جب رسم الخط و تلفظ مین دونون خلط ملط
ہوگئے ۔ اور استعمال مین بنو نوایت باقی رہا ۔ اور مولفین رسائل انساب نوایت عرب کے
قبائل و بطون سے ناواقف تہے ۔ اور نوایت کے اصل مفرد نوتی کو بلحاظ معنی حقارت سے دیکہنے لگے
اور اپنا انتساب اُس سے مکروہ سمجہنے لگے ۔ تکلفاً و تصنعاً لفظ کے اصلی ما خذ و مادہ مین تغیر کر کے
لکہنے لگے کہ بنو نوایت بالتاء المثناہ الفوقانیہ نہین ہے بلکہ بالطاء المہملہ ہے یعنی بنو نوائط ہے
جسکا مفرد بنو نائط ہے حالانکہ اُنکی یہ دلیل محض بناوٹ ہی بناوٹ تہی ۔ اس لیے کہ قبائل عرب مین
بنو نائط کوئی قبیلہ و بطن نہین ہے ۔ اگر مولفین قبائل عرب کی کتب انساب و قبائل سے واقف
و ماہر ہوتے تو ایسی تاویلات لاطائل و تکلفات لاحاصل مین نہ پڑتے اور لکہہ دیتے کہ ہم قبیلہ بنو ناعط
سے ہین ۔ بنو نابتہ سے الگ ہو جاتے ۔ دونون مین فرق بین ہو جاتا ۔ نوایت جسکا مفرد نوتی
ہے اُسکے انتساب سے گریز کی ضرورت نہوتی ۔ تمام تحقیقات مذکورہ سے یہ ثابت و محقق ہوا کہ
سواحل ہند پر ملیبار کوکن و دکن مین عرب سے اولاً بنو نوایت آئے ۔ اور یہان سکونت اختیار کیے
تجارت و نوکری زراعت و پیشہ گری کرنے لگے بعد مین بنو ناعط وغیرہ قبائل کے متعدد افراد
آئے ۔ اور بنو نوایت کے ساتھہ رہنے لگے ۔ اسیطرح عرب کے آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہا پھر
قریش و غیر قریش آتے گئے ۔ عربون کی جماعت روز بروز بڑہتی گئی ۔ گویا ہمکو ایسے محل مین
یہہ کہنا چاہیے کہ دکن و کوکن مین عرب کے متفرق قبائل کے افراد باہم ملنے سے نوایت نام کی

پنچ میل سوسائٹی ہوگئی۔ اور تمام پر نوایت کا لفظ اطلاق کیا گیا۔ اس پنچ میل سوسائٹی
مین متفرق قبائل کے افراد مجتمع ہین۔ قریش و غیر قریش باہم شریک ہین۔ اور یہہ تخصیص
کرنا کہ نوایت قریش ہی سے ہین۔ پایۂ اعتبار سے ساقط ہے۔ نوایت و ناعط کی تحقیق تمام
ہوی۔ بہ توفیق اللہ المنعام۔

علاءالدین ثالث بن احمد شاہ بہمنی ثانی کی تخت نشینی

فرشتہ نے لکہا کہ احمد شاہ بہمنی کی رحلت کے بعد امیر برید نے ظاہراً تعزیت و ماتم کے لوازم
ادا کئے۔ تقریباً دو ہفتہ تک مہمات سلطنت کو معطل رکہا۔ چاہتا تہا کہ خود تخت نشین ہو جائے
لیکن حکام اطراف کے خوف سے جرأت نہین کر سکتا تہا آخر بہت ہی غور و فکر کے بعد علاءالدین شاہ
کو تخت پر بٹہایا اور خود شاہانہ حکومت کرنے لگا۔ علاءالدین عاقل و خردمند و دلاور تہا۔ ہونہار
و ہوشیار معلوم ہوتا تہا۔ اُسکے آثار و اطوار سے نمایان تہا کہ آبا و اجداد کے نام کو زندہ کریگا۔ اور
سلطنت کی عمارت افتادہ کو از سر نو آباد کریگا۔ جب بادشاہ نے جلوس کے بعد دیکہا کہ میرے آباد اجداد
بدولت شراب و کباب عیش و عشرت خانہ خراب سلطنت و حکومت سے بے اختیار ہوے۔ اس لئے
کبہی شراب و کباب کی رغبت نہین کی نہ رقص و سرود کے طرف مائل ہوا۔ اور امیر برید و دیگر امرائے
غاصبین ملک سے روٹی کی مدافعت کے طرف متوجہ ہوا۔ اولاً دشمن خانگی کی مدافعت واجب
و لازم جان کے حکمت عملی و دانائی سے تملقاً امیر برید سے کہا کہ میرے باپ دادا ہوشیار
و خردمند نہین تہے۔ دنیا و مافیہا سے بیخبر تہے۔ عالم بیخبری مین صاحبان غرض کی باتون
پر عمل کرتے تہے۔ آپکی اور قاسم برید کی کچہہ قدر نہین جانتے تہے۔ اور آپ کی دولت خواہی کی

داد نہین دیتے تہے۔ بناءً علیہ آپ جیسے دولت خواہون پر واجب و لازم تہا کہ اُن کی سلطنت
و دولت کے بقا کے لئے اُن کی حفاظت کرین اور اُنکو ارتکاب مناہی سے باز رکہین لیکن
مین شراب خوار نہین ہون اور آپ جیسے خیر خواہون کو پہچانتا ہون۔ پس مجکو محافظین کے
سپرد کرنا فضول ہے۔ اگر آپ نہوتے تو حکام اطراف حملہ کرکے دار السلطنت پر قابض و متصرف
ہو جاتے۔ اگر آپ مجہہ سے مطمئن نہین ہین تو مجکو مکہ معظمہ روانہ کر دیجے۔ اور فراغت سے
زندگی بسر کیجئے۔ اور امیر برید نے باوجود ہوشیاری و روباہ بازی بادشاہ سے موکلین و محافظین
کو دور کر دیا۔ بادشاہ اکثر اوقات اُس سے اپنی طاعت و نیازمندی کا اظہار کرتا تہا۔ کبہی ایسی
بات نہین کرتا تہا جس سے اسکا مافی الضمیر ظاہر ہو جائے۔ پس آخر حسن تدبیر و دانائی سے
ایک جماعت کو اس بات پر آمادہ کیا کہ امیر برید اور اُسکی اولاد کو قتل کرین۔ پہر بادشاہ نے جماعت
مذکورہ کو غرۂ ماہ کی رات مین اپنے محلسرا مین رکہا۔ اور امیر برید حسب دستور غرۂ ماہ کو
صبح کیوقت ماہ نو کی مبارکباد و سلام کیلئے دربار مین آیا۔ بادشاہی محلسرا سے ایک بوڑہی
خادمہ جو اس معاملہ سے بیخبر تہی۔ باہر آئی۔ اور امیر برید کو بادشاہ کے نشستگاہ کے پاس لیگئی
اور امیر برید مع فرزندان و مقربان محل کے قریب پہنچا۔ اسی اثنا مین جو جماعت گہات مین بیٹہی تہی
انمین سے ایک نے چہینکا۔ چہینکنے کی آواز برید نے سُنی اور سنتے ہی فوراً بادشاہی محل سے
باہر آیا۔ اور بوڑہی خادمہ سے پوچہا کہ یہہ آواز کسکی ہے سچ سچ کہہ۔ پیرضعیفہ نے جوابدیا کہ
مجکو معلوم نہین۔ امیر برید نے خواجہ سراؤن کو اندر بہیجا۔ بدبختی سے راز مخفی فاش ہوگیا۔
امیر برید نے تمام جماعت کو باہر نکالا اور ایک ایک کو مار ڈالا اور علاء الدین کو معزول کرکے

قید کیا۔ پہر چند ہی روز کے بعد اسکا کام تمام کر دیا۔ مدت سلطنت دو سال تین مہینے
یہہ واقعہ سنہ ۹۲۷ ہجری مین واقع ہوا۔

سلطنت شاہ ولی اللہ

علاء الدین ثالث بہمنی کے فوت ہونیکے بعد امیر برید نے ولی اللہ بن احمد شاہ کو تخت نشین کیا
یہ بادشاہ بہی برائے نام بادشاہ تہا۔ واقع مین امیر برید ہی بادشاہ تہا۔ بادشاہ برید کے ہاتہہ
مین گویا کاٹ کا پتلا تہا۔ برید نے بادشاہ کے صرف مایحتاج کے لئے ماہانہ مقرر کر دیا تہا
وظیفہ خوار کی طرح مشکل سے زندگی بسر کرتا تہا۔ اسی تکلیف و مصیبت سے تقریباً تین برس
گزارے۔ مقربین و مصاحبین کی تدبیر سے چاہا کہ برادر مرحوم کی طرح امیر برید کے پنجہ سے
رہائی حاصل کرے۔ ابہی یہ ارادہ وجود مین نہین آیا تہا کہ امیر برید کو معلوم ہو گیا۔
فوراً بادشاہ کو خانہ نشین یا حرم سرا مین قید کر دیا۔ پہر چند روز کے بعد حرم سرا کی باندیون
کے ذریعہ سے زہر قاتل پلا یا۔ اور ولی اللہ کا کام تمام کیا۔ یہہ واقعہ سنہ ۹۳۲ ہجری مین واقع ہوا
فرشتہ کا یہہ زعم ہے کہ امیر برید نے بادشاہ کی منکوحہ جمیلہ و حسینہ سے تعلق پیدا کیا تہا۔
اسی تعلق کیوجہ سے بادشاہ کے وجود بی سود کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کیا۔
اور اُسکی منکوحہ پر متصرف ہوا انتہیٰ کلامہ۔ فرشتہ کا زعم اعتبار و یقین کے راستہ سے
منزلون تک دور رہے اسلئے کہ دیگر مورخین مثلاً مفتاح القلوب و تاریخ نظامی و تاریخ طاہری
وغیرہم نے اس تعلق کا کچھہ ذکر نہین کیا۔ علاوہ این خاندان بہمنیہ کی بیگمات شہزادیان
دا فاغنہ و ترا کمہ کی بیٹیان ہوتی تہین حیا و شرم کی پابند۔ قوانین عصمت و عفت پر

کاربند رہتی نہین - اس قسم کے افعال سے پرہیز و اجتناب کرتی نہین - مفتاح القلوب کے مولف نے یہہ بہی لکہا کہ ولی اللہ و کلیم اللہ دونون حقیقی بہائی دختر زادہ یوسف عادل شاہ تہے - یوسف عادل شاہ کی دختر مسماۃ ستی بانو اسم با مسمی تہی - اُسکی رگ و پی مین ترکمانی جوش و خروش مع جزن تہا - دیکہنے مین عورت تہی لیکن دلیری و بہادری مین مردون سے کم نہ تہی امیر برید نے بے بس کر رکہا تہا - بامر مجبوری ہاتہہ پاؤن ہلا نہین سکتی تہی - اور فرشتہ نے ولی اللہ کو عنوان بیان مین ابن محمود شاہ لکہا - اور ذیل کی عبارت مین لکہا کہ کلیم اللہ دختر زادہ یوسف عادل شاہ برادر کوچک ولی اللہ الخ معلوم ہوتا ہے کہ سہو کاتب سے فرشتہ کی عبارت مین خلاف واقع لکہا گیا ہے - اس قسم کا خلاف واقع فرشتہ کی تحقیق کے خلاف ہے و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال

رباعی

گل صبحدمے بخود برآشفت و بریخت	با باد صبا حکایتے گفت و بریخت
بد عہدی دہر بین کہ گل در دہ روز	سر بر زد و غنچہ کرد و بشگفت و بریخت

جلوس کلیم اللہ بن احمد شاہ ثانی بہمنی

کلیم اللہ بن احمد شاہ جو یوسف عادل شاہ کی دختر نیک اختر کے بطن سے تہا - امیر برید نے بلحاظ ضرورت اسکو تخت نشین کیا - اور بادشاہ کی حفاظت کیلئے اپنے آوردے مقرر کیے - اور پوشیدہ اسبابات کی تلاش و جستجو کرتا تہا کہ بادشاہ کسی سے ملکے فتنہ و فساد برپا نکرے - کلیم اللہ حلیم المزاج ہوشیار و ہونہار تہا - اولوالعزم و صاحب ہمت تہا - بامر لاچاری امیر برید کے شکنجہ قید مین مقید تہا - چاہتا تہا کہ امیر برید کے پنجہ سے رہائی حاصل کرے - اُسوقت ہندوستان مین

انقلاب ہو رہا تہا۔ یعنے بابر بادشاہ نسباً تیموری و حسباً چنگیز خانی تہا۔ باپ کے مرنیکے بعد
ملک فرغانہ کا بادشاہ ہوا۔ پہر وہان سے جلاوطن ہوکے سنہ ۹۱۰ ہجری مین کابل پر قابض و متصرف
ہوگیا۔ پہر جب اُسکے دل مین یہہ شوق پیدا ہوا کہ ہندوستان کو مسخر کرنا چاہیے۔ جو سنہ ۹۳۲ ہجری
مین مع جمعیت بارہ ہزار سوار روانہ ہوا۔ اُسوقت ہندوستان مین ابراہیم لودہی سلطنت
کررہا تہا۔ بابر و ابراہیم کا مقابلہ پانی پت کے میدان مین ہوا۔ ابراہیم مارا گیا۔ اور بابر کامیاب
ہوگیا۔ بابر کی کامیابی سے ہندوستان مین کہلبلی پیدا ہوگئی۔ ہندوستان کے طوائف
الملوک تملقاً بابر کی خدمت مین تحائف و پیشکش بہیجنے لگے۔ حکام دکن مثلاً اسمعیل عادلشاہ
و برہان نظام شاہ و سلطان قلی قطب الملک وغیرہ نے بہی اپنے اپنے سفیر بہیجے اور اپنی نیازمندی
و اخلاص کا اظہار فرمایا۔ کلیم اللہ نے بہی اپنے ایک خادم کو سفارۃً بہیجنے کیلئے تجویز کیا۔ خادم
جانیکے لئے مستعد ہوگیا۔ پس بابر کی خدمت مین ایک عرضداشت بہیجی۔ اسکا مضمون یہہ تہا،
میرے ملازمین و نوکران قدیم نے بمقتضائے تقدیر یا سوء تدبیر میرے تمام ملک دکن کو غصب
کرلیا ہے۔ اور مجکو قید کر رکہا ہے۔ اور خود شاہانہ سلطنت کررہے ہین۔ اگر آپ اسطرف
تشریف لائین اور بندہ باخلاص کو اس قیدخانہ سے خلاص فرمائین تو ملک برار و دولت آباد
آپکی نذر کرونگا الخ چونکہ بابر ابہی ہندوستان مین مستقل بادشاہ نہین ہوا تہا۔ اور سلطنت کا
پورا انتظام نہین کیا تہا۔ علاوہ این ہند و دکن مین فاصلہ بعید تہا۔ اور راستے مین
شاہان گجرات و مالوہ موجود تہے۔ ان موانع کے وجہ سے بابر نے کچہہ توجہ نہین کی۔ کلیم اللہ کی
عرضداشت پر کچہہ نتیجہ مترتب نہین ہوا۔ اور یہہ خبر فاش ہوگئی۔ خبر کے فاش ہوتے ہی شاہ کلیم اللہ نے

حفاظت جان کیلئے سنہ ۹۳۴ ہجری مین فرار کا رستہ اختیار کیا۔ اوّلاً اس خیال سے کہ اسمٰعیل
عادلشاہ ماموں ہے اعانت و مدد کریگا۔ بیجاپور گیا۔ جب بیجاپور مین پہنچا اور ماموں کو دیکھا
کہ وہ خلاف پر ہے اور اسکو گرفتار کرنا چاہتا ہے تو وہان سے مع اٹھارہ سواران ہمراہی
احمدنگر بہاگا۔ برہان نظام شاہ بحری نے بلوازم استقبال ادا کرکے اسکو اعزاز و اکرام کے ساتھہ شہر مین
اُتارا۔ اور اُسکی خاطر و مدارات مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔ جب کلیم اللہ برہان کے پاس
آتا تہا تو برہان ادب سے اُسکے سامنے دست بستہ کہڑا رہتا۔ اور چاہتا تہا کہ اس تقریب مین کلیم اللہ
کو بادشاہ بناکر بیدر پر حملہ کرے۔ اور دکن کے تمام ملک پر قابض و متصرف ہو جائے۔ اسیطرح کلیم اللہ
چندروز احمدنگر مین برہان کے پاس مہمان رہا۔ برہان مہمانداری مین سرگرم تہا۔ اور
اکثر مجلس دربار مین کلیم اللہ کے سامنے دست بستہ کہڑا رہتا تہا۔ مگر شاہ طاہر جو حکمت عملی
و فلسفی خیالات کا منبع اور مخزن تہا۔ برہان کے دست بستہ کہڑا رہنے کو ناپسند کرتا تہا۔ اور سمجہتا تہا
کہ اگر ایسی ہی حالت رہی تو امرا اور رعایا کے دل مین کلیم اللہ کی عظمت قائم ہو جائیگی۔ اور
تمام لوگ اُسکے مطیع و فرمان بردار ہو جائینگے۔ اور برہان کی وقعت لوگون کی نظر مین باقی نرہیگی
اور برہان کی خودمختاری آزادی بہی نرہیگی۔ اور میری شان و عظمت کو بہی نقصان
پہنچیگا اس لئے برہان کو سمجہایا کہ آپ کیا غضب کرتے ہین اور اپنی سلطنت کو ہاتہہ سے
کہوتے ہین۔ بمقتضائے مصرع ہر کسے پنج روز نوبت اوست + اس سے پہلے زمانہ مین
اگرچہ حاکمی و محکومی کا تعلق تہا۔ لیکن اب وہ تعلق باقی نہین ہے۔ پس اپنے نام کا
خطبہ و سکہ جاری کرنا اور دربار وارث ملک کے سامنے دست بستہ کہڑے رہنا ہوشیاری و دانائی سے

بعید ہے۔ گمان کیا جاتا ہے کہ اگر آپکے امرائے دولت کلیم اللہ شاہ کے ساتھہ اتفاق کرکے
کوئی امر ایسا پیدا کرین جسکا تدارک نہو سکے تو اُسوقت بجز حسرت و افسوس حاصل نہوگا لیکن
شاہ طاہر کا کلام موثر ہوا۔ برہان نظام شاہ متنبہ و آگاہ ہو گیا۔ پہر کبہی کلیم اللہ کو اپنے پاس
مجلس یا دربار مین نہین بولایا۔ اُسی سال مین چند روز کے بعد زہر یا اپنی موت سے احمد نگر
مین فوت ہوا۔ اُسکا تابوت احمد آباد بیدر مین لیجا کے بہمنیہ مقبرہ مین دفن کیا گیا قطعہ

بہست و نیست مرنجان ضمیر و دل خوش دار ۔۔۔ کہ نیستی است سر انجام ہر کمال کہ ہست

ازین رباط دو در چون ضرورست رحیل ۔۔۔ رواق و طاق معیشت چہ سر بلند و چہ پست

یہی کلیم اللہ خاتم سلاطین بہمنیہ تہا۔ اسکی نام و وجود پر سلطنت
بہمنیہ کا خاتمہ ہو گیا۔ اس کے بعد خاندان بہمنیہ سے
کوئی نام کا بہی بادشاہ نہین ہوا۔ کوئی
باقی رہا۔ البقاء و الملک
للہ القہار

یہہ خاتمہ سنہ ۹۳۳ ہجری مین واقع ہوا۔

الحمد للہ والمنۃ علی اختتام ہذہ المجلدۃ والربع ثانیہا

ان شاء اللہ تعالی